سنن ابی داؤد کی جامع اور مکمل شرح مع متن، اعراب، ترجمہ احادیث وتخریج

الدُّرُّ المنضود

علی

سُنَنِ أبي داود

كتاب الطهارة (ابواب السهو تا آخر کتاب الصلوٰۃ)

افادات درسیہ مع اضافات ونظر ثانی

حضرت مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہ

صدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور

تلمیذ رشید

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی ۵ فون: 021-34935493

مؤلف دامت برکاتہم کی طرف سے تصحیح اغلاط اور اضافات کے ساتھ،
احادیث کے مکمل متن، ترجمہ اور تخریج کے ساتھ منفرد ایڈیشن

نام کتاب : الدر المنضود على سنن أبي داود ﴿الجزء الثالث﴾

افادات درسیہ : حضرت مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہ
صدر المدرسین مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ترجمہ : مولانا محمد زکریا مدنی مدظلہ (استاذ جامعہ الخلیل الاسلامی، کراچی)

تخریج و ترتیب جدید : اراکین الخلیل اکیڈمی
معراج منزل علامہ بنوری ٹاؤن،
کراچی۔ 0321-2357200

ناشر : مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، بہادر آباد کراچی ۵

اشاعت طبع جدید : ذوالقعدہ ۱۴۳۷ھ اگست 2016ء

فہرست مضامین

تمت بالخیر

۱۹۶۔ بَابُ السَّهْوِ فِي السَّجْدَتَيْنِ

دو رکعت پڑھنے کے بعد بھول ہو جانے کا بیان

سجدتین سے مراد رکعتین ہے، یعنی اگر کوئی شخص دو رکعت پڑھنا بھول جائے اور بجائے چار کے دو پر سلام پھیر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

یہاں ابواب السہو شروع ہو رہے ہیں، یعنی سجدۂ سہو اور اس کے احکام۔

سہو سے متعلق چند مسائل وابحاث: یہاں پر اولاً چند مسائل سن لیجئے: ① سجدہ سہو حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے، ② سجدہ سہو کیلئے تکبیر افتتاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نہیں امام مالکؒ کے نزدیک ہے بشرطیکہ سجدۂ سہو بعد السلام ہو اور اگر قبل السلام ہو تو پھر اس کیلئے تکبیر تحریمہ کی حاجت نہیں، ③ سجدہ سہو کے بعد دوبارہ تشہد پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ اگر سجدہ سہو بعد السلام کیا ہے تب تو دوبارہ تشہد پڑھا جائے گا ورنہ نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک ہر صورت میں پڑھا جائے گا، اور حسن بصریؒ کا مذہب یہ ہے کہ سجدہ سہو کے بعد نہ تشہد ہے اور نہ تسلیم، اس مسئلہ کیلئے مصنف نے آگے چل کر مستقل باب باندھا ہے جس کے لفظ یہ ہیں بَابُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فِيهِمَا تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيمٌ، ④ سجدہ سہو قبل السلام ہے یا بعد السلام؟ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً بعد السلام اور عند الشافعی مطلقاً قبل السلام، اور امام مالکؒ کے یہاں تفصیل ہے کہ اگر وہ سہو جس کی وجہ سے سجدہ کر رہا ہے نقصان کے قبیل سے ہے تب تو سجدہ سہو قبل السلام ہوگا اور اگر وہ سہو زیادتی کے قبیل سے ہے تو سجدہ بعد السلام ہوگا، ان کا مذہب یاد کرنے کا طریقہ یہ ہے القاف للقاف والدال للدال، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ہر حدیث کو اس کے موقع پر استعمال کیا جائیگا، یعنی جس سہو میں حضور ﷺ نے سجدہ قبل السلام کیا ہے ہم لوگ بھی اس سہو میں سجدہ قبل السلام کریں گے اور جس سہو میں آپ نے سجدہ بعد السلام کیا ہے اس میں ہم بھی سجدہ بعد السلام کریں گے، اور جو صورت کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئی اس میں قبل السلام ہوگا، اسحاق بن راہویہ کا مذہب بھی مثل امام احمدؒ کے ہے مگر وہ یوں فرماتے ہیں کہ جس سہو کے بارے میں حضور ﷺ سے کچھ ثابت نہیں اس میں امام مالکؒ کے قول کو لیا جائیگا، یعنی اگر وہ سہو نقصان کے قبیل سے ہے تو قبل السلام اور اگر زیادتی کے قبیل سے ہے تو بعد السلام، نیز امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جب نقصان وزیادتی دونوں جمع ہو جائیں تو نقصان کو غلبہ دیتے ہوئے سجدہ قبل السلام ہوگا۔

۱۰۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ - الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ -، قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ

الْمَسْجِدِ، فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيْهِمَا إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ. ثُمَّ خَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ وَهُمْ يَقُولُونَ: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، قُصِرَتِ الصَّلَاةُ. وَفِي النَّاسِ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ. فَقَامَ رَجُلٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «لَمْ أَنْسَ، وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ». قَالَ: بَلْ، نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللهِ. فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ. فَقَالَ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ» . فَأَوْمَئُوا: أَيْ نَعَمْ. فَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَقَامِهِ، فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ. ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ، أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ". قَالَ: فَقِيلَ لِمُحَمَّدٍ: سَلَّمَ فِي السَّهْوِ؟ فَقَالَ: لَمْ أَحْفَظْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَكِنْ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ.

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر یا عصر میں سے کوئی ایک نماز پڑھائی تو دو رکعت پڑھانے کے بعد آپ نے سلام پھیر دیا پھر آپ اس لکڑی کے پاس جاکر کھڑے ہو گئے جو مسجد کے اگلے حصہ (جانب قبلہ) میں تھی اور آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ ایک دوسرے پر رکھتے ہوئے اس لکڑی پر رکھ دیئے اور آپکے چہرہ انور سے غصہ کے آثار نمایاں تھے پھر وہ لوگ جو مسجد سے جلدی جلدی چلے جاتے ہیں وہ یہ کہتے ہوئے مسجد سے نکل گئے کہ نماز کم ہو گئی...... نماز کم ہو گئی..... مقتدیوں میں ابو بکر و عمرؓ بھی تھے لیکن انہیں نبی اکرم ﷺ سے بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی تو ایک صاحب جن کو نبی اکرم ﷺ ذوالیدین کہا کرتے تھے کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم ہو گئی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ تو مجھے بھول اور نسیان ہوا ہے اور نہ ہی نماز میں کمی کی گئی تو ذوالیدین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپکو نماز میں بھول لگی ہے تو نبی اکرم ﷺ حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا ذوالیدین صحیح کہہ رہے ہیں تو صحابہ نے اشارہ کر کے اثبات میں جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی جگہ لوٹے اور باقی دو رکعت ادا فرمائی پھر آپ نے سلام پھیرا پھر تکبیر کہہ کر نماز کے سجدہ کی مانند سجدہ فرمایا یا اس سے بھی لمبا سجدہ فرمایا پھر آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا پھر آپ نے دوسرے سجدے کیلئے تکبیر کہی اور نماز کی سجدہ کی مانند سجدہ فرمایا یا اس سے بھی لمبا...... پھر آپ نے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہی ایوب راوی کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین سے پوچھا گیا کیا حضرت ابوہریرہؓ نے یہ ذکر کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ سہو کرنے کے بعد سلام پھیرا تھا تو محمد بن سیرین نے فرمایا مجھے حضرت ابوہریرہؓ کے یہ الفاظ یاد نہیں کہ سجدہ سہو کے بعد حضور ﷺ نے سلام پھیرا تھا لیکن مجھے بتلایا گیا کہ عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ سجدہ سہو کرنے کی بعد حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

شرح الحدیث **مضمون حدیث:** عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ- الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ -: ابوہریرہؓ فرمارہے ہیں کہ ایک روز آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا اور پھر مسجد میں آگے کی جانب ایک لکڑی گڑی ہوئی تھی اپنے دونوں ہاتھ اس پر رکھ کر کھڑے ہو گئے، غصہ کے

آثار آپ ﷺ کے چہرہ پر نمایاں تھے، دو رکعت پڑھنے کے بعد جو جلد باز تھے (جوان پارٹی) وہ فوراً مسجد سے جانے لگے یہ کہتے ہوئے قصرت الصلاۃ قصرت الصلاۃ یعنی نماز میں تخفیف ہوگئی بجائے چار کے دو رکعت رہ گئیں، نماز پڑھنے والوں میں حضرات شیخین ابو بکرؓ و عمرؓ بھی تھے، حضور ﷺ سے کچھ عرض کرنے کی ان دونوں کو ہمت نہ ہوئی (اس لئے کہ مشہور ہے نزدیکاں رابیش بود حیرانی، یعنی جو لوگ مقرب ہوا کرتے ہیں ان کو ڈر زیادہ ہوا کرتا ہے اور عام لوگوں کو کوئی خاص پرواہ نہیں ہوتی)، فَقَامَ رَجُلٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ الخ، ذوالیدین نے حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا بات ہوئی نماز میں قصر واقع ہوگیا یا آپ ﷺ بھول گئے، اس سوال وجواب کے بعد آپ ﷺ نے پہلی نماز پر بناء کرتے ہوئے دو رکعت اور پڑھیں اور سجدہ سہو بھی فرمایا۔

اس حدیث میں چند باتیں ہیں:

① ابوہریرہؓ جو اس واقعہ کے راوی ہیں وہ کبھی تو شک کے ساتھ یہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ظہر یا عصر کی نماز کا تھا اور کبھی عصر کی تعیین میں کبھی ظہر کی تعیین فرمادیتے ہیں۔

شراح اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اصل میں تو ان کو اس کی تعیین میں شک ہی تھا اسی لئے کبھی تو شک ہی کے ساتھ بیان کردیتے تھے اور بعض مرتبہ سوچنے سے ظہر کی رائے غالب ہوجاتی تھی تو ظہر کی تعیین فرمادیتے تھے اور جب عصر کی رائے کو غلبہ ہوتا تو عصر کی تعیین فرمادیتے تھے۔

② اس حدیث میں ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کو حضور ﷺ نے نماز پڑھائی، حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ مراد نہیں کہ خود ابوہریرہؓ کو پڑھائی ابوہریرہؓ اس واقع میں شریک نہیں تھے، لہذا مراد یہ ہے کہ ہماری قوم کو اور ہماری جماعت کے لوگوں کو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، یا یہ کہئے ہمارے مسلم بھائیوں کو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور حنفیہ کے نزدیک اس تاویل کی ضرورت اس لئے ہے کہ اس واقعہ میں ذوالیدین کا موجود نہ ہونا یقینی ہے کیونکہ وہ جنگ بدر میں شہید ہوچکے تھے، اس وقت تک ابوہریرہؓ اسلام بھی نہیں لائے تھے ان کا اسلام لانا ۷ھ میں ہے لہذا یہ حدیث مرسل ابوہریرہؓ ہوئی ابوہریرہؓ نے اس کو کسی قدیم الاسلام صحابی سے سن کر بیان فرمایا۔

③ کلام فی الصلاۃ کا مسئلہ مختلف فیہ ہے جو ہمارے یہاں پہلے گزر چکا، حنفیہ حنابلہ کے نزدیک کلام فی الصلاۃ مطلقاً قلیل ہو یا کثیر عمداً یا نسیاناً سب ناجائز اور مفسد صلاۃ ہے، اور شافعیہ فرماتے ہیں کلام قلیل نسیاناً اگر ہو تو اس کی گنجائش اور جائز ہے، اور مالکیہ فرماتے ہیں کہ اگر کلام یسیر قصداً اصلاح صلاۃ کی غرض سے ہو تو جائز ہے اور اگر ایسے ہی نسیاناً ہو تو ناجائز، یہ حضرات شافعیہ و مالکیہ دونوں اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں لہذا یہ حدیث حنفیہ و حنابلہ کے خلاف ہوئی۔

حدیث ذوالیدین کی توجیہ عند الحنابلہ: خلاف تو حنابلہ کے بھی ہونی چاہئے تھی مگر انہوں نے کلام فی

الصلاۃ کی ایک خاص شکل کا استثناء کر دیا جس کو امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں حضرت امام احمدؒ کیطرف سے نقل فرمایا ہے لہذا وہ اشکال سے بچ گئے، وہ شکل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ امام ہو یا مقتدی نماز میں کلام یہ سمجھ کر کرے کہ میری نماز پوری ہو گئی خواہ واقع میں پوری نہ ہوئی ہو تو یہ صورت جائز ہے اور یہاں اس قصہ میں ایسا ہی ہوا، اس لئے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہی سمجھ رہے تھے کہ میں نے پوری پڑھائی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے لَمْ أَنْسَ. وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ لیکن ذوالیدین بھی یہی سمجھ رہے تھے نماز پوری ہو چکی اور وہ یہی سوچ کر بولے تھے۔

دراصل وہ یہ سمجھے تھے کہ آئے دن نزول وحی سے احکام میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے تو بظاہر نماز میں قصر ہوا ہے اور چار کی دو رہ گئیں، تاہم احتیاطاً انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں نسیان تو نہیں ہو گیا۔

اب رہ گئے احناف شکر الله مساعیهم، ان کے یہاں کلام فی الصلاۃ کی کوئی صورت بھی مستثنیٰ نہیں۔

حنفیہ کی توجیہ وتقریر: انہوں نے اس کا جواب دیا کہ یہ واقعہ کلام فی الصلاۃ کے نسخ سے پہلے کا ہے کلام فی الصلاۃ کا نسخ اس واقعہ کے بعد ہوا ہے لہذا اس سے استدلال صحیح نہیں، جمہور نے کہا کہ یہ واقعہ نسخ کے بعد کا ہے کیونکہ کلام فی الصلاۃ کا نسخ مکہ میں ہو چکا تھا اور یہ واقعہ مدینہ کا ہے قرینہ اس کا عبد اللہ بن مسعودؓ کی وہ حدیث ہے جو باب رد السلام فی الصلاۃ میں گزر چکی فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، کیونکہ یہاں پر رجوع سے رجوع اول مراد ہے، جو مکہ کی جانب ہوا تھا اور یہ قصہ ذوالیدین اواخر ہجرت کا ہے کیونکہ اس کے راوی ابوہریرہؓ ہیں جو ۷ھ میں اسلام لائے۔

ہماری طرف سے اولاً تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جناب والا! یہ حدیث کسی کے بھی موافق نہیں ہے نہ شافعیہ کے نہ مالکیہ کے، کیونکہ شافعیہ نسیاناً کلام کے جواز کے قائل ہیں، یہ کلام نسیاناً کہاں تھا یہ تو عمداً تھا کما ھو ظاہر، اور مالکیہ کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ ذوالیدین کا کلام گو اصلاح صلاۃ کے ارادہ سے تھا لیکن سرعان الناس کا کلام تو اس غرض سے نہ تھا، یہ جواب تو گویا الزامی تھا اور تحقیقی جواب ہمارا یہ ہے کہ یہ واقعہ ذوالیدین نسخ الکلام فی الصلاۃ سے پہلے کا ہے، کیونکہ ہماری تحقیق یہ ہے کہ نسخ الکلام مدینہ میں اوائل ہجرت میں ہوا نہ کہ مکہ میں اور قرینہ اس پر زید بن ارقمؓ کی وہ حدیث ہے جو بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ میں گزر چکی جس میں اس طرح ہے فَنَزَلَتْ: { وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ [1] } . فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ، وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ، اور زید بن ارقم انصاریؓ صحابی خود بھی مدنی ہیں اور یہ آیت بھی بالاتفاق مدنی ہے لہذا ماننا پڑیگا کہ نسخ الکلام فی الصلاۃ مدینہ میں ہوا اور وہ جو قرینہ آپ نے پیش کیا تھا ابن مسعودؓ کی حدیث کا اس کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ وہاں رجوع سے رجوع ثانی مراد ہے جو مدینہ کی جانب ہوا تھا اس صورت میں زید بن ارقمؓ اور ابن مسعودؓ دونوں کی حدیثیں متفق ہو جائیں گی ورنہ دونوں میں تعارض ہو گا، اور ابن مسعودؓ کا رجوع ثانی الی المدینہ اوائل ہجرت میں تھا جنگ بدر سے پہلے، کما تقرر فی محله۔

[1] اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے (سورۃ البقرۃ ۲۳۸)

پس معلوم ہوا کہ نسخ الکلام بھی اوائل ہجرت میں ہوا اور یہ قصہ ذوالیدین بھی اوائل ہجرت اور بدر سے پہلے کا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ ذوالیدین جنگ بدر میں شہید ہوئے ہیں لہذا یہ قصہ بھی بدر سے پہلے کا ہے ابو ہریرہؓ اس میں خود شریک نہ تھے، لہذا حدیث مرسل صحابی ہے جب صورت حال یہ ہے کہ نسخ الکلام فی الصلاۃ اور اسی طرح قصہ ذوالیدین دونوں کا وقوع بدر سے پہلے ہوا تو اب یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں سے کون سے کا وقوع پہلے ہوا اور کون سے کا آخر میں، فلا یصح الاستدلال به لاجل احتمال النسخ۔

جمہور کی طرف سے تردید: انہوں نے ہماری اس تقریر کا یہ جواب دیا کہ جنگ بدر میں شہید ہونے والے ذوالیدین نہیں ہیں بلکہ ذوالشمالین ہیں اور یہ صاحب قصہ ذوالیدین ہیں، امام زہریؒ سے اس میں غلطی ہوئی کہ انہوں نے اس واقعہ کی روایت میں بجائے ذوالیدین کے ذوالشمالین کہہ دیا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ صاحب قصہ ذوالیدین ہیں جن کا خلافت معاویہؓ میں انتقال ہوا اور ذوالشمالین ایک دوسرے صحابیؓ ہیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے، لہذا اس حدیث کو مرسل صحابی ماننے کی ضرورت نہیں یہ قصہ اواخر ہجرت کا ہے ابو ہریرہؓ خود اس میں شریک تھے۔

ذوالیدین وذوالشمالین ایک ہی ہیں: ہمارے علماء نے جواب دیا کہ ذوالیدین اور ذوالشمالین دونوں ایک ہی ہیں اور دلیل اسکی نسائی شریف کی روایت ہے چنانچہ نسائی کی حدیث جس کو ابن شہاب ابو سلمہ سے روایت کرتے ہیں اور ابو سلمہ ابو ہریرہؓ سے جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ایک مرتبہ سہو واقع ہو فقال له ذو الشمالين: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟»[1]، اور اسی طرح اس کو عمر بن ابی انس بھی ابو سلمہ سے روایت کرتے ہیں، دیکھئے اس روایت میں ایک ہی شخص پر ذوالیدین اور ذوالشمالین کا اطلاق ہو رہا ہے۔

علامہ سندھیؒ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں کہ ابن عبد البرؒ نے فرمایا کہ اس قصہ میں ذوالشمالین کہنے میں زہری متفرد ہیں کسی نے ان کی متابعت نہیں کی حالانکہ عمر بن ابی انس نسائی کی اس روایت میں زہری کی متابعت کر رہے ہیں، لہذا تفرد کا دعویٰ باطل ہے، حضرت سہارنپوریؒ نے بذل[2] میں نسائی کے علاوہ بھی کتب حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ ان میں بھی اسی طرح ہے مثلاً مسند بزار، اور طبرانی کی معجم کبیر میں معلوم ہوا کہ یہ دونوں ایک ہیں یہی رائے ابن حبان اور ابن سعد کی ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے ابن الاثیر الجزری نے جامع الاصول میں اور مبرد نے الکامل میں اور ایک دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں انہیں میں سے سہیلی ہیں اور بیہقی، ابن[3] الاثیر الجزری صاحب اسد الغابہ اور ابن مندہ یہ سب حضرات یہ کہہ رہے ہیں کہ زہری سے اس

---

[1] سنن النسائي - كتاب السهو - باب ما يفعل من سلم من ركعتين ناسيا وتكلم ١٢٢٩

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٥ ص ٣٦٢-٣٦٣

[3] ابن الاثیر الجزری صاحب جامع الاصول اور ہیں، اور یہ ابن الاثیر صاحب اسد الغابہ دوسرے ہیں یہ دونوں بھائی بھائی ہیں، یہاں ایک تیسرے شخص ہیں ابن الجزری، صاحب حصن حصین محمد بن محمد بن الجزری، ۱۲ منہ۔

میں غلطی واقع ہوئی، نیز انہوں نے کہا کہ دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ دونوں کے نام اور قبیلہ مختلف ہیں ذوالشمالین عمیر بن عمرو الخزاعی ہیں اور ذوالیدین خرباق بن عمرو السلمی ہیں، ہماری طرف سے جواب دیا گیا کہ ہو سکتا ہے خرباق لقب ہو اور عمیر نام، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ولدیت دونوں کی ایک ہے یعنی عمرو، رہی یہ بات کہ ایک خزاعی ہے دوسرا اسلمی، سو اس کا جواب یہ ہے کہ سلمی نسبت ہے سلیم کی طرف جو اس قبیلہ کا جد اعلیٰ ہے اور سلیم دراصل دو ہیں سلیم بن ملکان اور سلیم بن منصور، سلیم بن منصور بے شک غیر خزاعی ہے لیکن سلیم بن ملکان خود قبیلہ خزاعہ سے ہے لہٰذا دونوں ایک ہو سکتے ہیں۔

حافظؒ کہتے ہیں کہ بعض ائمہ کی رائے ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ قصہ دونوں کے ساتھ پیش آیا ہو ذوالیدین اور ذوالشمالین جن میں سے ایک میں ابوہریرہؓ شریک ہوں اور دوسرے کو انہوں نے مرسلاً روایت کیا ہو، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذوالیدین اور ذوالشمالین ہر دو لفظ کا اطلاق دونوں شخصوں پر ہوتا ہے اس وجہ سے اشتباہ واقع ہو گیا یہاں تک باب کی حدیث اول پر تفصیلی کلام ہو چکا۔

۱۰۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، بِإِسْنَادِهِ وَحَدِيثُ حَمَّادٍ أَتَمُّ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَقُلْ: بِنَا، وَلَمْ يَقُلْ: فَأَوْمَئُوا، قَالَ: فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، قَالَ: ثُمَّ رَفَعَ، وَلَمْ يَقُلْ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ، أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ، وَتَمَّ حَدِيثُهُ لَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ: فَأَوْمَئُوا إِلَّا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكُلُّ مَنْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ لَمْ يَقُلْ: فَكَبَّرَ، وَلَا ذَكَرَ رَجَعَ.

ترجمہ محمد بن سیرین اپنی سند سے نقل کرتے ہیں..... حماد راوی کی گزشتہ حدیث اس مالک راوی کی حدیث سے زیادہ مکمل ہیں مالک راوی نے یہ الفاظ نقل کئے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی اس نے نہ تو صلی بنا کا لفظ ذکر کیا اور نہ لفظ فَأَوْمَئُوا ذکر کیا بلکہ یہ الفاظ ذکر کئے فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ نیز تیسرے مقام پر مالک راوی نے سجدہ سہو کے پہلے سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کو ذکر نہیں کیا اور پھر دوسرے سجدے میں جانے کی تکبیر کو ذکر کر کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کو ذکر نہیں کیا یہاں تک مالک راوی کی حدیث پوری ہو گئی انہوں نے اس کے بعد والا جملہ فقیلہ لمحمد سلم فی السھو الخ کو ذکر نہیں کیا حماد بن زید راوی کے علاوہ کسی بھی راوی نے فَأَوْمَئُوا کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

شرح الحدیث قولہ: وَحَدِيثُ حَمَّادٍ أَتَمُّ: پہلی حدیث میں ایوب سے روایت کرنے والے حماد تھے اور یہاں مالک ہیں، مصنفؒ کہہ رہے ہیں کہ حماد کی حدیث مالک کی حدیث سے اتم ہے، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَقُلْ: بِنَا یعنی حماد نے اپنی روایت میں ابوہریرہؓ کا قول صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ نقل کیا تھا اور مالک نے صرف صَلَّى رَسُولُ اللهِ کہا بِنَا نہیں کہا۔

حدیث کے مرسل ابوہریرہؓ ہونے پر کلام: یہ بات پہلے گزر چکی ہے ہماری طرف سے کہ اس واقعہ میں ابوہریرہؓ شریک نہیں تھے، تو اگر انہوں نے صرف صَلَّى رَسُولُ اللهِ کہا ہے، تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر صَلَّى بِنَا کہا تو اس کی

تاویل گزر چکی کہ بنا سے مراد جماعت مسلمین ہے خود متکلم اس میں داخل نہیں، امام طحاویؒ نے اسکی بہت سی نظیریں پیش کی ہیں نزال بن سبرہ کہتے ہیں قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حالانکہ نزال تابعی ہیں انہوں نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا، اور طاؤس نے ایک موقع پر کہا قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، حالانکہ طاؤس وہاں موجود نہیں تھے، ایسے ہی حسن بصریؒ فرماتے ہیں خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ، حالانکہ حسن اس خطبہ کیوقت موجود نہیں تھے [1]، البتہ ایک روایت میں ہے ابوہریرہؓ فرماتے ہیں بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہ روایت بالمعنی ہو۔

۱۰۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَمَّادٍ كُلِّهِ إِلَى آخِرِ قَوْلِهِ: نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُ: فَالتَّشَهُّدُ، قَالَ: لَمْ أَسْمَعْ فِي التَّشَهُّدِ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَتَشَهَّدَ، وَلَمْ يَذْكُرْ كَانَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، وَلَا ذَكَرَ: فَأَوْمَئُوا، وَلَا ذَكَرَ الْغَضَبَ، وَحَدِيثُ حَمَّادٍ، عَنْ أَيُّوبَ أَتَمُّ.

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اس کے بعد حماد راوی کی پوری حدیث کی طرح ذکر کیا اور اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ مجھے بتلایا گیا ہے عمران بن حصین نے اپنی حدیث میں سجدہ سہو کے سلام پھیرنے کا ذکر کیا ہے سلمہ راوی نے محمد بن سیرین سے یہ بھی پوچھا کہ سجدہ سہو کرنے کے بعد حدیث میں تشہد پڑھنے کا بھی ذکر ہے تو محمد بن سیرین نے جواب دیا میں نے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں تشہد پڑھنے کے متعلق کچھ نہیں سنا لیکن مجھے پسند ہے کہ سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھ لیا جائے اور سلمہ بن علقمہ راوی نے نہ تو یہ لفظ ذکر کیا کہ كَانَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ..... اور نہ لفظ فَأَوْمَئُوا ذکر کیا اور نہ ہی جناب رسول اللہ ﷺ کے غصہ کو ذکر کیا..... حماد راوی کی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

۱۰۱۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، وَهِشَامٍ، وَيَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، وَابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِصَّةِ ذِي الْيَدَيْنِ أَنَّهُ كَبَّرَ وَسَجَدَ، وَقَالَ هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ: كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ، وَسَجَدَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ، وَحُمَيْدٌ، وَيُونُسُ، وَعَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَا ذَكَرَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، أَنَّهُ كَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ، وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامٍ لَمْ يَذْكُرَا عَنْهُ هَذَا الَّذِي ذَكَرَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّهُ كَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ.

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے ذوالیدین کے واقعہ میں نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تکبیر کہہ کر سجدہ فرمایا لیکن محمد بن سیرین کے دیگر شاگردوں کے برعکس ہشام ابن حسان شاگرد نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے پہلے ایک تکبیر کہی (تکبیر تحریمہ کی طرح) پھر حضور ﷺ نے سجدے میں جانے کی تکبیر فرمائی امام ابوداؤد فرماتے ہے کہ اس حدیث کو

---

[1] شرح معاني الآثار- كتاب الصلاة- باب الكلام في الصلاة لما يحدث فيها من السهو ۲٦٠٧ (ج ۱ ص ٤٥٠-٤٥١)

محمد بن سیرین سے انکے دیگر شاگرد حبیب بن الشہید..... حمید..... یونس اور عاصم الاحول نے بھی نقل کیا لیکن کسی راوی نے سجدہ سہو کی تکبیر سے پہلے والی تکبیر ذکر نہیں کی جسطرح حماد بن زید نے ہشام راوی سے اس کو ذکر کیا تھا نیز ہشام راوی کے دیگر شاگردوں حماد بن سلمہ اور ابو بکر بن عیاش نے اس حدیث کو جب ہشام سے ذکر کیا تو انہوں نے بھی سجدہ سہو کی تکبیر سے پہلے والی تکبیر کو ذکر نہیں کیا جیسا کہ حماد بن زید نے اس تکبیر کو ذکر کر کے غلطی کی ہے (حماد راوی کی یہ زیادتی شاذ ہے)۔

شرح الحدیث قولہ: وَقَالَ هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ: كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ، وَسَجَدَ: **سجدہ سہو کیلئے تکبیر تحریمہ:** یہاں تکبیر دو مرتبہ مذکور ہے، باب کے شروع میں سجدہ سہو کے طریقہ کے بیان میں گزر چکا ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک اگر سجدۂ سہو بعد السلام ہو تو اس صورت میں تکبیر تحریمہ کہی جائیگی، ایک مرتبہ اللہ اکبر تحریمہ کی نیت سے کہے دوسری مرتبہ سجدہ میں جانے کیلئے، اس روایت سے مالکیہ کی تائید ہو رہی ہے، آگے چل کر مصنف فرما رہے ہیں کہ حماد بن زید کے علاوہ کسی نے بھی دو مرتبہ لفظ کبر نقل نہیں کیا لہٰذا یہ زیادتی شاذ ہے۔

۱۰۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ، وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ حَتَّى يَقَّنَهُ اللَّهُ ذَلِكَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مذکورہ بالا واقعہ مروی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اپنی بھول کا یقین ہو گیا تب ہی آپ ﷺ نے سجدہ سہو فرمایا۔

شرح الحدیث قولہ: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ حَتَّى يَقَّنَهُ اللَّهُ ذَلِكَ: یعنی اس واقعہ میں حضور ﷺ نے سجدۂ سہو اس وقت کیا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل میں اس بات کا یقین ڈال دیا کہ ہاں واقعی مجھ سے سہو ہوا ہے، اور بجائے چار کے دو رکعت پر سلام پھیر دیا ہے، بظاہر اس اشکال کا جواب ہے کہ جب آپ ﷺ کو اس بات کا یقین تھا کہ مجھ سے کوئی سہو نہیں ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا لَمْ أَنْسَ، وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ، تو پھر آپ ﷺ نے لوگوں کے کہنے پر اپنے یقین کے خلاف عمل کیسے کیا؟ تو راوی نے اس کا جواب دیا کہ آپ ﷺ نے محض لوگوں کے کہنے پر ایسا نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے یقین پیدا کرنے کے بعد کیا، اور مسئلہ بھی یہی ہے چنانچہ در مختار میں لکھا ہے کہ اگر امام اور مقتدیوں میں سہو کے بارے میں اختلاف رائے ہو جائے تو اگر امام کو اپنی بات پر یقین ہے تو نماز کا اعادہ یا سجدہ سہو نہ کرے، اور اگر امام کو یقین نہ ہو تب قوم کی بات اختیار کرے، ویسے یہ مسئلہ بہت تفصیل طلب ہے علامہ شامیؒ نے اس کی تفصیل لکھی ہے جو بذل المجہود میں موجود ہے [1]۔

تنبیہ: بعض روایات میں بجائے حَتَّى يَقَّنَهُ اللَّهُ کے حَتَّى لَقَّاهُ النَّاسُ آیا ہے اس کا مطلب بھی یہی لینا ہو گا کہ لوگوں کی تلقین اور اللہ تعالیٰ کے یقین دلانے کے بعد آپ ﷺ نے سجدۂ سہو کیا، اور بعض روایات میں سجدہ سہو کی مطلقاً نفی ہے چنانچہ آگے آ

---

[1] رد المحتار علی الدر المختار - ج ۲ ص ٥٦٣ ، بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٥ ص ٣٧٦

رہا ہے ولَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، اسی لئے شراح نے لکھا ہے کہ زہری کی روایت اس سلسلہ میں مضطرب [1] ہے۔

۱۰۱۳ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: وَلَمْ يَسْجُدِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تُسْجَدَانِ إِذَا شَكَّ حَتَّى لَقَّاهُ النَّاسُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي بِهَذَا الْخَبَرِ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ أبو داؤد: رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، وَعِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَالْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، جَمِيعًا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ سَجَدَ السَّجْدَتَيْنِ، قَالَ أبو داؤد: وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِيهِ: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

ترجمہ: ابو بکر بن سلیمان کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس واقعے میں ایسا ایسا فرمایا اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ سہو جو نمازی کے شک میں پڑ جانے کی صورت میں کئے جاتے ہیں یہ سجدہ سہو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے بتانے اور تلقین کے بعد ہی فرمائے...... ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے حضرت ابوہریرہؓ سے مجھے یہ حدیث نقل کی ابن شہاب زہری یہ بھی فرماتے ہیں کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام اور عبید اللہ بن عبد اللہ سب نے مجھے یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ کے واسطے سے نقل کی امام ابو داؤد فرماتے ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر اور عمران بن ابی انس نے ابو سلمہ کے واسطے سے حضرت ابوہریرہؓ سے یہ واقعہ نقل کیا اس میں سجدے سہو کا ذکر نہیں..... امام ابو داؤد فرماتے ہیں زبیدی نے امام زہری سے مرفوعاً نقل کیا اس میں زبیدی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ سہو نہیں فرمایا۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (٤٦٨) صحيح البخاري - الأذان (٦٨٢) صحيح البخاري - الأذان (٦٨٣) صحيح البخاري - الجمعة (١١٦٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١٧١) صحيح البخاري - الجمعة (١١٧٢) صحيح البخاري - الأدب (٥٧٠٤) صحيح البخاري - أخبار الآحاد (٦٨٢٣) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٣) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٩) سنن النسائي - السهو (١٢٢٤) سنن النسائي - السهو (١٢٢٥) سنن النسائي - السهو (١٢٢٦) سنن النسائي - السهو (١٢٢٧) سنن النسائي - السهو (١٢٢٨) سنن النسائي - السهو (١٢٢٩) سنن النسائي - السهو (١٢٣٠) سنن النسائي - السهو (١٢٣٣) سنن النسائي - السهو (١٢٣٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٠٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٣٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٨٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٢٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢١٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢١١) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٧)

[1] بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ نفی مطلق جہاں ہے وہاں بھی مقید مراد ہے یعنی حتی لقنه الله، ۱۲۔

١٠١٤ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَقِيلَ لَهُ: نَقَصْتَ الصَّلَاةَ؟ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ".

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی اور اسکی دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو آپ سے پوچھا گیا کہ نماز میں کمی واقع ہوئی ہے پس آپ نے مزید دو رکعت ادا فرمائی اور سہو کے دو سجدے فرمائے۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (٤٦٨) صحيح البخاري - الأذان (٦٨٢) صحيح البخاري - الأذان (٦٨٣) صحيح البخاري - الجمعة (١١٦٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١٧١) صحيح البخاري - الجمعة (١١٧٢) صحيح البخاري - الأدب (٥٧٠٤) صحيح البخاري - أخبار الآحاد (٦٨٢٣) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٣) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٩) سنن النسائي - السهو (١٢٢٤) سنن النسائي - السهو (١٢٢٥) سنن النسائي - السهو (١٢٢٦) سنن النسائي - السهو (١٢٢٧) سنن النسائي - السهو (١٢٢٨) سنن النسائي - السهو (١٢٢٩) سنن النسائي - السهو (١٢٣٠) سنن النسائي - السهو (١٢٣٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٠١٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٣٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٨٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٢٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢١٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢١١) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٧)

١٠١٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ، أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ أَمْ نَسِيتَ؟ قَالَ: «كُلُّ ذَلِكَ لَمْ أَفْعَلْ»، فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ فَعَلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرض نمازوں کی رکعتوں سے پھرے تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپکو نسیان ہوا ہے یا نماز کم کر دی گئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ مجھ سے بھول ہوئی اور نہ ہی میں نے نماز کم پڑھائی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یا تو بھول ہوئی یا نماز کم ہو گئی ہے تو آپ نے آخری دو رکعتیں ادا فرمائی پھر نماز سے آپ ﷺ پھر گئے اور آپ ﷺ نے سجدہ سہو نہیں فرمایا۔ امام ابوداوٗد فرماتے ہیں کہ داوٗد بن حصین نے اس واقعہ میں اپنی سند سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کے حضور ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد بیٹھنے کی حالت میں دو سجدے فرمائے۔

١٠١٦ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ الْهِفَّانِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے گزشتہ واقعہ ذکر فرمایا پس یہ اضافہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سہو کے دو سجدے فرمائے۔

١٠١٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

ترجمہ: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو دو رکعت پر سلام پھیرا اس کے بعد راوی ابو اسامہ نے ابن سیرین کی حدیث عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ کی مانند نقل کی حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے فرمائے۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (٤٦٨) صحيح البخاري - الأذان (٦٨٢) صحيح البخاري - الأذان (٦٨٣) صحيح البخاري - الجمعة (١١٦٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١٧١) صحيح البخاري - الجمعة (١١٧٢) صحيح البخاري - الأدب (٥٧٠٤) صحيح البخاري - أخبار الآحاد (٦٨٢٣) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٣) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٩) سنن النسائي - السهو (١٢٢٤) سنن النسائي - السهو (١٢٢٥) سنن النسائي - السهو (١٢٢٦) سنن النسائي - السهو (١٢٢٧) سنن النسائي - السهو (١٢٢٨) سنن النسائي - السهو (١٢٢٩) سنن النسائي - السهو (١٢٣٠) سنن النسائي - السهو (١٢٣٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٠١٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٣٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٨٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٢٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢١٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢١١) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٧)

شرح الأحاديث: قولہ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ: اس روایت سے اور اس کے بعد آنیوالی دو روایتوں سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس موقعہ پر آپ ﷺ نے سجدہ سہو بعد السلام کیا تھا، جیسا کہ حنفیہ کا مسلک ہے اور یہ حدیث مالکیہ کے خلاف ہے اس لئے کہ ان کے یہاں نقصان کی صورت میں سجدہ قبل السلام ہے اور یہ نقصان ہی کی صورت تھی لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے سجدے بعد السلام کئے۔

١٠١٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ، ثُمَّ دَخَلَ - قَالَ عَنْ مَسْلَمَةَ: - الْحُجَرَ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، يُقَالُ لَهُ: الْخِرْبَاقُ، كَانَ طَوِيلَ الْيَدَيْنِ، فَقَالَ لَهُ:

أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ، فَقَالَ: «أَصَدَقَ؟» ، قَالُوا: نَعَمْ، فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ.

ترجمہ عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر کی تین رکعت پر سلام پھیر دیا پھر اپنے کمرے میں چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ایک صاحب کھڑے ہو گئے جن کو خرباق کہا جاتا تھا اور انکے ہاتھ لمبے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز مختصر کر دی گئی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ غصہ کی حالت میں چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہہ رہے ہیں لوگوں نے کہا جی ہاں تو حضور ﷺ نے باقی ماندہ رکعت ادا فرمائی پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے فرمائے پھر سلام پھیرا۔

تخریج صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٤) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٥) سنن النسائي - السهو (١٢٣٧) سنن النسائي - السهو (١٣٣١) سنن أبي داود - الصلاة (١٠١٨) سنن ابن ماجة - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٤٢٧/٤) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٤٣١/٤) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٤٤١/٤)

شرح الحديث عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: **حديث عمرانؓ في قصة السهو:** اب تک ابو ہریرہؓ کی روایات کا سلسلہ چل رہا تھا، اب یہ حدیث عمران بن حصینؓ کی آئی ہے، یہ گذشتہ روایت کے خلاف ہے اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ عصر کی نماز میں تین رکعت پر سلام پھیر دیا، اب اگر اسکو مستقل الگ واقعہ قرار دیا جائے تب تو کوئی اشکال نہیں، اور اگر یہ وہی ذوالیدین والا واقعہ ہے جس کے راوی ابو ہریرہؓ تھے تب تعارض ہو جائے گا، اس میں محدثین کا اختلاف ہے [1] امام ابن خزیمہؒ اور انکے متبعین کی رائے تعدد واقعہ کی ہے کہ یہ دو واقعہ الگ الگ ہیں، شوکانی نے اسی کو ظاہر قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ [2] کی رائے عدم تعدد کی ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں۔

میں کہتا ہوں اسی طرح آگے ایک تیسری حدیث آرہی ہے معاویہ بن حدیج کی اس میں بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ کی جبکہ ایک رکعت باقی تھی تو آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

حدیث ابوہریرہ وحدیث عمران، وحدیث معاویہ: ابن رسلان شارح ابو داؤد کی رائے یہ ہے کہ یہ تینوں حدیثیں الگ الگ اور مختلف قصے ہیں، ابو ہریرہؓ کی حدیث کا قصہ الگ ہے اس میں آپ ﷺ کی دو رکعت رہ گئی تھیں، اور حدیث عمرانؓ اور معاویہ بن حدیج ان دونوں میں آپ ﷺ سے ایک ایک رکعت سے بھول ہوئی تھی لیکن عمران بن حصینؓ کی حدیث عصر کی نماز سے متعلق ہے اور معاویہ بن حدیج کی حدیث مغرب کی نماز کا قصہ ہے، (كذا في حاشية البذل [3])۔

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٥ ص ٣٨٣-٣٨٤

[2] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ٣ ص ١٠٠

[3] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٥ ص ٣٨٣

قوله: ثُمَّ دَخَلَ - قَالَ عَنْ مَسْلَمَةَ: - الْحُجَرَ: حجر، حجرہ کی جمع ہے مصنفؒ فرماتے ہیں الحجر کا لفظ مسلمہ بن محمد کی روایت میں ہے اور مصنف کے دوسرے استاذ یعنی مسدد کی روایت میں نہیں ہے، مضمون حدیث یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعت پر سلام پھیر دیا اور سلام پھیرنے کے بعد ازواج مطہراتؓ کے حجروں میں سے کسی حجرہ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر تشریف لے گئے کیوں کہ آپ ﷺ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ نماز میں نے پوری پڑھائی۔

فائدہ: تحفة الأحوذي [1] شرح ترمذی میں علامہ عینیؒ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ سے نماز کے اندر پانچ قسم کا سہو واقع ہوا ہے: ① ترك القعدة الاولى، ② التسليم في الركعتين في الرباعية ③ التسليم على ثلاث ركعات (لو سلم تعدد القصتين)، ④ زيادة ركعة فصلى خمس ركعات، ⑤ السجود على الشك كما في حديث أبي سعيد۔

۱۹۷ - بَابُ إِذَا صَلَّى خَمْسًا

﴿ اگر کوئی شخص چار رکعت والی نماز میں پانچویں رکعت بھی پڑھ لے، تو کیا کرے؟ ﴾

۱۰۱۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى، قَالَ حَفْصٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالَ: صَلَّيْتَ خَمْسًا. فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر کی پانچ رکعت پڑھائیں آپ سے عرض کیا گیا کیا نماز میں رکعات بڑھادی گئیں ہیں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا بات ہوئی؟ صحابہ نے عرض کیا آپ W نے پانچ رکعات پڑھی ہیں تو حضور ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ادا فرمائے۔

تخریج صحيح البخاري - الصلاة (٣٩٢) صحيح البخاري - الصلاة (٣٩٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١٦٨) صحيح البخاري - الأيمان والنذور (٦٢٩٤) صحيح البخاري - أخبار الآحاد (٦٨٢٢) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٢) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٢) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٣) سنن النسائي - السهو (١٢٤٢) سنن النسائي - السهو (١٢٤٣) سنن النسائي - السهو (١٢٤٤) سنن النسائي - السهو (١٢٥٤) سنن النسائي - السهو (١٢٥٥) سنن النسائي - السهو (١٢٥٦) سنن النسائي - السهو (١٢٥٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠١٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٨) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١/٤٣٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٨)

شرح الحديث قوله: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا: ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز میں بجائے چار کے پانچ رکعت پڑھا کر سلام پھیرا، لوگوں نے لقمہ بظاہر اس لئے نہیں دیا کہ ممکن ہے حکم میں تغیر ہو گیا ہو اور

---

[1] تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي - ج ٢ ص ٤٠٨

بجائے چار کے پانچ ہوگئی ہوں، غرضیکہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا، آپ ﷺ نے اسکی تلافی میں سجدہ سہو کرلیا، باقی اس روایت میں یہ مذکور نہیں کہ رکعت رابعہ پر آپ ﷺ نے قعدہ کیا تھا یا نہیں۔

مذاہب ائمہ: جمہور علماء ائمہ ثلاثہ تو یہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں نماز صحیح ہوجائے گی سجدۂ سہو کرلینا کافی ہے، اور احناف یہ کہتے ہیں کہ چوتھی رکعت پر بیٹھنے کی صورت میں تو نماز صحیح ہوجائے گی، سجدہ سہو کرلینا کافی ہوگا، اور اگر بغیر قعدہ کے آدمی کھڑا ہوجائے تو اگر سجدہ میں جانے سے پہلے پہلے یاد آجائے تو قعدہ کیطرف لوٹ آئے نماز درست ہوجائیگی اور اگر سجدہ میں چلا گیا تو حنفیہ کے نزدیک اس کی نماز باطل ہوجائیگی، شیخین تو یوں فرماتے ہیں کہ اس کا فرض باطل ہوگا ویسے اس کی یہ نماز نفل ہوجائیگی، لہٰذا ایک رکعت اور شامل کرلے، اور امام محمدؒ کے نزدیک مطلقاً ہی باطل ہوجائے گی۔

کیا یہ حدیث جمہور کی دلیل ہے؟ جمہور علماء اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، حنفیہ یہ کہتے ہیں خلط بین الفرض والنفل مفسد صلاۃ ہے، اگر کوئی شخص فرض نماز کو اسکی تکمیل سے پہلے نفل کے ساتھ خلط کردے تو نماز باطل ہوجائے گی، قعدۂ اخیرہ نہ کرنے کی صورت میں پانچویں رکعت میں داخل ہونے سے جس کا تحقق سجدہ سے ہوتا ہے خلط بین الفرض والنفل قبل تکمیل الفرض لازم آتا ہے اسلئے نماز باطل ہوجائے گی، بخلاف اسکے کہ قعدۂ اخیرہ کرچکا ہو، وہاں گو خلط لازم آئے گا لیکن بعد تکمیل الفرض، لہٰذا نماز درست ہوجائے گی، یہ بات تو حنفیہ کی اصولی ہے لیکن جمہور یہ کہتے ہیں کہ آپکی یہ تفصیل حدیث کے خلاف ہے، حدیث تو مطلق ہے، حنفیہ کہتے ہیں کہ حدیث میں جو مذکور ہے، یہ واقعہ جزئیہ ہے اب ظاہر ہے کہ مطلق کا تحقق اسکے دو فردوں میں سے کسی ایک فرد کے ضمن میں ہوگا، لہٰذا یہاں اس واقعہ میں دو احتمال ہیں قعدہ اخیرہ کرنے کا اور نہ کرنیکا، لیکن وقوع ان میں سے یقیناً ایک ہی کا ہوا ہوگا اسلئے ہم نے صرف ایک ہی صورت اختیار کی اور وہ صورت وہ ہے جس کا قرینہ ہمارے پاس موجود ہے، وہ قرینہ یہ ہے کہ راوی کہہ رہا ہے کہ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا، اب ظہر تو ظہر جبھی ہوگی جب اسکے جملہ فرائض پائے جاچکے ہوں اور ان میں ایک قعدۂ اخیرہ بھی ہے، ہماری بات تو یہ ہے [1] یہ اب آگے آپکو اختیار ہے۔

۱۰۲۰ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: صَلَّى

---

[1] لیکن حنفیہ نے جو شکل اختیار کی اس میں ایک عقلی اشکال ہے جس کو غالباً علامہ سندھیؒ نے حاشیہ نسائی میں لکھا ہے وہ یہ کہ اگر یہ فرض کیا جاتا ہے کہ آپ نے چوتھی رکعت میں قعدہ کیا تھا تو اس میں تکرار سہو لازم آتا ہے وہ اس طرح ہم پوچھتے ہیں کہ آپ جب رابعہ میں بیٹھے تھے تو کیا سمجھ کر بیٹھے تھے اگر رکعت ثانیہ سمجھ کر بیٹھے تھے تو پھر کھڑے ہونے کے بعد ایک رکعت کیوں پڑھی دو پڑھنی چاہئے تھیں، لہٰذا یہ دوسرا سہو ہوا اور اگر آپ چوتھی ہی سمجھ کر بیٹھے تھے تو پھر پانچویں کے لئے کھڑے کیوں ہوئے، لہٰذا پہلی ہی صورت اختیار کرنی ہوگی اور اسمیں تکرار سہو ہے، میں کہتا ہوں یہ بھی ممکن ہے کہ کہا جائے کہ حضور ﷺ چوتھی رکعت پر بیٹھے تو تھے اس کو چوتھی ہی سمجھ کر لیکن بعد میں آپ کو اس کے بارے میں تردد ہوا ہو کہ یہ چوتھی ہے یا تیسری، اس بناء پر ایک اور رکعت آپ نے پڑھی اس پر یہ اشکال ہوگا کہ پھر آپ نے سجدہ سہو کیوں نہیں فرمایا اسکا جواب سوچ لیا جائے یا یہ کہا جائے کہ اس موقعہ پر آپ نے اسکو بیان جواز کے لئے ترک کردیا ہوگا اسلئے کہ بعض علماء کے نزدیک سجدہ سہو غیر واجب ہے۔

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَلَا أَدْرِي زَادَ أَمْ نَقَصَ - فَلَمَّا سَلَّمَ، قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَثَنَى رِجْلَهُ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَلَمَّا انْفَتَلَ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي»، وَقَالَ «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ علقمہ نے اس نماز میں زیادتی کو ذکر کیا تھا یا کمی کو جب حضور ﷺ سلام پھیر چکے تو آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ نماز کے متعلق کوئی بات (وحی وغیرہ) ہوئی ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا بات ہوئی؟ صحابہ نے عرض کیا آپ نے تو ایسے ایسے (پانچ رکعت) نماز پڑھی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاؤں کو موڑ کر خود کو قبلہ رخ فرمالیا اور دو سجدے فرمائے پھر سلام پھیرا جب آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مڑے تو اپنے چہرۂ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا اگر نماز کے متعلق کوئی بات (وحی وغیرہ) ہوتی تو میں تمہیں بتلا دیتا (کہ اب اسے اتنی رکعت زائد ہو گئیں ہیں یا اتنی کم ہو گئیں ہیں) لیکن میں بھی انسان ہوں جس طرح تم لوگوں کو بھی بھول لگتی ہے اس طرح میں بھی بھول جاتا ہوں جب میں بھول جاؤں تو مجھے بتلایا کرو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک واقع ہو تو اسکو چاہیے کہ صحیح اور درست بات کو تلاش کرے اور اسی غلبہ و ظن والی بات کے حساب سے نماز مکمل کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے کرے۔

١٠٢١ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، بِهَذَا، قَالَ: «فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ»، ثُمَّ تَحَوَّلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حُصَيْنٌ، نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ.

ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ سے مذکورہ بالا واقعہ مروی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کو بھول لگ جائے تو وہ دو سجدے کرے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا رخ موڑ کر سہو کے دو سجدے فرمائے امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حصین راوی نے اعمش کی حدیث کی مانند نقل کیا ہے۔

تخریج صحيح البخاري - الصلاة (٣٩٢) صحيح البخاري - الصلاة (٣٩٦) صحيح البخاري - الهبة (١١٦٨) صحيح البخاري - الأيمان والنذور (٦٢٩٤) صحيح البخاري - أخبار الآحاد (٦٨٢٢) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٢) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٢) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٣) سنن النسائي - السهو (١٢٤٠) سنن النسائي - السهو (١٢٤١) سنن النسائي - السهو (١٢٤٢) سنن النسائي - السهو (١٢٤٣) سنن النسائي - السهو (١٢٤٤) سنن النسائي - السهو (١٢٥٤) سنن النسائي - السهو (١٢٥٥) سنن النسائي - السهو (١٢٥٦) سنن النسائي - السهو (١٢٥٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٢٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٢) سنن

ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٨) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤٣٨/١) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٨)

کلام مصنف کی تشریح — قوله: قَالَ أبو داود: رَوَاهُ حُصَيْنٌ، نَحْوَ حَدِيثِ الأَعْمَشِ: یہاں پر مصنف نے اس حدیث کو دو طریق سے ذکر کیا اولاً بطریق منصور عن ابراہیم، ثانیاً بطریق الاعمش عن ابراہیم، اب یہاں مصنف طریق الاعمش کو ترجیح دے رہے ہیں طریق منصور پر اس لئے کہ حصین نے اعمش کی موافقت کی ہے اور اس کے بالمقابل جیسا کہ حضرت نے بذل [1] میں لکھا ہے امام بیہقی نے منصور کی روایت کو ترجیح دی ہے اعمش کی روایت پر، اب یہ کہ ان دونوں کی روایت میں فرق کیا ہے وہ سمجھنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ جو حدیث میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ظہر کی پانچ رکعت پڑھادیں تو سلام کے بعد صحابہؓ کے ٹوکنے پر سجدۂ سہو فرمایا اور ایک قاعدہ کی بات آپ ﷺ نے تنبیہاً فرمائی لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ الخ یہ پورا جملہ آپ ﷺ نے کب ارشاد فرمایا، منصور کی روایت سے تو معلوم ہوتا ہے یہ جملہ آپ ﷺ نے سجدۂ سہو وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد اخیر میں فرمایا اور اعمش کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات آپ ﷺ نے سجدہ سہو کرنے سے پہلے ارشاد فرمائی، من حیث الفقہ والقواعد منصور کی روایت راجح ہونی چاہئے، ورنہ روایۃ الاعمش کے پیش نظر تو درمیان صلاۃ بات کرنا لازم آتا ہے واللہ تعالیٰ أعلم۔

١٠٢٢ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، ح وحَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، وَهَذَا حَدِيثُ يُوسُفَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا، فَلَمَّا انْفَتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ زِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «لَا»، قَالُوا: فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ».

ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ رکعات نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو مقتدی آپس میں ہلکی ہلکی آواز میں گفتگو کرنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا بات ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز کی رکعات میں اضافہ ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں تو صحابہ نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعات ادا فرمائی ہیں تو رسول اللہ ﷺ قبلے کی جانب مڑ گئے اور آپ ﷺ نے دو سجدے فرمائے پھر سلام پھیر کر ارشاد فرمایا میں بھی انسان ہوں جس طرح تمہیں بھول لگتی ہے میں بھی بھول جاتا ہوں۔

تخریج صحيح البخاري - الصلاة (٣٩٢) صحيح البخاري - الصلاة (٣٩٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١٦٨) صحيح البخاري - الأيمان والنذور (٦٢٩٤) صحيح البخاري - أخبار الآحاد (٦٨٢٢) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٢) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٢) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٣) سنن النسائي - السهو (١٢٤٢) سنن النسائي - السهو (١٢٤٣) سنن النسائي - السهو (١٢٤٤) سنن النسائي - السهو (١٢٥٤) سنن النسائي - السهو (١٢٥٥) سنن النسائي - السهو (١٢٥٦) سنن النسائي - السهو (١٢٥٩) سنن أبي

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٥ ص ٣٩١

داود - الصلاة (١٠٢٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٨) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤٣٨/١) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٨)

١٠٢٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ قَيْسٍ، أَخْبَرَهُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمًا فَسَلَّمَ، وَقَدْ بَقِيَتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ، فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: نَسِيتَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً، فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ رَكْعَةً، "فَأَخْبَرْتُ بِذَلِكَ النَّاسَ، فَقَالُوا لِي: أَتَعْرِفُ الرَّجُلَ؟ قُلْتُ: لَا، إِلَّا أَنْ أَرَاهُ، فَمَرَّ بِي، فَقُلْتُ: هَذَا هُوَ، فَقَالُوا: هَذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ".

ترجمہ: معاویہ بن حدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی اور ابھی ایک رکعت باقی تھی کہ آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا تو ایک صاحب آپکے پاس گئے اور عرض کیا کہ آپ نماز کی ایک رکعت بھول گئے ہے تو حضور ﷺ واپس لوٹے اور مسجد میں داخل ہو کر آپ نے حضرت بلالؓ سے اقامت کہلوائی پس حضور ﷺ نے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی میں نے یہ بات دیگر لوگوں کو بتلائی تو صحابہ نے مجھ سے پوچھا کیا آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کو نسیان پر متنبہ کیا تھا میں نے کہا مجھے معلوم نہیں لیکن اگر میں انکو دیکھ لوں گا تو پہچان لوں گا تو وہ صاحب میرے پاس سے گزرے تو میں نے کہا یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی غلطی پر تنبیہ کی تھی ان لوگوں نے کہا یہ تو طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔

تخریج: سنن النسائي - الأذان (٦٦٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٢٣) مسند أحمد - من مسند القبائل (٤٠١/٦)

شرح الحدیث: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ: اس روایت پر کلام ہمارے یہاں گذشتہ باب کے اخیر میں گزر چکا۔

١٩٨ - بَابُ إِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ مَنْ قَالَ يُلْقِي الشَّكَّ

دو یا تین رکعت میں شک ہو جانے کی صورت میں شک کو چھوڑ دے

اگر کسی شخص کو نماز کی حالت میں عدد رکعت میں شک وشبہ ہو تو اسکو کیا کرنا چاہئے، اسمیں بعض علماء کی رائے تو یہ ہے کہ ایسے شخص کو چاہئے کہ شک واقع ہونے کے بعد فوراً بیٹھ کر سجدتین کے بعد سلام پھیر دے نہ استیناف کی ضرورت نہ تحری کی اور نہ بناء علی الاقل کی یہ قول منسوب ہے حسن بصریؒ کی طرف۔

مذاہب ائمہ کی تفصیل: حنفیہ کے نزدیک یہ مسئلہ مثلث ہے، اس کی تین صورتیں ہیں: ① ایک صورت میں استیناف (از سر نو نماز پڑھی جائے گی)، ② اور ایک صورت میں بناء علی الاقل المتیقن، ③ اور ایک صورت میں بناء علی الظن الغالب، اور اسی کو تحری کہتے ہیں۔ جس شخص کو نماز میں اس طرح کا شک وشبہ کثرت سے پیش نہ آتا ہو بلکہ اتفاقاً کبھی ہو جاتا ہو اس کیلئے استیناف ہے از سر نو پڑھے، اور جس شخص کو شک وشبہ پیش آتا رہتا ہو اس کے کیلئے تحری ہے، تحری کے بعد جس طرح رجحان

زائد ہو اس کو اختیار کرے اور اگر سوچنے کے باوجود کسی ایک جانب کو غلبہ نہ ہو تو پھر بناء علی الاقل ہے، مثلاً کسی شخص کو شبہ ہوا تھا کہ اس کی تین رکعت ہوئی یا چار تو اگر سوچنے سے کسی ایک جانب رجحان ہو جائے تو اس کو اختیار کرے ورنہ جو اقل متعین ہے یعنی تین رکعت اس کو اختیار کرے، لہذا ایک رکعت اور پڑھے، اور امام شافعیؒ بناء علی الاقل کے قائل ہیں اور روایات میں جو تحری کا ذکر آتا ہے اس کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ تحری کے معنی ہیں قصد کرنا یعنی جو بات صواب اور درست ہے اس کو اختیار کرنا، وہ فرماتے ہیں کہ صواب اور درست چیز اقل متیقن ہی ہے، اور امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر مصلی مستنکح ہے یعنی جس کو شک وشبہ کثرت سے پیش آتا رہتا ہے اس کیلئے حکم تحری ہے اپنی تحری پر عمل کرے اور اگر غیر مستنکح ہے تو اس کو چاہئے کہ بناء علی الیقین کرے، اور امام احمدؒ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں کہ امام اور منفرد کے درمیان فرق ہے، امام کیلئے تحری اور ظن غالب پر عمل کرنا ہے، اور منفرد کیلئے بناء علی الاقل، امام احمدؒ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں اور ہیں ایک تحری مطلقاً، بنا علی الاقل مطلقاً (ذکرہ الحافظ ابن القیم) مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ میں سے کوئی استیناف کا قائل نہیں ہے بلکہ تحری یا بناء علی الاقل، وہ یہ کہتے ہیں کہ استیناف کی روایت ضعیف ہے۔

استیناف کی دلیل: میں کہتا ہوں استیناف کی روایت کتب صحاح میں سے تو کسی میں نہیں ہے، صاحب ہدایہ [1] نے اس کو عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور بعض دوسرے صحابہ کی طرف اس کو منسوب کیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے الدرایہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مجھے مرفوعاً کہیں نہیں ملی ہاں موقوفاً علی ابن عمر مصنف ابن ابی شیبہ میں ملی ہے [2]۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْقِ الشَّكَّ، وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ، فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَالسَّجْدَتَانِ، وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ تَمَامًا لِصَلَاتِهِ، وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ مُرْغِمَتَيِ الشَّيْطَانِ»، قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدِيثُ أَبِي خَالِدٍ أَشْبَعُ.

ترجمہ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کسی کو جب اپنی نماز میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ شک والی بات کو چھوڑ کر یقینی بات (کم از کم رکعات) پر عمل کرے جب اسے (نماز کے آخر میں) نماز کے مکمل ہونے کا یقین ہو جائے تو سہو کے دو سجدے کرے پس اگر واقع میں اسکی نماز مکمل تھی (لیکن اسے زائد کر کے ایک رکعت پڑھ لی تھی) تو اسکی یہ زائد رکعت نفل بن جائیگی اور سہو کے دو سجدے بھی زائد شمار ہونگے اور اگر شک کی صورت میں

[1] الهداية شرح بداية المبتدي - ج ۲ ص ۸۱-۸۲

[2] الدراية في تخريج أحاديث الهداية - ج ۱ ص ۲۰۸

عمل کرنے کی صورت میں اسکی نماز ناقص اور ناتمام ہوگی تو اس نے جو رکعات پڑھی ہے ان رکعات سے اس کی نماز مکمل ہو جائیگی اور سہو کے دو سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث بنیں گے۔ امام ابو داوؒد فرماتے ہیں کہ ہشام بن سعید محمد بن مطرف نے اپنی سند سے ابو سعید خدریؓ سے مرفوعاً حدیث نقل کی ہے لیکن ابو خالد راوی کی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

تخریج صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧١) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٦) سنن النسائي - السهو (١٢٣٨) سنن النسائي - السهو (١٢٣٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٢٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٢/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤٢/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥٠/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥١/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥٣/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٧٢/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٨٣/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٨٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٨٧/٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢١٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٥)

شرح الحديث عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْقِ الشَّكَّ، وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ: اس حدیث سے شافعیہ استدلال کرتے ہیں کہ شک کی صورت میں بناء علی الاقل ہی کرنا چاہئے وہی متعین ہے۔

حدیث کی توجیہ: حنفیہ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ روایات میں تحری کا بھی ذکر آتا ہے اس لئے اس حدیث کا مطلب یہ لیا جائیگا کہ جب باوجود تحری کے کسی ایک جانب کا رجحان اور میلان نہ ہو اور شک ہی باقی رہے تو ایسے شخص کو بناء علی الاقل کرنا چاہئے اور ایسے شخص کے بارے میں حنفیہ بھی یہی کہتے ہیں۔

قوله: فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَالسَّجْدَتَانِ: یعنی ایسے شخص کی نماز اگر ایک رکعت پڑھنے سے پہلی ہی پوری ہو چکی تھی تو یہ ایک رکعت نفل ہو جائے گی اور دو سجدے قائم مقام نفل کی دوسری رکعت کے ہو جائیں گے، تو گویا ایسے شخص کی چار رکعت فرض ہو جائیں گی اور دو نفل، اور اگر ایک رکعت شامل کرنے سے پہلے اس کی نماز ناقص تھی تو اب ایک رکعت پڑھنے سے اس کی نماز فرض پوری ہو جائیگی اور یہ دو سجدے زائد ہوں گے، سجدتین کو مرغمتین کہا گیا ہے یعنی شیطان کو رسوا اور ذلیل کرنے والے، شیطان نے تو شک میں ڈال کر یہ چاہا تھا کہ اس کی فرض نماز بھی پوری نہ ہو اور اس نے اپنی فرض نماز پوری کر کے مزید دو سجدہ کئے جس سے شیطان اپنے مقصد میں ناکام ہو کر ذلیل و خوار ہوا۔

مرغمتین ارغام سے ہے کہا جاتا ہے کہ ارغم الله انفه الصقه بالرغام، رغام بمعنی مٹی یعنی اللہ تعالیٰ اس کی ناک خاک آلودہ کرے، اور یہ ترغیم سے بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ۔

١٠٢٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّى سَجْدَتَيِ السَّهْوِ: الْمُرْغِمَتَيْنِ".

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ سہو کا نام رکھا تھا شیطان کو ذلیل اور خوار کرنے

والے سجدے۔

۱۰۲۶ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا، فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، فَإِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً، فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ».

ترجمہ: عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت تو اسکو چاہئے ایک رکعت اور پڑھ لے اور سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے ہوئے دو سجدے کرے پس اگر رکعت کو جو اسنے پڑھی ہے واقع اور نفس الامر میں پانچویں رکعت بن گئی تو دو سجدوں کے ذریعے یہ شخص اس پانچویں رکعت کو جفت بنالے گا اور اگر واقع اور نفس الامر یہ رکعت چوتھی رکعت ثابت ہوئی تو یہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت وخواری کا باعث بنیں گے۔

۱۰۲۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِإِسْنَادِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَإِنِ اسْتَيْقَنَ أَنْ قَدْ صَلَّى ثَلَاثًا فَلْيَقُمْ فَلْيُتِمَّ رَكْعَةً بِسُجُودِهَا، ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَتَشَهَّدُ، فَإِذَا فَرَغَ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ»، ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى مَالِكٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكٍ، وَحَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، وَدَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، وَهِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، إِلَّا أَنَّ هِشَامًا بَلَغَ بِهِ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ.

ترجمہ: زید بن اسلم اپنی سند سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے پس اگر اس کو یقین ہو کہ اپنے تین رکعتیں پڑھی ہیں تو کھڑے ہو کر ایک پوری رکعت اس کے سجدوں کے ساتھ ادا کریں پھر بیٹھ کر تشہد پڑھے جب یہ نماز سے فارغ ہو جائے اور صرف سلام رہ جائے تو بیٹھے ہوئے دو سجدے کرے پھر سلام پھیر دے اس کے بعد کا مضمون امام مالک کی گزشتہ حدیث کی طرح ہیں امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یعقوب بن عبد الرحمن کی طرح ابن وہب نے امام مالک، حفص بن میسرہ داؤد بن قیس ہشام بن سعد سے نقل کیا ہے (یہ سب عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار مرفوعا نقل کرتے ہیں) لیکن ہشام راوی نے اس حدیث کو ابوسعید خدریؓ کے واسطے سے موصولاً نقل کیا ہے۔

تخریج: صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧١) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٦) سنن النسائي - السهو (١٢٣٨) سنن النسائي - السهو (١٢٣٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٢٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٧٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٨٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٨٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٨٧) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢١٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٥)

۱۹۹۔ بَابُ مَنْ قَالَ: يُتِمُّ عَلَى أَكْبَرِ ظَنِّهِ

نماز میں شک ہونے کی صورت میں غالب گمان پر عمل کریگا

یعنی تحری کرے اور جس طرف گمان غالب ہو اس کو اختیار کرے۔

۱۰۲۸ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةٍ فَشَكَكْتَ فِي ثَلَاثٍ، أَوْ أَرْبَعٍ، وَأَكْبَرُ ظَنِّكَ عَلَى أَرْبَعٍ تَشَهَّدْتَ، ثُمَّ سَجَدْتَ سَجْدَتَيْنِ وَأَنْتَ جَالِسٌ، قَبْلَ أَنْ تُسَلِّمَ، ثُمَّ تَشَهَّدْتَ أَيْضًا، ثُمَّ تُسَلِّمُ»، قَالَ ابو داؤد: رَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ خُصَيْفٍ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَوَافَقَ عَبْدَ الْوَاحِدِ، أَيْضًا سُفْيَانُ، وَشَرِيكٌ، وَإِسْرَائِيلُ، وَاخْتَلَفُوا فِي الْكَلَامِ فِي مَتْنِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يُسْنِدُوهُ.

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جب تم نماز پڑھ رہے ہو اور تمہیں تین یا چار رکعت میں شک ہو جائے اور تمہارا غالب گمان یہ ہو کہ تم چار رکعات پڑھ چکے ہو تو تم تشہد پڑھ کر سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے ہوئے دو سجدے کر لو پھر دوبارہ تشہد پڑھ کر سلام پھیرو۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ عبدالواحد نے خصیف راوی سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس روایت کو مرفوع قرار نہیں دیا...... عبدالواحد کی طرح سفیان اور شریک اور اسرائیل نے بھی روایت نقل کی ہے لیکن متن حدیث میں انکے آپس کا اختلاف اور انہوں نے اس روایت کو مرفوع ذکر نہیں کیا۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (۳۹۲) صحيح البخاري - الصلاة (۳۹٦) صحيح البخاري - الجمعة (۱۱٦۸) صحيح البخاري - الأيمان والنذور (٦۲۹٤) صحيح البخاري - أخبار الآحاد (٦۸۲۲) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (۵۷۲) جامع الترمذي - الصلاة (۳۹۲) جامع الترمذي - الصلاة (۳۹۳) سنن النسائي - السهو (۱۲٤۰) سنن النسائي - السهو (۱۲٤۱) سنن النسائي - السهو (۱۲٤۲) سنن النسائي - السهو (۱۲٤۳) سنن النسائي - السهو (۱۲٤٤) سنن النسائي - السهو (۱۲۵٤) سنن النسائي - السهو (۱۲۵۵) سنن النسائي - السهو (۱۲۵٦) سنن النسائي - السهو (۱۲۵۹) سنن أبي داود - الصلاة (۱۰۲۸) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۰۳) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۰۵) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۱۱) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۱۲) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۱۸) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤۳۸/۱) سنن الدارمي - الصلاة (۱٤۹۸)

شرح الحدیث: قوله: قَالَ ابو داؤد: رَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنْ خُصَيْفٍ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَوَافَقَ عَبْدَ الْوَاحِدِ، أَيْضًا سُفْيَانُ، وَشَرِيكٌ، وَإِسْرَائِيلُ: حاصل یہ کہ اس حدیث کو مرفوعاً نقل کرنے میں تلامذہ خصیف میں سے محمد بن سلمہ متفرد ہیں، چنانچہ عبدالواحد نے اس حدیث کو موقوفاً روایت کیا اور سفیان وغیرہ نے اس میں عبدالواحد کی موافقت کی ہے اگرچہ الفاظ متن کے نقل کرنے میں سفیان اور شریک وغیرہ آپس میں مختلف ہیں لیکن موقوفاً نقل کرنے میں سب متفق ہیں۔

۱۰۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا عِيَاضٌ، ح وحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ

رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ زَادَ أَمْ نَقَصَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَتَاهُ الشَّيْطَانُ، فَقَالَ: إِنَّكَ قَدْ أَحْدَثْتَ، فَلْيَقُلْ: كَذَبْتَ، إِلَّا مَا وَجَدَ رِيحًا بِأَنْفِهِ، أَوْ صَوْتًا بِأُذُنِهِ". وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَبَانَ، قَالَ ابو داؤد: وقَالَ مَعْمَرٌ، وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ: عِيَاضُ بْنُ هِلَالٍ، وقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: عِيَاضُ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ.

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اسنے نماز میں زیادتی کی ہے یا کمی کی ہے تو بیٹھے ہوئے یہ شخص دو سجدے کرلے جب اس کے پاس شیطان آکر اسکو یوں کہے کہ تمہارا وضو ٹوٹ گیا ہے تو اسکو کہہ دو کہ تم جھوٹ بول رہے ہو (یعنی دل میں یہ خیال لائے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے اسکی طرف توجہ نہ کرے) ہاں اگر اسے اپنی ناک سے بو محسوس ہوجائے یا اپنے کان سے وہ شخص ریح کی آواز سن لے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔ ابان کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں...... امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ معمر اور علی بن مبارک نے راوی کا نام عیاض بن ہلال بتلایا اور امام اوزاعی نے عیاض بن ابی زہیر نام ذکر کیا (جبکہ مذکورہ بالا سند میں عیاض بن ہلال نام ذکر کیا گیا ہے)۔

تخریج: صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧١) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٦) سنن النسائي - السهو (١٢٣٨) سنن النسائي - السهو (١٢٣٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٢٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٢/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤٢/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥٠/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥١/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥٣/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٧٢/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٨٣/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٨٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٨٧/٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢١٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٥).

شرح الحديث: قوله: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ زَادَ أَمْ نَقَصَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ: اس حدیث میں تحری یا بناء علی الاقل کسی کا ذکر نہیں، غالباً یہی حدیث ماخذ ہے اس مسلک کا جس کو حسن بصری وغیرہ نے اختیار کیا جیسا کہ گذشتہ باب کے شروع میں گزر چکا۔

١٠٣٠ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ». قَالَ ابو داؤد: وَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، وَمَعْمَرٌ، وَاللَّيْثُ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس پر (نماز کی رکعتوں وغیرہ میں) تشویش پیدا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دوران نماز اسے پتہ نہیں چلتا کہ اسنے کتنی رکعتیں پڑھیں ہیں جب تم میں سے کوئی شخص اس طرح کی صورت حال سے دوچار ہوجائے تو بیٹھنے کی حالت میں دو سجدے کرلے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ جسطرح امام مالک نے ابن شہاب زہری سے قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ کے لفظ کو ذکر کیئے بغیر یہ حدیث

نقل کی ہے اسی طرح ابن عیینہ...... معمر اور لیث راوی نے بھی ابن شہاب سے قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

۱۰۳۱ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ زَادَ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ.

ترجمہ: ابن اخی الزہری نے اپنی سند سے گزشتہ حدیث کے ہم معنی روایت نقل کی اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ سجدہ سہو بیٹھے ہوئے سلام پھیرنے سے پہلے کرے۔

۱۰۳۲ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: «فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ».

ترجمہ: ابن اسحاق نے بھی اپنی سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کے ہم معنی روایت نقل کی اس میں یہ اضافہ ہے فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٥٨٣) صحيح مسلم - الصلاة (٣٨٩) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٧) سنن النسائي - الأذان (٦٧٠) سنن النسائي - السهو (١٢٥٢) سنن النسائي - السهو (١٢٥٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٣٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٧) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٧٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٨٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٨٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٣١٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٦٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٨٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٥٠٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (١٥٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٢٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٤).

۲۰۰ - بَابُ مَنْ قَالَ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے

۱۰۳۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسَافِعٍ، أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ، أَخْبَرَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ».

ترجمہ: عبداللہ بن جعفرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جسکو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کر لے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٠٣٣) مسند أحمد - مسند أهل البيت (١/٢٠٤)

شرح الحدیث: یہ عبداللہ حضرت علیؓ کے بھائی جعفر بن ابی طالب کے بیٹے ہیں، صغار صحابہؓ میں ہیں حضور ﷺ کے انتقال کے وقت دس سال عمر تھی۔

سجدۂ سہو قبل السلام ہے یا بعد السلام اس کی تفصیل شروع میں گزر چکی۔

۲۰۱۔ بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ

اگر کوئی شخص دو رکعت پر تشہد پڑھے بغیر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے؟

یعنی قعدۂ اولی بھول جائے، حدیث الباب میں یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ سے ایسا ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس صورت میں سجدۂ سہو فرمایا جو قبل السلام تھا، سہو کی یہ نقصان والی شکل تھی جس میں آپ ﷺ نے سجدۂ سہو قبل السلام کیا۔
اب شافعیہ کے یہاں تو ہر جگہ اسی طرح ہوتا ہے، اور مالکیہ اس کو نقصان والی صورت کے ساتھ خاص کرتے ہیں، اور ہماری دلیل باب سابق کی حدیث ہے جس میں مطلقاً سجود سہو بعد السلام کا حکم مذکور ہے۔

۱۰۳۴ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، أَنَّهُ قَالَ: «صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْتَظَرْنَا التَّسْلِيمَ كَبَّرَ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، ثُمَّ سَلَّمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

ترجمہ: عبد اللہ بن بحینہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر تشہد کیلئے بیٹھے بغیر تیسری رکعت کیلئے آپ ﷺ کھڑے ہو گئے تو صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب نبی اکرم ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے اور ہمیں آپکی نماز سے سلام پھیرنے کا انتظار تھا تو آپ نے تکبیر کہہ کر بیٹھے ہوئے دو سجدے فرمائے سلام پھیرنے سے پہلے...... پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

۱۰۳۵ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَبَقِيَّةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِمَعْنَى إِسْنَادِهِ وَحَدِيثِهِ، زَادَ: وَكَانَ مِنَّا الْمُتَشَهِّدُ فِي قِيَامِهِ. قَالَ أَبُو دَاوُد: وَكَذَلِكَ سَجَدَهُمَا ابْنُ الزُّبَيْرِ، قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، وَهُوَ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ.

ترجمہ: زہری سے گزشتہ حدیث کی سند کے ہم معنی روایت مروی ہے اسمیں یہ اضافہ ہے کہ ہم میں سے بعض صحابہ نے حالت قیام میں تشہد پڑھ لیا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن زبیر بھی جب دو رکعت پر تشہد کے پڑھے بغیر کھڑے ہو گئے تھے تو انہوں نے سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کیا تھا اور یہی امام زہری کا قول ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (۷۹۵) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (۵۷۰) جامع الترمذي - الصلاة (۳۹۱) جامع الترمذي - الصلاة (۳۹۱) سنن النسائي - التطبيق (۱۱۷۷) سنن النسائي - التطبيق (۱۱۷۸) سنن النسائي - السهو (۱۲۲۲) سنن النسائي - السهو (۱۲۲۳) سنن النسائي - السهو (۱۲٦۱) سنن أبي داود - الصلاة (۱۰۳٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۰٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۰۷) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۳٤٥/٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۳٤٦/٥) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲۱۸) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲۱۹) سنن الدارمي - الصلاة (۱٤۹۹) سنن الدارمي - الصلاة (۱۵۰۰)

شرح الحديث: قوله: وَهُوَ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ: امام زہری کا قول بھی یہی ہے کہ صورت مذکورہ میں (وهو ترك القعدة

الاولی) سجدۂ سہو قبل التسلیم کیا جائے۔

۲۰۲۔ بَابُ مَنْ نَسِيَ أَنْ يَتَشَهَّدَ وَهُوَ جَالِسٌ

اگر کسی شخص کو قعدۂ اولیٰ میں بیٹھنے کی حالت میں تشہد پڑھنا یاد نہ رہے؟

الفرق بين الترجمتين: ترجمۂ سابقہ اور اس ترجمہ میں تشہد اول کے نسیان کا بیان ہے، لیکن فرق بین الترجمتین یہ ہے کہ پہلے ترجمہ میں یہ تھا کہ اس کو تشہد قیام کے بعد یاد آیا اور اس دوسرے باب میں اس کی قید نہیں ہے بلکہ عام ہے سیدھا کھڑا ہونے کے بعد یاد آیا یا اس سے پہلے۔

۱۰۳٦ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُبَيْلٍ الْأَحْمَسِيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، فَإِنِ اسْتَوَى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ، وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ»، قَالَ أبو داود: «وَلَيْسَ فِي كِتَابِي عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ».

ترجمہ: مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب امام دو رکعتوں کے پڑھنے کے بعد کھڑا ہو جائے (بغیر تشہد پڑھے) تو اگر اسے پورا سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ گیا تو یہ شخص بیٹھ جائے اور اگر یہ شخص پورا سیدھا کھڑا ہو چکا تو پھر نہ بیٹھے اور سہو کے دو سجدے کر لے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میری کتاب میں جابر الجعفی سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (٣٦٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٣٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٨) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٤٧) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٤٨) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٥٣) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٥٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٠١)

شرح الحديث: قوله: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ:

مسئلة الباب میں مذاہب ائمہ: امام شافعیؒ اسی کے قائل ہیں، اور حنفیہ کی ظاہر الروایۃ بھی یہی ہے، اسی کو ابن الہمام نے بھی اختیار کیا ہے، یعنی اگر تشہد اول کو بھول جائے تو اگر سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو تشہد کی طرف لوٹ آئے اور اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد یاد آئے تو نہ بیٹھے تشہد کو ترک کر دے، اور دوسری روایت میں اس میں حنفیہ کی جو مشہور ہے وہ یہ کہ اگر ایسے وقت یاد آئے جبکہ اقرب الی القیام ہو تو کھڑا ہو جائے اور اگر اقرب الی القعود ہو تو بیٹھ جائے، اور مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص قعدۂ اولیٰ کو چھوڑ کر کھڑا ہونے لگے تو جب تک ہاتھ زمین [1] پر ٹکے ہوئے ہیں تو یاد آنے پر لوٹ آئے اور اگر ہاتھ زمین سے

[1] دراصل مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ سجدہ سے اٹھتے وقت رکبتین زمین سے پہلے اٹھائے جائیں اور یدین بعد میں کما تقدم فی محلہ، ۱۲ منہ۔

اٹھ چکے ہیں تو پھر نہ لوٹے۔

اور اگر کوئی شخص اس قاعدہ کے خلاف کرے یعنی جس صورت میں کھڑا ہونا چاہئے تھا وہ بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے تو اسکا کیا حکم ہے؟ امام مالکؒ کے یہاں تو کچھ حرج نہیں نماز باطل نہ ہوگی، حنفیہ کی بھی ایک روایت یہی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائے گی، اور شافعیہ کے نزدیک رجوع الی القعدہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور اگر کوئی شخص لوٹ آئے عامداً عالماً بتحریمہ تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی وان کان ناسیاً فلا تبطل صلوته ویلزمه القیام عند تذکرہ۔

قوله: قَالَ ابو داؤد: وَلَيْسَ فِي كِتَابِي عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ: **جابر جعفی کی جرح وتعدیل:** جابر جعفی کی توثیق وتضعیف مختلف فیہ ہے، ایک جماعت جیسے شعبہ اور سفیان وغیرہ نے اسکی توثیق کی ہے اور یحییٰ بن معین اور امام ابو حنیفہؒ نے اسکی تکذیب کی ہے، وقال ما رأیت اکذب من جابر الجعفی، بذل [1] میں لکھا ہے کہ یہ رافضی تھا بلکہ سبائی عبد اللہ بن سبا کے اصحاب میں سے، اور اسکی عادت روافض کی طرح تقیہ کی تھی اسی وجہ سے بعض محدثین کو اس کے بارے میں دھوکہ ہو گیا اور انہوں نے اسکی توثیق کر دی، واللہ تعالیٰ أعلم۔

۱۰۳۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، قُلْنَا: سُبْحَانَ اللهِ، قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَمَضَى، فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ، سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ». قَالَ ابو داؤد: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَرَفَعَهُ، وَرَوَاهُ أَبُو عُمَيْسٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، مِثْلَ حَدِيثِ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ. قَالَ ابو داؤد: «أَبُو عُمَيْسٍ أَخُو الْمَسْعُودِيِّ، وَفَعَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمُغِيرَةُ، وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَالضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ، وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، أَفْتَى بِذَلِكَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ». قَالَ ابو داؤد: «وَهَذَا فِيمَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ، ثُمَّ سَجَدُوا بَعْدَ مَا سَلَّمُوا».

ترجمہ: زیاد بن علاقہ کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہؓ نے ہمیں نماز پڑھائی اور قعدہ بھول کر تیسری رکعت کیلئے وہ کھڑے ہو گئے تو ہم نے سبحان اللہ کہہ کر انہیں تنبیہ کی کہ بیٹھ جائیں تو انہوں نے سبحان اللہ کہہ کر ہمیں کھڑے ہونے کا اشارہ دیا اور اپنی نماز پڑھتے رہے جب انہوں نے اپنی نماز مکمل کر کے سلام پھیر دیا تو سہو کے دو سجدے کیئے اور نماز سے مڑنے کے بعد فرمایا کہ میں نے جسطرح کیا ہے اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ جسطرح زیادہ بن علاقہ نے سجدہ سہو بعد السلام ذکر کیا ہے ایسا شعبی سے محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے بھی مغیرہ بن شعبہؓ سے نقل کیا ہے اور ابو

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٥ ص ٤١٧

عمیس راوی نے ثابت بن عبیر سے اسی طرح نقل کیا زیادہ بن علاقہ کی حدیث میں ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابو عمیس راوی عبدالرحمن مسعودی کے بھائی ہے...... مغیرہ بن شعبہؓ کی طرح سعد بن ابی وقاصؓ، عمران بن حصینؓ، ضحاک بن قیسؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ کا عمل رہا ہے...... عبداللہ بن عباسؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے بھی اسی طرح فتوی دیا ہے کہ سجدہ سہو بعد سلام ہوگا امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ سجدہ سہو بعد سلام اس شخص کیلئے ہے جو قاعدہ اولی پر تشہد بھول کر کھڑا ہو جائے پھر یہ شخص نماز مکمل کر کے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (٣٦٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٣٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٨) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٤٧) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٤٨) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٥٣) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٥٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٠١)

شرح الحديث: قوله: قَالَ ابو داؤد: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الشَّعْبِيِّ: **کلام مصنف کی تشریح:**

مصنف کی غرض اس کلام سے کیا ہے اس میں دو احتمال ہیں اولی یہ کہ مصنف یہ فرمارہے ہیں کہ جس طرح اوپر والی روایت میں جس کے راوی زیاد بن علاقہ ہیں سجدۂ سہو بعد السلام مذکور ہے، اسی طرح ابن ابی لیلیٰ اور ابو عمیس ان دونوں نے بھی سجدۂ سہو بعد السلام ذکر کیا، اور پھر آگے چل کر مصنفؒ بعض دوسرے صحابہ جیسے سعد بن ابی وقاصؓ اور عمران بن حصینؓ وغیرہ کا مذہب بھی یہی نقل کر رہے ہیں کہ یہ سب حضرات سجدہ السہو بعد السلام کے قائل تھے مگر ہر صورت میں نہیں بلکہ اس صورت میں جو یہاں مذکور ہے یعنی قعدۂ اولیٰ کے ترک کرنے کی صورت میں۔

اور دوسرا احتمال مصنفؒ کی غرض یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ کی اس حدیث کے بیان کرنے میں رواۃ مختلف ہیں، جابر جعفی نے تو اس کو حضور ﷺ کی حدیث قولی قرار دیا جیسا کہ باب کی پہلی حدیث میں ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ، اور جابر کے علاوہ دوسرے رواۃ جیسے زیاد بن علاقہ اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو عمیس ان سب نے اس حدیث کو دوسری طرح بیان کیا ہے وہ یہ کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی جس میں قعدۂ اولیٰ کو بھول کر کھڑے ہوگئے اور پھر بعد میں سجدۂ سہو بعد السلام کیا اور پھر یوں فرمایا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ، اس صورت یہ حدیث قولی نہیں بلکہ فعلی ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ اکثر رواۃ نے اس حدیث کو فعلی اور جابر جعفی نے اس کو قولی قرار دیا ہے۔

١٠٣٨ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَالرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ، أَنَّ ابْنَ عَيَّاشٍ، حَدَّثَهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ الْكَلَاعِيِّ، عَنْ زُهَيْرٍ يَعْنِي ابْنَ سَالِمٍ الْعَنْسِيَّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، قَالَ عَمْرٌو: وَحْدَهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ»، وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ أَبِيهِ، غَيْرُ عَمْرٍو.

ترجمہ: ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر بھول ہو جانے کی صورت میں سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرنے ہونگے...... عمرو بن عثمان استاد نے عن عبد الرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے بعد لفظ عَنْ أَبِيهِ کا اضافہ کیا ہے ان کے علاوہ مصنف کے کسی استاد نے عن عبد الرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے بعد لفظ عَنْ أَبِيهِ کا اضافہ نہیں کیا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٠٣٨) سنن ابن ماجة - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٥/ ٢٨٠)

شرح الحدیث: عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ»: ذرا غور سے سنیئے۔

مستدل حنفیہ: یہ حدیث سجود السہو بعد السلام میں حنفیہ کی صریح دلیل ہے، اور حدیث بھی قولی ہے نہ کہ فعلی، اور اس میں قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے، جیسے کہ حنفیہ کہتے ہیں فالحمد للہ، لیکن اس کی سند میں اسماعیل ابن عیاش ہیں جو ضعیف ہیں۔

امام بیہقی کا نقد: چنانچہ امام بیہقیؒ نے اسی بناء پر حدیث کو معرفۃ السنن والآثار میں ضعیف قرار دیا ہے، جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات مشہور بین المحدثین ہے جس کے خود بیہقیؒ بھی قائل ہیں کہ ابن عیاش کی روایت اہل حجاز وعراق سے تو ضعیف ہے اور شامیین سے صحیح ہے، اور یہاں پر ان کی یہ روایت عبد اللہ بن عبید کلاعی سے ہے جو کہ شامی ہیں لہذا کوئی اشکال نہیں۔

دوسرا نقد: اس کے بعد سمجھئے کہ امام بیہقیؒ نے اپنی ایک دوسری تصنیف یعنی سنن بیہقی میں اس حدیث پر معنوی حیثیت سے بھی کلام کیا ہے، وہ یہ کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہر سہو کیلئے مستقل دو سجدے ہونے چاہئیں، لہذا اگر کسی شخص کو نماز میں دو مرتبہ سہو واقع ہو تو اس کو چار کرنے چاہئیں، حالانکہ ائمہ اربعہ میں سے یہ کسی کا مذہب نہیں، البتہ ابن ابی لیلیٰ اس کے قائل ہیں کہ تکرار سہو سے تکرار سجود ہوتا ہے، لہذا حنفیہ کا یہ مستدل مخدوش ہو گیا۔

اس اشکال کا جواب ہماری طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ لِكُلِّ سَهْوٍ میں لفظ کل مجموعی ہے افرادی نہیں، یعنی تمام سہوؤں کیلئے دو ہی سجدے ہیں لہذا کوئی اشکال نہیں، ایک اور بھی جواب ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں لفظ کل افراد مصلین کے اعتبار سے لایا گیا ہے یعنی جس مصلی کو بھی سہو پیش آئے ہر مصلی کیلئے یہی حکم ہے، یا انواع سہو کے اعتبار سے لفظ کل لایا گیا ہے یعنی جس نوع کا بھی سہو ہو خواہ نقصان کے قبیل سے ہو خواہ زیادتی کے قبیل سے سب کا حکم یکساں ہے، وھذان الجوابان الاخیران خاطری ابوعذرہ ھما۔

ابن ابی لیلیٰ وغیرہ کا مسلک: اوپر ابن ابی لیلیٰ کا مذہب گزر چکا کہ ان کے نزدیک تکرار سہو سے تکرار سجود واجب ہوتا ہے، اور امام اوزاعی تکرار سہو کی صورت میں یہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ دو سہو ایک ہی قسم کے ہوں از قبیل نقصان یا از قبیل زیادتی اس صورت میں تو تکرار سجود نہ ہو گا اور اگر دو قسم کے سہو الگ الگ ہوں تب تکرار سجود ہو گا (من المنہل [1])۔

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٦ ص ١٧٠

٢٠٣ - بَابُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فِيهِمَا تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيمٌ

سجدہ سہو کرنے کے بعد تشہد بھی پڑھے گا اور سلام بھی پھیرے گا

١٠٣٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي أَشْعَثُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي الْحَذَّاءَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ سَلَّمَ».

ترجمہ: عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی آپ ﷺ کو اس نماز میں بھول ہو گئی تو آپ ﷺ نے دو سجدے کیے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیا۔

تخریج: صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٤) جامع الترمذي - الصلاة (٣٩٥) سنن النسائي - السهو (١٢٣٧) سنن النسائي - السهو (١٣٣١) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٣٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢١٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٤٢٧/٤) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٤٣١/٤) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٤٤١/٤)

شرح الحدیث: یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، اختلاف کی تفصیل ابواب السہو کے شروع میں گزر چکی۔

٢٠٤ - بَابُ انْصِرَافِ النِّسَاءِ قَبْلَ الرِّجَالِ مِنَ الصَّلَاةِ

عورتیں (مسجد میں) نماز سے فارغ ہونے کے بعد مردوں سے پہلے چلی جائیں

١٠٤٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ مَكَثَ قَلِيلًا، وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ، كَيْمَا يَنْفُذُ النِّسَاءُ قَبْلَ الرِّجَالِ».

ترجمہ: ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرتے تھے صحابہ کرام یہ سمجھتے تھے یہ تھوڑی دیر آپ ﷺ کا بیٹھنا اس لیے ہو تاکہ عورتیں مسجد سے مردوں سے پہلے چلی جائیں۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٨٠٢) سنن النسائي - السهو (١٣٣٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٤٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٢) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣١٦/٦)

شرح الحدیث: ترجمہ اور حدیث دونوں واضح ہیں، محتاج تشریح نہیں، اس ترجمۃ الباب اور حدیث الباب کا حوالہ ہمارے یہاں بہت پہلے باب طول القیام من الرکوع وبین السجدتین کی حدیث کے ذیل میں آچکا جہاں پر فَجِلْسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالِانْصِرَافِ [1] مذکور ہے۔

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب طول القيام من الركوع وبين السجدتين ٨٥٤

۲۰۵- بَابُ كَيْفَ الِانْصِرَافُ مِنَ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد کس جہت کی طرف جانا چاہیے؟

دفع التكرار بين الترجمتين: اس سلسلہ کا ایک باب ابواب الامامۃ میں گزر چکا بَابُ الْإِمَامِ يَنْحَرِفُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ، انحراف کے معنی بھی انصراف ہی کے ہیں لہذا یہ بظاہر تکرار ہے اس پر تفصیلی کلام پہلی جگہ گزر چکا، لاحاجۃ الی الاعادۃ۔

۱۰۴۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، رَجُلٍ مِنْ طَيِّئٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ «صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِقَّيْهِ».

ترجمہ: قبیلہ طی کے ایک شخص قبیصہ بن ہلب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تو نبی اکرم ﷺ اپنے دو جانبوں کی طرف اپنا رخ پھیرتے تھے (یا جہاں کام ہوتا اس جہت کھڑے ہو کر تشریف لے جاتے)۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (۳۰۱) سنن أبي داود - الصلاة (۱۰۴۱) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۹۲۹) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (۲۲۶/۵) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (۲۲۷/۵)

شرح الحدیث: قوله: وَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِقَّيْهِ: حضرتؒ نے بذل میں انصراف کے معنی میں دونوں احتمال لکھے ہیں، تحول الی القوم، اور مشی الی موضع الحاجۃ، یعنی اٹھ کر جانا، ہم پہلی جگہ لکھ چکے ہیں کہ گذشتہ باب میں تحول الی القوم کو بیان کرنا مقصود تھا اور اس باب سے مشی الی موضع الحاجۃ مراد ہے، یعنی امام نماز سے فارغ ہو کر اٹھ کر دائیں طرف کو نکلے یا بائیں طرف کو اس احتمال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آگے روایت میں ہے: قَالَ عُمَارَةُ: «أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ بَعْدُ، فَرَأَيْتُ مَنَازِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَسَارِهِ» یعنی حضور ﷺ زیادہ تر نماز سے فارغ ہونے کے بعد بائیں طرف کو لوٹتے تھے، آگے راوی کہہ رہا ہے اس لئے کہ حضور ﷺ کے حجرات بھی بائیں جانب میں تھے گویا اسی لئے آپ ﷺ اس طرف کو لوٹتے تھے۔

حضرت شیخ کی رائے: حضرت شیخؒ نے لامع الدراری کے حاشیہ میں اس موضوع پر تفصیلی کلام فرمایا ہے اور ایک بات یہ بھی تحریر فرمائی کہ انحراف وانصراف کے معنیین میں سے ایک کو دوسرے کے تابع کیا جائے یعنی اگرچہ یہ دو معنی الگ الگ ہیں اس کے باوجود ایک کو دوسرے کے تابع کر سکتے ہیں، وہ اس طرح کے تحول الی القوم کو موضع حاجت کے تابع قرار دیا جائے، یعنی اگر امام کو مثلاً دائیں طرف جانا ہے، اس طرف حجرہ وغیرہ ہونے کی وجہ سے تو تحول الی القوم میں بھی دائیں طرف ہو اسی طرف رخ کر کے بیٹھے اور اگر موضع حاجت بائیں طرف ہو تو اسی طرف رخ کر کے بیٹھے ورنہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو پھر اٹھ کر جانے کے وقت میں دوران یعنی گھومنا پڑے گا، جو کچھ ہم نے یہاں لکھا اور جو باب سابق میں یہ سب مل کر بحمد اللہ کافی وشافی بحث ہوگی جس کا مأخذ حاشیہ لامع ہے۔

۱۰۴۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ،

قَالَ: «لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ نَصِيبًا لِلشَّيْطَانِ مِنْ صَلَاتِهِ، أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَكْثَرُ مَا يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهِ». قَالَ عُمَارَةُ: «أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ بَعْدُ، فَرَأَيْتُ مَنَازِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَسَارِهِ».

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ پائے کہ وہ نماز کے بعد صرف دائیں جانب مڑے میں نے نبی اکرم ﷺ کو اکثر اپنی بائیں جانب مڑتے ہوئے دیکھا ہے عمارہ راوی کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کو سننے کے بعد مدینہ طیبہ آیا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کے گھروں کو (جو ازواج مطہرات کو دے دیے تھے) آپ ﷺ کی بائیں جانب دیکھا (جب حضور ﷺ نماز کا سلام پھیرتے تو یہ گھر آپ ﷺ کے بائیں طرف ہوتے اور آپ ﷺ اکثر اسی بائیں طرف اپنے گھر تشریف لے جاتے)۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٨١٤) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٧) سنن النسائي - السهو (١٣٦٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٤٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٣٥٠)

٢٠٦ - بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ التَّطَوُّعَ فِي بَيْتِهِ

مرد کے لئے نوافل گھر میں پڑھنے کا بیان

اس باب میں مصنف نے دو مرفوع حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، حدیث ابن عمرؓ اِجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، اور دوسری حدیث زید ابن ثابتؓ کی صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا، إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ، اور یہی دو حدیثیں امام ترمذیؒ نے بھی ذکر فرمائی ہیں، اسی طرح امام بخاریؒ نے ابواب التہجد میں باب التطوع فی البیت، ترجمہ قائم کر کے اس میں یہی حدیث ابن عمرؓ ذکر فرمائی ہے [1]۔

مذاہب علماء: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جمہور علماء (ائمہ ثلاثہ وغیرہ) کا مذہب یہی ہے کہ نوافل مطلقاً راتبہ وغیر راتبہ کو گھر میں پڑھنا مستحب ہے، وہ فرماتے ہیں سلف میں سے ایک جماعت کا رائے یہ ہے کہ ان سب کو مسجد میں پڑھنا اولی ہے، اور تیسرا مسلک امام مالک اور سفیان ثوری کا ہے وہ یہ کہ نوافل نہاریہ کا مسجد میں ادا کرنا اولی ہے اور نوافل لیلیہ کا گھر میں [2]، حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کا استدلال بخاری کی ایک روایت سے ہے جس کے لفظ یہ ہیں وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ [3]، اور ایک روایت میں ہے فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهِ [4]، لیکن حافظؒ نے اس استدلال پر اشکال کیا ہے وہ یہ کہ ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسا

---

1. صحيح البخاري - أبواب التطوع - باب التطوع في البيت ١١٣١
2. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج٦ ص٩
3. صحيح البخاري - كتاب الجمعة - باب الصلاة بعد الجمعة وقبلها ٨٩٥
4. صحيح البخاري - أبواب التطوع - باب التطوع بعد المكتوبة ١١١٩

عمداً نہیں کرتے تھے بلکہ اس وجہ سے کہ دن میں آپ ﷺ لوگوں کے کاموں میں مشغول رہتے تھے اس لئے وہ مسجد میں اداء فرماتے تھے، اور رات میں مشغولی لوگوں کے ساتھ نہ ہوتی تھی اس لئے ان کو گھر میں اداء فرماتے تھے [1]، اور ابن رشد نے امام مالکؒ کے مذہب کی حکمت یہ لکھی ہے کہ دن میں آدمی کے اپنے اہل بیت کے ساتھ مشغول ہوجانے کا اندیشہ ہے اس لئے نوافل نہاریہ کا مسجد ہی میں اداء کرنا اولیٰ ہے، اور رات کے وقت میں یہ اندیشہ کچھ زیادہ نہیں اس لئے اسکو گھر ہی میں پڑھنا اولیٰ ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کو اپنے گھر والوں کیساتھ مشغول ہوجانے کا اندیشہ نہ ہو تو نوافل نہاریہ کا بھی گھر میں پڑھنا اولیٰ ہوگا، ہمارے یہاں بحر الرائق وغیرہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو گھر میں جاکر مشغول ہوجانے کا اندیشہ ہو تو پھر مسجد ہی میں پڑھنا اولیٰ ہے۔

اور معارف السنن میں مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے نقل کیا ہے کہ اصل کیا ہے کہ اصل مذہب تو یہی ہے لیکن بعد میں ارباب فتاویٰ نے یہ لکھا ہے کہ اداء السنن فی المسجد ہی افضل ہے تا کہ روافض کے ساتھ بظاہر تشبہ نہ ہوجائے کہ وہ سنتیں نہیں پڑھتے، نیز جاننا چاہئے کہ اس حکم سے وہ نوافل مستثنیٰ ہیں جو اسلام کے شعائر سے ہیں ان کو مسجد ہی میں پڑھنا اولیٰ ہے جیسے عیدین وتراویح اور کسوف واستسقاء وغیرہ۔

۱۰۴۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا».

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنی نمازوں کا کچھ حصہ (نوافل، سنتیں وغیرہ) اپنے گھروں کے لئے کردو اور ان گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (٤٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٥٩٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٤٣) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٦/٢)

شرح الحدیث: قوله: اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ: یعنی اپنی بعض نمازیں اپنے گھروں میں پڑھا کرو، ان بعض سے مراد ظاہر کے نفلیں ہیں اس لئے کہ فرض نمازیں تو جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں اور محل جماعت مساجد ہیں۔

قوله: وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا: یعنی جس طرح اموات اپنی قبور میں نماز نہیں پڑھتے اسی طرح ترک صلاۃ کر کے تم اپنے گھروں کو بمنزلہ قبور کے نہ بناؤ، یا یہ کہ جس طرح قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی اپنے گھروں کے ساتھ یہ معاملہ نہ کرو۔

اس صورت میں یہ حدیث کا ٹکڑا ما قبل ہی کی تاکید ہوگا، اور بعضوں نے اسکو جملہ مستانفہ قرار دیا ہے کہ یہ ایک دوسرا مستقل حکم ہے، گھروں میں قبر نہیں بنانی چاہئے وہاں مردوں کی دفن نہ کیا جائے، اور آنحضرت ﷺ کو جو آپ ﷺ کی منزل میں دفن کیا گیا سو یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے، یہ جملہ دوسرے مطلب کی صورت میں بھی ما قبل سے مربوط ہو سکتا ہے، وہ اس طور پر کہ

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ٣ ص ٥٠

اگر گھروں میں قبریں بنائی جائیں گی، اور وہاں مردوں کو دفن کیا جائیگا تو وہ گھر مقبرہ ہو جائیگا اور مقبرہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے حالانکہ گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم ہے، اور بعض ظرفاء نے اسکا مطلب ایک اور لکھا ہے وہ یہ کہ گھروں میں نمازیں بھی پڑھنی چاہئیں اور اگر مہمان آئے تو اسکی ضیافت اور کھلانا پلانا بھی چاہئے نہ جیسا کہ قبرستان میں ہوتا ہے کہ وہاں کوئی ضیافت کرنے والا نہیں ہوتا۔

۱۰۴۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا، إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ».

ترجمہ: زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آدمی میری اس مسجد میں نماز (نوافل) پڑھے اس سے افضل یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں نماز ادا کرے (نوافل تہجد وغیرہ) سوائے فرض نماز کے کہ وہ مساجد میں پڑھنا افضل ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٩٨) صحيح البخاري - الأدب (٥٧٦٢) صحيح البخاري - الاعتصام بالكتاب والسنة (٦٨٦٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٨١) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٥٩٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٤٤) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٥/١٨٢) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٥/١٨٤) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٥/١٨٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٩٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٣٦٦)

٢٠٧ - بَابُ مَنْ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ عَلِمَ

جو شخص قبلہ مشتبہ ہونے کی صورت میں قبلہ کے علاوہ جہت کی طرف نماز پڑھ لے پھر بعد میں قبلہ کا رخ اسے معلوم ہو؟ تو اس پر اعادہ ہے یا نہیں؟

یوں سمجھئے کہ یہ بغیر پلیٹ فارم کا اسٹیشن ہے جو اچانک آپہونچا، میرا مطلب یہ ہے کہ مصنفین کا طریق یہ ہے کہ جب وہ ایک نوع کے مسائل سے فارغ ہو کر دوسری قسم کے مسائل شروع کرتے ہیں تو اس کے لئے اولاً ایک جلی سرخی (عنوان کلی) قائم کرتے ہیں، لفظ کتاب کے ساتھ یا اس کے مثل کوئی اور لفظ، اور پھر اس کے ذیل میں اس کے مناسب ابواب لاتے ہیں، یہاں پر مصنف نے ایسا نہیں کیا ہاں امام نسائیؒ نے کیا ہے انہوں نے کتاب المساجد اور اس کے ابواب سے فارغ ہونے کے بعد کتاب القبلہ سرخی قائم کی ہے اور پھر اس کے تحت چند ابواب اس کے مناسب لائے ہیں، منجملہ ان کے ایک ترجمہ انہوں نے یہ قائم کیا ہے بَابُ اسْتِبَانَةِ الْخَطَأِ بَعْدَ الِاجْتِهَادِ، اور پھر اس کے ذیل میں وہی حدیث ذکر کی جس کو امام ابوداودؒ اس باب میں لائے ہیں، نسائی اور ابو داود کے ترجمہ کے لفظ اگرچہ مختلف ہیں لیکن مسئلہ دونوں ایک ہی بیان کر رہے ہیں۔

اس کے بعد آپ سمجھئے کہ جس مسئلہ کو مصنفؒ یہاں بیان کر رہے ہیں وہ وقوع الخطأ فی التحری ہے جو فقہ کا ایک مشہور مسئلہ

ہے وہ یہ کہ جس شخص کو سمت قبلہ کا صحیح علم نہ ہو اور نہ کوئی بتانے والا ہو تو اس شخص کا حکم یہ ہے۔

مسئلۃ الباب میں مذاہب ائمہ: کہ ایسا شخص قبلہ کی تحری کرے یعنی قبلہ کے بارے میں غور وخوض کر کے ایک رائے قائم کرے اور جس جانب زیادہ میلان ہو اس کو قبلہ قرار دے کر اس کی طرف رخ کر کے نماز شروع کر دے، اور اگر بالفرض نماز کے اندر اس کی تحری بدل جائے تو نماز ہی میں اس جانب پھر جائے اور اس دوسری جانب کے بارے میں بھی اگر رائے بدل جائے تو نماز ہی میں اس تیسری جانب اپنا رخ بدل دے حتی کہ اگر چاروں جانب گھومنے کی نوبت آجائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہو جائیگی، یہ مذہب حنفیہ کا ہے اور یہی قول حنابلہ کا بھی ہے اور مالکیہ کے نزدیک اعادہ فی الوقت ہے لا بعد الوقت، اور شافعیہ کے اس میں دو قول ہیں، قسطلانی فرماتے ہیں کہ اظہر القولین وجوب اعادہ ہے اور قول ثانی عدم الاعادہ ہے، لیکن امام نوویؒ نے شرح مسلم میں حدیث الباب کے تحت یہ لکھا ہے کہ اصح قول شافعیہ کا عدم الوجوب[1] ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے صرف ایک ہی قول یعنی وجوب الاعادہ لکھا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطلانی کی بات ٹھیک ہے۔

١٠٤٥ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، وَحُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ[2]}، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ، فَنَادَاهُمْ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ: أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ، مَرَّتَيْنِ، فَمَالُوا كَمَا هُمْ رُكُوعٌ إِلَى الْكَعْبَةِ".

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ شروع میں بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (تو) صحابہ کرامؓ بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرنے لگے بعض صحابہؓ کو شروع میں علم نہ ہوا) تو بنی سلمہ قبیلہ کے ایک شخص کا گزر ہوا مسجد قباء والوں پر وہ مسجد قباء والے نماز فجر میں (ابھی تک) بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے تو اس گزرنے والے شخص نے قباء والوں کو پکار کر کہا سن لو قبلہ (بیت المقدس کی جگہ) کعبہ شریف بنادیا گیا ہے دو مرتبہ یہ کہا یہ قباء قبیلہ والے اسی رکوع کی حالت میں کعبہ شریف کی طرف مڑ گئے۔

تخریج: صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٢٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٤٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٢٨٤)

شرح الحدیث: عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ابتداء ہجرت میں آپ ﷺ بیت المقدس کی جانب نماز پڑھتے تھے، اس کے بعد تحویل قبلہ ہو گیا، تحویل قبلہ کب ہوا اور کتنی مدت

---

[1] ہمارے حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ امام نوویؒ کی عادت ہے کہ جس مسئلہ میں امام شافعی کے دو قول ہوتے ہیں تو مسلم شریف کی حدیث ان میں سے جس قول کے مطابق ہوتی ہے اسی کے بارے میں وہ (نووی) لکھتے ہیں کہ یہی مذہب شافعی کا ہے، ١٢۔

[2] اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ اسی طرف (سورۃ البقرۃ ١٤٤)

تک آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی قیام میں بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی، نیز قبلہ الہجرۃ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ نماز کس طرف پڑھتے تھے یہ تمام بحثیں ہمارے یہاں کتاب الاذان میں أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ [1] کے ذیل میں گزر چکیں۔

قوله: فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ، فَنَادَاهُمْ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ: أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ:

جاننا چاہئے کہ جو قصہ اس حدیث میں مذکور ہے یعنی یہ کہ صحابہ کرامؓ ایک مسجد میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے جس وقت رکوع میں پہونچے تو مسجد کے باہر سے ایک اعلان کرنے والے کا اعلان سنا أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ باخبر ہو جاؤ کہ قبلہ بدل گیا ہے۔

تحویل قبلہ کے بارے میں دو مختلف حدیثیں: یہ حدیث ابن عمرؓ کی ہے اور یہ صبح کی نماز کا قصہ ہے جیسا کہ روایت میں تصریح ہے، نیز یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے، اسی طرح کا ایک دوسرا قصہ جو بخاری و مسلم اور ترمذی میں بھی مذکور ہے اس میں عصر کی نماز کا ذکر ہے اور اس کے راوی براء بن عازب ہیں، اس کو تعارض نہ سمجھنا چاہئے بلکہ یہ دو قصہ الگ الگ ہیں عصر کی نماز والا قصہ جو براء کی حدیث میں ہے وہ مسجد بنو حارثہ کا ہے جو داخل مدینہ کا ہے اور صبح کی نماز کا قصہ جس کے راوی ابن عمرؓ ہیں جو یہاں ابوداؤد میں ہے یہ خارج مدینہ یعنی قبا کا واقعہ ہے، داخل مدینہ میں خبر پہلے پہنچ گئی یعنی عصر کی نماز میں اور قبا میں اطلاع اگلے روز ہوئی جبکہ وہ لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، یہاں پر چند علمی بحثیں ہیں جن کا جاننا ضروری ہے۔

حدیث الباب سے متعلق مباحث عشرہ: بحث اول: تحویل قبلہ حضور ﷺ کی نماز کی اثناء میں ہوئی یا نہیں؟ اگر آپ ﷺ کی نماز کے اثناء میں ہوئی ہے تو پھر کون سی نماز ہے اور کس مسجد میں؟ حضرت گنگوہیؒ کی رائے یہ ہے تحویل خارج صلاۃ ہوئی حضور اقدس ﷺ کی نماز کے درمیان میں نہیں ہوئی، حضرتؒ فرماتے ہیں اور جو ایسا کہتے ہیں وہ غلط ہے، علامہ سیوطیؒ کی رائے بھی یہی معلوم ہوتی ہے (کما فی الأوجز) لیکن مشہور عند الشراح یہ ہے کہ فی وسط الصلاۃ ہوئی۔

بحث ثانی: اب یہ کہ کس نماز اور کس مسجد میں ہوئی؟ حافظؒ کہتے ہیں کہ اس میں روایات مختلف ہیں، ظاہر حدیث براء سے معلوم ہوتا ہے وہ نماز ظہر ہے اسی طرح محمد بن سعد نے طبقات میں ذکر کیا کہ آپ ﷺ مسجد نبوی میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے دو رکعت پڑھا چکے تھے کہ تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا پس آپ ﷺ نماز ہی میں پھر گئے، اور کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ ام بشر کی زیارت کیلئے بنو سلمہ میں تشریف لے گئے تھے انہوں نے آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا تھا ظہر کی نماز کا وقت آ گیا آپ ﷺ نماز میں مشغول تھے کہ اسی حال میں تحویل ہو گئی، تو گویا آدھی نماز آپ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف اداء فرمائی اور آدھی نماز بیت اللہ کی طرف اسی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد القبلتین ہو گیا۔

بحث ثالث: مخبر کی خبر پر مصلین کا استدارہ، اس سلسلہ میں دو قصہ ہیں ایک اہل قبا کا اور دوسرا بنو حارثہ کا جیسا کہ اس کی تفصیل شروع باب میں گزر چکی۔

[1] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب كيف الأذان ٥٠٦

بحث رابع: اس مخبر اور اعلان کرنے والے کا نام کیا تھا؟ مشہور یہ ہے کہ اس کا نام عباد بن بشر ہے، وھو الراجح وقیل عباد بن نھیک، لیکن ابوداود کی روایت میں رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ واقع ہے حالانکہ عباد بن بشر بنو حارثہ میں سے ہیں، پس ہو سکتا ہے کہ ایک واقعہ میں عباد بن بشر ہوں دوسرے میں کوئی اور۔

بحث خامس: نسخ القطعی بخبر الواحد، یعنی جس طرف صحابہؓ پہلے سے نماز پڑھ رہے تھے اس کا قبلہ ہونا تو قطعی اور یقینی تھا اور مخبر کی یہ خبر واحد ہے تو حکم قطعی خبر واحد سے کیسے منسوخ ہو گیا؟ اس کے دو جواب ہیں، اول یہ کہ یہ خبر واحد محتف بالقرائن تھی اور جو خبر واحد محتف بالقرائن ہو وہ مفید یقین ہوتی ہے جیسا کہ تم شرح نخبہ میں پڑھ چکے ہو اور اسکی مثال بھی وہاں گزر چکی ہے، لہذا یہ نسخ القطعی بالقطعی ہے نہ کہ بالظنی، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ عہد صحابہ میں نسخ القطعی بخبر الواحد جائز تھا وجہ اس کی یہ ہے کہ احادیث کے جو مختلف درجات و مراتب ہیں کوئی حسن کوئی صحیح کوئی ضعیف، یہ اختلاف احوال سند کے اعتبار سے ہے جس درجہ کی سند ہوتی ہے اسی درجہ کی حدیث مانی جاتی ہے ورنہ حدیث من حیث الحدیث یعنی فی حد ذاتہ قطعی اور یقینی ہے اس کے ضعیف ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ سند اور رواۃ کے ضعف کیوجہ سے...... حدیث کو ضعیف کہا جاتا ہے اور چونکہ صحابہ کرام اور حضور ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ اور سند حائل ہی نہیں ہے اس لئے صحابی کے حق میں کوئی حدیث ضعیف ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ وہ تو براہ راست اس کو حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے لہذا صحابی کے حق میں خبر واحد بھی قطعی اور یقینی ہوتی تھی اس کا انکار کفر تھا۔

بحث سادس: کیفیۃ الاستدارہ، یعنی یہ لوگ نماز میں کس طرح گھومے؟ اس کا بیان طبرانی کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔ فَتَحَوَّلَ الرِّجَالُ مَكَانَ النِّسَاءِ، وَالنِّسَاءُ مَكَانَ الرِّجَالِ [1]، اس کی تشریح یہ ہے کہ بیت المقدس مکہ سے بالکل جانب مقابل میں ہے، بیت المقدس مدینہ سے بجانب شمال ہے اور مکہ بجانب جنوب ہے اب جب قبلہ شمال کے بجائے...... جنوب کی طرف ہو گیا تو یہ ممکن نہیں کہ امام اور مقتدی سب اپنی جگہ رہتے ہوئے صرف رخ کو بدل دیں اس لئے کہ اس صورت میں امام سب سے پیچھے ہو جائے گا اس کے آگے صف الرجال ہوگی اور اس سے آگے صف النساء تو سب سے آگے عورتوں کی صف ہو جائے گی، اور یہ بھی ممکن نہیں کہ امام تو اپنی جگہ ہوتے ہوئے رخ بدل دے اور مردوں اور عورتوں کی صفیں اپنی جگہ سے منتقل ہو کر امام کے پیچھے آجائیں، اس لئے کہ امام کے پیچھے مسجد میں اتنی گنجائش ہی نہیں کہ وہاں یہ سب سما جائیں اس لئے اس کی شکل یہ ہوئی کہ امام اپنی جگہ یعنی مقدم مسجد سے منتقل ہو کر مؤخر مسجد میں آگیا اور عورتوں کی جماعت اپنی جگہ سے مردوں کی جگہ اور مرد اپنی جگہ سے منتقل ہو کر عورتوں کی جگہ میں آگئے (افادہ الحافظ ابن حجر [2])۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی - ج ۲٤ ص ۲۰۷۔

[2] فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱ ص ۵۰٦ - ۵۰۷

بحث سابع: مذکورہ بالا صورت میں ظاہر ہے کہ نماز کے درمیان مشی اور عمل کثیر پایا گیا، یہ بات موجب اشکال ہے، حافظؒ نے اس کے دو جواب لکھے ہیں اول یہ کہ ممکن ہے یہ واقعہ عمل کثیر کی تحریم سے قبل کا ہو کیونکہ ایک زمانہ وہ تھا جس میں کلام فی الصلاۃ اور عمل کثیر فی الصلاۃ جائز تھا بعد میں یہ سب کچھ منسوخ ہو گیا، دوسرا جواب یہ کہ ہو سکتا ہے یہ واقعہ تحریم کے بعد ہی کا ہو لیکن چونکہ یہ عمل کثیر نماز ہی کی مصلحت کے لئے تھا اسی لئے اس کو مغتفر قرار دیا گیا[1]۔

بحث ثامن: اختلاف الروایات فی مدۃ النسخ۔

بحث تاسع: صلوته عليه الصلوة والسلام بمكة اين كانت اي في اي جانب، یہ دونوں بحثیں پہلے گزر چکیں کتاب الاذان میں۔

بحث عاشر: وہ احکام کون سے ہیں جن میں نسخ کا وقوع دو یا تین مرتبہ ہوا، ایک قول کی بناء تحویل قبلہ بھی اسی قبیل سے ہے اس کا بیان باب الوضوء مما مست النار میں گزر چکا، تلك عشرة كاملة، ولله الحمد والمنة۔

قولہ: فَمَالُوا كَمَا هُمْ رُكُوعٌ إِلَى الْكَعْبَةِ: اس میں کاف مفاجاۃ اور مبادرۃ کیلئے ہے اور لفظ رکوع راکع کی جمع ہے یعنی اعلان سنتے ہی وہ لوگ فوراً رکوع ہی کی حالت میں کعبہ کی طرف گھوم گئے، اس حدیث سے بہت سے فوائد مستفاد ہوئے جن کو شراح حدیث نے لکھا ہے، منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ نسخ کا حکم مکلف کے حق میں اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک اسکو اسکی اطلاع نہ ہو، دیکھئے یہاں پر نسخ قبل ایک دن پہلے ہو چکا تھا مگر اہل قبا کو انکی اطلاع اگلے دن صبح کی نماز میں ہوئی تب انہوں نے اس پر عمل شروع کیا اور اس سے پہلے وہ اپنے اجتہاد سے اور استصحاب حال کے طور پر بیت المقدس ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے حالانکہ ان کا یہ اجتہاد غلط تھا اسی سے فقہاء نے یہ مسئلہ مستنبط کیا کہ قبلہ کے بارے میں تحری اور اجتہاد میں غلطی واقع ہو جائے تو وہ معاف ہے، ائمہ کے مذاہب اس مسئلہ میں گزر ہی چکے ہیں۔

تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ

۲۰۸۔ بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے تفصیلی ابواب کا بیان

یوم جمعہ و شب جمعہ کی فضیلت کا بیان

ماقبل سے مناسبت: اب تک صلوات خمسہ اور ان سے متعلق احکام و مسائل کا بیان چل رہا تھا اب یہاں سے مصنفؒ صلوات مخصوصہ جیسے جمعہ اور استسقاء کسوف اور عیدین کا بیان شروع کرتے ہیں۔

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ۱ ص ۵۰۷

تفریع کے معنی تفصیل اور تجزیہ کے ہیں، جو مضمون تفصیل طلب ہوتا ہے اور اس کے بارے میں مصنفؒ کا قصد متعدد ابواب قائم کرنے کا ہوتا ہے تو اس کے شروع میں مصنف اکثر لفظ تفریع لاتے ہیں، لہذا یہ عنوان بمنزلہ کتاب کے ہے جس طرح اس کے تحت، بہت سے ابواب ہوتے ہیں اسی طرح اس میں بھی، یہاں پر چند بحثیں ہیں:

بحث اول: ماقبل سے مناسبت، اس کا بیان ابھی اوپر گزر چکا۔

بحث ثانی: لفظ جمعہ کی لغوی تحقیق اور وجہ تسمیہ، یہ مضمون کتاب الطہارۃ میں بَابٌ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ میں گزر چکا۔

بحث ثالث: خصائص الجمعہ، حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں یوم جمعہ کی تینتیس خصوصیات ذکر کی ہیں، ان میں سے حافظ ابن حجرؒ نے پچیس کا اختصار کیا جن کو حضرتؒ نے بذل المجہود میں نقل فرمایا ہے [1]، اور علامہ سیوطیؒ نے اس پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اللمعة في خصائص الجمعة، اس میں انہوں نے جمعہ سے متعلق ایک سو خصائص واحکام ذکر فرمائے ہیں۔

بحث رابع: افضل الایام کی تعیین: افضل الایام کا مصداق اور اس کی تعیین، سو جاننا چاہئے کہ اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، مصنفؒ نے اس باب میں جو پہلی حدیث ذکر کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ افضل الایام جمعہ کا دن ہے، حافظ منذریؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تخریج امام ابوداؤد کے علاوہ امام ترمذی ونسائی نے بھی کی ہے، اور امام ترمذیؒ نے فرمایا ہے، ہذا حدیث صحیح، اور امام بخاریؒ نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا جو جمعہ کی ساعت اجابت سے متعلق ہے وہ ذکر کیا ہے، اور امام مسلمؒ نے اس حدیث کا پہلا حصہ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ذکر فرمایا ہے، شوکانی فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم الجمعہ افضل الایام ہے اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابن العربی نے، لیکن صحیح ابن حبان نے جابرؓ کی حدیث سے مرفوعاً وارد ہے وَمَا مِنْ يَوْمٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ [2]، حافظ عراقی نے ان روایات مختلفہ کے درمیان اس طرح جمع کیا ہے کہ یوں کہا جائے ایام اسبوع (ہفتہ) میں یوم الجمعہ افضل ہے، اور پورے سال کے ایام میں یوم عرفہ افضل ہے یا یوم النحر، نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یوم الجمعۃ کی افضلیت کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

۱۰۴۶ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ، وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ، وَفِيهِ مَاتَ، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُسِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، مِنْ حِينَ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ، إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ حَاجَةً، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا». قَالَ كَعْبٌ: ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ. فَقُلْتُ: «بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ». قَالَ: فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ. فَقَالَ: صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٤

[2] صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان ٣٨٥٣ ج ٩ ص ١٦٤

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ. فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَأَخْبِرْنِي بِهَا. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. فَقُلْتُ: كَيْفَ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي»، وَتِلْكَ السَّاعَةُ لَا يُصَلِّي فِيهَا. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ»، قَالَ: فَقُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هُوَ ذَاكَ.

ترجمۃ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سورج جن ایام میں طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے بہترین دن جمعہ کا ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن کو ان کو زمین پر اتارا گیا اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور جمعہ کے دن صبح صادق سے طلوع شمس کے وقت تک جتنے بھی حیوانات جن وانس کے علاوہ ہیں وہ کان لگائے رہتے ہیں (صور کی آواز سننے کے لئے) قیامت کے خوف سے اور اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کوئی مسلمان بندہ اس میں نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کا سوال کرلے تو اللہ تعالیٰ اسکی وہ حاجت پوری فرمادیتے ہیں۔ کعب فرماتے ہیں کہ یہ گھڑی سال میں صرف ایک بار آتی ہے تو میں نے کہا نہیں بلکہ وہ تو ہر جمعہ کو آتی ہے ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پھر کعبؓ نے توراۃ پڑھی اور کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں عبد اللہ بن سلام سے ملا اور ان کو کعب کے ساتھ بیٹھ کر ہونے والی باتیں بیان کیں تو عبد اللہ بن سلام فرمانے لگے کہ میں جانتا ہوں وہ گھڑی کونسی ہے تو میں نے درخواست کی کہ پھر مجھے بتلایئے کہ وہ کونسی گھڑی ہے عبد اللہ بن سلام نے جواب دیا وہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے میں نے کہا کہ وہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی کیسے ہو سکتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان بندہ جو اس گھڑی کو حالت نماز میں پالے اور اس گھڑی میں (بعد العصر) نماز نہیں پڑھی جاتی؟ تو عبد اللہ بن سلام فرمانے لگے کیا تم نے نہیں سن رکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو وہ بھی حکما نماز ہی میں ہے یہاں تک کہ وہ نماز ادا کرلے میں نے کہا ہاں واقعی یہ بات تو ہے۔ وہ فرمانے لگے تو اسی طرح وہ گھڑی ہے۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٨٩٣) صحيح البخاري - الطلاق (٤٩٨٩) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠٣٧) صحيح مسلم - الجمعة (٨٥٢) صحيح مسلم - الجمعة (٨٥٤) جامع الترمذي - الجمعة (٤٨٨) جامع الترمذي - الجمعة (٤٩١) سنن النسائي - الجمعة (١٣٧٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٣٠) سنن النسائي - الجمعة (١٤٣١) سنن النسائي - الجمعة (١٤٣٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٤٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣٧) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٤٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٤٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٦٩)

شرح الحديث فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ: **شرح حدیث میں شراح کے دو قول:** جمعہ کے روز پیش آنے والے جن امور کا ذکر اس حدیث میں ہے اس کے بارے میں شراح کے دو قول ہیں جن کو امام نوویؒ [1] نے نقل کیا ہے:

---

[1] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج٦ ص١٤٢

① قاضی عیاضؒ کی رائے یہ ہے کہ ان امور کو ذکر کرنے سے مقصود اثبات فضیلت للیوم نہیں ہے بلکہ جو امور عظام اس دن میں پیش آئے یا آنیوالے ہیں صرف ان کی اطلاع دینا مقصود ہے تاکہ انسان اُس دن میں اعمال صالحہ کے لئے تیار ہو جائے، حصول رحمت اور دفع نقمت کے لئے، اس لئے کہ آدم علیہ السلام کا اخراج جنت سے اس دن میں ہونا، اور اس دن میں قیامت کا قائم ہونا یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں ہے۔

② اس کے بالمقابل ابوبکر بن العربیؒ کی رائے عارضۃ الأحوذي شرح ترمذي میں یہ ہے کہ یہ تمام امور اثبات فضیلت ہی کیلئے ذکر کئے گئے ہیں اس لئے کہ آدم علیہ السلام کا جنت سے نکل کر دنیا میں نسل عظیم اور اس ذریت کے وجود میں آنے کا سبب ہے جو انبیاء اولیاء وصلحاء پر مشتمل ہے، نیز انکا جنت سے نکلنا طرد انہ تھا بلکہ چند مدت کیلئے قضاء حوائج کے طور پر تھا اور پھر لوٹ کر وہیں جانا تھا، اسی طرح اہل حق کا جنت میں دخول اور اہل باطل کا جہنم میں داخل ہونا یہ روز قیامت پر ہی موقوف ہے لہذا اس سے اس دن کی فضیلت ظاہر ہے۔

قولہ: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُسِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، مِنْ حِينَ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ، إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ: یعنی جمعہ کے دن صبح صادق سے لے کر طلوع شمس کے وقت تک جتنے بھی حیوانات ہیں جن وانس کے علاوہ وہ کان لگائے رہتے ہیں (صور کی آواز سننے کیلئے) قیامت کے خوف سے کیونکہ قیامت اسی دن میں آئیگی جیسا کہ اس سے پہلے ابھی حدیث میں گزر چکا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کا وقوع جمعہ کے دن صبح صادق کیوقت میں ہوگا، یہ بڑی عبرت کا مقام ہے کہ قیامت کا خوف اور اسکا فکر عام جانوروں کو تو لاحق ہو اور انسان کو نہ ہو۔

آگے اس حدیث میں ساعت اجابت کا ذکر ہے جس کو سن کر کعب احبار (جو کہ مخضرمین سے ہیں صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں اسلام لائے اور توراۃ کے بڑے عالم تھے) وہ ابوہریرہؓ کو خطاب کر کے کہنے لگے کہ یہ ساعت اجابت سال کے صرف ایک جمعہ میں ہوتی ہے ابوہریرہؓ نے فرمایا نہیں ہر جمعہ میں اس پر کعب نے توراۃ اٹھا کر دیکھی، اور پھر ابوہریرہؓ کی تصدیق کی اور کہا صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اس سے معلوم ہوا کہ شریعت محمدیہ گذشتہ آسمانی کتابوں کیلئے مصدق ہے، اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ گذشتہ آسمانی کتابیں اس کیلئے مصدق ہیں۔

قولہ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ: حضرت ابوہریرہؓ بعد میں عبد اللہ بن سلام سے ملے اور جو کچھ گفتگو ان کی کعب احبار سے ہوئی تھی اس کو ان سے ذکر کیا اس پر عبد اللہ بن سلام نے فرمایا میں [1] جانتا ہوں وہ کون سی ساعت ہے، ابوہریرہؓ

[1] یہ روایت یہاں مختصر ہے پوری مفصل روایت نسائی شریف (رقم الحدیث ۱۴۳۰) میں ہے، اس میں یہ بھی ہے ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کوہ طور پہنچا میں نے وہاں کعب احبار کو پایا ایک دن وہاں قیام رہا، میں انکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سناتا تھا اور وہ مجھ کو توراۃ کی باتیں سناتے تھے، اسی ذیل میں ابوہریرہؓ نے ان کو فضیلت جمعہ کی یہ حدیث بھی سنائی جس پر کعب احبار نے کہا کہ یہ ساعت اجابت سال میں صرف ایک مرتبہ ہوتی ہے، نیز اس میں یہ ہے کہ واپسی میں میری ملاقات عبد اللہ بن سلام سے ہوئی اور میں نے ان سے عرض کیا کہ میں طور سے واپس آرہا ہوں وہاں میری کعب احبار سے ملاقات ہوئی تھی، اور جو کچھ ان کے ←

کے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ وہ جمعہ کے دن آخری ساعت ہے آگے مضمون حدیث واضح ہے۔

١٠٤٧ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ - يَقُولُونَ: بَلِيتَ -؟ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

ترجمہ: اوس بن اوس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اسی میں ان کی وفات ہوئی اسی میں (نفخ) صور ہوگا اور اسی میں وہ چیخ اور چنگھاڑ ہوگی (جسکے سبب ساری مخلوق فنا ہو جائیگی) سو تم اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اوس فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ کیسے آپ پر ہمارا درود پیش کیا جائے گا جبکہ آپ کا جسم اطہر مٹی ہو چکا ہوگا۔ اوس فرماتے کہ صحابہ کرامؓ کی غرض یہ تھی ہمارا درود آپ ﷺ پر کسطرح پیش ہوگا کہ آپ کا جسم اطہر بوسیدہ ہو چکا ہوگا تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو حرام کر دیا (کہ وہ ان کو کھائے)۔

تخریج: سنن النسائي - الجمعة (١٣٧٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٤٧) سنن ابن ماجه - ما جاء في الجنائز (١٦٣٦) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤/٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٢)

شرح الحدیث وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ: **شرح حدیث اور عدد نفخات میں علماء کا اختلاف:**

نفخہ سے مراد نفخۃ البعث ہے جس کو نفخۃ الاحیاء بھی کہتے ہیں یعنی نفخۃ ثانیۃ جس سے سب لوگ زندہ ہو کر قبروں سے اٹھیں گے اور صعقہ سے مراد نفخۃ الصعق ہے یعنی نفخۃ اولی ہے جس سے سب جاندار مر جائیں گے۔ کما فی قولہ تعالی وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ [1] اس آیت سے بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ نفخۃ الصعق نفخۃ اولی ہے جس سے سب مر جائیں گے اس کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائیگا جس سے سب زندہ ہو جائیں گے جس کو نفخۃ البعث کہا جاتا ہے لیکن آیۃ شریفہ کی ترتیب تو قیاس کے مطابق ہے کہ اول کو اولاً ذکر کیا اور ثانی کا ثانیاً، لیکن حدیث میں ترتیب اس کے برعکس ہے، جاننا چاہئے کہ عدد نفخات میں

لئے ساتھ گفتگو ہوئی تھی اسکو جب عبد اللہ بن سلام سے نقل کر رہے تھے تو جب نقل کرتے کرتے یہاں پہنچے کہ کعب احبار نے یہ کہا تھا ذلك يوم في كل سنة، تو اس فوراً عبد اللہ بن سلام بولے کذب کعب، پھر آگے ابو ہریرہؓ نے پوری بات بتائی کہ ہاں میں نے بھی انکی تردید کی تھی اور پھر بعد میں انہوں نے اسکو تسلیم کر لیا۔ ۱۲ منہ۔

[1] اور پھونکا جائے صور میں پھر بیہوش ہو جائے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے پھر پھونکی جائے دوسری بار، تو فوراً کھڑے ہو جائیں ہر طرف دیکھتے (سورۃ الزمر ٦٨)

اختلاف ہے دو تو متفق علیہ ہیں نفخة الاماتة اور نفخة البعث (نفخة الاحياء) اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ نفخات تین ہیں دو تو وہ جو اوپر مذکور ہوئے اور ایک ان دونوں سے پہلے ہوگا جس سے زمین میں زلزلہ آئے گا اور تسییر جبال بتکویر شمس اور انکدار نجوم اور تسجیر البحار وغیرہ امور عظام کا وقوع ہوگا لیکن اس نفخہ سے لوگ مریں گے نہیں سخت حیران و سرگردان ہو جائیں گے پھر اس کے بعد نفخة ثانية وثالثة پائے جائیں گے جن کا ذکر اس حدیث میں ہے اور بعض نے چوتھی اور پانچویں قسم بھی ذکر کی ہے جس کی تفصیل لامع الدراری [1] میں ہے۔

قوله: فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ: اس سے جمعہ کے دن خاص طور سے صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مامور بہ ہونا معلوم ہو رہا ہے اور بھی بہت سی روایات میں جمعہ کے دن خصوصیت سے درود کی ترغیب وارد ہے۔

۲۰۹ - بَابُ الْإِجَابَةِ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ہے جمعہ کے دن کونسی گھڑی قبولیت کی ہوتی ہے

یوم جمعہ کی فضیلت اس وجہ سے بھی ہے کہ اسمیں ایک ساعت ساعت اجابت ہے، جس میں جو دعا بھی اللہ تعالی سے مانگی جائے گی آپ ﷺ نے فرمایا وہ قبول ہوتی ہے، اس ساعت اجابت کا ذکر صحیحین بلکہ تمام ہی صحاح ستہ میں موجود ہے، البتہ اس ساعت کی تعیین میں روایات کا شدید اختلاف ہے۔

ساعت اجابت میں اقوال اور قول راجح کی تعیین مع وجہ ترجیح: حافظ ابن حجرؒ نے اس میں بیالیس قول تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں، اور ہر قول کے بارے میں کتب حدیث سے روایات [2] پیش کی ہیں اور پھر اخیر میں ایک اور قول کا اضافہ کیا ہے جس کے بارے میں فرماتے ہیں وہ مجھ کو شمس الدین الجزری کی مشہور کتاب الحصن الحصین میں ملا ہے، صاحب حصن حصین نے اس سلسلہ میں آٹھ اقوال ذکر کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ أنها وقت قراءة الإمام الفاتحة في صلاة الجمعة إلى أن يقول آمين [3]، اور پھر حافظؒ نے اخیر میں لکھا ہے کہ ان تمام اقوال میں راجح الاقوال دو قول ہیں ایک وہ جو حدیث ابو موسیٰ اشعری میں مذکور ہے اور دوسرا وہ جو عبد اللہ بن سلام کی حدیث میں ہے [4]۔

میں کہتا ہوں کہ عبد اللہ بن سلام کی حدیث (برقم ۱۰۴۶) تو ہمارے یہاں پہلے گزر چکی جس میں ہے هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، یہ روایت ابو داؤد کے علاوہ ترمذی اور نسائی میں بھی ہے نیز ابو داود میں حضرت جابرؓ سے بھی مرفوعاً یہی منقول ہے اور ابو

---

[1] لامع الدراري على جامع البخاري ج ۳ ص ۴۷

[2] حضرت سہارنپوری نے بذل (ج ۶ ص ۱۴) میں ان تمام اقوال کو اختصار اور حذف روایات کیساتھ ذکر فرمایا ہے، ۱۲ منہ۔

[3] الحصن الحصين للجزري مترجم — ص ۶۲ (دار الاشاعت ۱۹۸۱)

[4] فتح الباري شرح صحيح البخاري — ج ۲ ص ۴۱۶ - ۴۲۱

موسیٰ اشعریؓ کی حدیث آگے ابوداؤد میں (برقم ۱۰۴۹) آرہی ہے جسکے لفظ یہ ہیں هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ. إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ یعنی جس وقت امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر جا بیٹھے اس وقت سے لے کر نماز کے پورا ہونے تک، حضرت امام شافعیؒ، امام نوویؒ، بیہقیؒ، ابن العربیؒ، قرطبیؒ ان سب حضرات نے اسی کو اختیار کیا ہے، اس لئے کہ عبداللہ بن سلام کی حدیث تو سنن کی روایت ہے اور یہ ابو موسیٰ اشعری کی حدیث احدالصحیحین یعنی صحیح مسلم میں موجود ہے، عوف الشذی [1] میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ [2] واحمد نے سنن کی روایت کو اختیار کیا ہے امام ترمذیؒ نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے اکثر الأحاديث على ذلك [3]، اس قول والے یہ کہتے ہیں کہ صحیحین یا احدالصحیحین کی روایت کو ترجیح اس وقت ہوتی ہے جبکہ محدثین نے نقد نہ کیا ہو، اور یہاں ایسا نہیں ہے بلکہ ابو موسیٰؓ کی حدیث پر جرح کی گئی ہے کہ صحیح یہ ہے وہ ابو بردہ کا قول ہے مخرمہ کے علاوہ کسی اور نے اس کو مرفوعاً روایت نہیں کیا، نیز منقطع ہے اس لئے کہ مخرمہ کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں، اور بعض رواۃ نے اس کو موقوفاً علی ابی موسیٰ روایت کیا ہے، غرضیکہ مسلم کی یہ روایت معلل ہے، اور منجملہ اقوال کے ایک قول یہ ہے کہ یہ ساعت اب باقی نہیں رہی شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی بعد میں اٹھالی گئی، لیکن محدثین جیسے قاضی عیاضؒ اور ابن القیمؒ، ابن عبدالبرؒ وغیرہ حضرات نے اس قول کی تردید فرمائی ہے کہ یہ غلط ہے، ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اسکی تعیین اٹھالی گئی جیسا کہ ایک روایت میں ہے: ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، رواہ احمد والحاکم [4]، اور اصل ساعت کے بارے میں یہ کہنا غلط ہے، چنانچہ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ یہ ساعت جمعہ کے دن میں پوشیدہ ہے اس کا صحیح علم کسی کو نہیں مثل لیلۃ القدر اور اسم اعظم کے لہذا جمعہ کے روز کثرت سے دعا کرنی چاہئے اس امید پر کہ ساعت اجابت میسر ہو جائے رافعیؒ اور صاحب مغنی کا میلان اسی طرف ہے۔

۱۰۴۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ. حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ. أَنَّ الْجُلَاحَ، مَوْلَى عَبْدِ الْعَزِيزِ. حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ. عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ - يُرِيدُ - سَاعَةً. لَا يُوجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا. إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ».

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا دن بارہ گھڑی کا ہے جن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو مسلمان بھی اس کو پالے یعنی اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز کا سوال کرلے تو اللہ تعالیٰ

---

[1] العرف الشذي شرح سنن الترمذي - ج ۲ ص ٦

[2] اسی طرح اسحٰق بن راہویہ ومن المالکیۃ الطرطوشی وحکی العلائی ان شیخہ ابن الزملکانی شیخ الشافعیۃ فی وقتہ کان یختارہ ویحکیہ عن نص الشافعی وقال ابن عبدالبر انہ اثبت شیٔ فی ھذا الباب، ۱۲۔

[3] وقال أحمد: أكثر الأحاديث في الساعة التي ترجى فيها إجابة الدعوة أنها بعد صلاة العصر. وترجى بعد زوال الشمس (جامع الترمذي - كتاب الجمعة - باب في الساعة التي ترجى في يوم الجمعة ٤٨٩)

[4] مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة - مسند أبي سعيد الخدري رضي الله عنه ١١٦٢٤ (ج١٨ ص١٦٨ - ١٦٩)

اس کو وہی عطا فرمادیتے ہیں پس تم اس گھڑی کو عصر کے بعد جمعہ کی آخری گھڑی میں تلاش کرو۔

تخریج: سنن النسائي-الجمعة(١٣٨٩)سنن أبي داود-الصلاة(١٠٤٨)

١٠٤٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَأْنِ الْجُمُعَةِ - يَعْنِي السَّاعَةَ -؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ، إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ». قَالَ أَبُو دَاوُد: «يَعْنِي عَلَى الْمِنْبَرِ».

ترجمہ: ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ فرمانے لگے کہ کیا آپ نے اپنے والد سے رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث سنی ہے جو وہ جمعہ کی فضیلت کے متعلق بیان کرتے تھے (یعنی جمعہ کے دن کی قبولیت کی گھڑی کے بارے میں) میں نے عرض کیا کہ جی ہاں میں نے ان سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے لیکر جمعہ کی نماز پوری ہونے تک ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں بیٹھنے سے مراد منبر پر خطبہ کے وقت بیٹھنا ہے۔

تخریج: صحیح مسلم-الجمعة(٨٥٣)سنن أبي داود-الصلاة(١٠٤٩)

٢١٠ ـ بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ.

باب جمعہ کی فضیلت کے بارے میں

مقصود صلاۃ جمعہ کی تفضیلت کو بیان کرنا ہے، اور مصنف نے اس باب میں جو حدیث ذکر کی ہے اس میں صلاۃ جمعہ اور خطبہ دونوں کی فضیلت مذکور ہے، امام بخاریؒ نے بھی یہ ترجمہ قائم کیا ہے اور پھر اس باب میں انہوں نے تبکیر الی الجمعہ والی روایت ذکر فرمائی ہے فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً الخ [1]۔

١٠٥٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ، إِلَى الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے وضو کیا پس اچھی طرح (آداب کی رعایت کرتے ہوئے) وضو کیا پھر جمعہ کے لئے حاضر ہوا راوی کہتے ہیں کہ پھر اس نے خطبہ سنا اور خاموش رہا تو اس کے جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے اور گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی اور جس نے (نماز کے

---

[1] صحیح البخاري-كتاب الجمعة-باب فضل الجمعة (٨٤١)

دوران) کنکریاں ہٹائی تو اس نے فضول حرکت کی۔

تخریج: صحيح مسلم - الجمعة (٨٥٧) جامع الترمذي - الجمعة (٤٩٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٥٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٩٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤٢٤/٢)

١٠٥١ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ، عَنْ مَوْلَى امْرَأَتِهِ أُمِّ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: " إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ، فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالتَّرَابِيثِ، أَوِ الرَّبَائِثِ، وَيُثَبِّطُونَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ. وَتَغْدُو الْمَلَائِكَةُ فَيَجْلِسُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، فَيَكْتُبُونَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةٍ، وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ، حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ. فَإِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الِاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ. فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنْ أَجْرٍ. فَإِنْ نَأَى وَجَلَسَ حَيْثُ لَا يَسْمَعُ فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ لَهُ كِفْلٌ مِنْ أَجْرٍ. وَإِنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الِاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ فَلَغَا، وَلَمْ يُنْصِتْ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ وِزْرٍ، وَمَنْ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِصَاحِبِهِ: صَهٍ. فَقَدْ لَغَا. وَمَنْ لَغَا فَلَيْسَ لَهُ فِي جُمُعَتِهِ تِلْكَ شَيْءٌ". ثُمَّ يَقُولُ فِي آخِرِ ذَلِكَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ. قَالَ أبو داود: " رَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ جَابِرٍ. قَالَ: بِالرَّبَائِثِ، وَقَالَ: مَوْلَى امْرَأَتِهِ أُمِّ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ.

ترجمہ: عطاء خراسانی اپنی بیوی ام عثمان کے آزاد کردہ غلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علیؓ سے کوفہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ جب جمع کا دن ہوتا ہے تو شیاطین کی جماعتیں اپنے مخصوص جھنڈوں (اور علامتوں) کے ساتھ علی الصباح بازاروں کی طرف نکل جاتی ہیں تا کہ بازاروں میں ضرورت سے نکلنے والوں کیلئے جمعہ کی طرف جانے سے رکاوٹیں پیدا کریں اور ان لوگوں کو جمعہ میں حاضر ہونے سے روکیں اس کے بالمقابل فرشتے جمعہ کے دن صبح کو مسجدوں کے دروازے پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں تا کہ ہر آنے والے کا نام لکھتے رہیں پہلی ساعت میں آنے والے کا نام اس کے خانے میں دوسری ساعت میں آنے والے کا نام اس کے خانے میں اور یہ نام لکھنے کا سلسلہ امام (خطیب) کے منبر پر پہنچنے تک جاری رہتا ہے پھر شخص کسی جگہ بیٹھ جاتا ہے کہ وہ خطبہ سن لے اور امام کی طرف متوجہ رہتا ہے اور خاموش رہتا ہے کوئی فضول بات نہیں کرتا اس کے لئے دوہرا اجر ہے اور جو شخص ایسی جگہ بیٹھے کہ جہاں خطبہ سن سکے اور امام کی طرف متوجہ بھی رہے مگر کوئی فضول بات کرلے اور خاموش نہ رہے تو اس پر ایک حصہ وبال ہوتا ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہے خاموش ہو جاؤ تو اس نے بھی لغو حرکت کی اور جو کوئی لغو حرکت کرے اس کیلئے جمعہ کے اجر وثواب میں سے کچھ حصہ نہیں پھر اس خطبہ کے آخر میں علیؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے اسی طرح ارشاد فرمایا امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس کو ولید بن مسلمہ نے ابن جابر سے روایت کیا ہے اور روایت میں ولید نے بغیر تردد کے باعث کا لفظ ذکر کیا اور ولید فرماتے ہیں کہ مَوْلَى امْرَأَتِهِ أُمِّ عُثْمَانَ بْنِ

عطاء (تو ولید ام عثمان کے بعد لفظ ابن عطا کا اضافہ کیا ہے)۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٠٥١) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (٩٣/١)

شرح الحديث: قوله: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ: یعنی جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو شیاطین کی جماعتیں اپنے مخصوص جھنڈے اور علامتوں کے ساتھ علی الصباح بازاروں کی طرف نکل جاتے ہیں، تاکہ جو لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے بازار گئے ہیں یا بازاروں ہی میں دکانوں پر کام کرتے ہیں تو ان کیلئے یہ شیاطین موانع اور رکاوٹیں پیدا کریں جمعہ کیطرف جانے سے، اور اس کے بالمقابل فرشتے جمعہ کے دن صبح کو مساجد کے دروازوں پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں تاکہ ہر آنیوالے کانام اس کے خانہ میں لکھتے رہیں، پہلی ساعت میں آنے والے کانام اس کے خانہ میں اور دوسری ساعت میں آنے والے کانام دوسرے خانہ میں وھکذا، اور یہ ناموں کے لکھنے کا سلسلہ خطیب کے منبر پر پہونچنے تک جاری رہتا ہے اس کے بعد فرشتے اپنے صحائف اور رجسٹروں کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں۔

قوله: بِالتَّرَابِيثِ، أَوِ الرَّبَائِثِ: اول ترییثہ کی جمع ہے اور ثانی ربیثہ کی، ترییثہ بمعنی روکنا اور ربیثہ بمعنی مانع وعارض۔

٢١١ - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ

باب جمعہ ترک کرنے کی صورت میں سخت وعید کا بیان

١٠٥٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبِيدَةُ بْنُ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا، طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ».

ترجمہ: حضرت ابوجعد ضمریؓ جو صحابی ہیں ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے (بغیر عذر شرعی کے) تین جمعہ کی نمازیں ترک کردیں غفلت اور سستی میں اسکا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگادیں گے۔

تخریج: جامع الترمذي - الجمعة (٥٠٠) سنن النسائي - الجمعة (١٣٦٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٥٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٢٥) مسند أحمد - مسند المكيين (٤٢٥/٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧١)

شرح الحديث: قوله: مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا، طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ: تھاون سے مراد تساہل اور عدم اہتمام ہے یعنی جو شخص محض غفلت اور تساہل کی وجہ سے بغیر عذر شرعی کے تین جمعہ کی نمازیں ترک کردے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر مہر لگادیتے ہیں، یعنی ایسا شخص قساوت قلب میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے پھر خیر کی بات اس کے اندر نہیں اترتی، اور طبع سے مراد کفر کی مہر نہیں ہے جیسے کہ اس آیت کریمہ میں خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ [1]، اس لئے کہ ترک جمعہ سے

[1] مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر (سورۃ البقرۃ ٧)

آدمی کافر نہیں ہوتا ایسے ہی تھاون سے مراد استخفاف واہانت نہیں ہے اس لئے کہ استخفاف تو ایک جمعہ کا بھی کفر ہے پھر تین کی قید کیسی؟ اسی لئے طبع سے بھی کفر کی مہر مراد نہیں لی جاسکتی ہاں البتہ اگر یہاں ثلاثا کی قید نہ ہوتی تو پھر یہ ممکن تھا کہ تھاون سے مراد استخفاف اور طبع سے طبع کفر مراد لیا جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس حدیث میں ثلاث کیساتھ متوالیا کی قید مذکور نہیں اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص پورے سال میں ایک جمعہ کی نماز بھی ترک کرے اور پھر دوسرے سال دوسرے جمعہ کی اور تیسرے سال میں تیسرے جمعہ کی تب بھی وہ اس وعید کا مستحق ہوگا اللّٰهم احفظنا منه، البتہ مسند الفردوس کی ایک حدیث مرفوع میں جو حضرت انسؓ سے مروی ہے متوالیاً کی قید ہے مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ مُتَوَالِيَاتٍ (من المنہل [1])۔

٢١٢ ۔ بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَهَا

باب جمعہ کے بلا عذر چھوڑنے کا کفارہ

ترک جمعہ بلا عذر ظاہر ہے کہ گناہ کبیرہ ہے، اول تو مسلمان سے اس کا صدور ہونا ہی نہ چاہئے، لیکن اگر ہو جائے تو اسکی تلافی کیلئے توبہ اور استغفار لازم ہے، بلکہ بطور کفارۂ سیئہ کے دینار یا نصف دینار جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے حسب گنجائش صدقہ کرنا بہتر ہے، اور یہ امر ندب واستحباب کیلئے ہے البتہ جمعہ کی نماز کے بدلہ میں قضاء ظہر واجب ہے اور وہی اس کا اصل بدل ہے۔

١٠٥٣ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ الْعُجَيْفِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ»، قَالَ أَبُو دَاوُد: وَهَكَذَا رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ، وَخَالَفَهُ فِي الْإِسْنَادِ وَوَافَقَهُ فِي الْمَتْنِ.

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بغیر عذر شرعی جمعہ چھوڑ دیا تو وہ اس کے کفارے میں ایک دینار صدقہ کرے اگر ایک دینار نہ پائے تو آدھا دینار صدقہ کرے۔ امام ابو داود فرماتے ہیں کہ اسی طرح خالد بن قیس نے روایت کی ہمام کی طرح لیکن خالد راوی نے ہمام راوی سے متن میں اس حدیث سے اتفاق کیا ہے لیکن سند میں خالد نے ہمام سے اختلاف کیا۔

تخریج: سنن النسائي - الجمعة (١٣٧٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٥٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٢٨) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٤/٥)

شرح الحدیث **قول ابوداود کی تشریح**: قَالَ أَبُو دَاوُد: وَهَكَذَا رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ، وَخَالَفَهُ فِي الْإِسْنَادِ وَوَافَقَهُ فِي الْمَتْنِ: اس حدیث کی سند اور متن دونوں میں رواۃ کا اختلاف ہے، متن کا اختلاف ہمام کی روایت میں اس طرح ہے فَلْيَتَصَدَّقْ

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٦ ص ١٩٥

بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ، اور دوسری روایت میں بجائے دینار کے درہم کا لفظ ہے اور اس میں صَاعِ حِنْطَةٍ، أَوْ نِصْفِ صَاعٍ کا اضافہ ہے، اور اس سے آگے تیسری روایت میں جس کے راوی سعید بن بشیر ہیں اس میں مد اور نصف مد (مُدًّا، أَوْ نِصْفَ مُدٍّ) کا ذکر ہے۔

اور سند کے اختلاف کی تفصیل یہ ہے کہ اس حدیث کا مدار قتادہ پر ہے قتادہ سے روایت کرنے والے متعدد ہیں ایک ہمام ہیں جن کی روایت باب کے شروع میں ہے وہ اس کو قتادہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں عن قدامة بن وبرة عن سمرة بن جندب، دوسرے شاگرد قتادہ کے خالد بن قیس ہیں مصنف کہہ رہے ہیں کہ خالد نے ہمام کی اسناد میں مخالفت کی ہے لیکن مصنفؒ نے اس کو بیان نہیں کیا، بیہقی میں خالد کی روایت موجود ہے جس کی سند اسی طرح ہے عن قتادة عن الحسن عن سمرة یعنی قتادہ اور سمرہ کے درمیان بجائے قدامہ کے حسن کا واسطہ ہے اور تیسرے شاگرد قتادہ کے ایوب ہیں جن کی کنیت ابو العلاء ہے انہوں نے اس حدیث کو مرسلاً ذکر کیا صحابی کا نام ترک کر دیا، چوتھے شاگرد سعید بن بشیر انہوں نے متن کو اسی طرح بیان کیا جس طرح ایوب [1] نے یعنی بدرہم او نصف درہم، لیکن ایک دوسرا فرق کر دیا وہ یہ کہ بجائے صَاعِ حِنْطَةٍ کے مد ذکر کیا اور سند میں ان کی یہ مخالفت کی کہ سمرہ کو بھی ذکر کیا بخلاف ایوب کے کہ انہوں نے سمرہ ذکر نہیں کیا بلکہ حدیث کو مرسلاً ذکر کیا تھا۔

١٠٥٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ فَاتَهُ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ أَوْ نِصْفِ دِرْهَمٍ، أَوْ صَاعِ حِنْطَةٍ، أَوْ نِصْفِ صَاعٍ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، هَكَذَا، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: مُدًّا، أَوْ نِصْفَ مُدٍّ، وَقَالَ: عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يُسْأَلُ عَنِ اخْتِلَافِ هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ هَمَّامٌ: عِنْدِي أَحْفَظُ مِنْ أَيُّوبَ يَعْنِي أَبَا الْعَلَاءِ.

ترجمہ حضرت قدامہ بن وبرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے جمعہ بغیر کسی عذر شرعی کے چھوڑا تو اسے چاہئے کہ ایک درہم یا آدھا درہم صدقہ کرے یا ایک صاع گیہوں یا نصف صاع گیہوں صدقہ کرے امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ سعید بن بشیر نے اس روایت کو اسی طرح بیان کیا مگر یہ فرق کیا کہ ایک مد یا آدھا مد صدقہ کرے اور انہوں نے سمرہ سے روایت کو موصولاً نقل کیا ہے (جبکہ اس سند میں ایوب راوی نے قدامہ بن وبرہ سے روایت کو مرسلاً نقل کیا ہے)۔

تخریج سنن النسائي - الجمعة (١٣٧٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٥٤) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٤/٥)

[1] بخلاف ہمام کے کہ انہوں نے درہم کے بجائے دینار ذکر کیا تھا، ۱۲ منہ۔

۲۱۳۔ بَابُ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ

باب۔ جمعہ کن لوگوں پر واجب ہے

یعنی کن کن لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے، صرف اہل مصر پر یا اہل قریہ پر بھی، ایسے ہی جو لوگ خارج مصر اطراف مصر میں رہتے ہیں ان پر بھی واجب ہے یا نہیں، بخاری وترمذی کا ترجمہ اسی طرح ہے بَابُ مَا جَاءَ مِنْ كَمْ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ، یعنی آبادی سے کتنے فاصلہ پر رہنے والوں کو جمعہ کے لئے آنا ضروری ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ یہاں پر دو مسئلے ہیں، ایک تو مسئلۃ الباب یعنی من تجب علیہ الجمعۃ جس کو مصنفؒ یہاں بیان کر رہے ہیں، اور دوسرا مسئلہ ہے محل اقامت جمعہ یعنی جمعہ کی نماز کس جگہ قائم کی جاسکتی ہے اور کہاں نہیں؟ اس کا باب آگے آرہا ہے بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى۔

۱۰۵۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: «كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِي».

ترجمہ: عروہ بن زبیر حضرت عائشہؓ جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہیں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگ جمعہ کے لئے باری باری اپنے گھروں اور مدینہ کے عوالی سے آتے تھے۔

شرح الحدیث: قولہ: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِي: یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے امام بخاریؒ نے بھی اس کو اسی باب میں ذکر کیا ہے[1]، اس حدیث سے امام بخاریؒ اسی طرح امام ابوداودؒ وغیرہ حضرات یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ اہل قریہ پر بھی جمعہ واجب ہے۔

حدیث سے حنفیہ کے خلاف استدلال اور اس کی تردید: اور قرطبی وغیرہ بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث حنفیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ اہل قریہ پر جمعہ واجب قرار نہیں دیتے، لیکن خود حافظ ابن حجرؒ اور دوسرے شراح شافعیہ نے اسکی تردید کی ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ حنفیہ کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اہل قریہ پر جمعہ کی نماز واجب نہیں اس لئے کہ اگر واجب ہوتی تو وہ لوگ باری باری کیوں آتے سب کو آنا چاہئے تھا، اس اشکال سے بچنے کیلئے امام خطابیؒ نے ایک عجیب بات کہی وہ یہ کہ شافعیہ کے یہاں پر مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جمعہ کی نماز فرض العین ہے یا فرض علی الکفایہ، اور یہ کہا کہ اکثر فقہاء کی رائے یہی ہے کہ وہ فرض علی الکفایہ ہے، لیکن دوسرے شراح شافعیہ نے خطابیؒ کے اس قول کی پر زور

---

[1] صحيح البخاري - كتاب الجمعة - باب من أين تؤتى الجمعة وعلى من تجب ٨٦٠

تردید کی ہے کہ مذاہب اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ جمعہ فرض عین ہے، (من البذل [1])۔

١٠٥٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ يَعْنِي الطَّائِفِيَّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْهٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْجُمُعَةُ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ»، قَالَ أَبُو دَاوُد: «رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ جَمَاعَةٌ، عَنْ سُفْيَانَ، مَقْصُورًا عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَلَمْ يَرْفَعُوهُ، وَإِنَّمَا أَسْنَدَهُ قَبِيصَةُ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نبی کریم سرور دو عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو جمعہ کی اذان سنے امام ابو داؤد فرماتے ہیں اس حدیث کو ایک جماعت نے سفیان سے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے موقوفا نقل کیا ہے اور وہ اس کو موفوع قرار نہیں دیتے البتہ قبیصہ نے اس کو سند مرفوع سے روایت کیا ہے۔

شرح الحديث: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْجُمُعَةُ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ»: اس باب میں مصنفؒ نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں، پہلی حدیث كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ، اور دوسری یہ، امام ترمذیؒ اس حدیث پر لکھتے ہیں وهو قول الشافعي، وأحمد، وإسحاق [2]، اور ابن العربی مالکی شارح ترمذی نے امام مالک کیطرف بھی اسی کو منسوب کیا ہے [3]، گویا ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے۔

شرح حدیث: حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو جمعہ کی اذان کو سنے بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جمعہ کی اذان نہ سنے اس پر واجب نہیں، لیکن باشندگان مصر کے بارے میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ان پر جمعہ کی نماز واجب ہے اذان کی آواز سنیں یا نہ سنیں، حافظ ابن حجرؒ وغیرہ شراح نے اسکی توجیہ یہ کی ہے کہ سننے سے مراد عام ہے کہ حقیقۃً ہو یا حکماً یعنی بالفعل سماع پایا جائے یا بالقوہ، کیونکہ شہر والے اگر نہ بھی سنیں لیکن اگر متوجہ ہوں تو سن تو سکتے ہیں۔

محمل حدیث عند الحنفیہ: اور احقر کو اس میں شیخ ابن الہمامؒ کی بات پسند آئی وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا تعلق اہل مصر سے نہیں ہے بلکہ یہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو فناء مصر یعنی اطراف مصر میں رہتے ہیں کہ اگر ان تک اذان کی آواز پہونچتی ہے تو وہ شہر میں آکر جمعہ کی نماز اداء کریں اور اگر نہ پہونچے تو پھر ان پر جمعہ کی نماز واجب نہیں [4]۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ فناء مصر کے مصداق میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں حاشیۂ ترمذی میں بحوالہ ابن الہمام لکھا ہے: وَاخْتَلَفُوا فِيهِ، اور پھر انہوں نے چند اقوال ذکر کئے: ① جہاں تک شہر کی اذان کی آواز پہونچے، ② تین فرسخ کے اندر اندر، ③ ایک میل کے بقدر، ④ دو میل کے بقدر، ⑤ چھ میل کے بقدر، ⑥ جو لوگ شہر سے اتنے فاصلہ پر رہتے ہیں کہ اگر وہ شہر میں جمعہ کی نماز اداء

---

[1] معالم السنن – ج ١ ص ٢٤٤ . بذل المجهود في حل أبي داود – ج ٦ ص ٢٧

[2] جامع الترمذي – كتاب الجمعة – باب ما جاء من كم تؤتى الجمعة ٥٠١

[3] عارضة الأحوذي شرح صحيح الترمذي – ج ٢ ص ٢٨٩ – ٢٩٠

[4] شرح فتح القدير لابن الهمام – ج ٢ ص ٥٠

کر کے شام ہونے سے پہلے بلا تکلف اپنے مقام پر پہنچ سکتے ہیں تب توان پر جمعہ واجب ہے ورنہ نہیں، صاحب بدائع نے اسی قول کو پسند فرمایا ہے وھذا احسن اھ[1]۔

میں کہتا ہوں کہ اس آخری قول کو مسافت غدویہ سے تعبیر کرتے ہیں، اور دراصل یہ ایک حدیث سے ماخوذ ہے جو ترمذی میں بروایت ابوہریرہؓ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلَى أَهْلِهِ[2]، لیکن یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے امام ترمذیؒ نے بھی اس پر کلام کیا ہے، ترمذی میں ہے کہ کسی شخص نے امام احمدؒ کے سامنے اس حدیث کو پیش کیا تو وہ اس پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ[3]۔

حدیث الباب میں امام محمدؒ کے قول کی دلیل ہے: اس کے بعد آپ سنیئے کہ حضرت سہارنپوریؒ نے بذل المجہود[4] میں شرح منیہ سے اطراف مصر والوں کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جو لوگ مصر سے باہر رہتے ہیں اور انکے اور مصر کے درمیان فرجہ یعنی خلاء نہ ہو بلکہ عمارت وہاں تک ملتی چلی گئی ہو تو ان پر جمعہ کی نماز واجب ہے خواہ سماع نداء ہو یا نہ ہو، اور جو لوگ ایسے ہیں کہ انکے اور مصر کے درمیان مزرعہ (کھیت) یا مرعیٰ (چراگاہ) کا فصل ہو تو ایسے لوگوں پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے اگرچہ اذان کی آواز سنتے ہوں، لیکن امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر اس طرح کے لوگ اذان جمعہ کی آواز سنتے ہوں تو ان پر جمعہ کی نماز واجب ہے، اور نہ سنتے ہوں تو نہیں، میں کہتا ہوں باب کی یہ دوسری حدیث امام محمدؒ کی اس روایت کے بہت قریب ہے۔

قوله: قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ جَمَاعَةٌ، عَنْ سُفْيَانَ، مَقْصُورًا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: یعنی اس حدیث میں رواۃ کا اختلاف واضطراب ہے اس کو سفیان سے روایت کرنے والے بہت سے ہیں اکثر نے اس حدیث کو موقوفاً ذکر کیا اور قبیصہ نے جو اوپر سند میں مذکور ہیں اس کو سفیان سے مسنداً یعنی مرفوعاً ذکر کیا۔

٢١٤ ـ بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْيَوْمِ الْمَطِيرِ

باب بارش والے دن جمعہ کے ساقط ہونے کے بیان میں

یوم مطیر اور یوم ماطر اور یوم ممطر اور یوم مطر سب طرح بولا جاتا ہے، یعنی بارش کا دن۔

دراصل وجوب جمعہ اور صحت جمعہ کیلئے بہت سی شرطیں ہیں، جس طرح وجوب جماعت کیلئے بھی بعض شرائط ہیں اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو جماعت کی نماز ساقط ہو جاتی ہے، مطر کثیر ان اعذار میں سے ہے جو مسقط جماعت ہیں تو جب اس

---

1. شرح فتح القدير - ج ٢ ص ٥٢
2. جامع الترمذي - كتاب الجمعة - باب ما جاء من كم تؤتى الجمعة ٥٠١
3. جامع الترمذي - كتاب الجمعة - باب ما جاء من كم تؤتى الجمعة ٥٠٢
4. بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٣٠-٣١

کی وجہ سے جماعت ساقط ہو جاتی ہے تو جمعہ بھی ساقط ہو جائیگا اس لئے کہ جمعہ کی نماز بغیر جماعت کے صحیح نہیں۔

١٠٥٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ كَانَ يَوْمَ مَطَرٍ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُنَادِيَهُ: أَنَّ الصَّلَاةَ فِي الرِّحَالِ".

ترجمہ: ابو الملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے روز بارش ہو رہی تھی تو حضور ﷺ نے موذن سے اعلان کرایا کہ قافلے والے اپنے اپنے خیموں میں الگ الگ اپنی نماز پڑھ لیں۔

١٠٥٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ صَاحِبٍ لَهُ، عَنْ أَبِي مَلِيحٍ، أَنَّ ذَلِكَ كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

ترجمہ: ابو الملیح سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا۔

تخریج: سنن النسائي – الإمامة (٨٥٤) سنن أبي داود – الصلاة (١٠٥٧) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٦) مسند أحمد – أول مسند البصريين (٥/٢٤) مسند أحمد – أول مسند البصريين (٥/٧٤) مسند أحمد – أول مسند البصريين (٥/٧٥)

شرح الأحاديث: قوله: عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ: ابو الملیح کے نام میں اختلاف ہے قیل اسمہ عامر وقیل زید، اور ان کے باپ کا نام اسامہ بن عمیر ہے [1]۔

قوله: أَنَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ كَانَ يَوْمَ مَطَرٍ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُنَادِيَهُ: أَنَّ الصَّلَاةَ فِي الرِّحَالِ: یعنی جنگ حنین کے روز بارش ہو رہی تھی تو حضور ﷺ نے موذن سے اعلان کرایا الصَّلَاةَ فِي الرِّحَالِ، یعنی قافلہ والے اپنے اپنے خیموں میں الگ بغیر جماعت کے نماز پڑھ لیں، یعنی ظہر کی اس لئے کہ جمعہ کی نماز تو بغیر جماعت کے نہیں ہوتی۔

مناسبة الحديث بالترجمة: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارش کی وجہ سے جماعت ساقط ہو جاتی ہے لہذا اس کی وجہ سے جمعہ بھی ساقط ہو جائے گا، کما تقدم آنفاً۔

اس حدیث میں اگرچہ جمعہ کا ذکر نہیں ہے، لیکن طریقۂ استدلال وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا، اور حضرتؒ نے بذل میں یہ لکھا ہے کہ مطابقت اس طور پر ہے کہ آنے والی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ جمعہ کے دن کا تھا [2]۔

١٠٥٩ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ: خَبَّرَنَا عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ وَأَصَابَهُمْ مَطَرٌ لَمْ تَبْتَلَّ أَسْفَلُ نِعَالِهِمْ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا فِي رِحَالِهِمْ".

ترجمہ: ابو الملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حدیبیہ کے زمانے میں جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور بارش ہو گئی مگر اتنی تھی کہ صحابہ کرامؓ کے جوتے بھی نہ بھیگے تھے تو آپ ﷺ نے سب کو اپنے خیموں میں نماز پڑھنے

---

[1] وأبو المليح اسمه عامر بن أسامة بن عمير الهذلي، ويقال: زيد بن أسامة (جامع الترمذي – كتاب القدر – باب ما جاء أن النفس تموت حيث ما كتب لها ٢١٤٧)

[2] بذل المجهود في حل أبي داود – ج ٦ ص ٣

کا حکم فرمایا۔

تخریج: سنن النسائي - الإمامة (٨٥٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٦) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٢٤/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٧٤/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٧٥/٥)

شرح الحديث: قوله: عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ وَأَصَابَهُمْ مَطَرٌ: دیکھئے اس میں جمعہ کے دن کی تصریح ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ جمعہ کا دن ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکا تعلق بھی صلاۃ جمعہ سے ہو، بلکہ ہو سکتا ہے کہ اسکا تعلق صلاۃ ظہر یا صلاۃ عصر سے ہو، کیونکہ حضور ﷺ کا اپنے اسفار کے دوران براری میں جمعہ پڑھنا ثابت نہیں، لہٰذا اس واقعہ میں اگر بارش نہ بھی ہوتی تب بھی آپ جمعہ ادا نہ فرماتے، لہٰذا طریقہ استدلال وہی بہتر ہے جو ہم نے اوپر ذکر کیا۔

صاحب بذل کی توجیہ: بذل المجہود میں اس کی ایک اور توجیہ لکھی ہے وہ یہ کہ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ آپ ﷺ دوران سفر مقام حدیبیہ میں جمعہ کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے، لیکن اس موقعہ پر بارش کی وجہ سے ادا نہیں فرمائی، تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حدیبیہ اگرچہ براری میں سے ہے لیکن توابع مکہ سے ہے جس طرح کہ منیٰ شیخین کے نزدیک توابع مکہ سے ہے اسی لئے وہ وہاں جمعہ کی نماز کے قائل ہیں بخلاف امام محمدؒ کے انکے نزدیک وہاں جمعہ کی نماز جائز نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم [1]۔

٢١٥ - بَابُ التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ

باب ہے سردی کی رات میں جماعت کے بغیر نماز ادا کرنے کی اجازت کے متعلق

ترجمۃ الباب کا حاصل یہ ہے کہ سخت سردی خصوصاً جبکہ رات کا بھی وقت ہو ان اعذار میں سے ہے جو مسقط جماعت ہیں تو جب سخت سردی مسقط جماعت ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسقط جمعہ بھی ہے کیونکہ جمعہ بغیر جماعت کے صحیح نہیں۔

مناسبة الحديث بالترجمة: حضرت نے بذل میں لکھا ہے کہ ابن بطال نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ برد اور مطر دونوں تأخر عن الجماعة کے لئے عذر ہیں، اور علامہ شامیؒ نے وہ اعذار جو مسقط جماعت ہیں بیس شمار کرائے ہیں اور ان کو نظم میں ذکر کیا ہے حاشیہ لامع [2] میں بھی مذکور ہیں منجملہ ان کے برد شدید بھی ہے [3]۔

١٠٦٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، "أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، نَزَلَ بِضَجْنَانَ فِي لَيْلَةٍ

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٣٠٤

[2] لامع الدراري على جامع البخاري - ج ١ ص ٢٥٦

[3] اسکی تفصیل حدیث برقم ٥٥٢ میں الاعذار المسقطة للجماعة کے ذیل میں گذر چکی ہے (رد المحتار على الدر المختار - ج ٢ ص ٢٩٤، لامع الدراري على جامع البخاري ج ١ ص ٢٥٠)

بَارِدَةٍ، فَأَمَرَ الْمُنَادِيَ فَنَادَى: أَنِ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ" قَالَ أَيُّوبُ: وَحَدَّثَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ، أَوْ مَطِيرَةٌ، أَمَرَ الْمُنَادِيَ فَنَادَى: الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ".

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ مقام ضجنان میں ایک سردی کی رات ٹھہرے ابن عمرؓ نے موذن سے کہا کہ یہ اعلان کرو تو موذن نے نماز اپنے اپنے خیموں میں ادا کرنے کا اعلان کیا، ایوب فرماتے ہیں اور نافع حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سردی کی یا بارش کی رات ہوتی تو موذن کو حکم دیتے کہ وہ اعلان کردے کہ نماز اپنے خیموں میں ادا کرلو۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٠٦) صحيح البخاري - الأذان (٦٣٥) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٧) سنن النسائي - الأذان (٦٥٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٦٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٧) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٦٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠٣/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (١٥٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٢٧٥)

١٠٦١ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: نَادَى ابْنُ عُمَرَ بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ نَادَى: أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، قَالَ فِيهِ، ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ الْمُنَادِيَ فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُنَادِي أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ، وَفِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ» . قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، وَعُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ فِيهِ: فِي السَّفَرِ فِي اللَّيْلَةِ الْقَرَّةِ، أَوِ الْمَطِيرَةِ.

ترجمہ: نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے مقام ضجنان میں نماز کا اعلان فرمایا پھر اعلان فرمایا کہ اپنے خیموں ہی میں نماز ادا کرلو نافع فرماتے ہیں کہ پھر ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ موذن کو اعلان کرنے کا حکم فرماتے تو وہ پہلے اذان دیتا پھر اعلان کرتا سردی کی رات میں اور بارش کی رات میں سفر کے موقع پر اپنے اپنے خیموں میں نماز ادا کرلو۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اسکو حماد بن سلمہ نے ایوب اور عبید اللہ سے روایت کیا اسمیں حماد فرماتے ہیں کہ سفر کی حالت میں سردی یا بارش کی رات میں۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٠٦) صحيح البخاري - الأذان (٦٣٥) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٧) سنن النسائي - الأذان (٦٥٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٦١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٧) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٦٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠٣/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (١٥٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٢٧٥)

١٠٦٢ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ نَادَى بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، فَقَالَ فِي آخِرِ نِدَائِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ، أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ فِي سَفَرٍ، يَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ".

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ضجنان مقام میں ایک سردی والی اور ہوا والی رات نماز کا اعلان فرمایا پھر اس اعلان کے آخر میں فرمایا لوگو! اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو اے لوگوں اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب ٹھنڈی یا بارش والی رات ہوتی تو اپنے مؤذن کو حکم فرماتے کہ اعلان کردو فرماتے اے لوگو! اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٠٦) صحيح البخاري - الأذان (٦٣٥) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٧) سنن النسائي - الأذان (٦٥٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٦٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٧) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٦٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠٣/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (١٥٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٢٧٥)

شرح الحديث: قوله: فَقَالَ فِي آخِرِ نِدَائِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ: فِي آخِرِ نِدَائِهِ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اذان ہی کے بیچ میں یہ کلمات کہے بلکہ بعد الفراغ عن الاذان مراد ہے اس لئے کہ اس سے پہلی روایت میں گزر چکا نَادَى ابْنُ عُمَرَ بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ نَادَى: أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ لفظ ثم سے سمجھ میں آرہا ہے کے بعد میں۔

١٠٦٣ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ - يَعْنِي - أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، فَقَالَ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ، أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ، يَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ".

ترجمہ: نافع، ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سرد ہوا والی رات انہوں نے نماز کا اعلان فرمایا اور کہا لوگو اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو پھر ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سردی یا بارش کی رات میں مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ یہ اعلان کردے کہ اے لوگو اپنے اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔

١٠٦٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فِي الْمَدِينَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ، وَالْغَدَاةِ الْقَرَّةِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى هَذَا الْخَبَرَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيهِ: «فِي السَّفَرِ».

ترجمہ: نافع، ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے اسی طرح مدینے میں بارش والی رات اور سردی کی صبح میں اعلان کیا امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ حدیث یحیٰی بن انصاری نے قاسم سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی تو یحیٰی راوی نے فرمایا کہ بحالت سفر (اس قسم کا) اعلان کیا۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٠٦) صحيح البخاري - الأذان (٦٣٥) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٧) سنن النسائي - الأذان (٦٥٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٦٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٧) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة

(٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٦٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠٣/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (١٥٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٢٧٥)

شرح الحديث قوله: نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فِي الْمَدِينَةِ: ابن عمرؓ کی گذشتہ اور آئندہ سب روایتوں سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ سفر کا ہے، لیکن ابن اسحاق کی اس روایت میں ان سب کے خلاف ہے، اس حدیث کا مدار نافع پر ہے نافع کے تلامذہ میں سے صرف محمد بن اسحاق نے فِي الْمَدِينَةِ کا لفظ کہا ہے اور دوسرے تلامذہ ایوب اور عبید اللہ نے فِي السَّفَرِ کہا، ظاہر یہ ہے کہ ابن اسحاق کو اس میں وہم ہوا۔

١٠٦٥ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ».

ترجمہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو بارش ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جو چاہے اپنی جگہ (خیمے میں) نماز پڑھ لے۔

تخریج صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٠٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٦٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣١٢/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٢٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٩٧/٣).

١٠٦٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ، صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ، ابْنِ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ: قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ: "إِذَا قُلْتَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ". فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَلِكَ، فَقَالَ: «قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ».

ترجمہ محمد بن سیرین کے چچازاد بھائی عبد اللہ بن حارث نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک بارش والے دن اپنے مؤذن سے فرمایا کہ جب تم اذان میں أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ کہو تو اس کے بعد حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ اپنے ہی گھروں میں نماز پڑھ لو تو لوگوں نے اس کو اچھا نہیں سمجھا تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مجھ سے بہتر یعنی حضور ﷺ کی ذات اقدس نے اسی طرح کیا تھا کہ جمعہ اگرچہ فرض ہے لیکن میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تمہیں حرج اور تنگی میں ڈال دوں اور تم کیچڑ اور بارش میں چل کر آؤ۔

تخریج صحيح البخاري - الأذان (٥٩١) صحيح البخاري - الأذان (٦٣٧) صحيح البخاري - الجمعة (٨٥٩) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٦٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٣٩)

شرح الحديث قوله: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ: "إِذَا قُلْتَ: اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بارش کے دن میں اپنے مؤذن سے یہ کہا کہ جب وہ اذان دے تو بجائے حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کے صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ کہے۔

ابن عمرؓ کی گذشتہ روایات سے معلوم ہورہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعلان اذان کے بعد کراتے تھے نہ کہ اثناء اذان میں، بظاہر ابن عباسؓ نے ایسا اپنے اجتہاد سے کہا، اور آگے جو روایت میں آرہا ہے کہ لوگوں نے اس کو اچھا نہیں سمجھا، تو اس پر انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا، ہوسکتا ہے اس کا تعلق مطلق اعلان سے ہو نہ کہ اعلان فی اثناء الاذان سے۔

الکلام فی اثناء الاذان: لیکن امام احمدؒ نے ابن عباسؓ کی حدیث سے اس بات پر استدلال کیا کہ اذان کے درمیان کلام کرنا بلا کراہت جائز ہے، اور داؤدی جو مشہور محدث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کلام فی اثناء الاذان تو جائز نہیں اور نہ اُس پر اس حدیث سے استدلال صحیح ہے، بلکہ ایسا ہے کہ اس قسم کے موقع پر جو اذان کہی جاتی ہے تو یہ کلمات خود اس اذان کا جزء بن جاتے ہیں ان کو بھی اذان میں شامل کیا جائے گا، اور حنفیہ کے نزدیک کلام فی الاذان مکروہ ہے اور امام مالک وشافعی کے نزدیک خلاف اولی۔

٢١٦ ـ بَابُ الْجُمُعَةِ لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ

غلام اور عورت پر جمعہ کے حکم کے متعلق باب

١٠٦٧ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا هُرَيْمٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ، أَوِ امْرَأَةٌ، أَوْ صَبِيٌّ، أَوْ مَرِيضٌ". قَالَ ابو داؤد: «طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ، قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا».

ترجمہ: طارق بن شہابؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ ادا کرنا فرض ہے سوائے چار لوگوں کے ایک غلام، دوسرے عورت تیسرے بچہ چوتھے بیمار شخص۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ طارق بن شہابؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو کی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی۔

شرح الحدیث: قوله: الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ، أَوِ امْرَأَةٌ، أَوْ صَبِيٌّ، أَوْ مَرِيضٌ: یہ حدیث مرسل صحابی ہے، طارق بن شہاب اگرچہ صحابی ہیں لیکن صغیر السن ہیں ان کا سماع حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ چار شخصوں پر جمعہ کی نماز واجب نہیں، غلام، عورت، صبی، مریض۔

جاننا چاہئے کہ جمعہ کی نماز ہر شخص کے حق میں واجب نہیں بلکہ اس مسلم پر واجب ہے جو مرد مقیم ہو، اور حر ہو، ابوداود کی اس حدیث میں مسافر کا استثناء نہیں ہے، مسافر کا حکم طبرانی [1] کی روایت میں ہے جسکے راوی ابن عمرؓ ہیں: لَيْسَ عَلَى مُسَافِرٍ جُمُعَةٌ (سبیل السلام) ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے کہ ان سب پر جمعہ فرض نہیں البتہ داود ظاہری کا عبد میں اختلاف ہے انکے نزدیک

[1] المعجم الأوسط للطبراني ٨١٨ ـ ج١ ص٢٤٩

مملوک پر بھی جمعہ واجب ہے لقولہ تعالیٰ: فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ [1]، اسی طرح مجنون پر بھی واجب نہیں، بذل المجہود میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک وجوب جمعہ کیلئے چھ شرطیں ہیں، العقل، والبلوغ، والحریۃ، والذکورۃ، والاقامۃ، وصحۃ البدن [2]۔

۲۱۷- بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى

چھوٹی بستیوں میں نماز جمعہ کے حکم کے متعلق باب

یہ دوسرا مسئلہ ہے جس کا ذکر ہمارے یہاں اس سے پہلے باب من تجب علیہ الجمعۃ کے شروع میں آیا تھا یعنی محل اقامت جمعہ۔

محل اقامتِ جمعہ اور اس میں ائمہ اربعہ کے مذاہب: جاننا چاہئے کہ جمعہ کی نماز ہر جگہ قائم نہیں کی جاسکتی چنانچہ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ براری اور منازل الاعراب یعنی جنگل بیابان اور پانی کے چشمے جہاں اہل خیام (خانہ بدوش) چند روز کیلئے مقیم ہو جاتے ہیں ایسے مقام پر اقامت جمعہ بالاتفاق صحیح نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ میدان عرفات میں حجاج کے لئے جمعہ کی نماز قائم کرنا صحیح نہیں۔

بلکہ محل اقامت جمعہ مستقل بستی اور آبادی ہونی چاہئے خواہ مختصر سا ہی گاؤں ہو، چنانچہ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک جیسا کہ ان کی کتب سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے: جمعہ کی نماز ہر ایسی بستی میں قائم کر سکتے ہیں جو مستقل آباد ہو، یعنی چند روز کے لئے عارضی وہاں قیام نہ ہو وہاں باقاعدہ تعمیر شدہ مکانات ہوں خوہ کچے یا پکے پاس پاس ہوں جس طرح آبادی میں ہوا کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ایک گھر یہاں اور دوسرا مثلاً ایک فرلانگ پر، ان کی کتب میں یہ لکھا ہے کہ دو گھروں کے درمیان تین سو ذراع کا فاصلہ اگر ہو تو ایسی بستی میں اقامت جمعہ جائز نہیں [3] نیز یہ کہ کم از کم نماز میں چالیس آدمی شریک ہوں، اور کتب مالکیہ میں لکھا ہے کہ وہاں بازار اور مسجد بھی ہو اس لئے کہ ان کے یہاں غیر مسجد میں جمعہ کی نماز صحیح نہیں اگرچہ وہ شہر ہو۔

الحاصل جمہور علماء کے نزدیک مطلقاً قریہ صغیرہ ہو یا کبیرہ دونوں میں جمعہ جائز ہے۔

اور مذہب حنفی میں تصریح ہے کہ مصر شرائط صحت جمعہ میں سے ہے اور اہل فتاویٰ نے قصبہ اور قریہ کبیرہ کو بھی اسی حکم مین لکھا ہے جس قریہ کی مردم شماری تین چار ہزار ہو مطلقاً مسلم خواہ غیر مسلم، نیز وہاں ضروری حوائج کی اشیاء بھی ملتی ہوں دکانیں ہوں یہ قریہ کبیرہ اور قصبہ کہلاتا ہے اسمیں بھی اقامت جمعہ جائز ہے، اور مصر کی تعریف یہ لکھی ہے: بلدۃ کبیرۃ فیها سکک واسواق وکذا فیها امیر او قاض یعنی وہ بڑا شہر جس میں باقاعدہ سڑکیں ہوں گلی کوچے اور بازار ہوں، امیر یا قاضی ہو۔

---

[1] تو دوڑو اللہ کی یاد کو (سورۃ الجمعۃ ۹)

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٤٣

[3] كذا في الأوجز. وفي المنهل ذهبت الشافعية والحنابلة إلى أنها تقام في كل قرية فيها أربعون رجلاً أحراراً بالغين عقلاء مقيمين بها لا ينتقلون عنها إلا لحاجة اهـ ١٢ منه (المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٦ ص ٢١٦)

نماز جمعہ میں کتنے افراد کی شرکت ضروری ہے: اور یہ جو ہم نے کہا کہ شافعیہ وحنابلہ کے یہاں چالیس آدمیوں کی شرکت ضروری ہے اس میں دوسرے ائمہ کے مذاہب یہ ہیں، امام مالکؒ کے نزدیک بارہ افراد کا حاضر ہونا ضروری ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک امام کے علاوہ تین نفر کا ہونا ضروری ہے، اور صاحبین کے نزدیک امام کے علاوہ دو کا ہونا کافی ہے، اب دلائل کی بحث باقی رہ گئی۔

١٠٦٨ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُخَرِّمِيُّ، لَفْظُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ، لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثَاءَ، قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ». قَالَ عُثْمَانُ: قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں اسلامی احکام میں مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ کی ادائیگی کے بعد جو سب سے پہلا جمعہ ادا کیا گیا وہ بحرین کی ایک بستی مقام جواثی میں ادا کیا گیا عثمان راوی فرماتے ہیں کہ وہ عبد القیس قبیلہ کی کوئی بستی ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٨٥٢) صحيح البخاري - المغازي (٤١١٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٦٨)

شرح الحديث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ، لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثَاءَ، قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ»: مصنفؒ نے اس باب میں جمعہ فی القری کے اثبات کیلئے دو حدیثیں ذکر کی ہیں، ایک ابن عباسؓ کی یہ حدیث یعنی حدیث جواثی، دوسری کعب بن مالکؓ کی حدیث جو اس کے بعد آرہی ہے۔

حدیث اول سے استدلال اس طور پر ہے اس سے معلوم ہورہا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں جواثی میں جو کہ قریہ تھا نماز جمعہ قائم کی گئی اس سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ اقامت جمعہ فی القریہ جائز ہے۔

حدیث الباب جمعہ فی القریٰ کے خلاف ہے: اس کے بعد جاننا چاہئے کہ باب کی یہ پہلی حدیث بادی الرائی میں تو شافعیہ اور جمہور کی دلیل ہے، لیکن در حقیقت یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے، جیسا کہ بذل المجہود[1] میں علامہ شوق نیموی نے نقل کیا ہے، وہ اس طور پر کہ اس حدیث میں تصریح ہے اس بات کی کہ قریہ جواثی سے قبل مدینہ منورہ کے اطراف ونواح میں کسی قریہ میں نماز جمعہ قائم نہیں کی گئی، اب دیکھنا چاہئے کہ یہ اقامۃ الجمعۃ فی جواثی کس سنہ کا واقعہ ہے، چنانچہ واقدی اور اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے تصریح کی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ وفد عبد القیس حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تھا تو واپسی پر انہوں نے وہاں پہونچ کر جمعہ قائم کیا یہ واقعہ ۸ھ کا ہے یعنی حضور ﷺ کے وصال سے تقریباً دو سال قبل کا واقعہ ہے، اب

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٤٧

سوال یہ ہے کہ کیا اس طویل عرصہ تک اطراف ونواح مدینہ میں چالیس افراد بھی اسلام لاکر نہیں پھیلے تھے، ظاہر ہے کہ ۸ھ تک بہت سے قریٰ میں اسلام پہونچ چکا تھا اسلام کا شیوع واشتہار ہو چکا تھا اس کے باوجود وہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی تھی سوا اسکی وجہ سوا اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ اقامت جمعہ فی القریٰ جائز نہیں ہے، فریق ثانی نے اس حدیث سے استدلال کا جو رخ اختیار کیا ہے یعنی لفظ قریہ اس کے بارے میں ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ یہاں دو امر قابل تحقیق ہیں، اول یہ کہ قریہ کا اطلاق صرف دیہات ہی پر ہوتا ہے یا مصر وشہر پر بھی، ثانی یہ کہ واقعہ اور نفس الامر کیا ہے، آیا جواثی کوئی معمولی سا دیہات تھا یا قصبہ وشہر تھا۔

امر اول سے متعلق عرض ہے کہ قرآن واحادیث میں متعدد مقامات پر بڑے بڑے شہروں پر قریہ کا اطلاق کیا گیا ہے، مثلاً وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ [1] یہاں پر قریتین سے مراد مکہ اور طائف ہے جن کا شہر ہونا مسلم ہے، اور مثلاً وَسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا [2] اس آیت میں قریہ سے مراد ملک مصر ہے، لہٰذا صرف لفظ قریہ کے اطلاق کی وجہ سے اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ معلوم ہو چکا کہ قریہ کا اطلاق بڑے شہر پر بھی ہوتا ہے۔

امر ثانی سے متعلق عرض ہے کہ بہت سے ائمہ نے جواثی کو شہر بتایا ہے چنانچہ ابن التین اور ابن الاعرابی وغیرہ نے اس پر مدینہ کا اطلاق کیا ہے، امرا القیس شاعر کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جواثی کوئی معمولی سا گاؤں نہیں تھا کیونکہ اس نے اپنے قافلہ کو تجار جواثی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے کہا:

ورحنا كأنا من جواثى عشية *** تعالي النعاج بين عدل ومحقب

یعنی ہمارا قافلہ سامان اور شکاروں کو لے کر جب واپس ہوا تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ تجار جواثی کا قافلہ ہے جو سامان لے کر جا رہا ہے، تجار جواثی کے ساتھ تشبیہ اسی وقت موزوں ہے جبکہ وہ معمولی سا گاؤں نہ ہو، ان دو کے علاوہ ایک تیسری چیز بھی دیکھنے کی ہے وہ یہ کہ اہل جواثی کے عمل سے استدلال کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ ﷺ کو اس تجمیع کا علم بھی ہوا ہو، پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اس حدیث سے استدلال کی صحت تین امور پر موقوف ہے، جن میں سے ایک بھی ثابت نہیں: ① عدم اطلاق القرية على المدينة، ② كون جواثى قرية لا مدينة، ③ اطلاعه ﷺ على هذا التجميع وتقريره. والله تعالى أعلم بالصواب۔

١٠٦٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ أَبِيهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهُ، عَنْ أَبِيهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: إِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، قَالَ: "لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِي هَزْمِ النَّبِيتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ فِي نَقِيعٍ، يُقَالُ لَهُ: نَقِيعُ الْخَضِمَاتِ"، قُلْتُ: كَمْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: «أَرْبَعُونَ».

---

[1] اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں میں کے (سورۃ الزخرف ۳۱)

[2] اور پوچھ لے اسی بستی سے جس میں ہم تھے (سورۃ یوسف ۸۲)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک جو اپنے والد کو انکے نابینا ہونے کے بعد لے کر چلتے تھے۔ ان سے روایت ہے کہ انکے والد کعب بن مالک جب جمعہ کے دن اذان سنتے تو اسعد بن زرارہؓ کیلئے رحم کی دعا کرتے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ اذان جمعہ سن کر اسعد بن زرارہؓ کیلئے رحمت کی دعا کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے ہی یہاں مدینہ منورہ کے ایک مقام جس کا نام ہزم النبیت ہے جو بنی بیاضیہ کی نشیبی زمینوں میں سے ہے اس میں ہمیں جمعہ پڑھایا اس کو نقیع الخضمات کہا جاتا ہے میں نے کہا کہ آپ اس دن کتنے افراد تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم چالیس افراد تھے۔

شرح الحدیث: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ أَبِيهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهُ: کعب بن مالک صحابی جب نابینا ہو گئے تھے تو ان کے بیٹے عبدالرحمن ان کے قائد تھے یعنی ہاتھ پکڑ کر لے جانے والے، وہ اپنے والد کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کعب کو دیکھا کہ جب بھی جمعہ کے روز وہ جمعہ کی اذان کی آواز سنتے تو اسعد بن زرارہ کیلئے دعا رحمت ومغفرت کیا کرتے تھے، عبدالرحمن کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنے والد سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِي هَزْمِ النَّبِيتِ کہ اسعد بن زرارہ کے لئے دعا اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے ہی یہاں مدینہ منورہ کے ایک مقام جس کا نام ہزم النبیت ہے ہم لوگوں کو سب سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھائی تھی مِن حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ مدینہ میں ایک جگہ کا نام ہے نَقِيعِ الخَضِمَاتِ یہ بھی ایک جگہ ہے، دراصل نقیع اس نشیبی زمین کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہو کر گھاس اگ جائے اس حدیث کے ذکر کرنے سے بھی مصنف کا مقصود اقامت جمعہ فی القریہ کو ثابت کرنا ہے، دیکھئے! اہل مدینہ کو اسعد بن زرارہ مقام ہزم النبیت میں جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے، ہزم النبیت یہ ایک قریہ ہی تو ہے شہر تو نہیں۔

جواب الحنفية عن الحديث الثاني: ① اس حدیث کے ساتھ محمد بن اسحاق متفرد ہیں جو متکلم فیہ اور مدلس ہیں اور وہ اسکو عن کے ساتھ روایت کر رہے ہیں لہذا حدیث ضعیف ہے، ② ان حضرات نے یہ کام یعنی اقامت جمعہ اپنی رائے اور اجتہاد سے اس وقت میں کیا تھا جبکہ جمعہ کی نماز مشروع بھی نہ ہوئی تھی چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں ایک روایت ہے مرسل ابن سیرین جس کے لفظ یہ ہیں جمع أهل المدينة قبل أن يقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقبل أن تنزل الجمعة... فاجتمعوا إلى أسعد بن زرارة فصلى بهم يومئذ [1]، خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے قبل اہل مدینہ نے مشورہ کیا کہ یہود ونصاریٰ ہر ایک نے اپنی عبادت کے لئے ایک دن مقرر کر رکھا ہے جس میں جمع ہو کر وہ عبادت کرتے ہیں لہذا ہمیں بھی ایک دن متعین کرنا چاہئے چنانچہ باہمی مشورہ سے جمعہ کا دن متعین ہوا، ③ ہزم النبیت خارج مدینہ کوئی مستقل بستی نہ تھی بلکہ یہ جگہ اطراف مدینہ ہی میں سے ہے جیسا کہ ان روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے جن کو

---

[1] مصنف عبدالرزاق — كتاب الجمعة — باب أول من جمع ٥١٥٨ (ج ٣ ص ٦٥)

صاحب معجم البلدان نے ذکر کیا ہے اور وہاں ہے۔ حضرت نے بذل المجہود[1] میں ان روایات کو نقل فرمایا ہے ان مذکورہ بالا امور کو سامنے رکھتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

دلائل الحنفیہ: ① اثر علیؓ، حضرت علیؓ کی وہ حدیث موقوف جس کی تخریج عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے متعدد اسانید کے ساتھ کی ہے جس کے لفظ یہ ہیں لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ[2]، لیکن امام نوویؒ نے اس کے بارے میں لکھا ہے اتفقوا علی ضعفه، جواب یہ ہے کہ اس کے ضعف پر اتفاق نووی کے علاوہ کسی اور نے نقل نہیں کیا، ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے بعض طرق ضعیف ہیں جس میں حجاج بن ارطاۃ ہیں، اور بعض طرق اس کے صحیح ہیں جس کا اعتراف حافظ ابن حجرؒ نے بھی الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ میں کیا ہے۔

② دوسری دلیل ہماری طرف سے پیش کی گئی ہے عدم التجمیع فی قبا مع شرعیۃ الجمعۃ قبل ذلك بمکۃ. وضاحت اس کی یہ ہے کہ جمعہ کی مشروعیت سورۂ جمعہ کے نزول سے قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی جیسا کہ تسلیم کیا ہے اس کو علامہ سیوطی شافعیؒ نے اتقان میں اور شیخ ابن حجر مکی شافعی نے شرح المنہاج میں اسی طرح علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں (اگرچہ حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے اس کو تسلیم نہیں کیا) لیکن مکہ مکرمہ میں آپ کو اقامت جمعہ پر قدرت نہ ہوئی اور قبا میں یقیناً قدرت تھی کیونکہ آپ کا قیام وہاں چودہ یا چوبیس روز ہوا جیسا کہ بخاری شریف کی دو مختلف روایتیں ہیں اور اس کے باوجود بالاتفاق وہاں آپ نے جمعہ قائم نہیں کیا جس کی وجہ یہی تھی کہ وہ قریہ تھا، بلکہ وہاں سے منتقل ہونے کے بعد مدینہ میں پہنچ کر مسجد بنو سالم میں جمعہ کی نماز آپ ﷺ نے اداء فرمائی۔

حافظ ابن قیم نے اس اشکال کا جواب یہ دیا کہ آپ کا قیام قبا میں صرف چار روز رہا پیر کے روز آپ ﷺ وہاں پہونچے اور جمعہ کے روز صبح کیوقت وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے، حالانکہ بخاری[3] کی ایک روایت میں آپ کا وہاں قیام چودہ روز اور ایک دوسری روایت میں چوبیس روز مذکور ہے ویسے اہل تاریخ کا بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے، سیرۃ ابن ہشام میں محمد بن اسحاق صاحب المغازی کا قول چار روز قیام کا منقول ہے، اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری[4] میں ابن حبان اور موسیٰ بن عقبہ ان

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٥٠

[2] مصنف عبد الرزاق - كتاب الجمعة - باب القرى الصغار ٥١٨٩ (ج ٣ ص ٧٠)

[3] بخاری شریف میں ابواب الہجرۃ میں "بضعة عشر یوماً" مذکور ہے اور ابواب المساجد میں "أربعة وعشرين يوماً" وارد ہے، اس پر حافظؒ نے لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں اسی طرح ہے اور اکثر میں أربعة عشر يوماً ہے اور وہی صحیح ہے، غرضیکہ اس مسئلہ میں حافظ صاحب بھی پریشان ہیں اسلئے کہ حافظ صاحب تو بخاری شریف کے بڑے وفادار شارح ہیں اور حتی الامکان اختلاف روایات کی صورت میں بخاری کی روایت ہی کو راجح قرار دیتے ہیں اور اس معاملہ میں بخاری شریف کی روایت ان کے مسلک کے خلاف پڑ رہی ہے، ۱۲ منہ۔

[4] فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ٧ ص ١٩٥

دونوں کا قول بھی محمد بن اسحاق کے موافق ذکر کیا ہے، لیکن حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ [1] میں موسیٰ بن عقبہ سے بائیس یوم کا قیام نقل کیا ہے اور واقدی سے چودہ یوم نقل کیا ہے البتہ محمد بن اسحاق سے چار یوم ہی نقل کیا ہے۔

③ تیسری دلیل حدیث عائشہؓ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِي، جو چند باب پہلے (برقم ۱۰۵۵) گزر چکی ہے اور اس پر کلام بھی گزر چکا ہے۔

④ چوتھی دلیل ہماری وہ حدیث ہو سکتی ہے جو آئندہ باب میں (برقم ۱۰۷۳) آرہی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ایک مرتبہ عید اور جمعہ دونوں جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھانے کے بعد اعلان فرمایا جس کا جی چاہے وہ جمعہ کی نماز کے لئے ٹھہرے اور جو جانا چاہے وہ چلا جائے وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ، اور ہمیں تو جمعہ کی نماز پڑھنی ہی ہے یعنی اہل مدینہ کو اور جو اہل قریٰ عید کی نماز کے لئے آئے تھے وہ بغیر جمعہ اداء کئے جا سکتے ہیں اس لئے کہ اہل قریٰ پر جمعہ کی نماز واجب ہی نہیں ہے، حضرت امام شافعیؒ نے اس کی یہ تاویل فرمائی کہ اگرچہ اہل قریہ پر نماز جمعہ واجب ہے لیکن اس خاص صورت میں یعنی جب جمعہ کے روز عید بھی ہو تو اہل قریہ سے جمعہ کی نماز ساقط ہو جاتی ہے۔

جمعہ فی القریٰ کے بحث بحمد اللہ پوری ہو گئی حنفیہ کے پاس اور بھی قرائن ہیں لیکن یہاں دلائل کا استقصاء مقصود نہیں ہے ہمارے اکابر نے اس مسئلہ میں مستقل رسائل بھی تصنیف فرمائے ہیں حضرت گنگوہیؒ نے اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ اور حضرت شیخ الہندؒ نے ایضاح الادلہ، اور حضرت تھانویؒ نے التحقیق فی اشتراط المصر للتجمیع، ان کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

۲۱۸ ۔ بَابُ إِذَا وَافَقَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عِيدٍ

باب ہے جمعہ کا دن اور عید کا دن ایک ہی دن آجائیں (یعنی عید جمعہ کے دن ہو) اس کے حکم میں یعنی اگر عید جمعہ کے روز کی ہو تو پھر اس کا حکم کیا ہے؟ جمعہ و عیدین نمازیں اداء کی جائیگی یا صرف ایک۔

۱۰۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ، قَالَ: شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُوَ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، قَالَ: أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدَيْنِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَيْفَ صَنَعَ؟ قَالَ: صَلَّى الْعِيدَ، ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَلْيُصَلِّ».

ترجمہ ایاس بن ابی رملہ شامی سے روایت ہے کہ ایاس فرماتے ہیں کہ میں معاویہ بن ابی سفیانؓ کے پاس حاضر تھا جبکہ وہ زید بن ارقمؓ سے سوال کر رہے تھے کہ کیا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی ایسے روز موجود تھے جس میں دو عیدیں جمع ہوئیں؟ تو زید بن ارقمؓ نے کہا ہاں (عیدین سے مراد جمعہ اور عید ہے) تو معاویہؓ نے پوچھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کیا کیا تھا؟

---

[1] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر - ج ۳ ص ۱۹۸

زید بن ارقمؓ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے عید کی نماز پڑھا کر لوگوں کو جمعہ کی نماز کے بارے میں عام اجازت دیدی جس کا جی چاہے پڑھے جس کا جی چاہے نہ پڑھے۔

تخریج سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٩١) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٧٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣١٠) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٣٧٢/٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٦١٢)

شرح الحدیث عَنْ إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ، قَالَ: شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُوَ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، قَالَ: أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدَيْنِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ: ایاس بن ابی رملہ کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہؓ کے پاس حاضر تھا اس وقت جبکہ وہ سوال کر رہے تھے حضرت زید بن ارقمؓ سے کہ کیا آپ حضور ﷺ کی خدمت میں کسی ایسے روز موجود تھے جس میں دو عیدیں جمع ہوئی ہوں؟ انہوں نے فرمایا، عیدین کا اطلاق تغلیباً جمعہ اور عید پر کیا گیا ہے۔

قوله: قَالَ: فَكَيْفَ صَنَعَ؟ پوچھا پھر حضور ﷺ نے اس دن کیا کیا تھا زید بن ارقمؓ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے عید کی نماز پڑھا کر لوگوں کو جمعہ کی نماز کی بارے میں عام اجازت دیدی کہ جس کا جی چاہے پڑھے نہ چاہے نہ پڑھے۔

مسئلة الباب میں مذاہب علماء: اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے، امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص امام کے ساتھ عید کی نماز اداء کرلے تو اب اس سے جمعہ کی نماز ساقط نہ ہوگی، لیکن یہ حکم ان کے یہاں غیر امام کا ہے امام سے جمعہ ساقط نہیں ہوتا، امام مالکؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے اور دوسری روایت یہ ہے لابد من الجمعة، اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے اور امام شافعیؒ یہ فرماتے ہیں کہ کہ اہل شہر کے لئے تو جمعہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے لیکن وہ گاؤں والے جو شہر میں عید کی نماز اداء کرنے کیلئے آئیں ان کو عید کی نماز کے بعد اختیار ہے جمعہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا۔

غرضیکہ اجتماع عیدین کی شکل میں اہل شہر پر تو دونوں نمازیں واجب ہیں، البتہ اہل قریہ سے اس دن جمعہ کی نماز ساقط ہو جاتی ہے، لیکن اس کے بجائے ظہر پڑھنا ضروری [1] ہے اور حنفیہ کے نزدیک تو اہل قریہ پر جمعہ کی نماز مطلقاً واجب ہی نہیں چاہے عید کا دن ہو یا نہ ہو۔

١٠٧١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ، ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْجُمُعَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا فَصَلَّيْنَا وُحْدَانًا. وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ، فَلَمَّا قَدِمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «أَصَابَ السُّنَّةَ».

ترجمہ عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں (جب) عبد اللہ بن زبیرؓ (مکہ مکرمہ کے امیر تھے تو) نے ایک مرتبہ جمعہ کے روز صبح کے وقت ہمیں عید کی نماز پڑھائی پھر جب جمعہ کا وقت آیا تو ہم لوگ جمعہ پڑھنے گئے لیکن وہ جمعہ پڑھانے کے لئے اندر

---

[1] یعنی عند الجمہور، خلافاً لعطاء بن ابی رباح فانہ اسقط الظہر ایضاً کما فی المتن لم یزد علیہما حتی صلی العصر، ١٢۔

سے باہر تشریف نہ لائے اس لیے مجبوراً لوگوں نے تنہا ظہر کی نماز ادا کی ابن عباسؓ اس وقت طائف کے سفر پر تھے جب وہ تشریف لائے تو ہم نے ان سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے شرعی قاعدہ کے مطابق کیا۔

تخریج: سنن النسائي- صلاة العيدين (١٥٩٢) سنن أبي داود- الصلاة (١٠٧١)

شرح الحديث: عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ: عبداللہ بن الزبیرؓ جب مکہ کے امیر تھے تو ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جمعہ کے روز عید ہوئی تو انہوں نے صبح کے وقت میں عید کی نماز لوگوں کو پڑھائی پھر اس کے بعد جب جمعہ کا وقت آیا تو لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے گئے لیکن وہ جمعہ پڑھانے کے لئے اندر سے باہر تشریف ہی نہ لائے اس لئے مجبوراً لوگوں نے ظہر کی نماز تنہا پڑھی، ابن عباسؓ اس وقت مکہ میں موجود نہ تھے بلکہ سفر میں تھے جب وہاں سے وہ واپس تشریف لائے تو اہل مکہ نے ان سے اس واقعہ کو ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا أَصَابَ السُّنَّةَ یعنی انہوں نے شرعی قاعدہ کے مطابق کیا، ابن الزبیرؓ کے فعل کو تو یہ کہا جا سکتا ہے تھا کہ وہ فعل صحابی ہے حدیث مرفوع نہیں لیکن حضرت ابن عباسؓ تو اس کی حدیث کے موافق فرما رہے ہیں، اس کا جواب ہم آگے چل کر دیں گے۔

١٠٧٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ: اجْتَمَعَ يَوْمُ جُمُعَةٍ، وَيَوْمُ فِطْرٍ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: «عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ»، فَجَمَعَهُمَا جَمِيعًا فَصَلَّاهُمَا رَكْعَتَيْنِ بُكْرَةً، لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ.

ترجمہ: عطاء فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ اور عید الفطر ایک دن جمع ہو گئے تو ابن زبیرؓ نے فرمایا کہ دو عیدیں ایک ہی دن میں اکٹھی ہو گئیں چنانچہ انہوں نے دونوں کے لئے اکٹھے صبح ہی دو رکعتوں کی جماعت کروا دی اور اس سے زیادہ مزید نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ عصر کے وقت عصر کی نماز پڑھائی۔

١٠٧٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، وَعُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الْوَصَّابِيُّ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ الضَّبِّيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ، فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ، وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ». قَالَ عُمَرُ: عَنْ شُعْبَةَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج کے دن دو عیدیں جمع ہو گئیں جو شخص یہ چاہے کہ عید کی نماز اس کو کافی ہو جائے جمعہ سے تو یہ ہو سکتا ہے لیکن ہم تو بہر حال جمعہ پڑھیں گے اور عمر بن حفص شعبہ سے روایت کو معنعن نقل کرتے ہیں (جبکہ محمد بن یصفی نے حدثنا شعبہ کی تصریح کی تھی)۔

تخریج: سنن أبي داود- الصلاة (١٠٧٣) سنن ابن ماجه- إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣١١)

شرح الحديث: قوله: فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ، وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ: یعنی آپ ﷺ نے فرمایا آج کے دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں تو جو شخص یہ چاہے کہ عید کی نماز اس کو کافی ہو جائے جمعہ سے تو یہ ہو سکتا ہے، لیکن ہم تو بہر حال جمعہ پڑھیں گے، حنفیہ اور

شافعیہ یوں کہتے ہیں کہ ہم سے مراد اہل مدینہ ہیں اور جن کو آپ ﷺ نے نہ پڑھنے کی اجازت دی ہے وہ اہل قریٰ ہیں جو مدینہ میں آپ ﷺ کے ساتھ عید کی نماز پڑھنے کیلئے آگئے تھے، تو آپ ﷺ نے یہ جمعہ نہ پڑھنے کی اجازت صرف ان دیہاتی لوگوں کو دی تھی، اور حنفیہ کے نزدیک اہل قریہ پر جمعہ کی نماز واجب ہے ہی نہیں، اور شافعیہ کے نزدیک اگرچہ واجب ہے لیکن اس صورت خاصہ میں واجب نہیں، لہٰذا یہ حدیث حنفیہ کے خلاف نہیں [1]، یہی جواب گذشتہ احادیث کا بھی ہے اور وہ جو ابن عباسؓ نے مطلقاً نہ پڑھنے کی سب کیلئے اجازت دی تھی سو یہ اپنے علم اور زعم کے مطابق کہا ہوگا، ابن عباسؓ حضور ﷺ کے زمانہ میں صغیر السن تھے ہو سکتا ہے حضور ﷺ کی مراد نہ سمجھ سکے ہوں اور حدیث کو انہوں نے عام سمجھا ہو حالانکہ حضور ﷺ کی اجازت اہل قریہ کیلئے تھی نہ کہ اہل مدینہ کیلئے، اور اگر بالفرض ان احادیث میں ترک جمعہ کی اجازت کو عام ہی مانا جائے کما قال احمد تو پھر جواب جمہور کی طرف سے یہ ہوگا کہ ہمارا استدلال عمومات سے ہے یعنی ان احادیث اور دلائل سے جن سے جمعہ کی فرضیت مطلقاً ثابت ہے عید اور غیر عید کا کوئی فرق نہیں اور اس باب کی احادیث اتنی قوی نہیں ہیں جو ان دلائل کا مقابلہ کر سکیں، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

٢١٩۔ بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب جمعہ کے دن کی فجر کی نماز میں کونسی سورتیں پڑھی جائیں گی

١٠٧٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ، وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ".

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر تلاوت فرماتے تھے۔

١٠٧٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُخَوَّلٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، وَزَادَ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ.

ترجمہ: یحییٰ القطان شعبہ کے واسطے سے مخولؒ سے انہی کی گزشتہ سند اور اس کے ہم معنیٰ حدیث روایت کرتے ہیں اس میں یہ زیادتی ہے کہ نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور وَإِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ کی تلاوت فرماتے تھے۔

تخریج: صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٩) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢٠) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢١) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٧٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٨٢١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٢٦/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٧٢/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٣٠٧/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٣٢٨/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٣٣٤/١) مسند أحمد -

---

[1] بلکہ جمعہ فی القریٰ کے مسئلہ میں یہ حدیث حنفیہ کی دلیل بن سکتی ہے کما تقدم، ١٢۔

من مسند بني هاشم (١/٣٤٠) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (١/٣٥٤) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (١/٣٦١)

شرح الأحاديث: قوله: كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ، وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ:
اور طبرانی کی ایک روایت میں عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث سے يُدِيمُ ذَلِكَ وارد ہے [1] یعنی آپ ﷺ ہمیشہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دھر تلاوت فرماتے تھے، اور اس حدیث کے دوسرے طریق میں جو آگے کتاب میں مذکور ہے وہ زیادتی ہے فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ، جمعہ کی نماز کی قراءۃ کے لئے مستقل بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ، آگے کتاب میں آرہا ہے اس پر کلام وہیں کریں گے۔

مذاہب ائمہ: جمعہ کے روز صبح کی نماز میں ان دو سورتوں کا پڑھنا شافعیہ اور حنابلہ کے یہاں سنت ہے لیکن حنابلہ یہ کہتے ہیں کہ ان دو سورتوں کو پڑھا جائے بغیر مواظبت کے (منہل) اور حنفیہ کے نزدیک ان سورتوں کا پڑھنا احیاناً مستحب ہے ماثور کے اتباع کے نیت سے اور انہیں سورتوں کو متعین کر لینا اور ان پر مداومت کرنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے، اب رہ گیا مذہب مالکیہ کا ان کے نزدیک مشہور قول میں فرض نماز میں ایسی سورت کا پڑھنا جس میں سجدہ ہو مکروہ ہے حتی کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں بھی سورۃ سجدہ کا پڑھنا اور دوسری روایت ان کی یہ ہے کہ ازدحام کے وقت یعنی جب جماعت بڑی ہے تب کراہت ہے ورنہ نہیں، تیسری روایت ان کی یہ ہے کہ یکرہ في السریۃ دون الجہریۃ، اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ سجدہ والی سورت کا پڑھنا فرض نماز میں جائز ہے، لیکن سجدۂ تلاوت سراً کرے فلو سجد عالماً بتحریمہ یکرہ فی السریۃ ونحو جمعۃ وعید، یہ تمام تفصیل الفیض السمائی میں مذکور ہے، امام نسائی نے باب قائم کیا ہے بَابُ السُّجُودِ فِي الْفَرِيضَةِ، مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہاں پر دو مسئلے ہیں اول سجدہ والی سورت کا فرض نماز میں پڑھنا، ثانی یہ کہ فرض نماز میں اگر سجدہ والی سورت پڑھی جائے تو اس میں سجدۂ تلاوت کیا جائے یا نہیں۔

لطیفہ: یہ پہلے آچکا کہ شافعیہ کے یہاں ان سورتوں پر مواظبت بہتر ہے، اور حنفیہ کے یہاں احیاناً اس پر شیخ ابن الہمامؒ لکھتے ہیں کہ مسئلہ تو یہ تھا کہ فعل پر مواظبت نہ کی جائے بلکہ احیاناً پڑھائے، اور بعض حنفیۃ العصر نے کیا یہ کہ ان سورتوں کے ترک پر مواظبت کرنے لگے ہیں، میں کہتا ہوں بخلاف شافعیہ وغیرہ کے کہ وہ فعل پر مواظبت کرتے ہیں، چنانچہ ایک ہندی عامی شخص کا قصہ سنا گیا ہے کہ وہ حج کر کے واپس اپنے وطن ہندوستان آیا تو یہاں آکر وہاں کی باتیں سنائیں تو اس نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے وہاں ایک عجیب بات یہ دیکھی کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز وہاں ہمیشہ تین رکعت ہوتی ہیں، اور حضرت گنگوہیؒ کی تقریر میں یہ ہے کہ ہمارے نزدیک ان سورتوں کا پڑھنا احیاناً مستحب ہے یا اکثر، اور کثرت میں دو احتمال ہیں فی نفسہ کثرت یا کثرۃ الوجود علی العدم یعنی نہ پڑھنے کے مقابلہ میں ان سورتوں کا پڑھنا زائد ہو۔

---

[1] الروض الداني إلى المعجم الصغير للطبراني رقم الحديث ٩٨٦ (ج ٢ ص ١٧٨-١٧٩)

٢٢٠ - بَابُ اللُّبْسِ لِلْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن پہنے جانے والے لباس (زیب وزینت) کے متعلق باب

١٠٧٦ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ - يَعْنِي - تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ»، ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى عُمَرَ حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ: كَسَوْتَنِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا»، فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ مسجد کے دروازے پر خالص ریشم کا کپڑا فروخت ہوتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ یہ کپڑا خرید لیں پھر اس کو جمعہ کے دن اور کسی وفد کے آنے کے وقت پہن لیا کریں تو کتنا اچھا ہو تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کپڑے کو وہی پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اس کے بعد پھر ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ریشمی جوڑے آئے تو آپ ﷺ نے ایک جوڑا ان میں سے حضرت عمرؓ کو دیا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا آپ مجھے یہ کپڑا عطاء فرما رہے ہیں حالانکہ آپ عطارد والے جوڑے کے بارے میں ایسی وعید فرما چکے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا کہ تم خود پہن لو چنانچہ حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے ایک مشرک بھائی کو جو مکے میں رہتا تھا پہنا دیا۔

١٠٧٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ بِالسُّوقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ابْتَعْ هَذِهِ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَلِلْوُفُودِ، ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ.

ترجمہ: سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ ایک (موٹا) ریشمی جوڑا جو بازار میں بک رہا تھا دیکھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ ﷺ اس کو خرید لیں تو عید اور وفود کی آمد کے مواقع میں زیب تن فرما لیا کریں۔ پھر آگے حدیث بیان کی اور پہلی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٨٤٦) صحيح البخاري - الجمعة (٩٠٦) صحيح البخاري - البيوع (١٩٩٨) صحيح البخاري - الهبة وفضلها والتحريض عليها (٢٤٧٠) صحيح البخاري - الهبة وفضلها والتحريض عليها (٢٤٧٦) صحيح البخاري - الجهاد والسير (٢٨٨٩) صحيح البخاري - اللباس (٥٥٠٣) صحيح البخاري - الأدب (٥٦٣٦) صحيح البخاري - الأدب (٥٧٣١) صحيح مسلم - اللباس والزينة (٢٠٦٨) سنن النسائي - الجمعة (١٣٨٢) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٦٠) سنن النسائي - الزينة (٥٢٩٥) سنن النسائي - الزينة (٥٢٩٩) سنن

النسائي - الزينة (٥٣٠٠) سنن النسائي - الزينة (٥٣٠٧) سنن النسائي - الزينة (٥٣٠٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٧٦) سنن ابن ماجه - اللباس (٣٥٩١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢/٢٠) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢/٢٤) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢/٤٠) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢/٤٩) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢/٥١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢/٦٨) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢/١٠٣) موطأ مالك - الجامع (١٧٠٥)

شرح الأحاديث قولہ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ - يَعْنِي - تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ: اس کو حلۃٌ سیراءُ صفت کے ساتھ اور حلۃ سیراء اضافت کے ساتھ دونوں طرح پڑھا گیا ہے، سیراء ایک خاص قسم کا کپڑا ہوتا ہے جس میں ریشم بھی ہوتا ہے اور بعضوں نے اس کی تفسیر خالص ریشمی کپڑے کے ساتھ بھی کی ہے۔

قولہ: فِي حُلَّةِ عُطَارِدَ: عطارد حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص تھا جو حضور ﷺ ہی کے زمانہ میں بعد میں اسلام لے آیا تھا اس کو کسی بادشاہ نے ریشمی حلہ دیا تھا جس کو وہ فروخت کرنا چاہتا تھا، جیسا کہ طبرانی کی ایک روایت میں ہے [1]، تو حضرت عمرؓ اس جوڑے کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اگر آپ فرمائیں تو میں اس کو آپ ﷺ کے لئے خرید لوں لفظ عطارد کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

قولہ: فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ: پھر حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ میں رہتا تھا بعض کہتے ہیں وہ ان کا اخیافی بھائی تھا اور بعض کہتے ہیں رضاعی اس کا نام عثمان بن حکیم لکھا ہے، اس میں اختلاف ہے کہ بعد میں وہ اسلام لائے یا نہیں، مردوں کیلئے لبس حریر ناجائز ہے اس کی تفصیل کتاب اللباس میں آئے گی۔

الفوائد الحاصلة من الحديث: بذل [2] میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے مستفاد ہو رہا ہے کہ کفار فروع اسلام یعنی اسلامی احکام کے مکلف نہیں اس لئے کہ حضرت عمرؓ اس بات کو جانتے تھے کہ وہ مشرک اس لباس حریر کو ضرور پہنے گا اور ظاہر یہ ہے کہ حضور ﷺ کو اس ارسال کا علم تھا اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان اپنے مشرک رشتہ دار کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کر سکتا ہے البتہ اس کے ساتھ مودت اور دلی تعلق ممنوع ہے۔

حضرت لکھتے ہیں اس سے ایک اور مسئلہ مستفاد ہوتا ہے جس کے امام صاحب قائل ہیں وہ یہ کہ امام صاحب کے نزدیک کسی مسلمان کا اپنے مکان یا دوکان کو ایسے شخص کو کرایہ پر دینا جائز ہے جسکے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ اسکو کسی حرام کام میں استعمال کرے گا مثلاً بیع خمر وغیرہ یا کسی مجوسی یا وثنی کو کرایہ پر دینا جسکے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ اس میں اپنا کوئی مذہبی کام کرے گا آتش پرستی اور بت پرستی وغیرہ [3]۔

---

[1] المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ٢٢ (ج ١٨ ص ١٥)

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٦٥

[3] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٦٥

قوله: وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ بِالسُّوقِ: جو ریشم باریک قسم کا ہوتا ہے اس کو دیباج کہتے ہیں، مارق من الحریر، اور استبرق وہ ریشم جو دبیز ہو، ماغلظ من الحریر۔

۱۰۷۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَعَمْرٌو، أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ - أَوْ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدْتُمْ - أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ» . قَالَ عَمْرٌو: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ سَلَامٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: محمد بن یحییٰ بن حبان نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی ایک کے لئے اگر اس کے پاس گنجائش اور وسعت ہو یا ارشاد فرمایا اگر تمہارے پاس گنجائش اور وسعت ہو تو اس میں کیا حرج ہے کہ جمعہ کے دن کے لئے خاص دو کپڑے تیار رکھے (کہ جب جمعہ کا دن آئے) تو ان کو پہن لیا کرے جو روز مرہ کپڑوں کے علاوہ ہوں عمرو فرماتے ہیں کہ مجھے ابن ابی حبیب نے خبر دی انہوں نے موسیٰ بن سعد سے انہوں نے ابن حبان سے انہوں نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد منبر پر فرماتے ہوئے سنا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو وہب نے ابن جریر سے اپنے والد کے واسطے سے انہوں نے یحییٰ بن ایوب سے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے موسیٰ بن سعد سے انہوں نے یوسف بن عبداللہ بن سلام سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (۱۰۷۸) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲٤٤)

شرح الحدیث

قوله: حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ: یہ حدیث مرسل ہے اس لئے کہ محمد بن یحییٰ تابعی ہیں۔

قوله: مَا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ - أَوْ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ: یہ شک راوی ہے کہ اس طرح فرمایا تھا یا اس طرح۔

مطلب حدیث یہ ہے کہ آپ ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں کہ تم میں سے کسی ایک کیلئے اس میں کیا حرج ہے کہ جمعہ کے دن کیلئے دو کپڑے تیار رکھے کہ جب جمعہ کے دن آئے تو ان کو پہن لیا کرے۔

قوله: سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ: سوائے روز مرہ کے کپڑوں کے، یعنی جن کپڑوں کو پہن کر آدمی پورے ہفتہ کام کرتا ہے خدمت کرتا ہے ان کے علاوہ خاص جمعہ کے دن کے لئے کپڑوں کا ایک جوڑا ہونا چاہئے۔

قوله: قَالَ عَمْرٌو: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ: **شرح السند:** اوپر سند میں ابن وہب کے دو استاذ مذکور ہیں ایک یونس دوسرے عمرو، عمرو کی پہلی روایت یحییٰ بن سعید سے تھی اب ابن وہب یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے استاذ عمرو اس حدیث کو جس طرح یحییٰ سعید سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ابن ابی حبیب سے بھی روایت کرتے ہیں لیکن فرق دونوں میں یہ ہے کہ پہلی

روایت کو تو حضور ﷺ سے نقل کرنے والے محمد بن یحییٰ ہیں جو کہ تابعی ہیں لہذا وہ روایت تو مرسل ہوئی، اور اس دوسری روایت میں محمد بن یحییٰ بن حبان اور حضور ﷺ کے درمیان ابن سلام کا واسطہ ہے لہذا یہ روایت بجائے مرسل کے مسند ہو گی، لیکن ابن سلام کے مصداق میں دو احتمال ہیں اگر اس سے مراد عبد اللہ بن سلام صحابی ہیں تب یہ روایت منقطع ہو گی، کیونکہ ابن حبان کا سماع عبد اللہ بن سلام سے ثابت نہیں [1] اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ ابن سلام سے مراد عبد اللہ بن سلام کے بیٹے ہوں جن کا نام یوسف ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں آرہا ہے یہ صغائر صحابہ میں سے ہیں اور ابن حبان نے اس کا زمانہ پایا ہے لہذا اس صورت میں یہ روایت مسند اور متصل ہو گی۔

۲۲۱۔ بَابُ التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ

باب ہے جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے کے بارے میں

۱۰۷۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ ضَالَّةٌ، وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ، وَنَهَى عَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ».

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا اور مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے سے بھی اور مسجد میں شعر گوئی سے بھی اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھا جائے۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (۳۲۲) سنن النسائي - المساجد (۷۱٤) سنن النسائي - المساجد (۷۱۵) سنن أبي داود - الصلاة (۱۰۷۹) سنن ابن ماجه - المساجد والجماعات (۷٤۹)

شرح الحديث: قوله: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ: مسجد کے اندر بیع و شراء یہ مسجد کا استعمال فی غیر ما وضع لہ ہے اس لئے کہ مساجد کی بناء نماز تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کے لئے ہے۔

یہ نہی حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک کراہت کیلئے ہے غیر معتکف کے حق میں، اور حنابلہ کے نزدیک مطلقاً تحریم کیلئے بیع قلیل ہو یا کثیر، معتکف ہو یا غیر معتکف، حضرت امام احمدؒ اس میں متشدد ہیں اور بعض شافعیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے، اور امام طحاویؒ کی رائے جس کو انہوں نے شرح معاني الآثار [2] میں روایات سے ثابت کیا ہے یہ ہے کہ ممانعت نفس بیع و شراء سے نہیں بلکہ کثرت بیع و شراء سے ہے، یہ بھی خرید و فروخت کر رہا ہے اور وہ بھی کر رہا ہے، حتیٰ کہ مسجد کی حالت بازار کے مشابہ ہو جائے، ایک

---

[1] اس لئے کہ محمد بن یحییٰ کی پیدائش ۴۷ھ میں ہے اور عبد اللہ بن سلام کی وفات ۴۳ھ میں ہوئی، ۱۲ منہ۔

[2] شرح معاني الآثار، رقم الحديث ۷۳۱۸ - ج٤ ص ۳۵۹-۳٦۰

دو آدمی متفرق طور پر اگر بیع وشراء کرلیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں، چنانچہ امام طحاویؒ نے ایک روایت سے حضرت علیؓ کا مسجد میں بیٹھ کر خصف نعل (جوتا سینا درست کرنا) ثابت فرمایا ہے جس کا علم حضور ﷺ کو بھی تھا، چنانچہ حضور ﷺ نے انکے بارے میں ایک واقعہ کے ذیل میں فرمایا ولكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ فِي الْمَسْجِدِ، امام طحاویؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عمل فی المسجد جائز ہے مگر نفس عمل نہ کہ کثرت عمل چنانچہ اگر بہت سے لوگ مسجد میں اپنے اپنے جوتے درست کرنے بیٹھ جائیں جس سے مسجد کی ہیئت ہی بدل جائے تو ظاہر ہے کہ اسکی کون اجازت دے سکتا ہے۔

قوله: وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ ضَالَّةٌ: اس کا بیان ابواب المساجد میں بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ کے ذیل میں گزر چکا۔

قوله: وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ: **انشاد الشعر فی المسجد کی بحث:** اس حدیث میں انشاد شعر فی المسجد سے منع کیا گیا ہے اور بہت سی روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ امام ترمذیؒ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم في غير حديث رخصة في إنشاد الشعر في المسجد [1]، چنانچہ صحیحین [2] میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کا گزر مسجد نبوی کے پاس کو ہوا اس وقت میں حضرت حسانؓ حضور ﷺ کے شاعر مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے ان کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا تو اس پر حضرت حسانؓ نے عرض کیا كُنْتُ أُنْشِدُ فِيهِ، وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ کہ میں مسجد میں اشعار اس شخص کی موجودگی میں پڑھا کرتا تھا جو تم سے افضل تھے (یعنی حضور ﷺ) اسی طرح ترمذی کی ایک روایت میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ حضرت حسانؓ کیلئے مسجد میں منبر رکھواتے تھے پھر وہ اس پر کھڑے ہو کر اشعار میں کفار کی ہجو کرتے تھے، یہ حدیث ترمذی میں ابواب الاستیذان [3] کے اواخر میں ہے اور اسی جگہ حضرت انسؓ کی ایک اور حدیث [4] میں یہ ہے کہ حضور ﷺ عمرۃ القضاء میں جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے تھے تو عبد اللہ بن رواحہؓ آپ کے آگے یہ اشعار پڑھتے ہوئے چل رہے تھے

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ... الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ

ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ ... وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

روایات متعارضہ کے درمیان تطبیق: الحاصل اس سلسلہ میں جواز اور منع دونوں طرح کی روایات وارد ہیں، جمہور علماء نے ان کے مابین تطبیق اس طرح فرمائی ہے کہ منع کا تعلق ان اشعار سے ہے جن میں تفاخر ہو یا ایسے شخص کی مدح ہو جو قابل مدح نہیں، یا ایسے شخص کی مذمت، جس کی مذمت جائز نہیں اور جب اشعار کے اندر دین واسلام کی مدح اور کفار کی مذمت

---

[1] جامع الترمذي - كتاب الصلاة - باب ما جاء في كراهية البيع والشراء وإنشاد الضالة والشعر في المسجد ٣٢٢

[2] صحيح البخاري كتاب بدء الخلق باب ذكر الملائكة ٣٠٤٠، صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه ٢٤٨٥

[3] جامع الترمذي - كتاب الأدب - باب ما جاء في إنشاد الشعر ٢٨٤٦

[4] جامع الترمذي - كتاب الأدب - باب ما جاء في إنشاد الشعر ٢٨٤٧

یا اور حکمت کی باتیں اور مکارمِ اخلاق کی ترغیب ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں [1]۔

شراح حدیث ابن العربیؒ اور امام نوویؒ وغیرہ نے یہی لکھا ہے اور ایک عالم ہیں ابو عبد اللہ البونی انکی رائے یہ ہے کہ احادیث النہی احادیث اذن کیلئے ناسخ ہیں، لیکن کسی نے اس میں اس کی موافقت نہیں کی (من المنہل [2]) امام طحاویؒ کی رائے یہاں پر بھی وہی ہے کہ ممانعت مطلقاً انشاد شعر سے نہیں بلکہ اسکی کثرت اور غلبہ سے ہے کہ بہت سے لوگ مسجد میں بیٹھ کر شعر و شاعری اور بیت بازی کرنے لگیں یہ ممنوع ہے۔

قولہ: وَنَهَى عَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ونہی یعنی جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے بعض لوگ مسجد میں آکر حلقہ بنا کر بیٹھیں اس سے منع کیا گیا، اس لئے کہ یہ ہیئت نماز کی ہیئت کے خلاف ہے صف بندی کے خلاف ہے، اس سے قطع صفوف لازم آتا ہے، جب کچھ لوگ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں گے تو اتنا حصہ صف سے منقطع ہو جائے گا اور بھی بعض خرابیاں ہیں مثلاً یہ کہ جب لوگ حلقہ بنا کر بیٹھتے ہیں تو بات چیت میں مشغول ہو جاتے ہیں، حالانکہ مسجد میں یہ آمد نماز اداء کرنے کیلئے ہوئی ہے نہ کہ بات چیت کیلئے، نیز شراح نے یہ بھی لکھا ہے کہ تحلق کی ممانعت عام ہے خواہ پڑھنے لکھنے کیلئے ہو یا مذاکرہ و مشورہ کیلئے ہو، اور حدیث میں قبل الصلاۃ کی قید سے معلوم ہو رہا ہے کہ بعد الصلاۃ تحلق فی المسجد ممنوع نہیں نماز کے بعد حلقہ بنا کر بیٹھ سکتے ہیں، اسی طرح جمعہ کے دن کے علاوہ دوسرے ایام میں تحلق کی اجازت ہے جمعہ کے روز کی خصوصیت تو اس لئے ہے کہ اس دن مسجد میں ہجوم ہوتا ہے لوگ بہت پہلے سے مسجد میں جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں، تبکیر الی الجمعہ کے حکم کیوجہ سے اور حلقہ بنا کر بیٹھنے میں اول تو نماز کی ہیئت باقی نہیں رہتی جس کیلئے آئے ہیں دوسرے یہ کہ جگہ میں تنگی ہو جاتی ہے اس لئے کہ حلقہ کے بیچ میں تو جگہ خالی پڑی رہتی ہے وہاں کوئی دوسرا بیٹھ نہیں سکتا وغیرہ وغیرہ خرابیاں ہیں، اور امام طحاویؒ کی رائے یہاں بھی وہی ہے کہ ممانعت نفس تحلق کی نہیں بلکہ کثرت تحلق کی ہے کہ مختلف لوگ اپنے اپنے حلقے الگ الگ بنا کر مسجد میں بیٹھ جائیں، صرف ایک آدھ حلقہ بنا کر بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔

---

[1] ابن العربی فرماتے ہیں کہ انشاد الشعر فی المسجد میں کچھ حرج نہیں جبکہ وہ اشعار دین اور دینداری کی مدح میں ہوں اگرچہ (ضمناً ان اشعار میں علی عادت العرب) خمر اور اس کی صفات خبیثہ کا ذکر مدح ہی کے طور پر کیوں نہ ہو۔

قصیدہ بانت سعاد: اور تحقیق کہ مسجد میں مدح کی ہے کعب بن زہیر نے رسول اللہ ﷺ کی اپنے مشہور قصیدہ میں (قصیدہ بانت سعاد سے مشہور ہے) جس کا شروع مصرع یہ ہے، ؎ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول، جس میں آگے چل کر مدح خمر کے بارے میں اسطرح ہے کأنہ منہل بالراح معلول، بذل میں لکھا ہے حافظ عراقی فرماتے ہیں کہ یہ قصیدہ ہم تک متعدد طرق سے پہونچا ہے لیکن ان میں ایک طریق بھی صحیح نہیں محمد بن اسحاق نے بھی اسی قصیدہ کو ذکر کیا ہے لیکن بسند منقطع وہ فرماتے ہیں اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ قصیدہ آپ ﷺ کے سامنے مسجد میں پڑھا گیا ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اس میں کسی جگہ خمر کی مدح نہیں کی گئی البتہ ریق خمر کی مدح اسمیں ہے، (بذل ج ٦ ص ٧٢)۔

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود — ج ٦ ص ٢٣٤

۲۲۲- بَابٌ فِي اتِّخَاذِ الْمِنْبَرِ

باب منبر بنانے کے متعلق

یہ ترجمہ دوسرے حضرات مصنفین نے بھی قائم کیا ہے، چنانچہ امام بخاری اور امام ترمذیؒ نے بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ، باب باندھا ہے۔

ترجمتہ الباب کی غرض: حضرت گنگوہیؒ کی تقریر الکوکب الدری میں لکھا ہے، شاید اس سے مقصود مصنفؒ کا یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ بدعت یا خلاف تواضع نہیں اور اس میں شاید کوئی کبھی یہ سمجھے کہ یہ جابرہ اور متکبرین کی عادت ہو گی، نہیں، بلکہ یہ تو حضور ﷺ سے ثابت ہے، نیز لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے منبر کے تین درجات تھے تیسرے پر آپ بیٹھتے تھے اور آپکے قدمین درجہ ثانیہ پر ہوتے تھے پھر آپ ﷺ کے بعد صدیق اکبرؓ ادبا دوسرے پر بیٹھتے تھے، اور اول پر قدم ہوتے تھے، پھر اس کے بعد عمر فاروقؓ تیسرے پر بیٹھتے تھے اور زمین پر قدمین ہوتے تھے، پھر حضرت عثمانؓ چونکہ اب اور کوئی درجہ باقی نہ تھا اس لئے وہ سب سے اوپر والے درجہ پر بیٹھتے تھے، اور حاشیہ کوکب میں لکھا ہے کہ شروع میں چند سال حضرت عثمانؓ نے یہ کیا کہ آخری درجہ پر بیٹھتے تھے حضرت عمرؓ کی طرح پھر بعد میں اوپر والے پر بیٹھنے لگے تھے [1]۔

۱۰۸۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَقَدْ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ، فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: وَاللهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ، وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةَ - امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ - «أَنْ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ»، فَأَمَرَتْهُ، فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هَاهُنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى، فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ عَادَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتَمُّوا، وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي».

ترجمہ: ابو حازم بن دینار نے بیان کیا کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کے پاس حاضر ہوئے جو منبر شریف کی لکڑی میں اختلاف کر رہے تھے اور آپس میں جھگڑا کر رہے تھے انہوں نے آخر پوچھا (کہ آپ ﷺ کا منبر کس درخت کی لکڑی کا بنایا گیا تھا) تو انہوں نے فرمایا ہاں واقعی میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ کس لکڑی سے بنایا گیا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ سب سے پہلا دن کونسا تھا جب منبر بنانے کے بعد مسجد میں رکھا اور بننے کے بعد سب سے پہلے جب آپ ﷺ اس پر

---

[1] الكوكب الدري على جامع الترمذي- ج ۱ ص ۴۱۹

بیٹھے تھے (سب میرے ذہن میں ہے) سب میں نے دیکھا تھا آپ ﷺ نے ایک انصاری عورت...... (ابو حازم کہتے ہیں کہ سہل بن سعد صحابیؓ نے اس خاتون کا نام لیا تھا میں نام بھول گیا) کے پاس یہ کہا کہ تم اپنے غلام یعنی خادم سے جو بڑھئی کا کام کرتا ہے میرے لئے لکڑی کے چند تختے (منبر) بنوادو جس پر بیٹھ کر میں لوگوں سے (خطبہ کے وقت) کلام کیا کروں تو اس عورت نے اپنے غلام سے کہا چنانچہ اس نے مدینہ کے مقام غابہ جنگل کے جھاؤ کے درخت کی لکڑی لیکر منبر بنادیا پھر اس کو لیکر عورت کے پاس لایا اوراس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس منبر بھجوادیا پس حضور ﷺ کے حکم سے وہ یہاں رکھ دیا گیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس منبر پر نماز پڑھی اور تکبیر کہی پھر اسی منبر کے اوپر کھڑے کھڑے رکوع فرمایا جب بھی آپ ﷺ اسی پر تشریف فرما تھے اور پھر سجدہ اس سے اتر کر زمین پر کیا پھر واپس منبر پر چلے گئے اس کے بعد جب نماز سے فارغ ہوگئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر (مصلحت کی) بات بیان فرمائی کہ اے لوگو میں نے یہ اس لیے کیا تاکہ تم میری نماز کو دیکھ کر اس کا اچھی طرح اتباع کرسکو اور اس میری نماز کو سیکھ لو۔

تخریج صحيح البخاري - الصلاة (٣٧٠) صحيح البخاري - الصلاة (٤٣٧) صحيح البخاري - الجمعة (٨٧٥) صحيح البخاري - البيوع (١٩٨٨) صحيح البخاري - الهبة وفضلها والتحريض عليها (٢٤٣٠) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٤٤) سنن النسائي - المساجد (٧٣٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٨٠) سنن ابن ماجة - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٤١٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٣٩/٥) سنن الدارمي - الصلاة (١٢٥٨)

شرح الحديث قوله: أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ: بعض لوگ سہل بن سعد کے پاس آئے جو منبر شریف کی لکڑی میں اختلاف کر رہے تھے، اور آپس جھگڑ رہے تھے انہوں نے آکر ان سے پوچھا کہ آپ ﷺ کا منبر شریف کس درخت کی لکڑی سے بنایا گیا ہے، انہوں نے کہا ہاں واقعی میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ کس لکڑی سے بنایا گیا ہے اور بننے کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ جب اس پر بیٹھے تھے سب میرے ذہن میں ہے سب میرا دیکھا ہوا ہے۔

قوله: إِلَى فُلَانَةَ — امْرَأَةٍ: مضمون حدیث یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک انصاری عورت کے پاس یہ کہلایا کہ تم اپنے غلام یعنی خادم سے جو بڑھئی کا کام کرتا ہے میرے لئے منبر بنوادو چنانچہ اس عورت نے اپنے غلام سے کہہ کر منبر بنوادیا۔

قوله: مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ: غابہ مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے طرفاء کہتے ہیں درخت جھاؤ کو، اور بخاری کی روایت میں بجائے اس کے مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ ہے لیکن اس میں کوئی تعارض نہیں وہ طرفاء درخت کی ایک قسم ہے لکھا ہے کہ طرفاء کی چار قسمیں ہیں جن میں سے ایک اثل بھی ہے، پھر آگے حدیث میں یہ ہے کہ جب وہ منبر بن گیا اور اسکو اسکی جگہ رکھدیا گیا تو پہلے روز آپ ﷺ نے اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی تکبیر تحریمہ قیام اور رکوع اسی پر کئے اور سجدہ اس سے اتر کر زمین پر کیا، اور پھر آپ نے منبر پر نماز پڑھنے کی مصلحت بیان فرمائی کہ تاکہ تم میری نماز کو دیکھ کر اسکا اچھی طرح اتباع کرسکو کیونکہ پچھلی صفوف

والے پورے طور پر امام کو نہیں دیکھ سکتے ہیں بخلاف اس کے کہ جب منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائیگی تو ظاہر ہے کہ سب مقتدی دیکھ سکیں گے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے بخاری و مسلم دونوں میں ہے، اس انصاری عورت کے نام میں اختلاف ہے کہا گیا ہے لم يعرف اسمها وقيل اسمها فكيه وقيل عائشة، اسی طرح غلام کے نام میں بھی اختلاف ہے قیل اسمه قبيصة وقيل باقوم اور بعض کتب میں باقوم رومی لکھا ہے وقیل میمون حافظؒ نے اخری قول کو اختیار کیا ہے۔

دفع تعارض بين الروايات: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خود اس عورت کے پاس منبر کیلئے کہلایا تھا، اور بخاری کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اس عورت نے خود حضور ﷺ سے عرض کیا تھا یَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ، اس کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ ابتداءً خود اس عورت نے درخواست کی بعد میں حضور ﷺ نے بھی اس کی یاد دہانی اور تکمیل کے لئے قاصد بھیجدیا ہو۔

فائدہ: تاریخ خمیس [1] میں لکھا ہے کہ اس منبر کا اتخاذ ۸ھ میں ہوا اور علامہ عینیؒ نے ابن سعد سے ۷ھ نقل کیا ہے اور مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی قطعی طور پر رائے یہ ہے کہ اس کا اتخاذ ۲ھ میں ہوا وہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس متعدد روایات ایسی ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۰۸۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَدَّنَ قَالَ لَهُ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ: أَلَا أَتَّخِذُ لَكَ مِنْبَرًا يَا رَسُولَ اللهِ، يَجْمَعُ - أَوْ يَحْمِلُ - عِظَامَكَ؟ قَالَ: «بَلَى» . فَاتَّخَذَ لَهُ مِنْبَرًا مِرْقَاتَيْنِ.

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کا جسم بھاری ہو گیا تو تمیم داری نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیشکش کی کہ کیا میں آپ ﷺ کے لئے منبر بنوا دوں اے اللہ کے رسول جو کہ آپ کا بوجھ سہار سکے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تو انہوں نے دو درجوں والا منبر بنا دیا۔

شرح الحديث: قوله: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَدَّنَ: یہ لفظ باب تفعیل سے ہے تشدید دال کے ساتھ یا مجرد سے تخفیف کے ساتھ دونوں طرح اس کو پڑھا گیا ہے سب سے پہلے یہ لفظ ابواب الامامت میں بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْمَأْمُومُ مِنَ اتِّبَاعِ الْإِمَامِ، میں (برقم حدیث ۶۱۹) گزرا ہے وہیں اس کی تحقیق گزر چکی، اس کے بعد دوبارہ یہ مضمون بَابُ الرَّجُلِ يَعْتَمِدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصًا میں اس طرح گزرا ہے أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ (برقم الحديث ۹٤۸)، اب تیسری مرتبہ یہ لفظ یہاں آیا ہے۔

[1] تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس ج ۲ ص ٦٨

قولہ: قَالَ لَهُ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ: أَلَا أَتَّخِذُ لَكَ مِنْبَرًا يَا رَسُولَ اللهِ: باب کی اس دوسری حدیث میں یہ ہے کہ حضرت تمیم داریؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منبر بنانے کی پیشکش کی اور پھر انہوں نے ہی اس کو بنالیا۔

ایک اور دفع تعارض: یہ حدیث گذشتہ حدیث کے خلاف ہے اول تو یہ حدیث سنن کی روایت ہے ابو داؤد اور بیہقی نے اس کو روایت کیا ہے اور پہلی حدیث متفق علیہ ہے ظاہر ہے کہ ترجیح اسی کو ہوگی اور یا یہ توجیہ کی جائے کہ اصل تو وہ ہے جو باب کی پہلی حدیث میں گزرا لیکن اس کی خبر تمیم داریؓ کو نہ تھی اس لئے انہوں نے بھی اپنی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست پیش کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منظور فرمالیا اس طور پر کہ وہ بھی اس سلسلہ میں سعی کریں اور جس عورت سے بنوانے کے لے کہا گیا ہے اس سے جا کر ملیں اور بنانے کا تقاضا کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا واللہ أعلم۔

قولہ: مِرْقَاتَيْنِ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منبر شریف کے صرف دو درجے تھے حالانکہ مشہور روایت میں یہ ہے کہ اس کے درجات (سیڑھیاں) تین تھے، جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اس روایت میں سب سے اوپر کا درجہ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے اس کو شمار نہ کیا ہو لہذا مطلب یہ ہوا کہ جن درجات کے ذریعہ سے چڑھتے تھے وہ دو تھے۔

منبر شریف کے بارے میں ایک واقعہ: منہل [1] میں لکھا ہے (جیسا کہ پہلے گزر چکا) کہ اس میں تین درجات تھے اور اسی طرح اسکی یہ ہیئت چلتی رہی، یہاں تک کہ حضرت معاویہؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں مروان کو جو اس وقت امیر مدینہ تھا یہ لکھا کہ اس منبر شریف کو اسکی جگہ سے اکھاڑ کر یہاں میرے پاس ملک شام میں بھیج دو، چنانچہ مروان نے اس حکم کی تعمیل میں اسکو اسکی جگہ سے اکھاڑا، اور حضرت معاویہؓ کی جانب بھیجنے کا ارادہ کیا تو مدینہ میں ایک دم سورج گہن ہو گیا تمام مدینہ تاریک ہو گیا حتی کہ دن میں ستارے نمودار ہو گئے اور سخت آندھی چلنے لگی مروان گھبرا گیا مسجد میں آکر اس نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اس میں یہ کہا کہ تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ اس منبر کو میں امیر المؤمنین کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں اور وہ اسکو منگانا چاہتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے نہ امیر المؤمنین ایسا چاہتے ہیں اور نہ میں ایسا کر سکتا ہوں، امیر المؤمنین نے تو مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہ میں اس کے درجات میں اضافہ کر کے اسکو بلند کروں چنانچہ اس نے اس میں نیچے کے جانب تین مزید درجات کا اضافہ کرا کے اسی جگہ نصب کرا دیا۔

واقعہ حنین الجذع: اور وہ حنین الجذع کا واقعہ تو کتب حدیث میں مشہور ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ میں شمار ہوتا ہے جو بخاری شریف [2] پر ہے کہ شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے سے جو مسجد نبوی میں قائم تھا ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے پھر جب منبر بن گیا اور بجائے اس تنے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ تنہ بوجہ فراق کے اس اونٹنی کے طرح بلبلانے لگا جس کا بچہ گم ہو گیا ہو، اس آواز کو تمام اہل مسجد نے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اتر کر اس جذع

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٦ ص ٢٣٨.

[2] صحيح البخاري - كتاب المناقب - باب علامات النبوة في الإسلام ٣٣٩٠، ٣٣٩٢

کے قریب تشریف لے گئے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا جس پر وہ ساکن ہو گیا، حنین الجذع والی روایت چونکہ ابوداؤد شریف میں نہیں ہے اس لئے اس کو مقام کی مناسبت سے ذکر کر دیا گیا۔

۲۲۳۔ بَابُ مَوْضِعِ الْمِنْبَرِ

باب منبر کی جگہ کے بارے میں

۱۰۸۲ - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: «كَانَ بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَيْنَ الْحَائِطِ كَقَدْرِ مَمَرِّ الشَّاةِ».

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر اور جانب قبلہ والی دیوار کے درمیان بکری کے گزر کے بقدر فاصلہ ہوتا تھا۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (٤٧٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٨٢)

شرح الحدیث: قوله: كَانَ بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَيْنَ الْحَائِطِ كَقَدْرِ مَمَرِّ الشَّاةِ: حائط سے مراد سامنے کی دیوار یعنی جدار قبلہ ہے، منبر شریف مسجد کے اندر سامنے والی دیوار جہاں امام کی محراب ہوتی ہے اس کے متصل تھا، دیوار اور منبر کے درمیان فاصلہ تقریباً ایک ذراع کے بقدر جتنی جگہ میں بکری گزر سکتی ہے اتنا تھا، بذل میں لکھا ہے کہ منبر شریف محراب کے دائیں جانب تھا استقبال قبلہ کی صورت میں، یعنی مسجد کے اندر قبلہ رو کھڑے ہونے والے کے اعتبار سے دائیں جانب تھا[1]، منہل میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی تخریج بخاری اور مسلم دونوں نے کی ہے نیز یہ کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ منبر مسجد کے اندر دیوار سے بالکل ملا ہوا نہیں ہونا چاہئے بلکہ دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہونا چاہئے[2]۔

۲۲۴۔ بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الزَّوَالِ

باب جمعہ کے دن زوال سے پہلے نماز پڑھنے کے متعلق

اس باب کا تعلق اوقات منہیہ سے ہے، اس سلسلہ کے متعدد ابواب صلاۃ الخوف کے بعد ابواب التطوع ورکعات السنۃ کے ذیل میں آرہے ہیں، گویا اوقات منہیہ کا اصل بیان وہاں آرہا ہے اس لئے اس کی تفصیل تو ہم انشاء اللہ وہیں بیان کرینگے۔

مذاہب ائمہ: یہاں اس باب میں خاص جمعہ کے دن وقت مکروہ کا بیان ہے، دراصل جمہور علماء ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اوقات مکروہہ تین ہیں، وقت الطلوع، وقت الغروب، وقت الاستواء، یعنی نصف النہار اور امام مالکؒ کے نزدیک صرف دو ہیں وقت

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٧٧

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٦ ص ٢٣٩

الاستواء ان کے نزدیک وقت مکروہ نہیں، جمعہ ہو یا غیر جمعہ کسی دن بھی اس وقت میں انکے نزدیک نماز پڑھنا مکروہ نہیں، البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک جمعہ کے دن کی تخصیص ہے کہ اس میں عند الاستواء نفل نماز پڑھ سکتے ہیں یہی رائے امام ابو یوسفؒ کی ہے، اور اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ اوقات منہیہ کے بارے میں جمعہ اور غیر جمعہ دونوں برابر ہیں، حضرت امام شافعیؒ کی دلیل باب کی پہلی حدیث ہے۔

۱۰۸۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: «إِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ». قَالَ ابو داؤد: «هُوَ مُرْسَلٌ، مُجَاهِدٌ أَكْبَرُ مِنْ أَبِي الْخَلِيلِ، وَأَبُو الْخَلِيلِ، لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي قَتَادَةَ».

ترجمہ: حضرت ابو قتادہؓ نبی کریم سرور دو عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے دن کے علاوہ نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے کو ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ بے شک جہنم جمعہ کے علاوہ ہر روز دہکائی جاتی ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مجاہد ابو الخلیل سے بڑے ہیں اور ابو الخلیل نے ابو قتادہ سے سماع نہیں کیا (یہ روایت روایۃ الأکابر عن الأصاغر کے قبیل سے ہے اور مرسل ہے)۔

شرح الحدیث: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: «إِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ»: یعنی نصف النہار جس کو ہمارے عرف میں زوال کا وقت کہتے ہیں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر جمعہ کا دن اس سے مستثنیٰ ہے صرف جمعہ کے روز نصف النہار میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کی وجہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ ہر دن میں نصف النہار کے وقت جہنم کو دہکایا جاتا ہے سوائے یوم جمعہ کے کہ اس روز اس وقت میں تسجیر جہنم نہیں ہوتی۔

دلیل شافعیه کا جواب: امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ نے اسی حدیث سے استدلال فرمایا ہے، جمہور کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، منقطع ہے ابو الخلیل کا سماع ابو قتادہ سے ثابت نہیں جیسا کہ خود کتاب میں آگے آرہا ہے اور مطلق منع کی حدیث صحیح ہے اس پر کوئی کلام نہیں، نیز محرم اور مبیح میں جب تعارض ہوتا ہے تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے۔

اوقات منہیه میں مکه مکرمه کا استثناء: یہاں ایک بات یہ بھی سمجھ لینی چاہئے کہ حضرات شافعیہ کے نزدیک اوقات منہیہ جتنے بھی ہیں ان کا تعلق غیر مکہ سے ہے، اور مکہ مکرمہ میں ان کے نزدیک کوئی وقت، وقت مکروہ نہیں وہاں ہر وقت نماز پڑھی جاسکتی ہے، اس کی دلیل میں وہ حضرت جبیر بن مطعمؓ کی وہ حدیث مرفوع پیش کرتے ہیں جو آگے کتاب الحج میں باب الطواف بعد العصر کے تحت آرہی ہے لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا يَطُوفُ بِهَذَا الْبَيْتِ وَيُصَلِّي أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ [1]، ہماری طرف اس کا جواب انشاء اللہ وہیں آئیگا۔

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الحج - باب الطواف بعد العصر ١٨٩٤

قولہ: قَالَ ابو داؤد: هُوَ مُرْسَلٌ: **دلیل شافعیه پر نقد:** مرسل بمعنی منقطع ہے، چونکہ یہ حدیث جس پر مصنف کلام فرمارہے ہیں مذکورہ بالا مسئلہ میں شافعیہ کی دلیل ہے اس لئے شیخ ابن حجر مکی شارح مشکوۃ جو کہ شافعی ہیں، انہوں نے مصنف کے اس نقد کا جواب یہ دیا ہے کہ کچھ حرج کی بات نہیں یہ حدیث طریق موصول سے بھی ثابت ہے، اس پر ملا علی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا حوالہ پیش کیجئے کہ کس طریق موصول سے ثابت ہے اور وہ کس کتاب میں ہے۔

۲۲۵۔ بَابٌ فِي وَقْتِ الْجُمُعَةِ

باب ہے جمعہ کے وقت کے بیان میں

یعنی جمعہ کی نماز فرض کا وقت، اس تقابل سے معلوم ہورہا ہے کہ گذشتہ باب کا تعلق جمعہ کی فرض نماز سے نہ تھا بلکہ جمعہ کے روز بوقت نصف النہار نفل نماز[1] سے تھا۔

نماز جمعه قبل الزوال میں اختلاف علماء: اس کے بعد جاننا چاہئے کہ ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا جس کی ابتداء بعد الزوال ہوتی ہے اور امام احمد واسحق بن راہویہ اور بعض سلف کا اس میں اختلاف ہے ان کے نزدیک جمعہ کی نماز قبل الزوال بھی جائز ہے اس باب میں مصنفؒ نے دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں ایک حضرت انس بن مالکؓ کی کہ حضور ﷺ کا معمول جمعہ کی نماز بعد الزوال پڑھنے کا تھا، یہ حدیث تو جمہور کی دلیل ہے۔

حنابله کی دلیل اور اس کا جواب: اور باب کی دوسری حدیث جو سلمہ بن الاکوعؓ سے مروی ہے جس کے لفظ یہ ہیں كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ، ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ فَيْءٌ، اس حدیث سے حنابلہ استدلال کرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز قبل الزوال جائز ہے کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کیساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر جب اپنے گھروں کیطرف لوٹتے تھے تو اس وقت تک بھی غربی دیواروں کے سایہ زمین پر نہ ہوتا تھا، ظاہر بات ہے قبل الزوال ہر چیز کا سایہ دیوار ہو یا کچھ اور وہ غربی جانب پڑتا ہے اور بعد الزوال جب سورج مغرب کی جانب ڈھلتا ہے تو اس وقت میں غربی دیوار کا سایہ یقیناً شرقی جانب پڑے گا اور یہاں راوی یہ کہہ رہا ہے کہ جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر لوٹتے تھے تب بھی غربی دیوار کا سایہ نہ ہوتا تھا اب لامحالہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ جمعہ کی نماز قبل الزوال پڑھی گئی کما هو مذهب الحنابلة۔

اس کا جواب جمہور کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور نسائی میں بھی ہے وہاں اس حدیث میں ایک زیادتی ہے وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيهِ یعنی اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا جس سے سایہ حاصل کیا جاسکے اور وہ دھوپ سے بچنے کیلئے کافی ہو جائے تو معلوم ہوا کہ مطلق ظل کی نفی نہیں ہے اس لئے کہ قاعدہ ہے جب نفی مقید پر داخل ہوتی ہے تو اس کا تعلق قید سے

[1] لیکن بذل المجہود میں گذشتہ باب ہی کے تحت نماز جمعہ (فرض) کا اختلاف ذکر کردیا گیا ہے خود حضرتؒ نے بھی اس پر تنبیہ فرمائی ہے، ۱۲ منہ۔

ہوتا ہے جیسے کہیں ماجاءنی زید راکباً، تو یہاں مطلق مجئ کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ قید کی ہو الرکوب۔

۱۰۸۴ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنِي فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيُّ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ».

ترجمہ: عثمان بن عبد الرحمٰن التیمی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زوالِ شمس کے بعد نماز جمعہ ادا فرمایا کرتے تھے۔

تخریج: صحيح البخاري-الجمعة(٨٦٢)جامع الترمذي-الجمعة(٥٠٣)سنن أبي داود-الصلاة(١٠٨٤)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(١٥٠/٣)

۱۰۸۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ، سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ، ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ فَيْءٌ».

ترجمہ: ایاس بن سلمہ بن الاکوع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کے دن نماز جمعہ ادا کرتے اور اسوقت فارغ ہو کر لوٹتے تھے جبکہ غربی دیواروں کا سایہ زمین پر نہ ہوتا تھا۔

تخریج: صحيح البخاري-المغازي(٣٩٣٥)صحيح مسلم-الجمعة(٨٦٠)سنن النسائي-الجمعة(١٣٩١)سنن أبي داود-الصلاة(١٠٨٥)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٠٠)مسند أحمد-أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين(٤٦/٤)مسند أحمد-أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين(٥٤/٤)سنن الدارمي-الصلاة(١٥٤٦)

۱۰۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: «كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ».

ترجمہ: سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم عہد رسول اللہ ﷺ میں قیلولہ اور کھانا نماز جمعہ کے بعد کھایا کرتے تھے۔

شرح الحدیث: قولہ: كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ: اس حدیث سے بھی جمعہ قبل الزوال پر استدلال کیا گیا ہے اس طور پر کہ غداء صبح کے کھانے کو کہتے ہیں جو قبل الزوال ہو اور عشاء شام کے کھانے کو، اسی طرح قیلولہ اس استراحت کو کہتے ہیں جو قبل الزوال ہو، اور اس حدیث میں صحابی فرمارہے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے زمانہ میں غداء اور قیلولہ دونوں جمعہ کی نماز کے بعد کرتے تھے، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھتے تھے، اسلئے کہ اگر بعد الزوال جمعہ پڑھا تو اسکے بعد جو کھانا ہو گا اسکو غداء کہنا صحیح نہ ہو گا بلکہ ایسے کھانے کو تو عشاء کہتے ہیں ایسے ہی قیلولہ بھی اگر بعد الزوال ہو گا تو اسکو قیلولہ کہنا صحیح نہ ہو گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو چیز جس چیز کے قائم مقام ہوتی ہے اس پر اسی کا اطلاق ہوتا ہے، جو شخص ناظم کی جگہ بیٹھ کر کام کرے گا خواہ وہ چند روز ہی کے لئے ہو تو اس کو بھی ناظم کہہ سکتے ہیں، ابوداؤد اور نسائی کی کتاب الصوم میں ایک روایت ہے عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ سحری نوش فرمارہے تھے، میں سامنے سے گزر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا هَلُمَّ إِلَى

الغداء المبارك[1]، اس حدیث میں سحری پر جو اخیر شب میں کھائی جاتی ہے آپ ﷺ نے غداء کا اطلاق فرمایا، چونکہ روزہ دار کی سحری غداء کے قائم مقام ہوتی ہے اس لئے آپ ﷺ نے اس پر غداء کا اطلاق فرمایا، ہمارے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ ارے بھائی تم جمعہ کی نماز کو کھینچ کر ادھر لا رہے ہو اس غداء اور قیلولہ کو دوسری طرف کیوں نہیں سرکا دیتے۔

۲۲۶۔ بَابُ النِّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن اذان دینے کے متعلق باب

۱۰۸۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ، «أَنَّ الْأَذَانَ كَانَ أَوَّلُهُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا كَانَ خِلَافَةُ عُثْمَانَ، وَكَثُرَ النَّاسُ أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ، فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ، فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ».

ترجمہ: سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور شیخین کے زمانے میں جمعہ کے روز ایک ہی اذان ہوتی تھی جس وقت امام منبر پر بیٹھتا تھا جب حضرت عثمان خلیفہ بنے تو حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ میں مسلمانوں کی کثرت کو دیکھتے ہوئے تیسری اذان کا اضافہ فرمایا جو مسجد سے باہر ایک جگہ پر جس کا نام زوراء ہے دی جاتی تھی پھر یہ تیسری اذان مشروع ہوگئی (اور سب لوگوں کا اسی پر تعامل ہوگیا)۔

شرح الحدیث: قوله: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّ الْأَذَانَ كَانَ أَوَّلُهُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: سائب بن یزیدؓ صغار صحابہ میں سے ہیں حضور ﷺ سے ان کا سماع ثابت ہے، حضور ﷺ کے انتقال کے وقت یہ کمسن تھے سات سال کی عمر تھی[2]، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور شیخین کے زمانہ میں جمعہ کے روز ایک ہی اذان تھی جس وقت امام منبر پر پہونچتا ہے، حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے زمانہ میں مسلمانوں کی کثرت کو دیکھتے ہوئے تیسری اذان کا اضافہ فرمایا جو مسجد سے باہر ایک جگہ پر جس کا نام زوراء ہے دی جاتی تھی، اضافہ کی علت کی طرف اشارہ خود حدیث میں موجود ہے لوگوں کی کثرت کیونکہ پہلی اذان تو مسجد کے اندر منبر کے قریب دی جاتی تھی جس کی آواز کا سب لوگوں تک پہونچنا مشکل تھا، اس اذان کو ثالث تغلیباً کہہ دیا گیا اقامت کو بھی دونوں اذانوں کے ساتھ شامل کر لیا گیا، اور ایک روایت میں بجائے بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ کے بالاذان الاول ہے، ان میں کوئی منافات نہیں حضرت عثمانؓ والی اذان کو ثالث کہنا باعتبار مشروعیت کے ہے کہ پہلے سے دو مشروع تھیں بعد میں پھر یہ تیسری مشروع ہوئی، اور اول کہنا اس کو اس اعتبار سے ہے کہ یہ فعلاً ان دونوں پر مقدم ہے۔

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الصوم - باب من سمى السحور الغداء ۲۳٤٤

[2] جامع الترمذي - كتاب الفتن - باب ما جاء لا يحل لمسلم أن يروع مسلما ۲۱٦۰

۱۰۸۸ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ.

ترجمہ: سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر اسوقت اذان دی جاتی جبکہ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہو جاتے۔ اور پھر حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے زمانے میں بھی اسی طرح ہوا پھر آگے یونس کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔

شرح الحدیث: عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ: یہ اسی پہلی حدیث کا دوسرا طریق ہے پہلے کو ابن شہاب سے روایت کرنے والے یونس تھے اور اس کو ان سے روایت کرنیوالے محمد بن اسحاق ہیں، محمد بن اسحاق کی روایت میں ایک زیادتی ہے جو یونس کی روایت میں نہ تھی۔

جمعہ کی اذان ثانی کے محل کی تعیین: وہ یہ کہ اس میں محل اذان کی تعیین ہے یعنی علی باب المسجد، کہ یہ اذان خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے بعد اس کے سامنے باب مسجد پر ہوتی تھی مسجد کا یہ باب شمالی جانب تھا خطیب کے سامنے اور بجانب جنوب قبلہ کی جانب حضور ﷺ کا منبر شریف اور مصلی تھا، اور اس کے بظاہر متبادر معنی یہ ہیں کہ یہ اذان خارج مسجد ہوتی تھی، لیکن یہ زیادتی بخاری کی روایت میں نہیں ہے اور اس کے راوی بھی محمد بن اسحاق ہیں جو متکلم فیہ ہیں، روایات بخاری کے سیاق کے پیش نظر کہہ سکتے ہیں کہ ...... یہ اذان منبر کے قریب مسجد میں ہوتی تھی چنانچہ مہلبؒ شارح بخاری فرماتے ہیں: الحكمة في جعل الأذان في هذا المحل ليعرف الناس بجلوس الإمام على المنبر فينصتون له إذا خطب یعنی اس جگہ اذان دلوانے کی مصلحت یہ ہے کہ جو لوگ امام سے فاصلہ پر ہیں مسجد کے پچھلے حصہ میں مسجد کے اندر سے آواز آنے پر ان کو معلوم ہو جائے کہ اب امام منبر پر پہنچ چکا اور وہ اس کیلئے انصات اختیار کرلیں، اگرچہ مہلب کی بیان کردہ حکمت پر حافظؒ نے ابن اسحاق کی روایت کے الفاظ کے پیش نظر یہ اشکال کیا ہے کہ یہ اذان تو باب مسجد پر ہوتی تھی پس ظاہر یہ ہے کہ یہ اذان تو مطلق اعلام کے لئے ہوتی تھی نہ کہ خاص انصات کیلئے، ہاں جب دوسری اذان کا اضافہ بعد میں ہوا تو اب کہہ سکتے ہیں کہ پہلی اذان تو نفس اعلام ہی کیلئے ہوتی تھی اور جو خطیب کے سامنے ہوتی تھی وہ انصات کیلئے (كذا في الفتح[1])۔

اس سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجرؒ کو یہ بات تسلیم ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جمعہ کے روز پہلی اذان مقام زوراء پر خارج مسجد اور یہ دوسری اذان خطیب کے سامنے مسجد میں ہوتی تھی، اگرچہ مہلب کے کلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ اذان حضور ہی کے زمانہ سے منبر کے قریب مسجد میں ہوتی آرہی ہے اسی لئے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں: وإذا صعد الإمام المنبر جلس وأذن المؤذن

---

[1] فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۲ ص ۳۲۷

بين يدي المنبر بذلك جرى التوارث[1]، ویسے تو عام طور سے فقہاء نے داخل مسجد اذان کو مکروہ اور خلاف اولیٰ لکھا ہے، لیکن ہمارے حضرت سہارنپوریؒ صاحب بذل المجہود نے اپنی تالیف تنشیط الاذان فی تحقیق محل الاذان میں لکھا ہے کہ یہ کراہت اور خلاف اولویت عام اذان کے اعتبار سے ہے جمعہ کی اذان ثانی سے اس کا تعلق نہیں اس کے احکام الگ ہیں، چنانچہ اس اذان کے بارے میں ایک چیستان مشہور ہے بتاؤ وہ کون سی اذان ہے جس میں زیادہ رفع صوت مطلوب نہیں، حضرت کو اس کیلئے مستقل تصنیف کی نوبت اس لئے پیش آئی کی اس زمانہ میں بریلویوں کی جانب سے یہ فتنہ اٹھا تھا کہ اس اذان ثانی کا مسجد میں کہنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے بذل المجہود میں حضرت علی باب المسجد کے ذیل میں لکھتے ہیں تمسك به رئيس أهل البدعة في زماننا أحمد رضا البريلوي وأذاع الفتن والشرور في هذه المسئلة وكتب فيها الكتب والرسائل ولي فيها رسالة وجيزة الخ[2]۔

١٠٨٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ بِلَالٌ، ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

ترجمہ سائبؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن ہمیشہ ایک ہی ہوتے حضرت بلالؓ پھر اسی طرح حدیث نقل کی۔

شرح الحدیث عَنِ السَّائِبِ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ بِلَالٌ: یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے اسپر امام بخاریؒ نے ترجمہ باندھا ہے بَابُ الْمُؤَذِّنِ الْوَاحِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

حدیث پر ایک اشکال اور اسکا جواب: يَوْمَ الْجُمُعَةِ کی قید سے ایک اشکال رفع ہو گیا وہ یہ کہ آپ ﷺ کیلئے بلالؓ کے علاوہ ایک اور بھی مؤذن تھے، ابن ام مکتومؓ، چنانچہ روایت میں آتا ہے لايغرنكم اذان بلال فانه يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن ام مكتوم۔

جواب اس کا ترجمۃ الباب سے ظاہر ہو گیا کہ راوی کی مراد جمعہ کی نماز کا مؤذن ہے اور وہ صرف بلالؓ ہی تھے، اسی طرح روایات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے تیسرے مؤذن سعد قرظ بھی تھے لیکن ان کو آپ ﷺ نے مسجد قباء کا مؤذن بنایا تھا، نہ کہ مسجد نبوی کا اسی طرح آپ ﷺ کے مؤذنین میں ابو محذورہ کا شمار ہے لیکن ان کو آپ ﷺ نے مکہ میں مسجد حرام کا مؤذن بنایا تھا اور یہاں گفتگو مسجد نبوی کے مؤذن میں ہو رہی ہے۔

اور اصل اشکال کا ایک جواب اور بھی دیا گیا ہے وہ یہ کہ مؤذن سے مراد تاذین ہے کہ آپ ﷺ کے زمانہ جمعہ کیلئے صرف ایک اذان ہوتی تھی۔

---

[1] الهداية شرح بداية المبتدي - ج ۲ ص ۱۱۹ - ۱۲۰

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ۸۵ - ۸٦

فائدہ: امام ابوداودؒ نے توحد یا تعدد مؤذنین کیلئے کوئی باب قائم نہیں فرمایا بخلاف امام نسائیؒ کے کہ انہوں نے اس سلسلہ کے کئی باب باندھے ہیں، چنانچہ ایک ترجمۃ الباب یہ ہے اَلْمُؤَذِّنَانِ لِلْمَسْجِدِ الْوَاحِدِ، اور دوسرا ترجمہ یہ ہے هَلْ يُؤَذِّنَانِ جَمِيعًا أَوْ فُرَادَى، تیسرا ترجمہ یہ ہے أَذَانُ الْمُنْفَرِدَيْنِ فِي السَّفَرِ۔

١٠٩٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، ابْنَ أُخْتِ نَمِرٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مُؤَذِّنٍ وَاحِدٍ، وَسَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ.

ترجمہ سائب بن یزیدؓ جو کہ نمر کے بھانجے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک مؤذن کے علاوہ دوسرا کوئی مؤذن نہ تھا۔ اور حدیث پوری بیان کی اور وہ مکمل نہیں ہے۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٨٧٠) صحيح البخاري - الجمعة (٨٧١) صحيح البخاري - الجمعة (٨٧٣) صحيح البخاري - الجمعة (٨٧٤) جامع الترمذي - الجمعة (٥١٦) سنن النسائي - الجمعة (١٣٩٢) سنن النسائي - الجمعة (١٣٩٣) سنن النسائي - الجمعة (١٣٩٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٨٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣٥) مسند أحمد - مسند المكيين (٣/٤٥٠)

٢٢٧ - بَابُ الْإِمَامِ يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي خُطْبَتِهِ

امام خطبہ کے دوران کسی سے کلام کرے کیا یہ جائز ہے؟

یعنی خود خطیب دوران خطبہ کسی شخص سے بات کر سکتا ہے؟ حضرتؒ نے بذل میں ملا علی قاریؒ سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ مسئلہ یہ ہے حنفیہ کے نزدیک خطیب کا کلام کرنا فی اثناء الخطبۃ مکروہ ہے، ہاں اگر وہ کلام امر بالمعروف کے قبیلہ سے ہے تو جائز ہے، اور حاشیہ بذل میں علامہ شعرانیؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ کلام خطیب جبکہ وہ مصلحت صلاۃ کیلئے ہو، امام مالکؒ کے نزدیک مباح ہے خلافاً للائمۃ الثلاثۃ[1]۔

فائدہ: اس ترجمۃ الباب کے ذیل میں ایک اور مسئلہ بھی آسکتا ہے وہ یہ کہ منبر پر پہنچ کر تسلیم خطیب میں اختلاف ہے، حنفیہ اور مالکیہ اس کے قائل نہیں بخلاف امام احمدؒ وشافعیؒ کے کہ ان کے نزدیک خطیب کا منبر پر پہونچ کر السلام علیکم کہنا سنت ہے، چنانچہ حرمین شریفین میں اسی پر عمل ہے اس سلسلہ کی روایات کو علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایۃ میں ذکر کیا ہے ابن ماجہ اور طبرانی وغیرہ کی روایات ہیں جو یکسر ضعیف ہیں، بلکہ ابن ماجہ کی روایت کو تو بعضوں جن میں امام ابو حاتم رازی بھی ہیں موضوع قرار دیا ہے۔

اس باب کا مقابل چند ابواب کے بعد آرہا ہے بَابُ الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، یعنی خطبہ کے وقت میں حاضرین وسامعین میں سے کسی کا کلام کرنا، اس کا حکم وہیں آئیگا، اس باب میں مصنف نے صرف ایک ہی حدیث حضرت جابرؓ کی بیان کی ہے۔

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٨٨

۱۰۹۱ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: لَمَّا اسْتَوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: «اجْلِسُوا» ، فَسَمِعَ ذَلِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ، فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: «تَعَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ» ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا يُعْرَفُ مُرْسَلًا، إِنَّمَا رَوَاهُ النَّاسُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَخْلَدٌ هُوَ شَيْخٌ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز جناب رسول اللہ ﷺ جب منبر پر پہنچے (بعض لوگوں کو کھڑا دیکھا) تو آپ نے فرمایا لوگو بیٹھ جاؤ جسوقت آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت عبد اللہ بن مسعود مسجد میں داخل ہورہے تھے مسجد کے دروازے پر ہی تھے (تو فرمان سنکر آگے نہیں بڑھے) ابن مسعودؓ وہیں دروازے پر ہی بیٹھ گئے جب آپ ﷺ نے ان کو دیکھا کہ وہیں بیٹھ گئے تو فرمایا ادھر آجاؤ اے ابن مسعود۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ روایت مرسلا پہچانی جاتی ہے اور اس روایت کو لوگوں نے عطاء سے نبی کریم ﷺ سے مرسلا روایت کیا ہے اور مخلد وہ شیخ (ثقہ راوی) ہیں۔

شرح الحدیث ایک مرتبہ جمعہ کے روز جناب رسول اللہ ﷺ جب منبر پر پہونچے (ممکن ہے بعض لوگوں کو آپ ﷺ نے کھڑا دیکھا ہو) تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں بیٹھ جاؤ، جس وقت حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت عبد اللہ بن مسعودؓ مسجد میں داخل ہو رہے تھے، مسجد کے دروازہ ہی پر تھے کہ اچانک حضور ﷺ کا یہ فرمان سنا تو پھر آگے نہیں بڑھے بلکہ وہیں دروازہ پر بیٹھ گئے، امر شریف کے امتثال میں جب آپ ﷺ نے انکو دیکھا کہ وہیں بیٹھ گئے تو فرمایا تَعَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ۔

قولہ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يُعْرَفُ مُرْسَلًا: یعنی معروف روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث عطاء سے مرسلاً مروی ہے (بغیر ذکر صحابی کے)۔

قولہ: وَمَخْلَدٌ هُوَ شَيْخٌ: لفظ شیخ ادنی درجہ کی تعدیل کے لئے ہے بظاہر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس حدیث کو بجائے مرسل کے مسنداً روایت کرنے والے مخلد بن یزید راوی ہیں اور وہ کچھ زیادہ ثقہ نہیں ہیں۔

۲۲۸ - بَابُ الْجُلُوسِ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ

(خطیب کے) منبر پر چڑھ کر بیٹھنے کے متعلق باب

خطیب کا منبر پر پہونچنے کے بعد شروع میں بیٹھنا اذان پورا ہونے کے انتظار میں، جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے، لیکن امام نوویؒ نے اس میں حنفیہ کا اختلاف لکھا ہے کہ وہ اس کے قائل نہیں اور یہ کہ امام مالکؒ کی بھی ایک روایت یہی ہے، حضرت شیخ اوجز میں لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حنفیہ کا اختلاف ابن بطال وغیرہ بعض شراح نے بھی نقل کیا ہے لیکن یہ نقل صحیح نہیں علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں اس پر شدت سے رد فرمایا ہے اور اسی طرح علامہ باجی مالکی نے بھی مالکیہ کا مذہب

جمہور کے موافق لکھا ہے [1]۔

۱۰۹۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ، عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى يَفْرُغَ - أُرَاهُ قَالَ: الْمُؤَذِّنُ - ثُمَّ يَقُومُ، فَيَخْطُبُ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ".

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے جب آپ منبر پر چڑھتے تو بیٹھ جاتے جب تک کہ مؤذن اذان دیکر فارغ ہو جاتا پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے مگر کوئی بات چیت نہ فرماتے پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (۸۷۸) صحيح البخاري - الجمعة (۸۸۶) صحيح مسلم - الجمعة (۸٦۱) جامع الترمذي - الجمعة (۵۰٦) سنن النسائي - الجمعة (۱٤۱٦) سنن أبي داود - الصلاة (۱۰۹۲) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۱۰۳) سنن الدارمي - الصلاة (۱۵۵۸)

۲۲۹ - بَابُ الْخُطْبَةِ قَائِمًا

باب کھڑے ہو کر خطبہ دینے کے متعلق

مسائل الباب: بذل میں شوکانی سے نقل کیا ہے کہ خطبہ کا قائماً ہونا عند الجمہور واجب ہے، اور حنفیہ کے نزدیک سنت، اور حاشیہ بذل میں امام احمد کا مسلک حنفیہ کے موافق لکھا ہے یعنی سنیت، نیز یہ کہ مالکیہ کے اس میں دونوں قول ہیں، کما فی الشرح الكبير للدردير، لیکن ابن العربی مالکی کا مختار وجوب قیام ہے کما فی عارضة الأحوذي، اسی طرح بدائع میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک خطبہ کے اندر قیام شرط نہیں، قاعداً بھی جائز ہے، آگے وہ لکھتے ہیں روي عن عثمان أنه كان يخطب قاعداً حين كبر وأسن، اور شوکانی لکھتے ہیں أخرج ابن أبي شيبة عن طاؤس قال: خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم قائماً وأبو بكر وعمر وعثمان، وأول من جلس على المنبر معاوية، وفي رواية منه أن معاوية إنما خطب قاعداً لما كثر شحم بطنه ولحمه [2]۔

۱۰۹۳ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا، فَقَدْ كَذَبَ»، فَقَالَ: «فَقَدْ وَاللهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ».

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر دوبارہ خطبہ دیتے سو جو کوئی تمہیں یہ بتائے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے تو اس نے جھوٹی خبر دی پھر فرمایا اور

[1] أوجز المسالك إلى موطأ مالك - ج ۲ ص ٤۰۰ - ٤۰۱

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ۹۰

اللہ کی قسم میں نے نبی کریم ﷺ کی معیت میں دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھیں ہیں۔

تخریج صحيح مسلم - الجمعة (٨٦٢) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٥) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٨) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٣) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٩٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٠٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٠٦) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨٧/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٠/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩١/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٣/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٥/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٧/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٠/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٠/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٢/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٨/٥) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٥٩)

شرح الحديث قوله: كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا: یہاں پر دو مسئلے ہیں: ① اول یہ کہ دونوں خطبے واجب ہیں یا ایک، ② دوسرے یہ کہ جلوس بین الخطبتین کا کیا حکم ہے؟ سو جمہور علماء جس میں حنفیہ ومالکیہ بھی ہیں کے نزدیک واجب خطبہ واحدہ ہے اور خطبہ ثانیہ سنت، اور امام شافعیؒ وجوب الخطبتین کے قائل ہیں، اور امام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں لیکن مشہور ان سے وجوب کی روایت ہے کما فی المغنی وغیرہ، اور جلوس بین الخطبتین جمہور علماء کے نزدیک سنت اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے (کذا قال الشعرانی والقاری والشوکانی)۔

یہاں ایک مسئلہ اور ہے وہ یہ کہ نفس خطبہ کا حکم کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ جمہور علماء ائمہ اربعہ کے نزدیک خطبہ جمعہ واجب اور شرط صحت صلاۃ ہے۔

کیا خطبۂ جمعہ رکعتین کے قائم مقام ہے؟ امام نوویؒ فرماتے ہیں اس لئے کہ جمعہ کی نماز میں جو قصر ہوا ہے بجائے چار رکعات کے دو پڑھی جاتی ہیں تو یہ قصر خطبہ ہی کی وجہ سے ہے، گویا خطبہ رکعتین کا بدل ہے (منہل) حاشیہ بذل میں لکھا ہے کہ امام مالک نے بھی مدونہ میں اسی کی تصریح کی ہے اور کتب حنابلہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، لیکن حنفیہ کے یہاں ایسا نہیں چنانچہ درمختار میں ہے: وهل هي قائمة مقام ركعتين؟ الأصح لا، بل كشطرها في الثواب[1]، اسی لئے حنفیہ کے نزدیک خطبہ جمعہ کیلئے وہ شرائط نہیں ہیں جو نماز کے لئے ہیں جیسے استقبال قبلہ طہارت وغیرہ، یہ مذاہب تو ائمہ اربعہ کے ہوئے اور حسن بصری، ابن حزم داؤد ظاہری اور ابن حبیب مالکی کے نزدیک خطبہ صرف مستحب ہے نہ شرط ہے نہ واجب علامہ شوکانی کا میلان بھی اسی طرف ہے (منہل)۔

قوله: فَقَالَ: «فَقَدْ وَاللهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ»: حضرت جابرؓ فرما رہے ہیں جو شخص یہ کہے کہ آپ ﷺ خطبہ بیٹھ کر دیتے تھے وہ کاذب ہے اس لئے کہ میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھی ہیں، اس سے جمعہ کی نمازیں مراد نہیں بلکہ مطلق فرض نمازیں ہیں اس لئے کہ آپ ﷺ نے صرف مدنی زندگی میں جو کہ دس سال ہے نماز جمعہ ادا فرمائی

---

[1] علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: هذا تأويل لما ورد به الأثر من أن الخطبة كشطر الصلاة فإن مقتضاه أنها قامت مقام ركعتين من الظهر كما قامت الجمعة مقام ركعتين منه فيشترط لها شروط الصلاة كما هو قول الشافعي (رد المحتار على الدر المختار - ج ٣ ص ٢٤) ۱۲ منہ۔

ہے اور دس سال میں تقریباً چار سو اسی (٤٨٠) جمعہ آتے ہیں۔

١٠٩٤ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: «كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ كَانَ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ».

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیتے تھے ان کے درمیان بیٹھتے اور خطبہ میں قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت فرماتے۔

١٠٩٥ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کھڑے ہو کر خطبہ دیتے دیکھا پھر آپ تھوڑی دیر بیٹھے اور کوئی گفتگو نہ فرمائی آگے پوری حدیث بیان کی۔

تخریج: صحيح مسلم - الجمعة (٨٦٢) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٥) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٨) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٣) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٩٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٠٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٠٦) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨٧/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٠/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩١/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٣/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٥/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٧/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٠/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٠/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٢/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٧/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٨/٥) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٥٩)

شرح الحديث عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: «كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ كَانَ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ»: **ارکان خطبہ:** اس میں کسی قدر اختلاف ہے، علامہ شعرانی کی تالیف میزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ عند الشافعی واحمد اور امام مالک کے قول راجح میں خطبہ کے ارکان پانچ ہیں، حمد وثنا، صلوۃ وسلام علی النبی، التذکیر، یعنی وعظ ونصیحت، القراءۃ، الدعا للمؤمنین والمؤمنات، اور امام ابو حنیفہؒ ومالکؒ فی روایۃ فرماتے ہیں حقیقت خطبہ مطلق ذکر ہے یعنی ذکر اللہ کما قال اللہ تعالیٰ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ [1]، لہٰذا ان کے نزدیک صرف تہلیل یا تسبیح یا تحمید کافی ہے، اور صاحبین فرماتے ہیں لابد من کلام یسمی خطبۃ عادۃ یعنی ایسا مختصر سا کلام جس کو عرف میں خطبہ کہا جاتا ہے (میزان [2]) اور صاحب منہل نے شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک ارکان خطبہ پانچ ہی لکھے ہیں، اور مالکیہ کے یہاں انہوں

---

[1] جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو (سورۃ الجمعۃ ٩)

[2] المیزان الکبریٰ للشعرانی – ج ٢ ص ١٧٧

نے لکھا ہے کہ اس کے ارکان آٹھ ہیں، بعض شرائط کو بھی انہوں نے اس میں شامل کر کے آٹھ کہہ دیا ہے مثلاً اس کا عربی میں ہونا اور جہراً ہونا، مسجد میں ہونا وغیرہ وغیرہ انہوں نے شافعیہ وحنابلہ کا مذہب بھی یہی لکھا ہے کہ خطبہ کا عربی میں ہونا شرط ہے۔

۲۳۰۔ بَابُ الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ

باب کمان پر سہارا لگا کر خطبہ دینے کے بیان میں

۱۰۹۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ، حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ الطَّائِفِيُّ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى رَجُلٍ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُقَالُ لَهُ: الْحَكَمُ بْنُ حَزْنٍ الْكُلَفِيُّ، فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا، قَالَ: وَفَدْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ - أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ - فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، زُرْنَاكَ فَادْعُ اللهَ لَنَا بِخَيْرٍ، فَأَمَرَ بِنَا، أَوْ أَمَرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ التَّمْرِ، وَالشَّأْنُ إِذْ ذَاكَ دُونٌ، فَأَقَمْنَا بِهَا أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيهَا الْجُمُعَةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا، أَوْ قَوْسٍ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ طَيِّبَاتٍ مُبَارَكَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ لَنْ تُطِيقُوا - أَوْ لَنْ تَفْعَلُوا - كُلَّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ، وَلَكِنْ سَدِّدُوا، وَأَبْشِرُوا». قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ قَالَ: «ثَبَّتَنِي فِي شَيْءٍ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِنَا، وَقَدْ كَانَ انْقَطَعَ مِنَ الْقِرْطَاسِ».

ترجمہ شعیب بن رزیق الطائفی فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی جن کو حکم بن حزن الکلفی کہا جاتا تھا ان کے ساتھ ایک مرتبہ بیٹھا تو وہ ہمیں حدیث بیان کرنے لگے کہ ایک مرتبہ میں سات یا نو آدمیوں کی جماعت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے پس آپ ہمارے لئے دعا فرمایئے تو آپ ﷺ نے ہمارے واسطے کھجوریں منگوائیں اور مسلمانوں کی حالت اس زمانے میں تنگی وعسرت والی تھی پھر ہم کچھ دن وہاں ٹھہرے اور ان دنوں میں نماز جمعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کیا تو آپ ﷺ کو دیکھا آپ لاٹھی یا کمان پر سہارا لگائے ہوئے (خطبہ دے رہے) تھے آپ نے خطبہ میں اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی مختصر سے پاکیزہ وبابرکت کلمات کے ساتھ پھر فرمایا اے لوگو تم وہ سب کرنے پر قدرت نہیں رکھ سکتے جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے لیکن تم درمیانی راہ اختیار کرو اور خوشخبری سناؤ۔ ابو علی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوداؤد سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھے کچھ کلمات بتائے جو مجھ سے تحریر کرنے سے رہ گئے تھے۔

تخریج سنن أبي داود - الصلاة (۱۰۹۶) مسند أحمد - مسند الشاميين (۲۱۲/٤)

شرح الحدیث اس حدیث کے راوی صحابی کا نام حکم بن حزنؓ ہے۔

قولہ: مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا، أَوْ قَوْسٍ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دیتے وقت عصا یا کمان کو دست مبارک میں رکھتے تھے اور اس پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔

مسئلة الباب میں مذاہب ائمہ: جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کا مطلق مسلک یہی ہے خطیب کو چاہئے کہ کسی لکڑی وغیرہ پر اعتماد کر کے کھڑا ہو، اس کی حکمت یہ لکھی ہے کہ اس کے اندر ہاتھوں کو فعل عبث اور حرکت سے روکنا ہے اور سکون کی کیفیت حاصل ہوتا ہے جیسا کہ نماز میں بحالت قیام وضع الیدین کی بھی ایک حکمت یہی بیان کی گئی ہے بعض خطباء اور مقررین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دوران بیان ہاتھوں کو بار بار چلاتے اور حرکت دیتے ہیں، یہ چیز خلاف سنت ہے، تو عصا کا ہاتھ میں ہونا سکون کی حالت قائم کرنے میں معین ہے۔

اب یہ کہ عصا کون سے ہاتھ میں ہونا چاہئے، شافعیہ ومالکیہ کے نزدیک دائیں ہاتھ میں اور حنابلہ کے نزدیک کسی ایک ہاتھ میں، پھر شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ بائیں ہاتھ کو منبر پر کنارہ پر رکھے تاکہ دوسرا ہاتھ بھی مشغول رہے، اور حنابلہ یہ کہتے ہیں کہ اختیار ہے دوسرے ہاتھ کو خواہ منبر کے کنارہ پر رکھے یا اس کا ارسال کرے، صاحب منہل لکھتے ہیں کہ ان تفاصیل کی کوئی دلیل یا ثبوت حدیث میں نہیں ہے [1]، یہ مذاہب تو ہوئے جمہور اور ائمہ ثلاثہ کے رہ گیا مسلک حنفیہ کا، فقہاء احناف کی بات اس سلسلہ میں میرے خیال میں محقق ومنقح نہیں ہے، وہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ جس ملک کو مسلمانوں نے عنوۃً قتال کے ذریعہ فتح کیا ہو وہاں خطیب کو چاہئے کہ متکئاً علی سیف خطبہ دے اور یہ تلوار اس کے بائیں ہاتھ میں ہونی چاہئے اور گویا اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ ملک تلوار کے ذریعہ فتح ہوا ہے سو اگر تم لوگ خدانخواستہ اسلام سے پھر گئے تو ہمارے ہیں یہ تلوار باقی ہے کذا فی مراقی الفلاح اس پر علامہ طحطاویؒ لکھتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اتکاء علی عصا یا علی قوس مکروہ ہے لیکن ابن امیر الحاج نے بحث کی ہے وہ یہ کہ ابوداؤد وغیرہ کی روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ مدینہ میں عصا یا قوس پر اتکاء فرماتے تھے (پھر اس کو مکروہ یا خلاف سنت کہنا کیونکر صحیح ہے)۔

مضمون حدیث: یہ ہے صحابی فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں ایک وفد میں شامل ہوا، ہم سب رفقاء کل سات تھے جن میں ساتواں میں تھا یا کل نو تھے جن میں نواں میں تھا، ہم حضور ﷺ کی خدمت میں پہونچے اور آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی، آپ ﷺ نے ہمارے لئے کچھ کھجوریں منگائیں اور مسلمانوں [2] کی حالت اس وقت میں کچھ کم تھی، یعنی مالی حالت کمزور سی تھی۔

شرح حدیث: قولہ: وَلٰكِنْ سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا [3]: آپ ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں کہ ہر عمل کو علی وجہ الکمال اور کما حقہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں، لہذا جتنا تحمل ہو اس کے بقدر کوشش کرتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو نہ بالکل ہی ہارو

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود — ج ٦ ص ٢٥٨

[2] یہ اسلئے کہا کہ ممکن ہے کسی کو یہ خیال ہو کہ مہمانوں کی خاطر صرف کھجور کے ذریعہ کی گئی اس سے زائد بکرا وغیرہ کے ذریعہ کیوں نہیں کی نان گوشت وغیرہ کھلاتے۔

[3] لوگوں کو بشارتیں سنا سنا کر ان کو عمل کی ترغیب دیتے رہو، جیسے ہمارے حضرت شیخؒ نے فضائل کے رسائل تصنیف فرما کر اس کام کو بخوبی انجام دیا، ۱۲۔

اور نہ اس کا تہیہ کرو کہ ہر عمل کو علی وجہ الکمال کر کے رہیں گے قال اللہ تعالیٰ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [1] کہ حسب استطاعت تقویٰ کی زندگی بسر کرو، وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ [2] کہ جو شخص دینی کاموں میں اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کر کے آگے بڑھنا چاہے گا تو وہ مغلوب ہو جائے گا اور اس سے نہ ہو سکے گا لہٰذا اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہئے جس میں نہ افراط ہو اور نہ تفریط۔

١٠٩٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ، وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا».

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو اس طرح پڑھتے الْحَمْدُ لِلّٰهِ..... سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفس کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ راہ سے ہٹادے اسکو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اللہ پاک نے انھیں حق دیکر بشارت دینے والا، ڈرانے والا بنا کر بھیجا قیامت کے آنے سے پہلے جس نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی اسکو ہدایت مل گئی اور جس نے انکی نافرمانی کی تو اس نے اپنا ہی نقصان کیا اور وہ اللہ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔

١٠٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنْ تَشَهُّدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ: «وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى، وَنَسْأَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا أَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّنْ يُطِيعُهُ، وَيُطِيعُ رَسُولَهُ، وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهُ، وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ فَإِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَلَهُ».

ترجمہ: یونس سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن شہاب سے رسول اللہ ﷺ کے جمعہ کے دن کے خطبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا (جسطرح گزشتہ حدیث میں ہے) اور اس روایت میں یہ اضافہ فرمایا اور جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تو وہ گمراہ ہوا اور ہم اللہ رب العزت سے سوال کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنے اور اپنے رسول کے فرمانبرداروں میں شامل فرمایئے جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے بچتے ہیں کیونکہ ہم اس کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور اسی کے تصرف میں ہیں۔

---

1. سو ڈرو اللہ سے جہاں تک ہو سکے (سورۃ التغابن ١٦)
2. صحیح البخاری - کتاب الإیمان - باب الدین یسر ٣٩

تخريج: جامع الترمذي-النكاح(١١٠٥)سنن النسائي-الجمعة(١٤٠٤)سنن أبي داود-الصلاة(١٠٩٧)سنن الدارمي-النكاح(٢٢٠٢)

١٠٩٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا، فَقَالَ: «قُمْ - أَوِ اذْهَبْ - بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ».

ترجمہ: عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ کسی خطبہ دینے والے نے نبی کریم سرور دوعالم ﷺ کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے الفاظ کہے کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی (وہ ہدایت یافتہ ہوا) اور جس نے ان دونوں کی یہ سنکر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اٹھو اور یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ تم برے خطیب ہو۔

تخریج: صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٠) سنن النسائي - النكاح (٣٢٧٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٠٩٩) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٥٦/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٣٧٩/٤)

شرح الحدیث: یہ روایت مختصر ہے اس میں خطبہ کے پورے الفاظ مذکور نہیں، روایت کے اصل الفاظ جیسا کہ دوسری کتب حدیث مسلم شریف وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے اس طرح ہے مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ. فَقَدْ رَشَدَ. وَمَنْ يَعْصِهِمَا. فَقَدْ غَوٰى۔

بئس الخطیب انت کی توجیہات: اس خطیب پر آپ ﷺ نے جو نکیر فرمائی اس کے بارے میں عام شراح کی رائے یہ ہے کہ یہ نکیر اس لئے ہے کہ اس خطیب نے اللہ اور رسول کو ایک ہی ضمیر میں جمع کر دیا اور ان دونوں کیلئے ضمیر تثنیہ کو استعمال کیا، حالانکہ ضمیر تثنیہ میں ایہام تسویہ ہے، گویا اللہ اور رسول دونوں کو العیاذ باللہ ایک ہی درجہ میں رکھا جارہا ہے، لیکن اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول کیلئے ضمیر تثنیہ کا استعمال بہت سی روایات مرفوعہ میں ثابت ہے، مثلاً مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا[1]، اس کا جواب عزالدین ابن عبدالسلام نے یہ دیا کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے دوسرے کیلئے جائز نہیں، پھر اس پر یہ اشکال کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ کے یہی الفاظ ضمیر تثنیہ کے ساتھ عبداللہ ابن مسعودؓ کو بھی سکھائے ہیں تو پھر آپ ﷺ کی خصوصیت کہاں ہوئی؟ لہٰذا یہ جواب صحیح نہیں، اور بھی چند جواب دیئے گئے ہیں: ① یہ نکیر خصوصیت مقام کی وجہ سے ہے یعنی موقع و محل کے خلاف ہونے کے وجہ سے ممکن ہے اس موقع پر حاضرین و سامعین میں بعض ایسے ہوں جن کے بارے میں تسویہ کا وہم وگمان ہو سکتا ہو، ② یہ نکیر خصوصیت متکلم کیوجہ سے ہے اس کے حال اور اسلوب بیان سے تسویہ کا وہم ہو سکتا تھا، ③ مقصود اس نکیر سے بیان اور اولویت ہے نہ کہ عدم جواز۔

امام طحاویؒ کی رائے: یہاں تمام شراح سے الگ ہے، حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ مجھے اس میں امام طحاویؒ کی رائے بہت پسند ہے انہوں نے اپنی تصنیف مشکل الآثار میں اس کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ کو یہ نکیر

---

[1] صحيح البخاري - كتاب الإيمان - باب من كره أن يعود في الكفر كما يكره أن يلقى في النار من الإيمان ٢١

وقف فی غیر محلہ [1] کیوجہ سے تھی کہ اس خطیب نے بے جگہ اپنا سانس توڑ کر وقف کر دیا جس سے فساد معنی لازم آجاتا ہے [2]،
دیکھئے! یہاں پر کلام میں دو شرطیں ہیں، اور ہر شرط کے بعد متصلاً اس کی جزاء مذکور ہے مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ شرط ہے فَقَدْ رَشَدَ اس کی جزاء ہے اور وَمَنْ يَعْصِهِمَا دوسری شرط ہے فَقَدْ غَوَى اس کی جزاء ہے، اس خطیب نے پہلی شرط کی جزاء پر وقف کرنے کے بجائے دوسری شرط پر سانس توڑا مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا یہاں تک ایک سانس میں پڑھ کر وقف کیا اور فَقَدْ غَوَى کو مستقل سانس میں پڑھا جس کی وجہ سے فَقَدْ رَشَدَ کا تعلق ماقبل ومابعد دونوں شرطوں سے ہو گیا اور مطلب یہ ہو گیا کہ جو شخص اللہ ورسول کی اطاعت کرتا ہے وہ کامیاب ہے اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرتا ہے وہ کامیاب ہے اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرتا ہے۔

۱۱۰۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْنٍ، عَنْ بِنْتِ الْحَارِثِ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَتْ: «مَا حَفِظْتُ ق، إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ». قَالَتْ: «وَكَانَ تَنُّورُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَنُّورُنَا وَاحِدًا». قَالَ ابو داؤد: قَالَ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: بِنْتُ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، وقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، أُمُّ هِشَامٍ بِنْتُ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ.

ترجمہ حضرت حارث بن نعمان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ ق رسول اللہ ﷺ سے سنکر ہی یاد کی کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کو ہر جمعہ کے خطبہ میں پڑھا کرتے تھے اور ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک ہی تھا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں روح بن عبادہ شعبہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (بنت الحارث کے بجائے) بنت الحارثہ بن نعمان کہا اور ابن اسحاق نے کہا ہشام بنت حارثہ بن النعمان (پہلے انکی کنیت ذکر کی اور والد کا نام حارث کی جگہ حارثہ تاء کے اضافے کے ساتھ ذکر کیا)۔

تخریج صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٢) صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤١١) سنن أبي داود - الصلاة (١١٠٠)

شرح الحدیث صحیح بنت حارثہ ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے انکی کنیت ام ہشام ہے یہ عمرہ بنت عبد الرحمن کی اخیافی بہن ہیں، اگلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو ام ہشام سے انکی بہن عمرہ بھی روایت کرتی ہیں۔

قولہ: قَالَتْ: مَا حَفِظْتُ ق، إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ام ہشام کہتی ہیں کہ مجھ کو سورۂ قاف زبانی صرف اس وجہ سے یاد ہو گئی ہے کہ میں اسکو آپ ﷺ سے خطبہ جمعہ میں سنا کرتی تھی آپ ﷺ اسکو ہر جمعہ کے خطبہ میں پڑھا کرتے تھے۔

---

[1] جیسے ایک پاکستانی شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ حاجیوں کو طواف کراتے وقت طواف کی دعائیں ان سے پڑھوا رہا تھا اور دعاء میں جب لاحول پر پہونچا تو کہتا لاحول ولا، یعنی دوسرے لا پر وقف کرتا اور پھر دوسرے سانس میں کہتا قوۃ الا باللہ، حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے ، لاحول، ولا قوۃ، ان طواف کرنے والوں میں بعض عرب بھی تھے تو وہ اس کے اس طرز سے بڑے پریشان نظر آئے کہ یہ لاحول ولا کیا چیز ہے اس پر مجھے بڑی ہنسی آئی کہ یہ بیچارے عرب اس عجمی کے ساتھ کہاں پھنس گئے، ۱۲ یہ واقعہ بھی وقف فی غیر محلہ کی ایک نظیر ہے، ۱۲۔

[2] شرح مشكل الآثار للطحاوي - ج٨ص ٣٧١-٣٧٢

خطبہ کے ارکان کیا ہیں؟ اس میں اختلاف ہمارے یہاں پہلے گزر چکا، علماء کا اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ محل قراءت کون سا خطبہ ہے، خطبۂ اولیٰ یا ثانیہ؟

بذل المجہود میں دوسرے علماء کے اقوال لکھنے کے بعد حنفیہ کا مذہب یہ لکھا ہے کہ ان کے یہاں خطبۂ اولیٰ میں قراءت قرآن مسنون ہے [1]۔

قوله: قَالَتْ: «وَكَانَ تَنُّورُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَنُّورُنَا وَاحِدًا»: ام ہشام کہتی ہیں کہ ہمارا اور آپ ﷺ کا تنور جس پر روٹی پکتی ہے ایک ہی تھا، گویا یہ حضور ﷺ سے اپنا جوار اور پڑوس ثابت کر رہی ہیں کہ اسی قرب اور پڑوس کی وجہ سے وہ ہر جمعہ حضور ﷺ کیساتھ پڑھتی تھیں، اور جو وہ بات نقل کر رہی ہیں وہ انہیں اچھی طرح محفوظ ہے یہی مقصد ہے اس کلام کے ذکر کرنے سے۔

١١٠١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سِمَاكٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: «كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْدًا، وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا، يَقْرَأُ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ».

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز بھی معتدل ہوتی اور خطبہ بھی معتدل ہوتا۔ آپ ﷺ قرآن کی کچھ آیات تلاوت فرماتے اور حاضرین مجلس کو نصیحت فرماتے۔

تخریج: صحيح مسلم - الجمعة (٨٦٢) صحيح مسلم - الجمعة (٨٦٦) جامع الترمذي - الجمعة (٥٠٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٨) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٢) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٤) سنن أبي داود - الصلاة (١١٠١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٠٦) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨٧/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩١/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٣/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٥/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٠/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٢/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٦/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٧/٥) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٥٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٥٩)

شرح الحدیث: قوله: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْدًا، وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا: قصد بمعنی مقتصد ومعتدل، یعنی آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ دونوں معتدل ہوتے تھے اور آپ ﷺ کا خطبہ دراز نہیں ہوتا تھا جس سے سننے والوں میں سے کوئی اکتائے جیسا کہ اکثر خطباء کی عادت اطالۂ خطبہ کی ہوتی ہے۔

تنبیہ: نماز اور خطبہ کے متعدل ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ دونوں برابر ہوں بلکہ نماز جمعہ خطبہ سے نسبۃً طویل ہونی چاہئے چنانچہ مسلم شریف میں حضرت عمارؓ کی حدیث مرفوع میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ [2] کہ آدمی کا نماز کا طویل ہونا اور خطبہ کا قصیر ہونا اسکے فقیہ ہونے کے علامت ہے کہ اس حدیث میں نماز کے

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ١٠١ - ١٠٢

[2] صحيح مسلم - كتاب الجمعة - باب تخفيف الصلاة والخطبة ٨٦٩

طول سے فی نفسہ اسکی اطالہ مراد نہیں، بلکہ بالنسبۃ الی الخطبۃ، وجہ اسکی ظاہر ہے کہ نماز اصل اور مقصود ہے اور خطبہ اسکے متعلقات میں سے ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ خطبہ کی مقدار طوال مفصل کی سورتوں میں سے کسی ایک سورت کے بقدر ہونی چاہئے۔

۱۱۰۲ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُخْتِهَا، قَالَتْ: «مَا أَخَذْتُ ق إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقْرَؤُهَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ» . قَالَ أبو داود: كَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، وَابْنُ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ.

ترجمہ عمرہ نے اپنی بہن سے روایت کیا کہ وہ فرماتی ہیں میں نے سورۃ ق آپ ﷺ سے سن کر ہی یاد کی کیونکہ آپ ﷺ اسے ہر جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اسی طرح یحییٰ بن ایوب اور ابن ابی الرجال نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے ام ہشام حارثہ بن نعمان سے روایت کیا۔

۱۱۰۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُخْتٍ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا بِمَعْنَاهُ.

ترجمہ عمرہ اپنی بہن بنت عبدالرحمٰن سے جو ان سے بڑی ہیں اسی گزشتہ روایت کی طرح روایت کرتی ہیں (انکی بڑی بہن ام ہشام بنت حارثہ ہیں جو اوپر مذکورہ ہیں اور صحابیہ ہیں اور عمرہ تابعیہ ہیں)۔

تخریج صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٢) صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤١١) سنن أبي داود - الصلاة (١١٠٢)

٢٣١ - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب منبر پر ہاتھوں کو اٹھانے کا حکم

یہ وہی چیز آگئی جو ہم نے بَابُ الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ میں بیان کی تھی کہ ہاتھ میں عصا لینے کے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دوران خطبہ خطیب اپنے ہاتھ نہ چلا سکے۔

۱۱۰٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: رَأَى عُمَارَةُ بْنُ رُوَيْبَةَ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ، وَهُوَ يَدْعُو فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، فَقَالَ عُمَارَةُ: قَبَّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ، قَالَ زَائِدَةُ: قَالَ حُصَيْنٌ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ، قَالَ: «لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا يَزِيدُ عَلَى هَذِهِ» يَعْنِي السَّبَّابَةَ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ.

ترجمہ حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عمارہ بن رویبہ صحابی رسول ﷺ نے بشر بن مروان حاکم کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو حرکت دے رہا تھا تو عمارہ نے اسپر نکیر فرمائی کہ اللہ ان ہاتھوں کا ناس کرے زائدہ

راوی فرماتے ہیں کہ حصین نے کہا کہ مجھ سے عمارہ نے بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو (دوران خطبہ) جب آپ علیہ السلام منبر پر تھے دیکھا کہ آپ نے اس سے زیادہ ہاتھ نہیں اٹھایا یعنی شہادت سے زیادہ نہیں اٹھاتے تھے۔

تخریج صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٤) جامع الترمذي - الجمعة (٥١٥) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٢) سنن أبي داود - الصلاة (١١٠٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٣٦/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٣٦/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٦١/٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٦٠)

شرح الحديث قوله: وَهُوَ يَدْعُو فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، فَقَالَ عُمَارَةُ: قَبَّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ: عمارہ ایک صحابی ہیں انہوں نے بشر بن مروان جو عبدالملک بن مروان کا بھائی اور امیر کوفہ تھا کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو حرکت دے رہا تھا، عمارہؓ نے برملا اس پر نکیر فرمائی کہ خدا ان ہاتھوں کا ناس کرے، اور آگے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے کہ کبھی کبھی خطبہ میں اپنی صرف ایک انگلی یعنی مسبحہ سے اشارہ فرمایا کرتے تھے اس سے زائد نہیں۔

١١٠٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: "مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِرًا يَدَيْهِ قَطُّ يَدْعُو عَلَى مِنْبَرِهِ، وَلَا عَلَى غَيْرِهِ، وَلَكِنْ رَأَيْتُهُ، يَقُولُ: هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَعَقَدَ الْوُسْطَى بِالْإِبْهَامِ".

ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوران خطبہ جب آپ منبر پر ہوں یا غیر منبر پر کبھی دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اور چلاتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں نے آپ ﷺ کو اسطرح کرتے ہوئے دیکھا اور اشارہ کیا شہادت کی انگلی سے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالیا۔

تخریج سنن أبي داود - الصلاة (١١٠٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٣٧/٥)

شرح الحديث قوله: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِرًا يَدَيْهِ: میں نے حضور ﷺ کو دوران خطبہ خواہ آپ منبر پر ہوں یا غیر منبر پر کبھی ہاتھ اٹھاتے ہوئے اور چلاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

٢٣٢ - بَابُ إِقْصَارِ الْخُطَبِ

خطبہ مختصر دینے کا بیان

اختصار خطبہ کا مضمون گذشتہ باب سے پہلے گزر چکا۔

١١٠٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: «أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِقْصَارِ الْخُطَبِ».

ترجمہ حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبوں کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا۔

۱۱۰۷ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، أَخْبَرَنِي شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السُّوَائِيِّ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُطِيلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيرَاتٌ».

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ اسوائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کو طویل نہ فرمایا کرتے تھے خطبہ جمعہ چند تھوڑے سے ہی کلمات پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔

تخریج: صحيح مسلم - الجمعة (٨٦٦) جامع الترمذي - الجمعة (٥٠٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٨) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٢) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٤) سنن أبي داود - الصلاة (١١٠٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٠٦) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩١/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٠/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٢/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٦/٥) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٥٧)

٢٣٣ - بَابُ الدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ

خطبہ کے وقت امام سے قریب ہو کر بیٹھنے کے متعلق

اس پر کلام کتاب الطہارۃ میں غسل یوم الجمعۃ کے باب میں ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ [1] کے ذیل میں گزر چکا۔

۱۱۰۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ، قَالَ قَتَادَةُ: عَنْ يَحْيَى بْنِ مَالِكٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «احْضُرُوا الذِّكْرَ، وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتَّى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ دَخَلَهَا».

ترجمہ: معاذ بن ہشام فرماتے ہیں کہ جو حدیث میں بیان کر رہا ہوں اس کو میں نے اپنے والد یعنی ہشام کی کتاب میں پایا جو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے اور میں نے اس حدیث کو براہ راست ان سے نہیں سنا۔ قتادہ یحیٰی بن مالک سے سمرہ بن جندبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خطبہ میں حاضری دیا کرو اور امام سے قریب رہا کرو اس لیے کہ آدمی جتنا امام سے دور ہوتا ہے اتنا ہی جنت میں آخر میں جائے گا اگرچہ داخل ہو جائے گا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١١٠٨) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠/٥)

شرح الحدیث: قوله: قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ: معاذ بن ہشام کہہ رہے ہیں کہ یہ حدیث جو میں بیان کر رہا ہوں اس کو اپنے والد یعنی ہشام کی کتاب میں پایا ہے جو کتاب کہ انہیں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور میں نے اس حدیث کو ان سے براہ راست نہیں سنا۔

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الطهارة - باب في الغسل يوم الجمعة ٣٤٥

تحمل حدیث کی قسم وجادہ: جاننا چاہئے کہ یہ تحمل حدیث کے اقسام میں سے جن کا ذکر شروع کتاب میں ابتداء مباحث کے ذیل میں گزر چکا ہے وہ قسم ہے جس کو وجادہ کہتے ہیں کہ کسی راوی کو کسی محدث کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کچھ حدیثیں کسی کتاب یا کاغذ پر مل جائیں بشرطیکہ وہ اس محدث کے خط کو پہچانتا بھی ہو، اس کتاب سے نقل کرنے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ حدثنی یا اخبرنی فلاں کہے بلکہ وجدت فی کتاب فلاں کہنا چاہئے، اکثر علماء کے نزدیک وجادہ سے نقل کی ہوئی حدیث منقطع کے حکم میں ہے، اور یہاں تو سند میں انقطاع کی تصریح ہے کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ، وجادہ پر کلام بذل میں یہاں پر [1] اور آئندہ کتاب الصلاۃ کے اواخر میں بھی آرہا ہے۔

شرح حدیث: قولہ: فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتَّى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ: حدیث میں امام کے قریب ہونے کا حکم ہے، ظاہر ہے کہ یہ امام کا قرب اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اول وقت مسجد میں پہونچ کر صف اول میں بیٹھے، فرمارہے ہیں کہ جو شخص امام سے دور رہے گا بوجہ تاخیر کے ہو سکتا ہے کہ جنت میں داخلہ بھی پیچھے اور بعد میں ہو اور یا مطلب یہ ہے کہ جب مسجد میں دیر سے پہونچنے کی وجہ سے پچھلی صفوں میں رہ جائیگا تو جنت میں بھی نیچے ہی کے درجات کا حصول ہو گا درجات عالیہ سے محروم ہو جائے گا اگرچہ جنت میں ضرور داخل ہو گا۔

۲۳۴۔ بَابُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الْخُطْبَةَ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ

باب امام کسی پیش آنے والے عارض کی وجہ سے خطبہ کو منقطع کر سکتا ہے یا نہیں

(الدر المنضود اور بذل میں) باب الإمام يقصر الخطبة للأمر

یعنی کسی پیش آنے والے عارض کی وجہ سے امام خطبہ کو منقطع کر سکتا ہے یا نہیں؟ حدیث الباب سے معلوم ہوا کہ ہاں کر سکتا ہے۔

۱۱۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ، وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ، فَنَزَلَ فَأَخَذَهُمَا، فَصَعِدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ، ثُمَّ قَالَ: "صَدَقَ اللَّهُ: {إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ [2]}، رَأَيْتُ هَذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ". ثُمَّ أَخَذَ فِي الْخُطْبَةِ.

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسن و حسینؓ جو سرخ رنگ کی قمیض پہنے ہوئے تھے گرتے پڑتے آگئے آپ ﷺ انہیں دیکھ کر منبر سے اترے اور انہیں گود میں اٹھا کر اوپر چڑھ گئے پھر فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سچ فرمایا کہ تمہارے مال اور اولاد آزمائش ہیں میں نے ان

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ١١٠

[2] تمہارے مال اور تمہاری اولاد یہی ہیں جانچنے کو (سورۃ التغابن ١٥)

دونوں کو دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا اس کے بعد پھر خطبہ شروع فرمادیا۔

تخریج: جامع الترمذي - المناقب (٣٧٧٤) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٣) سنن أبي داود - الصلاة (١١٠٩)

شرح الحدیث: قوله: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ. وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ: ایک مرتبہ حضور ﷺ ہمیں منبر پر خطبہ دے رہے تھے آپ ﷺ نے دیکھا کہ سامنے سے آپ ﷺ کے دونوں نواسے حسنؓ اور حسینؓ آرہے ہیں، دونوں نے سرخ قمیص پہن رکھی تھی اور آتے وقت وہ دونوں بچے چلتے چلتے گرتے تھے اور اٹھتے تھے جب آپ ﷺ نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ ﷺ خطبہ روک کر منبر سے اترے اور ان دونوں کو اٹھا کر اپنے پاس منبر پر بیٹھالیا اس کے بعد پھر آپ ﷺ نے خطبہ شروع فرمایا۔

اس حدیث سے ترجمۃ الباب کا ثبوت ہو رہا ہے کہ عارض کی وجہ سے خطیب خطبہ منقطع کر سکتا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کلام فی الخطبہ جائز ہے اسکا مستقل باب بھی گزر چکا، وہاں یہ گزر چکا ہے کہ خطیب کا کلام اگر امر بالمعروف کے قبیل سے ہو یا کسی ضرورت یا مجبوری کی وجہ سے ہو تو بالاتفاق جائز ہے، ورنہ بلا ضرورت کلام حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے لیکن خطبہ اس سے فاسد نہیں ہوتا۔

ملا علی قاریؒ نے يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ پر لکھا ہے کہ ان دونوں کا بار بار گرنا کم سنی کی وجہ سے تھا بہت چھوٹے تھے [1]، لیکن حضرت نے بذل میں یہ لکھا ہے کہ ایسا نہیں کیونکہ اس وقت انکی عمر بظاہر چار سال اور تین سال کی تھی اس لئے حسنؓ کی پیدائش رمضان ۳ھ میں ہے اور حسینؓ کی شعبان ٤ھ میں اور منبر کی بناء ۸ھ یا ۷ھ میں ہے اور تین چار سال کا بچہ اتنا چھوٹا اور کمزور نہیں ہوتا کہ بار بار گرے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کا یہ گرنا طول قمیص کی وجہ سے تھا وہ قمیص میں اٹک اٹک کر گر رہے تھے [2]۔

میں کہتا ہوں کہ حضرتؒ کی رائے کی تائید بعض الفاظ روایت سے بھی ہوتی ہے چنانچہ نسائی کی روایت کے لفظ ہیں يَعْثُرَانِ فِي قَمِيصَيْهِمَا [3]۔

ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللهُ: {إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ}: اور ابن ماجہ کی روایت میں رسولہ کی زیادتی ہے صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ [4]، اب یا تو اس کو وہم راوی قرار دیا جائے یا اس کی مناسب تاویل [5] کی جائے۔

---

1. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح - ج ١١ ص ٣١٦
2. بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ١١٤
3. سنن النسائي - كتاب الجمعة - باب نزول الإمام عن المنبر قبل فراغه من الخطبة الخ ١٤١٣
4. سنن ابن ماجه - كتاب اللباس - باب لبس الأحمر للرجال ٣٦٠٠
5. مثلاً کہا جائے کہ تقریر عبارت یہ ہے صدق اللہ وصدق رسولہ، یعنی اللہ نے سچ کہا جس کی رسول اللہ ﷺ تصدیق کرتے ہیں، اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ قول تو اللہ ہی کا ہے لیکن امت تک تو بواسطہ رسول ہی کے پہنچا ہے اس حیثیت سے اس کو بڑھا دیا گیا۔

۲۳۵۔ بَابُ الْاِحْتِبَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب ــ ہے امام کے خطبہ دینے کے وقت سامعین کا گوٹ مار کر بیٹھنا

یعنی سامعین کا خطبہ کے وقت گوٹ مار کر بیٹھنا، اس باب میں مصنفؒ نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں پہلی ممانعت کی دوسری جواز کی۔ علماء نے منع کی حکمت یہ لکھی ہے کہ نشست کی یہ ہیئت جالب نوم ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنے میں آرام زیادہ ملتا ہے اس لئے اس میں نیند آنے کا خطرہ ہے، لیکن جمہور اور ائمہ اربعہ سبھی اس کے جواز کے قائل ہیں۔

۱۱۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحُبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ».

ترجمہ سہل بن معاذ بن انسؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ دینے کے دوران گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

تخریج جامع الترمذي - الجمعة (٥١٤) سنن أبي داود - الصلاة (١١١٠) مسند أحمد - مسند المكيين (٤٣٩/٣)

شرح الحديث **جمہور کی طرف سے حدیث کا جواب:** یہ ہے کہ ضعیف ہے ابو مرحوم جس کا نام عبد الرحیم بن میمون ہے وہ راوی ضعیف ہے، اور دوسری حدیث یہ ہے: عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ الخ، یعلی بن شداد کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ بیت المقدس میں حاضر ہوا انہوں نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تو جب میں وہاں پہونچا تو میں نے دیکھا اکثر صحابہ کرامؓ جو مسجد میں موجود تھے وہ امام کے خطبہ کے وقت حبوہ کئے ہوئے بیٹھے تھے۔

۱۱۱۱ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزِّبْرِقَانِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: «شَهِدْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجَمَّعَ بِنَا، فَنَظَرْتُ فَإِذَا جُلُّ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَيْتُهُمْ مُحْتَبِينَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَبِي وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ»، "وَشُرَيْحٌ، وَصَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَمَكْحُولٌ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، وَنُعَيْمُ بْنُ سَلَامَةَ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ أَحَدًا كَرِهَهَا إِلَّا عُبَادَةَ بْنَ نُسَيٍّ».

ترجمہ یعلی بن شداد بن اوس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں معاویہؓ کے ساتھ بیت المقدس آیا تو انہوں نے ہمیں جمعہ پڑھایا اسوقت میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی کثیر تعداد مسجد میں گوٹ مار کر بیٹھی ہوئی ہے اور امام خطبہ دے رہے تھے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ بھی امام کے دوران خطبہ گوٹ مار کر بیٹھتے تھے اور حضرت انس

بن مالکؓ اور شریح اور صعصعہ بن صوحان، سعید بن المسیب، ابراہیم نخعی، مکحول، اسمٰعیل بن محمد بن سعد، نعیم بن سلامہ فرماتے ہیں کہ اس (گوٹ مار کر بیٹھنے) میں کوئی حرج نہیں امام ابوداؤد فرماتے ہیں ہمیں عبادہ بن نسی کے سوا کسی عالم سے اس حبوہ کو ناپسند کرنے کی خبر نہیں پہنچی۔

شرح الحدیث یہ دوسری حدیث جمہور کی دلیل ہو سکتی ہے امام طحاویؒ نے منع کی روایت کو حبوہ مستانفہ پر محمول کیا ہے یعنی آدمی عین خطبہ کے دوران اپنی نشست بدلے اور حبوہ باندھ کر بیٹھے، کیونکہ یہ بظاہر استماع خطبہ اور توجہ الی الامام میں مخل ہے، اور جواز کی روایت حبوۂ سابقہ پر محمول ہے یعنی خطبہ شروع ہونے سے پہلے اسی طرح بیٹھا ہوا ہو، اور ایک جواب پہلے آہی چکا کہ منع کی روایت ضعیف ہے۔

قوله: قَالَ أبو داؤد: «وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ أَحَدًا كَرِهَهَا إِلَّا عُبَادَةَ بْنَ نُسَيٍّ»: اور امام ترمذیؒ جامع ترمذی میں فرماتے ہیں وقد كره قوم من أهل العلم الحبوة يوم الجمعة والإمام يخطب[1] بذل میں لکھا ہے کہ مکحول شامی وعطاء اور حسن بصری ان تینوں سے بھی ایک قول کراہت کا منقول ہے[2]۔

۲۳۶۔ بَابُ الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب امام کے خطبہ دینے کے وقت کوئی بات چیت کرنے کا حکم

مذاہب ائمہ: خطبۂ جمعہ کے وقت بات کرنا، جمہور علماء اور ائمہ ثلاث کے نزدیک حرام ہے، اور شافعیہ کے دو قول ہیں ایک مثل الجمہور، دوسرا قول عدم حرمت کلام ہے، یہ ان کا قول جدید ہے اور اسی کے قائل ہیں، سفیان ثوری اور داؤد ظاہری، اور یہ کہ انصات صرف مستحب ہے، نیز حرمت کلام عند الجمہور خطبہ شروع ہونے پر ہے یہی رائے صاحبین کی ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک کلام کی حرمت خروج امام اور اس کے منبر پر پہونچنے ہی سے ہو جاتی ہے امام صاحب کا استدلال اس روایت مرفوعہ سے ہے إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ[3] لیکن ابن الہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا رفع غریب ہے معروف یہ ہے کہ یہ زہری کا کلام ہے جس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں ذکر کیا ہے جس کے لفظ یہ ہیں فَخُرُوجُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ[4]، اور اسی کو صاحبین نے اختیار کیا ہے یعنی نماز کی کراہت نفس خروج امام پر اور حرمت کلام کی ابتداء خطبہ شروع ہونے پر ہے، منہل میں لکھا ہے کہ یہ اس شخص کے حق میں ہے جو خطبہ سن رہا ہو خواہ مسجد میں ہو یا خارج مسجد، اور جس شخص کو خطبہ کی

---

1. جامع الترمذي - كتاب الجمعة - باب ما جاء في كراهية الاحتباء والإمام يخطب ٥١٤
2. بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ١١٨
3. فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ٢ ص ٤١٠
4. موطأ مالك - كتاب الجمعة - باب ما جاء في الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب ٢٢٩

آواز نہ پہونچ رہی ہو دور ہونیکی وجہ سے جمہور کے نزدیک تو اس کا حکم بھی یہی ہے یعنی حرمت کلام، لیکن امام احمد اور ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں لایحرم فی حقہ[1]۔

۱۱۱۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا قُلْتَ: أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ".

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم نے امام کے خطبہ دینے کے وقت صرف کہا خاموشی اختیار کرو تو یہ بھی فضول حرکت کی۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (۸۹۲) صحيح مسلم - الجمعة (۸۵۱) جامع الترمذي - الجمعة (۵۱۲) سنن النسائي - الجمعة (۱۴۰۱) سنن النسائي - الجمعة (۱۴۰۲) سنن أبي داود - الصلاة (۱۱۱۲) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۱۱۰) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/۲۴۴) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/۲۷۲) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/۲۸۰) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/۳۹۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/۳۹۶) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/۵۱۸) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/۵۳۲) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲۳۲) سنن الدارمي - الصلاة (۱۵۴۸) سنن الدارمي - الصلاة (۱۵۴۹)

شرح الحديث قوله: إِذَا قُلْتَ: أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ: یہ حدیث مشہور ہے صحاح ستہ میں موجود ہے۔ لغو کہتے ہیں اس کلام کو جس میں کوئی فائدہ نہ ہو وقیل الاثم وقیل المیل عن الصواب[2] (راہ راست سے ہٹنا) یہ حدیث حرمت کلام عند الخطبہ میں جمہور کی دلیل ہے اس لئے کہ جب اس وقت امر بالمعروف ممنوع ہے تو عام بات بطریق اولیٰ ممنوع ہوگی۔

فائدہ: امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں دو باب قائم کیے ہیں بَابُ الِاسْتِمَاعِ إِلَى الْخُطْبَةِ، اور دوسرا باب الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، انصات کہتے ہیں کسی کلام کو سننے کی نیت سے خاموش رہنا یہ عام ہے خواہ آواز پہونچ رہی ہو یا نہ پہونچ رہی ہو کما ھو مسلك الجمهور، وقد تقدم فيه خلاف أحمد والنخعي۔

۱۱۱۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو كَامِلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، رَجُلٌ حَضَرَهَا يَلْغُو وَهُوَ حَظُّهُ مِنْهَا، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا يَدْعُو، فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ، وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ، وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا فَهِيَ كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: {مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا[3]}".

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٦ ص ٢٧٨

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ١٢١

[3] جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی تو اس کیلئے اس کا دس گنا ہے (سورۃ الأنعام ١٦٠)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کی نماز میں شرکت کرنے والے تین قسم کے آدمی ہیں ایک وہ آدمی جو خطبہ کے وقت میں کوئی فعل غیبت یا فضول بات چیت کریں تو یہ لغو کام بھی اس کی نماز جمعہ کا حصہ ہے (جمعہ کی فضیلت وثواب ان کے حق میں کچھ نہیں) دوسرے وہ شخص جو خطبہ کے وقت کوئی کلام یا فعل عبث تو نہیں کرتا لیکن (خطبہ سننے کے بجائے) دعا مانگنے میں مشغول ہو جاتا ہے تو اللہ کو اختیار ہے اس کو عطاء کرے یا نہ کرے تیسرے وہ شخص جو بغیر کسی مسلمان کی گردنیں پھلانگے اور بغیر کسی کو ایذاء دیئے (خاموشی سے) بیٹھتا ہے تو ایسے ہی لوگوں کے لئے جمعہ کی نماز اس جمعہ سے لے کر آئندہ جمعہ تک کفارہ سیئات ہوتی ہے اور تین دن مزید کیلئے بھی کفارہ ہے گناہوں کا...... اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ جو ایک نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لئے دس گنا اجر ہے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١١١٣) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٨١/٢)

شرح الحدیث: قوله: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: یہ ہے کہ جمعہ کی نماز میں شرکت کرنے والے تین قسم کے آدمی ہیں: ① وہ لوگ جو خطبہ کیوقت میں کوئی فعل عبث یا بات چیت کریں ایسے لوگوں کا حکم یہ ہے کہ ان کے حصہ میں وہی لغو چیز آئے گی جمعہ کا ثواب اور اسکی فضیلت انکے حق میں کچھ نہیں، ② جو شخص خطبہ کے وقت میں کلام یا فعل عبث تو کچھ نہیں کرتا لیکن بجائے استماع خطبہ کے دعا مانگنے میں مشغول ہو جاتا ہے تو اسکے حق میں بھی فائدہ یقینی نہیں ہے، اللہ تعالی کو اختیار ہے اسکو عطا کرنے یا نہ کرے، ③ جو لوگ بغیر تخطی رقاب اور بغیر کسی کو ایذاء دیئے خاموشی کے ساتھ مسجد میں بیٹھیں تو ایسے ہی لوگوں کیلئے جمعہ کی نماز اس جمعہ سے لے کر آئندہ جمعہ تک کفارۂ سیئات ہوتی ہے اور تین دن مزید برآں۔

٢٣٧ـ بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمُحْدِثِ الْإِمَامَ

باب کسی کو حدث لاحق ہو جائے تو امام سے کسطرح اجازت لیکر جائے گا

یعنی اگر کسی مقتدی کو نماز میں حدث لاحق ہو جائے تو اب وہ مسجد سے جانے کے لئے امام سے کیسے اجازت طلب کرے اس لئے کہ امام تو نماز میں مشغول ہے۔

ترجمة الباب کی غرض: دراصل اس ترجمہ کے قائم کرنیکا منشا یہ ہے کہ کلام پاک میں ہے: وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ[1] یعنی صحابہ کرام آپ ﷺ کی مجلس سے بغیر استیذان کے نہیں جاتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو چاہئے کہ مجلس سے بغیر صدر مجلس کی اجازت کے نہ اٹھے، لہذا مقتدی کو بھی چاہئے کہ امام سے استیذان کے بغیر مسجد سے نہ نکلے، سو مصنف کی غرض بظاہر اس ترجمہ سے رخصت بیان کرنا ہے ترک استیذان کی کہ اس وقت میں استیذان ساقط ہے امام کے نماز میں مشغول ہونے کیوجہ سے یا اس طرح کہئے کہ غرض کیفیت استیذان کو بیان کرنا ہے اور وہ کیفیت یہ ہے

---

[1] اور جب ہوتے ہیں اس کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں (سورۃ النور، ٦٢)

جو حدیث الباب سے معلوم ہو رہی ہے فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ یعنی اپنی ناک کو ہاتھ سے پکڑ کر جائے، ناک پکڑنے میں گویا اظہار عذر ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے جا رہا ہوں۔

١١١٤ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَذْكُرَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

ترجمہ: حضرت عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں حدث لاحق ہو جائے تو اپنی ناک پکڑے اور پھر وہاں سے چلا جائے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں اس کو حماد بن سلمہ اور ابو اسامہ نے ہشام سے ان کے والد کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ جب وہ داخل ہو اور امام خطبہ دے رہا ہو اور اس روایت میں حضرت عائشہؓ کا واسطہ ذکر نہیں کیا (گویا روایت مرسل ہے)۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٠٩٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٢٢)

شرح الحدیث: قولہ: فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ: اخذ انف میں بظاہر اشارہ ہے رعاف کی طرف لیکن چونکہ اسکی یہاں تصریح نہیں اس لئے اسکو کذب نہیں کہہ سکتے، بلکہ یہ ستر العورۃ اور اخفاء القبیح کے قبیل سے ہے یعنی اپنے کسی عیب یا نقص کی پردہ پوشی، اپنے کسی نقص کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا بلا کسی ضرورت یا مصلحت کے مناسب نہیں، نیز ایسا کرنے میں لوگوں سے سلامتی ہے ورنہ وہ مذاق اڑائیں گے یا غیبت میں مبتلا ہوں گے، تو ایسا کرنا اپنے لحاظ سے بھی بہتر ہوا اور دوسروں کے لحاظ سے بھی۔

قولہ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَأَبُو أُسَامَةَ: گذشتہ روایت ابن جریج کی ہے جو انہوں نے ہشام سے روایت کی ہے، مصنف فرما رہے ہیں کہ حماد اور ابو اسامہ نے اس حدیث کو جب ہشام سے روایت کیا تو سند کے آخر میں عروہ کے بعد عائشہ کو ذکر نہیں کیا لہذا روایت مرسل ہو گئی تو کہنا یہ ہے کہ اس حدیث کے بعض رواۃ نے مسنداً اور بعض نے مرسلاً نقل کیا ہے۔

٢٣٨ - بَابُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب جب کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت داخل ہو جب امام خطبہ دے رہا ہو

یعنی اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت داخل ہو جبکہ خطبہ جمعہ ہو رہا ہو تو کیا اسوقت تحیۃ المسجد پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ امام شافعی واحمد اس کے قائل ہیں حنفیہ ومالکیہ منکر ہیں، اس باب میں مصنفؒ نے صرف ایک ہی حدیث ذکر کی ہے، یعنی سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ کا قصہ متعدد طرق سے۔

۱۱۱۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «قُمْ فَارْكَعْ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں اسوقت آیا جب کہ آپ ﷺ خطبہ جمعہ دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ اے فلاں کیا تو نے نماز پڑھ لی تو اس نے جواب دیا نہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اٹھ اور نماز پڑھ۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (۸۸۸) صحيح البخاري - الجمعة (۸۸۹) صحيح البخاري - الجمعة (۱۱۱۷) صحيح مسلم - الجمعة (۸۷۵) جامع الترمذي - الجمعة (۵۱۰) سنن النسائي - الجمعة (۱۳۹۵) سنن النسائي - الجمعة (۱۴۰۰) سنن النسائي - الجمعة (۱۴۰۹) سنن أبي داود - الصلاة (۱۱۱۵) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۱۱۲) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۱۱۴) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲۹۷/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۰۸/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۱۷/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۶۹/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۸۰/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۸۹/۳) سنن الدارمي - الصلاة (۱۵۵۱) سنن الدارمي - الصلاة (۱۵۵۵)

شرح الحدیث: اس شخص کا نام سلیک غطفانی ہے، جیسا کہ دوسری اور تیسری حدیث میں اس کی تصریح ہے اور یہی نام بخاری و مسلم کی روایت میں بھی ہے، ان کے نسب میں اختلاف ہے قیل سلیك بن هدبه وقیل سلیك ابن عمرو، لیکن طبرانی کی ایک روایت میں بجائے سلیک کے نعمان بن نوفل وارد ہے، علامہ عینیؒ کی رائے تو تعدد واقعہ کی ہے اور حافظ کا میلان عدم تعدد کی طرف ہے وہ کہتے ہیں کہ صحیح سلیک ہی ہے۔

شافعیہ و حنابلہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

حدیث کے جوابات: دوسرے حضرات نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں: ① دار قطنی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اس شخص کیلئے خطبہ روک کر کھڑے رہے وانصت عن الخطبة، ② یہ واقعہ شروع فی الخطبہ سے قبل پیش آیا چنانچہ امام نسائیؒ نے سنن کبریٰ میں باب قائم کیا بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ③ نسخ الکلام فی الصلاۃ سے پہلے کا واقعہ ہے اس لئے کہ خطبہ حکم میں صلاۃ کے ہے پھر جب خطبہ کے دوران امر بالمعروف و نہی عن المنکر ممنوع ہو گیا جو کہ فرض کام ہے تو تحیۃ المسجد بھی جو کہ نفل ہے بطریق اولیٰ منسوخ ہو گئی، قاله الطحاوی وابن العربی، ④ شخص مذکور کی خصوصیت ہے اس لئے کہ روایت میں آتا ہے کان ذا بَذَاذَةٍ کہ یہ شخص بہت خستہ حال اور نادار و فقیر تھا، ایک روایت میں ہے کَانَ سلیك عُریَانًا، تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اس پر صدقہ کرنے کی طرف متوجہ کرنے کیلئے خطبہ کے دوران اس کو نماز پڑھنے کا حکم فرمایا تاکہ لوگ اس کی خستہ حالی پر مطلع ہو کر اس کی اعانت کریں چنانچہ لوگوں نے اس کی اعانت کی کپڑے وغیرہ اس کی طرف پھینکے، کما فی رواية فَأَلْقَوْا ثِيَابًا[1]، ⑤ یہ شخص صاحب ترتیب تھا اور غالباً فجر کی نماز اس نے پڑھی نہیں تھی اس لئے آپ ﷺ نے اس کو اولاً قضا نماز

[1] عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج ٦ ص ۲۳۲ - ۲۳۳

پڑھنے کا حکم فرمایا، چنانچہ اس کی تائید بعض الفاظ روایت سے ہوتی ہے جیسے أصلّيت؟ يا فلان[1]، اس لئے کہ اگر تحیۃ المسجد سے اس حدیث کا تعلق ہوتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال کی حاجت نہ تھی اس لئے کہ وہ شخص آپ کے سامنے مسجد میں داخل ہوا تھا اور اس کا تحیۃ المسجد نہ پڑھنا ظاہر تھا، ⑥ یہ حدیث خبر واحد ہے جو احادیث صحیحہ اور نص قطعی کے خلاف ہے قال اللہ تعالی وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ[2]، تو اس وقت میں نماز پڑھنا استماع خطبہ کے خلاف ہے لہذا اس حدیث پر عمل نہیں کیا جائیگا، لیکن ایک اشکال باقی رہ گیا وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو قاعدہ کلیہ بیان فرمارہے ہیں اذا جاء احدکم یوم الجمعة والامام يخطب فليصل ركعتين، اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث مبیح ہے اور دوسری احادیث محرم ہیں اور قاعدہ ہے کہ محرم اور مبیح کے تعارض کیوقت محرم کو ترجیح ہوتی ہے واللہ تعالی أعلم۔

١١١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَا: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ: «أَصَلَّيْتَ شَيْئًا؟»، قَالَ: لَا، قَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزْ فِيهِمَا».

ترجمہ: حضرت جابرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سلیکؓ غطفانی آئے جس وقت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تم نے کچھ نماز پڑھی تو اس نے جواب دیا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تو پھر دو رکعت پڑھو اور ان دو رکعتوں کو مختصر ادا کرو۔

١١١٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يُحَدِّثُ، أَنَّ سُلَيْكًا جَاءَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ زَادَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزْ فِيهِمَا».

ترجمہ: طلحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ سلیک غطفانی آئے پھر گزشتہ حدیث کی مثل روایت کی اس میں یہ زیادتی کی کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایسے وقت آئے کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہئے کہ دو ہلکی رکعتیں پڑھ لیا کرے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٨٨٨) صحيح البخاري - الجمعة (٨٨٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١١٧) صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٥) جامع الترمذي - الجمعة (٥١٠) سنن النسائي - الجمعة (١٣٩٥) سنن النسائي - الجمعة (١٤٠٠) سنن النسائي - الجمعة (١٤٠٩) سنن أبي داود - الصلاة (١١١٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١١٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١١٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٩٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٠٨/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣١٧/٣) مسند أحمد -

---

[1] صحيح مسلم - كتاب الجمعة - باب التحية والإمام يخطب ٨٧٥

[2] اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو (سورۃ الأعراف ٢٠٤)

باقي مسند المكثرين (٣٦٩/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٨٠/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٨٩/٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٥١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٥٥)

٢٣٩ - بَابُ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آنے والوں کے متعلق حکم

١١١٨ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ».

ترجمہ: ابوالزاہریہ فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن صحابی رسول ﷺ عبداللہ بن بسرؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آیا تو عبداللہ بن بسرؓ فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو ایک شخص لوگوں کے (درمیانی صفیں چیرتا و گردنیں پھلانگتا) ہوا آگے آیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ بیٹھ جاکر تو (مسلمانوں کو) اذیت دینے والا ہے۔

تخریج: سنن النسائي - الجمعة (١٣٩٩) سنن أبي داود - الصلاة (١١١٨) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٨٨/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٩٠/٤)

شرح الحدیث: یعنی اگر کوئی شخص مقدم مسجد اور صف اول کی فضیلت کو حاصل کرنے کیلئے لوگوں کی گردنوں کی پھلانگتا ہو آگے بڑھے جمعہ کے روز تو اسکی ممانعت کا بیان، صف اول کی فضیلت حاصل کرنے کا یہ طریقہ غلط ہے کہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آگے جاکر بیٹھے بلکہ اس کا صحیح طریقہ تبکیر الی الجمعۃ ہے، جس کی فضیلت احادیث میں وارد ہے یعنی اول وقت میں مسجد پہونچ کر اس فضیلت کو حاصل کیا جائے نہ کہ تاخیر سے آرہے ہیں اور تخطی رقاب کرتے ہوئے اگلی صف میں پہونچنے کی کوشش کررہے ہیں، دراصل تخطی رقاب اکرام مسلم کیخلاف ہے بلکہ اس میں ایذاء مسلم ہے جو حرام ہے خواہ جمعہ کا دن ہو یا غیر جمعہ کا دن، لیکن چونکہ عموماً اس کی نوبت جمعہ ہی کے روز آتی ہے ہجوم ہونے کی وجہ سے اس لئے اسکی قید لگادیتے ہیں، امام نوویؒ نے اسکی حرمت کی تصریح کی ہے اور دوسرے حضرات نے مکروہ لکھا ہے، بعض سے اس میں تشدد منقول ہے کعب احبار سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں لَأَنْ أَدَعَ الْجُمُعَةَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ [1]۔

تخطی رقاب کب جائز ہے؟ لیکن اس میں کچھ مستثنیات ہیں، چنانچہ بعض علماء نے امام کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے

---

[1] المصنف لابن أبي شيبة - كتاب الصلاة - كتاب الجمعة - باب تخطي الرقاب يوم الجمعة ٥٥٢٦

یعنی اس کے حق میں جائز ہے گو اسکو بھی چاہئے کہ احتیاط سے آگے بڑھے ایسے ہی اگر اگلی صف میں فرجہ باقی ہے تو اسکو پر کرنے کیلئے تخطی رقاب کی اجازت ہے، ایسے ہی بعض علماء نے اس مسئلہ میں اس شخص کا بھی استثناء کیا ہے جس شخص کے گزرنے کو لوگ موجب برکت سمجھتے ہوں مثلاً پیر و مرشد یا اور کوئی بزرگ، نیز فقہاء نے قبل خروج الامام اور ایسے ہی عدم ایذاء کی صورت میں تخطی کی گنجائش لکھی ہے، اور عدم ایذاء یہ ہے کہ کسی کے کپڑے یا ہاتھ پاؤں کو نہ روندا جائے۔

وعيد شديد: ایک روایت مرفوعہ میں جس کی تخریج امام ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے کی ہے، تخطی رقاب پر سخت وعید وارد ہوئی ہے: مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ [1]، جو شخص تخطی رقاب کرے جمعہ کے دن تو اس کو جہنمیوں کو جہنم تک پہنچانے کیلئے پل بنایا جائے گا یعنی وہ اس کو روندتے ہوئے جائیں گے، یہ مطلب اس صورت میں ہے جبکہ اتُّخِذَ کو فعل مجہول پڑھا جائے، بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بہت سخت ہے صحیح یہ ہے کہ یہ معروف کا صیغہ ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اپنے جہنم میں جانے کے لئے راستہ ہموار کر لیا۔

٢٤٠ - بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَسُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

باب امام کے خطبہ کے دوران کوئی شخص اونگھنے لگے تو اس کے بارے میں شرعی حکم

١١١٩ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِ».

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو اونگھ آنے لگے اور وہ مسجد میں ہو (جمعہ والے دن جیسا کہ ترمذی کی روایت میں تصریح ہے) تو اسے چاہئے کہ اپنی اس جگہ سے دوسری جگہ پر چلا جائے۔

تخریج جامع الترمذي - الجمعة (٥٢٦) سنن أبي داود - الصلاة (١١١٩) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢٢/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٣٢/٢)

شرح الحديث قوله: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِ: ترمذی کی روایت میں يَوْمَ الْجُمُعَةِ کی زیادتی ہے إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

حدیث کا مطلب تو ظاہر ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن مسجد میں جا کر جس جگہ بیٹھا ہے اگر اسکو وہاں بیٹھے بیٹھے نعاس (اونگھ) آنے لگے تو اسکو وہاں سے اٹھ کر اپنی جگہ بدل دینی چاہئے، تاکہ اس نقل و حرکت اور تبدیل مکان سے اسکی نیند جاتی رہے، حدیث کے

[1] جامع الترمذي - كتاب الجمعة - باب ما جاء في كراهية التخطي يوم الجمعة ٥١٣. سنن ابن ماجه - كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها - باب ما جاء في النهي عن تخطي الناس يوم الجمعة ١١١٦

مضمون پر تو کوئی اشکال نہیں۔

مصنف کے ترجمہ پر اشکال: لیکن مصنفؒ نے اس میں اپنے اجتہاد سے جو عموم پیدا کیا ہے کہ خواہ خطبہ ہورہا ہو تب بھی اٹھ کر جانا چاہئے یہ موجب اشکال ہے اس لئے کہ خطبہ کیوقت میں انصات اور استماع کے علاوہ کسی دوسری چیز میں لگنا ممنوع ہے، حتیٰ کی احتباء کی بھی ممانعت ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ امام طحاویؒ فرماتے ہیں یہ حدیث حبوۂ متنافقہ پر محمول ہے، تو جب نشست بدلنے ہی کی ممانعت ہے تو تبدیل مجلس کی کیسے گنجائش ہوسکتی ہے، لیکن مصنف چونکہ اسکو جائز کہہ رہے ہیں لہذا کہاجائے گا کہ یہ انکا اپنا مسلک ہے۔

۲۴۱۔ بَابُ الْإِمَامِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ

جب امام خطبہ دے کر منبر سے اتر جائے تو گفتگو کی اجازت کے متعلق باب

امام صاحبؒ کے نزدیک خروج امام یعنی امام کے منبر پر پہونچنے سے لے کر فراغ عن الصلاۃ تک بات چیت کرنا مکروہ ہے اور صاحبین کے نزدیک خطبہ شروع ہونے سے اس کے ختم تک بات کرنا مکروہ ہے لہذا انکے نزدیک کلام بعد نزول الامام من المنبر جائز ہے لیکن یہ بھی واضح رہے کہ یہ مقتدی کے حق میں ہے، اور خود امام کے حق میں ظاہر یہ ہے کہ جائز ہے اور اس ترجمہ کا تعلق امام ہی سے ہے اس سے پہلے بَابُ الْإِمَامِ يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي خُطْبَتِهِ گزر چکا اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۱۲۰ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَرِيرٍ هُوَ ابْنُ حَازِمٍ - لَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَهُ مُسْلِمٌ، أَوْ لَا - عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ، فَيَقُومُ مَعَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الْحَدِيثُ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ عَنْ ثَابِتٍ هُوَ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ».

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا بعض مرتبہ آپ منبر سے اترتے اور کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس آکر اپنی حاجت بیان کرتا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو کر اسکی ضرورت پوری فرماتے اس کے بعد کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شاذ ہے جریر بن حازم اس حدیث کو نقل کرنے میں متفرد ہیں ان کے علاوہ کسی اور نے اس کو ثابت سے روایت نہیں کیا۔

تخریج صحيح البخاري - الأذان (٦١٦) صحيح البخاري - الأذان (٦١٧) صحيح البخاري - الاستئذان (٥٩٣٤) صحيح مسلم - الحيض (٣٧٦) جامع الترمذي - الجمعة (٥١٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤١٩) سنن أبي داود - الصلاة (١١٢٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١١٧) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٢٧/٣)

شرح الحدیث حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا بعض مرتبہ ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ منبر پر سے اترتے تو کوئی صاحب حاجت اپنی حاجت کے سلسلہ میں آپ ﷺ سے کلام کرنا چاہتا تو آپ ﷺ اس سے بات کر لیتے تھے

اس کے بعد نماز پڑھاتے تھے، لیکن مصنفؒ نے اس حدیث پر خود اشکال کیا چنانچہ فرماتے ہیں قَالَ أبو داؤد: الْحَدِيثُ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ عَنْ ثَابِتٍ، مصنفؒ فرمارہے ہیں کہ یہ حدیث منکر اور شاذ ہے جریر بن حازم اس کے ساتھ متفرد ہیں، ان کے علاوہ کسی اور نے اس کو ثابت سے روایت نہیں کیا، امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کے بارے میں یہی فرمایا کہ یہ وہم ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ جو بات اس حدیث میں مذکور ہے یعنی کسی صاحب حاجت کا آپ ﷺ سے کلام کرنا یہ جمعہ کی نماز اور خطبہ کا قصہ نہیں ہے بلکہ یہ واقعہ عشاء کی نماز کے وقت کا ہے ایک مرتبہ کی بات ہے کہ عشاء نماز کیلئے اقامت ہوچکی تھی نماز شروع ہونے والی تھی کہ ایک صاحبِ حاجت آپ ﷺ کے قریب ہوا اور آپ سے بات کرنے لگا۔

٢٤٢ ۔ بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً

باب ہے جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے اس کے متعلق حکم کا بیان

١١٢١ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے نماز کی ایک رکعت بھی پالی تو اس کو نماز مل گئی۔

تخریج صحيح البخاري – مواقيت الصلاة (٥٥٥) صحيح مسلم – المساجد ومواضع الصلاة (٦٠٧) سنن النسائي – المواقيت (٥٥٣) سنن النسائي – المواقيت (٥٥٤) سنن النسائي – المواقيت (٥٥٥) سنن النسائي – المواقيت (٥٥٦) سنن أبي داود – الصلاة (١١٢١) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٢٢) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٢٤١) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٢٦٥) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٢٨٠) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٣٧٦) موطأ مالك – وقوت الصلاة (١٥) سنن الدارمي – الصلاة (١٢٢٠)

شرح الحديث قوله: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ»: حدیث کے دو مطلب ہوسکتے ہیں: ① جو شخص کسی بھی نماز کا بقدر ایک رکعت کے وقت پالے تو اس کے ذمہ میں وہ نماز واجب ہوگئی جیسے کوئی شخص کسی نماز کے بالکل اخیر وقت میں اسلام میں داخل ہوا یا حائضہ اپنے حیض سے پاک ہوئی، ② اس سے فضیلت جماعت مراد ہے کہ جس نے ایک رکعت جماعت کے ساتھ پالی اس کو فی الجملہ فضیلت جماعت حاصل ہوگئی، اس حدیث میں اگرچہ جمعہ کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن صلاۃ اپنے عموم کی بناء پر جمعہ کو بھی شامل ہے۔

جمعہ کی نماز میں مسبوق ہونیوالے کا حکم: یہاں ایک مسئلہ اور اختلافی ہے وہ بھی اس حدیث سے مستنبط ہوتا ہے وہ یہ کہ اگر کوئی جمعہ کی نماز میں مسبوق ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ طائفة من السلف عطاء طاؤس ومجاہد کا مسلک یہ ہے کہ امام کے ساتھ دونوں رکعت کا ملنا ضروری ہے بلکہ خطبہ کا بھی، لہٰذا اگر کسی شخص سے خطبۂ جمعہ فوت ہوگیا تو وہ اب ظہر کی نیت

سے چار رکعت پڑھے، اور ائمہ ثلاثہ اور امام محمدؒ یہ فرماتے ہیں کہ صحت جمعہ کیلئے امام کے ساتھ کم از کم ایک رکعت کا پڑھنا ضروری ہے، اگر کسی کی دونوں رکعت امام کے ساتھ فوت ہو جائیں مثلاً التحیات میں آکر شامل ہو تو اسکی جمعہ کی نماز فوت ہو گئی اسی پر ظہر کی بناء کرنی چاہئے، اور شیخین امام ابو حنیفہؒ وابو یوسفؒ کے نزدیک امام کے ساتھ ایک رکعت کا ملنا ضروری نہیں بلکہ تسلیم امام سے پہلے جو شخص تکبیر تحریمہ کہہ کر شامل ہو جائے اس کے لئے جمعہ کی نماز درست ہے۔

جمہور کا استدلال حدیث الباب سے ہے، یہ حدیث سنن اربعہ کی ہے اور شیخین کا استدلال شیخین (بخاری و مسلم) کی حدیث سے ہے جو ہمارے یہاں بھی باب السعی الی الصلاۃ میں گزر چکی مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا. وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا [1] جتنی نماز امام کے ساتھ ملے اس کو امام کے ساتھ پڑھ لو اور جو امام کے ساتھ ملنے سے فوت ہو جائے اس کو پورا کر لو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو نماز امام کے ساتھ پڑھنے سے فوت ہوئی ہے اسی کو پڑھا جائے اور ظاہر ہے یہاں جو نماز امام کے ساتھ فوت ہوئی ہے وہ صلاۃ جمعہ ہے لہذا مسبوق اسی کو پڑھے گا۔

۲۴۳ ۔ بَابُ مَا يَقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ

باب نماز جمعہ میں پڑھی جانے والی سورتوں کے متعلق

اس سلسلہ میں مصنفؒ نے تین حدیثیں ذکر کی ہیں۔

① نعمان بن بشیرؓ کی کہ آپ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے۔

② یہ بھی نعمان بن بشیرؓ ہی سے مروی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری میں سورۃ الغاشیہ۔

③ ابو ہریرہؓ کی حدیث، پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری میں سورۃ المنافقون۔

پہلی اور دوسری حدیث احد الصحیحین یعنی مسلم شریف میں بھی مذکور ہے اور امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں نہ کوئی ترجمۃ الباب قائم کیا اور نہ کوئی حدیث ذکر فرمائی، ائمہ فقہ کا اس میں اختلاف ہے۔

مختار ائمہ: منہل میں لکھا ہے امام شافعی واحمدؒ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری میں سورۃ المنافقون پڑھی جائے، اور امام مالک کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری سورۃ الغاشیہ، حنفیہ یوں کہتے ہیں کہ امام کو اختیار ہے جمعہ ہو یا غیر جمعہ جونسی سورت چاہے پڑھے [2]۔

اس سے پہلے بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ کے تحت میں بذل المجہود میں حسن بصریؒ کا قول مصنف ابن ابی شیبہ سے یہ نقل کیا ہے کہ يَقْرَأُ الْإِمَامُ بِمَا شَاءَ [3]، اور بعض صحابہ اور علماء سے کسی خاص سورت کے قصد کی کراہت نقل کی گئی ہے

[1] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب السعي إلى الصلاة ٥٧٢

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٦ ص ٢٩٣

[3] المصنف لابن أبي شيبة - كتاب الصلاة باب ما يقرأ في صلاة الجمعة ٥٥٠١ ج ٤ ص ١٣٩، بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٦٠

جیسے عبد اللہ بن مسعودؓ اور سفیان بن عیینہ ابو اسحاق مروزی۔
پھر جاننا چاہئے کہ حنفیہ کا مذہب وہ نہیں جو صاحب منہل اور دوسرے شراح لکھ رہے ہیں، بلکہ ہمارے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جو سورتیں احادیث میں منقول ہیں ان کا نماز میں احیاناً پڑھنا مندوب و مستحب ہے۔

١١٢٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ: بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ". قَالَ: «وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَقَرَأَ بِهِمَا».

ترجمہ: نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ اور عیدین دونوں میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے ہیں کہ کبھی عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جاتے تو دونوں میں یہ سورتیں پڑھا کرتے۔

تخریج: صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٨) جامع الترمذي - الجمعة (٥٣٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٤) سنن أبي داود - الصلاة (١١٢٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١١٩) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧٠/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧١/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧٣/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧٦/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧٧/٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٦٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٦٨)

١١٢٣ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِثْرِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: «كَانَ يَقْرَأُ بِهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ».

ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیرؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن سورۃ جمعہ کے بعد (دوسری رکعت میں) کونسی سورت تلاوت فرماتے تھے تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ (دوسری رکعت میں) هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ کی تلاوت فرماتے تھے۔

تخریج: صحيح مسلم - الجمعة (٨٧٨) جامع الترمذي - الجمعة (٥٣٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٤) سنن أبي داود - الصلاة (١١٢٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١١٩) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧٠/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧١/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧٣/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧٦/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٧٧/٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٦٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٦٨)

١١٢٤ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ: إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ، قَالَ: فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ

انْصَرَفَ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، «فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ».

ترجمہ ابن ابی رافع سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ہمیں جمعہ کے دن نماز پڑھائی تو ایک رکعت میں سورۃ الجمعہ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھی ابن ابی رافع فرماتے ہیں نماز کے بعد جب حضرت ابو ہریرہؓ فارغ ہو گئے تو میں ان سے ملا اور کہا کہ آپ نے دو سورتیں جو تلاوت فرمائیں حضرت علیؓ بھی ان دونوں سورتوں کو کوفہ میں پڑھا کرتے تھے تو ابو ہریرہؓ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی دو سورتیں نماز جمعہ میں تلاوت فرماتے ہوئے سنا۔

تخریج صحيح مسلم-الجمعة (٨٧٧) جامع الترمذي-الجمعة (٥١٩) سنن أبي داود-الصلاة (١١٢٤) سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها (١١١٨)

شرح الحدیث قولہ: عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ: یہ جعفر، جعفر صادق ہیں جو بیٹے ہیں محمد باقر کے، بیٹے کا لقب صادق اور باپ کا لقب باقر ہے اہل بیت میں سے ہیں، سلسلۂ نسب اس طرح ہے جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب، حضرت حسینؓ کے بیٹے کا نام بھی علی ہے، اور لقب زین العابدین ہے۔

١١٢٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ: بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ".

ترجمہ حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ پڑھا کرتے تھے۔

تخریج سنن النسائي-الجمعة (١٤٢٢) سنن أبي داود-الصلاة (١١٢٥)

٢٤٤ - بَابُ الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَبَيْنَهُمَا جِدَارٌ

باب مقتدی اور امام کے درمیان اگر کوئی دیوار ہو اس کے متعلق حکم کے بارے میں

مسئلۃ الباب اور حدیث الباب کو سمجھنے کیلئے اولاً جمہور علماء اور حنفیہ کا فقہی اختلاف سمجھ لیجئے۔

وہ یہ ہے کہ شافعیہ وغیرہ کے نزدیک اختلاف مکان صحت اقتداء سے مانع نہیں، مثلاً امام مسجد میں ہو اور مقتدی خارج مسجد، یا یہ کہ امام سڑک کی اس طرف ہو اور مقتدی دوسری طرف درمیان میں سڑک حائل ہو، یا درمیان میں کوئی نہر حائل ہو سامنے سے امام مقتدی کو نظر آرہا ہو بلکہ صحت اقتداء سے مانع ان کے یہاں حیلولت ہے، حیولت بھی وہ جو موجب اشتباہ حال امام ہو نہ کہ نفس حیولت، اور حنفیہ کے نزدیک ان دونوں میں سے ہر ایک صحت اقتداء سے مانع ہے اختلاف مکان بھی اور وہ حیلولت بھی [1] جس

---

[1] ففي الدر المختار ان كان الطريق نافذا فمانع والالا...... (والحائل لا يمنع) الاقتداء (إن لم يشتبه حال إمامه) بسماع أو رؤية (ولم يختلف المكان) حقيقة ولا حكما اه (رد المحتار على الدر المختار-ج ٢ ص ٣٣٣-٣٣٤)۔

سے مقتدی پر اپنے امام کا حال مشتبہ ہو رہا ہو یعنی یہ پتہ نہ چل رہا ہو کہ وہ اس وقت کونسا رکن اداء کر رہا ہے، اس کے بعد اب آپ مضمون حدیث سنیئے۔

١١٢٦ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: «صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِهِ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَةِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نیت باندھ رکھی تھی حجرہ سے باہر۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٩٦) سنن أبي داود - الصلاة (١١٢٦)

شرح الحدیث: یعنی ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے حجرہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نیت باندھ رکھی تھی حجرہ سے باہر۔

شرح حدیث بحیث یخل بہ المقام: حجرہ کے مصداق میں دو قول ہیں، حجرہ عائشہؓ جو حضور ﷺ اور ان کا مسکن تھا، یا حجرۃ الحصیر یعنی مسجد کے ایک کونے میں بوریا قائم کر کے اعتکاف وغیرہ کے موقع پر آپ کیلئے ایک حجرہ سا بنا دیا جاتا تھا، پس اگر یہاں حدیث میں حجرہ سے حجرۃ الحصیر مراد ہے تب تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ نہ تو یہ اختلاف مکان کی صورت ہے اور نہ ایسی حیلولت جو موجب اشتباہ ہو، لہذا حدیث کسی کے خلاف نہیں، اور اگر حجرہ سے حجرۂ عائشہؓ مراد ہے تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اختلاف مکان پایا گیا جو حنفیہ کے نزدیک مانع عن الاقتداء ہے، لہذا حدیث حنفیہ کے خلاف ہوئی اور جمہور کے خلاف اس لئے نہیں کہ ان کے یہاں اختلاف مکان تو بہر حال مانع عن الاقتداء نہیں ہے البتہ حیلولت ان کے نزدیک مانع ہے، اور یہاں اگرچہ حیلولت بھی پائی گئی مگر ایسی حیلولت نہیں جو موجب اشتباہ ہو، اس لئے کہ بخاری کی روایت میں ہے فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تو جب مقتدیوں کو حضور ﷺ نظر آرہے تھے تو اشتباہ حال کہاں پایا گیا، لہذا حنفیہ کو جواب کی فکر کرنی چاہیے۔

ایک جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہاں حدیث میں حجرۃ الحصیر مراد ہے، اس لئے کہ اگر حجرۂ عائشہؓ مراد ہو تو پھر یہ اشکال ہوگا کہ آپ ﷺ صحابہ کو کیسے نظر آرہے تھے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے، کیا حجرۂ شریفہ کی دیواریں ایسی مختصر اور چھوٹی تھیں کہ باہر کا آدمی اندر کے آدمی کو دیکھ لے، ایک جواب تو یہ ہوا یہ جواب تو ہے منعی، دوسرا جواب تسلیمی ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ حجرہ سے مراد حجرۂ عائشہؓ ہی ہے، تو اختلاف مکان کا جواب یہ ہوگا کہ ہمارے یہاں مانع عن الاقتداء وہ اختلاف مکان ہے جو حقیقۃً بھی ہو اور حکماً بھی، یہاں اختلاف مکان اگرچہ حقیقۃً پایا گیا مگر حکماً نہیں، اس لئے کہ مسجد میں صحابہ کی جو صف لگی ہوئی تھی وہ حجرہ کے دروازہ سے متصل تھی، اور حجرۂ شریفہ کا دروازہ مشہور ہے کہ مسجد کی جانب کھلا ہوا تھا تو جب مسجد کی صفیں حجرہ شریفہ کے دروازے تک پہنچ گئی تو اتصال صفوف کی وجہ سے مکان حکماً متحد ہو گیا، فالحمد للہ علی ذلک کسی صورت میں

حدیث ہمارے خلاف نہ ہوئی، مجھے اس حدیث کے حل کرنے میں بہت غور کرنا پڑا، واللہ الموفق ولہ الحمد والمنۃ۔

۲۴۵۔ بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی نماز کے بعد سنتیں پڑھنے کے متعلق باب

اس باب سے مقصود جمعہ کے دن کی سنتوں کو بیان کرنا ہے، لیکن مصنفؒ نے ترجمہ کو سنن بعدیہ کیساتھ خاص کیا ہے سنن قبلیہ سے ترجمہ میں کوئی تعرض نہیں کیا، حضرت امام بخاریؒ نے ترجمہ اس طرح قائم کیا ہے بَاب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا، انہوں نے ترجمہ میں ذکر تو دونوں کا کیا ہے لیکن خلاف قیاس ذکر میں بعدیہ کو مقدم اور قبلیہ کو مؤخر کر دیا جس کی یقیناً کوئی وجہ ہو گی، وجہ وہ یہی ہے کہ جو حدیث امام بخاریؒ نے باب کے تحت میں ذکر کی ہے اس میں سنن قبلیہ کا ذکر ہی نہیں ہاں امام بخاریؒ نے رواتب ظہر والی روایت ذکر فرمائی ہے جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ قبل الظہر رکعتین اور اس طرح بعد الظہر رکعتین پڑھتے تھے۔

شراح بخاری نے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ جمعہ کی نماز کو ظہر پر قیاس کرتے ہوئے جو سنتیں ظہر کے لئے مشروع ہیں انہیں کو بطریق قیاس جمعہ کے لئے بھی ثابت کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ جمعہ ظہر کی نماز کا بدل ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ کی اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو سنن ابوداؤد میں مذکور ہے (باب کی پہلی حدیث یہی ہے)۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ جمعہ کی سنن بعدیہ تو بالاتفاق ثابت ہیں اور ائمہ اربعہ بھی ان کے قائل ہیں، امام ترمذیؒ امام شافعی واحمدؒ کا مذہب رکعتین بعد الجمعہ نقل کیا ہے، اور طرفین کے نزدیک بعد کی سنتیں چار رکعت ہیں، اور امامؒ ابویوسف کے نزدیک چھ رکعت ہیں، اور امام مالکؒ کا مشہور مذہب جو آگے اپنے مقام پر آئے گا یہ ہے کہ وہ رواتب کے مطلقاً قائل ہی نہیں سوائے سنت الفجر کے، غرضیکہ جمعہ کی سنن بعدیہ کے ثبوت پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

جمعہ کی سنن قبلیہ میں مذاہب ائمہ: البتہ سنن قبلیہ میں اختلاف ہے، حنابلہ اس کے قائل نہیں اور مصنفؒ بھی حنبلی ہیں اسی لئے ترجمہ میں بھی ان کو ذکر نہیں کیا، اور حافظ ابن قیمؒ حنبلی نے تو سنن قبلیہ کا شدت سے انکار کیا ہے، اس طور پر کہ حضور ﷺ کا معمول جمعہ کی نماز کیلئے خروج بعد الزوال کا تھا، یعنی زوال کے بعد متصلاً حجرۂ شریفہ سے مسجد میں تشریف لاتے اور سیدھے منبر پر پہونچ جاتے تھے تو سنن قبلیہ کا وقت ہی کہاں ہوتا تھا! اور شافعیہ کی اس میں دو روایتیں ہیں، نفی، اثبات، امام نوویؒ نے اثبات کو ترجیح دی ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے۔

۱۱۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي مَقَامِهِ، فَدَفَعَهُ، وَقَالَ: أَتُصَلِّي الْجُمُعَةَ أَرْبَعًا؟ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَيَقُولُ: «هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ نے ایک شخص کو جمعہ کے دن (نماز جمعہ کے بعد اسی فرض کی جگہ) اپنی جگہ پر دو رکعت سنتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تو اسے منع فرمایا اور کہا کیا تم جمعہ چار رکعات پڑھ رہے ہو۔ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ جمعہ کے دن اپنے گھر میں (نماز جمعہ کے بعد) دو رکعتیں اداء فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٨٩٥) صحيح البخاري - الجمعة (١١١٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٩) صحيح مسلم - الجمعة (٨٨٢) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢٢) سنن النسائي - الإمامة (٨٧٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٨) سنن أبي داود - الصلاة (١١٢٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١١/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٣٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٩٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٢٣/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٠٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٤)

١١٢٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: «كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطِيلُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ، وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَيُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ».

ترجمہ: نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ جمعہ کی نماز سے پہلے نماز بہت لمبی پڑھتے اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھا کرتے اور بتایا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٨٩٥) صحيح البخاري - الجمعة (١١١٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٩) صحيح مسلم - الجمعة (٨٨٢) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢٢) سنن النسائي - الإمامة (٨٧٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٨) سنن أبي داود - الصلاة (١١٢٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١١/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٣٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٩٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٢٣/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٠٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٤)

شرح الحدیث: قوله: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطِيلُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ، وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ: یہ فعل اگرچہ ابن عمرؓ کا ہے اور اس لحاظ سے یہ حدیث موقوف ہے، لیکن آگے وہ فرمارہے ہیں أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ اس لئے یہ حدیث مرفوع ہوگئی۔

سنن قبلیہ کا ثبوت: اس حدیث سے صلاۃ قبل الجمعہ وبعد الجمعہ دونوں کا ثبوت ہو رہا ہے اسی لئے بعض شراح بخاری نے لکھا ہے (کما تقدم قریباً) کہ امام بخاریؒ کا اشارہ ترجمۃ الباب کے ذریعہ سے اسی حدیث ابن عمرؓ کی طرف ہے مگر چونکہ یہ حدیث امام بخاریؒ کی شرط کے موافق نہ تھی اس لئے اس کو نہیں لیا صرف اشارہ اس کی طرف کر دیا، لیکن حافظؒ کو اس حدیث

سے سنن قبلیہ کے ثبوت میں اشکال ہے، اول تو اس لئے کہ کَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ کا اشارہ بعض نے کہا کہ صرف وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ کیطرف ہے مجموعہ کیطرف نہیں، اور دوسرا اشکال حافظ نے سنن قبلیہ کے بارے میں وہی کیا جو اوپر حافظ ابن قیم سے نقل کیا جا چکا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ يطيل الصلوة قبل الجمعة سے کیا مراد ہے اگر قبل الزوال مراد ہے تب تو یہ جمعہ کا وقت نہ ہونے کی وجہ سے یہ جمعہ کی سنتیں کہاں ہوئیں، اور اگر یہ کہا جائے کہ بعد الزوال مراد ہے تو پھر یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے اس لئے کہ آپ ﷺ تو زوال کے بعد فوراً مسجد میں تشریف لاتے اور اسی وقت منبر پر تشریف لیجاتے اور اول وقت میں جمعہ کی اذان شروع ہو جاتی تھی پھر سنتوں کا وقت کہاں؟ [1]

مزید دلائل: جاننا چاہئے کہ قائلین سنن قبلیہ کا استدلال ابن عمرؓ کی اس حدیث کے علاوہ اور بھی بعض دوسری احادیث سے ہے مثلاً عبد اللہ بن مغفلؓ کی حدیث متفق علیہ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ [2]، اس حدیث کے عموم میں جمعہ کی اذان بھی آجاتی ہے اور بعض صریح روایات بھی ہیں، چنانچہ سنن ابن ماجہ اور طبرانی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا [3] ۔ لکن فيه مبشر بن عبيد من الوضاعين ایسے ہی حجاج بن ارطاة اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہیں، علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایۃ میں اور بھی متعدد روایات ذکر کی ہیں جن میں سے بعض ایسی بھی ہیں جن کی سند پر انہوں نے کوئی کلام اور نقد نہیں کیا، اسی طرح امام ترمذیؒ فرماتے ہیں وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: «أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا» [4] ۔ یہ پہلے گزر چکا کہ امام نوویؒ نے بھی ثبوت ہی کے قول کو اختیار فرمایا ہے۔

١١٢٩ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ، أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ، يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَى مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ، فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا صَنَعْتَ، إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ، فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلَّمَ، أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذَلِكَ، أَنْ «لَا تُوصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتَّى يَتَكَلَّمَ أَوْ يَخْرُجَ».

ترجمہ: عمر بن عطاء بن ابی الخوار فرماتے ہیں کہ نافع بن جبیر نے انھیں سائب بن یزید بن نمر کے پاس بھیجا جو کہ نمر کے بھانجے ہیں تاکہ میں ان سے جا کر یہ سوال کروں کہ کیا ہے تمہاری وہ چیز جس کو حضرت معاویہؓ نے ان سے (سائب سے) ہے

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ٢ ص ٤٢٦

[2] صحيح البخاري كتاب الأذان باب كم بين الأذان والإقامة ومن ينتظر الإقامة ٥٩٨: صحيح مسلم كتاب الصلاة المسافرين وقصرها باب بين كل أذانين صلاة ٨٣٨

[3] سنن ابن ماجه – كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها - باب ما جاء في الصلاة قبل الجمعة ١١٢٩، المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ١٢٦٧٤ (ج ١٢، ص ١٢٩)

[4] جامع الترمذي – كتاب الجمعة – باب ما جاء في الصلاة قبل الجمعة وبعدها ٥٢٣

دیکھا ہے (مطلب یہ ہے کہ تمہارے اور معاویہ کے درمیان کیا واقعہ پیش آیا تھا اور تمہارے کس فعل کو دیکھ کر انہوں نے نکیر فرمائی تھی) انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ مقصورہ میں نماز جمعہ ادا کی نماز کے سلام کے بعد میں نے سنتوں کی نیت فورا بلا فصل اسی جگہ باندھ لی معاویہ اور جب اپنی نماز پڑھ کر گھر چلے گئے تو انہوں نے مجھے بلانے کیلئے ایک آدمی بھیجا اور فرمایا دوبارہ ایسا نہ کرنا جب تم جمعہ کے فرض پڑھ چکو تو اس کے بعد (فورا) سنتیں وغیرہ مت پڑھو یا تو کلام کے ذریعہ یا جگہ بدل کر فرض اور سنت میں فصل کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے اس بات کا حکم فرمایا کہ (فرض) نماز سے نہ ملاؤ دونوں کے درمیان یا تو کلام سے یا فرض کی جگہ سے ہٹنے کے ذریعہ فصل کرلو۔

تخریج صحیح مسلم - الجمعة (۸۸۳) سنن أبي داود - الصلاة (۱۱۲۹) مسند أحمد - مسند الشامیین (۹۵/٤) مسند أحمد - مسند الشامیین (۹۹/٤)

شرح الحدیث قوله: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ، أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ، يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَى مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ: عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ مجھ کو نافع بن جبیر نے سائب بن یزید کے پاس بھیجا (یہ سائب صغار صحابہ میں سے ہیں) تاکہ میں ان سے جاکر یہ سوال کروں کہ کیا ہے تمہاری وہ چیز جس کو حضرت معاویہؓ نے تم سے دیکھا (مطلب یہ ہے کہ تمہارے اور معاویہؓ کے درمیان کیا واقعہ پیش آیا تھا اور تمہارے کس فعل کو دیکھ کر انہوں نے نکیر فرمائی تھی) انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت معاویہؓ کیساتھ مقصورہ میں نماز جمعہ اداء کی نماز کے بعد میں نے سنتوں کی نیت فورا بلا فصل اسی جگہ باندھ لی، معاویہؓ جب اپنی نماز پڑھ کر اندر گھر میں چلے گئے تو انہوں نے مجھ کو بلایا اور فرمایا فرض نماز کے بعد اسی جگہ سنت نہیں پڑھنی چاہئے، فرض اور نفل میں وصل نہیں کرنا چاہئے بلکہ فصل ہونا چاہئے جس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ پڑھے یا درمیان میں کلام وغیرہ کے ذریعہ فصل ہو جائے۔

اس حدیث میں مقصورہ کا لفظ آیا ہے، مقصورہ اس مختصر سے کمرہ کو کہتے ہیں جو مسجد میں محراب کی جگہ بنایا جاتا تھا تاکہ اس میں امام اور اس کے خواص نماز پڑھ سکیں، امام نوویؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مقصورہ کا مسجد میں بنانا جائز ہے اگر امیر اسمیں مصلحت اور ضرورت سمجھے، پہلے زمانہ میں خلفاء کیلئے یہ بنایا جاتا تھا، سب سے پہلے اس کو حضرت معاویہؓ نے اپنے تحفظ کیلئے بنوایا تھا جبکہ ایک خارجی نے ان پر حملہ کر دیا تھا، قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ مقصورہ میں نماز جمعہ اس وقت جائز ہو سکتی ہے جبکہ اس میں نماز پڑھنے کی اجازت عام ہو، اور اگر چند لوگوں کیلئے مخصوص ہو تو پھر اس میں نماز صحیح نہ ہوگی (اس لئے کہ اس صورت میں وہ مقصورہ حکم جامع سے خارج ہو جائے گا یا یوں کہئے کہ اذن عام صحت جمعہ کے شرائط میں سے ہے) حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مقصورہ میں نماز نہیں پڑھتے تھے اور اگر پہلے سے اس میں ہوتے تو نماز کھڑی ہونے پر باہر آجاتے تھے [1]۔

۱۱۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ الْمَرْوَزِيُّ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ

---

[1] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج — ج٦ ص: ١٧٠

يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ، تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعًا، وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذَلِكَ».

ترجمہ عطاء فرماتے ہیں جب ابن عمرؓ مکہ میں ہوتے تھے تو جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد ذرا آگے بڑھ کر اولاً دو رکعت پڑھتے پھر اس کے بعد ذرا اور آگے بڑھ کر چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور جب مدینے میں ہوتے تو (چونکہ آپ کا گھر بالکل مسجد سے متصل تھا اس لئے) جمعہ پڑھ کر گھر لوٹ جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور مسجد میں کوئی اور نماز نہ پڑھتے ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٨٩٥) صحيح البخاري - الجمعة (١١١٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٩) صحيح مسلم - الجمعة (٨٨٢) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢٢) سنن النسائي - الإمامة (٨٧٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٨) سنن أبي داود - الصلاة (١١٣٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١١/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٣٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٩٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٢٣/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٠٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٤)

شرح الحديث قوله: عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ: قال کی ضمیر عطاء کی طرف اور کان کی ابن عمرؓ کی طرف راجع ہے یعنی ابن عمرؓ جب مکہ میں ہوتے تھے تو جمعہ کی نماز کے بعد ذرا آگے بڑھ کر اولاً دو رکعت اور اس کے بعد پھر تھوڑا سا آگے ہو کر چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور جب وہ مدینہ میں ہوتے تھے تو جمعہ کی نماز کے بعد بجائے مسجد کے گھر آکر صرف دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

شراح نے لکھا ہے کہ شاید اس فرق کی وجہ یہ ہو کہ آپؐ کا مکان مکہ میں حرم سے دور ہو اس لئے حرم ہی میں سنتیں پڑھ لیتے تھے اور مدینہ میں چونکہ آپ کا بیت جس میں آپ مقیم تھے وہ بالکل مسجد سے متصل تھا اس لئے وہاں پڑھتے تھے۔

١١٣١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: - قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ - قَالَ: - «مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ، فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا» . وَتَمَّ حَدِيثُهُ، وَقَالَ ابْنُ يُونُسَ: «إِذَا صَلَّيْتُمُ الْجُمُعَةَ فَصَلُّوا بَعْدَهَا أَرْبَعًا» . قَالَ: فَقَالَ لِي أَبِي: «يَا بُنَيَّ، فَإِنْ صَلَّيْتَ فِي الْمَسْجِدِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَتَيْتَ الْمَنْزِلَ - أَوِ الْبَيْتَ - فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (ابن صباح فرماتے ہیں کہ) رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے بعد کوئی نماز پڑھے تو چاہئے کہ چار رکعت پڑھے ابن صباح کی حدیث یہاں تک مکمل ہو گئی دوسرے راوی ابن یونس فرماتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) جب تم جمعہ کی نماز پڑھ لو تو اس کے بعد چار رکعت پڑھو سہیل راوی کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ اے بیٹے اگر تم نے مسجد میں ہی دو رکعت پڑھ لیں پھر گھر یا اپنی قیام گاہ میں آ کر تو وہاں بھی دو رکعت پڑھ لیا کرو۔

تخریج صحيح مسلم - الجمعة (٨٨١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٦) سنن أبي داود - الصلاة (١١٣١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤٤٢/٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤٩٩/٢) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٥)

١١٣٢ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ». قَالَ أَبُو دَاوُد: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھا کرتے۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اسی طرح عبداللہ بن دینار نے ابن عمرؓ سے روایت کیا۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٨٩٥) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٩) صحيح مسلم - الجمعة (٨٨٢) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢٢) سنن النسائي - الإمامة (٨٧٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٨) سنن أبي داود - الصلاة (١١٣٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١١/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٣٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٩٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٢٣/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٠٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٤)

١١٣٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ، «يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَيَنْمَازُ عَنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْجُمُعَةَ قَلِيلًا، غَيْرَ كَثِيرٍ»، قَالَ: «فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ»، قَالَ: «ثُمَّ يَمْشِي أَنْفَسَ مِنْ ذَلِكَ، فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ»، قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَمْ رَأَيْتَ ابْنَ عُمَرَ يَصْنَعُ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِرَارًا. قَالَ أَبُو دَاوُد: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَلَمْ يُتِمَّهُ.

ترجمہ عطاء سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے بعد جب سنتیں پڑھنے کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی فرض نماز پڑھنے کی جگہ سے تھوڑا سا ہٹتے اور جدا ہوتے تھے (اس جگہ سے جہاں جمعہ کی نماز پڑھی تھی) اور دو رکعتیں پڑھتے اور پھر اور تھوڑا ہٹتے اور چار رکعت پڑھتے، میں نے عطاء سے کہا آپ نے کتنی مرتبہ ابن عمرؓ کو اس طرح کرتے دیکھا انہوں نے جواب دیا کئی مرتبہ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن ابی سلیمان نے اس کو روایت کیا لیکن اس کو مکمل ذکر کیا۔

شرح الحديث قوله: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ، يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَيَنْمَازُ عَنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْجُمُعَةَ: يَنْمَازُ امتیاز سے ہے، میز کے معنی جدا کرنا اس کو باب انفعال میں لے گئے، ابن عمرؓ جمعہ کی نماز کے بعد سنتیں پڑھتے تھے، پس ہٹتے اور جدا ہوتے تھے اس جگہ سے جہاں جمعہ کی نماز پڑھی ہے قلیلا تھوڑا سا، اور دو رکعت پڑھتے تھے، ثُمَّ يَمْشِي أَنْفَسَ مِنْ ذَلِكَ اور پھر تھوڑا اور ہٹتے تھے اور چار رکعت پڑھتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ ابن عمرؓ جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھتے تھے، اولا دو پھر چار، حنفیہ میں سے امام ابو یوسفؒ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن وہ فرماتے ہیں کہ پہلے چار رکعت پڑھی جائیں، پھر دو، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے لا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةٍ مِثْلَهَا [1]۔

٢٤٦۔ بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

نماز عیدین کے متعلق باب

صلوات مخصوصہ کا بیان چل رہا ہے اس سلسلہ کی ایک نماز یعنی نماز جمعہ کا بیان گزر چکا، عیدین سے مراد عید الفطر اور عید الاضحی ہے۔

وجہ تسمیہ: عید عَوْد سے ماخوذ ہے، دراصل عِوْدٌ تھا قاعدۂ اعلال واؤ ساکن ماقبل مکسور پائے جانے کی وجہ سے عید ہو گیا، بعض تو وجہ تسمیہ یہ لکھتے ہیں یہ عَوْد سے ماخوذ ہے کیونکہ یہ دن ہر سال خوشی اور مسرت کو لے کر لوٹتا ہے اسلئے عید کہتے ہیں اور مسرت وخوشی کس بات کی ہے؟ وہ تکمیل صیام اور مغفرت ذنوب اور جہنم سے خلاصی کی ہے اسلئے عید الفطر رمضان المبارک کے بعد کا پہلا دن ہے اور ماہ رمضان میں گناہوں کی معافی اور جہنم سے خلاصی کا ہونا بکثرت روایات سے ثابت ہے، اور عید الاضحی کا دن یوم عرفہ کے بعد آتا ہے اور یوم عرفہ افضل الایام ہے اس میں لاکھوں انسان حج جیسی عظیم عبادت کرتے ہیں، اس میں بھی بکثرت گناہ معاف ہوتے ہیں اور جہنم سے خلاصی ہوتی ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ عید کے دن کی خوشی اسی شخص کیلئے ہے جس نے رمضان المبارک کی قدر دانی کر کے اپنے گناہوں سے معافی کا پروانہ حاصل کر لیا ہو لا لمن لبس الجديد واكل الثريد، نیز کہا گیا ہے کہ عید کا یہ تسمیہ عائدہ سے ماخوذ ہے بمعنی فائدہ وانعام، اس دن چونکہ عوائد (انعامات الٰہیہ) کی کثرت ہوتی ہے اس بناء پر اسکو عید کہا جاتا ہے۔

عید الفطر کی نماز لکھا ہے کہ ۲ھ میں مشروع ہوئی اور اسی سنہ کے ماہ شعبان میں صوم کی فرضیت ہے۔

صلوۃ عید کا حکم: صلوة العيدين عند الحنفية واجب ہے، لانه عليه السلام مواظبة عليهما بغير ترك [2]، ولقوله

---

[1] المصنف لابن أبي شيبة — كتاب الصلاة — باب من كره أن يصلي بعد الصلاة مثلها ٦٠٥٠ ج ٤ ص ٢٩٣

[2] الهداية شرح بداية المبتدي — ج ٢ ص ١٢١

تعالى: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ [1] وقوله تعالى: وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ [2] کہا گیا [3] ہے کہ آیت اولیٰ عید الاضحی پر محمول ہے اس کی نماز اور قربانی، اور آیت ثانیہ کا اشارہ عید الفطر کی طرف ہے، اور جمہور کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے، ابوسعید اصطخری اور امام احمدؒ کے مشہور مذہب میں فرض کفایہ ہے، الجوهرة النيرة میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے اس میں دو قول ہیں الأول إنها واجبة وهو المشهور وقيل سنة مؤكدة قال في المبسوط وهو الأظهر [4]۔

۱۱۳۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ".

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو (اہل مدینہ) کو دیکھا کہ ان کے دو دن سال میں ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ کھیل کود (خوشیاں) کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا ہم زمانہ جاہلیت میں ان دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو (خوشی منانے کیلئے) ان دو دنوں کے بدلے دو اور بہتر دن عطاء کیئے عید الضحیٰ کا دن اور عید الفطر کا دن۔

تخریج سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٥٦) سنن أبي داود - الصلاة (١١٣٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٠٣/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٧٨/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٣٥/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٥٠/٣)

شرح الحديث قوله: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ آپ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو جو مسلمان وہاں بستے تھے ان کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ سال کے دو دن میں کھیل کود کرتے اور خوشی مناتے ہیں آپ ﷺ کے سوال پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان دونوں میں خوشی منانے کا سلسلہ ہمارے یہاں پہلے سے جاری ہے زمانہ جاہلیت سے، ان دونوں سے مراد نوروز اور مہرجان ہے، نوروز یکم جنوری جس میں آفتاب کی تحویل برج حمل میں ہوتی ہے، اور مہرجان میں آفتاب کی تحویل برج میزان میں ہوتی ہے لکھا ہے کہ یہ دونوں دن حرارت اور برودت کے اعتبار سے بہت معتدل ہوتے ہیں اور یہ کہ دن اور رات میں ان برابر ہوتے ہیں۔

---

[1] سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر (سورة الكوثر ٢)

[2] اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی (سورة البقرة ١٨٥)

[3] اس پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ جب صلوتین العیدین کا ثبوت نص قطعی سے ہے تو عیدین کی نماز فرض ہونی چاہئے، جواب یہ ہے کہ یہ نص ثبوت کے اعتبار سے تو گو قطعی ہے لیکن دلالت کے اعتبار سے قطعی نہیں یعنی ان دونوں آیتوں سے جس مضمون کو ثابت کیا جا رہا ہے ان آیتوں کی دلالت اس پر قطعی نہیں ہے، دوسرے معنی کا بھی احتمال ہے، قطعی الثبوت کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ قطعی الدلالت بھی ہو، اور فرضیت اس وقت ثابت ہو سکتی ہے جب وہ نص قطعی الثبوت والدلالت دونوں ہو، ١٢م۔

[4] الجوهرة النيرة على مختصر القدوري - ج ١ ص ١١٢

کہا گیا ہے کہ قدیم زمانہ کے حکماء واقفین علم ہیئت نے ان دنوں کو اختیار کیا تھا، دوسرے لوگ ان کا اس میں اتباع کرتے رہے یہاں تک کہ انبیاء تشریف لائے تو انہوں نے اس کا ابطال اور تردید فرمائی، چنانچہ آگے حدیث میں آپ ﷺ بھی فرمارہے ہیں إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا کہ اللہ تعالیٰ نے اے مسلمانو تم کو اظہار تشکر اور خوشی منانے کیلئے ان دو دنوں کے بدلہ میں دو اور دن عطاء کئے ہیں جو ان سے بہتر ہیں یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر۔

یہ دو دن ان سے کیوں بہتر ہیں؟ وجہ اس کی ظاہر ہے کہ ان دنوں کا انتخاب حکماء و فلاسفہ کیطرف سے تھا، اور ان دو دنوں کا انتخاب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور انبیاء و اولیاء کیطرف سے ہے۔

کفار کے تہواروں میں شرکت: علماء نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ کفار کے تہوار اور خوشی کے دنوں میں مسلمانوں کو خوشی منانا سخت ترین معصیت ہے، ابو حفص کبیر الحنفی فرماتے ہیں کہ جو شخص نیروز میں کسی مشرک کو کوئی معمولی سا ہدیہ مثلاً بیضہ اس یوم کی تعظیم کے اعتقاد کے ساتھ بھیجے تو وہ کافر ہو جائے گا، اور اسکے تمام اعمال حبط ہو جائیں گے، اور اگر تعظیم یوم کے طور پر نہیں بلکہ صرف اظہار محبت و تعلق کیلئے ایسا کرے تب کفر نہ ہو گا، البتہ تشبہ کی وجہ سے مکروہ ضرور ہو گا، احتراز اس سے بھی ضروری ہے۔

٢٤٧ - بَابُ وَقْتِ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ

باب عید کی نماز کیلئے نکلنے کے وقت کا بیان

عید کی نماز کا وقت بالاتفاق ارتفاع شمس سے زوال تک ہے، اگر عید کی نماز پہلے دن اسکے وقت نہ پڑھی گئی تو بعد میں اسکی قضاء ہے یا نہیں؟ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس کا مستقل باب آگے آرہا ہے۔

١١٣٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُمَيْرٍ الرَّحَبِيُّ، قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ، صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّاسِ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ، أَوْ أَضْحَى، فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ، فَقَالَ: «إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هَذِهِ»، وَذَلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ.

ترجمہ: یزید بن خمیر الرحبی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن بسرؓ جو صحابی رسول ﷺ ہیں لوگوں کے ہمراہ عید الفطر یا عید الضحیٰ کے دن نماز عید کیلئے نکلے تو انہوں نے امام کی تاخیر پر نکیر فرمائی اور فرمایا کہ (حضور ﷺ کے زمانے میں) ہم اسوقت تو (عید کی نماز پڑھ کر) بھی فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ یزید راوی کہتے ہیں یہ وہ وقت تھا جس میں نفل نماز پڑھنا جائز ہو گیا یعنی اشراق کے وقت رسول اللہ ﷺ نماز عید ادا فرماتے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١١٣٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣١٧)

شرح الحدیث: قوله: إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هَذِهِ: مضمون حدیث یہ ہے کہ عبداللہ بن بسرؓ جو کہ ایک صحابی

ہیں وہ حضور ﷺ کے بعد اپنے زمانہ میں لوگوں کے ساتھ عید کی نماز کیلئے گئے لیکن امام صاحب اس وقت تک عید گاہ نہیں پہنچے تھے تو انہوں نے اس تاخیر کو محسوس کیا اور اس پر نکیر فرمائی اور فرمایا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تو ہم اس وقت تک عید کی نماز پڑھ کر فارغ بھی ہو جایا کرتے تھے۔

قوله: وَذٰلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ: یہ بظاہر عبداللہ بن بسرؓ کا کلام ہے، مطلب یہ ہے کہ عید کی نماز کا اول وقت اور اس کے وقت کی ابتداء اسی وقت سے ہو جاتی ہے جس وقت تسبیح یعنی نفل نماز پڑھنا جائز ہوتا ہے، یعنی سورج نکلنے کے جتنی دیر بعد نفل نماز پڑھنا جائز ہوتا ہے وہی عید کی نماز کا بھی وقت ہے (لہٰذا عید اول وقت ہی میں پڑھنی چاہئے) (کذا فی المنہل [1])، اور حضرتؒ نے بذل میں یہ لکھا ہے کہ ذٰلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ یزید بن خمیر کا کلام ہے اور لفظ ذٰلِكَ کا اشارہ اس وقت کی طرف ہے، جس میں پہونچنے سے امام نے تاخیر کی تھی، اور مراد یزید بن خمیر کی یہ ہے کہ جس وقت تک امام نہیں آیا تھا یہ وہ وقت تھا جس میں نفل پڑھنا جائز ہو جاتا ہے (یعنی اول وقت عید) [2]۔

فائدہ: یہ تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عید کی نماز کا وقت ارتفاع شمس سے زوال تک ہے، مزید اس میں یہ جانئے کہ بعض روایات میں یہ آتا ہے کہ آپ ﷺ عید الفطر کی نماز اس وقت اداء فرماتے تھے جبکہ سورج دو نیزہ کی بلندی پر ہو اور بعض میں یہ آتا ہے کہ عید الاضحی کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ایک نیزہ پر ہو۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي بنا يوم الفطر والشمس على قيد رمحين والاضحى على قيد رمح [3]، اس سے معلوم ہوا کہ عید الاضحی کی نماز میں تعجیل [4] اور عید الفطر میں نسبتاً تاخیر مسنون ہے۔

٢٤٨۔ بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ

باب عید کی نماز کیلئے عورتوں کے نکلنے کے بارے میں

عورتوں کا خروج عام نمازوں میں اور جو کچھ اس میں اختلاف ہے وہ اپنے مقام پر گزر چکا، اس باب میں خاص عید کی نماز کے خروج نساء کو بیان کرنا مقصود ہے کہ کیا عورتیں عید کی نماز کیلئے عید گاہ جا سکتی ہیں یا نہیں؟

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٦ ص ٣٠٨

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ١٦١

[3] قوله ووقتها من ارتفاع الشمس إلى زوالها أما الابتداء فلأنه عليه الصلاة والسلام كان يصلي العيد والشمس على قيد رمح أو رمحين (البحر الرائق شرح كنز الدقائق - ج ٢ ص ٢٨٠)

[4] حکمت و مصلحت اس میں یہ لکھی ہے کہ عید الاضحی میں نماز سے فراغ کے بعد قربانی اور اس کے متعلقہ امور کو انجام دینا ہے لہٰذا نماز بھی جلدی کیجائے بخلاف عید الفطر کے کہ وہاں نماز کے بعد عید سے متعلق کوئی اور خاص کام نہیں، ایک اور بات بھی ہے کہ عید الاضحی میں نماز سے قبل امساک یعنی ترک اکل وشرب مستحب ہے، اور مستحب یہ ہے کہ اس دن اکل وشرب کی ابتداء اضیافت اللہ یعنی قربانی کے گوشت سے ہو، ١٢ منہ۔

۱۱۳۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، وَيُونُسَ، وَحَبِيبٍ، وَيَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، وَهِشَامٍ فِي آخَرِينَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ يَوْمَ الْعِيدِ. قِيلَ: فَالْحُيَّضُ؟ قَالَ: «لِيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ»، قَالَ: فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لِإِحْدَاهُنَّ ثَوْبٌ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: «تُلْبِسُهَا صَاحِبَتُهَا طَائِفَةً مِنْ ثَوْبِهَا».

ترجمہ ام عطیہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم گوشہ نشین لڑکیوں کو بھی عید کے دن (نماز عید کیلئے) نکالیں آپ سے دریافت کیا گیا کہ حائضہ عورتیں اس دن کیا کریں گی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انکو بھی مجامع خیر وبرکت میں حاضر ہونا چاہئے مسلمانوں کی دعامیں شریک ہونا چاہئے راوی فرماتے ہیں ایک عورت نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول اگر کسی عورت کے پاس کپڑا (برقع یا چادر) نہ ہو تو کیا کرے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکی سہیلی اسکو اپنی چادر کا ایک حصہ اوڑھادے۔

شرح الحدیث قولہ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ يَوْمَ الْعِيدِ. قِيلَ: فَالْحُيَّضُ؟ ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ عید کے روز ہم گوشہ نشین لڑکیوں کو بھی نماز عید کیلئے نکالیں، خدور خدر کی جمع ہے خدر پردہ کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق گھر کے اس کونے پر بھی ہوتا ہے جس پر پردہ لٹکا رہتا ہے جس میں عام طور پر باکرہ لڑکیاں اٹھتی بیٹھتی ہیں، جب حدیث میں ذوات الخدور کے نکلنے کا حکم ہے تو اس سے بڑی عمر کی عورتوں کا حکم بطریق اولیٰ معلوم ہو گیا۔ آگے حدیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حائضہ عورتیں اس دن کیا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو بھی مجامع خیر وبرکت میں حاضر ہونا چاہئے، مسلمانوں کی دعامیں شریک ہونا چاہئے، نیز آپ ﷺ نے ایک عورت کے سوال پر فرمایا کہ جس عورت کے پاس برقع یا چادر وغیرہ نہ ہو تو اس کی سہیلی کو چاہئے کہ اس کو ستر کے لئے اپنی چادر کا ایک حصہ اڑھادے۔

مسئلۃ الباب میں مذاہب ائمہ: اس حدیث سے تو معلوم ہو رہا ہے کہ سب عورتوں کو نماز کیلئے عید گاہ جانا چاہئے، اب دیکھنا یہ ہے کہ اس میں فقہاء کیا کہتے ہیں؟ ائمہ میں سے امام احمدؒ کا اس حدیث پر عمل ہے ان کے نزدیک مطلقاً شابہ وغیر شابہ سب کیلئے یہ جائز ہے لیکن چند شرائط کے ساتھ، عدم التطیب، عدم التزین بالثیاب الفاخرۃ، اور بعض علماء کے نزدیک عورتوں کا عید کی نماز کے لئے جانا مطلقاً مکروہ ہے جیسے سفیان ثوری ابراہیم نخعی اور ابن المبارک وغیرہ، تیسرا مذہب اس میں ائمہ ثلاثہ حنفیہ شافعیہ مالکیہ کا ہے وہ فرماتے ہیں یجوز للعجائز دون الشواب، لیکن انہیں شرطوں کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں، اس سے معلوم ہوا کہ جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس مسئلہ میں نماز عید اور عام نمازوں کے حکم میں کوئی فرق نہیں سب کا حکم یکساں ہے البتہ حنابلہ نماز عید میں اور دوسری نمازوں میں فرق کے قائل ہیں اور ظاہر احادیث سے حنابلہ ہی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ دوسری نمازوں میں خروج کی ترغیب کسی حدیث میں نہیں صرف اجازت وارد ہے بخلاف صلوۃ عید کے کہ اس میں آپ

ﷺ امر بالخروج فرمارہے ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

۱۱۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: «وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ» وَلَمْ يَذْكُرِ الثَّوْبَ». قَالَ: وَحَدَّثَ عَنْ حَفْصَةَ، عَنِ امْرَأَةٍ تُحَدِّثُهُ عَنِ امْرَأَةٍ أُخْرَى قَالَتْ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُوسَى فِي الثَّوْبِ.

ترجمہ محمد بن سیرینؒ ام عطیہ سے اسی حدیث سے متعلق روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حائضہ عورتیں مسلمانوں کی عید گاہ سے علیحدہ ایک طرف بیٹھ جائیں اور راوی نے کپڑے کا ذکر نہیں کیا اور راوی فرماتے ہیں اور حفصہؓ کے واسطے سے ایک عورت نے کسی عورت کا واقعہ ذکر کیا کہ اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا پھر اسی طرح روایت ذکر کی جسطرح موسی کی ثواب والی روایت ہے۔

شرح الحدیث قوله: وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ: یعنی حائضہ عورتیں جب نماز کیلئے عید گاہ جائیں تو عید گاہ سے علیحدہ ایک طرف بیٹھ جائیں، یہ اعتزال کا حکم اسلئے نہیں کہ حائضہ کو عید گاہ میں داخل ہونا ممنوع ہے کیونکہ عید گاہ مسجد کے حکم میں نہیں بلکہ اسلئے کہ قطع صفوف لازم نہ آئے اگر سب عورتوں کے ساتھ مل بیٹھی رہیں گی نیز اس جگہ کے ملوث ہونے کا بھی احتمال ہے۔

۱۱۳۸ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَتْ: وَالْحُيَّضُ يَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ.

ترجمہ ام عطیہ سے گزشتہ حدیث کی مانند مروی ہے اسمیں یہ اضافہ ہے کہ حائضہ عورتیں تمام لوگوں سے پیچھے ہونگی اور وہ بھی حاضرین مجلس کے ساتھ عیدین کی تکبیر میں شریک ہونگی۔

تخریج صحيح البخاري - الحيض (٣١٨) صحيح البخاري - الصلاة (٣٤٤) صحيح البخاري - الجمعة (٩٢٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣٨) صحيح البخاري - الحج (١٥٦٩) صحيح مسلم - صلاة العيدين (٨٩٠) جامع الترمذي - الجمعة (٥٣٩) سنن النسائي - الحيض والاستحاضة (٣٩٠) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٥٨) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٥٩) سنن أبي داود - الصلاة (١١٣٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٠٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٠٨) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨٤/٥) سنن الدارمي - الصلاة (١٦٠٩)

شرح الحدیث قوله: فَيُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ: یعنی خارج صلوۃ، اسلئے کہ وہ تو نماز میں شامل ہی نہیں ہیں البتہ تکبیر کہنے میں دوسروں کے ساتھ شریک رہیں۔

۱۱۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ يَعْنِي الطَّيَالِسِيَّ، وَمُسْلِمٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: «أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْكُنَّ، وَأَمَرَنَا بِالْعِيدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ فِيهِمَا الْحُيَّضَ، وَالْعُتَّقَ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا وَنَهَانَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ».

ترجمہ: ام عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ (فتح مکہ کے بعد واپس) تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انصاری عورتوں کو ایک مکان میں جمع فرمایا تو ہمارے پاس حضرت عمرؓ بن الخطاب کو (اپنی طرف سے بیعت کرنے کیلئے) بھیجا وہ دروازہ پر جاکر کھڑے ہوگئے اور (باہر ہی سے انہوں نے) ہمیں سلام کیا ہم عورتوں نے حضرت عمرؓ کے سلام کا جواب دیا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے تمہاری طرف بھیجا ہوا ہوں اور حضور ﷺ نے از خود ہمیں حکم دیا دونوں عیدوں میں ہم حائضہ (بالغ) اور قریب البلوغ لڑکیوں کو لے جائیں اور یہ کہ ہمارے اوپر جمعہ فرض نہیں ہے اور ہمیں جنازوں میں شرکت سے منع فرمایا۔

تخریج: صحيح البخاري - الحيض (٣١٨) صحيح البخاري - الصلاة (٣٤٤) صحيح البخاري - الجمعة (٩٢٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣٨) صحيح البخاري - الحج (١٥٦٩) صحيح مسلم - صلاة العيدين (٨٩٠) جامع الترمذي - الجمعة (٥٣٩) سنن النسائي - الحيض والاستحاضة (٣٩٠) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٥٨) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٥٩) سنن أبي داود - الصلاة (١١٣٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٠٨) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٨٤/٥) سنن الدارمي - الصلاة (١٦٠٩)

شرح الحدیث: قولہ: عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ: یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے یعنی آپ ﷺ فتح مکہ کے بعد جب مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو اس وقت آپ ﷺ نے انصاری عورتوں کو ایک مکان میں جمع کر کے بیعت فرمایا تھا، بذل [1] میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے روز مکہ میں آپ ﷺ پر يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ [2]، آیت شریفہ جس میں بیعت کا مضمون مذکور ہے نازل ہوئی تھی، اس موقع پر آپ ﷺ نے مردوں کو صفا پر بیعت فرمایا تھا اور عورتوں کو صفا کے نیچے، اسکے بعد پھر مدینہ منورہ واپسی پر انصاری عورتوں کو بیعت فرمایا جو کہ بیعت النساء کے نام سے مشہور ہے، بیعت میں جن چیزوں پر عہد لیا گیا تھا وہ اس آیت کے اندر مذکور ہیں اور یہ آیت سورہ ممتحنہ میں ہے۔

آگے حدیث میں بیعت کی صورت مذکور ہے وہ یہ آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو اپنی طرف سے بیعت کرنے کیلئے انصاری عورتوں کے پاس بھیجا وہ دروازہ پر جاکر کھڑے ہوگئے اور باہر ہی سے انہوں نے ان کو سلام کیا عورتوں نے اس کا جواب دیا پھر فرمایا کہ میں حضور ﷺ کی جانب سے بھیجا ہوا آیا ہوں بیعت کرنے کیلئے اور مضمون آیت پر ان سے بیعت لی۔

قولہ: أَنْ نُخْرِجَ فِيهِمَا الْحُيَّضَ، وَالْعُتَّقَ: عتق عاتق کی جمع ہے اس کی جمع عواتق بھی آتی ہے باکرہ لڑکی کو کہتے ہیں یا بمعنی شابہ

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج٦ ص١٦٧

[2] اے نبی جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو (سورۃ الممتحنۃ ١٢)

یا بالغہ یا وہ جو قریب البلوغ ہو اس سے پہلے ذوات الخدور کا لفظ حدیث میں آچکا اسی کیطرف اشارہ ہے۔

۲۴۹۔ بَابُ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ

باب ہے (عید) کے دن خطبہ کے بیان میں

عیدین کا خطبہ سنت ہے بخلاف خطبۂ جمعہ کے کہ وہ واجب ہے اور شرط بھی اسی لئے نماز پر مقدم ہے اور خطبۂ عیدین بالاتفاق نماز سے مؤخر ہے۔

۱۱۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، ح وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ، خَالَفْتَ السُّنَّةَ: أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب (مروان امیر مدینہ تھا تو) ایک مرتبہ مروان نے عید کے دن منبر باہر نکلوا رکھا تھا اور عید کی نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر اعتراض کیا کہ اے مروان آپ نے (دو کاموں میں) سنت کے خلاف کیا ایک تو عید کے دن منبر باہر نکلوایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منبر باہر نہیں نکلتا تھا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ عید منبر پر نہیں دیتے تھے) اور دوسرے نماز سے پہلے آپ نے خطبہ دیا تو ابو سعید خدریؓ نے پوچھا یہ شخص کون تھا لوگوں نے بتلایا فلاں بن فلاں تھا تو انہوں نے فرمایا اس شخص نے اپنے ذمہ جو حق تھا اسے ادا کر دیا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اگر ہاتھ سے اسے روک سکے تو ہاتھ سے روک دے اگر اس پر قادر نہ ہو تو زبان سے روک دے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل سے (اس کو برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

تخریج: صحيح مسلم - الإيمان (٤٩) جامع الترمذي - الفتن (٢١٧٢) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (٥٠٠٨) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (٥٠٠٩) سنن أبي داود - الصلاة (١١٤٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٧٥) سنن ابن ماجه - الفتن (٤٠١٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٠/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٠/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤٩/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥٣/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٩٢/٣)

شرح الحديث: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ: ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم جبکہ مروان امیر مدینہ تھا، عید کی نماز کیلئے عید گاہ پہونچے تو وہاں جا کر دیکھا کہ مروان نے خطبہ دینے کیلئے منبر نکلوا رکھا تھا پھر جب نماز کا وقت آیا تو مروان نے ابتداء خطبہ سے کی اور نماز کو مؤخر کر دیا۔

قوله: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ. خَالَفْتَ السُّنَّةَ: ایک شخص نے کھڑے ہو کر مروان پر اعتراض کیا کہ آپ نے دو کام خلاف سنت کئے، ایک اخراج المنبر جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ عید منبر پر نہیں دیتے تھے اور دوسری چیز ابتداء بالخطبۃ، اس پر ابو سعید الخدریؓ نے فرمایا کہ اس نہی عن المنکر کرنے والے نے حق ادا کر دیا۔

مروان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنے خطبہ میں اہل بیت علیؓ واصحاب علیؓ پر تعریض اور ان کی مذمت کرتا تھا، اس لئے بہت سے لوگ اس کا خطبہ بغیر سنے اٹھ جایا کرتے تھے جب اس نے یہ دیکھا تو پھر دوسری حرکت یہ کی کہ خطبہ کو نماز پر مقدم کر دیا کیونکہ بغیر نماز کے لوگ واپس نہیں ہوسکتے تھے اس لئے مجبوراً ان کو خطبہ سننا پڑتا تھا، فَقَامَ رَجُلٌ کے بارے میں حافظؒ نے لکھا ہے کہ شاید اس سے مراد ابو مسعود بدری ہیں جیسا کہ مصنف عبد الرزاق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکیر کرنے والے خود ابو سعید خدریؓ تھے پس ہوسکتا ہے کہ یہ دو واقعہ الگ الگ ہوں [1]۔

اول من قدم الخطبة: تقدیم خطبہ کے بارے میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یقال إن أول من خطب قبل الصلاة مروان بن الحکم [2]، اس پر کوکب میں لکھا ہے یعنی بنیت فاسد ہوزنہ مروان نے پہلے خطبہ کی تقدیم عثمان بن عفانؓ کر چکے ہیں، لیکن ان کی تقدیم کا منشا کچھ اور تھا وہ یہ کہ ان کے زمانہ تک مسلمانوں کی بہت کثرت ہو گئی تھی اخیر تک عید گاہ پہونچتے ہی رہتے تھے تو انہوں نے اس خیال سے کہ لوگوں کی نماز عید فوت نہ ہو نماز کو خطبہ سے مؤخر فرما دیا تھا اور اس پر اس زمانہ کے صحابہ یا تابعین میں سے کسی نے انکار نہیں فرمایا لہذا ان کا یہ فعل فعل حسن ہوا [3]۔

حضرت شیخؒ نے حاشیہ کوکب میں لکھا ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں تقدیم الخطبۃ علی الصلوۃ کو اولیات عثمانؓ سے شمار کیا ہے، نیز یہ بھی کہا گیا ہے أول من قدم الخطبة على الصلوة معاوية، جیسا کہ مصنف عبد الرزاق کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے [4]، لیکن بعض علماء جن میں ملا علی قاریؒ بھی ہیں (کما فی البذل) نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ یا معاویہؓ کی جانب تقدیم خطبہ کی نسبت غلط ہے اسلئے کہ حدیث الباب میں تصریح ہے کہ مروان سے پہلے ایسا کسی نے نہیں کیا [5]، چنانچہ بخاری کی روایت میں ہے فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ الخ [6]، اسی طرح بخاری شریف کی ایک دوسری روایت میں ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ۲ ص ۴۵۰

[2] جامع الترمذي - كتاب العيدين - باب في صلاة العيدين قبل الخطبة ۵۳۱

[3] الكوكب الدري على جامع الترمذي - ج ۱ ص ۴۲۹ - ۴۳۰

[4] الكوكب الدري على جامع الترمذي - ج ۱ ص ۴۳۰

[5] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح - ج ۳ ص ۵۰۲. بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ۱۷۱.

[6] صحيح البخاري - كتاب العيدين - باب الخروج إلى المصلى بغير منبر ۹۱۳. صحيح مسلم في أوائل كتاب صلاة العيدين ۸۸۹

كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ[1]، اسی طرح علامہ عینیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ عثمانؓ کی طرف اسکی نسبت درست نہیں[2]۔

تنبیہ: حدیث الباب میں مذکور ہے أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ، اس میں یہ اشکال ہے کہ یہ بخاری و مسلم کی روایت کے خلاف ہے بخاری شریف میں ہے ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں امیر مدینہ مروان کے ساتھ عید گاہ پہونچا تو وہاں پہونچ کر دیکھا ایک منبر بنا ہوا تھا جس کو کثیر بن الصلت نے بنایا تھا تو مروان نے اس پر خطبہ کیلئے چڑھنے کا ارادہ کیا، اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہاں منبر بنا ہوا تھا تو پھر اخراج منبر جو ابوداؤد کی روایت میں مذکور ہے اس کا کیا مطلب؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ابوداؤد کی روایت بناء منبر سے پہلے کی ہے، ہو سکتا ہے کہ مروان ابتداء میں مصلی میں رکھواتا ہو پھر بعد میں لوگوں کے اعتراض پر بجائے اس کے مستقل وہیں بنوالیا ہو۔

وجوب تبلیغ: اس حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا امر مذکور ہے منہل[3] میں لکھا ہے کہ یہ امر بالاجماع وجوب کیلئے ہے، قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دعائم اسلام سے ہے (اسلام کا ایک اہم رکن) جسکے وجوب پر سب کا اتفاق ہے، بجز روافض کے، صاحب منہل لکھتے ہیں کہ امر بالمعروف کیلئے شرط نہیں کہ امر کرنے والا خود بھی عامل ہو اسلئے کہ یہاں پر دو حق جمع ہو رہے ہیں ایک خود برائی سے رکنا، دوسرا دوسرے کو برائی سے روکنا، یہ دونوں حق الگ الگ اور مستقل ہیں ایک حق کے نہ پائے جانے سے دوسرا حق ساقط نہیں ہوگا، یہ الگ بات ہے کہ درجۂ کمال یہ ہے کہ خود بھی عامل ہو۔

تبلیغ کس کس پر واجب ہے؟ اور وہ پھر آگے لکھتے ہیں کہ اسلام کے وہ واجبات جو بالکل ظاہر ہیں جیسے نماز اور روزہ ایسے ہی وہ محرمات جن کی حرمت مشہور ہے جیسے زنا و شرب خمر وغیرہ ان چیزوں کی تبلیغ میں علماء و غیر علماء سب برابر ہیں یہ فریضہ سب پر یکساں عائد ہوتا ہے البتہ اسلام کے جو احکام مخفی اور غیر ظاہر ہیں ان کا ابلاغ علماء کے ساتھ خاص ہے۔

١١٤١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ، فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ»، قَالَ: تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِينَ وَيُلْقِينَ. وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ: فَتَخَتَهَا.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے عطاء کہتے ہیں کہ میں نے جابرؓ سے یہ کہتے ہوئے سنا نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کے دن پہلے عید کی نماز ادا فرمائی خطبہ سے پہلے پھر لوگوں سے خطبہ ارشاد فرمایا پھر جب آپ ﷺ فارغ ہو گئے تو

---

1. صحيح البخاري – كتاب العيدين – باب الخطبة بعد العيد ٩١٩
2. عمدة القاري شرح صحيح البخاري – ج٦ ص ٢٨٠
3. المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود – ج٦ ص ٣١٦

منبر سے اتر کر عورتوں کے حصے میں تشریف لائے اور انہیں نصیحت فرمائی اس حال میں کہ آپ ﷺ حضرت بلالؓ کے بازو پر سہارا لگائے ہوئے تھے اور حضرت بلالؓ نے اپنا کپڑا پھیلایا ہوا تھا جس میں عورتیں اپنے صدقات ڈال رہی تھیں کوئی عورت اسمیں انگوٹھی (بالی وغیرہ) ڈال رہی تھیں اور یہ حال تھا کہ کوئی ادھر سے ڈال رہی تھی اور کوئی ادھر سے ڈال رہی تھی، اور ابن بکر نے کہا فَتَخَتَهَا (یعنی تاء کے ساتھ)۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩١٥) صحيح البخاري - الجمعة (٩١٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣٥) صحيح مسلم - صلاة العيدين (٨٨٥) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٦٢) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٧٥) سنن أبي داود - الصلاة (١١٤١) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٩٦/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣١٠/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣١٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣١٨/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٨١/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٨٢/٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٦٠٢) سنن الدارمي - الصلاة (١٦٢٠)

شرح الحديث قوله: فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ: لفظ نَزَلَ پر اشکال ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ منبر وغیرہ کسی بلند چیز پر خطبہ دے رہے تھے، اور پہلے گزر چکا کہ یہ خلاف سنت ہے آپ ﷺ سے عید گاہ میں منبر پر خطبہ دینا ثابت نہیں، اسی لئے حافظؒ نے اس لفظ کی تاویل کی ہے وہ یہ کہ نزول سے مراد نزول من مكان عالٍ الی سافل نہیں ہے بلکہ مطلق انتقال من مكانٍ الی مكانٍ ہے [1]۔

مضمون حدیث: یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز کے بعد خطبہ اولاً مردوں کو دیا، عورتیں عید گاہ میں چونکہ علیحدہ اور ایک طرف تھیں وہاں تک خطبہ کی آواز نہیں پہونچتی تھی اسلئے آپ مردوں کی جگہ سے منتقل ہو کر جس جانب عورتیں تھیں وہاں تشریف لے گئے، حضرت بلالؓ آپ کے خادم ساتھ تھے، آپ ﷺ ان کے ہاتھ کے سہارے سے چل رہے تھے، آپ ﷺ تو خطبہ دینے میں مشغول تھے حضرت بلالؓ نے کپڑا بچھا رکھا تھا (کیونکہ آپ ﷺ خطبہ میں صدقہ کی ترغیب بھی دیتے تھے اسلئے) عورتیں اس میں اپنے پہننے کے زیور کان کی بالی ہاتھ اور پاؤں کی انگوٹھی غرضیکہ جس کے پاس جو تھا وہ اس کپڑے پر ڈال رہی تھی، ہمارے حضرت شیخؒ فرمایا کرتے تھے کہ اہل مدارس جلسوں میں جو چندہ کرتے ہیں اسکی اصل یہ حدیث ہے وَيُلْقِينَ وَيُلْقِينَ، ادھر سے یہ ڈال رہی ہے ادھر سے وہ ڈال رہی ہے، وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ: فَتَخَتَهَا ایک راوی نے فَتَخَهَا اور ایک نے فَتَخَتَهَا کہا، فتخة تاء کے ساتھ مفرد ہے اور فتخ بغیر تاء کے جمع ہے، بڑی انگوٹھی کو کہتے ہیں۔

١١٤٢ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَشَهِدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ " خَرَجَ يَوْمَ فِطْرٍ فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ، وَمَعَهُ بِلَالٌ - قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ: أَكْبَرُ عِلْمِ شُعْبَةَ - فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ ".

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ٢ ص ٤٦٧

ترجمہ: عطاء سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں ابن عباسؓ نے فرمایا اور ابن عباسؓ گواہی دیکر رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ عید الفطر کے دن عید گاہ تشریف لے گئے اور عید کی نماز پڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا پھر عورتوں کی طرف آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں شعبہ کا غالب گمان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں صدقہ نکالنے کا حکم فرمایا تو وہ خواتین (انگوٹھیاں، بالیاں وغیرہ) نکال کر ڈالنے لگیں۔

۱۱۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِمَعْنَاهُ قَالَ: فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَمَشَى إِلَيْهِنَّ وَبِلَالٌ مَعَهُ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ نے اسی گزشتہ روایت کے ہم معنی روایت کی اسمیں یہ الفاظ ہیں کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کو یہ گمان ہوا کہ عورتوں کو آواز نہیں پہنچی چنانچہ ان کی طرف تشریف لے گئے حضرت بلالؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ نے عورتوں کو وعظ و نصیحت فرما کر صدقہ کی ترغیب دی تو کوئی عورت حضرت بلالؓ کے کپڑے میں بالی اور کوئی عورت انگوٹھی ڈال رہی تھی۔

۱۱۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُعْطِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ، وَجَعَلَ بِلَالٌ يَجْعَلُهُ فِي كِسَائِهِ، قَالَ: فَقَسَمَهُ عَلَى فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ.

ترجمہ: عطاء نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ حدیث روایت کی اس میں ابن عباسؓ نے فرمایا عورتیں بالیاں اور انگوٹھیاں عطیہ کر رہی تھیں اور حضرت بلالؓ انہیں سمیٹ کر اپنی چادر میں جمع کر رہے تھے اور فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس مال کو مسلمان فقراء میں تقسیم کر دیا۔

تخریج: صحيح البخاري - العلم (۹۸) صحيح البخاري - الأذان (۸۲۵) صحيح البخاري - الجمعة (۹۱۶) صحيح البخاري - الجمعة (۹۱۹) صحيح البخاري - الجمعة (۹۲۱) صحيح البخاري - الجمعة (۹۳۲) صحيح البخاري - الجمعة (۹۳۴) صحيح البخاري - الزكاة (۱۳۶۴) صحيح البخاري - الزكاة (۱۳۸۱) صحيح البخاري - تفسير القرآن (۴۶۱۳) صحيح البخاري - النكاح (۴۹۵۱) صحيح البخاري - اللباس (۵۵۴۱) صحيح البخاري - اللباس (۵۵۴۲) صحيح البخاري - اللباس (۵۵۴۴) صحيح البخاري - الاعتصام بالكتاب والسنة (۶۸۹۴) صحيح مسلم - صلاة العيدين (۸۸۴) سنن النسائي - صلاة العيدين (۱۵۸۶) سنن أبي داود - الصلاة (۱۱۴۲) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۲۷۳) سنن الدارمي - الصلاة (۱۶۰۳) سنن الدارمي - الصلاة (۱۶۰۴) سنن الدارمي - الصلاة (۱۶۱۰)

۲۵۰- بَابُ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ

کمان پر سہارا لیکر خطبہ دینے کا بیان

۱۱۴۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي جَنَابٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ،

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نُوِّلَ [1] يَوْمَ الْعِيدِ قَوْسًا، فَخَطَبَ عَلَيْهِ».

ترجمہ: یزید بن البراء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو عید کے دن ایک کمان پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے اس پر سہارا لگا کر خطبہ دیا۔

شرح الحدیث: قوله: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نُوِّلَ يَوْمَ الْعِيدِ قَوْسًا، فَخَطَبَ عَلَيْهِ: نُوِّلَ ماضی مجہول کا صیغہ ہے تنویل سے بمعنی عطاء کرنا یعنی آپ ﷺ کو عید کے روز کمان پیش کی گئی آپ ﷺ نے اسکے سہارے پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا، أبواب الجمعة میں باب الرجل يخطب على قوس میں گزر چکا، اس کے متعلقات وہاں دیکھئے۔

۲۵۱ - بَابُ تَرْكِ الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ

باب عید کی نماز کے لئے اذان مشروع نہ ہونے کے بارے میں

عیدین کی نماز بلا اذان واقامت کے ہے عند الأئمة الأربعة، حافظ عراقیؒ اور ابن قدامہ حنبلی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے البتہ ابن قدامہ نے عبد اللہ بن زبیرؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ عیدین کیلئے اذان واقامت کے قائل تھے، اور بھی بعض حضرات کا نام اس میں لیا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے: أول من أذن في العيد ابن ابن زياد وقيل حجاج وقيل مروان وقيل معاويه، ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ معاویہؓ کی طرف اسکی نسبت غیر موثق طریق سے ہے۔

۱۱۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ، فَأَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً». قَالَ: «ثُمَّ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ». قَالَ: «فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ». قَالَ: «فَأَمَرَ بِلَالًا، فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

ترجمہ: عبد الرحمن بن عابس فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید گاہ میں حاضر ہوئے ہیں تو انہوں نے جواب دیا ہاں اور اگر میرا رسول اللہ ﷺ سے خصوصی رشتہ نہ ہوتا تو شاید میں بوجہ کمسنی کے عید گاہ نہ جا سکتا تھا (پھر فرمایا کہ) رسول اللہ ﷺ اس نشان کی جگہ جس کے قریب کثیر بن الصلت کا مکان تھا ادھر تشریف لائے (ادھر عید گاہ تھی) آپ نے نماز پڑھی اور خطبہ ارشاد فرمایا اور ابن عباسؓ نے عیدین کی نماز میں نہ اذان ذکر کی اور نہ ہی اقامت اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پھر آپ ﷺ نے صدقہ کا حکم فرمایا تو عورتیں اپنے کانوں اور گردنوں سے

---

[1] شیخ عوامہ نے اشارہ فرمایا ہے کہ اسکے ضبط میں اختلاف ہے، اور یہ تین طرح سے ضبط کیا گیا ہے، ایک نسخہ میں نُوْوِلَ، ایک نسخہ میں نُوِّلَ اور ایک نسخہ میں وتَوَكَّأَ ہے (كتاب السنن - ج ١ ص ١٢٢)۔

زیورات اتارنے لگیں، آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم فرمایا تو وہ عورتوں کے پاس (صدقات جمع کرنے کیلئے آئے) پھر آپ ﷺ کے پاس دوبارہ چلے گئے۔

تخریج صحيح البخاري - العلم (٩٨) صحيح البخاري - الأذان (٨٢٥) صحيح البخاري - الجمعة (٩١٦) صحيح البخاري - الجمعة (٩١٩) صحيح البخاري - الجمعة (٩٢١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣٢) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣٤) صحيح البخاري - الزكاة (١٣٦٤) صحيح البخاري - الزكاة (١٣٨١) صحيح البخاري - تفسير القرآن (٤٦١٣) صحيح البخاري - النكاح (٤٩٥١) صحيح البخاري - اللباس (٥٥٤١) صحيح البخاري - اللباس (٥٥٤٢) صحيح البخاري - اللباس (٥٥٤٤) صحيح البخاري - الاعتصام بالكتاب والسنة (٦٨٩٤) صحيح مسلم - صلاة العيدين (٨٨٤) صحيح مسلم - صلاة العيدين (٨٨٦) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٦) سنن أبي داود - الصلاة (١١٤٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٧٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٧٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٦٠٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٦٠٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٦١٠)

مضمون حدیث کسی شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ کیا حضور ﷺ کے زمانہ میں آپ حضور ﷺ کے ساتھ عید گاہ گئے ہیں اور عید کی نماز پڑھی ہے انہوں نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا ہے اور اگر میرا حضور سے خصوصی تعلق اور رشتہ نہ ہوتا تو شاید میں آپ کے ساتھ بوجہ کمسن ہونے کے عید گاہ نہ جا سکتا تھا (اس لئے کہ چھوٹے بچے بڑوں کے ساتھ بدون کسی خصوصی قرابت یا تعلق کے ایسے مجامع میں کہاں شریک ہوتے ہیں) یہ سب جانتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ حضور ﷺ کے چچا کے لڑکے تھے اور اس کے علاوہ علم و فضل عقل و دانش کے حامل تھے۔

قوله: فَأَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ: ابن عباسؓ حضور ﷺ کے عیدہ گاہ تشریف لیجانے کو بیان کر رہے ہیں اور یہ کہ اس وقت عید گاہ کس جگہ تھی اس کا پتہ بتا رہے ہیں کہ حضور ﷺ اس میدان میں تشریف لے گئے تھے جس میں ایک خاص قسم کی نشانی اور علامت تھی، اور یہ جگہ کثیر بن الصلت کے مکان کے قریب ہے، مراد یہ ہے کہ اس وقت کثیر بن الصلت کا مکان جس جگہ ہے اسکے قریب عید گاہ تھی، کثیر ابن الصلت کبار تابعین میں سے ہیں، اس روایت سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ مکان حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی موجود تھا، اس لئے کہ یہ مکان حضور ﷺ کے وصال کے ایک مدت بعد بنا ہے پہلے نہیں تھا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں جہاں عید گاہ تھی اس کی کوئی خاص علامت اور نشانی بھی تھی کوئی بناء یا ستون مثلاً واضح رہے کہ یہ روایت متفق علیہ ہے امام بخاری و مسلم دونوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

قوله: وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً: راوی کہتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اس سوال کے جواب میں عید کی نماز کیلئے اذان و اقامت میں سے کسی کا بھی ذکر نہیں کیا، لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ عید کے لئے اذان و اقامت نہیں ہے۔

١١٤٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِيدَ بِلَا أَذَانٍ، وَلَا إِقَامَةٍ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، أَوْ عُثْمَانَ» شَكَّ يَحْيَى.

ترجمة حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز بغیر اذان واقامت کے ادا فرمائی اور حضرت ابو بکر و عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا یحییٰ راوی کو شک ہو گیا (کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کہا تھا یا فرمایا تھا کہ ابو بکرؓ اور عثمانؓ نے بھی بغیر اذان اور اقامت کے عید کی نماز پڑھی)۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩١٦) صحيح البخاري - النكاح (٤٩٥١) صحيح البخاري - الاعتصام بالكتاب والسنة (٦٨٩٤) صحيح مسلم - صلاة العيدين (٨٨٦) سنن أبي داود - الصلاة (١١٤٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٧٤) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٣٢/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٤٢/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٨٥/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٣٣٥/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٣٤٦/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٣٥٤/١)

١١٤٨ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ، وَلَا إِقَامَةٍ».

ترجمة حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک یا دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ دونوں عیدوں کی نماز بغیر اذان واقامت کے پڑھی۔

تخریج صحيح مسلم - صلاة العيدين (٨٨٧) جامع الترمذي - الجمعة (٥٣٢) سنن أبي داود - الصلاة (١١٤٨) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩١/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٥/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٩٨/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٠٧/٥)

٢٥٢ - بَابُ التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ

باب عیدین کی نمازوں میں تکبیرات کے متعلق

تکبیرات عیدین سے متعلق مسائل اربعہ: ① حكم التكبير، ② عدد التكبير، ③ محل التكبير۔

مسئلہ اولی: تکبیرات عیدین حنفیہ ومالکیہ کے یہاں واجب ہیں امام شافعی واحمد کے نزدیک سنت۔

مسئلہ ثانیہ: اس کے اندر علماء کے دس قول ہیں جن کو حضرتؒ نے بذل المجہود[1] میں ذکر فرمایا ہے ہم یہاں ان میں سے صرف ائمہ اربعہ کے مذاہب بیان کرتے ہیں، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک رکعت اولی میں سات تکبیرات ہیں، اور رکعت ثانیہ میں پانچ، لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی رکعت میں ساتھ تکبیریں تحریمہ کے علاوہ ہیں اور مع تحریمہ کے آٹھ ہیں، اور امام مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک سات تکبیریں مع تحریمہ کے ہیں، اور حنفیہ کے نزدیک کل تکبیرات چھ ہیں ہر رکعت میں تین تکبیریں۔

مسئلہ ثالثہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک محل تکبیر دو رکعت میں قبل القرآت ہے، اور حنفیہ کے نزدیک فرق ہے رکعت اولی میں تکبیرات قبل القرآت ہیں اور رکعت ثانیہ میں قبل الرکوع، اس صورت میں موالات بین القرآتین ہو جائیگی اور جمہور کے

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ١٨٢ - ١٨٣

نزدیک تکبیرات قرأتین کے وسط میں ہو جاتی ہیں، شرح احیاء میں لکھا ہے کہ موالات بین القرأتین اور تکبیر ثلاثا عبداللہ بن مسعود، ابو موسیٰ اشعری، ابو سعید خدری، براء بن عازب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں علقمہ اور اسود سے روایت ہے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے عبداللہ بن مسعودؓ تشریف فرما تھے اور اس وقت ان کے پاس حذیفہؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ موجود تھے کہ ان حاضرین میں سے سعید بن العاص نے تکبیرات عیدین کے بارے میں سوال کیا، حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اشعریؓ سے سوال کرو اس پر ابو موسیٰؓ نے فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ سے سوال کرو اس لئے کہ وہ ہم میں سب سے اقدم واعلم ہیں، ابن مسعودؓ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے عدد تکبیرات اور ان کی ترتیب وہی بیان کی جس کے حنفیہ قائل ہیں۔

یہاں ایک مسئلہ اختلافی اور ہے، وہ یہ کہ تکبیرات عیدین امام ابو حنیفہؒ و شافعیؒ و احمدؒ تینوں کے نزدیک رفع یدین کے ساتھ ہیں اور امام مالکؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ میں ہو گا باقی تکبیرات میں نہیں وإليه ذهب أبو يوسف۔

١١٤٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، فِي الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں تکبیرات پڑھا کرتے پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات پڑھتے۔

١١٥٠ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: سِوَى تَكْبِيرَتَيِ الرُّكُوعِ.

ترجمہ: خالد بن یزید ابن شہاب سے گزشتہ حدیث کی سند اور اسی کے ہم معنی حدیث روایت کرتے ہیں اسمیں یہ اضافہ ہے کہ رکوع کی دو تکبیرات کے علاوہ یہ تکبیرات ہوتی تھیں۔

تخریج: سنن أبي داود – الصلاة (١١٤٩) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٨٠)

شرح حدیث: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، فِي الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا: یہ حدیث عدد تکبیرات میں ائمہ ثلاثہ کا مستدل ہے، اسکی سند میں ابْنُ لَهِيعَةَ اعرابی ہیں جو متکلم فیہ ہے اور واقعہ یہ ہے کہ جیسا کہ امام احمدؒ سے منقول ہے کہ تکبیرات عید کے سلسلہ میں کوئی بھی حدیث صحیح و قوی نہیں ہے۔

١١٥١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «التَّكْبِيرُ فِي الْفِطْرِ سَبْعٌ فِي الْأُولَى، وَخَمْسٌ فِي الْآخِرَةِ، وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كِلْتَيْهِمَا».

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا عید الفطر میں پہلی رکعت میں سات

تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں اور دونوں رکعتوں میں قرآت تکبیرات کے بعد ہے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١١٥١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٧٨)

١١٥٢ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَيَّانَ، عَنْ أَبِي يَعْلَى الطَّائِفِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ الْأُولَى سَبْعًا، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يَرْكَعُ». قَالَ أبو داود: رَوَاهُ وَكِيعٌ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَا: سَبْعًا وَخَمْسًا.

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیرات پڑھتے پھر قرآت فرماتے پھر تکبیر کہتے رکوع کیلئے پھر اگلی رکعت میں کھڑے ہو کر چار تکبیریں کہتے پھر قرآت کرتے پھر رکوع فرماتے۔ امام ابوداوٗد فرماتے ہیں اس کو وکیع نے اور ابن مبارک نے روایت کیا تو فرمایا سات اور پانچ تکبیرات ہوتی تھیں (پہلی اور دوسری رکعت میں)۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١١٥٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٧٩)

١١٥٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَابْنُ أَبِي زِيَادٍ، الْمَعْنَى قَرِيبٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ حُبَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ، جَلِيسٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ، سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ، وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى: «كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ»، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: صَدَقَ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: «كَذَلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ، حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ»، وَقَالَ أَبُو عَائِشَةَ: «وَأَنَا حَاضِرٌ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ».

ترجمہ: مکحول فرماتے ہیں کہ ابو عائشہ جو حضرت ابو ہریرہؓ کے دوست ہیں روایت کرتے ہیں کہ سعید بن العاص نے ابو موسیٰ اشعریؓ اور حذیفہ بن یمانؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں تکبیر کہا کرتے تھے تو ابو موسیٰ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی طرح چار تکبیرات کہا کرتے تھے (ہر رکعت میں) تو حذیفہؓ کہنے لگے سچ کہا حضرت ابو موسیٰؓ فرمانے لگے کہ اسی طرح میں بھی اتنی ہی تکبیرات کہا کرتا تھا جبکہ میں بصرہ میں حکمران تھا ابو عائشہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اسوقت موجود تھا (جبکہ سعید بن العاص کا) یہ سوال وجواب ہوا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١١٥٣) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٤١٦)

شرح الحديث: قوله: فَقَالَ أَبُو مُوسَى: «كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ»: ابو موسیٰ اشعریؓ کی یہ حدیث جس کی تصدیق حضرت حذیفہؓ نے بھی کی ہے حنفیہ کی دلیل ہے، ان کے نزدیک پہلی رکعت میں مع تکبیر تحریمہ چار تکبیرات ہیں، اسی طرح دوسری میں مع تکبیر رکوع چار ہیں۔

دلیل حنفیہ پر شافعیہ کا نقد: اس پر شافعیہ وغیرہ نے یہ کلام کیا ہے کہ اسکی سند میں ایک راوی ابوعائشہ ہے جو مجہول ہے، نیز عبدالرحمن بن ثوبان یہ ضعیف ہے، جواب اسکا یہ دیا گیا ہے کہ عبدالرحمن بن ثوبان کی جرح متفق علیہ نہیں ہے، بلکہ بہت سے علماء نے ان کی توثیق کی ہے، بذل [1] میں اس پر تفصیلی کلام ہے، ایسے ہی لکھا ہے کہ ابوعائشہ سے روایت کرنے والے یہاں سند میں مکحول ہیں اور انکی متابعت کی ہے خالد بن معدان نے جیسا کہ تهذيب التهذيب وغیرہ کتب رجال میں موجود ہے۔
علامہ زیلعی فرماتے ہیں سكت عنه أبو داود، ثم المنذري في "مختصره"، ورواه أحمد في "مسنده" [2]۔

٢٥٣- بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ

باب عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کونسی سورتیں پڑھی جائیں گی؟

١١٥٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ، مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ قَالَ: «كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ، وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ».

ترجمہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ابو واقد لیثی سے سوال کیا کہ آپ ﷺ عیدین (عید الفطر و الاضحیٰ) کی نمازوں میں کیا پڑھا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا سورۃ قاف اور سورۃ قمر اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھا کرتے تھے۔

تخریج صحيح مسلم - صلاة العيدين (٨٩١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٣٤) سنن أبي داود - الصلاة (١١٥٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٨٢) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٥/٢١٨) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٥/٢١٩) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٣٣)

شرح الحدیث حدیث الباب میں یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے ابو واقد لیثی سے سوال فرمایا کہ آپ ﷺ عیدین کی نماز میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ سورۂ قاف اور سورۂ قمر پڑھتے تھے، اور اس سے پہلے أبواب الجمعة میں نعمان ابن بشیر کی حدیث [3] سے گزر چکا کہ آپ ﷺ عیدین اور جمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ [4] اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ [5] پڑھا کرتے تھے، یعنی کبھی وہ پڑھتے تھے اور کبھی یہ۔

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج٦ ص ١٩٠-١٩٢
[2] نصب الراية لأحاديث الهداية - ج٢ ص ٢١٤-٢١٥.
[3] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما يقرأ به في الجمعة ١١٢٢
[4] پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر (سورة الأعلى ١)
[5] کچھ پہنچی تجھ کو بات اس چھپا لینے والی کی (سورة الغاشية ١)

٢٥٤۔ بَابُ الْجُلُوسِ لِلْخُطْبَةِ

باب عیدین میں خطبہ سننے کیلئے بیٹھنے کے متعلق

۱۱۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: «إِنَّا نَخْطُبُ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا مُرْسَلٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

ترجمہ عبداللہ بن سائب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید (کے دن عید کی نماز) میں حاضر ہوا جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ ہم خطبہ پڑھیں گے تو جو شخص خطبہ (سننے) کیلئے بیٹھنا چاہے بیٹھ جائے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

تخریج سنن النسائي- صلاة العيدين (١٥٧١) سنن أبي داود- الصلاة (١١٥٥) سنن ابن ماجه- إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٩٠)

شرح الحدیث قوله: قَالَ: إِنَّا نَخْطُبُ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ: بذل المجهود میں لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ استماع خطبہ کیلئے بیٹھنا واجب نہیں انتہی کلامہ [1]، لیکن اگر بیٹھے تو انصات اور سکوت اس کیلئے لازم ہے۔

قوله: قَالَ أَبُو دَاوُد: هَذَا مُرْسَلٌ: یعنی صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل عطاء ہے، صحابی یعنی عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کا ذکر یہاں سند میں صحیح نہیں، کسی راوی نے صحابی کا نام غلطی سے بڑھا کر اس حدیث کو مسند بنا دیا حالانکہ در اصل یہ روایت مرسل تھی۔

٢٥٥۔ بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَيَرْجِعُ فِي طَرِيقٍ

باب عید گاہ جانے کیلئے راستہ اور واپسی کیلئے دوسرا راستہ اختیار کرنے کے متعلق

۱۱۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ يَوْمَ الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ، ثُمَّ رَجَعَ فِي طَرِيقٍ آخَرَ».

ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید گاہ جانے کے لئے ایک راستہ اختیار کیا اور واپسی کے لئے دوسرا راستہ اختیار کیا۔

سنن أبي داود- الصلاة (١١٥٦) سنن ابن ماجه- إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٩٩)

شرح الحدیث حدیث الباب میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے عید گاہ جانے کیلئے ایک راستہ اختیار کیا اور

[1] بذل المجهود في حل أبي داود- ج ٦ ص ١٩٦

واپسی کیلئے دوسرا راستہ، فقہاء نے بھی اس اختلاف طریق کو مستحب لکھا ہے، اس کی علماء نے بہت سی حکمتیں لکھیں ہیں، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بیس سے زائد میرے سامنے حکم جمع ہو چکی ہیں[1] مثلاً: ① شهادة الطريقين وسكانهما من الثقلين، یعنی تا کہ بروز قیامت دونوں راستے اس شخص کے حق میں گواہی دیں، ایسے ہی دونوں جگہوں کے ساکنین جن وانس، ② اسلام کی شان وشوکت کا اظہار، ③ حصول البركة للطريقين۔

٢٥٦ ـ بَابُ إِذَا لَمْ يَخْرُجِ الْإِمَامُ لِلْعِيدِ مِنْ يَوْمِهِ يَخْرُجُ مِنَ الْغَدِ

باب جب امام کسی وجہ سے عید کی نماز کیلئے عید کے پہلے دن نہ نکل سکے تو عید کی نماز دوسرے دن پڑھائے

یعنی عید کی نماز اگر کسی وجہ سے عید کے دن نہ پڑھی جا سکی تو اگلے روز اس کی قضاء کی جائے گی۔

١١٥٧ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ، عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «أَنَّ رَكْبًا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا، وَإِذَا أَصْبَحُوا أَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ».

ترجمہ ابو عمیر بن انس نے اپنے چچاؤں سے ..... جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں ..... روایت کیا کہ ایک قافلہ آپ ﷺ کی خدمت میں آیا (مدینہ کے باہر سے) اور انہوں نے یہ شہادت دی کہ انہیں گزشتہ کل (٢٩ تاریخ کو) عید کا چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے (ان کی شہادت قبول کرتے ہوئے) روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ اگلی صبح وہ عید گاہ (عید کی نماز کے لئے) حاضر ہوں۔

تخریج سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٥٧) سنن أبي داود - الصلاة (١١٥٧) سنن ابن ماجه - الصيام (١٦٥٣) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/٥٧) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/٥٨)

شرح الحديث قوله: أَنَّ رَكْبًا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا، وَإِذَا أَصْبَحُوا أَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ: یعنی ایک قافلہ اور جماعت آپ ﷺ کی خدمت میں آئی مدینہ کے باہر سے اور انہوں نے آکر یہ شہادت دی کہ انہوں نے گذشتہ کل انتیس تاریخ کو ہلال عید دیکھا تھا، آپ ﷺ نے ان کی شہادت قبول فرماتے ہوئے لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیدیا اور یہ کہ اگلے روز عید گاہ نماز کیلئے پہونچیں۔

مسئلة الباب میں مذاہب ائمہ: اس سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز کی قضاء ہے اگر امام اور قوم سب کی فوت ہو جائے عید الفطر کی صرف اگلے روز تک، عید الاضحیٰ کی یوم النحر کے آخری دن تک حنفیہ کا مذہب یہی ہے جیسا کہ هداية میں لکھا ہے اور بذل میں بھی، لیکن حضرت شیخؒ نے حاشیہ بذل میں لکھا ہے کہ امام طحاویؒ نے عید کی نماز کی قضاء صرف امام ابو یوسف کا

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ٢ ص ٤٧٣

مذہب نقل کیا ہے [1]، اور امام صاحبؒ کیطرف یہ منسوب کیا ہے کہ وہ قضاء کے قائل نہیں ہیں، علامہ شوکانی نے امام احمد و امام ابو حنفیہ وصاحبین کا مذہب مشروعیت قضاء لکھا ہے، اور ملا علی قاریؒ نے امام شافعیؒ کے اس میں دو قول ذکر کئے ہیں لیکن روضة المحتاجین (ص ٢٢٦) میں لکھا ہے یسن قضائها ان خرج وقتها، اور علامہ شعرانیؒ نے امام مالکؒ کا مذہب عدم قضاء لکھا ہے اور یہی أنوار ساطعة سے بھی معلوم ہوتا ہے، خلاصہ یہ کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قضاء ہے اور مالکیہ کے یہاں نہیں۔

یہاں پر ایک مسئلہ اور ہے جس کیلئے امام بخاریؒ نے ترجمہ قائم کیا ہے بَاب إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، کہ اگر کسی شہر میں عید کی نماز ہو چکی ہو اور ایک شخص اس میں شریک نہیں ہو سکا تو اس شخص کے حق میں بھی قضاء ہے یا نہیں، حضرت شیخؒ نے تراجم بخاری میں لکھا ہے کہ مالکیہ کی اس میں چار روایات ہیں راجح یہ ہے کہ ایسے شخص کیلئے قضاء عید مستحب ہے منفرداً لا جماعةً، ایسے ہی شافعی کے نزدیک بھی مشروع ہے منفرداً۔ وعند الحنابلة يسن لمن فاتته العيد قضائها يومها قبل الزوال وبعده على صفتها اور حنفیہ کا مسلک در مختار میں یہ لکھا ہے ولا يصليها وحده ان فاتت مع الإمام [2]۔

١١٥٨ـ حَدَّثَنَا حَمْزَةُ بْنُ نُصَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ، أَخْبَرَنِي أُنَيْسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى، أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَالِمٍ، مَوْلَى نَوْفَلِ بْنِ عَدِيٍّ، أَخْبَرَنِي بَكْرُ بْنُ مُبَشِّرٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: «كُنْتُ أَغْدُو مَعَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ، وَيَوْمَ الْأَضْحَى، فَنَسْلُكُ بَطْنَ بَطْحَانَ حَتَّى نَأْتِيَ الْمُصَلَّى، فَنُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَرْجِعُ مِنْ بَطْنِ بَطْحَانَ إِلَى بُيُوتِنَا».

ترجمہ: بکر بن مبشر الانصاری فرماتے ہیں کہ میں اصحاب رسول ﷺ کے ہمراہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن صبح کے وقت عید گاہ جایا کرتا تھا تو ہم لوگ بطن بطحان کے راستہ سے عید گاہ جایا کرتے اور پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کی نماز پڑھ کر پھر بطن بطحان ہی کے راستے سے اپنے گھروں کو لوٹ جایا کرتے تھے۔

شرح الحدیث قوله: كُنْتُ أَغْدُو مَعَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى: ایک صحابی بکر بن مبشرؓ فرماتے ہیں کہ ہم عید گاہ جاتے تھے بطن بطحان کے راستہ سے (بطحان ایک وادی کا نام ہے) اور پھر اسی راستے سے لوٹتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ تبدیل طریق ضروری نہیں ہے صرف سنت یا مستحب ہے۔

اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے کوئی مناسبت نہیں بلکہ ترجمہ سابقہ کے مناسبت ہے، لہٰذا اس حدیث کو یہاں ذکر کرنا بظاہر ناسخین کا تصرف ہے۔

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود – ج ٦ ص ١٩٩

[2] الأبواب والتراجم لصحيح البخاري – ج ١ ص ١٠٣

٢٥٧۔ بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدِ

باب عید کی نماز (سے پہلے یا اس) کے بعد کوئی نفل نماز پڑھنے کے متعلق

عید کے روز عید کی نماز سے پہلے یا بعد میں نفل نماز پڑھنا حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے، امام اور غیر امام سب کیلئے، قبل العید تو مطلقاً اور بعد صلوۃ العید صرف مصلی میں گھر پر پڑھ سکتا ہے، ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ بعد العید گھر میں رکعتین پڑھتے تھے [1]، اور امام شافعیؒ کے نزدیک کراہت صرف امام کے حق میں ہے مطلقاً اور مقتدی کیلئے مطلقاً جائز ہے، اور امام مالکؒ فرماتے ہیں امام کے حق میں تو کراہت مطلقاً ہے اور مقتدی کے حق میں کراہت اس وقت ہے جب نماز عید مصلی میں ہو اور اگر مسجد میں ہو کسی عذر بارش وغیرہ کیوجہ سے تو پھر مقتدی کے حق میں مکروہ نہیں (المنہل وغیرہ [2]) اور حنابلہ کا مذہب مغنی وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ کراہت خاص موضع صلوۃ کیساتھ ہے خواہ وہ مصلی ہو یا مسجد اس کے علاوہ دوسری جگہ مطلقاً جائز ہے۔

١١٥٩ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا، وَسِخَابَهَا».

ترجمہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن باہر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی اور اس نماز عید الفطر سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز نہ پڑھی پھر عورتوں (کے حصے) کی طرف تشریف لائے اسوقت حضرت بلالؓ آپ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کا حکم فرمایا تو عورتیں اپنی کان کی بالی اور گلوں کے ہار ڈالنے لگیں۔

تخریج صحيح البخاري - العلم (٩٨) صحيح البخاري - الأذان (٨٢٥) صحيح البخاري - الجمعة (٩٢١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣٢) صحيح البخاري - الجمعة (٩٣٤) صحيح البخاري - الزكاة (١٣٦٤) صحيح البخاري - الزكاة (١٣٨١) صحيح البخاري - تفسير القرآن (٤٦١٣) صحيح البخاري - النكاح (٤٩٥١) صحيح البخاري - اللباس (٥٥٤٢) صحيح البخاري - اللباس (٥٥٤٤) صحيح البخاري - الاعتصام بالكتاب والسنة (٦٨٩٤) صحيح مسلم - صلاة العيدين (٨٨٤) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٦) سنن النسائي - صلاة العيدين (١٥٨٧) سنن أبي داود - الصلاة (١١٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٧٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٩١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٢٠/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٢٦/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٣٢/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٤٢/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٨٦/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم

---

[1] عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا، فَإِذَا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ» (سنن ابن ماجه - كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها - باب ما جاء في الصلاة قبل صلاة العيد وبعدها ١٢٩٣)

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٦ ص ٣٤١

(۳۳۱/۱) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۳۳۵/۱) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۳۵٤/۱) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۳٦۸/۱) سنن الدارمي - الصلاة (۱٦۰۳) سنن الدارمي - الصلاة (۱٦۱۰)

شرح الحديث قوله: قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا: مذاہب ائمہ کی تفصیل ترجمۃ الباب کے تحت گزرچکی، یہ حدیث امام شافعیؒ کے مسلک کے عین مطابق ہے، کیونکہ اس حدیث کا تعلق امام سے ہے آپ ﷺ امام تھے آپ ﷺ نے عید سے قبل یا بعد نفل نماز نہیں پڑھی اور یہی شافعیہ کہتے ہیں کہ کراہت صرف امام کیلئے ہے، مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ کراہت امام کیلئے ہے اور مقتدی کے حق میں ان کے یہاں تفصیل ہے۔

قوله: تُلْقِي خُرْصَهَا: کان کی بالی، قوله: وَسِخَابَهَا: گلے کا ہار۔

۲۵۸۔ بَابُ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِيدَ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ يَوْمُ مَطَرٍ

باب بارش کی وجہ سے امام عید کی نماز (عید گاہ کے بجائے) مسجد میں پڑھا سکتے ہیں

۱۱٦۰ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، ح وحَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنَ الْفَرْوِيِّينَ، وَسَمَّاهُ الرَّبِيعُ فِي حَدِيثِهِ عِيسَى بْنَ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، سَمِعَ أَبَا يَحْيَى عُبَيْدَ اللهِ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، «أَنَّهُ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ».

ترجمہ عبد اللہ تیمی حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (۱۱٦۰) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳۱۳)

شرح حدیث اصل یہ ہے کہ عید کی نماز صحراء یعنی عید گاہ میں پڑھی جائے الا لعلۃ مثل المطر، چنانچہ حدیث الباب میں ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں عید کے روز بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے نماز بجائے عید گاہ کے مسجد میں ادا فرمائی، جمہور علماء ائمہ ثلاثہ کا مذہب بھی یہی ہے، اس میں امام شافعیؒ کا اختلاف ہے، وہ فرماتے ہیں کہ عید میں بھی اصل یہی ہے کہ اسکو مسجد میں اداء کیا جائے، اگر سب لوگ مسجد میں سما سکتے ہوں، وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا عید کی نماز کیلئے خروج الی المصلی ضیق مسجد کی وجہ سے تھا۔

۲۵۹۔ جُمَّاعُ أَبْوَابِ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ وَتَفْرِيعِهَا

نماز استسقاء اور اسکے تفصیلی ابواب کا مجموعہ

ضمیر ابواب کی طرف راجع ہے أي تفريع أبواب صلوة الاستسقاء، لفظ جماع بروزن کتاب و بروزن رمان دونوں طرح صحیح ہے

بمعنی جامع یا مجموع، یہ لفظ اس سے پہلے أبواب الإمامة میں بھی آچکا یعنی أبواب الإسکسقاء کی تفصیل کا مجموعہ یا جامع بیان شروع میں بطور تمہید چند باتوں کا جاننا ضروری اور حدیث الباب کو سمجھنے کے لئے مفید ہے۔

بحث اول(استسقاء کی لغوی تحقیق): استسقاء سے سقیاء ماخوذ ہے یعنی بارش، اور استسقاء کے معنی ہوئے طلب السقیا، اللہ تعالی سے بارش طلب کرنا۔

ثانی: اس کی مشروعیت ٦ھ میں ہوئی۔

ثالث: صلوۃ استسقاء اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

رابع: جمہور علماء ائمہ ثلاث اور صاحبین کے نزدیک استسقاء کیلئے نماز باجماعت مشروع و مسنون ہے، اور امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک اسکی حقیقت دعاء واستغفار ہے، ان کے نزدیک استسقاء کیلئے نماز باجماعت مسنون یا مشروع نہیں (قولان) لوگ اگر تنہا بدون جماعت نماز پڑھیں تو کچھ مضائقہ نہیں، اس پر کلام باب کی پہلی حدیث کے ذیل میں آرہا ہے۔

خامس: صلوۃ استسقاء میں سب علماء کے نزدیک خطبہ مسنون ہے سوائے امام صاحب ؒ کے کیونکہ وہ نماز باجماعت ہی کے قائل نہیں، لیکن خطبہ زمین پر ہوگا منبر پر نہیں۔

سادس: خطبہ کے دوران تحویل رداء امام کیلئے ائمہ ثلاث اور امام محمد ؒ کے نزدیک سنت ہے، امام صاحب ؒ کے نزدیک سنت نہیں، لعدم الخطبة والصلوة بجماعة، اور امام ابو یوسف ؒ سے روایت مختلف ہے۔

سابع: اس نماز میں امام احمد ؒ اور شافعی ؒ کے نزدیک تکبیرات زوائد مشروع ہیں عید کی نماز کی طرح، یہی ایک روایت امام محمد ؒ سے ہے اور امام مالک ؒ وابو یوسف ؒ کے نزدیک اس میں تکبیرات زوائد نہیں ہیں۔

ثامن: استسقاء کی نماز کا وقت جمہور کے نزدیک وہی ہے جو عید کا ہے اور ایک روایت میں امام شافعی ؒ سے یہ ہے کہ مطلقاً جس وقت چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

١١٦١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ بِالنَّاسِ لِيَسْتَسْقِيَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ».

ترجمہ عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ لوگوں کو لے کر بارش مانگنے کی دعا کرنے کے لئے نکلے تو دو رکعت نماز پڑھائی جن میں باآواز بلند قرأۃ فرمائی اور اپنی چادر کو پلٹ کر اپنے ہاتھ دعا کے لئے بلند فرمائے اور قبلہ کی طرف رخ فرما کر بارش کی دعا کی۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٥) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٦) صحيح البخاري - الجمعة

(٩٧٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٩) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٣) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٨٣) صحيح مسلم - صلاة الاستسقاء (٨٩٤) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٦) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٥) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٩) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٠) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١١) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٢) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٩) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٠) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٢) سنن أبي داود - الصلاة (١١٦١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٧) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٠/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤١/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٢/٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٤)

شرح الحديث عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ بِالنَّاسِ لِيَسْتَسْقِيَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا: یہ حدیث عم عباد کی ہے جن کا نام عبداللہ بن زید بن عاصم ہے۔

روایات الباب کا جائزہ اور استسقاء کیلئے نماز کا ثبوت: اس باب میں مصنفؒ نے صرف دو حدیثیں ذکر کی ہیں، ایک انکی، دوسری حضرت ابن عباسؓ کی، پہلی حدیث کو متعدد طرق سے اور دوسری کو صرف ایک طریق سے ذکر کیا ہے، اور اس کے بعد آنے والے باب میں مصنفؒ نے متعدد روایات ذکر کی ہیں مختلف صحابہ سے، لیکن ان میں سے اکثر میں صلوۃ کا ذکر نہیں بلکہ صرف دعاء کا ہے، صرف ایک روایت حضرت عائشہؓ کی ایسی ذکر کی ہے جس میں نماز مذکور ہے، لیکن مصنفؒ نے اس پر غرابت کا حکم لگایا ہے جیسا کہ وہاں آئے گا، تو گویا سنن ابی داؤد میں دسیوں روایات میں سے صرف تین میں نماز کا ذکر ہے، عبداللہ بن زید بن عاصمؓ، ابن عباسؓ، عائشہؓ۔

امام بخاریؒ نے استسقاء کیلئے متعدد تراجم وابواب قائم کئے ہیں جن میں متعدد حدیثیں ذکر کی ہیں، لیکن ان میں سے نماز کا ذکر صرف عبداللہ بن زید بن عاصمؓ کے بعض طرق میں ہے، اور یہی حال مسلم شریف کا بھی ہے، حافظ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے سفر السعادۃ کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ ﷺ سے استسقاء (بارش کی دعاء) چھ مرتبہ ثابت ہے، اور ان چھ میں سے صرف ایک مرتبہ میں نماز کا ثبوت ملتا ہے، اسلئے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ استسقاء کی حقیقت دعاء واستغفار ہے، کما قال اللہ تعالی: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ [1]، آیت کریمہ میں نزول مطر کو استغفار پر مرتب کیا گیا ہے، ہدایہ میں امام صاحبؒ سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ سے استسقاء منقول ہے، لیکن اس میں صلوۃ منقول نہیں، اس پر علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایۃ میں اعتراض کیا کہ ثبوت صلوۃ کا انکار صحیح نہیں، اس کا جواب شیخ ابن الہمامؒ نے دیا کہ صاحب ہدایہ کی مراد مطلقاً نفی نہیں ہے بلکہ جس استسقاء کا وہ ذکر کر رہے ہیں

---

[1] گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہ ہے بخشنے والا چھوڑ دے گا آسمان کی تم پر دھاریں (سورۃ النوح ۱۰-۱۱)

خاص اس استقاء میں نماز کی نفی مقصود ہے، چنانچہ ایک دو سطر کے بعد صاحب ہدایہ خود فرماتے ہیں فعلہ مرۃ وترکہ أخری[1]۔

حاصل یہ کہ استسقاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت منقول ہے، لیکن اس میں نماز کا ثبوت صرف ایک مرتبہ میں ہے، تو پھر نماز کو سنت کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اسلئے کہ مسنون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی معمول یا کم از کم معمول اکثری کو کہتے ہیں اور یہاں ایسا نہیں ہے، اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط سالی ہوئی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباسؓ کو اپنے ساتھ مصلی میں لے گئے ان کو تو منبر پر بٹھادیا اور خود برابر میں پیچھے کھڑے ہوگئے اور ان کے وسیلہ سے دعاء مانگنے لگے اللَّهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا[2] اور دیر تک دعاء مانگتے رہے منبر پر اترنے نہیں پائے تھے کہ بارش شروع ہوگئی، حدیث الباب میں ہے وجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ، ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے کہ استسقاء کی نماز میں قرأت جہراً ہوگی۔

١١٦٢ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وَيُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ الْمَازِنِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ - قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ - ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ - قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: - وَقَرَأَ فِيهِمَا " زَادَ ابْنُ السَّرْحِ: يُرِيدُ الْجَهْرَ.

ترجمہ: عباد بن تمیم مازنی نے اپنے چچا سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے بارش کی دعا مانگنے کیلئے اور لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ کر کے اللہ عزوجل سے دعا فرمانے لگے۔ سلیمان بن داؤد فرماتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف رخ فرمایا اور اپنی چادر کو پلٹ دیا پھر دو رکعت نماز پڑھی ابن ابی ذئب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکعتوں میں قرأت کی، ابن سرح نے اتنی زیادتی کی فرمایا مراد بلند آواز سے پڑھنا ہے۔

١١٦٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: قَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَمْرِو بْنِ الْحَرْثِ[3] يَعْنِي الْحِمْصِيَّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ لَمْ يَذْكُرِ الصَّلَاةَ، قَالَ: وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، فَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ، وَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ دَعَا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ.

ترجمہ: زبیدی نے محمد بن مسلم سے اس حدیث کو انہی کی سند سے روایت کیا تو اس میں زبیدی راوی نے استسقاء والی نماز کا ذکر نہیں کیا زبیدی راوی نے یہ اضافہ ذکر کیا کہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کو پلٹ دیا اس طور پر کہ (داہنی طرف کو

---

[1] الهداية شرح بداية المبتدی - ج ۲ ص ۱۳۲-۱۳۳

[2] صحيح البخاري - كتاب الاستسقاء - باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا ٩٦٤

[3] یہاں اختلاف نسخ ہے، یحییٰ عبد الحمید کے نسخہ میں الحرث ہے اور شیخ عوامہ کے نسخہ میں الحارث ہے۔

بائیں اور بائیں کو داہنی طرف یعنی) چادر کی دائیں مونڈھے کا سرا بائیں پر اور بائیں مونڈھے کا سرا دائیں پر کر لیا پھر اللہ تبارک و تعالی سے دعا فرمائی۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٥) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٦) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٩) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٣) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٨٣) صحيح مسلم - صلاة الاستسقاء (٨٩٤) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٦) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٥) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٩) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٠) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١١) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٢) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٩) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٠) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٢) سنن أبي داود - الصلاة (١١٦٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٧) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٠/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤١/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٢/٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٤)

شرح الاحادیث: قوله: قَالَ: وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، فَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ، وَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ: عطاف چادر کو کہتے ہیں یہاں مراد اس کا ایک سرا ہے۔

تحویل رداء کا طریقہ: مطلب یہ ہے کہ تحویل رداء آپ ﷺ نے اس طور پر کی کہ ایمن کو ایسر اور ایسر کو ایمن یعنی چادر کا جو سرا دائیں مونڈھے پر تھا اس کو بائیں پر کر لیا جو بائیں مونڈھے پر تھا اس کو دائیں پر کر لیا، بذل میں لکھا ہے کہ یہ اس وقت ہے جبکہ چادر مدور ہو اور اگر مربع ہو تو اعلی کو اسفل اور اسفل کو اعلی کریں گے، اور اگر قباء ہو تو اس کو پلٹ دے بطانہ کو ظہارہ کرے اور ظہارہ کو بطانہ یعنی اندر کا حصہ باہر اور باہر کا حصہ اندر۔[1]

١١٦٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ، قَالَ: «اسْتَسْقَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ، فَأَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَعْلَاهَا، فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلَبَهَا عَلَى عَاتِقِهِ».

ترجمہ: عباد بن تمیم عبد اللہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے باراں رحمت کی دعا فرمائی اس حال میں کہ آپ ﷺ ایک سیاہ رنگ کی اونی دھاری دار چادر اوڑھے ہوئے تھے پھر آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ اپنی چادر کے اعلیٰ کو اسفل اور اسفل کو اعلیٰ کر دیں مگر اس میں آپ کو دشواری ہوئی تو آپ نے اپنے کندھوں پر چادر کے رخ پلٹ لئے (یعنی دائیں مونڈھے کے سرے کو بائیں مونڈھے پر اور بائیں مونڈھے کے سرے کو دائیں مونڈھے پر ڈال لیا۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٥) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٦) صحيح

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٢١٠

البخاري - الجمعة (٩٧٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٩) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٣) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٨٣) صحيح مسلم - صلاة الاستسقاء (٨٩٤) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٦) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٧) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٩) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٠) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١١) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٢) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٩) سنن أبي داود - الصلاة (١١٦٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٧) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٠/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤١/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٢/٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٤)

شرح الحديث قوله: فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلَبَهَا عَلَى عَاتِقِهِ: یعنی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی چادر کی تحویل شروع میں اس طور پر کرنا چاہتے تھے کہ اعلیٰ کو اسفل اور اسفل کو اعلیٰ کردیں مگر یہ ہو نہ سکا اس میں دشواری ہوئی تو پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تحویل رداء کی دوسری صورت اختیار فرمائی چادر کے ایمن کو ایسر اور ایسر کو ایمن کر دیا۔

١١٦٥ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَحْوَهُ قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كِنَانَةَ. قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي. قَالَ: أَرْسَلَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ - قَالَ عُثْمَانُ ابْنُ عُقْبَةَ: وَكَانَ أَمِيرَ الْمَدِينَةِ - إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَسْأَلُهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الِاسْتِسْقَاءِ، فَقَالَ: «خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا، مُتَضَرِّعًا، حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى - زَادَ عُثْمَانُ. فَرَقَى عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - وَلَمْ يَخْطُبْ خُطَبَكُمْ هَذِهِ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ، وَالتَّضَرُّعِ، وَالتَّكْبِيرِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَالْإِخْبَارُ لِلنُّفَيْلِيِّ، وَالصَّوَابُ ابْنُ عُقْبَةَ[1]».

ترجمہ اسحٰق بن عبد اللہ بن کنانہ نے بتایا کہ مجھے ولید بن عتبہ (مصنف کے استاد عثمان انہیں ع کے بعد ت کی جگہ ق کے ساتھ عقبہ، جو مدینہ کے امیر تھے) نے ابن عباسؓ کے پاس نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نماز استقاء کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے بھیجا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہایت عاجزی اور انکساری سے نکلے اور عید گاہ کی تشریف لائے عثمان راوی فرماتے ہیں پھر منبر پر چڑھے آگے والے مضمون پر دونوں راویوں کا اتفاق ہے فرماتے ہیں اور تمہارے خطبہ کی طرح خطبہ ارشاد نہیں فرمایا لیکن، مسلسل دعا اور عاجزی کرتے رہے اور تکبیر کہتے رہے پھر دو رکعت نماز پڑھی جسطرح کہ عید میں پڑھی جاتی ہیں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ الفاظ حدیث نفیلی استاد کے ہیں اور ابن عقبہ صحیح تلفظ ہے۔

تخریج جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٨) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٦) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٨) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢١) سنن أبي داود - الصلاة (١١٦٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٦)

شرح الحديث قوله: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَبَذِّلًا: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ثیاب بذلہ یعنی بہت معمولی اور

[1] یہاں اختلاف نسخ ہے، یعنی عبد الحمید کے نسخہ میں عقبہ ہے اور شیخ عوامہ کے نسخہ میں عتبہ ہے، اور ترجمہ شیخ عوامہ کے نسخہ کے مطابق ہے۔

سادے لباس میں نکلے، زَادَ عُثْمَانُ. فَرَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ مصنف کے دو استاذ ہیں ان میں سے ایک نے یہ زیادتی ذکر کی اور دوسرے استاذ نفیلی کی روایت میں یہ زیادتی نہیں، اس سے اگلے باب میں حدیث عائشہؓ میں بھی منبر کا ذکر ہے، لیکن محدثین کا اس میں کلام ہے، چنانچہ اس آنیوالی حدیث عائشہؓ (رقم الحدیث ۱۱۷۳) کے بارے میں مصنف نے فرمایا وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، اسی طرح حافظ ابن القیمؒ نے بھی زاد المعاد میں ذکر منبر کے ثبوت میں تردد کا اظہار کیا ہے فرماتے ہیں فی القلب منه شیٔ، نیز بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے ایک مرتبہ عبداللہ بن یزید انصاریؓ نے بہت سے صحابہ کی موجودگی میں صلوۃ استسقاء پڑھائی روایت کے الفاظ یہ ہیں فَاسْتَسْقَى، فَقَامَ بِهِمْ عَلَى رِجْلَيْهِ، عَلَى غَيْرِ مِنْبَرٍ [1]، اسی طرح روایات میں تصریح ہے اس بات کی کہ عید کی نماز کے لئے اخراج منبر نہیں ہوتا تھا بلکہ اس میں خطبہ زمین پر کھڑے ہو کر ہوتا تھا اس لئے شراح نے لکھا ہے کہ اگر عید میں منبر نہیں ہوتا تھا تو استسقاء میں بطریق اولیٰ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ اس میں تو اظہار تواضع و مسکنت زائد ہوتا ہے۔

قولہ: فَلَمْ يَخْطُبْ خُطَبَكُمْ هٰذِهِ: جمہور علماء چونکہ استسقاء میں خطبہ کے قائل ہیں اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں نفی نفس خطبہ کی نہیں بلکہ نفی کا تعلق قید سے ہے نہ کہ مقید سے، یعنی جیسے خطبے تم لوگ دیتے ہو آپ ﷺ نے ایسا خطبہ نہیں دیا، اور امام صاحب چونکہ اس میں خطبہ کے قائل نہیں لہٰذا ان کی طرف سے کہا جائے گا کہ اصل خطبہ ہی کی نفی ہے چنانچہ اگلے کلام سے اس کی تائید ہوتی ہے وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ، وَالتَّضَرُّعِ۔

۲۶۰۔ بَابٌ فِي أَيِّ وَقْتٍ يُحَوِّلُ رِدَاءَهُ إِذَا اسْتَسْقَى

باب نماز استسقاء میں چادر پلٹنے کے وقت کے بیان میں

۱۱۶۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي، وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ».

ترجمہ: عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ انہیں عبداللہ بن زید نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی نماز پڑھنے کے لئے نکلے جب آپ ﷺ نے دعا کا ارادہ فرمایا تو قبلہ کی طرف رخ فرمایا پھر اپنی چادر کو پلٹ دیا۔

تخریج: صحيح البخاري – الجمعة (۹٦۰) صحيح البخاري – الجمعة (۹٦۵) صحيح البخاري – الجمعة (۹٦٦) صحيح البخاري – الجمعة (۹۷۷) صحيح البخاري – الجمعة (۹۷۸) صحيح البخاري – الجمعة (۹۷۹) صحيح البخاري – الجمعة (۹۸۰) صحيح البخاري – الجمعة (۹۸۱) صحيح البخاري – الجمعة (۹۸۳) صحيح البخاري – الدعوات (۵۹۸۳) صحيح مسلم – صلاة الاستسقاء (۸۹٤) جامع الترمذي – الجمعة (۵۵٦) سنن النسائي – الاستسقاء (۱۵۰۵) سنن النسائي – الاستسقاء (۱۵۰۹) سنن النسائي – الاستسقاء (۱۵۱۰) سنن النسائي – الاستسقاء (۱۵۱۱)

---

[1] صحيح البخاري – كتاب الاستسقاء – باب الدعاء في الاستسقاء قائما ۹۷٦

سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٢) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٩) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٠) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٢) سنن أبي داود - الصلاة (١١٦٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٧) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٠/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤١/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٢/٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٤)

شرح الحديث عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ: اس روایت میں عم عباد کے نام کی تصریح مذکور ہے گذشتہ روایت میں نام کی تصریح نہیں تھی، وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ.

تحویل رداء کا وقت اور صلوۃ الاستسقاء کی کیفیت میں اختلاف ائمہ: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ تحویل رداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استقبال قبلہ کے بعد فرمائی، حالانکہ حنفیہ کے یہاں تحویل رداء مقدم ہے استقبال قبلہ پر، کیونکہ ان کے یہاں صلوۃ استسقاء کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً دو رکعت نماز پڑھی جائے نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام لوگوں کو خطبہ دے اور اثناء خطبہ میں تحویل رداء کرے اور پھر خطبہ پورا ہونے کے بعد امام مستقبل قبلہ کھڑا ہو کر دعاء مانگے، لہذا اس حدیث کی توجیہ یہ کی جائے کہ لفظ ثم کو یہاں واؤ کے معنی میں لیا جائے تاکہ مخالفت ترتیب کا اشکال رفع ہو جائے، اور شافعیہ کے یہاں صلوۃ استسقاء کا طریقہ یہ ہے کہ (کما فی الانوار الساطعة) کہ اولاً دو رکعت نماز پڑھی جائے نماز کے بعد امام دو خطبے لوگوں کو دے خطبہ اولیٰ میں دعاء استسقاء کرے اور پھر خطبہ ثانیہ کے اثناء میں استقبال قبلہ اور تحویل رداء کرے اور اپنے خطبہ کو پورا کر کے فارغ ہو جائے، اس کیفیت مذکورہ کا مقتضی یہ ہے کہ اس حدیث کو شافعیہ کے بھی خلاف کہا جائے کیونکہ اس حدیث میں دعاء استسقاء استقبال قبلہ کے بعد ہے حالانکہ شافعیہ کے یہاں دعاء استسقاء خطبہ اولیٰ ہی میں ہو جاتی ہے۔

١١٦٧ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ، يَقُولُ: «خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ».

ترجمہ عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت ہے انہوں نے عباد بن تمیم سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن زید المازنی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف نکلے اور بارش کی دعا فرمائی اور اپنی چادر کا رخ پلٹ دیا جس وقت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استقبال قبلہ فرمایا۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٥) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٦) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٩) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٣) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٨٣) صحيح مسلم - صلاة الاستسقاء (٨٩٤) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٦) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٥) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٩) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٠) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١١) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٢) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٩) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٠) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٢)

سنن أبي داود - الصلاة (١١٦٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٧) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٣٩/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٠/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤١/٤) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤٢/٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٤).

٢٦١ - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ

باب نماز استسقاء میں (دعا کے لئے) ہاتھوں کو بلند کرنے کے متعلق

یعنی صلوۃ الاستسقاء کے بعد پہلے خطبہ ہوتا ہے خطبہ پورا ہونے کے بعد امام کو چاہئے قائماً ہاتھ اٹھا کر مستقبل قبلہ دعاء کرے یہ تو حنفیہ کے یہاں ہے، اور شافعیہ کے نزدیک دعاء تو رفع یدین ہی کے ساتھ ہوگی، لیکن خطبہ اولیٰ میں مستقبلاً الی الناس ہوگی، وقد تقدم تفصیلہ۔

١١٦٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ حَيْوَةَ، وَعُمَرَ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَيْرٍ، مَوْلَى بَنِي آبِي اللَّحْمِ، «أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ، قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا، يَدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهِ، لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ».

ترجمہ: عمیر جو بنی آبی اللحم کے مولیٰ ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احجار الزیت جو مقام زوراء کے قریب واقع ہے کے قریب کھڑے ہو کر باران رحمت کی دعا کرتے دیکھا اس طریقے پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست مبارک چہرے کے آگے بلند کیے ہوئے تھے اور وہ دونوں ہاتھوں سر سے اونچے نہ تھے۔

شرح الحدیث: عَنْ عُمَيْرٍ، مَوْلَى بَنِي آبِي اللَّحْمِ: آبی اللحم ایک مشہور صحابی ہیں جنگ احد میں شہید ہوئے، ان کے نام میں اختلاف ہے، کئی قول ہیں جو بذل میں مذکور ہیں ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام عبداللہ بن عبدالملک ہے، آبی اللحم ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گوشت نہیں کھاتے تھے، آبی اسم فاعل کا صیغہ ہے انکار کرنے والا، اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اسلام لانے سے پہلے حالت کفر میں بھی جو حیوان غیر اللہ یعنی اصنام کے نام پر ذبح کئے جاتے تھے ان کو نہیں کھاتے تھے، یہاں پر راوی عمیرؓ ہیں یہ بھی صحابی ہیں اور آبی اللحمؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں اسی لئے ان کو مولیٰ آبی اللحمؓ کہتے ہیں اور یہاں روایت میں مولیٰ بنی آبی اللحم مذکور ہے یہ بعد کے اعتبار سے ہے، اصلاً یہ مولیٰ آبی اللحمؓ کے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ آبی اللحم کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں کے مولیٰ کہلائیں گے (بذل [1])۔

قوله: لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ: آئندہ آنے والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے علاوہ کسی اور موقع پر

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٢١٩

دعاء میں رفع یدین نہیں کرتے تھے، علماء نے اسکی تاویل یہ کی ہے مراد یہ ہے کہ جس مبالغہ کے ساتھ رفع یدین آپ ﷺ صلوۃ استسقاء میں کرتے تھے ایسا کسی دوسرے موقع پر نہیں کرتے تھے، اور یہاں اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ استسقاء میں دعاء کیوقت ہاتھوں کو سر سے اونچا نہیں کرتے تھے، معلوم ہوا کہ سر کے برابر رکھتے تھے ظاہر کہ اس میں بھی مبالغہ فی الرفع ہے، فلا تعارض بینہ وبین ما قالوا فی تاویل الحدیث۔

١١٦٩ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوَاكِي، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا، مَرِيئًا مَرِيعًا، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ، عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ»، قَالَ: فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ.

ترجمہ: جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کچھ نفوس روتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ ہمیں ایسی بارش عطاء فرما جو ہمارے لئے معین اور فریادرس ثابت ہو، جو خوشگوار ہو سبزہ اگانے والی نفع دینے والی ہو نقصان دینے والی نہ ہو جلد آنے والی ہو تاخیر سے آنی والی نہ ہو۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ان پر بارش کے بادل آگئے۔

شرح الحدیث: قولہ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوَاكِي: بواکی باکیۃ کی جمع ہے یعنی نفوس باکیہ، بعض رونے والے مرد یا مراد نساء باکیات ہیں یعنی کچھ عورتیں اور بچے روتے ہوئے آپ کی خدمت میں آئے (قحط سالی سے پریشان ہو کر) اور بعض نسخوں میں اس طرح ہے رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یواکی [1]، صیغۂ مضارع کے ساتھ یعنی یعتمد، مراد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا ہے۔

قولہ: اللَّهُمَّ اسْقِنَا [2]: یہ مجرد میں باب ضرب سے آتا ہے، یہاں مجرد سے بھی ہو سکتا ہے اور باب افعال سے ہمزہ قطعی کے ساتھ بھی احتمال ہے یا اللہ ہمیں ایسی بارش عطاء فرما جو ہمارے لئے معین اور فریادرس ثابت ہو مَرِيئًا خوشگوار نیک انجام مَرِيعًا اس کو فتح میم اور ضم میم دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی سبزہ اگانے والی، مراعۃ سے ماخوذ ہے جسکے معنی سبزہ کے ہیں، فتحہ کی صورت میں مجرد سے ہوگا مَرَعَ مراعۃً سبزہ زار ہونا اور ضمہ کی صورت میں باب افعال سے اَمْرَعَ یُمْرِعُ امراعۃً، نیز کہا گیا ہے کہ یہ لفظ مربعًا باء موحدہ کے ساتھ ہے اس صورت میں یہ ماخوذ ہوگا ربیع سے، فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ فوراً مدینہ والوں پر بادل چھا گیا۔

١١٧٠ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٢٢٠

[2] دعاء استسقاء ایک تو یہ ہے: اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا، مَرِيئًا مَرِيعًا، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ، عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ، دوسری دعاء آگے یہ آرہی ہے: اللَّهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ، وَبَهَائِمَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ [1]۔

وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ».

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دعا کے علاوہ کسی دعا میں اپنے ہاتھوں کو اس قدر زیادہ بلند نہ فرماتے تھے آپ (اس دعا استسقاء میں) اپنے ہاتھ اسقدر بلند فرماتے کہ آپکے دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگتی۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٤) صحيح البخاري - المناقب (٣٣٧٢) صحيح مسلم - صلاة الاستسقاء (٨٩٥) صحيح مسلم - صلاة الاستسقاء (٨٩٥) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٨) سنن أبي داود - الصلاة (١١٧٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٨٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٥)

شرح الحديث: قوله: كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ: یہ نفی یا تو وہ اپنے علم کے اعتبار سے کر رہے ہیں ورنہ رفع یدین کیساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاء مانگنا دوسرے مواقع پر بھی ثابت ہے، اور یا یہ کہا جائے کہ نفس رفع کی نفی مقصود نہیں بلکہ مبالغہ فی الرفع کی نفی مراد ہے اس پر کلام پہلے گزر چکا۔

١١٧١ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَسْقِي هَكَذَا - يَعْنِي - وَمَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ بُطُونَهُمَا مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ، حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ».

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بارش کی دعا فرماتے تھے یعنی اپنے ہاتھوں کو اس طرح پھیلاتے کہ ہاتھوں کا اندرونی حصہ (یعنی ہتھیلی) زمین کی جانب ہوتی اور اپنے دونوں ہاتھ اسقدر بلند فرماتے کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگتی۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٤) صحيح البخاري - المناقب (٣٣٧٢) صحيح مسلم - صلاة الاستسقاء (٨٩٥) صحيح مسلم - صلاة الاستسقاء (٨٩٦) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٨) سنن أبي داود - الصلاة (١١٧١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٨٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٢٣/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٥٣/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٤١/٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣٥)

شرح الحديث: قوله: وَجَعَلَ بُطُونَهُمَا مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ: یعنی دعاء کیوقت ہاتھوں کو پلٹ لیا تفاؤلاً قلب حال کی طرف اشارہ کیلئے، شافعیہ کی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے کہ دعاء کیلئے ہاتھ پلٹ کر اٹھائے جائیں تو اس صورت میں یہ تحویل رداء کے قبیل سے ہو جائیگا، اور بعض شراح کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں ہے ہاتھوں کا پلٹنا مراد نہیں ہے بلکہ راوی کی غرض مبالغہ فی الرفع کو بیان کرنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء میں ہاتھوں کو اتنا بلند کرتے چلے گئے کہ سر کی جھکانے کی وجہ سے کفین کی پشت آسمان کی طرف ہو گئی۔

١١٧٢ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «يَدْعُو عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ بَاسِطًا كَفَّيْهِ».

ترجمہ محمد بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے نبی کریم ﷺ کو احجار الزیت مقام پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔

۱۱۷۳ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُورٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: شَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُحُوطَ الْمَطَرِ، فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ، فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى، وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَكَبَّرَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ، وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ، وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَدْعُوهُ، وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ»، ثُمَّ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ اللهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ، وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ»، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتَّى بَدَا بَيَاضُ إِبِطَيْهِ، ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَقَلَبَ، أَوْ حَوَّلَ رِدَاءَهُ، وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَنْشَأَ اللهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ، ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللهِ، فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتَّى سَالَتِ السُّيُولُ، فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، فَقَالَ: «أَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ، أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقْرَءُونَ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ)، وَإِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ حُجَّةٌ لَهُمْ».

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے خشک سالی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے منبر رکھنے کا حکم فرمایا چنانچہ منبر (عید گاہ میں) رکھا گیا اور آپ ﷺ نے لوگوں کو وہاں آنے کا متعین دن بتا دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ اس وقت نکلے جس وقت کہ سورج کا کنارہ ظاہر ہو گیا پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور حمد وثناء کی پھر فرمایا تم لوگوں نے اپنی شہروں کی خشک سالی اور بارش کے موسم کے شروع میں بارش نہ ہونے کی شکایت کی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا مانگو اور اس نے تم سے دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے پھر فرمایا سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اے اللہ تو ہی وہ اللہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں آپ بے پرواہ ہیں اور ہم محتاج ہم پر بارش برسا دے اور جو بارش تو ہم پر برسائے اسے ہمارے لئے باعث قوت بنا دے اور اس کو ایک مدت تک خیر کا باعث بنا پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور بلند کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی پھر لوگوں کی طرف اپنی پشت پھیر دی اور اپنی چادر کو پلٹ دیا اس حال میں کہ آپ کے دست مبارک بلند ہی تھے پھر لوگوں کی طرف رخ فرمالیا اور منبر سے اتر گئے پھر دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ نے بادل پیدا فرمادیئے اور بجلی کڑکنے لگی پھر اللہ کے حکم سے

بارش ہونے لگی اسکے بعد آپ ﷺ ابھی مسجد تک بھی نہ آئے تھے کہ نالے بہنے اور آپ ﷺ نے جب لوگوں کو دیکھا کہ چھجوں (گھروں) کی طرف بھاگ رہے ہیں تو ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی کچلیاں نظر آنے لگی پھر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ میں اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اس کی سند عمدہ ہے اور اہل مدینہ نے مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (ملک بغیر الف کے) پڑھا ہے اور یہ حدیث ان کے لئے دلیل ہے۔

شرح الحدیث قوله: فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ. فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى: اس پر کلام ہمارے یہاں پہلے آچکا۔

قوله: إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ، وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ: تم نے مجھ سے خشک سالی اور قحط سالی کی شکایت کی اور بارش کے مؤخر ہو جانے کی اس کے اول وقت سے، یعنی جس وقت بارش ہونی چاہیے تھی اس وقت نہیں ہوئی اور مؤخر ہوتی جارہی ہے۔

قوله: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ: **فی الحدیث تقدیم الخطبة علی الصلوۃ:** اس حدیث میں نماز کا ذکر خطبہ کے بعد ہے اور خطبہ مقدم ہے جو تمام روایات اور مذاہب کے خلاف ہے، جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے کما سیأتی قریباً فی المتن، نیز اس حدیث میں اخراج منبر بھی مذکور ہے حالانکہ وہ بھی ثابت نہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

۱۱۷۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُنَا يَوْمَ جُمُعَةٍ، إِذْ قَامَ رَجُلٌ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ. هَلَكَ الْكُرَاعُ، هَلَكَ الشَّاءُ. فَادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا. فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا. قَالَ أَنَسٌ: وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ. فَهَاجَتْ رِيحٌ. ثُمَّ أَنْشَأَتْ سَحَابَةً. ثُمَّ اجْتَمَعَتْ. ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا. فَخَرَجْنَا نَخُوضُ الْمَاءَ، حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا. فَلَمْ يَزَلِ الْمَطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى. فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ. أَوْ غَيْرُهُ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ. تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، فَادْعُ اللهَ أَنْ يَحْبِسَهُ. فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ قَالَ: «حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا». فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ يَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيلٌ.

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ پر نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قحط پڑا تو ایک مرتبہ آپ ﷺ کے خطبہ جمعہ دینے کے دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے اللہ کے رسول گھوڑے ہلاک ہو گئے اور بکریاں ہلاک ہو گئیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ ہم پر بارش برسادے تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلادیئے اور دعا فرمائی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں اور آسمان ایسا صاف تھا جیسے شیشہ (یعنی نام کو بادل نہ تھا) پھر تیز ہوا چلنے لگی اور ہوا بادل لے کر آگئی اور بادل آکر جمع ہو گئے پھر تو آسمان نے اپنے دہانے کھول دیئے ہم نکلے ہم پانی میں چلتے ہوئے اپنے گھروں میں پہنچے پھر بارش اگلے جمعہ تک ہوتی رہی تو آپ ﷺ کے سامنے وہی شخص یا دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ گھر منہدم ہو گئے

آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش روک دے اس پر آپ ﷺ مسکرائے پھر دعا فرمانے لگے یا اللہ بارش کا رخ بدل دے کہ ہمارے اطراف (جہاں ضرورت تھی وہاں) برسے اور ہمارے اوپر نہ برسے (کہ ہم سیراب ہو گئے) تو میں نے بادلوں کو دیکھا کہ جدا جدا ہو کر مدینے کے اطراف میں اسطرح جمع ہو گئے جیسے سر کے اوپر تاج کی شکل ہوتی ہے۔

١١٧٥ - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ بِحِذَاءِ وَجْهِهِ. فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا»، وَسَاقَ نَحْوَهُ.

ترجمہ: شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انسؓ سے سنا جس طرح عبد العزیز کی حدیث ہے اس روایت میں شریک نے ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو چہرے کے بالمقابل بلند فرمایا اور دعا فرمائی اے اللہ ہم کو بارش سے سیراب فرما اور پوری حدیث اسی طرح بیان فرمائی۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٨٩٠) صحيح البخاري - الجمعة (٨٩١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٦٩) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٢) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٣) صحيح البخاري - الجمعة (٩٧٥) صحيح البخاري - الجمعة (٩٨٦) صحيح البخاري - المناقب (٣٣٨٩) صحيح البخاري - الأدب (٥٧٤٢) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٨٢) صحيح مسلم - صلاة الإستسقاء (٨٩٧) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٠٤) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٥) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٧) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥١٨) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٧) سنن النسائي - الاستسقاء (١٥٢٨) سنن أبي داود - الصلاة (١١٧٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٠٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٨٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٩٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٤٥/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٦١/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٧١/٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٥٠)

شرح الأحاديث: یہ وہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم میں بھی ہے۔

مضمون حدیث: ایک مرتبہ آپ ﷺ خطبہ جمعہ دے رہے تھے اس وقت ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں قحط سالی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اسی وقت اثناء خطبہ میں دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے، اسی لئے امام بخاریؒ نے اس پر ترجمہ قائم کیا ہے بَابُ الاسْتِسْقَاءِ فِي خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ، اور پھر ہاتھ کے ہاتھ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور اگلے جمعہ تک مسلسل ہوتی رہی، اگلے جمعہ میں اسی طرح خطبہ کے دوران اسی شخص نے یا کسی دوسرے نے بارش کی کثرت کی شکایت کی اس پر آپ ﷺ مسکرائے لوگوں کی حالت کے سرعت انقلاب پر کہ پہلے بارش نہ ہونے سے پریشان تھے اب اس کی کثرت سے گھبرا رہے ہیں۔

قولہ: وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ: یعنی آسمان پہلے سے بالکل ایسا صاف تھا جیسے شیشہ ہوتا ہے نام کو بادل نہیں تھا چنانچہ فوراً ہوا چلی اور اس نے بادلوں کو نمودار کیا بہت سے بادل جمع ہو گئے۔

قوله: ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا: بس پھر کیا تھا! پھر تو آسمان نے اپنے دہانے کھول دیئے، عزالی عزلاء کی جمع ہے مشکیزے کے دھانے کو کہتے ہیں۔

قوله: ثُمَّ قَالَ: حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا: یہ آپ ﷺ کا کمال ادب ہے اور نعمت بارش کی پوری پوری قدردانی، آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا اللهم احبس المطر عنا، کہ ہم سے بارش کو روک لے، اس میں اللہ کی نعمت سے اکتانا پایا جاتا ہے، اور ایک نعمت کی ناقدری ہے اس لئے یہ فرمایا یا اللہ اس بارش کے رخ کو بدل دے جہاں اس کی ضرورت ہو وہاں اس کو منتقل فرمادے ہم اس نعمت سے شکم سیر ہو گئے۔

قوله: فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ يَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيلٌ: راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعاء کے بعد سارے بادل مدینہ کی آبادی سے سمٹ کر اس کے چاروں طرف اوپر نیچے اس طرح جمع ہو گئے جس سے ایسی شکل بن گئی جیسے سر کے اوپر تاج کی ہوتی ہے۔

١١٧٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: ح وحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا اسْتَسْقَى، قَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ، وَبَهَائِمَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ»، هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ مَالِكٍ.

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش کی دعا مانگتے تو یوں دعا کرتے اے اللہ اپنے بندوں کو اور اپنے جانوروں کو بارش سے سیراب فرما اور اپنی رحمت کو پھیلا دیجئے اور اپنے بنجر شہروں کو (زمین کو) زرخیز بنادے، یہ مالک کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١١٧٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٩).

٢٦٢ - بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

سورج گرہن کی نماز پڑھنے کے متعلق باب

ابحاث ثمانیہ: یہاں پر چند بحثیں ہیں: ① معناه لغةً والفرق بينه وبين الخسوف ② حكم صلوة الكسوف، ③ متى وجد الكسوف في زمنه صلى الله عليه وسلم وهل فيه تعدد، ④ صلوة الكسوف کا طریقه اور تعدد رکوع میں اختلاف روایات، ⑤ دفع التعارض بين تلك الروايات ⑥ وقت صلوة الكسوف، ⑦ هل فيها خطبة ام لا، ⑧ هل في خسوف القمر صلوة ام لا۔

بحث اول: کسوف کے معنی ہیں تغیر الی سواد یعنی مائل بسیاہی ہونا بے نور ہوجانا، مشہور عند الفقہاء یہ ہے کہ کسوف خاص ہے شمس کے ساتھ اور خسوف قمر کے ساتھ، لیکن توسعاً ایک کا استعمال دوسرے میں ہوتا ہے۔ وقیل بالعکس [1] یعنی کسوف قمر کیلئے اور خسوف شمس کیلئے لیکن یہ غلط ہے [2] کیونکہ قرآن میں خسوف کا استعمال قمر میں ہوا ہے، ﴿فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝﴾ [3] (قالہ العینی)۔

بحث ثانی: کسوف کے وقت نماز باجماعت پڑھنا متفق علیہ مسئلہ ہے، استسقاء میں تو اگرچہ اختلاف ہے کما تقدم اور یہ نماز سنت مؤکدہ ہے ائمہ اربعہ کے نزدیک، اور میں نے بعض کتب مالکیہ میں دیکھا وہ لکھتے ہیں کہ سنت عین ہے اور کہا گیا ہے کہ سنت کفایہ، اور بعض شافعیہ جیسے ابن خزیمہؒ اور ایسے ہی بعض حنفیہ سے وجوب منقول ہے۔

بحث ثالث: ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ پہلی بار حضور ﷺ کے زمانہ میں کسوف ۵ھ میں پایا گیا [4]، اور امام نوویؒ اور ابن الجوزیؒ نے بجائے ۵ھ کے ۶ھ لکھا ہے، اور دوسری مرتبہ اس کا وقوع جو تمام صحاح کی روایات میں مشہور و معروف ہے اس دن ہے جس دن آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہوا جو مشہور قول کی بناء پر ۱۰ھ میں پیش آیا اگرچہ ۹ھ کا بھی ایک قول ہے تاریخ وقوع بھی دس تھی ماہ میں اختلاف ہے، ربیع الاول یا رمضان اس وقت ان کی عمر کیا تھی؟ کہا گیا ہے بعمر سولہ ماہ اور کہا گیا ہے بعمر اٹھارہ ماہ، اور ولادت ذی الحجہ ۸ھ میں ہے۔

پھر جاننا چاہئے کہ کلی طور پر اس میں علماء کا اختلاف ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں کسوف اور صلوٰۃ کسوف میں تعدد ہوا یا نہیں؟ ایک جماعت امام احمدؒ و بخاری و بیہقی وغیرہ عدم تعدد کی قائل ہے، اور ایک دوسری جماعت اسحاق بن راہویہ، ابن خزیمہ، خطابی، نووی، ابن الجوزی، تعدد کی قائل ہے۔

بحث رابع: صلوٰۃ الکسوف کا طریقہ حنفیہ کے نزدیک وہی ہے جو اور دوسری نمازوں کا ہے قرأت طویلہ کیساتھ صرف دو رکعت پڑھی جائیں گی، قرأت سراً ہوگی یا جہراً؟ مسئلہ مختلف فیہ ہے، جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سراً ہوگی، امام احمد و صاحبین کے نزدیک جہراً، بخلاف صلوٰۃ الاستسقاء کے کہ اس میں قرأت بالاتفاق جہراً ہوگی، اسی طرح صلوٰۃ الکسوف میں تکبیرات زوائد

---

[1] مسلم شریف (رقم الحدیث ۹۰۵) میں زہری روایت کرتے ہیں عروہ سے کہ انہوں نے فرمایا لا تقل: كَسَفَتِ الشَّمْسُ، وَلَكِنْ قُلْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ، لیکن یہ خلاف مشہور ہے، اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے جو عروہ کہہ رہے ہیں کہ خسوف شمس کیساتھ خاص ہے ممکن ہے عروہ کی رائے یہی ہو لیکن حضرت گنگوہی کی تقریر مسلم جو الحل المفہم کے نام سے طبع ہوئی ہے اسمیں حضرت نے کلام عروہ کی یہ توجیہ کی ہے کہ زہری کی اصل روایت جو عروہ سے تھی وہ بلفظ خَسَفَتِ الشَّمْسُ تھی لیکن زہری نے بوقت روایت بجائے خَسَفَتِ کے كَسَفَتِ الشَّمْسُ نقل کیا ہے، عروہ نے جب یہ سنا تو زہری پر رد کیا کہ جس طرح تم نے مجھ سے روایت میں سنا ہے اسی طرح روایت کرو، تمہیں اسمیں تغیر کا اختیار نہیں اور انکی یہ مراد نہیں ہے کہ کسوف کا استعمال شمس میں نہیں ہوتا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری - ج ۷ ص ۶۱

[3] پھر جب چندھیانے لگے آنکھ اور گہ جائے چاند (سورۃ القیامۃ ۸)

[4] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح - ج ۳ ص ۵۲۸

بالاتفاق نہیں ہیں، بخلاف صلوۃ الاستسقاء کے کہ اس میں اختلاف ہے نیز عند الجمہور اس میں خطبہ نہیں ہے، بخلاف امام شافعیؒ کے کہ وہ اس میں خطبہ کے قائل ہیں۔

اور جمہور علماء ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صلوۃ الکسوف کا طریقہ باقی نمازوں سے بالکل مختلف ہے، ان کے یہاں صلوۃ الکسوف دو رکعت ہیں ہر رکعت میں دو رکوع اور دو قیام ہیں ایک رکوع کر کے پھر قیام کی طرف لوٹ آئے دوسرے قیام کے بعد پھر دوسرا رکوع کیا جائے، سجود اور تشہد وغیرہ دوسری نمازوں ہی کی طرح ہیں۔

روایات حدیثیہ تعدد رکوع و قیام کے بارے میں بہت مختلف ہیں، کتب صحاح میں رکوع واحد کی بھی روایات موجود ہیں اور دو رکوع سے لے کر پانچ رکوع تک کی بھی ہیں، ان روایات میں سے امام بخاریؒ نے صرف رکوعین کی روایات کو لیا ہے، اور امام مسلمؒ نے صحیح مسلم کے اندر رکوعین اور تین و چار رکوع والی روایات کو بھی لیا ہے، اور امام ابوداؤدؒ نے مزید بر آں پانچ رکوع والی روایت کو بھی لیا ہے، لیکن ائمہ ثلاثہ نے ان روایات میں سے صرف رکوعین والی روایات کو اختیار کیا ہے اور باقی کو ترک کر دیا ہے، اور حنفیہ یوں کہتے ہیں کہ جس طرح آپ نے دو سے زائد رکوع والی روایات کو ترک کر دیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ایک سے زائد یعنی دو رکوع والی روایات کو بھی ترک کر دینا چاہئے، اس لئے کہ مشہور ہے اذا تعارضا تساقطا، لہذا رکوع واحد والی احادیث جو قیاس اور اصل کے مطابق ہیں انہیں کو اختیار کیا جائے اس لئے کہ اقل متیقن وہی ہیں اور رکوع واحد سے زائد والی روایات مشکوک ہیں۔

بحث خامس: اب ان روایات متعارضہ میں تطبیق اور دفع تعارض کی شکل کیا ہے؟ اس میں علماء کی دو جماعتیں ہیں، ایک جماعت وہ ہے جو حضور ﷺ کے زمانہ میں تعدد کسوف کی قائل ہے، اور دوسری جماعت عدم تعدد کی، جو حضرات تعدد کے قائل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اختلاف، اختلاف المباح کے قبیل سے ہے یعنی سب طرح جائز اور مباح ہے، آپ ﷺ نے اس نماز کو کبھی اس طرح پڑھا اور کبھی اسطرح۔

اور جو حضرات تعدد کے قائل نہیں انہوں نے دفع تعارض کیلئے طریق ترجیح کو اختیار کیا، اور رکوعین والی روایات کو راجح اور باقی سب روایات کو معلل اور وہم رواۃ قرار دیا ہے، اور علماء احناف رکوع واحد کی روایات کو ترجیح دیتے ہیں اس لئے کہ اول تو یہ قیاس اور اصل کے مطابق ہیں، دوسرے اس لئے کہ صلوۃ الکسوف میں روایات دو طرح کی ہیں فعلیہ اور قولیہ، فعلیہ میں تو کافی اختلاف ہے اور روایات قولیہ تعارض سے سالم ہیں، ان سے صرف رکوع واحد ہی کا ثبوت ہوتا ہے، ان روایات کی نشاندہی ہم آگے انشاء اللہ کریں گے، لہذا دوسری نمازوں کی طرح اس میں بھی ایک ہی رکوع ہوگا۔

تعدد رکوع والی روایات کی توجیہ ہمارے بعض مشایخ سے اس طرح منقول ہے کہ چونکہ آپ ﷺ نے اس نماز میں عجائب و غرائب کا مشاہدہ فرمایا، اور عالم آخرت کے بعض مناظر آپ ﷺ کو دکھائے گئے، جنت اور اس کی نعمتیں جہنم اور اس کی بلائیں اور مصیبتیں، اس لئے کبھی آپ ﷺ دعاء مانگتے اور کبھی پناہ چاہتے اور کبھی آپ ﷺ نماز ہی کی حالت میں آگے کیطرف قدم

بڑھاتے جنت کے درختوں کے خوشوں کو پکڑنے کیلئے اور کبھی جہنم کی لپٹوں سے بچنے کیلئے پیچھے کو ہٹتے، اور ان تمام باتوں کے باوجود قرأت وقیام اتنا طویل تھا جو معمول کے بالکل خلاف ہے، تو اس لئے بعض بعض صحابہ کو کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاء یا پناہ مانگنے کی وجہ سے یہ شبہ ہوتا کہ شاید اب رکوع میں جارہے ہیں پھر پتہ چلتا کہ نہیں گئے لہذا کھڑے ہوجاتے اور چونکہ قیام کی مقدار بہت لمبی تھی اس لئے مختلف لوگوں کو کئی بار اس کی نوبت آگئی، تو یہ وجہ ہوئی دراصل تعدد رکوع کی، مجمع میں اس طرح کی بات کا پیش آجانا کچھ مستبعد نہیں ہے، یہاں ہمارے زمانہ میں جس جماعت میں ہجوم اور لوگوں کی کثرت ہوتی ہے مثلاً عید کی نماز میں عیدگاہ کے اندر اس قسم کی غلط فہمی کی نوبت آجاتی ہے۔

بحث سادس: حنفیہ وحنابلہ کے نزدیک وقت مکروہ کے علاوہ میں پڑھ سکتے ہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً ہر وقت پڑھ سکتے ہیں اور امام مالکؒ کے نزدیک صلوۃ الکسوف کا وقت وہی ہے جو عید کی نماز کا ہے۔

بحث سابع: امام شافعیؒ اس میں خطبہ کے قائل ہیں بخلاف جمہور کے، امام بخاریؒ نے اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے بَاب خُطْبَةِ الْإِمَامِ فِي الْكُسُوفِ، جمہور یہ کہتے ہیں کہ کسوف کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قائم کرنے اور تکبیر اور صدقہ کا حکم دیا ہے اور خطبہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر نہیں فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ نماز کے بعد خطبہ دیا تھا، لیکن وہ خطبۂ معروفہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک مخصوص تنبیہ تھی جو اس وقت کے مناسب تھی اس لئے کہ زمانۂ جاہلیت میں یہ سمجھتے تھے کہ کسوف شمس اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی حادثہ یا نئی بات پیش آئے، جس روز مدینہ میں کسوف شمس ہوا اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کی وفات کا قصہ بھی پیش آیا تھا، جس سے ان لوگوں کے خیال کی اور تائید ہوسکتی تھی، اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاص موضوع سے متعلق کچھ ارشاد فرمایا تھا لہذا اس کو صلوۃ الکسوف کا خطبہ نہیں کہا جاسکتا۔

بحث ثامن: امام بخاریؒ نے اس پر مستقل باب قائم کیا ہے باب الصلوۃ فی خسوف القمر، لیکن اسکے تحت میں امام بخاریؒ جو حدیث لائے ہیں اسمیں صرف کسوف شمس کا ذکر ہے خسوف قمر کا نہیں، بعض شراح نے تو یہ کہا ہے کہ اس حدیث کے بعض طرق میں خسوف قمر کا ذکر ہے امام بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور بعض یہ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ خسوف قمر میں نماز کو قیاس سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جس طرح کسوف میں نماز ہے اسی طرح خسوف میں۔

حنفیہ کے نزدیک خسوف قمر میں نماز باجماعت مسنون نہیں فرادیٰ فرادیٰ پڑھ سکتے ہیں، امام مالکؒ بھی اس میں جماعت کے قائل نہیں، بخلاف امام شافعیؒ واحمدؒ کے، دونوں اس میں صلوۃ باجماعت کے قائل ہیں، امام ترمذیؒ جامع ترمذی میں فرماتے ہیں: ویرى أصحابنا أن تصلى صلاة الكسوف في جماعة في كسوف الشمس والقمر [1]، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں نماز ثابت ہے یا نہیں، علماء کا اسمیں اختلاف ہے صحاح ستہ یا کسی مشہور روایت سے اسکا ثبوت نہیں ہے، حافظ ابن قیمؒ نے بھی ثبوت کا انکار کیا ہے،

---

[1] جامع الترمذي - كتاب السفر - باب في صلاة الكسوف ٥٦٠

علامہ قسطلانی (شرح بخاری) میں لکھتے ہیں کہ سیرت ابن حبان کی ایک روایت میں ہے انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس فی خسوف القمر سنۃ خمس[1]، بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے آپ ﷺ کو خود نماز پڑھنا مراد نہیں، بلکہ امر بالصلوۃ مراد ہے، واللہ تعالیٰ أعلم، بہر کیف اگر یہ روایت صحیح ہے تو ثبوت کے لئے کافی ہے۔

حضرت شیخ کی الأبواب والتراجم میں اس پر مزید کلام ہے اس کو دیکھ لیا جائے، اس باب کے ابتدائی مباحث پورے[2] ہوگئے۔

١١٧٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، أَخْبَرَنِي مَنْ أُصَدِّقُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ، قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامًا شَدِيدًا، يَقُومُ بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُومُ، ثُمَّ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُومُ، ثُمَّ يَرْكَعُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ، يَرْكَعُ الثَّالِثَةَ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى إِنَّ رِجَالًا يَوْمَئِذٍ لَيُغْشَى عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ، حَتَّى إِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَتُصَبُّ عَلَيْهِمْ، يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: اللهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا رَفَعَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، حَتَّى تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، فَإِذَا كُسِفَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ».

ترجمہ عطاء عبید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں مجھے اس شخص نے خبر دی جسکو میں سچا سمجھتا ہوں (عطاء) فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں ان کی مراد حضرت عائشہؓ ہیں جنھوں نے عبید کو حدیث بیان کی کہ وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا تو آپ ﷺ لوگوں کو لے کر نماز میں بڑی (دیر تک) مشقت کے ساتھ کھڑے ہوئے پھر رکوع فرمایا پھر سر اٹھا کر کھڑے ہوگئے پھر دوبارہ رکوع فرمایا پھر کھڑے ہوئے پھر تیسرا رکوع کیا اس طرح دو رکعتیں پڑھیں جن میں سے ہر ایک رکعت میں تین رکوع کیئے تیسرا رکوع فرما کر سجدہ کیا یہاں تک کہ اس دن نماز میں کھڑے کھڑے لوگوں پر بے ہوشی طاری ہوگئی کہ ان پر پانی کے ڈول ڈالے گئے جب آپ ﷺ رکوع فرماتے تو اللہ أکبر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے یہاں تک کہ سورج روشن ہوگیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند کو

---

[1] لكن حكى ابن حبان في السيرة له: أن القمر خسف في السنة الخامسة، فصلى النبي -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بأصحابه الكسوف، فكانت أول صلاة كسوف في الإسلام. (إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري - ج٢ ص ٢٧٩).

[2] جن کا اجمال اور فہرست یہ ہے: ①معنى الكسوف لغةً والفرق بينه وبين الخسوف وقال عروة لا تقولوا الخ حكمه، ②سنة مؤكدة عند الأربعة وعن بعض الحنفية الوجوب، ③متى وجد، يوم مات ابراهيم ١٠ ربيع ١١ اور رمضان ١١ھ وهذا بالاتفاق، ④وهل فيه تعدد؟ قال البخاري والبيهقي لا وعند الخطابي والنووي، نعم قاري ٥ھ ابن الجوزي ٦ھ، ⑤صفة صلوة الكسوف بركوع او بركوعين، ⑥القرأة سراً عند الجمهور، وعند احمد والصاحبين جهراً، ⑦وقتها غير لا مكروه عندنا واحمد وعند الشافعي مطلقاً وعند مالك وقت العيد، ⑧الخطبة عند الشافعي فقط بحث تعدد الركوع في البخاري ركوعان لا غير وفي مسلم الى اربع ركوعات وفي ابي داؤد الى خمس. القائلون بالتعدد حملوه على اختلاف المباح، وبعدم التعدد اختاروا الترجيح، طلبہ حدیث اور جدید مدرسین کی سہولت کے پیش نظر یہ اجمال لکھدیا ہے واللہ الموفق۔

گرہن کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا لیکن وہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تو جب سورج یا چاند گرہن ہوا کرے تو تم لوگ نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٢) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٧) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠١٥) صحيح البخاري - الجمعة (١٠١٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١٥٤) صحيح البخاري - بدء الخلق (٣٠٣١) صحيح مسلم - الكسوف (٩٠١) صحيح مسلم - الكسوف (٩٠٣) جامع الترمذي - الجمعة (٥٦١) سنن النسائي - الكسوف (١٤٦٦) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٠) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٢) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٤) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٥) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٦) سنن النسائي - الكسوف (١٤٨١) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٤) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٧) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٩) سنن النسائي - الكسوف (١٥٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١١٧٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٣) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٣/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٥٣/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٧٦/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٨٧/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٩٨/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٥٨/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٦٨/٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٢٧)

شرح الحديث قوله: فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامًا شَدِيدًا: یہ قیام بوجہ طویل ہونے کے شدید تھا فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اس نماز میں قوم کی رعایت اور تخفیف مطلوب نہیں بلکہ قرأت طویل ہونی چاہئے اگرچہ شاق گزرے، یہ پہلے گزر چکا کہ اس نماز میں قرأت امام صاحبؒ اور جمہور کے نزدیک سراً ہے، اور امام احمدؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک جہراً، ہمارے علماء کبھی امام صاحبؒ کے قول پر عمل کر لیتے ہیں کبھی صاحبینؒ کے، ہمارے یہاں مدرسہ مظاہر علوم میں بھی اب تک دونوں طرح ہو چکا ہے، بعض مرتبہ سراً کی گئی اور بعض مرتبہ جہراً۔ اگر قرأت سراً ہو گی تو طویل قیام زیادہ شاق گزریگا اور جہراً ہونے کی صورت میں چونکہ توجہ استماع قرآن کی طرف ہو جاتی ہے اس میں زیادہ احساس نہیں ہوتا۔

قوله: حَتَّى إِنَّ رِجَالًا يَوْمَئِذٍ لَيُغْشَى عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ، حَتَّى إِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَتُصَبُّ عَلَيْهِمْ: یعنی طول قیام کیوجہ سے بعض لوگوں پر غشی طاری ہو جاتی تھی (اور وہ گر پڑتے تھے) اور غشی سے افاقہ میں لانے کیلئے ان پر پانی کے ڈول بہائے جاتے تھے۔

یہاں پر یہ سوال ہوتا ہے کہ لوگ تو سب نماز میں مشغول ہوتے تھے پھر ان پر پانی کون ڈالتا تھا؟ جواب یہ ہے ہو سکتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونیکے بعد بہانا مراد ہو، یا یہ کہا جائے کہ غشی طاری ہونیکی وجہ سے ظاہر ہے کہ ان کی وضوء ٹوٹ جاتی تھی نماز سے وہ خارج ہو جاتے تھے تو یا تو انہیں میں سے بعض بعض پر پانی ڈالتے ہوں گے، یا ہر ایک قدرے افاقہ حاصل ہونے کے بعد اپنے اوپر خود ڈالتا ہو گا۔

قوله: حَتَّى تَجَلَّتِ الشَّمْسُ: یعنی آپ ﷺ نے اتنی لمبی نماز پڑھی کہ نماز سے فارغ ہونے تک سورج کی روشنی بھی صاف ہو گئی، ہدایہ میں لکھا ہے مقصود یہ ہے کہ یہ پورا کسوف کا وقت نماز و دعاء میں گزرنا چاہئے، جب تک سورج صاف نہ ہو اسی میں لگا رہے خواہ نماز کو طویل کرلے یا بجائے نماز کی تطویل کے اگر چاہے تو نماز کے بعد دعاء کو لمبی کر دے یہاں تک کہ سورج

صاف ہو جائے، ویسے ایک روایت امام صاحبؒ سے یہ بھی ہے (کما فی البذل) کہ دو ہی رکعت کی قید نہیں بلکہ چار اور اس سے زائد بھی پڑھ سکتے ہیں۔

٢٦٣- بَابُ مَنْ قَالَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ

باب صلوٰۃ الکسوف کی دو رکعتوں میں چار رکوع کرنے کے بیان میں

رکعات سے مراد رکوعات ہیں، یہ ترجمہ جمہور کے مسلک کے مطابق ہے ان کے یہاں صلوٰۃ الکسوف کی رکعتین میں چار رکوع ہیں، ہر رکعت میں دو رکوع۔

ترجمۃ الباب کی غرض: لیکن اس باب میں مصنفؒ نے جو روایات ذکر فرمائی ہیں وہ ہر رکعت میں دو رکوع اور تین رکوع حتی کی پانچ رکوع تک کی روایات ہیں اسلئے اشکال سے بچنے کیلئے یہ کہنا ہوگا کہ مصنفؒ کی غرض اس ترجمہ سے مطلق تعدد رکوع کو ثابت کرنا ہے اب چاہئے وہ دو ہوں یا اس سے زائد، اس صورت میں اکثر احادیث الباب کی مطابقت ترجمۃ الباب سے ثابت ہو جائیگی، مگر اشکال ایک اور ہے وہ یہ کہ اس باب میں مصنفؒ وحدت رکوع والی روایات بھی لائے ہیں اس کا جواب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ممکن ہے مصنفؒ کی مراد ترجمۃ الباب سے یہ ہو، من قال اربع رکعات واقل او اکثر من ذلك، یعنی اختلاف روایات کو بیان کرنا مقصود ہے، اور یا یہ کہا جائے کہ ترجمۃ الباب سے مقصود تو تعدد رکوع ہی کو بیان کرنا ہے، لیکن توحد رکوع والی روایات کو بناء بر اصل کے ذکر کر دیا کہ ایک رکوع ہونا تو اصل ہے ہی، یا پھر اقرار کر لیا جائے کہ ان روایات کو اس باب سے کوئی مناسبت نہیں یہ کیا ضروری ہے کہ ہر اشکال کا حل نکل ہی آئے۔

١١٧٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ ذَلِكَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّاسُ: إِنَّمَا كُسِفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ كَبَّرَ، ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَرَأَ دُونَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الثَّالِثَةَ دُونَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَانْحَدَرَ لِلسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ، فَرَكَعَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، لَيْسَ فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا، إِلَّا أَنَّ رُكُوعَهُ نَحْوٌ مِنْ قِيَامِهِ، قَالَ: ثُمَّ تَأَخَّرَ فِي صَلَاتِهِ فَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ مَعَهُ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَامَ فِي مَقَامِهِ وَتَقَدَّمَتِ الصُّفُوفُ، فَقَضَى الصَّلَاةَ، وَقَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ بَشَرٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ». وَسَاقَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ.

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا اور وہ وہی دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تھا تو لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج گرہن ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائی چھ رکوع چار سجدوں کے ساتھ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی پھر قرأت کی اور خوب طویل قرأت فرمائی پھر قیام کے بقدر رکوع فرمایا پھر سر اٹھا کر پہلی قرأت سے کچھ کم قرأت فرمائی پھر قیام کے بقدر دوسرا رکوع فرمایا پھر سر اٹھا کر قرأت کی تیسری مرتبہ جو دوسری مرتبہ قرأت سے ہلکی تھی پھر اسی قیام کے بقدر (تیسرا) رکوع فرمایا پھر سر اٹھا کر سجدہ کیلئے جھک گئے اور دو سجدے کر کے پھر کھڑے ہو گئے (دوسری رکعت کیلئے) اور سجدے سے پہلے تین رکوع کیئے جس میں پہلا رکوع دوسرے رکوع سے لمبا تھا مگر وہ رکوع قیام کے برابر تھا راوی فرماتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پیچھے ہٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساری صفیں بھی پیچھے ہٹ گئیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور اپنی پہلی والی جگہ میں کھڑے ہو گئے اور سب صفوں کے لوگ بھی آگے ہو گئے پھر نماز پوری فرمائی تو سورج روشن ہو چکا تھا پھر فرمایا اے لوگو! سورج اور چاند اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی بندوں کی موت سے سورج اور چاند گرھن نہیں ہوا کرتا تو جب تم کوئی چیز (سورج گرہن یا چاند گرہن) دیکھو تو نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے اور بقیہ حدیث پوری اسی طرح ہے۔

۱۱۷۹ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ، فَكَانَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ: جابرؓ سے روایت وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہو گیا سخت گرمی کے دن میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی جس میں اتنا طویل قیام کیا کہ لوگ گرنے لگے پھر طویل رکوع فرمایا پھر دیر تک (قیام کیا) کھڑے ہوئے پھر دیر تک دوسرا رکوع کیا پھر دیر تک (قیام کیا) کھڑے ہوئے پھر دو سجدے کیئے اور کھڑے ہو کر اسی طرح (دوسری رکعت میں) کیا۔ تو چار رکوع اور چار سجدہ ہوئے اور حدیث اسی طرح راوی نے بیان کی۔

تخریج: صحيح مسلم - الكسوف (٩٠٤) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٨) سنن أبي داود - الصلاة (١١٧٨) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣١٨/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٤٩/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٧٤/٣)

۱۱۸۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: خُسِفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ، فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ، فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ»، ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ»، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ.

ترجمہ عروہ بن زبیر، حضرت عائشہؓ سے جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہیں ان سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں سورج گرہن ہو گیا تو آپ ﷺ مسجد تشریف لے گئے اور نماز کے لئے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی پھر آپ ﷺ نے لمبی قرأت فرمائی پھر تکبیر کہہ کر طویل رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور کہا سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پھر کھڑے ہو کر طویل قرأت فرمائی جو پہلی قرآت سے کم تھی پھر تکبیر کہی اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے ہلکا تھا پھر کہا سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا تو چار رکوع اور چار سجدے کیئے اور حضور ﷺ کے نماز ختم کرنے سے پہلے سورج (اپنی حالت پر) روشن ہو گیا۔

١١٨١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: كَانَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ، يُحَدِّثُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ، مِثْلَ حَدِيثِ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ عبد اللہ بن عباسؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن میں نماز پڑھی جس طرح کی عروہ نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں نماز کسوف کی پڑھیں اور ہر رکعت میں دو رکوع کیئے۔

تخریج صحيح البخاري-الجمعة(٩٩٧)صحيح البخاري-الجمعة(٩٩٩)صحيح البخاري-الجمعة(١٠٠٠)صحيح البخاري-الجمعة(١٠٠٢)صحيح البخاري-الجمعة(١٠٠٧) صحيح البخاري-الجمعة(١٠٠٩)صحيح البخاري-الجمعة(١٠١٥)صحيح البخاري-الجمعة(١٠١٦)صحيح البخاري-الجمعة(١١٥٤) صحيح البخاري-بدء الخلق(٣٠٣١)صحيح مسلم-الكسوف(٩٠١)صحيح مسلم-الكسوف(٩٠٢)صحيح مسلم-الكسوف(٩٠٣)جامع الترمذي-الجمعة (٥٦١)سنن النسائي-الكسوف(١٤٦٥)سنن النسائي-الكسوف(١٤٦٦)سنن النسائي-الكسوف(١٤٧٠)سنن النسائي-الكسوف(١٤٧٢)سنن النسائي-الكسوف(١٤٧٣)سنن النسائي-الكسوف(١٤٧٤)سنن النسائي-الكسوف(١٤٧٥)سنن النسائي-الكسوف(١٤٧٧)سنن النسائي-الكسوف(١٤٨١)سنن النسائي-الكسوف(١٤٩٤)سنن النسائي-الكسوف(١٤٩٧)سنن النسائي-الكسوف(١٤٩٩)سنن النسائي-الكسوف(١٥٠٠)سنن أبي داود-الصلاة (١١٨٠)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٢٦٣)مسند أحمد-باقي مسند الأنصار(٣٢/٦)مسند أحمد-باقي مسند الأنصار(٥٣/٦)مسند أحمد-باقي مسند الأنصار(٧٦/٦)مسند أحمد-باقي مسند الأنصار(٨٧/٦)مسند أحمد-باقي مسند الأنصار(٩٨/٦)مسند أحمد-باقي مسند الأنصار(١٥٨/٦)مسند أحمد-باقي مسند الأنصار(١٦٨/٦)موطأ مالك-النداء للصلاة(٤٤٤)موطأ مالك-النداء للصلاة(٤٤٦)سنن الدارمي-الصلاة(١٥٢٧)

١١٨٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ بْنِ خَالِدٍ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ، قَالَ أبو داود: وَحُدِّثْتُ عَنْ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، وَهَذَا لَفْظُهُ، وَهُوَ أَتَمُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: «انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ، فَقَرَأَ بِسُورَةٍ مِنَ الطُّوَلِ، وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ، فَقَرَأَ سُورَةً مِنَ الطُّوَلِ، وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا».

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا اور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھائی تو طویل سورتوں میں سے ایک سورۃ کی قرأت فرمائی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیئے پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اور طویل سورتوں میں سے ایک سورۃ کی قرأت فرمائی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیئے پھر قبلہ رخ ہو کر بیٹھ کر دعا کرنے لگے یہاں تک کہ سورج گرہن ختم ہو گیا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١١٨٢) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٣٤/٥)

١١٨٣ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ، فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ وَالْأُخْرَى مِثْلُهَا».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورج گرہن میں نماز پڑھی تو قرأت فرمائی پھر رکوع (اس میں بھی چار رکوع اور چار مرتبہ قرأت کی) کیا پھر (کھڑے ہو کر) قرأت فرمائی پھر دوسرا رکوع کیا پھر قرأت فرمائی (یعنی رکوع سے کھڑے ہو کر) پھر تیسرا رکوع کیا پھر سجدہ کیا پھر تیسرے رکوع کے بعد چوتھی مرتبہ قرأت فرمائی پھر چوتھا رکوع فرمایا اور دوسری رکعت اسی طرح پڑھی۔

تخریج: صحيح مسلم - الكسوف (٩٠٢) سنن أبي داود - الصلاة (١١٨٣)

١١٨٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عِبَادٍ الْعَبْدِيُّ، مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ سَمُرَةُ: بَيْنَمَا أَنَا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضَيْنِ لَنَا، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْأُفُقِ اسْوَدَّتْ، حَتَّى آضَتْ كَأَنَّهَا تَنُّومَةٌ، فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَوَاللَّهِ لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُمَّتِهِ حَدَثًا، قَالَ: «فَدَفَعْنَا فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ»[1]، فَاسْتَقْدَمَ، فَصَلَّى، فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا» ، قَالَ: «ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي

[1] اور بعض نسخوں میں بآزز جیسا کہ شیخ عوامہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے (کتاب السنن - ج۲ ص ۱٤١)۔

صَلَاةٍ قَطُّ، لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ»، قَالَ: «فَوَافَقَ تَجَلِّي الشَّمْسِ جُلُوسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ»، قَالَ: «ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَشَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»، ثُمَّ سَاقَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ ثعلبہ بن عباد العبدی جو اہل بصرہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ سمرہؓ بن جندب کے خطبہ میں حاضر تھے ثعلبہ کہتے ہیں کہ سمرہؓ بن جندب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور ایک انصاری لڑکا تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے یہاں تک کہ جب سورج دیکھنے والے کی نگاہ میں دو یا تین نیزے کے بقدر بلند ہو گیا آسمان کے مشرقی کنارے پر تو اچانک سیاہی اور تاریکی میں بدلنے لگا اور بے نور ہوتے ہوتے تنومہ کی مانند ہو گیا (تنومہ ایک گھاس کا نام ہے جو رنگت میں سیاہی مائل ہوتی ہے) تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ (تیر اندازی چھوڑ کر) ہمیں مسجد چلنا چاہئے بخدا سورج کی یہ حالت رسول اللہ ﷺ کی امت کے حق میں کوئی خاص کام پیدا کرے گی چنانچہ ہم تیزی سے گئے تو دیکھا کہ حضور ﷺ مسجد میں لوگوں کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھی تو ہمیں ایسی (لمبی) نماز پڑھائی کہ اس سے پہلے کبھی نہ پڑھائی جس میں ہم نے آپ ﷺ کی (قراءت کی) آواز نہ سنی پھر رکوع اتنا طویل فرمایا کہ کبھی ہمارے ساتھ کسی نماز میں اتنا طویل رکوع نہ فرمایا اور ہم نے (اس میں بھی) آپ ﷺ کی آواز نہ سنی پھر سجدہ کیا جو اتنا طویل تھا کہ کبھی ہمارے ساتھ اتنا طویل سجدہ نہ فرمایا اور ہم نے آپ ﷺ کی آواز نہ سنی پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا راوی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے دوسری رکعت سے فارغ ہو کر بیٹھنے کے ساتھ سورج روشن ہو چکا تھا تو آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں پھر راوی احمد بن یونس نے آپ ﷺ کے خطبے کو پورا بیان کیا۔

تخریج جامع الترمذي- الجمعة (٥٦٢) سنن أبي داود- الصلاة (١١٨٤) سنن ابن ماجه- إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٤)

شرح الحدیث أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ سَمُرَةُ: بَيْنَمَا أَنَا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضَيْنِ لَنَا، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْأُفُقِ اسْوَدَّتْ، حَتَّى آضَتْ كَأَنَّهَا تَنُّومَةٌ: یہ اس باب کی ساتویں حدیث ہے اس کے راوی سمرہ بن جندبؓ صحابی ہیں، اور غلام من الانصار سے مراد شاید سمرہ کے بیٹے عبدالرحمنؒ ہیں جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے جو آئندہ بَابُ مَنْ قَالَ: يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ میں (برقم ۱۱۹۵) آرہی ہے۔

مضمون حدیث: سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اور ایک انصاری لڑکا حضور ﷺ کے زمانہ میں تیر اندازی اور نشانہ باندھنے کی مشق کر رہے تھے (صحابہ کرامؓ جہاد کی تیاری میں سواری اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کیا کرتے تھے) یہاں تک کہ جب سورج دیکھنے والے کی نگاہ میں دو یا تین نیزے کے بقدر بلند ہوا تو اچانک سیاہی اور تاریکی میں تبدیل ہونے لگا، اور بے نور ہوتے ہوتے ایسا ہو گیا گویا کہ وہ تنومہ ہے، یہ ایک گھاس کا نام ہے جو رنگت میں سیاہی مائل ہوتا ہے۔

قوله: فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَوَاللَّهِ لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أُمَّتِهِ حَدَثًا:
ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ اس کام یعنی تیر اندازی کو چھوڑ کر مسجد نبوی کی طرف چلنا چاہئے بخدا سورج کی یہ حالت رسول اللہ ﷺ کیلئے ان کی امت کے حق میں کوئی خاص کام پیدا کرے گی، مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس وقت چاہئے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہونچیں اور وہاں جاکر دیکھیں کہ آپ ﷺ اس وقت کیا کرتے ہیں، اور اس موقع کیلئے امت کو کس چیز کی تعلیم فرماتے ہیں۔

قوله: قَالَ: فَدَفَعْنَا فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ: دفعنا کا ترجمہ تو یہ ہے کہ ہمیں دھکے دئے گئے اور مراد یہاں تیز چلنا ہے جیسے کوئی دھکے دے کر چلا رہا ہو فَإِذَا هُوَ [1] بَارِزٌ یعنی ہم نے وہاں جاکر دیکھا کہ حضور ﷺ باہر مجلس میں تشریف فرما ہیں، یہ بروز سے ہے جس کے معنی ظہور کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ کسوف شمس کے وقت میں آپ ﷺ گھر پر نہیں رہے بلکہ باہر لوگوں کے درمیان میں جلوہ افروز تھے (تشریف فرما تھے)۔

توحد رکوع کی حدیث: اس حدیث میں حضرت سمرۃؓ نے صلوۃ الکسوف کی جو کیفیت بیان کی ہے اسمیں صرف ایک ہی رکوع مذکور ہے لہذا یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے۔

۱۱۸۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ الْهِلَالِيِّ، قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَانْجَلَتْ، فَقَالَ: «إِنَّمَا هَذِهِ الْآيَاتُ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهَا فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ».

ترجمہ: قبیصہ الہلالی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ گھبرائے ہوئے اپنا کپڑا گھسیٹے ہوئے نکلے اور اس دن میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں ہی تھا آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں طویل قیام فرمایا پھر فارغ ہوئے (یعنی نماز سے) تو سورج روشن ہو چکا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ (سورج گرہن چاند گرہن) تو نشانیاں ہیں کہ جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ ڈراتا ہے تو جب تم انہیں دیکھو نماز پڑھا کرو اس فرض نماز کی طرح جو ابھی تم نے پڑھی۔

۱۱۸۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا رَيْحَانُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ قَبِيصَةَ الْهِلَالِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ الشَّمْسَ كُسِفَتْ، بِمَعْنَى حَدِيثِ مُوسَى، قَالَ: حَتَّى بَدَتِ النُّجُومُ.

ترجمہ: قبیصہ ہلالی بیان کرتے ہیں کہ سورج گرہن ہوا راوی نے موسیٰ کی حدیث کی طرح بیان فرمایا اس میں یہ

[1] اور بعض نسخوں میں بارز ہے بارز کہتے ہیں ہجوم اور مجمع کو یعنی اسوقت آپ ﷺ لوگوں کی ایک جماعت میں تھے، ۱۲ منہ۔

اضافہ ہے یہاں تک کہ ستارے ظاہر ہو گئے (گویا اندھیرا بالکل چھا گیا)۔

تخریج: سنن النسائي - الكسوف (١٤٨٦) سنن النسائي - الكسوف (١٤٨٧) سنن أبي داود - الصلاة (١١٨٥)

شرح الحدیث: عَنْ قَبِيصَةَ الْهِلَالِيِّ: یہ قبیصہ ابن المخارق کی حدیث بھی حنفیہ کے موافق ہے، اس میں صرف ایک رکوع مذکور ہے اور ایک خوبی کی بات اس میں یہ ہے کہ یہ قول و فعل دونوں کو جامع ہے، چنانچہ اس کے اخیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ، احدث اسم تفضیل کا صیغہ ہے جس کے معنی اقرب کے ہیں اور حدیث کے معنی جدید کے آتے ہیں، یعنی ابھی قریب میں جو تم نے فرض نماز پڑھی ہے اس جیسی دو رکعات پڑھا کرو (کسوف شمس کے وقت) اور قریب میں جو نماز پڑھی تھی وہ فجر کی نماز تھی اس لئے کہ کسوف کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پڑھی تھی وہ چاشت کے وقت تھی۔

دیگر روایات: اسی طرح حنفیہ کی ایک اور دلیل بَابُ مَنْ قَالَ: يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ میں آرہی ہے اس میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث (برقم ١١٩٤) مذکور ہے جس میں صرف ایک ہی رکوع ہے، اسی طرح چوتھی حدیث حضرت ابو بکرہؓ کی ہے نسائی میں أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ هَذِهِ[1]۔

٢٦٤۔ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

سورج گرہن کی نماز میں قراءۃ کے متعلق باب

١١٨٧ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، كُلُّهُمْ قَدْ حَدَّثَنِي عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَقَامَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ، فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ - وَسَاقَ الْحَدِيثَ - ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ آلِ عِمْرَانَ».

ترجمہ: حضرت عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور قیام فرمایا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراۃ کو دیکھ کر اندازہ لگایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ بقرۃ کی تلاوت کی ہو گی اور پوری حدیث ذکر کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدے کیئے پھر (دوسری رکعت میں) قیام فرمایا تو طویل قراۃ فرمائی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراۃ کو دیکھ کر اندازہ لگایا کہ آپ نے سورۃ آل عمران پڑھی ہو گی۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٢) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٧) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠١٥)

[1] سنن النسائي - كتاب الكسوف - أبواب كيف صلاة الكسوف نوع آخر ١٤٩٢

صحيح البخاري - الجمعة (١٠١٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١٥٤) صحيح البخاري - بدء الخلق (٣٠٣١) صحيح مسلم - الكسوف (٩٠١) صحيح مسلم - الكسوف (٩٠٣) جامع الترمذي - الجمعة (٥٦١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٦٣) سنن النسائي - الكسوف (١٤٦٥) سنن النسائي - الكسوف (١٤٦٦) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٠) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٢) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٣) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٤) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٥) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٦) سنن النسائي - الكسوف (١٤٨١) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٤) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٧) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٩) سنن النسائي - الكسوف (١٥٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١١٨٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٢٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٢٩)

شرح الحديث قوله: فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ: میں نے آپ ﷺ کی مقدار قرأت کو دیکھ کر اندازہ لگایا کہ آپ ﷺ نے سورہ بقرہ پڑھی ہوگی، اس سے معلوم ہورہا ہے کہ اس نماز میں قرأت سراً ہوگی، ورنہ اندازہ لگانے کا کیا مطلب، اور آگے حدیث میں یہ ہے اندازیہ ہے کہ آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران پڑھی ہوگی، اور اس سے اگلی حدیث میں قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، فَجَهَرَ بِهَا وارد ہے حالانکہ دونوں حدیثیں عائشہؓ ہی سے مروی ہیں، لہذا دونوں میں تعارض ہوگیا، اس کا جواب امام احمدؒ سے یہ منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے ساتھ زہری متفرد ہیں، اور ایک توجیہ حافظؒ نے فتح الباری میں یہ کی ہے کہ ممکن ہے اس سے مراد کسوف القمر ہو نہ کہ کسوف الشمس، میں کہتا ہوں یا یہ تاویل کی جائے کہ بعض آیات کا جہر کرنا مراد ہے بلا قصد کے۔

١١٨٨ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، فَجَهَرَ بِهَا - يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ -».

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے لمبی قرأۃ فرمائی جو بلند آواز سے تھی یعنی سورج گرہن کی نماز میں۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٢) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٧) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠١٥) صحيح البخاري - الجمعة (١٠١٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١٥٤) صحيح البخاري - بدء الخلق (٣٠٣١) صحيح مسلم - الكسوف (٩٠١) صحيح مسلم - الكسوف (٩٠٣) جامع الترمذي - الجمعة (٥٦١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٦٣) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٠) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٢) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٤) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٥) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٦) سنن النسائي - الكسوف (١٤٨١) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٤) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٧) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٩) سنن النسائي - الكسوف (١٥٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١١٨٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٢٧)

١١٨٩ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «خُسِفَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا بِنَحْوٍ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ»، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے نماز پڑھی آپ ﷺ نے دیر تک قیام فرمایا سورۃ البقرۃ کی تلاوۃ کے برابر پھر رکوع فرمایا اسی طرح آگے پوری حدیث ہے۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٩) سنن أبي داود - الصلاة (١١٨٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٨٧/٦)

٢٦٥ - بَابُ يُنَادَى فِيهَا بِالصَّلَاةِ

باب ہے کہ کیا نماز کسوف کیلئے اعلان کیا جائے گا؟

١١٩٠ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَمِرٍ، أَنَّهُ سَأَلَ الزُّهْرِيَّ، فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كُسِفَتِ الشَّمْسُ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَنَادَى: أَنِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ".

ترجمہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو حکم فرمایا تو اس نے اعلان کیا کہ نماز باجماعت تیار ہے۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (١٠١٦) صحيح مسلم - الكسوف (٩٠١) سنن النسائي - الكسوف (١٤٦٥) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٣) سنن النسائي - الكسوف (١٤٨١) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٧) سنن أبي داود - الصلاة (١١٩٠) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٩٨/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٥٨/٦)

شرح الحدیث یعنی کیا نماز کسوف کے لئے اعلان کیا جائے گا؟ یہ ایک سوال ہے اور حدیث الباب سے اس کا جواب معلوم ہو رہا ہے کہ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ وغیرہ الفاظ سے لوگوں کو اطلاع کی جائے گی۔

٢٦٦ - بَابُ الصَّدَقَةِ فِيهَا

باب سورج گرہن ہونے کے وقت صدقہ کیا جائے

١١٩١ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يُخْسَفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَبِّرُوا، وَتَصَدَّقُوا».

ترجمہ عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے انکو گرہن نہیں لگتا پس جب تم اس چیز کو دیکھو تو اللہ عزوجل سے دعا کرو اور اسکی بڑائی بیان کرو اور صدقہ کرو۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٧) صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٤) صحيح البخاري - بدء الخلق (٣٠٣١) صحيح مسلم - الكسوف (٩٠١) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٠) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٢) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٤) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٧) سنن النسائي

-الكسوف (١٠٠٥) سنن أبي داود - الصلاة (١١٩١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٣) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٧٦/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٨٧/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٦٨/٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٤)

شرح الحدیث فیها أي فی حالۃ الکسوف، اور یا یہ کہا جائے کہ ضمیر راجع ہے صلوۃ کسوف کیطرف یعنی فی صلوۃ الکسوف اور فی بمعنی [1] مع ہے یعنی کسوف کیوقت نماز کیساتھ صدقہ وغیرہ کرنا جیسا کہ حدیث الباب میں مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسوف شمس میں نماز کے علاوہ صدقہ بھی کرنا چاہئے۔

ہمارے اطراف میں مسلمانوں کا اس پر عمل دیکھنے میں نہیں آیا، البتہ یہاں کے مقامی ہندو اس پر ضرور عمل کرتے ہیں صدقہ خیرات کرتے ہیں، ہندو فقیر کسوف شمس کیوقت میں دیکھا ہے کہ نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

٢٦٧ـ بَابُ الْعِتْقِ فِيهَا

باب ہے اس (سورج یا گرہن کے وقت) میں غلام آزاد کرنے کے متعلق

١١٩٢ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْعَتَاقَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ».

ترجمہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سورج گرہن کی نماز کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرماتے۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (١٠٠٦) صحيح البخاري - العتق (٢٣٨٣) صحيح البخاري - العتق (٢٣٨٤) سنن أبي داود - الصلاة (١١٩٢) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٤٥/٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٣١)

شرح الحدیث غلاموں کو آزاد کرنا حسب توفیق اگر کسی کے پاس غلام ہو ورنہ اس زمانہ میں نہ عام طور سے جہاد ہوتا ہے نہ لوگوں کے پاس غلام باندیاں ہیں۔

٢٦٨ـ بَابُ مَنْ قَالَ: يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ

باب (سورج گرہن کے وقت) دو دو رکعت نماز پڑھنے کے بارے میں

١١٩٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي الْحَرِثُ بْنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: «كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا، حَتَّى انْجَلَتْ».

---

[1] اس تاویل کی حاجت اس لئے کہ عین نماز کی حالت میں صدقہ کیسے کیا جا سکتا ہے ١٢۔

ترجمہ نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا آپ ﷺ دو رکعت پڑھ کر دریافت فرماتے کہ کیا سورج روشن ہو چکا ہے یا نہیں اور پھر دو رکعت پڑھتے یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا۔

تخریج سنن النسائي - الكسوف (١٤٨٥) سنن النسائي - الكسوف (١٤٨٨) سنن النسائي - الكسوف (١٤٨٩) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٠) سنن أبي داود - الصلاة (١١٩٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٦٢)

حدیث کی تشریح رکعتین سے مراد بظاہر اس کے معنی حقیقی ہیں، رکوعین مراد نہیں، اور غرض ترجمہ کی یہ ہے یصلی رکعتین و رکعتین، یعنی ایک ساتھ چار رکعت نہ پڑھی جائیں بلکہ دو رکعت پڑھ کر دیکھا جائے اگر سورج صاف ہو گیا تو فبہا ورنہ دو رکعت اور پڑھے، چنانچہ حدیث الباب میں ہے فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا یعنی دو رکعت پڑھ کر آپ ﷺ دریافت فرماتے سورج کے بارے میں صاف ہوا کہ نہیں، اور پھر دوبارہ دو رکعت پڑھتے، علامہ عینیؒ نے حدیث کی شرح اسی طرح کی ہے اور حافظ ابن حجر کی رائے یہ ہے کہ حدیث میں رکعتین سے مراد رکوعین [1] ہے اور مطلب حدیث کا حافظؒ نے یہ لیا ہے کہ آپ ﷺ ایک قیام اور ایک رکوع کے بعد آدمی کو بھیج کر معلوم کراتے کہ سورج صاف ہوا یا نہیں، اور حافظؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بظاہر یہ معلوم کرنا نماز میں اشارے کے ذریعہ سے ہوگا [2]، اور علامہ عینیؒ نے جو معنی بیان کئے ہیں وہ ظاہر حدیث کے علاوہ مسلک احناف کے بھی مطابق ہیں اول تو اسلئے کہ حنفیہ رکوعین فی کل رکعۃ کے قائل نہیں، دوسرے اسلئے کہ ہمارے بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ صلوۃ الکسوف میں دو رکعت سے زائد بھی پڑھ سکتے ہیں چار اور چھ کما فی البذل [3]، اور حضرت گنگوہیؒ نے حدیث میں رکعتین سے رکوعین مراد لیا ہے جسطرح حافظ ابن حجرؒ نے لیکن یسأل عنہا جو حدیث میں مذکور ہے اس کا مطلب وہ نہیں لیا جو حافظؒ نے اختیار کیا کہ آدمی بھیج کر معلوم کراتے بلکہ یسأل عنہا کا مطلب یہ لیا ہے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ سے سوال اور دعاء کرتے تھے شمس کے بارے میں کہ اللہ اسکی حالت درست فرمادے اور اسکی روشنی کو واپس کر دے، اور علامہ عینیؒ والے مطلب کو حضرت نے اس لئے نہیں اختیار فرمایا کہ یہ روایات مشہورہ کے خلاف ہے اس لئے کہ حضور ﷺ سے کسوف میں صرف دو رکعت پڑھنا ثابت ہے اس سے زائد نہیں۔

١١٩٤ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ، ثُمَّ رَكَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ وَفَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ نَفَخَ فِي آخِرِ سُجُودِهِ، فَقَالَ: «أُفْ أُفْ»، ثُمَّ قَالَ: «رَبِّ، أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ

[1] جیسا کہ شافعیہ کا مذہب ہے کہ انکے یہاں ہر رکعت میں دو رکوع اور دو قیام ہوتے ہیں، ۱۲ منہ۔
[2] فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ٢ ص ٥٢٧
[3] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٢٦١

لا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ؟ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ؟» فَفَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَقَدْ أَمْحَصَتِ الشَّمْسُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ: عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ (نماز کیلئے) کھڑے ہوگئے تو حضور ﷺ نے (اتنا طویل قیام کیا کہ) لگتا تھا رکوع نہ کریں گے پھر رکوع کیا تو (اتنا طویل رکوع کیا کہ) لگتا تھا کہ سر نہ اٹھائیں گے پھر سر اٹھا کر اتنی دیر اسی طرح قومہ کی حالت میں رہے کہ لگتا نہ تھا کہ سجدہ کریں گے پھر سجدہ کیا تو لگتا نہ تھا کہ سر اٹھائیں گے پھر جب پہلے سجدے سے سر اٹھایا تو لگتا نہ تھا کہ پھر دوبارہ سجدہ کریں گے پھر دوسرا سجدہ کیا تو اتنی دیر تک کیا کہ گمان ہوا کہ پھر سر نہ اٹھائیں گے اسی طرح دوسری رکعت پڑھی پھر اس رکعت کے آخری سجدہ میں اور کہا اف اف پھر دعا کی اے میرے رب کیا آپ نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا کہ آپ (میری امت) کو اس حال میں عذاب نہ دیں گے کہ میں ان میں موجود ہوں اور کیا آپ نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا کہ آپ انہیں عذاب نہ دیں گے جب تک کہ وہ استغفار کرتے رہیں پھر رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا اور حدیث پوری ہے۔

تخریج: صحيح مسلم - الكسوف (٩١٠) سنن النسائي - الكسوف (١٤٧٩) سنن النسائي - الكسوف (١٤٨٠) سنن النسائي - الكسوف (١٤٩٦) سنن أبي داود - الصلاة (١١٩٤) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢/٢٢٠)

شرح الحدیث: یہ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی حدیث ہے اور حنفیہ کی دلیل ہے، كما تقدم قبل ذلك۔

ثُمَّ نَفَخَ فِي آخِرِ سُجُودِهِ، فَقَالَ: «أُفْ أُفْ»: یعنی آپ ﷺ سجدہ میں زور سے سانس لے رہے تھے جیسے کہ سانس چڑھنے کی وقت ہوتا ہے۔

ایک اشکال وجواب: فَقَالَ: «أُفْ أُفْ»، اسمیں یہ اشکال ہے کہ نماز میں تلفظ و تکلم پایا گیا تو نماز فاسد ہونی چاہئے کیونکہ بعض حروف ظاہر ہو گئے ہیں، اسکا جواب حضرت گنگوہیؒ نے یہ دیا ہے کہ راوی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ آپ بعینہ اُف اُف کہہ رہے تھے بلکہ نفخ اور سانس لینے سے جو آواز بر آمد ہو رہی تھی اس کو سمجھانے کے لئے راوی اپنے الفاظ میں اس کو اس طرح تعبیر کر رہا ہے، راوی کا مقصود حکایت صورت اور نقل اتارنا ہے نہ یہ کہ آپ ﷺ کی زبان سے بعینہ یہ لفظ نکل رہے تھے، جیسے کہ صورت غراب کو غاق سے تعبیر کرتے ہیں تو یہ مطلب تھوڑا ہے کہ کوا یہی لفظ بولتا ہے بلکہ یہ تو اسکی آواز کی نقل ہے [1]، سبحان اللہ کیا عمدہ توجیہ ہے۔

١١٩٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَتَرَمَّى بِأَسْهُمٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ كُسِفَتِ الشَّمْسُ، فَنَبَذْتُهُنَّ، وَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ مَا

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٢٦٣

أَحْدَثَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسُوفُ الشَّمْسِ الْيَوْمَ. فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ «رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ وَيُحَمِّدُ، وَيُهَلِّلُ، وَيَدْعُو، حَتَّى حُسِرَ عَنِ الشَّمْسِ، فَقَرَأَ بِسُورَتَيْنِ، وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ».

ترجمہ: عبد الرحمن بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میں ایک مرتبہ تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا تو اچانک سورج کی روشنی ختم ہو گئی میں نے اپنے تیروں کو پھینکا اور کہا کہ میں دیکھوں تو سہی کہ آج کے دن سورج گرہن ہونے پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا نئی بات ہونے والی ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تسبیح، تحمید، تہلیل اور دعا میں مشغول تھے یہاں تک کہ سورج سے سیاہی چھٹ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں دو سورتیں تلاوت فرمائیں۔

صحيح مسلم - الكسوف (٩١٣) سنن النسائي - الكسوف (١٤٦٠) سنن أبي داود - الصلاة (١١٩٥)

شرح الحدیث: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَتَرَمَّى: یہ حدیث اس سے پہلے باب من قال اربع رکعات کے ذیل میں گزر چکی وہاں ہم اس کا حوالہ بھی دے چکے ہیں۔

٢٦٩ - بَابُ الصَّلَاةِ عِنْدَ الظُّلْمَةِ وَنَحْوِهَا

اندھیرا اور اسکے مثل (تیز ہوا، آندھی) کے وقت نماز پڑھنے کے متعلق باب

یعنی اگر کسوف کے علاوہ کوئی اور خوف و خطرہ کی بات پیش آجائے مثلاً تیز ہوا آندھی یا دن میں تاریکی چھا جانا ایسے ہی زلزلہ وغیرہ، اس سلسلہ میں امام بخاریؒ نے بھی باب باندھا ہے بَابُ مَا قِيلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالْآيَاتِ۔

امام بخاری اور مصنف کے ترجمۃ الباب میں فرق: لیکن اس پر انہوں نے لفظ صلوۃ کیساتھ باب نہیں باندھا اور نہ باب کے تحت میں ایسی روایت ذکر کی جس میں نماز کا ثبوت ہو، لیکن ہمارے مصنفؒ نے لفظ صلوۃ کے ساتھ باب باندھا ہے، حضرت شیخؒ نے تراجم بخاری[1] میں لکھا ہے کہ ابن قدامہ حنبلی نے صرف زلزلے کے وقت میں نماز پڑھنا امام احمدؒ کا مذہب لکھا ہے اور دوسری آیات وحوادث کیوقت نہیں، انہوں نے امام مالکؒ وشافعیؒ کا مذہب بھی یہی لکھا ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر کسوف کیلئے نماز پڑھنا ثابت نہیں، اور حنفیہ کا مذہب انہوں نے یہ لکھا ہے کہ انکے یہاں تمام آفات کیوقت نماز مستحب ہے اسلئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کی نماز کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ آیۃ من آیات اللہ ہے لہذا جملہ آیات کیوقت نماز پڑھنی چاہئے۔

مذاہب ائمہ: لیکن حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہ لکھا ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور امام احمد واسحاق وغیرہ کا مذہب انہوں نے بلا تخصیص زلزلے کے یہ لکھا ہے کہ ان کے نزدیک ایسے مواقع میں نماز پڑھی جائے گی، اور امام شافعیؒ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے ان امور کیلئے نماز پڑھنے کی صحت حدیث پر معلق کیا ہے، یعنی اگر حدیث ثابت ہو جائے تو پھر نماز پڑھی جائے

---

[1] الأبواب والتراجم لصحيح البخاري — ج ١ ص ١٠٦

گی، حافظ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے اس سلسلہ میں روایت ثابت [1] ہے، مصنف عبد الرزاق وغیرہ میں موجود ہے [2]، اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ایسے مواقع میں نماز بلا جماعت پڑھنا مستحب ہے۔

١١٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، حَدَّثَنِي حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ النَّضْرِ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: كَانَتْ ظُلْمَةٌ عَلَى عَهْدِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَأَتَيْتُ أَنَسًا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ هَلْ كَانَ يُصِيبُكُمْ مِثْلُ هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «مَعَاذَ اللَّهِ، إِنْ كَانَتِ الرِّيحُ لَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ الْمَسْجِدَ مَخَافَةَ الْقِيَامَةِ».

ترجمہ عبید اللہ بن نضر فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ حضرت انس بن مالکؓ کے زمانے میں اندھیرا چھا گیا تو نضر فرماتے ہیں کہ میں حضرت انسؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابو حمزہ کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ کو اس جیسی صورتحال پیش آئی وہ فرمانے لگے اللہ کی پناہ (آپ ﷺ کے زمانے میں تو) اگر تیز ہوا بھی چلتی تو ہم قیامت کے ڈر سے مسجدوں کی طرف دوڑتے۔

٢٧٠ - بَابُ السُّجُودِ عِنْدَ الْآيَاتِ

باب حوادث کے وقت اللہ کے آگے سجدہ میں گر جانا

١١٩٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَاتَتْ فُلَانَةُ - بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَخَرَّ سَاجِدًا، فَقِيلَ لَهُ: أَتَسْجُدُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا»، وَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

ترجمہ عکرمہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ کی فلاں زوجہ (حضرت صفیہ یا حضرت حفصہؓ) کی وفات ہو گئی تو وہ فوراً سجدہ میں گر گئے۔ اس پر کسی نے ان سے کہا کہ آپ اس گھڑی سجدہ کر رہے (کیا وجہ ہے) انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ حادثہ (آفت سماویہ یا ارضیہ) دیکھو تو سجدہ کیا کرو اور نبی کریم ﷺ کی ازواج کے رخصت ہونے سے بڑا حادثہ کیا ہوگا۔

تخریج جامع الترمذي - المناقب (٣٨٩١) سنن أبي داود - الصلاة (١١٩٧)

شرح الحدیث قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَاتَتْ فُلَانَةُ - بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَخَرَّ سَاجِدًا: بعض ازواج

---

[1] حافظ نے اس میں ایک روایت حضرت عائشہؓ سے بھی مرفوعاً نقل کی ہے جو کہ صحیح ابن حبان میں ہے جس کے لفظ یہ ہیں: صلاة الآيات ست ركعات وأربع سجدات ١٢ منہ (فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ٢ ص ٥٢١)۔

[2] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ٢ ص ٥٢١

سے مراد صفیہؓ ہیں یا حفصہؓ (قالہ القاری) اور جمع الفوائد[1] میں سودہؓ کی تصریح ہے[2]۔

شرح حدیث اور سجدۂ منفردہ میں مذاہب ائمہ: اس کے بعد جاننا چاہئے کہ سجدۂ منفردہ حنفیہ مالکیہ کے یہاں مشروع نہیں بخلاف شافعیہ وحنابلہ کے کہ ان کے یہاں تعبد بالسجدۃ المنفردۃ معتبر ہے، لہذا حنفیہ ومالکیہ اپنے مسلک کے مطابق یہاں پر سجدہ کو صلوۃ پر محمول کرتے ہیں، یہی اختلاف سجدۂ شکر میں بھی ہے، چنانچہ امام مالکؒ کے نزدیک وہ مکروہ ہے شافعیہ وغیرہ کے نزدیک مشروع بلکہ مستحب ہے، صاحبین کا مذہب بھی یہی ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک غیر مشروع ہے، بعض کہتے ہیں کہ امام صاحبؒ کی رائے یہ ہے کہ مشروع تو ہے لیکن مستحب اور سنت نہیں، اس کتاب یعنی سنن ابو داؤد میں کتاب الجہاد کے اخیر میں سجدۂ شکر پر مستقل ایک باب آرہا ہے بَابٌ فِي سُجُودِ الشُّكْرِ[3]۔

قولہ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا: یعنی جب تم کوئی حادثہ آفت سماویہ یا ارضیہ دیکھو تو سجدہ کیا کرو، شافعیہ وحنابلہ کے یہاں یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے، اور انکے نزدیک صلوۃ بھی مراد لے سکتے ہیں کیونکہ ایک روایت میں ہے كَانَ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ بَادَرَ إِلَى الصَّلَاةِ، اور حنفیہ کے اصول ومسلک کا مقتضی یہ ہے کہ اس سے مراد صلوۃ ہی ہے، (کما تقدم قریبا)۔

تَفْرِيعِ صَلَاةِ السَّفَرِ
۲۷۱۔ بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ

سفر کے متعلق احکام کی تفصیل: باب مسافر کی نماز کے متعلق

یہاں پر پانچ مسائل ہیں (کما فی حاشیۃ اللامع والأوجز): ① مسافۃ القصر یعنی سفر شرعی کی تعریف جس میں نماز قصر کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس مسئلہ کیلئے باب مستقل آگے آرہا ہے، ② متی یقصر المسافر یعنی مسافر شرعی کو نماز میں قصر کس جگہ سے شروع کرنا چاہئے، ③ رخصۃ القصر فی أی سفر کیا ہر سفر شرعی میں نماز کو قصر پڑھ سکتے ہیں یا کسی خاص سفر میں؟، ④ حکم القصر یعنی مسافر کو نماز قصر کرنا رخصت کا درجہ ہے یا عزیمت کا، قصر ہی ضروری ہے یا اتمام بھی جائز ہے، ⑤ مدۃ الاقامۃ یعنی وہ مدت کیا ہے جس میں قیام کی نیت سے مسافر شرعی مقیم کے حکم میں ہو جاتا ہے، یہ پانچ مسائل ہیں جن کا بیان اپنے اپنے باب میں آجائے گا، بعض مسائل ابھی اور ہیں تطوع فی السفر سفر میں سنتیں پڑھی جائینگی یا نہیں، اذان فی السفر

---

[1] جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد — ج ۳ ص ۵۸۳

[2] بذل المجهود في حل أبي داود — ج ٦ ص ٢٦٧

[3] بذل المجهود في حل أبي داود — ج ٦ ص ٢٦٧

جمع بین الصلوتین فی السفر، مذکورہ بالا باب سے مصنف کا مقصود جو تھا مسئلہ بیان کرنا ہے۔

بحث رابع (حکم القصر): مسئلہ مختلف فیہ ہے، حنفیہ کے نزدیک قصر واجب اور اتمام ناجائز ہے، اگر کوئی شخص اتمام کرے توحنفیہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر اس شخص نے رکعتین پر قعدہ کیا تب تو نماز درست ہو جائے گی ورنہ فاسد، وجہ اسکی یہ ہے کہ حنفیہ کے یہاں سفر میں قصر یعنی رکعتین رخصت کے طور پر نہیں ہیں بلکہ دو رکعت ہی عزیمت ہیں پھر ان پر زیادتی کیسے جائز ہو سکتی ہے۔

۱۱۹۸ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: «فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ، وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ».

ترجمہ عروہ بن زبیر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ سفر اور حضر دونوں میں دو دو رکعت نماز فرض ہوئی پھر سفر کی نماز تو اسی طرح رہی مگر حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔

تخریج صحيح البخاري - الصلاة (٣٤٣) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٤٠) صحيح البخاري - المناقب (٣٧٢٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٨٥) سنن النسائي - الصلاة (٤٥٣) سنن النسائي - الصلاة (٤٥٤) سنن النسائي - الصلاة (٤٥٥) سنن أبي داود - الصلاة (١١٩٨) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٢٣٤) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٢٤١) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٢٧٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٠٩)

شرح الحديث **حدیث عائشہ کا مضمون جو کہ حنفیہ کی مؤید ہے:** باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث عائشہؓ سے حنفیہ کی تائید ہوتی ہے، اس لئے کہ حدیث عائشہؓ کا مضمون یہ ہے کہ شروع میں نمازیں دو دو رکعت ہی فرض ہوئی تھیں سفر ہو یا حضر، پھر بعد میں اس میں ترمیم ہوئی وہ یہ کہ حضر کی نماز میں تو اضافہ ہو گیا کہ وہ بجائے دو کے چار ہو گئیں، اور نماز سفر کو اسکے سابق حال پر برقرار رکھا گیا، اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ سفر میں دو ہی رکعت اصل ہیں، یہ مسلک تو حنفیہ کا ہے، اور شافعیہ وغیرہ کے نزدیک سفر میں رکعتین بطریق رخصت ہیں اور عزیمت سفر میں بھی چار ہی رکعت ہیں لہذا اتمام بھی جائز ہے شافعیہ کا استدلال آیت کریمہ: وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ[1] سے ہے جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ مسافر کیلئے قصر سہولت کیلئے ہے، اگر وہ قصر کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، نفی حرج کا تقاضا یہ ہے کہ اگر چاہے تو اتمام بھی کر سکتا ہے جو کہ اصل ہے اور حدیث عائشہؓ کی وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ سفر کی نماز کو اسکے حال پر برقرار رکھا گیا یعنی لمن اراد ان یقتصر علی الرکعتین[2] اسکے برخلاف حنفیہ حدیث عائشہؓ کو تو اس کے ظاہر پر رکھتے ہیں اور آیت کریمہ کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ آیت صلوۃ سفر سے متعلق نہیں ہے بلکہ صلوۃ الخوف سے متعلق ہے جیسا کہ خود آیت میں اس کی تصریح ہے اور قصر سے مراد قصر صفۃ ہے نہ کہ قصر العدد و بعبارۃ اخری المراد القصر من حیث الکیفیۃ لا من الکمیۃ۔

---

[1] اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے (سورۃ النساء ۱۰۱)

[2] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج ۵ ص ۱۹۵

یعنی بجائے چار کے دو رکعت پڑھنا مراد نہیں ہے بلکہ نماز کو خفیف اور مختصر پڑھنا، کہ خوف کی حالت میں مختصر سی نماز جلدی سے پڑھ لی جائے اسکو طویل نہ کیا جائے، اور اگر اس کو صلوۃ سفر پر ہی محمول کیا جائے تو پھر یوں کہا جائے گا کہ اس آیت میں مسافر کی نماز پر قصر کا طلاق حقیقۃً اور فی حد ذاتہ نہیں ہے بلکہ بالنسبۃ الی صلوۃ الحضر، یعنی حضر کی نماز کے لحاظ سے سفر کی نماز کو قصر کہہ دیا گیا ورنہ فی الواقع وہ پوری ہی ہے (اور قرینہ اس پر حدیث عائشہؓ ہے)۔

قصر واتمام میں مذاہب ائمہ کی تفصیل: اس کے بعد جاننا چاہئے کہ شافعیہ وغیرہ کے نزدیک اگرچہ اتمام جائز ہے لیکن افضل قصر ہی ہے، امام نوویؒ [1] نے شرح مسلم میں اسی قول کو صحیح اور مشہور لکھا ہے، دوسری روایت ان کی یہ ہے کہ اتمام افضل ہے [2]، اور تیسری یہ ہے ہما سواء، اور علامہ صاوی مالکی نے لکھا ہے کہ قصر امام مالک کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور اوجز [3] سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قول ان کا وجوب قصر کا ہے اور ایک استحباب کا بھی اور امام احمدؒ کا ایک قول یہ ہے کہ قصر افضل ہے، کما فی نیل المآرب، اور ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے کما فی الروض المربع، نیز امام احمدؒ سے منقول ہے احب العافیۃ عن ھذہ المسئلۃ، خلاصۂ مذاہب یہ نکلا کہ حنفیہ کے نزدیک اتمام ناجائز اور دوسرے علماء کے نزدیک ان کے ایک قول کی بناء پر ناجائز اور ایک قول کی بناء پر جائز، اور شافعیہ کے مسلک کی تحقیق حاشیہ پر لکھدی گئی، ان کے یہاں ایک صورت میں اتمام افضل ہے اور ایک میں قصر افضل ہے لیکن اتمام جائز بہر حال ہے بخلاف مالکیہ وحنابلہ کے ان کے ایک قول میں اتمام ناجائز ہے۔

١١٩٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنَا خُشَيْشٌ يَعْنِي ابْنَ أَصْرَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَيْهِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَرَأَيْتَ إِقْصَارَ النَّاسِ الصَّلَاةَ، وَإِنَّمَا قَالَ تَعَالَى: { إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا [4] } فَقَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

ترجمہ: یعلی بن امیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سوال کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے لوگوں کے نماز قصر پڑھنے کے بارے میں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں (اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اگر

---

[1] شافعیہ کا مسلک علی الالسنۃ یہ ہے کہ ان کے یہاں اتمام افضل ہے، لیکن امام نوویؒ نے اسکے برعکس قصر کو افضل لکھا ہے، بظاہر صحیح وہ ہے جو شافعیہ کی مشہور کتاب شرح اقناع میں لکھا ہے کہ جس مسافر کا سفر علی مسافۃ یومین یا مرحلتین ہو اس کے حق میں تو اتمام افضل ہے (کیونکہ وہ بعض علماء کے نزدیک مسافر ہی نہیں ہے) اور اگر اس کا سفر علی مسافۃ ثلاثۃ مراحل یا ثلاثۃ ایام ہے تو اس کے حق میں قصر افضل ہے خروجاً عن خلاف ابی حنیفۃ اھ

[2] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج — ج٥ ص١٩٤

[3] أوجز المسالك إلى موطأ مالك — ج٣ ص١٥٩

[4] اگر تم کو ڈر ہو کہ ستادیں گے تم کو کافر (سورۃ النساء ١٠١)

تمہیں کفار کی طرف سے فتنہ کا خوف ہو تو نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں الخ اور وہ رہی نہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا جسطرح تمہیں تعجب ہے اسی طرح مجھے بھی تعجب تھا تو میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کیا آپ نے ارشاد فرمایا یہ نماز قصر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش ہے تم پر سو تم اس کی بخشش کو قبول کرلو۔

۱۲۰۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي عَمَّارٍ، يُحَدِّثُ فَذَكَرَهُ نَحْوَهُ، قَالَ أبو داود: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ، وَحَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، كَمَا رَوَاهُ ابْنُ بَكْرٍ.

ترجمہ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن ابی عمار سے سنا وہ بیان کرتے ہیں پھر ابن جریج نے عبد اللہ بن عمار کی گزشتہ حدیث کو ذکر کیا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں اس کو ابوعاصم اور حماد بن مسعود نے اسی طرح روایت کی جسطرح محمد ابن بکر نے روایت کیا ہے (حدیث نمبر ۲ میں ابن جریج کے شاگرد یحییٰ القطان نے جب حدیث ذکر کی تھی انہوں نے عبد اللہ بن ابی عمار سے پہلے ابن جریج کے بعد عبد الرحمٰن بن عبد اللہ کا واسطہ نقل کیا تھا اسکے بعد حدیث نمبر ۳ میں عبد الرزاق اور محمد بن بکر نے ابن جریج سے بلاواسطہ عبد اللہ بن ابی عمار سے نقل کیا ہے اور امام ابوداؤد نے انہی محمد بن بکر کی روایت کو ترجیح دی ہے کہ ابوعاصم اور حماد بن مسعدہ نے بھی بلاواسطہ نقل کیا ہے محمد بن بکر کی طرح، بذل المجہود)۔

تخریج صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٨٦) جامع الترمذي - تفسير القرآن (٣٠٣٤) سنن النسائي - تقصير الصلاة في السفر (١٤٣٣) سنن أبي داود - الصلاة (١١٩٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٦٥) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (٢٥/١) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (٣٦/١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٠٥)

شرح الأحاديث عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ: ان کو یعلی بن منیہ بھی کہتے ہیں، امیہ والد کا نام ہے اور منیہ والدہ کا، مشہور صحابی ہیں۔

قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَرَأَيْتَ إِقْصَارَ النَّاسِ الصَّلَاةَ، وَإِنَّمَا قَالَ تَعَالَى: {إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا}

یہ باب کی دوسری حدیث ہے اور پہلی حدیث یعنی حدیث عائشہؓ پر کلام ترجمۃ الباب کے تحت ہو چکا، اس حدیث جو سوال وجواب مذکور ہے وہ ظاہر ہے محتاج تشریح نہیں، اس حدیث کے آخر میں ہے فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ یعنی سفر کی نماز میں جو قصر کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک بخشش ہے اس کو قبول کرو۔

اس حدیث سے حنفیہ وشافعیہ دونوں ہی استدلال کرتے ہیں، حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری دلیل ہے فَاقْبَلُوا امر کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر فی صلوۃ السفر واجب ہے، اور شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے موافق ہے اسلئے کہ اس سے معلوم ہو رہا ہے سفر میں رکعتین پڑھنا بطریق قصر ہے، رکعتین پر قصر کا اطلاق اسی وقت درست ہو گا جبکہ اصل فریضہ چار رکعات ہوں۔

وجوب قصر میں حنفیہ کے دلائل: بذل المجہود[1] میں حنفیہ کے مسلک کی تائید میں بالتفصیل سات دلیلیں ذکر کی ہیں، سب سے پہلی دلیل اس میں یہ لکھی ہے کہ حضور ﷺ سے مشہور روایات کے اعتبار سے اپنے تمام اسفار میں قصر ہی ثابت

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٢٧١ - ٢٧٢

ہے، ہمیشہ آپ ﷺ قصر فرماتے تھے اگر اتمام جائز ہوتا تو کبھی تو آپ ﷺ بیان جواز کیلئے ایسا کرتے، اور دوسری دلیل بذل میں یہی یعلی بن امیہ والی حدیث ہے شافعیہ تو اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ متصدق علیہ پر قبول صدقہ واجب نہیں، بلکہ اس کو دونوں اختیار ہیں ہماری طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا کہ ایسی چیز کا تصدق جس میں تملیک کا احتمال نہ ہو جیسے یہاں پر رکعتین تو وہ حکم میں اسقاط کے ہوتا ہے یعنی صاحب نے اپنا حق ساقط کر دیا لہٰذا اس کا تحقق دوسرے شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہیں بلکہ ہر حال میں ساقط ہو جائے گا۔

قَالَ ابو داؤد: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ. وَحَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ. كَمَا رَوَاهُ ابْنُ بَكْرٍ: **شرح السند:** مصنفؒ نے اس حدیث یعلی کو دو سندوں سے ذکر کیا ہے دونوں کا مدار ابن جریج پر ہے، پہلی سند میں ابن جریج سے روایت کرنے والے یحییٰ القطان تھے اور یہاں دوسری سند میں عبد الرزاق اور محمد بن بکر ہیں، دونوں سندوں میں جو فرق ہے مصنفؒ اس کو بتارہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ابو عاصم اور حماد بن مسعدہ نے بھی اسی طرح روایت کیا جس طرح محمد بن بکر نے کیا ہے، وہ فرق یہ ہے کہ پہلی سند میں ابن جریج اور عبد اللہ بن بابیہ کے درمیان واسطہ عبد الرحمن بن عبد اللہ کا تھا اور اس دوسری سند میں بجائے عبد الرحمن کے ان کے والد عبد اللہ کا ہے، اور اس فرق کو اسطرح بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ پہلی سند میں ابن جریج کے استاذ عبد الرحمن تھے اور دوسری میں عبد الرحمن کے والد عبد اللہ ہیں۔

تنبیہ: بذل المجہود میں اس مقام کی تشریح شروع میں اس طرح کی ہے جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ فرق دونوں سندوں میں واسطہ اور عدم واسطہ کا ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ فرق تبدیل واسطہ کا ہے پھر آگے چلکر حضرت نے جو تحقیق فرمائی وہ صاف ہے۔

٢٧٢ـ بَابُ مَتَى يَقْصُرُ الْمُسَافِرُ؟

باب مسافر قصر نماز کب پڑھے گا

ترجمۃ الباب کی تشریح: ترجمۃ الباب کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جو شخص سفر شروع کر رہا ہے وہ اپنی نماز میں قصر کب سے کرے، مسئلہ اختلافی ہے۔

تقریبی طور پر ائمہ اربعہ کا مذہب یہ ہے اذا خرج من بیوت المصر، یعنی آبادی سے باہر نکلنے کے بعد سے نماز میں قصر شروع کرے، امام شافعیؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ اس میں سور البلد (شہر پناہ) کا اعتبار ہے جو بڑے شہروں میں ہوا کرتی ہے اسکو پار کرنے کے بعد قصر شروع کر دے اگرچہ وہاں آبادی ختم نہ ہو رہی ہو اور مجاہدؒ سے منقول ہے کہ اگر سفر کی ابتداء دن میں ہوئی تو رات آنے سے پہلے قصر نہ کرے، اور اگر سفر کی ابتداء رات سے ہوئی ہے تو دن ہونے سے پہلے قصر نہ کرے اسکے بالمقابل عطاء کا مذہب یہ ہے کہ آبادی کے اندر بھی قصر جائز ہے۔

اور دوسرا احتمال ترجمۃ الباب میں یہ ہے کہ مصنف کی غرض اس سے مسافت قصر کو بیان کرنا ہے یعنی کس سفر کے اندر قصر ہوتا

ہے یعنی سفر شرعی کی مقدار۔

حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی غرض اسی مسئلہ کو بیان کرنا ہے اس میں اختلاف ہے جو آگے آرہا ہے۔

۱۲۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدَ الْهُنَائِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَنَسٌ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ، أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ -شُعْبَةُ شَكَّ- يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ».

ترجمہ: یحیٰ بن یزید الہنائی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے نماز قصر پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو حضرت انسؓ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ جب تین میل کی مسافت پر نکلتے یا تین فرسخ (کہا حضرت انسؓ نے) شعبہ راوی کو شک ہے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٣٩) صحيح البخاري - الحج (١٤٧١) صحيح البخاري - الحج (١٤٧٢) صحيح البخاري - الحج (١٤٧٣) صحيح البخاري - الحج (١٤٧٦) صحيح البخاري - الحج (١٦٢٨) صحيح البخاري - الحج (١٦٢٨) صحيح البخاري - الجهاد والسير (٢٧٩٢) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٤٦) سنن النسائي - الصلاة (٤٦٩) سنن النسائي - الصلاة (٤٧٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٠١) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١١٠/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١١١/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٢٩/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٧٧/٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٠٧)

شرح الحدیث **حدیث سے ظاہریہ کا استدلال اور اسکا جواب:** مسافت قصر یعنی سفر شرعی کی مقدار میں اختلاف ہے، ظاہریہ کے نزدیک اسکی مقدار تین میل ہے اور طائفہ ظاہریہ کے امام ابن حزمؒ کے نزدیک ایک میل ہے، ظاہریہ کا استدلال اسی حدیث سے ہے، لیکن اس سے استدلال اولاً تو اسلئے صحیح نہیں کہ حدیث میں شک راوی مذکور ہے تین میل اور تین فرسخ کے درمیان شعبہ کو شک ہورہا ہے، ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اس حساب سے تین فرسخ کے نو میل ہوتے ہیں، ثانیاً جمہور کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نہ تین میل پر قصر کرتے تھے اور نہ تین فرسخ پر، یہ حدیث یا تو اختصار پر مبنی ہے یا ظن راوی پر بلکہ وہم راوی پر، صحیح صورت حال وہ ہے جو باب کی حدیث ثانی میں مذکور ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے سفر مکہ میں مدینہ سے روانہ ہونے کے بعد ذوالحلیفہ پہونچ کر جو کہ سفر کی پہلی منزل ہے وہاں آپ ﷺ نے نماز قصر پڑھی جو مدینہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ چھ میل کی مسافت پر قصر فرماتے تھے تو یہ صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ ذوالحلیفہ آپ ﷺ کا منتہائے سفر نہیں تھا، وہ تو درمیان کی منزل تھی جیسے کوئی سہارنپور سے دہلی کیلئے روانہ ہوا اور راستہ میں دیوبند کے اسٹیشن پر نماز قصر پڑھے تو اس کے معنی یہ تھوڑا ہی ہوئے کہ دیوبند تک کے سفر میں قصر کیا جائے گا۔

یہ تو ہوا باب کی پہلی حدیث پر کلام اور ظاہریہ کے استدلال کا جواب۔

مسافت قصر میں ائمہ اربعہ کے مذاہب: اب آپ مسافت قصر کے بارے میں ائمہ اربعہ کے مذاہب سنیئے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سفر شرعی کی مقدار یومان أو یوم ولیلة یعنی صرف دو دن بغیر رات کو شامل کئے اور یا ایک دن اور ایک رات أو مرحلتان مرحلہ بڑی منزل کو کہتے ہیں أو أربعة برد، بُرُد برید کی جمع ہے برید چھوٹی منزل کو کہتے ہیں جو بارہ میل کی ہوتی ہے، یعنی چھوٹی چار منزلیں یا بڑی دو منزلیں، أو ستة عشر فرسخاً، ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہذا سولہ فرسخ کے اڑتالیس میل ہوئے، یہ تفصیل ہے ائمہ ثلاثہ کے مسلک کی۔

وعندنا ثلثة أيام من أصغر ايام السنة بسير الابل ومشي الاقدام أو ثلثة مراحل یعنی تین دن یا تین بڑی منزلیں، اصل تحدید ہمارے یہاں یہی ہے، قال في الهداية ولا عبرة بالفراسخ [1]، یعنی ہمارے اصل مذہب میں امیال وفراسخ کا اعتبار نہیں، لیکن حاشیہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ البتہ مشائخ حنفیہ یعنی متاخرین نے فراسخ کا اعتبار کیا ہے، پھر اس میں انہوں نے تین قول لکھے ہیں، اکیس فرسخ، اٹھارہ فرسخ، پندرہ فرسخ، اور یہ بھی لکھا ہے کہ فتویٰ درمیانی قول پر ہے یعنی اٹھارہ فرسخ پر، چونکہ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اٹھارہ کو تین میں ضرب دینے سے چون میل ہوتے ہیں لیکن بعد کے مفتیان کرام کا فتویٰ اڑتالیس میل پر ہے۔

تنبیہ: مذکورہ بالا مسلک جمہور سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مرحلہ چوبیس میل کا ہوتا ہے اس حساب سے انہوں نے مرحلتین کی مقدار اڑتالیس میل بیان کی ہے، اب جب مذہب حنفی میں سفر شرعی کی مقدار تین مراحل ہیں تو ان کی مجموعی تعداد میلوں کے اعتبار سے ۷۲ بہتر میل ہوتی ہے، یہ چیز قابل غور ہے۔

فائدہ: مشہور یہ ہے کہ عند الحنفية سفر شرعی کی مقدار جمہور کی مقدار سے زائد ہے اس پر ہمارے استاذ مرشد حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ یہ اشکال فرماتے تھے کہ مشہور تو یہ ہے حالانکہ جس طرح اڑتالیس میل مسافت سفر جمہور کے یہاں ہے اسی طرح ہمارے علماء بھی لکھتے ہیں تو پھر فرق کیا رہا لیکن اس کا جواب ہم نے اوپر جو مذاہب کی تشریح کی ہے اس سے خود بخود حل ہو جاتا ہے وہ یہ کہ اصل تو ہمارے یہاں تقدیر بالزمان ہے یا بالمراحل اور وہ ہمارے یہاں جمہور سے زائد ہے ان کے یہاں دو دن ہیں اور ہمارے یہاں تین دن اور یہ تقدیر بالامیال تو متاخرین اور اہل فتوی کی ایجاد ہے۔

۱۲۰۲ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَإِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: «صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ».

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ میں ظہر کی چار رکعت اور ذوالحلیفہ میں نماز عصر کی دو رکعت نماز پڑھی ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (۱۰۳۹) صحيح البخاري - الحج (۱۴۷۱) صحيح البخاري - الحج (۱۴۷۲) صحيح

---

[1] الهداية شرح بداية المبتدي - ج ۲ ص ۹۹

البخاري - الحج (١٤٧٣) صحيح البخاري - الحج (١٤٧٦) صحيح البخاري - الحج (١٦٢٨) صحيح البخاري - الحج (١٦٢٨) صحيح البخاري - الجهاد والسير (٢٧٩٢) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٤٦) سنن النسائي - الصلاة (٤٦٩) سنن النسائي - الصلاة (٤٧٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٠٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١١٠/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١١١/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٢٩/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٧٧/٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٠٧).

٢٧٣ - بَابُ الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ

باب سفر کی حالت میں (نماز کے لئے) اذان دینے کا حکم

سفر میں اذان غیر مؤکدہ یعنی صرف مستحب ہے، عند الاربعة؛ ہدایہ میں لکھا ہے کہ مسافر کیلئے صرف اقامت پر اکتفاء کرنا جائز ہے، لیکن اذان و اقامت دونوں کا ترک مکروہ ہے البتہ داؤد ظاہری اور عطاء کے نزدیک مسافر کے حق میں بھی فرض ہے۔

نیز جاننا چاہئے کہ اذان منفرد کے حق میں بھی مستحب ہے، عند الجمهور والائمة الثلاثة، اور امام مالکؒ سے مروی ہے کہ منفرد کیلئے صرف اقامت ہے، وقيل لا يستحب وقيل يستحب لمن يرجو حضور الجماعة۔

١٢٠٣ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيَّ، حَدَّثَهُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَعْجَبُ رَبُّكُمْ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ، يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ، وَيُصَلِّي، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا يُؤَذِّنُ، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، يَخَافُ مِنِّي، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ".

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس چرواہے سے بہت خوش ہوتے ہیں جو پہاڑ کی بلندی پر اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو میرا بندہ اذان دے رہا ہے اور نماز ادا کر رہا ہے میرے خوف سے تو میں نے بھی اس کی مغفرت کر دی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

تخریج: سنن النسائي - الأذان (٦٦٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٠٣) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٤٥/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٥٨/٤)

شرح الحديث: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَعْجَبُ رَبُّكُمْ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ، يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ: اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت میں اشکال ہے ترجمۃ الباب میں مسافر کا ذکر ہے اور حدیث میں چرواہے کا جس کیلئے مسافر ہونا ضروری نہیں بلکہ عام ہے، جواب یہ ہے کہ اسی عموم ہی سے استدلال ہے، لیکن اولیٰ یہ تھا مصنف کیلئے کہ وہ اس باب میں مالک بن الحویرثؓ کی حدیث کو ذکر کرتے جیسا کہ اس کو امام نسائی، ترمذی اور امام بخاریؒ نے ذکر کیا ہے امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں حدیث ابوذر کو بھی ذکر فرمایا ہے جس سے اذان فی السفر ثابت ہوتا ہے۔

٢٧٤- بَابُ الْمُسَافِرِ يُصَلِّي وَهُوَ يَشُكُّ فِي الْوَقْتِ

باب مسافر کو جب نماز کے وقت میں شک ہو تو اسکے لئے نماز پڑھنے کے متعلق حکم

مسئلہ اجماعی یہ ہے کہ آدمی کو جب تک دخول فی الوقت کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک اس کو نماز شروع کرنا جائز نہیں مسافر ہو یا مقیم، ترجمہ میں مسافر کی قید احترازی نہیں بلکہ اس حیثیت سے ہے کہ وقت کے بارے میں شک زیادہ تر سفر ہی کی حالت میں پیش آتا ہے۔

١٢٠٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْمِسْحَاجِ بْنِ مُوسَى، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ، فَقُلْنَا: زَالَتِ الشَّمْسُ، أَوْ لَمْ تَزُلْ، صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ ارْتَحَلَ".

ترجمہ: مسحاج بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے عرض کیا کہ ہمیں وہ بات بتلایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو تو فرمانے لگے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں ہوتے تو ہم سوچتے خبر نہیں زوال شمس اچھی طرح ہوا یا نہیں اسی حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر اوّل وقت میں ہی ادا فرمالیتے اور کوچ فرماتے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٤) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٠٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٤٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٦٥/٣)

شرح الحديث: قوله: فَقُلْنَا: زَالَتِ الشَّمْسُ، أَوْ لَمْ تَزُلْ، صَلَّى الظُّهْرَ: اس سے مقصود راوی کا مبالغہ فی التعجیل کو بیان کرنا ہے کہ سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کو بالکل اول وقت میں ادا فرماتے تھے، ہم سوچتے تھے خبر نہیں اچھی طرح زوال بھی ہوا یا نہیں؟

١٢٠٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي حَمْزَةُ الْعَائِذِيُّ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَبَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا، لَمْ يَرْتَحِلْ حَتَّى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ» ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ».

ترجمہ: قبیلہ بنو ضبہ سے تعلق رکھنے والے حمزہ العائذی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی منزل پر پڑاؤ فرماتے تو ظہر کی نماز پڑھ کر ہی کوچ فرماتے تو ایک شخص نے ان (حضرت انسؓ) سے پوچھا اور اگر وہ نصف النہار کا وقت ہو تب بھی؟ انہوں (حضرت انس) نے جواب دیا ہاں تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر ادا فرما کر کوچ فرماتے۔

تخريج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦١) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٠٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٤٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٦٥/٣)

٢٧٥ـ بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

باب دو نمازیں جمع کر کے پڑھنے کے متعلق

سفر کے احکام چل رہے ہیں منجملہ ان کے ایک حکم یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے جمع بین الصلاتین جائز ہے، اور یہ بات دسیوں احادیث سے ثابت ہے لیکن علماء کا اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ جمع سے مراد جمع حقیقی ہے یعنی من حیث الوقت (ایک نماز کو دوسری نماز کی وقت میں پڑھنا) یا جمع صوری جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی نماز کو اسکے بالکل اخیر وقت میں ادا کیا جائے اور دوسری نماز کو اسکے اول وقت میں، یہاں صرف صورۃً جمع ہے حقیقۃً نہیں اس کو جمع من حیث الفعل سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

جمہور علماء ائمہ ثلاث احادیث کو جمع حقیقی پر محمول کرتے ہوئے اس کے جواز کے قائل ہیں اور حضرات احناف جمع صوری کے، احادیث اس سلسلہ میں محتمل ہیں بعض سے بظاہر جمع حقیقی سمجھ میں آتا ہے اور بعض سے صراحۃً جمع صوری کی تائید ہوتی ہے، آگے کتاب میں دونوں طرح کی روایات آرہی ہیں۔

اختلاف روایات کے وقت اوفق بالقرآن کو ترجیح: ہمارے شیخ اپنی تقریر میں بکثرت یہ بات فرمایا کرتے تھے کہ احناف کے اصول میں سے یہ ہے کہ وہ اختلاف روایات کے وقت اوفق بالقرآن کو اختیار کرتے ہیں، اور ظاہر بات ہے کہ روایات کو جمع صوری پر محمول کرنا ہی اوفق بالقرآن ہے، قال الله تعالى: إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا [1]، تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے أي فرضا محدود الأوقات لا يجوز إخراجها عن أوقاتها في شيء من الأحوال [2]، مشکوٰۃ کی شرح التعلیق الصبیح میں شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ نے نقل کیا ہے کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ نمازوں کے اوقات ہر ایک کا الگ الگ نصوص صحیحہ و صریحہ سے ثابت ہے لہذا کسی نماز کو اس کے وقت معین کے علاوہ دوسرے وقت میں پڑھنے کا جواز اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا ثبوت نص صریح غیر محتمل سے نہ ہو جائے اور یہاں پر ایسا نہیں اس لئے کہ جمع بین الصلوتین کی روایات محتمل اور متکلم فیہ ہیں یا صحیح ہیں لیکن نص نہیں [3]۔

جمع بین الصلوتین میں مذاہب ائمہ: اسکے جاننا چاہئے کہ جمع بین الصلوتین میں چھ مذہب مشہور ہے: ① الجواز مطلقاً وهو مذهب الأئمة الثلاثة ② عدم الجواز مطلقاً وهو قول ابي حنيفة والصاحبين والنخعي والحسن، لیکن عرفات

---

[1] بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقررہ وقتوں میں (سورة النساء، ۱۰۳)

[2] انوار التنزيل واسرار التاويل للبيضاوي - ج ۲ ص ۹٤

[3] التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح - ج ۲ ص ۱۲٤

اور مزدلفہ میں جو جمع بین الصلوتین ہوتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہے ان دونوں جگہوں میں جمع بین الصلوتین بالاجماع جائز ہے، ③یجوز الجمع اذا جدبہ السیر، یعنی کوئی جلدی کا سفر ہو (ایمرجنسی) یہ امام مالک کا مشہور قول ہے، ④یجوز الجمع اذا ارادبہ قطع الطریق، بظاہر مطلب یہ ہے کہ اگر جمع بین الصلوتین اس مصلحت سے کیا جارہا ہو کہ سفر جلدی طے ہو جائے گا تب تو جائز ہے ورنہ محض تفریحاً اور سہولت پسندی کے طور پر جائز نہیں یہ ابن حبیب مالکی کا قول ہے، ⑤جمع بین الصلوتین گو جائز ہے لیکن مع الکراہۃ، یہ امام مالکؒ کی ایک روایت ہے، ⑥ابن حزم ظاہری کا مذہب یہ ہے کہ جمع بین الصلوتین تاخیراً جائز ہے تقدیماً نہیں، ان کی رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ سے جمع بین الصلوتین سفر میں صرف تاخیراً ثابت ہے (مثلاً ظہر اور عصر دونوں کو عصر کے وقت میں پڑھنا) تقدیماً ثابت نہیں۔

فائدہ: جمع بین الصلوتین کے اسباب مختلف ہیں: ① لاجل الاستحاضۃ، چنانچہ اس سلسلہ کی روایت ابواب الاستحاضہ میں گزر چکی ہیں، ②جمع بین الصلوتین لاجل السفر (یہ تو زیر بحث ہی ہے)، ③جمع بین الصلوتین فی الحضر لاجل المرض، یہ ائمہ میں سے صرف امام احمدؒ کے نزدیک جائز ہے، ④جمع فی الحضر لاجل المطر، یعنی حضر کی حالت میں بارش کی شدت کیوجہ سے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر دینا یہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے حنفیہ کے نزدیک نہیں (بلکہ ان کے نزدیک تو کوئی بھی قسم جائز نہیں) لیکن امام مالکؒ یہ فرماتے ہیں کہ یہ جمع لیلیتین میں تو جائز ہے اور نہاریتین (ظہر و عصر) میں جائز نہیں، چنانچہ بارش کی کثرت کیوجہ سے ان کے نزدیک مغرب و عشاء دونوں کو جمع کر سکتے ہیں، لوگ مسجد میں مغرب کی نماز پڑھنے کیلئے گئے وہاں زوردار بارش ہو گئی تو یہ لوگ اگر مغرب کے ساتھ عشاء بھی پڑھ لیں تاکہ دوبارہ بارش میں نہ آنا پڑے تو جائز ہے لیکن ظہر و عصر میں ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ دن میں کوئی زیادہ پریشانی نہیں، بخلاف امام شافعیؒ و احمدؒ کے کہ ان کے یہاں ظہر و عصر کو بھی جمع کر سکتے ہیں۔

کیا جمع فی الحضر بھی جائز ہے؟ جمع فی الحضر کی ایک قسم اور باقی رہ گئی یعنی بلا کسی عذر اور مجبوری کے جمع بین الصلاتین کرنا، یہ قسم ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں ہاں بعض دوسرے علماء کے نزدیک جائز ہے بشرط ان لا یتخذہ عادۃً ذہب الیہ ابن سیرین وربیعۃ الرأی وابن المنذر وجماعۃ من أصحاب الحدیث۔

اب ہم ان تمہیدی مباحث و مسائل کے بعد جن کا جاننا بہت ضروری اور مفید تھا اصل مضمون حدیث کو لیتے ہیں۔

١٢٠٦ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، أَخْبَرَهُمْ، «أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا».

ترجمہ: حضرت معاذؓ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے سفر میں نکلے تو حضور ﷺ ظہر اور عصر کو اکھٹے ادا فرماتے اور مغرب اور عشاء کو اکھٹے ادا فرماتے ایک دن آپ ﷺ نے نماز (ظہر) میں تاخیر فرمائی چنانچہ جب نکلے تو ظہر اور عصر اکھٹی پڑھیں پھر خیمہ میں تشریف لے گئے پھر دوبارہ نکلے تو مغرب اور عشاء اکھٹی پڑھیں۔

تخریج: صحیح مسلم - صلاة المسافرین وقصرها (٧٠٦) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٣) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٠٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٧٠) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٥/٢٣٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٥١٥)

شرح الحدیث: یہ جمع بین الصلاتین کے بارے میں حضرت معاذؓ کی حدیث ہے جس کو مصنفؒ نے مختلف طرق سے ذکر کیا ہے اس کے بعض طرق میں جمع تقدیم مذکور ہے۔

ابن حزم ظاہری سفر میں جمع تاخیر کے تو قائل ہیں، لیکن جمع تقدیم کے قائل نہیں وہ فرماتے ہیں کہ جمع تقدیم کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، اور یہ پہلے آچکا کہ احناف نہ جمع تقدیم کے قائل نہیں اور نہ جمع تاخیر کے ان کے نزدیک ان سب احادیث میں جمع سے جمع صوری مراد ہے۔

جمع تقدیم وجمع تاخیر پر بحث: لیکن جمع صوری والی توجیہ وتاویل جمع تاخیر میں توبسہولت چل سکتی ہے جمع تقدیم میں مشکل ہے اسلئے کہ جمع تاخیر کا مطلب یہ ہے جیسا کہ بعض روایات میں اسکی تصریح ہے کہ حضور ﷺ جب کسی سفر کے درمیان کسی منزل سے کوچ فرماتے تھے تو اگر اس وقت ظہر کا وقت شروع نہ ہوتا تو بغیر نماز پڑھے وہاں سے روانہ ہو جاتے اور پھر آگے چل کر ظہر کے آخر وقت میں ظہر وعصر کو جمع فرمالیتے، یہ تو ہوئی جمع تاخیر، اس میں حنفیہ کی توجیہ بسہولت چل سکتی ہے کہ ظہر کو اسکے آخر میں پڑھا اور عصر کو اس کے اول وقت میں۔

اور جمع تقدیم جو کہ بعض روایات ضعیفہ سے ثابت ہے اس کی صورت یہ وارد ہے کہ آپ ﷺ جب کسی منزل سے کوچ فرماتے تو اگر اس وقت زوال ہو چکا ہوتا تو ظہر اور اسکے بعد ساتھ ہی عصر بھی پڑھ لیتے تھے تو اب دیکھئے یہ جمع تقدیم ہے اس میں جمع صوری کی توجیہ بہت مشکل ہے، خلاف ظاہر ہے اسکا جواب ہمارے پاس یہ ہے کہ جمع تقدیم ثابت ہی نہیں ہے کما اعترف بہ ابن حزم۔

روایات الباب کا تجزیہ: اس کے بعد آپ سمجھئے باب کی یہ پہلی حدیث معاذ بن جبلؓ کی ہے اس کو مصنفؒ نے کئی طریق سے ذکر کیا ہے یہ پہلا طریق "مالك عن ابي الزبير" ہے اس میں صرف جمع تاخیر مذکور ہے، اس کے بعد متصلاً یہی حدیث "سعد بن ہشام" کے طریق سے آرہی ہے اس میں جمع تقدیم مذکور ہے۔

جواب یہ ہے کہ سعد راوی ضعیف اور متکلم فیہ ہے، اسی طرح چند احادیث کے بعد پھر یہی حدیث معاذؓ ایک اور طریق سے آرہی ہے "یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل" اس میں بھی جمع تقدیم موجود ہے لیکن اس روایت پر محدثین نے نقد کیا ہے، خود مصنف نے بھی (برقم ١٢٢٠) قَالَ ابو داؤد: وَلَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا قُتَيْبَةُ وَحْدَهُ، ان کے علاوہ کسی اور نے لیث سے اس میں جمع

تقدیم کو ذکر نہیں کیا، یہی بات امام ترمذیؒ نے بھی فرمائی ہے، قال الترمذي حديث حسن غريب، تفرد به قتيبة... والمعروف عند أهل العلم حديث معاذ، من حديث أبي الزبير، عن أبي الطفيل، عن معاذ، بلکہ ابن الجوزی نے تو اس حدیث معاذؓ کو جس میں جمع تقدیم موجود ہے موضوع قرار دیا ہے، اسی طرح آگے کتاب میں حضرت انسؓ کی حدیث آرہی ہے اس سے بھی صاف طور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ صرف جمع تاخیر فرماتے تھے جمع تقدیم نہیں۔

۱۲۰۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَسَارَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَبَدَتِ النُّجُومُ، فَقَالَ: «إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ فِي سَفَرٍ، جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ، فَنَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا».

ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ جب حضرت ابن عمرؓ مکہ میں تھے تو (ان کی اہلیہ) صفیہ کا قاصد انکی (بیماری کی) خبر لے کر مکہ آیا تو اس پر وہ فوراً وہاں سے روانہ ہو گئے راستے میں جب مغرب کا وقت ہوا تو ستارے روشن ہو گئے تو فرمانے لگے کہ نبی کریم ﷺ کو جب سفر میں کہیں پہنچنے کی جلدی ہوتی تو ان دونوں (مغرب وعشاء کی) نمازوں کو اکھٹی ادا فرمالیتے چنانچہ حضرت ابن عمرؓ چلتے رہے یہاں تک کہ غروب شفق کے بعد سواری سے اتر کر مغرب وعشاء کو جمع فرمایا۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٧) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٨) صحيح البخاري - الحج (١٠٨٥) صحيح البخاري - الحج (١٥٨٩) صحيح البخاري - الحج (١٧١١) صحيح البخاري - الجهاد والسير (٢٨٣٨) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٣) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٨) سنن النسائي - المواقيت (٥٩١) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٢) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٦) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٧) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٨) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٩) سنن النسائي - المواقيت (٦٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٠٧) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥١/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٦/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٨٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠٦/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٤٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٥٠/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥١٧)

شرح الحدیث قوله: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ وَهُوَ بِمَكَّةَ: حضرت ابن عمرؓ کے پاس جبکہ وہ مکہ میں تھے، ان کی اہلیہ صفیہ کا قاصد پہنچا اور وہاں جا کر ان کی اہلیہ کی بارے میں چلایا، یعنی ان کی اہلیہ کیطرف سے فریاد و استغاثہ کیا، استصراخ کے معنی ہیں مصیبت کے وقت کسی کو پکارنا اعانت کیلئے، ترمذی کی روایت میں بجائے اس کے استغیث کا لفظ ہے، دراصل ان کی اہلیہ جو غالباً مدینہ منورہ میں تھیں وہ شدید بیمار ہوئیں تو انہوں نے اپنے شوہر ابن عمرؓ کے پاس جبکہ وہ مکہ میں تھے ایک قاصد کے ذریعہ کہلا کر بھیجا، انی فی آخر یوم من ایام الدنیا واول یوم من الآخرۃ کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے اگر صورت دیکھنا چاہو تو فوراً

آجاؤ، چنانچہ اس پر وہ فوراً وہاں سے روانہ ہو گئے اور یہ عصر کے بعد کا وقت تھا راستہ میں جب مغرب کا وقت ہوا تو خادم نے عرض کیا کہ نماز پڑھ لیجئے مگر انہوں نے اس وقت نہیں پڑھی بلکہ چلتے ہی رہے آگے حدیث میں ہے۔

قوله: فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ، فَنَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا: یعنی غروب شفق کے بعد وہ سواری سے اترے اور مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں جمع فرمایا، بظاہر یہ جمع حقیقی ہے، لیکن صورت حال یہ ہے کہ مصنفؒ نے اس واقعہ کو مختلف طرق سے مکرر سہ کرر اس باب میں ذکر کیا ہے آگے ایک روایت (رقم ۱۲۱۲) کے الفاظ یہ ہیں حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ۔

حنفیہ کے مسلک کی واضح دلیل: اس روایت میں تصریح ہے کہ وہ غروب شفق کے بعد نہیں بلکہ اس سے پہلے غروب کے قریب سواری سے اترے اور مغرب کی نماز پڑھی پھر تھوڑی دیر انتظار فرمایا یہاں تک کہ جو غروب شفق ہو گیا تب عشاء کی نماز پڑھی، بحمد اللہ تعالیٰ یہ روایت بالکل صریح اور صاف ہے، لہذا جس روایت میں یہ ہے کہ غروب شفق کے بعد وہ سواری سے اترے اس سے مراد قرب غروب ہے، اسی طرح نسائی شریف کی ایک روایت میں ہے: حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ [1] الخ اس سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ان کا نزول غروب شفق سے قبل ہوا، یہ تو اگرچہ ابن عمرؓ کا فعل اور ان کا واقعہ ہے لیکن آگے روایت میں مزید برآں یہ آرہا ہے: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ، صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ، ابن عمرؓ اس جمع صوری کے بعد فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ بھی سفر میں ایسا ہی کیا کرتے تھے، معلوم ہوا اس سلسلہ کی تمام ہی روایات میں جمع سے مراد جمع صوری ہے، فللّٰہ الحمد والمنۃ۔

۱۲۰۸ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ، جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِنْ يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الظُّهْرَ، حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ، وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذَلِكَ، إِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ، جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَإِنْ يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا". قَالَ أَبو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ الْمُفَضَّلِ، وَاللَّيْثِ.

ترجمہ: حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کے سفر میں تھے تو جب آپ ﷺ ایسے وقت کوچ فرماتے کہ سورج ڈھل چکا ہو تا تو ظہر اور عصر کو ایک ساتھ ادا فرما لیتے اور جب ایسے وقت کوچ فرماتے کہ (سورج ڈھلنے سے پہلے کا وقت ہوتا) تو ظہر میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ عصر کی نماز کیلئے اترتے (اور دونوں نمازیں ساتھ ادا فرماتے) اور

---

[1] سنن النسائي - كتاب المواقيت - باب الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء ۵۹۵

مغرب کی نماز میں بھی اسی طرح کرتے کہ اگر کوچ سے پہلے غروب ہو چکا ہوتا تو مغرب وعشاء ایک ساتھ (اسی وقت) پڑھ لیتے اور اگر غروب آفتاب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو مؤخر فرماتے پھر عشاء کے وقت دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھتے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ہشام بن عروہ نے حسین بن عبداللہ سے انہوں نے کریب سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح مفضل اور لیث کی حدیث ہے۔

تخریج صحیح مسلم - صلاة المسافرین وقصرها (٧٠٦) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٣) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٠٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٧٠) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٢٣٨/٥) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٥١٥)

شرح الحديث یہ حضرت معاذؓ کی وہ حدیث ہے جسمیں جمع تقدیم مذکور ہے جس پر کلام ہمارے یہاں پہلے گزر چکا۔

١٢٠٩ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي مَوْدُودٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «مَا جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَطُّ فِي السَّفَرِ إِلَّا مَرَّةً». قَالَ أَبُو دَاوُد: وَهَذَا يُرْوَى عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ لَمْ يَرَ ابْنَ عُمَرَ، جَمَعَ بَيْنَهُمَا قَطُّ إِلَّا تِلْكَ اللَّيْلَةَ يَعْنِي لَيْلَةَ اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ، وَرُوِيَ مِنْ حَدِيثِ مَكْحُولٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ، فَعَلَ ذَلِكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب وعشاء کی نماز کو حالت سفر میں صرف ایک مرتبہ اکٹھے ادا فرمایا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں اور یہ روایت ایوب سے نافع کے واسطے سے حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے جو ابن عمرؓ کی موقوف علیہ روایت ہے اس طور پر کہ ابن عمرؓ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ انہوں نے دونوں (مغرب وعشاء) کو کبھی جمع نہیں فرمایا سوائے اس رات کے جسمیں (انکی اہلیہ) صفیہ کے قاصد نے آکر فریاد کی تھی اور مکحول کی حدیث میں حضرت نافع سے مروی ہے کہ انہوں نے (نافع نے) حضرت ابن عمرؓ کو اسطرح (یعنی نمازوں کو جمع) کرتے ایک یا دو مرتبہ دیکھا ہے۔

تخریج صحیح البخاري - الجمعة (١٠٤١) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٧) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٨) صحيح البخاري - الحج (١٥٨٩) صحيح البخاري - الحج (١٧١١) صحيح البخاري - الجهاد والسير (٢٨٣٨) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٨) سنن النسائي - المواقيت (٥٩١) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٢) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٦) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٧) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٨) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٩) سنن النسائي - المواقيت (٦٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٠٩) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٣٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥١/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٦/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٨٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠٦/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٤٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٥٠/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥١٧)

شرح الحديث عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَا جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَطُّ فِي السَّفَرِ إِلَّا مَرَّةً: اس میں بڑا اشکال ہے کہ حضور ﷺ نے صرف ایک ہی مرتبہ سفر میں مغرب وعشاء کو جمع فرمایا، آپ نے تو بارہا جمع فرمایا ہے، جواب یہ ہے کہ راوی کا مقصود مطلق سفر نہیں ہے بلکہ کسی خاص سفر کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ اس میں آپ نے صرف ایک مرتبہ جمع فرمایا فلا اشکال۔

۱۲۱۰ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، فِي غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا سَفَرٍ» قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: «أَرَى ذَلِكَ كَانَ فِي مَطَرٍ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، نَحْوَهُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، وَرَوَاهُ قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا إِلَى تَبُوكَ.

ترجمہ: سعید بن جبیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو خوف اور سفر کے بغیر اکٹھے ادا فرمایا، امام مالکؒ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ ایسا بارش کی وجہ سے کیا تھا امام ابوداوٗدؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے اسی طرح ابوزبیر کے واسطے سے روایت کیا اور قرۃ بن خالد نے ابوزبیر کے واسطے سے اس کو روایت کیا ہے اس روایت میں قرۃ فرماتے ہیں ابن عباسؓ نے فرمایا ایک سفر میں جو ہم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کیا تھا (اسمیں آپ نے جمع بین الصلاتین فرمایا)۔

تخریج: صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥١٨) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٥) جامع الترمذي - الصلاة (١٨٧) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٩) سنن النسائي - المواقيت (٦٠١) سنن النسائي - المواقيت (٦٠٣) سنن النسائي - المواقيت (٦٠٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٢١٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣٢)

شرح الحديث عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، فِي غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا سَفَرٍ: اور بعض روایات میں اس طرح ہے صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا [1]، ظہر وعصر دونوں ملا کر آٹھ رکعات ہوتی ہیں وہ آپ ﷺ نے ایک ساتھ ملا کر پڑھیں اور مغرب وعشاء دونوں ملا کر سات رکعات ہوتی ہیں وہ بھی آپ ﷺ نے ایک ساتھ پڑھیں۔

جمع فی الحضر: یہ جمع بین الصلوتین فی السفر نہیں ہے جیسا کہ روایت میں اس کی تصریح ہے بلکہ یہ جمع فی الحضر ہے، اسی لئے امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو ابواب السفر میں ذکر نہیں کیا بلکہ ابواب السفر شروع ہونے سے پہلے ایک مستقل باب میں ذکر کیا ہے، یہ واقعہ خاص مدینہ منورہ کا ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں اس کی تصریح ہے اس طرح کا جمع ائمہ ثلاثہ کے نزدیک

---

[1] صحيح البخاري - أبواب التطوع - باب من لم يتطوع بعد المكتوبة ١١٢٠، صحيح مسلم - كتاب صلاة المسافرين وقصرها - باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر ٧٠٥

بارش کے موقعہ پر جائز ہے، کما تقدم فی اول الباب۔

قولہ: قَالَ مَالِكٌ: أَرَى ذَلِكَ كَانَ فِي مَطَرٍ: امام مالکؒ فرماتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ ایسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی وجہ سے کیا ہو گا، لیکن یہ خیال صحیح نہیں اسلئے کہ آئندہ روایت میں آرہا ہے مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا مَطَرٍ، لہذا اب اس حدیث کا جواب بہت مشکل ہو گیا، چنانچہ امام ترمذیؒ نے کتاب العلل میں فرمایا ہے کہ میری اس کتاب یعنی جامع ترمذی میں دو حدیثیں ایسی ہیں جنکے ترک پر علماء کا اتفاق ہے اور وہ خلاف اجماع ہیں، ان دو میں ایک حدیث تو یہی ہے جو زیر بحث ہے اور دوسری حدیث کتاب الحدود کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شارب خمر کے متعلق فرمایا کہ اسکو چوتھی مرتبہ میں قتل کر دیا جائے۔

ان دو حدیثوں کا خلاف اجماع ہونا ائمہ اربعہ اور مشہور مذاہب کے اعتبار سے ہے ورنہ بعض علماء اس کے قائل ہیں چنانچہ پہلے گزر چکا کہ طائفة من الظاهرية اور ابن سیرین وغیرہ کے نزدیک کبھی کبھی ایسا کرنا جائز ہے۔

لیکن حنفیہ کیلئے اس کا جواب آسان ہے کہ جس طرح سفر کی روایات کا محمل ان کے نزدیک جمع صوری ہے ایسے ہی وہ یہاں بھی کہہ سکتے ہیں۔

۱۲۱۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا مَطَرٍ» . فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا أَرَادَ إِلَى ذَلِكَ؟ قَالَ: «أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ».

ترجمہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز کو اور مغرب اور عشاء کی نماز کو مدینہ میں خوف اور بارش کے بغیر ہی اکٹھے ادا فرمایا تو ابن عباسؓ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عمل سے کیا مقصد تھا؟ ابن عباسؓ نے جواب دیا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اپنی امت کو مشقت سے بچانا تھا۔

تخریج صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥١٨) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٥) جامع الترمذي - الصلاة (١٨٧) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٩) سنن النسائي - المواقيت (٦٠١) سنن النسائي - المواقيت (٦٠٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٢١١) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣٢)

۱۲۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ، أَنَّ مُؤَذِّنَ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: الصَّلَاةُ، قَالَ: سِرْ سِرْ، حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ، صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ، فَسَارَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ» . قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ جَابِرٍ، عَنْ نَافِعٍ، نَحْوَ هَذَا بِإِسْنَادِهِ.

ترجمہ: نافع اور عبد اللہ بن واقد سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کے مؤذن نے (دوران سفر) اعلان کیا کہ نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا چلتے رہو یہاں تک کہ جب شفق کے غروب ہونے کا وقت قریب آیا تو ابن عمرؓ اپنی سواری سے اترے اور نماز مغرب ادا کی پھر غروب شفق کا انتظار کیا اور غروب شفق کے بعد نماز عشاء ادا فرمائی پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی معاملے میں عجلت ہوتی تو اسی طرح (جمع بین الصلاتین) کرتے جسطرح کہ میں نے کیا ہے اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے اس دن اور رات میں تین دن کی مسافت طے کی امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ روایت کو عبد الرحمن ابن جابر نے نافع سے اسی طرح روایت کیا ہے اسی سند کے ساتھ۔

١٢١٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، بِهَذَا الْمَعْنَى، قَالَ أبو داؤد: وَرَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ ذَهَابِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ: عبد الرحمن بن یزید ابن جابر سے اسی مفہوم کی روایت مروی ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عبد اللہ بن علاء نے نافع سے روایت کیا ہے اسمیں نافع فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ شفق کے جانے کا وقت قریب ہو گیا تو حضرت ابن عمرؓ اپنی سواری سے اترے اور جمع بین الصلاتین فرمائی۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٧) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٨) صحيح البخاري - الحج (١٧١١) صحيح البخاري - الجهاد والسير (٢٨٣٨) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٨) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٢) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٦) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٧) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٨) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٩) سنن النسائي - المواقيت (٦٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٢١٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥١/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٥٠/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥١٧)

شرح الحدیث: قوله: حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ: یہ روایت جیسا کہ پہلے گزر چکا جمع صوری کے بارے میں صریح ہے، اور حنفیہ کی بہت واضح دلیل ہے، اس سے اگلی روایت میں آرہا ہے حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ ذَهَابِ الشَّفَقِ نَزَلَ، اس سے بھی ہماری تائید ہوتی ہے۔

١٢١٤ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، ح وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ» ، وَلَمْ يَقُلْ سُلَيْمَانُ، وَمُسَدَّدٌ بِنَا، قَالَ أبو داؤد: وَرَوَاهُ صَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فِي غَيْرِ مَطَرٍ.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مدینہ میں ظہر اور عصر کی آٹھ

رکعتیں اور مغرب اور عشاء کی سات رکعتیں پڑھائیں۔ سلیمان اور مسدد (صَلَّی کے ساتھ) بِنَا (کالفظ) ذکر نہیں کیا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس کو توامہ کے آزاد کردہ غلام صالح نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا اس میں ابن عباسؓ نے فرمایا بارش کے علاوہ میں (جمع بین صلاتین فرمائی)۔

تخریج صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥١٨) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٥) جامع الترمذي - الصلاة (١٨٧) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٩) سنن النسائي - المواقيت (٦٠١) سنن النسائي - المواقيت (٦٠٢) سنن النسائي - المواقيت (٦٠٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٢١٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣٢)

شرح الحديث قوله: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا: یہ جمع بین الصلوتین فی الحضر والی روایت ہے جس پر کلام پہلے گزر چکا۔

١٢١٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ، فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرِفٍ».

ترجمہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورج مکہ مکرمہ میں ہی غروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے مقام سرف پہنچ کر دو نمازیں ایک ساتھ ادا فرمائیں۔

١٢١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ، جَارُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: بَيْنَهُمَا عَشَرَةُ أَمْيَالٍ يَعْنِي بَيْنَ مَكَّةَ، وَسَرِفٍ.

ترجمہ ہشام بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ دونوں یعنی مکہ مکرمہ اور مقام سرف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے۔

تخریج سنن النسائي - المواقيت (٥٩٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٢١٥)

١٢١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، قَالَ: قَالَ رَبِيعَةُ: يَعْنِي كَتَبَ إِلَيْهِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: غَابَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، فَسِرْنَا، فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قَدْ أَمْسَى، قُلْنَا: الصَّلَاةُ، فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ، وَتَصَوَّبَتِ النُّجُومُ، ثُمَّ إِنَّهُ نَزَلَ فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ صَلَّى صَلَاتِي هَذِهِ، يَقُولُ: يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا بَعْدَ لَيْلٍ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ سَالِمٍ، وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ذُؤَيْبٍ، أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا مِنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ بَعْدَ غُيُوبِ الشَّفَقِ.

ترجمہ ابن وہب راوی یا عبدالملک بن شعیب کہتے ہیں کہ ربیعہ نے لیث کو لکھ کر یہ حدیث بیان کی کہ حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سورج غروب ہو چکا تھا اور میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس تھا ہم سفر کرتے رہے پھر جب ہم نے دیکھا کہ رات ہو گئی (اور پھر بھی ابن عمرؓ نماز کیلئے سواری سے نہیں اترے) تو ہم نے کہا نماز کا وقت ہو گیا تو وہ (ابن

عمرؓ) پھر بھی سفر فرماتے رہے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گیا اور ستارے نیچے اتر آئے (یعنی چمکنے لگے) پھر ابن عمرؓ اترے اور انہوں نے دو نمازیں اکٹھی پڑھیں اور ابن عمرؓ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دو نمازوں کو اسی طرح ایک ساتھ پڑھتے رات ہونے کے بعد۔

امام ابوداودؒ فرماتے ہیں اسکو عاصم بن محمد بن اپنے بھائی سے انہوں نے سالم سے روایت کیا ہے اور ابن ابی نجیح نے اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن ذویب سے روایت کیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے شفق غائب ہونے کے بعد جمع بین الصلاتین کی۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٧) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٨) صحيح البخاري - الحج (١٧١١) صحيح البخاري - الجهاد والسير (٢٨٣٨) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٣) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٨) سنن النسائي - المواقيت (٥٩١) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٢) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٦) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٧) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٨) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٩) سنن النسائي - المواقيت (٦٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٢١٧) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥١/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٥٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٨٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٠٦/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٤٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٥٠/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥١٧)

شرح الحدیث قوله: فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ، وَتَصَوَّبَتِ النُّجُومُ: یہ وہی ابن عمرؓ کی حدیث ہے جس میں تھا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ. اس روایت کو مصنفؒ کئی بار ذکر کر چکے ہیں، اس سے پہلے اس کے لفظ بجائے غاب الشفق کے قبل غیوب الشفق گزر چکے ہیں، لہذا یہاں بھی وہی مراد لیا جائے گا، مشہور ہے کہ قریب الشئ کو عین الشئ کا حکم دیدیا جاتا ہے۔ تَصَوَّبَتِ النُّجُومُ کا لفظی ترجمہ ہے جب ستارے نیچے کو اتر آئے اور مراد یہ ہے کہ وہ ظاہر ہو گئے اور چمکنے لگے، مغرب کا تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک رہتا ہے اور ستارے بعض مرتبہ ایک آدھ گھنٹے بعد ہی چمکنے لگتے ہیں، لہذا یہ ہمارے خلاف نہیں ہے۔

قوله: أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا مِنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ بَعْدَ غُيُوبِ الشَّفَقِ: **جمع بین الصلوتین کی ایک لطیف توجیہ:** یہ اسماعیل بن عبدالرحمن راوی کا مقولہ ہے، حضرت اقدس گنگوہیؒ کی تقریر میں یہ ہے کہ اگر کسی روایت میں صراحۃً یہ بھی آجائے کہ آپ ﷺ نے مغرب وعشاء کو غروب شفق کے بعد جمع کیا (جیسا کہ یہاں اس روایت میں ہے) یا یہ تصریح آجائے کہ آپ نے ظہر وعصر کو عصر کے وقت میں جمع فرمایا تب بھی اس سے جمع حقیقی ہونا لازم نہ آئے گا، ہاں اگر یہ آئے کہ ظہر وعصر کو آپ نے عصر کے وقت میں اداء فرمایا (بجائے لفظ جمع کے لفظ اداء) تو بیشک اس کا مطلب جمع حقیقی ہو گا، وجہ اس کی یہ ہے کہ جمع بین الفعلین کا تحقق فعل ثانی کی ابتداء سے ہو گا نہ کہ فعل اول کی ابتداء سے، لہذا اگر ظہر کو اسکے آخر وقت میں پڑھ کر عصر کو عصر کے اول وقت میں شروع کیا جائیگا تو دیکھئے جمع کا تحقق تو عصر ہی کے وقت میں ہوا حالانکہ ہر نماز اسکے وقت میں اداء کی گئی ہے، لہذا راوی کا یہ کہنا کہ آپ نے ظہر وعصر کو عصر کے وقت میں جمع فرمایا، درست ہے حنفیہ کے خلاف نہیں، سبحان اللہ! محدث

گنگوہیؒ نے کیسی عمدہ بات بیان فرمائی۔

۱۲۱۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، وَابْنُ مَوْهَبٍ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ، صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ رَكِبَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» ، قَالَ ابو داؤد: «كَانَ مُفَضَّلُ قَاضِيَ مِصْرَ، وَكَانَ مُجَابَ الدَّعْوَةِ، وَهُوَ ابْنُ فَضَالَةَ».

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے پھر سواری سے نیچے اترتے اور دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا فرماتے اور اگر سورج آپ ﷺ کے کوچ کرنے سے پہلے ڈھل چکا ہوتا تو ظہر کی نماز ادا فرما لیتے پھر سواری پر سوار ہو جاتے۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ مفضل مصر کے قاضی ہیں اور وہ مستجاب الدعوات میں سے ہیں اور وہ ابن فضالہ ہیں۔

۱۲۱۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عُقَيْلٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ، قَالَ: وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ، حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ.

ترجمہ: عقیل نے اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ ذکر کیا عقیل نے اس میں یہ اضافہ فرمایا اور آپ ﷺ نے مغرب کو مؤخر فرمایا یہاں تک کہ مغرب اور عشاء کو اس وقت اکٹھے ادا فرمایا جس وقت شفق غائب ہو گئی۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٤) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٦) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٢١٨) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٣٨/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٤٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٦٥/٣)

شرح الاحادیث: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: مضمون حدیث یہ ہے کہ آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ دوران سفر کسی منزل سے روانگی اگر زوال شمس سے پہلے ہوتی تب تو آپ ﷺ بغیر نماز ادا کئے روانہ ہو جاتے اور پھر آگے چل کر کسی جگہ اتر کر ظہر و عصر کو ایک ساتھ پڑھتے (یہ تو ہوئی جمع تاخیر)۔

جمع تقدیم کی نفی: اور اگر روانگی سے پہلے زوال شمس ہو جاتا تو صرف ظہر کی نماز پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوتے (عصر نہ پڑھتے) اس حدیث میں جمع تاخیر کا ثبوت اور جمع تقدیم کی نفی ہے، اس کا حوالہ ہمارے یہاں شروع بحث میں گزر چکا ہے۔

۱۲۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ، أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ، فَيُصَلِّيَهُمَا جَمِيعًا، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ، صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ سَارَ، وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ

الْمَغْرِبَ، أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ»، قَالَ أبو داؤد: «وَلَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا قُتَيْبَةُ وَحْدَهُ».

ترجمہ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک کے سفر میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو جاتا پھر دونوں کو جمع کرتے نمازیں ادا فرماتے اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ فرماتے تو ظہر اور عصر کو ایک ساتھ ادا فرما لیتے پھر سفر فرماتے اور جب مغرب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ اسے عشاء کے ساتھ ادا فرماتے اور جب مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشاء میں جلدی فرماتے اور انکو مغرب ہی کے ساتھ ادا فرما لیتے۔ امام ابو داودؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قتیبہ کے علاوہ کسی اور سے مروی نہیں۔

تخریج صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٦) جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٣) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٢٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٧٠) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٢٣٨/٥) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٣٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٥١٥)

شرح الحدیث یہ معاذ بن جبلؓ کی وہ حدیث ہے جس میں جمع تقدیم مذکور ہے اس پر کلام بالتفصیل باب کے شروع میں گزر چکا۔

٢٧٦ - بَابُ قَصْرِ قِرَاءَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ

باب حالت سفر میں نماز میں مختصر قراءۃ کرنے کے متعلق

١٢٢١ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: «خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، فَقَرَأَ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ، بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ».

ترجمہ حضرت براءؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے تو آپ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی تو دو میں سے ایک رکعت میں وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ کی تلاوت فرمائی۔

تخریج صحيح البخاري - الأذان (٧٣٣) صحيح البخاري - الأذان (٧٣٥) صحيح البخاري - تفسير القرآن (٤٦٦٩) صحيح البخاري - التوحيد (٧١٠٧) صحيح مسلم - الصلاة (٤٦٤) جامع الترمذي - الصلاة (٣١٠) سنن النسائي - الافتتاح (١٠٠٠) سنن النسائي - الافتتاح (١٠٠١) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٢١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٨٣٥) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٨٤/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٨٦/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٣٠٢/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٣٠٣/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٣٠٤/٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (١٧٦)

٢٧٧ - بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

سفر میں نوافل پڑھنے کے متعلق باب

جاننا چاہئے کہ حالت سفر میں نوافل مطلقہ کا پڑھنا بالاتفاق مستحب ہے کوئی اس کا منکر نہیں ہے، البتہ رواتب یعنی سنن مؤکدہ میں اختلاف ہے، جمہور تو ان کے استحباب کے بھی قائل ہیں لیکن بغیر تاکد و اہتمام کے، اور صحابہ میں ابن عمرؓ اس کے منکر ہیں، حنفیہ

کے یہاں مختلف روایتیں ہیں اول مثل جمہور کے یعنی مطلقاً استحباب، دوسرا قول مطلقاً عدم استحباب، تیسرا قول یہ ہے کہ سیر کی حالت میں عدم استحباب اور نزول (منزل پر پہونچ کر) کی صورت میں استحباب، روایات حدیثیہ بھی اس سلسلہ میں مختلف ہیں۔

١٢٢٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: «صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا، فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ».

ترجمة: براء بن عازب انصاریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اٹھارہ اسفار میں رہا تو میں نے آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے دو رکعت ترک فرمائی ہوں۔

تخریج: جامع الترمذي - الجمعة (٥٥٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٢٢)

شرح الحديث: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا، فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ: حضرت براءؓ کی اس روایت سے رواتب کا ثبوت ہو رہا ہے شافعیہ وغیرہ کے نزدیک قبل رکعتین ہی سنت ہیں۔

باب کی متعارض روایات میں تطبیق: ابن عمرؓ کی یہ حدیث البراءؓ کے خلاف ہے اس میں رواتب کی صاف نفی ہے جبکہ براء کی روایت میں اثبات مذکور ہے بلکہ خود ابن عمرؓ سے نفی واثبات دونوں مروی ہیں، شراح حدیث نے دفع تعارض کی مختلف شکلیں لکھی ہیں: ① نفی کا تعلق رواتب سے ہے اور اثبات کا تعلق نوافل مطلقہ سے ہے، ② نفی کا تعلق تاکد واہتمام سے ہے نفس فعل سے نہیں بغیر اہتمام کے پڑھ لیتے تھے، ③ نفی کا تعلق سنن قبلیہ سے ہے اور ثبوت کا سنن بعدیہ سے، امام بخاریؒ کا میلان اسی طرف ہے، ④ نفی غالب حال کا اعتبار سے ہے اور اثبات احیاناً پر محمول ہے (اکثر نہیں پڑھتے تھے کبھی کبھی پڑھ لیتے تھے) اختاره العلامة العيني۔

١٢٢٣ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ، فِي طَرِيقٍ، قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ أَخِي، «إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ» ، وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَصَحِبْتُ عُمَرَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ تَعَالَى، وَصَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ تَعَالَى، وَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: { لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1] }.

---

[1] تمہارے لیے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال (سورة الأحزاب ٢١)

ترجمہ: حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں ابن عمرؓ کے ہمراہ تھا انہوں نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر متوجہ ہوئے تو دیکھا لوگ کھڑے ہوئے ہیں (سنتیں ادا کر رہے ہیں) تو فرمایا کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا نوافل پڑھ رہے ہیں، حضرت ابن عمرؓ فرمانے لگے اے بھتیجے اگر مجھے نوافل پڑھنے ہوتے تو میں اپنی نماز ہی پوری ادا کر لیتا اسلئے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہا ہوں آپ ﷺ دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ بھی (سفر میں) رہا ہوں انہوں نے بھی دو رکعت پر زیادتی نہیں فرمائی یہاں تک کہ ان کی بھی وفات ہوگئی اور میں عمرؓ کے ساتھ بھی (سفر میں) رہا ہوں انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی یہاں تک کہ ان کی بھی وفات ہوگئی اور میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ بھی سفر میں رہا ہوں انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی یہاں تک کہ ان کی بھی وفات ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ تو فرما چکے کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی ذات) بہترین نمونہ ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٣٢) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٨٩) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٤) جامع الترمذي - الجمعة (٥٤٤) سنن النسائي - تقصير الصلاة في السفر (١٤٥٠) سنن النسائي - تقصير الصلاة في السفر (١٤٥٧) سنن النسائي - تقصير الصلاة في السفر (١٤٥٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٢٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٧١) سنن الدارمي - المناسك (١٨٧٥).

شرح الحدیث: قوله: وَصَحِبْتُ عُمَرَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ: اس میں اشکال ہے اسلئے کہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اخیر میں بجائے قصر کے اتمام کرنے لگے تھے، لہذا اسکی تاویل کی جائیگی کہ یہ غالب پر محمول ہے یعنی اکثر زمانہ تک وہ قصر ہی کرتے رہے لیکن یہاں روایت میں حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ موجود ہے، لہذا میرے خیال میں یہ تاویل کی جائے کہ راوی کی غرض اس کلام سے قصر و اتمام کو بیان کرنا نہیں ہے بلکہ فرض نماز پر اکتفاء کرنا مراد ہے کہ سنن نہیں پڑھتے تھے واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔

٢٧٨ - بَابُ التَّطَوُّعِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَالْوِتْرِ

سواری پر نوافل اور وتر پڑھنے کے متعلق باب

نوافل کو سواری پر بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مطلقاً عذر اور بلا عذر بالاتفاق جائز ہے، جمہور علماء وائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک وتر کا حکم بھی یہی ہے کیونکہ جمہور وجوب وتر کے قائل نہیں اسلئے ان کے نزدیک وتر نوافل کے حکم میں ہے اسی لئے مصنفؒ نے ترجمۃ الباب میں وتر کو ذکر کیا ہے، حنفیہ کے نزدیک وتر علی الراحلہ بلا عذر جائز نہیں، اس مسئلہ میں صاحبین امام صاحب کیساتھ ہیں اگرچہ عدم وجوب وتر میں صاحبین جمہور کے ساتھ ہیں یہ بات یاد رکھنے کی ہے۔

١٢٢٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيَّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ عَلَيْهَا».

ترجمہ سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نفل نماز پڑھ لیا کرتے تھے چاہے سواری کا رخ کسی بھی طرف ہو اور وتر بھی سواری پر پڑھ لیا کرتے تھے مگر فرض نماز نہ پڑھتے تھے۔

تخریج صحیح البخاري - الجمعة (٩٥٤) صحیح البخاري - الجمعة (٩٥٥) صحیح البخاري - الجمعة (١٠٤٥) صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٧٢) سنن النسائي - القبلة (٧٤٣) سنن النسائي - القبلة (٧٤٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٨٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٨٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٨٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٢٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٠٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٧١) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٥٥) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٥٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٩٠)

شرح الحدیث كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيَّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا: توجہ دراصل تتوجہ تھا احدی التائین کو تخفیفاً حذف کر دیے ہیں یہ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ ضمیر راحلہ کی طرف راجع ہے۔

حدیث وتر علی الراحلہ کا جواب: یہ حدیث حنفیہ کے خلاف ہے، امام طحاویؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ راوی حدیث یعنی ابن عمرؓ سے اسکے خلاف بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا "أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ وَيُوتِرُ بِالْأَرْضِ، وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ كَذَلِكَ" [1]۔

نیز مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی بعض روایات ایسی ہیں جن میں یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نماز وتر کیلئے سواری سے نزول فرماتے تھے [2]، لہٰذا یوں کہا جائیگا کہ وتر علی الراحلہ کی روایات احکام وتر اور وجوب وتر سے پہلے کی ہیں وتر کے استحکام وجوب کا تحقق دفعۃً نہیں ہوا، بلکہ تدریجاً ہوا ہے۔

نظر طحاویؒ: امام طحاویؒ نے مذہب احناف کی ترجیح بطریق نظر ایسے ثابت فرمائی ہے کہ یہاں پر دو مسئلے اجماعی ہیں اول یہ کہ فرض نماز بلاعذر زمین پر بیٹھ کر پڑھنا ناجائز ہے اسی طرح سواری پر بلاعذر پڑھنا ناجائز ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ نفل نماز بلاعذر بھی زمین پر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، اسی طرح سواری پر بھی جائز ہے، اب ان دو اجماعی مسئلوں کو سامنے رکھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جو نماز زمین پر بلاعذر بیٹھ کر پڑھنا ناجائز اس کا سواری پر بھی پڑھنا ناجائز ہے اور جس نماز کا زمین پر بلاعذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اس کا سواری پر بھی بلاعذر پڑھنا جائز ہے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ وتر کا کیا حال ہے اس کو زمین پر بیٹھ کر بلاعذر پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وتر کو بلاعذر زمین پر بیٹھ کر پڑھنا ناجائز ہے، لہٰذا قاعدہ مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ سواری پر بھی ناجائز ہونا چاہئے [3]۔

---

[1] شرح معاني الآثار - كتاب الصلاة - باب الوتر هل يصلي في السفر على الراحلة أم لا؟ ٢٤٩٠ (ج١ ص٤٢٩)

[2] المصنف لابن أبي شيبة - كتاب الصلاة من كره الوتر على الراحلة ٦٩٨٦-٦٩٨٩ ج ٤ ص ٥٢٣

[3] شرح معاني الآثار - ج١ ص ٤٣٠-٤٣١

١٢٢٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا رِبْعِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْجَارُودِ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي الْجَارُودُ بْنُ أَبِي سَبْرَةَ، حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ صَلَّى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ".

ترجمہ: حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور نوافل پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنی اونٹنی کا رخ قبلہ کی جانب کر لیتے اور تکبیر تحریمہ کہتے اور پھر جس طرف آپ کی سواری کو جانا ہوتا۔ اس جہت کا رخ کر کے نماز ادا فرماتے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٤٩) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٢) سنن النسائي - المساجد (٧٤١) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٢٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٠٣/٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٥٧)

شرح الحدیث: قوله: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ: حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تطوع علی الراحلہ میں تکبیر تحریمہ کے وقت استقبال قبلہ کرنا چاہئے اسکے بعد جس طرف کو بھی جانا ہو سواری کا رخ ادھر کردے، بذل میں لکھا ہے کہ ایسا کرنا شافعیہ کے نزدیک تو واجب ہے، اور حنفیہ کے نزدیک صرف مستحب اور اولیٰ ہے نیز اس میں یہ بھی ہے کہ اگر فرض نماز سواری پر پڑھی جارہی ہو (للعذر) تو اس میں حنفیہ کے یہاں بھی استقبال عند التحریمہ شرط ہے [1]۔

استقبال قبلہ عند التحریمہ میں اختلاف: اس کے بعد جاننا چاہئے کہ صلوۃ علی الدابہ میں جہت سفر ہی قائم مقام قبلہ ہے ابتداءً بھی انتہاءً بھی، البتہ عند التحریمہ اگر استقبال قبلہ ہو تو مستحب ہے واجب نہیں خواہ فرض نماز ہو خواہ نفل حنفیہ اور جمہور سب کا مسلک یہی ہے البتہ حنابلہ کی ایک روایت یہ ہے کہ عند التحریمہ استقبال قبلہ شرط ہے (کمافی زاد المستقنع ص ١١) لہذا بذل وغیرہ بعض کتب میں جو شافعیہ کا مسلک اشتراط قبلہ عند التحریمہ لکھا ہے وہ محل نظر ہے، ایسے ہی حنفیہ کے نزدیک جب مجبوری کے وقت فرض نماز سواری پر جائز ہے تو استقبال قبلہ عند التحریمہ بھی ساقط ہو جاتا ہے کما حققہ الشامی۔

١٢٢٦ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ، وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دراز گوش (گدھے) پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کا رخ خیبر کی طرف تھا۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٥٤) صحيح البخاري - الجمعة (٩٩٥) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٤٥) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٧٢) سنن النسائي - المساجد (٧٤٠) سنن النسائي - القبلة (٧٤٣) سنن النسائي - القبلة (٧٤٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٨٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٨٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٨٨) سنن أبي

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٣١٥

داود - الصلاة(١٢٢٦)سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها(١٢٠٠)موطأ مالك - النداء للصلاة(٣٥٥)موطأ مالك - النداء للصلاة(٣٥٦)

شرح الحديث عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ، وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ»: خیبر مدینہ سے بجانب شمال ہے اور مکہ بجانب جنوب، لہذا اس صورت میں استدبار قبلہ پایا گیا، جو سواری پر نماز پڑھنے کی صورت میں جائز ہے۔

تنبیہ: یہ حدیث مسلم شریف میں بھی موجود ہے، امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث پر دار قطنی نے نقد کیا ہے کہ صلوۃ علی الحمار فعل انسؓ سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوۃ علی الراحلہ (اونٹنی) ثابت ہے نہ کہ صلوۃ علی الحمار (گو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوب علی الحمار ثابت ہے یہ امر آخر ہے) وہ کہتے ہیں وہم اس میں عمرو بن یحییٰ المازنی سے ہوا[1] واللہ تعالیٰ اعلم۔

١٢٢٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ، قَالَ: «فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالسُّجُودُ أَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی ضرورت سے بھیجا، جابر فرماتے ہیں کہ میں جب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر مشرق کے رخ پر نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ کا اشارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع سے ذرا جھکا ہوا ہوتا تھا۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة(٣٩١)صحيح البخاري - الجمعة(١٠٤٨)صحيح البخاري - الجمعة(١١٥٩)صحيح البخاري - المغازي(٣٩٠٩)صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة(٥٤٠)جامع الترمذي - الصلاة(٣٥١)سنن النسائي - السهو(١١٨٩)سنن النسائي - السهو(١١٩٠)سنن أبي داود - الصلاة(١٢٢٧)سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها(١٠١٨)مسند أحمد - باقي مسند المكثرين(٣/٣٠٥)مسند أحمد - باقي مسند المكثرين(٣/٣٣٠)مسند أحمد - باقي مسند المكثرين(٣/٣٧٨)مسند أحمد - باقي مسند المكثرين(٣/٣٨٨)سنن الدارمي - الصلاة(١٥١٣)

٢٧٩ - بَابُ الْفَرِيضَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنْ عُذْرٍ

عذر کی وجہ سے سواری پر فرض نماز پڑھنے کے متعلق باب

١٢٢٨ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، هَلْ رُخِّصَ لِلنِّسَاءِ أَنْ يُصَلِّينَ عَلَى الدَّوَابِّ؟ قَالَتْ: «لَمْ يُرَخَّصْ لَهُنَّ فِي ذَلِكَ، فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ» قَالَ مُحَمَّدٌ: «هَذَا فِي الْمَكْتُوبَةِ».

ترجمہ: عطاء بن ابی رباح نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کے لئے سواریوں پر نماز (فرض) پڑھنے کی اجازت ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا ان کے لئے یہ سختی میں نہ آسانی میں اسکی اجازت ہے محمد راوی فرماتے ہیں یہ حکم

---

[1] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج٥ص ٢١١

فرض نماز کے بارے میں ہے۔

شرح الحدیث حضرت عائشہؓ سے سوال کیا گیا کہ کیا عورتوں کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ سوار ہونے کی حالت میں سواری پر فرض نماز پڑھ لیں؟ عورتوں کی تخصیص سوال میں شاید اس لئے کی ہو کہ وہ صنف نازک ہیں ممکن ہے ان کیلئے اس کی گنجائش ہو، جواب دیا جائز نہیں نہ یسر میں نہ عسر میں نہ مشقت میں نہ سہولت میں اور یہ مطلب نہیں کہ نہ عذر میں نہ غیر عذر میں اس لئے کہ مجبوری اور عذر کی حالت میں تو مردوں اور عورتوں سبھی کے لئے جائز ہے۔

۲۸۰۔ بَابُ مَتَى يُتِمُّ الْمُسَافِرُ؟

باب مسافر پوری نماز کب ادا کرے گا؟

مسافر نماز کا اتمام کب کرے گا؟ جب سفر پورا کر کے اپنے وطن واپس آجائے یا یہ کہ سفر میں منزل پر پہنچ کر وہاں اقامت کی نیت کرلے۔

مدت اقامت میں مذاہب ائمہ: اب یہ کہ مدت اقامت کیا ہے؟ حنفیہ کے نزدیک پندرہ روز ہے، ان آثار صحابہ کی بناء پر جو کتب حدیث ترمذی وغیرہ میں مذکور ہیں، اسی طرح صاحب ہدایہ اور علامہ زیلعیؒ نے تفصیل سے لکھے ہیں، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک چار دن ہیں، کما قال الترمذی فی جامعہ۔

اور جمہور کی دلیل یہ ہے حضور اقدس ﷺ نے حجۃ الوداع میں مہاجرین سے فرمایا کہ وہ اداء نسک کے بعد مکہ مکرمہ تین دن سے زائد قیام نہ کریں (کیونکہ مہاجر کو غیر مہاجر میں قیام جائز نہیں) اس سے معلوم ہوا تین دن کا قیام شرعاً قیام نہیں ہے، حدیث کے لفظ نسائی شریف میں یہ ہیں يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا[1]۔

لیکن قیام وہ معتبر ہے جو نیت اور عزم کے ساتھ ہو اور اگر بغیر نیت کے ویسے ہی ٹھہرا رہے تو مسافر ہی رہے گا بالاجماع وَإِنْ أَتَى عَلَيْهِ سِنُونَ جیسا کہ امام ترمذیؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے[2]، میں کہتا ہوں ائمہ ثلاثہ اور جمہور کا مسلک تو یہی ہے لیکن شافعیہ[3] کا مسلک شرح اقناع (ج ۲ ص ۱۴۴) میں مجھے اسطرح ملا ہے کہ یہ قول ان کے یہاں مرجوح ہے اور قول راجح یہ ہے کہ بدون نیت کے اٹھارہ روز تک تو مسافر ہی رہے گا قصر کرتا رہے اس کے بعد اگر ٹھہرے تو اتمام کرے گا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کرے نیز

---

[1] سنن النسائي - كتاب تقصير الصلاة في السفر - باب المقام الذي يقصر بمثله الصلاة ١٤٥٤

[2] جامع الترمذي - كتاب السفر - باب ما جاء في كم تقصر الصلاة ٥٤٨

[3] مزید تفصیل ان کے یہاں یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا سفر ایسی حاجت کیلئے ہے جس کے بارے میں اس کو یقین ہے کہ وہ کام چار دن میں نہیں ہوگا بلکہ چار سے متجاوز ہو جائے گا تو ایسا مسافر خود بخود مقیم ہو جائیگا خواہ نیت نہ کرے اور اگر وہ حاجت ایسی ہے جس کے بارے میں ہر دن توقع رہے کہ پوری ہو جائیگی تو ایسی صورت میں اٹھارہ روز تک تو مسافر ہی رہے گا اس کے بعد بغیر نیت کے بھی مقیم ہو جائیگا، ۱۲ منہ۔

واضح رہے کہ نیت اقامت اس جگہ میں معتبر ہے جہاں اقامت کی صلاحیت ہو بخلاف سفر جہاد کے اس لئے کہ ارض عدو میں اقامت کی صلاحیت نہیں چنانچہ مروی ہے کہ صحابہ کرام رامہر مز میں نوماہ تک مقیم رہے نماز میں قصر ہی کرتے رہے (البیہقی من حدیث انس) اسی طرح ابن عمرؓ آذربائجان میں چھ ماہ تک مقیم رہے قصر کرتے رہے (المصنف لعبد الرزاق [1])۔

۱۲۲۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، وَهَذَا لَفْظُهُ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: "غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، وَيَقُولُ: «يَا أَهْلَ الْبَلَدِ، صَلُّوا أَرْبَعًا فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ»۔

ترجمہ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کئی غزوات میں شریک رہا اور آپ ﷺ کے ہمراہ فتح مکہ میں بھی شریک تھا تو آپ ﷺ نے اٹھارہ راتیں مکہ میں قیام کیا تو دو رکعت ہی پڑھیں اور آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ شہر والو تم چار رکعت پڑھو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں۔

تخریج جامع الترمذي - الجمعة (٥٤٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٢٩)۔

شرح الحدیث عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: **احادیث الباب کا تجزیہ:** جاننا چاہئے کہ اس باب میں مصنفؒ نے اولاً عمران بن حصینؓ کی حدیث ذکر فرمائی (صرف ایک طریق سے) اس کے بعد ابن عباسؓ کی حدیث ذکر کی تین طریق سے ان سب کا تعلق تو فتح مکہ کے غزوہ سے ہے اسکے بعد ایک حدیث انسؓ کی ذکر فرمائی اسکا تعلق حجۃ الوداع کے سفر سے ہے۔

عمران بن حصینؓ کی حدیث میں مدت اقامت مکہ میں اٹھارہ دن مذکور ہے، اور ابن عباسؓ کی حدیث میں مدت اقامت ایک میں پندرہ دن مذکور ہے، اور دو میں سترہ دن ویسے اس سلسلہ میں روایات تین ہیں ۱۷، ۱۸، ۱۹، مشہور اور زیادہ صحیح روایت انیس دن والی ہے، توجیہ اس اختلاف کی یہ کرتے ہیں کہ جس نے یوم الدخول و یوم الخروج دونوں کو مستقل شمار کیا اس نے انیس بیان کیا، اور جس نے ان دونوں کو ساقط کر دیا اس نے سترہ دن بیان کیے، اور جس نے دونوں کو ملا کر ایک کر دیا اس نے اٹھارہ دن بیان کیے، لیکن یہاں باب کی ایک روایت میں پندرہ دن بھی مذکور ہیں اسکی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ شاید راوی نے یہ سمجھا کہ جس روایت میں سترہ واقع ہے وہ یوم الدخول و یوم الخروج کو مستقل شمار کر کے ہیں اسلئے ان نے اس میں دو دن کم کر دیئے وہ پندرہ رہ گئے۔

۱۲۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «وَمَنْ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَصَرَ، وَمَنْ أَقَامَ أَكْثَرَ أَتَمَّ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقَامَ تِسْعَ عَشْرَةَ.

---

[1] مصنف عبد الرزاق — کتاب الصلاة — باب الرجل يخرج في وقت الصلاة ٤٣٥١ (ج ٢ ص ٣٥٢)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سترہ دن مکہ میں قیام فرماکر قصر نماز ادا کی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اب جو کوئی سترہ دن قیام کرے تو وہ نماز قصر پڑھے اور جو اس سے زیادہ قیام کرے تو وہ پوری نماز پڑھا کرے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عباد بن منصور نے عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی تو فرمایا کہ جو انیس دن اقامت کرے (تو وہ شخص نماز قصر پڑھے گا)۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٣٠) صحيح البخاري - المغازي (٤٠٤٧) صحيح البخاري - المغازي (٤٠٤٩) جامع الترمذي - الجمعة (٥٤٩) سنن النسائي - تقصير الصلاة في السفر (١٤٥٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٣٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٧٥)

١٢٣١ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ، يَقْصُرُ الصَّلَاةَ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَأَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ، وَسَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ ابْنَ عَبَّاسٍ.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال مکہ میں پندرہ دن قیام فرمایا اور نماز قصر ادا فرمائی امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبدہ بن سلیمان اور احمد بن خالد الوہبی اور سلمہ بن الفضل نے ابن اسحٰق سے روایت کی ہے اور اس میں ابن عباسؓ کا ذکر نہیں ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٣٠) صحيح البخاري - المغازي (٤٠٤٧) صحيح البخاري - المغازي (٤٠٤٩) جامع الترمذي - الجمعة (٥٤٩) سنن النسائي - تقصير الصلاة في السفر (١٤٥٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٣١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٧٥)

١٢٣٢ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ بِمَكَّةَ سَبْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں سترہ ١٧ دن قیام فرمایا اور دو رکعتیں (نماز قصر) پڑھتے رہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٣٠) صحيح البخاري - المغازي (٤٠٤٧) صحيح البخاري - المغازي (٤٠٤٩) جامع الترمذي - الجمعة (٥٤٩) سنن النسائي - تقصير الصلاة في السفر (١٤٥٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٣٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٧٥)

١٢٣٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ»، فَقُلْنَا: هَلْ أَقَمْتُمْ بِهَا شَيْئًا؟ قَالَ: «أَقَمْنَا عَشْرًا».

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے (حجۃ الوداع والے سفر میں) تو آپ ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم واپس مدینہ لوٹ آئے ہم نے کہا

کہ آپؓ وہاں (مکہ میں) کتنا ٹھہرے تو حضرت انسؓ نے کہا کہ ہم دس دن ٹھہرے۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (١٠٣١) صحيح البخاري - المغازي (٤٠٤٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٦٩٣) جامع الترمذي - الجمعة (٥٤٨) سنن النسائي - تقصير الصلاة في السفر (١٤٣٨) سنن النسائي - تقصير الصلاة في السفر (١٤٥٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٣٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٧٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥١٠)

شرح الحديث عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: یہ حدیث انسؓ سفر حجۃ الوداع سے متعلق ہے اس لئے اس میں مدت اقامت دس دن مذکور ہے، آپ ﷺ اس سفر میں چار ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے اور ١٤ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ سے واپسی فرمائی۔

آپ ﷺ نے فتح مکہ والے سفر اور حجۃ الوداع دونوں میں نماز قصر اداء فرمائی، حالانکہ عند الجمہور مدت اقامت کل چار دن ہے، جواب ظاہر ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ کا یہ قیام بغیر نیت اقامت کے تھا، اور ارض عدو میں تو اگر نیت بھی کرے تو معتبر نہیں، اور حجۃ الوداع والی روایت کا جواب جمہور یہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ دس روز کا قیام ایک جگہ میں نہیں تھا بلکہ مختلف مواضع میں تھا، کبھی آپ ﷺ مکہ میں ہیں کبھی منیٰ میں اور کبھی عرفات اور مزدلفہ میں، غرضیکہ کسی ایک جگہ آپ ﷺ چار دن مسلسل نہیں ٹھہرے۔

تنبیہ: مصنفؒ نے اس باب میں جو روایات ذکر کی ہیں نہ وہ جمہور کے مستدل ہیں مدت اقامت کے سلسلہ میں، نہ حنفیہ کا بلکہ ایک لحاظ سے شافعیہ کا مستدل بن سکتی ہیں کہ مسافر کا قیام اگر اٹھارہ دن سے متجاوز ہو جائے تو پھر وہ بغیر نیت اقامت کے بھی مقیم کے حکم میں ہو جاتا ہے، ہمارے یہاں فریقین کے دلائل کی طرف اشارہ باب کے شروع میں گزر چکا۔

١٢٣٤ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ الْمُثَنَّى، وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ حَتَّى تَكَادَ أَنْ تُظْلِمَ، ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْعُو بِعَشَائِهِ فَيَتَعَشَّى، ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَرْتَحِلُ، وَيَقُولُ: «هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ»، قَالَ عُثْمَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ، يَقُولُ: وَرَوَى أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ يَعْنِي ابْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَنَسًا، كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ، وَيَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَرِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ترجمہ: عمر بن علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کو جب سفر کرنا ہوتا تو غروب آفتاب کے بعد چلتے یہاں تک کہ جب اندھیرا ہونے لگتا تو سواری سے اترتے اور مغرب کی نماز پڑھتے پھر رات کا کھانا منگوا کر اسے تناول فرماتے پھر نماز عشاء ادا فرما کر پھر کوچ فرماتے اور کہتے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ عثمان راوی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی سے اس

روایت کو معنعن نقل کرتے ہیں ابو علی لولوی کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو داؤد سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ اسامہ بن زید نے حفص بن عبید اللہ یعنی انس بن مالک کے بیٹے سے روایت کیا کہ حضرت انسؓ دونوں (مغرب وعشاء) نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے جسوقت کہ شفق غائب ہو جاتی اور فرماتے کہ نبی کریم ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اور زہری کی روایت جو حضرت انسؓ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے مروی ہے اسی طرح ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٩) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٤) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٤) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٠٤) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٦) سنن النسائي - المواقيت (٥٩٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٣٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/١٣٨) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/١٥١) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٢٤٧)

٢٨١ـ بَابُ إِذَا أَقَامَ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ يَقْصُرُ

باب جب دشمن کے ملک میں اقامت کرے تو نماز قصر پڑھنے کا بیان

١٢٣٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: «أَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَبُوكَ عِشْرِينَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ». قَالَ أَبو داؤد: «غَيْرُ مَعْمَرٍ يُرْسِلُهُ، لَا يُسْنِدُهُ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیس دن تبوک میں قیام فرمایا اور نماز قصر ادا فرمائی۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ معمر کے علاوہ کسی نے اس حدیث کو مسنداً نقل نہیں کیا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٢٣٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٢٩٥)

شرح الحدیث: جمہور علماء کے نزدیک بغیر نیت اقامت کے مقیم نہیں ہوتا وإن أتى عليه سنون، امام ترمذیؒ نے اس پر علماء کا اجماع نقل فرمایا ہے [1]، اور ارض عدو میں نیت اقامت معتبر بھی نہیں ہے، لیکن اس میں شافعیہ کا مسلک ہم پہلے نقل کر چکے ہیں ممکن ہے وہ غیر ارض عدو سے متعلق ہو، فلیتأمل۔

٢٨٢ـ بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

باب نماز خوف کے بیان میں

«مَنْ رَأَى أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ وَهُمْ صَفَّانِ فَيُكَبِّرُ بِهِمْ جَمِيعًا، ثُمَّ يَرْكَعُ بِهِمْ جَمِيعًا، ثُمَّ يَسْجُدُ الْإِمَامُ، وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ، فَإِذَا قَامُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الْآخَرِينَ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْأَخِيرُ إِلَى مَقَامِهِمْ، ثُمَّ يَرْكَعُ الْإِمَامُ وَيَرْكَعُونَ جَمِيعًا، ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَسْجُدُ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَالْآخَرُونَ

[1] جامع الترمذي - كتاب السفر - باب ما جاء في كم تقصر الصلاة ٥٤٨

يَحْرُسُونَهُمْ، فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الْآخَرُونَ، ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا قَوْلُ سُفْيَانَ».

ائمہ کی ایک جماعت کے نزدیک صلاۃ الخوف کا طریقہ یہ ہے کہ امام وقت لشکر کی دو صفیں کرے اور امام دونوں کو ایک ساتھ نماز پڑھائے اور تکبیر کہے پھر سب اسکے ساتھ رکوع کریں اسکے بعد امام اور پہلی صف والے سجدے میں چلے جائیں اور دوسری صف والے کھڑے رہیں (قومہ میں) دشمن سے بچاؤ کیلئے پھر جب پہلی صف والے کھڑے ہو جائیں تو دوسری صف والے جو ان سے پیچھے ہیں وہ سجدے میں جائیں۔ پھر (صفوں کی ترتیب بدل جائے) اگلی صف والے پیچھے چلے جائیں اور پچھلی صف والے انکی جگہ آگے آجائیں پھر امام رکوع میں جائے اور اسکے ساتھ دونوں صفیں رکوع کریں پھر امام اور اگلی صف والے سجدہ کریں اور جو پچھلی صف والے ہیں وہ دشمن سے بچاؤ کریں (یعنی کھڑے رہیں) پھر جب امام اور اگلی صف والے سجدہ سے فارغ ہو کر بیٹھ جائیں تو دوسری صف والے سجدہ کریں پھر سب ایک ساتھ بیٹھیں اور ایک ساتھ ہی سلام پھیریں۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں یہ سفیان کا قول ہے۔

اہتمام مصنف: جاننا چاہئے کہ مصنفؒ نے صلوۃ الخوف کی روایات اور کیفیات کو جس اہتمام سے بیان کیا ہے صحاح ستہ کے مصنفین میں سے کسی نے بھی اتنی تفصیل اور اہتمام سے بیان نہیں کیا، گو امام نسائیؒ نے بھی اس کی روایات کو خوب تفصیل سے بیان کیا ہے لیکن اتنا نہیں، مصنفؒ نے یہ صورت اختیار کی ہے کہ اولاً وہ ترجمۃ الباب میں اپنے الفاظ میں صلوۃ الخوف کا ایک طریقہ لکھتے ہیں اور پھر باب کے ضمن میں اسی کے موافق حدیث لاکر اس کو ثابت کرتے ہیں، چنانچہ مصنفؒ نے صلوۃ الخوف کیلئے آٹھ ابواب قائم کئے ہیں ہر ترجمۃ الباب میں ایک نئی کیفیت صلوۃ الخوف کی بیان کی ہے۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ تمام طریقے مشروع ہیں اختلاف صرف اولویت میں ہے، البتہ اخیر کے جو دو باب ہیں ساتواں اور آٹھواں وہ جمہور کے مسلک کے خلاف ہیں، اسی لئے جمہور وہاں پر تاویل کرتے ہیں، تاویل کا بیان جب وہ باب آئیں گے وہیں آجائیگا، مصنفؒ نے اگرچہ ابواب تو آٹھ ہی قائم کئے ہیں، لیکن صورتیں ان ابواب میں گیارہ آگئیں، یعنی اختلاف رواۃ کے ضمن میں میرے نزدیک اس سے زائد نہیں ہیں اگرچہ امام نوویؒ نے تو یہ لکھا ہے کہ امام ابو داؤدؒ نے اس کی سولہ صورتیں ذکر کی ہیں۔

حضرت شیخؒ نے موطا کی شرح أوجز المسالك میں صلوۃ الخوف کے شروع میں آٹھ بحثیں بیان فرمائی ہیں [1]، اور مجملاً ان کی طرف اشارہ حاشیہ لامع میں فرمایا ہے اس میں سے چند بحثیں ہمیں بھی یہاں بیان کرنی ہیں: ① صلوۃ الخوف کی مشروعیت کب ہوئی؟ اسکے سنہ کی تعیین، ② آپ سے صلوۃ الخوف کن کن مواضع میں اور کتنی مرتبہ پڑھنا ثابت، ③ صلوۃ الخوف حضور ﷺ کے بعد بھی مشروع ہے یا نہیں؟ ④ عین حالت قتال میں نماز جس کو "صلوۃ المسایفہ" کہتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ ⑤ صلوۃ الخوف سفر ہی

[1] أوجز المسالك إلى موطأ مالك - ج ٤ ص ٥-١٩

میں مشروع ہے یا حضر میں بھی؟ ⑥ خوف کیوجہ سے عدد رکعات میں بھی کچھ کمی آتی ہے یا نہیں؟

صلوۃ الخوف سے متعلق مباحث ستہ: بحث اولی: صلوۃ الخوف کی مشروعیت کس موقع پر اور کس سنہ میں ہوئی؟ اس میں شدید اختلاف ہے جس کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے جس کی تفصیل اوجزمیں دیکھی جاسکتی ہے لیکن ابوداؤد میں اس سلسلہ کی ایک روایت ہے جس کی طرف حافظ ابن حجرؒ کا بھی میلان ہے، اور زاد المعاد میں ابن القیمؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اس لئے ہم اسی کو یہاں لکھتے ہیں، وہ یہ ہے کہ ابوعیاش الزرقی کی روایت میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے صلوۃ الخوف سب سے پہلے مقام "عسفان" میں پڑھی اور غزوۂ عسفان بالاتفاق ٦ ھ میں ہے، اور اوجز میں واقدی سے نقل کیا ہے کہ مقام عسفان میں آپ ﷺ کی یہ نماز عمرۃ الحدیبیہ کے موقعہ پر تھی، عمرۂ حدیبیہ بھی بہرحال ٦ ھ ہی میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس نماز کی مشروعیت ٦ ھ میں ہوئی، ابوعیاش کی اس روایت کا مضمون جو کتاب میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ مقام "عسفان" میں ظہر کی نماز پڑھی اور اس موقع پر مشرکین کے لشکر کے امیر خالد بن الولید تھے جب صحابہ نماز پڑھ کر فارغ ہوگئے تو مشرکین آپس میں کہنے لگے لَقَدْ أَصَبْنَا غِرَّةً، لَقَدْ أَصَبْنَا غَفْلَةً، لَوْ كُنَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، اف! ہم سے یہ بڑی غلطی ہوگئی کہ ہم نے موقع کھودیا کیسا اچھا ہوتا کہ ہم مسلمانوں پر نماز کی حالت میں حملہ کردیتے، ابوداؤد کی روایت میں تو اتنا ہی ہے، ایک دوسری روایت میں یہ ہے (ذكره في البذل ص ٢٥٤ ج ٢ وكذا في المشكوٰة) کہ اس پر بعض مشرکین نے کہا کوئی قلق کی بات نہیں ابھی ان کی ایک اور نماز آنے والی ہے جو ان کے نزدیک مال واولاد سے زیادہ محبوب ہے یعنی عصر کی نماز اس میں ہم ان پر حملہ کردیں گے ان لوگوں کے درمیان یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ بین الظہر والعصر آیت القصر جس میں صلوۃ الخوف مذکور ہے وہ نازل ہوگئی،

ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست   دشمن اگر قوی است مہربان قوی تر است

چنانچہ حضور ﷺ نے لشکر کے دو حصے کر کے صلوۃ الخوف کے طریقہ پر عصر کی نماز پڑھائی۔

غزوۂ خندق میں صلوۃ الخوف کیوں نہیں پڑھی گئی؟ اس پر آپ ایک اور بات سنیئے وہ یہ کہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ نے غزوۂ خندق میں صلوۃ الخوف نہیں پڑھی (اسی لئے اس میں آپ ﷺ کی کئی نمازیں قضاء ہوئیں) لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس غزوہ میں آپ ﷺ نے صلوۃ الخوف کیوں نہیں پڑھی؟ اس میں چند قول ہیں: ایک یہ کہ مشرکین نے قتال کی وجہ سے آپ ﷺ کو موقع ہی نہیں دیا کہ پڑھتے، اور بعض کہتے ہیں قتال میں مشغولی کی وجہ سے نماز کا خیال نہیں رہا، ایک قول اس میں یہ ہے کہ اسوقت تک یہ نماز مشروع ہی نہیں ہوئی تھی، ابوداؤد کی مذکورہ بالا روایت سے اسی آخری قول کی تائید ہوتی ہے اس لئے کہ اس پر اتفاق ہے کہ غزوۂ عسفان خندق کے بعد ہے اور حال یہ ہے کہ اس نماز کی مشروعیت غزوۂ عسفان ہی میں ہوئی۔

ایک تاریخی مسئلہ کا حل: ایک اور تاریخی مسئلہ سنئے وہ یہ کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ نے غزوۂ ذات الرقاع میں صلوۃ الخوف پڑھی ہے، لیکن اس میں مورخین ومحدثین کا اختلاف ہو رہا ہے کہ ذات الرقاع غزوۂ خندق پر مقدم ہے یا اس کے بعد ہے؟ دونوں رائے ہیں، مذکورہ بالا ترتیب اور مضمون کا مقتضیٰ یہ ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع خندق کے بعد پیش آیا گویا ایک تاریخی اختلافی مسئلہ حل ہو گیا۔

بحث ثانی: اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے بذل میں حضرتؒ نے مراقی الفلاح سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صلوۃ الخوف ۲٤ مرتبہ پڑھی ہے [1]، اور اوجز میں حضرت شیخ نے ابن العربیؒ سے بھی یہی نقل کیا ہے، لیکن حافظ ابن قیم تحریر فرماتے ہیں "عشر مرات" امام نوویؒ فرماتے ہیں ابن القصار مالکیؒ نے ذکر کیا أن النبي صلى الله عليه وسلم صلاها في عشرة مواطن [2]، اور علامہ زیلعی فرماتے ہیں (کمافی الاوجز) بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صلوۃ الخوف دس مواضع میں پڑھی ہے لیکن وہ قول جس پر اصحاب السیر والمغازی کا استقرار ہوا، وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے یہ نماز صرف چار مواضع میں پڑھی ہے: ① ذات الرقاع، ② بطن نخل، ③ عسفان، ④ ذی قرد، ابن العربیؒ فرماتے ہیں صلوۃ الخوف کی کیفیت میں بہت سی روایات وارد ہیں، ان میں زیادہ صحیح سولہ ۱٦ روایات ہیں جو آپس میں مختلف ہیں اور ابن القیمؒ زاد المعاد [3] میں فرماتے ہیں کہ ان کیفیات مختلفہ میں اصل صرف چھ کیفیات اور طرق ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بعض نے اس سے زائد بھی لکھے ہیں ان لوگوں نے جہاں ذرا رواۃ کا اختلاف دیکھا کسی کیفیت میں اسکو مستقل صورت قرار دیدیا کہ حضور ﷺ نے اس طرح بھی پڑھی ہے حالانکہ وہ اختلاف رواۃ ہے، حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسی رائے کی تائید کی ہے اور یہ پہلے گزر چکا کہ سنن ابو داؤد میں اسکی گیارہ صورتیں مذکور ہیں۔

بحث ثالث: صلوۃ الخوف جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی مشروع ہے، ابو یوسف في روایۃ اور ابن عُلَیّۃ، مزنی، یہ حضرات فرماتے ہیں کہ صلوۃ الخوف آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھی لقولہ تعالی: وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَوٰةَ [4]، لیکن عند الجمہور آپ ﷺ کے بعد بھی جائز ہے اس لئے کہ صحابہ کرامؓ سے آپ ﷺ کے بعد پڑھنا ثابت ہے اور آیت سے جو تخصیص معلوم ہوتی ہے حضور ﷺ کے ساتھ، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ إِذَا كُنتَ سے جو تخصیص سمجھ میں آرہی ہے وہ آپ کے وجود کے اعتبار سے نہیں کہ جب تک آپ ﷺ دنیا میں موجود ہیں اسی وقت تک یہ نماز پڑھی جائے، بلکہ بیان حکم کے لحاظ سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ موجود ہیں تو اپنی امت کو صلوۃ الخوف کا طریقہ خود پڑھ کر دکھلایئے یعنی تعلیم قولی پر اکتفاء نہ کیجئے، لیکن اس کے باوجود ہمارے فقہاء لکھتے ہیں کہ صلوۃ الخوف اپنی مخصوص

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود- ج ٦ ص ٣٢٧

[2] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج- ج ٦ ص ١٢٦

[3] زاد المعاد في هدي خير العباد- ج ١ ص ٥١٣

[4] اور جب تو ان میں موجود ہو پھر نماز میں کھڑا کرے (سورۃ النساء ١٠٢)

کیفیت کے ساتھ اس وقت پڑھنا اولی ہے جبکہ تمام لوگ مصر ہوں ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر جیسا کہ حضور ﷺ کے پیچھے تمام صحابہ چاہتے تھے تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو پھر اولی ہے کہ دو امام الگ الگ ایک ایک جماعت کو یکے بعد دیگرے پوری پوری نماز پڑھادے۔

بحث رابع: حاشیہ لامع میں لکھا ہے کہ صلوۃ المسایفہ حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں، صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں کہ اگر عین حالت قتال میں نماز جائز ہوتی تو پھر حضور ﷺ کی غزوۂ خندق میں نمازیں قضاء نہ ہوتیں [1] یہاں جمہور اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے ماشیا وراکباً مع الکر والفر، بخلاف حنفیہ کے کہ ان کے نزدیک مع المسایفہ یا مع المشی نماز باطل ہے اور بعض علماء کا تو مذہب یہ ہے کہ التحام الحرب یعنی گھمسان کی لڑائی میں اگر کسی طرح بھی نماز پڑھنے پر قدرت نہ رہے تو صرف تسبیح و تحمید، تہلیل و تکبیر پر بھی اکتفاء کرنا جائز ہے، اس وقت یہ تسبیحات نماز کے قائم مقام ہو جاتی ہیں، امام بخاریؒ نے بھی اس مسئلہ کو باب الصَّلَاةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الْحُصُونِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ میں بیان کیا ہے اور ان لوگوں کی تردید کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ایسے موقع پر تکبیر و تسبیح کافی ہو سکتی ہے۔

بحث خامس: جمهور ومنهم الأئمة الأربعة کے نزدیک صلوۃ الخوف حضر میں بھی مشروع ہے سفر کے ساتھ خاص نہیں، امام نوویؒ نے امام مالکؒ کا مذہب عدم الجواز فی الحضر نقل کیا ہے، لیکن یہ خلاف تحقیق ہے، البتہ ابن الماجشون المالکی کے نزدیک سفر کے ساتھ خاص ہے۔

بحث سادس: جمہور علماء ائمہ اربعہ کے نزدیک خوف کی وجہ سے عدد رکعات میں کوئی کمی نہیں ہوتی، بعض علماء جیسے ابن عباسؓ، حسن بصریؒ، طاؤسؒ، اسحاق بن راہویہ کے نزدیک شدۃ قتال کی صورت میں بجائے دو کے ایک رکعت پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے، اور ایک قول تو یہ ہے کہ اگر نماز پر قدرت نہ ہو تو صرف تسبیح و تحمید اور تکبیر ہی نماز کے قائم مقام ہو جاتی ہے (کما تقدم)۔

اب ان تمہیدی امور کے بعد آپ اصل مقصود کے بارے میں سنئے، وہ یہ کہ ائمہ اربعہ میں سے کس امام کے نزدیک کونسا طریقہ صلوۃ الخوف کا مختار ہے اور راجح ہے؟ یہ ہمارے یہاں پہلے گزر چکا ہے کہ روایات صحیحہ سے صلوۃ الخوف کی سولہ صورتیں ثابت ہیں، اور جمہور کے نزدیک ان سبھی طرق سے صلوۃ الخوف اداء کرنا جائز ہے، البتہ ترجیح میں اختلاف ہے گو بعض علماء ایسے بھی ہیں جو ترجیح کے بھی قائل نہیں چنانچہ اسحق بن راہویہ انہی میں سے ہیں، امام ترمذیؒ نے جامع ترمذی میں ان کا مقولہ نقل کیا ہے:
ورأى اسحق بن راهويه أن كل ما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الخوف فهو جائز . وهذا على قدر الخوف .
ولسنا نختار حديث سهل بن أبي حثمة على غيره من الروايات [2] ۔

---

[1] اس میں ایک قول یہ ہے کہ اس وقت تک صلوۃ الخوف مشروع ہی نہیں ہوئی تھی (کما سبق)۔

[2] جامع الترمذي - كتاب السفر - باب ما جاء في صلاة الخوف ٥٦٤

صلوۃ الخوف میں مختارات ائمہ: حنفیہ کے یہاں اولیٰ یہ ہے کہ امیر لشکر کو چاہئے کہ لشکر کی دو جماعتیں بنالے ایک جماعت دشمن کے مقابلے میں کھڑی ہو جائے اور ایک جماعت امام کے پیچھے، امام اس کو ایک رکعت پڑھائے ایک رکعت پڑھ کر یہ جماعت دشمن کے مقابلے میں چلی جائے اور جو جماعت دشمن کے مقابلے میں تھی وہ یہاں امام کے پیچھے آجائے، امام اس کو بھی ایک رکعت پڑھائے، امام کی تو چونکہ دونوں رکعت ہو گئیں، اس لئے وہ تو اپنی نماز تنہا ہی پوری کر کے سلام پھیر دے اور یہ طائفہ ثانیہ جس نے امام کیساتھ ایک رکعت پڑھ لی ہے دشمن کے مقابلے میں چلی جائے اس کے بعد اب طائفہ اولیٰ اپنی باقی ماندہ رکعت اسی جگہ یا جس جگہ جماعت ہوئی تھی وہاں جاکر پڑھ لے اور سلام پھیر دے پھر اس کے بعد طائفہ ثانیہ بھی اپنی باقی ماندہ رکعت اسی طرح پڑھ کر نماز پوری کر لے۔

اس کیفیت میں مشی فی حال الصلوۃ تو لازم آتی ہے لیکن تقدم علی الامام لازم نہیں آتا جو جمہور کی کیفیت میں پایا جاتا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اولیٰ صورت یہ ہے کہ جب طائفہ اولیٰ امام کیساتھ ایک رکعت پڑھ چکے تو وہ اسی وقت اپنی دوسری رکعت تنہا پڑھ کر سلام پھیر دے، اور دشمن کے مقابلے میں چلی جائے اور پھر طائفہ ثانیہ آئے، امام اسکو ایک رکعت پڑھائے اور یہ طائفہ اسی وقت اپنی دوسری رکعت بھی پڑھ لے، اب یہ کہ امام دوسری رکعت پڑھنے کے بعد اس طائفہ ثانیہ کا انتظار کرے سلام میں اور دونوں ایک ساتھ سلام پھیریں یا انتظار نہ کرے بلکہ امام تنہا سلام پھیر دے، یہ مختلف فیہ ہے، امام شافعیؒ واحمدؒ فرماتے ہیں کہ انتظار کرے اور جب طائفہ ثانیہ رکعت ثانیہ سے فارغ ہو جائے تو دونوں ایک ساتھ سلام پھیریں، امام مالکؒ بھی پہلے تو اسی کے قائل تھے بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ انتظار نہ کرے، شافعیہ وحنابلہ کا استدلال یزید بن رومان کی روایت سے ہے، اور مالکیہ کا استدلال قاسم بن محمد کی روایت سے ہے یہ دونوں روایتیں آگے کتاب میں تیسرے باب کے ذیل آرہی ہیں۔

جاننا چاہئے کہ مذکورہ بالا صلوۃ الخوف کی صورت جس کو ائمہ ثلاثہ نے اختیار کیا ہے اس کو مالکیہ وحنابلہ تو مطلقاً اختیار کرتے ہیں اور حضرت امام شافعیؒ اس کیفیت کو اس وقت اختیار کرتے ہیں جب دشمن قبلے کی جانب میں نہ ہوں اور اگر دشمن قبلے کی جانب میں ہو تو اس وقت ان کے نزدیک ایک دوسری صورت اولیٰ ہے وہ یہ کہ امام پورے لشکر کی دو صفیں بناکر دونوں کو ایک ساتھ نماز شروع کرادے قیام اور رکوع دونوں صفیں امام کیساتھ کریں اس کے بعد امام اور صف اول والے تو سجدے میں چلے جائیں اور صف ثانی والے قومہ میں کھڑے رہیں دشمن سے بچاؤ کیلئے (کیونکہ دشمن سامنے قبلے کی جانب میں ہے) جب امام اور صف اول سجود سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جائیں تب یہ صف ثانی والے سجدے میں جائیں اور دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جائیں اب ہر ایک صف کی ایک ایک رکعت پوری ہو گئی، اس کے بعد صفوں کی ترتیب بدل دی جائے اگلی صف والے پیچھے آجائیں اور پچھلی صف والے آگے آجائیں اور دوسری رکعت حسب سابق پوری کر کے سب ایک ساتھ سلام پھیر دے۔

مصنف نے سب سے پہلے جو باب قائم کیا ہے اس میں صلوۃ الخوف کی یہی صورت بیان کی ہے۔

فائدہ: ائمہ ثلاثہ نے نماز کی جو کیفیت اختیار کی ہے وہ سہل بن ابی حثمہ کی حدیث میں مذکور ہے اور امام شافعیؒ نے دشمن کے بجانب قبلہ ہونے کی صورت میں جو صورت اختیار کی ہے وہ ابو عیاش زرقی کی حدیث میں مذکور ہے، اور حنفیہ نے جو کیفیت اختیار کی ہے وہ آگے کتاب میں صلوٰۃ الخوف کے ابواب میں سے باب سادس (برقم ۱۲۴۵) میں آرہی ہے، جس کے شروع میں ہے وَصَلَّى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ. هَكَذَا۔

فائدہ ثانیہ: جاننا چاہئے کہ جمہور کے طریق میں ہر دو طائفہ کی رکعتین میں موالاۃ ہے، یعنی ہر طائفہ امام کیساتھ ایک رکعت پڑھ کر اسی وقت میں اپنی دوسری رکعت پڑھ کر نماز پوری کرلے، اس کیفیت میں رکعتین کے تسلسل و موالاۃ کی وجہ سے مشی فی الصلوٰۃ لازم نہیں آتی، اور حنفیہ والی شکل میں کسی بھی طائفے کی رکعتین میں موالاۃ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ ہر ایک طائفہ امام کے ساتھ صرف ایک رکعت پڑھ کر چلا جائے اور پھر اسکے بعد ترتیب وار دونوں طائفے یکے بعد دیگرے اپنی دوسری رکعت پڑھیں۔

۱۲۳۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُسْفَانَ، وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ. فَصَلَّيْنَا الظُّهْرَ. فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَقَدْ أَصَبْنَا غِرَّةً، لَقَدْ أَصَبْنَا غَفْلَةً، لَوْ كُنَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْقَصْرِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ. فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ، قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، وَالْمُشْرِكُونَ أَمَامَهُ. فَصَفَّ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. صَفٌّ، وَصَفَّ بَعْدَ ذَلِكَ الصَّفِّ صَفٌّ آخَرُ. فَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَكَعُوا جَمِيعًا. ثُمَّ سَجَدَ، وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ، وَقَامَ الْآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ. فَلَمَّا صَلَّى هَؤُلَاءِ السَّجْدَتَيْنِ وَقَامُوا، سَجَدَ الْآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الْآخَرِينَ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْأَخِيرُ إِلَى مَقَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ. فَلَمَّا جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، سَجَدَ الْآخَرُونَ، ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا. فَصَلَّاهَا بِعُسْفَانَ، وَصَلَّاهَا يَوْمَ بَنِي سُلَيْمٍ". قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَى أَيُّوبُ، وَهِشَامٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ هَذَا الْمَعْنَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ دَاوُدُ بْنُ حُصَيْنٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَذَلِكَ عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، وَكَذَلِكَ قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى فِعْلَهُ، وَكَذَلِكَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَذَلِكَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ.

ترجمہ: ابو عیاش الزرقی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مقام عسفان (حرمین کے درمیان ایک بستی ہے) میں تھے اور مشرکین کے خالد بن ولیدؓ سردار تھے۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو بعض مشرکین کہنے لگے کہ ہم نے مسلمانوں کو غافل پایا تھا اور بعض مشرکین نے یہ کہا کہ ہم سے غفلت ہوگئی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم ان پر اس وقت حملہ

کر دیتے جب یہ حالتِ نماز میں تھے۔ تو نماز قصر کے بارے میں ظہر اور عصر کے درمیان آیت نازل ہوئی پھر جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ قبلہ رخ کھڑے ہوئے اسطرح کہ مشرکین آپکے سامنے تھے۔ آپ ﷺ کے پیچھے ایک صف بنائی گئی اور اسکے پیچھے ایک دوسری صف بنائی گئی پھر رسول اللہ ﷺ نے رکوع فرمایا اور سب نے بھی رکوع کیا۔ اسکے بعد آپ نے سجدہ کیا اور اس صف نے سجدہ کیا جو آپکے پیچھے تھی اور دوسری صف والے انکی حفاظت کے لئے کھڑے رہے۔ پھر جب صف اوّل والے لوگ دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہو گئے تو دوسری صف والوں نے جو ان کے پیچھے تھے سجدہ کیا پھر اگلی صف والے پچھلی صف والوں کی جگہ آ گئے اور پچھلی صف والے آگے بڑھ کر اگلی صف والوں کی جگہ پر آ گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا تو سب نے ہی رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور اس صف نے سجدہ کیا جو آگے آپ سے ملی ہوئی تھی۔ اور پچھلی صف والے ان کی حفاظت کے لئے کھڑے رہے پھر جب آپ ﷺ اور پہلی صف والے (سجدہ سے فارغ ہو کر) بیٹھ گئے تو پچھلی صف والوں نے سجدہ کیا پھر سب ہی ایک ساتھ بیٹھے اور حضور ﷺ نے دونوں صفوں کے ساتھ ایک ساتھ سلام پھیرا اس کے بعد عسفان میں حضور ﷺ نے اسی طرح نماز پڑھائی اور بنو سلیم کے دن بھی (یعنی غزوہ بنی سلیم میں بھی) اسی طرح نماز پڑھائی۔ امام ابو داودؒ فرماتے ہیں کہ ایوبؒ اور ھشام نے ابو زبیر سے جابر کے واسطے سے اسی مفہوم کی حدیث نبی کریم ﷺ سے روایت کی اور اسی طرح داؤد بن حسین نے عکرمہ کے واسطے سے جابرؓ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور اسی طرح عبد الملک نے عطاء کے واسطے سے جابر سے اور قتادہ نے حسن سے انہوں نے حطان سے انہوں نے ابو موسیٰ سے اسی طریقے سے نقل کیا اور اسی طرح عکرمہ بن خالد نے مجاہد کے واسطے سے نبی کریم ﷺ اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا اور یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔

تخریج سنن النسائي-صلاة الخوف(١٥٤٩) سنن النسائي-صلاة الخوف(١٥٥٠) سنن أبي داود- الصلاة(١٢٣٦)

شرح الحدیث یہ صلوٰۃ الخوف کے باب اول کی حدیث ہے اور یہ ابو عیاش زرقیؓ کی وہی حدیث ہے جس کو امام شافعیؒ نے اس وقت میں اختیار کیا ہے جبکہ دشمن بجانب قبلہ ہو، جس کی تفصیل باب کے شروع میں گزر چکی، ابو عیاش کا نام امام ترمذیؒ فرماتے ہیں زید بن صامت ہے یہ انصاری صحابی ہیں۔

قولہ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُسْفَانَ: عسفان مکہ مدینے کے راستے میں مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، بعض روایات میں ضجنان کا لفظ آتا ہے دونوں صحیح ہیں، ضجنان بھی جگہ کا نام ہے یہ غزوہ ان دونوں کے درمیان ہوا تھا، یا یوں کہئے جیسا کہ بعض روایات میں ہے مسلمانوں کا لشکر مقام عسفان میں اور مشرکین کا ضجنان میں تھا۔

غزوہ عسفان بنو لحیان کے ساتھ جمادی الاولیٰ ۶ھ میں ہوا لیکن اس میں قتال کی نوبت نہیں آئی بلکہ دشمن سے ملاقات بھی نہیں ہوئی۔

قوله: وَصَلَّاهَا يَوْمَ بَنِي سُلَيْمٍ: یعنی غزوۂ بنو سلیم، لفظ یوم کا استعمال حرب کے معنی میں عرب لوگ کرتے ہیں، میں نے ایک مرتبہ اپنے عالی شان استاذ الأدیب الأریب مولانا اسعد اللہ صاحب ؒ سے سنا تھا ایام العرب حروبہا، اس غزوۂ کو غزوۂ بحران بھی کہتے ہیں۔

ایک اشکال وجواب: یہاں پر ایک اشکال ہے وہ یہ کہ یوم بنی سلیم ۳ھ میں پیش آیا جنگ بدر اور جنگ احد کے درمیان اس وقت تک تو صلوۃ الخوف مشروع ہی نہیں ہوئی تھی، کیونکہ اسکی مشروعیت جیسا کہ اوپر گزر چکا غزوۂ عسفان میں ہوئی ہے جو ۶ھ میں ہوا، حضرتؒ نے بذل میں لکھا ہے کہ اصحاب السیر نے اس غزوہ کے بیان میں صلوۃ الخوف کا ذکر نہیں کیا[1]، واللہ تعالی أعلم۔

صاحب منہل نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے یہ غزوہ دو مرتبہ پیش آیا ہو ایک مرتبہ ۳ھ میں جیسا کہ مشہور ہے دوسری مرتبہ غزوۂ عسفان کے بعد پہلی مرتبہ اس میں صلوۃ الخوف نہیں پڑھی دوسری مرتبہ میں پڑھی ہو، اس لئے کہ اس روایت میں پڑھنے کی تصریح ہے[2]۔

۲۸۳۔ بَابُ مَنْ قَالَ: يَقُومُ صَفٌّ مَعَ الْإِمَامِ وَصَفٌّ وِجَاهَ الْعَدُوِّ

باب صلوۃ الخوف کی اس صورت کے بارے میں کہ ایک صف امام کے ساتھ کھڑی ہو اور ایک دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی ہو

«فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَقُومُ قَائِمًا، حَتَّى يُصَلِّيَ الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ يَنْصَرِفُونَ فَيَصُفُّونَ، وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَتَجِيءُ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً، وَيَثْبُتُ جَالِسًا، فَيُتِمُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ يُسَلِّمُ بِهِمْ جَمِيعًا»

امام اپنے ساتھ کھڑی ہونے والی صف کو ایک رکعت پڑھائے پھر امام کھڑا رہے یہاں تک کہ وہ لوگ جو اسکے ساتھ ہیں دوسری رکعت پڑھ لیں پھر وہ پہلی صف والے جاکر دشمن کے سامنے صف بناکر کھڑے ہو جائیں اور دوسری جماعت آئے اور امام ان کو ایک رکعت پڑھائے اور خود بیٹھا انتظار کرتا رہے یہاں دوسری جماعت اپنی دوسری رکعت خود پڑھیں پھر امام سب کے ساتھ سلام پھیرے۔

یہ صلوۃ الخوف کا باب ثانی ہے، اس میں مصنفؒ نے صلوۃ الخوف کی جو صورت ذکر کی ہے وہ تقریباً وہی ہے جس کو ائمہ ثلاثہ نے اختیار کیا ہے، معمولی سا فرق ہے کہ امام نے طائفہ اولی کو ایک رکعت پڑھائی اس کے بعد اس طائفہ نے اپنی دوسری رکعت تنہا پڑھ لی جیسا کہ جمہور کے یہاں ہوتا ہے لیکن ابھی اس طائفہ نے سلام نہیں پھیرا بغیر سلام کے چلی گئی (بخلاف جمہور کے کہ ان کے نزدیک سلام کے بعد جاتی ہے) اسکے بعد طائفہ ثانیہ نے ایک رکعت امام کیساتھ پڑھ کر دوسری رکعت اپنی پڑھ لی پھر امام نے

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٣٣٢

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ١٠١

سلام ان دونوں طائفوں کیساتھ پھیرا۔

۱۲۳۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي خَوْفٍ، فَجَعَلَهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، فَصَلَّى بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا، حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً، ثُمَّ تَقَدَّمُوا، وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ، فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً، ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ».

ترجمہ: سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو حالت خوف میں نماز پڑھائی تو (اپنے پیچھے) دو صفیں بنائیں پھر جو صف آپ کے ساتھ ملی ہوئی تھی اسے ایک رکعت پڑھائی پھر کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پیچھے کی صف (پہلی صف) والوں نے ایک رکعت اور پڑھ لی پھر وہ (پہلی صف والے) اور آگے چلے گئے دشمن کے مد مقابل اور آگے والے (صف ثانی) پیچھے آگئے (یعنی آپ ﷺ کی پشت کی جانب دشمن ہے تو جب قبلہ رخ نماز پڑھی تو دونوں صفیں آپ ﷺ کے پیچھے تھیں لیکن ایک صف بالکل آپ ﷺ کے پیچھے اور دوسری صف دشمن کے مقابل کھڑی تھی جب پہلی صف نے ایک رکعت امام کے ساتھ اور دوسری رکعت خود پڑھ لی تو وہ دشمن کے سامنے آگے ہو گئے۔ اور جو دوسری صف والے دشمن کے مقابل تھے وہ پیچھے ہٹ کر آپ ﷺ کے پیچھے ہو گئے) اور نبی کریم ﷺ دوسری صف والوں کو ایک رکعت پڑھا کر بیٹھے رہے یہاں تک کہ پیچھے صف والوں نے ایک اور رکعت پڑھی پھر سلام پھیرا۔ امام ابوداؤد فرماتے یحیٰی بن سعید کی قاسم سے جو مروی روایت ہے وہ یزید بن رومان کی روایت کی طرح ہے مگر یحیٰی نے اس میں سلام پھیرنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے (یعنی طائفہ اولیٰ صف اوّل نے اپنا سلام بھی پھیر لیا اور چلے گئے) اور عبید اللہ کی روایت یحیٰی بن سعید کی روایت کی طرح ہے جسمیں عبید اللہ نے کہا: وثبت قائما۔

تخریج: صحيح البخاري - المغازي (٣٩٠٢) جامع الترمذي - الجمعة (٥٦٥) سنن النسائي - صلاة الخوف (١٥٣٦) سنن النسائي - صلاة الخوف (١٥٥٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٣٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٥٩) مسند أحمد - مسند المكيين (٤٤٨/٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٢٢)

شرح الحديث فَجَعَلَهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ: **حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت میں دشواری اور اسکا حل:** یہ تعبیر واضح نہیں لیکن غلط بھی نہیں اسکی تشریح اس طرح ہو سکتی ہے کہ امام نے ایک طائفہ کو تو اپنے پیچھے کر لیا اور دوسرے طائفہ کو دشمن کے مقابلے میں لیکن چونکہ دشمن بظاہر امام کی پشت کی طرف (قبلے کی جانب مقابل میں) تھا اس لئے وہ دوسرا طائفہ بھی اس لحاظ سے امام کے پیچھے ہوا۔

قولہ: حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً: یعنی امام طائفہ اولیٰ کو ایک رکعت پڑھا کر کھڑا ہوا یہاں تک کہ اس طائفہ نے اپنی دوسری رکعت پڑھی۔

الَّذِينَ کا مصداق طائفہ اولیٰ ہے اور خَلْفَهُمْ میں هُمْ کا مصداق طائفہ ثانیہ ہے، اگر یہاں خَلْفَهُمْ کے بجائے خَلْفَه ہوتا تو بہت واضح بات تھی اس لئے کہ طائفہ اولیٰ فی الواقع امام ہی کے پیچھے ہے نہ کہ طائفہ ثانیہ کے پیچھے، حضرت نے بذل [1] میں لکھا ہے کہ تفسیر ابن جریر طبری میں بھی یہ روایت ہے اسمیں خَلْفَه ہی ہے باقی خَلْفَهُمْ جیسا کہ یہاں کتاب میں ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ وہ طائفہ اولیٰ جو طائفہ ثانیہ کے پیچھے ہے (یہ بظاہر صحیح نہیں لہذا احتیاج تاویل ہے)، تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ یہ مقام مقام حرب ہے تو یوں سمجھئے کہ جو طائفہ دشمن کے مقابلے میں کھڑی ہے وہی آگے بڑھنے والی اور متقدم ہے اور جو طائفہ بجائے دشمن کے امام کے ساتھ اسکے پیچھے کھڑی ہے وہ گویا مؤخر ہے (یعنی دشمن سے) غالباً اسی لحاظ سے اس روایت میں طائفہ اولیٰ کو طائفہ ثانیہ کے پیچھے قرار دیا گیا ہے، وهذا التوجيه خاطري ابوعنه. فظهرت المطابقة بين الحديث والترجمة فلله الحمد والمنة، حضرت سہارنپوری کو بھی بذل المجہود میں اس مقام کے حل کرنے میں دشواری اٹھانی پڑی، حدیث الباب اور ترجمۃ الباب میں مطابقت کا مسئلہ بھی ان کتابوں میں اہمیت رکھتا ہے، خصوصاً صحیح بخاری اور سنن صغری للنسائی میں۔

قوله: ثُمَّ تَقَدَّمُوا: طائفہ اولیٰ اپنی دونوں رکعتوں کو پڑھ کر (سلام سے پہلے ہی) دشمن کی جانب چلی گئی دیکھئے! یہاں دشمن کے مقابلے میں جانے کو تقدم کیا گیا ہے حالانکہ دشمن آگے یعنی قبلہ کی جانب نہیں ہے اس سے ہماری مذکورہ بالا توجیہ کی تائید ہو رہی ہے خوب سمجھ لیجئے۔

قوله: وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ: اور وہ طائفہ ثانیہ جو طائفہ اولیٰ سے مقدم تھی امام کے پیچھے آگئی۔

قال أبو داود وأما رواية يحيى بن سعيد الخ: یہ عبارت یہاں زائد ہے، بذل کے نسخے میں ہے اور بعض نسخوں میں نہیں ہے، اس کا اصل محل آئندہ باب کا آخر ہے، چنانچہ وہاں بھی آرہی ہے۔

٢٨٤ ۔ بَابُ مَنْ قَالَ: إِذَا صَلَّى رَكْعَةً

﴿باب صلوة الخوف کی اس صورت کے بیان میں کہ جب امام ایک رکعت پڑھ کر کھڑا رہے﴾

بَابُ مَنْ قَالَ: إِذَا صَلَّى رَكْعَةً «وَثَبَتَ قَائِمًا أَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَاخْتُلِفَ فِي السَّلَامِ».

تو پہلی صف والے اپنی دوسری رکعت خود پڑھ کر نماز پوری کریں اور پہلی صف والے امام سے پہلے سلام پھیر لیں پھر اٹھ کر دشمن کے مقابل جا کر کھڑے ہو جائیں اور امام کے سلام کے متعلق احادیث میں اختلاف ہوا ہے (کہ امام مقتدیوں کے ساتھ سلام پھیرے گا یا پھر دوسرے طائفہ کو ایک رکعت پڑھا کر امام سلام پھیر دے گا پھر دوسرا طائفہ اپنی نماز مکمل کرے گا)۔

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٣٣٥

یعنی امام جب طائفہ اولی کو ایک رکعت پڑھا کر کھڑا ہو گیا تو اس طائفہ نے اپنی دوسری رکعت اسی وقت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔

ائمہ ثلاثہ کی اختیار کردہ صورت: یہ تیسرا باب ہے اس ترجمہ میں اور سابق ترجمہ میں صرف یہی فرق ہے یعنی سلام پھیرنے اور نہ پھیرنے کا، پہلے ترجمہ میں تھا کہ طائفہ اولی دونوں رکعت پڑھ کر بغیر سلام کے چلی گئی اور یہاں یہ ہے کہ اس نے سلام بھی پھیر دیا یہ بعینہ وہ صورت ہے جس کو ائمہ ثلاثہ نے اختیار کیا ہے امام مالکؒ واحمدؒ نے مطلقاً اور امام شافعیؒ نے دشمن کے غیر قبلہ کی طرف ہونے میں۔

۱۲۳۸ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ، «أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا، وَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى، فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ»، قَالَ مَالِكٌ: «وَحَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ».

ترجمہ: صالح بن خوات ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جو ان حضرات میں سے ہیں کہ جنہوں نے غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی کہ ایک جماعت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صف بنائی اور ایک جماعت دشمن کے مقابل کھڑی ہو گئی پھر جو جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اسکو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے اور اس جماعت نے اپنی نماز پوری کی اور لوٹ کر دشمن کے مقابل صف بنا کر کھڑے ہو گئے اور دوسری جماعت آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رہ جانے والی رکعت انکو پڑھائی پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کیلئے بیٹھے تو کافی دیر بیٹھے رہے یہانتک کہ دوسری جماعت نے اپنی نماز مکمل کی (یعنی دوسری رکعت خود پڑھی) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے ساتھ سلام پھیرا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں یزید بن رومان کی حدیث ان سب روایات میں جو میں نے (اپنے اساتذہ سے) سنی ہیں میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

تخریج: صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (۸٤۲) جامع الترمذي - الجمعة (٥٦٥) سنن أبي داود - الصلاة (۱۲۳۸) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤١)

شرح الحدیث: حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ صَلَّى: صالح بن خوات روایت کرتے ہیں ان صحابی سے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز پڑھی، اس سے مراد یا تو سہل بن ابی حثمہ ہیں، کما یظھر من روایۃ البخاری یا صالح کے والد خوات بن جبیر ہیں، کما جزم بہ النووی۔

قولہ: يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ: اس غزوہ کا نام ذات الرقاع یا تو اسلئے ہے کہ اسمیں مسلمانوں کے پاس سواریاں بہت کم تھیں اکثر پیدل تھے، پیدل چلنے کی وجہ سے (پہاڑی راستوں میں) پاؤں زخمی ہو گئے تھے اسلئے صحابہ کو پیروں پر خرق، یعنی کپڑے کی

پٹیاں باندھنی پڑی تھیں، یا اسلئے کہتے ہیں کہ وہاں ایک پہاڑ تھا، مختلف الالوان پتھروں والا جیسے مختلف رنگ کی پٹیاں ہوا کرتی ہیں، یا اس لئے کہ مسلمانوں کے جھنڈوں میں مختلف رنگ کی پٹیاں تھیں۔

قولہ: ثُمَّ انْصَرَفُوا: ای بعد السلام وهذا هو الفرق بين الترجمتين كما اوضحة قبل ذلك "ثم ثبت جالسًا"، یہ یزید بن رومان کی روایت ہے جس میں امام کا طائفہ ثانیہ کیلئے انتظار کرنا مذکور ہے جو قد سبق تفصیلہ۔

قولہ: قَالَ مَالِكٌ: وَحَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ: امام مالکؒ فرماتے ہیں یزید بن رومان کی حدیث ان سب روایات میں جو میں نے اپنے اساتذہ سے سنی ہیں میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، لیکن ہم شروع میں بتاچکے ہیں کہ بعد میں امام مالکؒ نے اس قول سے رجوع کر کے قاسم بن محمد کی روایت کو اختیار کرلیا تھا جو اس کے بعد متصلاً آرہی ہے۔

۱۲۳۹ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ، حَدَّثَهُ، "أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعُ الْإِمَامُ رَكْعَةً، وَيَسْجُدُ بِالَّذِينَ مَعَهُ، ثُمَّ يَقُومُ، فَإِذَا اسْتَوَى قَائِمًا، ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ، ثُمَّ سَلَّمُوا، وَانْصَرَفُوا وَالْإِمَامُ قَائِمٌ، فَكَانُوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ يُقْبِلُ الْآخَرُونَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُكَبِّرُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ، فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ، ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ، ثُمَّ يُسَلِّمُونَ". قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَمَّا رِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، نَحْوَ رِوَايَةِ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، إِلَّا أَنَّهُ خَالَفَهُ فِي السَّلَامِ، وَرِوَايَةُ عُبَيْدِ اللَّهِ، نَحْوَ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: وَيَثْبُتُ قَائِمًا.

ترجمہ: صالح بن خوات سے روایت ہے کہ سہل بن ابی حثمہ انصاری نے بیان کیا کہ نماز خوف اسطرح ہے کہ امام کھڑا ہو اور ایک جماعت اسکے ساتھیوں میں سے اسکے ساتھ ہو اور ایک جماعت دشمن کی طرف رخ کر کے کھڑی ہو پھر امام ایک رکعت پڑھے اور سجدہ کرے ان لوگوں کے ساتھ جو اسکے ساتھ ہیں پھر جب امام دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو کھڑا ہی رہے اور یہ امام کے ساتھ والے لوگ اپنی دوسری رکعت مکمل کریں پھر سلام پھیرلیں اور چلے جائیں اور دشمن کے مقابل ہو جائیں پھر جنہوں نے نماز نہیں پڑھی (یعنی دوسری جماعت) وہ آکر امام کے پیچھے کھڑی ہو کر تکبیر کہیں اور امام اسکے ساتھ (دوسری رکعت کا) رکوع سجدہ کرے پھر امام سلام پھیر لے اور یہ دوسری جماعت والے مقتدی کھڑے ہو کر اپنی باقی رہ جانے والی رکعت مکمل کریں پھر سلام پھیر دیں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کی قاسم سے جو مروی روایت ہے وہ یزید بن رومان کی روایت کی طرح ہے مگر یہ کہ یحییٰ بن سعید نے سلام پھیرنے کے بارے میں یزید سے اختلاف کیا ہے اور عبید اللہ کی روایت یحییٰ بن سعید کی روایت کی طرح ہے انہوں نے کہا وَيَثْبُتُ قَائِمًا۔

شرح الحدیث: یہی ہے وہ قاسم کی روایت، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَمَّا رِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، نَحْوَ رِوَايَةِ يَزِيدَ بْنِ

محمدمان، إِلَّا أَنَّهُ خَالَفَهُ فِي السَّلَامِ، اس کی تفصیل ہمارے یہاں کئی بار گزر چکی۔

٢٨٥۔ بَابُ مَنْ قَالَ: يُكَبِّرُونَ جَمِيعًا

باب صلوۃ الخوف کی اس صورت کے بیان میں کہ (دو جماعتیں ہوں) سب ایک ساتھ تکبیر تحریمہ کہیں

وَإِنْ كَانُوا مُسْتَدْبِرِي الْقِبْلَةِ، ثُمَّ يُصَلِّي بِمَنْ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَأْتُونَ مَصَافَّ أَصْحَابِهِمْ، وَيَجِيءُ الْآخَرُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ تُقْبِلُ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ، فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، وَالْإِمَامُ قَاعِدٌ، ثُمَّ يُسَلِّمُ بِهِمْ كُلِّهِمْ جَمِيعًا.

اگر چہ وہ (ایک جماعت) قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے ہو پھر جو جماعت امام کے ساتھ ہو امام اسکو ایک رکعت پڑھائے پھر وہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ جو (دشمن کے مقابلے میں) صف باندھے کھڑے ہیں وہاں جائیں اور دوسری جماعت آکر خود اپنی ایک رکعت پڑھے پھر امام ان کو ایک (اور) رکعت پڑھائے پھر دشمن کے مقابل ہونے والی جماعت یعنی پہلا طائفہ آئے اور اپنی ایک رکعت خود پڑھنے اور امام بیٹھا رہے پھر امام سب (دونوں جماعتوں) کے ساتھ سلام پھیرے۔

یہ چوتھا باب ہے اس میں جو کیفیت مذکور ہے وہ یہ ہے کہ امام پورے لشکر کے دو حصے کرے ایک کو فی مقابلۃ العدو اور ایک کو اپنے پیچھے کھڑا کرے (جیسا کہ عام طور سے صلوۃ الخوف میں ہوتا ہے) پھر دونوں طائفے امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ میں شرکت کر کے نماز کی نیت باندھ لیں اگرچہ وہ طائفہ ثانیہ جو دشمن کے مقابلے میں ہے مستدبر قبلہ ہی ہو (اسکے باوجود وہ بھی نماز کی نیت باندھ لے) پھر امام طائفہ اولیٰ کو جو اس کے پیچھے ہے ایک رکعت پڑھادے اور یہ طائفہ ایک رکعت پڑھ کر دشمن کی طرف چلی جائے اور وہ طائفہ جو دشمن کے مقابلے میں نماز کی نیت باندھے کھڑی ہے یہاں امام کے پیچھے آکر اولاً تنہا بغیر امام کے رکوع و سجود کر کے کھڑی ہو جائے۔

اب امام اسکو رکعت ثانیہ پڑھائے (امام کی اور طائفہ ثانیہ کی دونوں رکعت پوری ہوگئیں) اسکے بعد طائفہ اولیٰ دشمن کی طرف سے یہاں امام کے پیچھے آئے اور اپنی دوسری رکعت تنہا پڑھے اتنے امام اور طائفہ ثانیہ اس کا انتظار کرے جو اس طائفے کی یہ رکعت پوری ہو جائے تو امام اور دونوں طائفے سب ایک ساتھ سلام پھیر دیں۔

نماز کی اس کیفیت میں طائفہ اولیٰ کی رکعتین میں موالاۃ (تسلسل) نہیں ہے بخلاف طائفہ ثانیہ کے کہ اس کی رکعتین میں موالاۃ ہے اسی لئے طائفہ ثانیہ کی رکعت ثانیہ پہلے ہوئی اور طائفہ اولیٰ کی بعد میں لیکن نماز سے فراغ اور سلام سب کا ایکساتھ ہی ہوا۔

١٢٤٠ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، وَابْنُ لَهِيعَةَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ، هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ، قَالَ مَرْوَانُ: مَتَى؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ، فَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ، وَطَائِفَةٌ أُخْرَى مُقَابِلَ الْعَدُوِّ، وَظُهُورُهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ، فَكَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَبَّرُوا جَمِيعًا، الَّذِينَ مَعَهُ وَالَّذِينَ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً وَاحِدَةً، وَرَكَعَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ، وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ، فَقَابَلُوهُمْ وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ كَمَا هُوَ، ثُمَّ قَامُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً أُخْرَى، وَرَكَعُوا مَعَهُ، وَسَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ، وَمَنْ مَعَهُ، ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ، فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا، فَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ، وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ».

ترجمہ: ابوالاسود نے عروہ بن زبیرؓ سے سنا کہ وہ مروان بن حکم سے نقل کرتے ہیں کہ مروان بن حکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی ہے؟ حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا کہ ہاں تو مروان نے پوچھا کہ کب پڑھی ہے؟ حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا غزوہ نجد کے سال آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور ایک دوسری جماعت دشمن کے سامنے کھڑی ہوئی جس کی پشت قبلہ کی طرف تھی پھر آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی تو سب نے بھی تکبیر تحریمہ پڑھی انہوں نے بھی جو آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور انہوں نے بھی جو دشمن کے مقابل تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی اور جو جماعت آپ کے ہمراہ تھی اس نے بھی پڑھی رکوع اور سجدہ کیا اور دوسری جماعت اسوقت دشمن کے مقابل کھڑی رہی پھر رسول اللہ ﷺ اور وہ جماعت جو آپ کے ساتھ تھی کھڑی ہوگئی اور یہ جماعت دشمن کے مقابل جاکر کھڑی ہوگئی اور جو جماعت دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آئی اور اس نے (ایک رکعت کا) رکوع سجدہ کیا اسوقت آپ ﷺ کھڑے رہے جیسا کہ آپ علیہ السلام پہلے سے کھڑے تھے پھر دوسری جماعت والے (پہلی رکعت پوری کرتے) کھڑے ہوگئے تو آپ ﷺ نے دوسری رکعت پڑھی اور اس جماعت نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور آپکے ساتھ رکوع سجدہ کیا پھر وہ جماعت جو دشمن کے مقابل تھی وہ آئی اور ان نے بھی دوسری رکعت کا رکوع سجدہ کیا آپ ﷺ اور آپکے ساتھ جو جماعت تھی یعنی طائفہ ثانیہ وہ بیٹھی رہی پھر رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں ہوگئیں اور دونوں جماعتوں میں سے ہر شخص کی آپ ﷺ کے ساتھ ایک ایک رکعت ہوگئی۔

۱۲۴۱ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى نَجْدٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا

بِذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ، لَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَفْظُهُ عَلَى غَيْرِ لَفْظِ حَيْوَةَ، وَقَالَ فِيهِ: حِينَ رَكَعَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ، قَالَ: فَلَمَّا قَامُوا مَشَوُا الْقَهْقَرَى إِلَى مَصَافِّ أَصْحَابِهِمْ، وَلَمْ يَذْكُرِ اسْتِدْبَارَ الْقِبْلَةِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نجد کی طرف نکلے جب ہم ذات الرقاع کے مقام نخل پر پہنچے تو غطفان کے ایک وفد سے ہماری ملاقات ہوئی پھر اسی (گزشتہ روایت کی طرح) روایت ذکر کی اور اسکے الفاظ (ابوالاسود کے شاگرد) حیوہ کے الفاظ سے الگ ہیں اور اس میں ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اسوقت جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ والی جماعت نے رکوع اور سجدہ کیا پھر جب وہ ساتھ والی جماعت کھڑی ہوئی تو وہ الٹے پیروں اپنے ساتھیوں کی جگہ چلی گئی اور (اس میں) قبلہ سے رخ پھیرنے کا ذکر نہیں ہے۔

تخریج: سنن النسائي-صلاة الخوف (١٥٤٣) سنن أبي داود- الصلاة (١٢٤٠)

شرح الاحادیث: قولہ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ: اس سے مراد غزوہ ذات الرقاع ہے جیسا کہ اگلی روایت میں اسکی تصریح ہے یہ غزوہ ۷ ؁ھ میں پیش آیا۔

قولہ: فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ: طائفہ اولی ایک رکعت پڑھ کر دشمن کی طرف چلی گئی۔

قولہ: وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا: طائفہ ثانیہ نے امام کے پیچھے آکر تنہا اپنا رکوع و سجود کیا۔

قولہ: وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ: حضور ﷺ اتنے کھڑے ہی رہے اب جبکہ اس طائفہ ثانیہ کی پہلی رکعت پوری ہوگئی۔

قولہ: فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً أُخْرَى، وَرَكَعُوا: تو حضور ﷺ نے اور اس طائفہ ثانیہ نے رکعت ثانیہ پڑھی (اب حضور ﷺ کی اور طائفہ ثانیہ کی دونوں رکعتیں پوری ہوگئیں)۔

قولہ: ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي: پھر طائفہ اولی جو امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلی گئی تھی وہ آئی اور آکر اس نے اپنی دوسری رکعت پڑھی، دیکھئے! اس سے معلوم ہوا کہ طائفہ ثانیہ کی رکعت ثانیہ طائفہ اولی سے پہلے ہوئی (کما هو مذکور فی ترجمۃ الباب)۔

قولہ: فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا: پھر امام اور دونوں طائفوں نے ایک ساتھ سلام پھیرا، ماشاء اللہ تو حدیث شریف ترجمۃ الباب کے بالکل مطابق ہے۔

قولہ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: یہ حدیث سابق کا طریق ثانی ہے، پہلی حدیث کی سند میں جو ابوالاسود آئے تھے ان کا نام محمد بن الاسود ہے جو یہاں اس سند میں مذکور ہے وہاں ان کے شاگرد حیوۃ بن شریح تھے اور یہاں محمد بن اسحاق، حیوۃ اور محمد بن اسحاق کی روایتوں میں جو فرق ہے مصنف ان کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔

قوله: فَلَمَّا قَامُوا مَشَوا القَهْقَرَى: یعنی طائفہ اولی جب امام کیساتھ ایک رکعت پڑھ کر جانے لگی تو وہ قہقری (الٹے پیروں گئی تاکہ استقبال قبلہ باقی رہے استدبار نہ ہو جائے پہلی روایت میں فَذَهَبُوا إِلَى العَدُوِّ مذکور اور یہاں قہقری کی قید ہے۔

١٢٤٢ - قَالَ ابو داؤد: وَأَمَّا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ، فَحَدَّثَنَا، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَتْ: «كَبَّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَبَّرَتِ الطَّائِفَةُ الَّذِينَ صَفُّوا مَعَهُ، ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوا، ثُمَّ سَجَدَ، فَسَجَدُوا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوا، ثُمَّ مَكَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، ثُمَّ سَجَدُوا لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَامُوا فَنَكَصُوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ يَمْشُونَ الْقَهْقَرَى، حَتَّى قَامُوا مِنْ وَرَائِهِمْ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى، فَقَامُوا فَكَبَّرُوا، ثُمَّ رَكَعُوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدُوا لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ جَمِيعًا فَصَلَّوْا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَكَعَ فَرَكَعُوا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدُوا جَمِيعًا، ثُمَّ عَادَ فَسَجَدَ الثَّانِيَةَ، وَسَجَدُوا مَعَهُ سَرِيعًا كَأَسْرَعِ الْإِسْرَاعِ جَاهِدًا، لَا يَأْلُونَ سِرَاعًا، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمُوا، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ شَارَكَهُ النَّاسُ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا».

ترجمہ امام ابوداؤد فرماتے ہیں، کہ جو عبید اللہ بن سعد ہیں انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی اس میں (اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں) کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر سے یہ قصہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی اور جو جماعت آپ ﷺ کے ساتھ صف بنائے ہوئے تھی انہوں نے بھی تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے اور اس جماعت نے پہلی رکعت کا رکوع اور ایک سجدہ کیا اور سجدہ سے سر اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ تو بیٹھے رہے اور آپ ﷺ نے پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ نہیں کیا۔ اور اس جماعت نے خود دوسرا سجدہ کیا اور کھڑی ہو کر ایڑیوں کے بل پیچھے الٹے پاؤں چلتے ہوئی جا کر کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت آکر کھڑی ہوگئی اور اس نے تکبیر تحریمہ کہی اور قیام اور رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سجدہ ثانیہ کیا اور انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ پہلا سجدہ کیا اسکے بعد رسول اللہ ﷺ تو کھڑے ہوگئے اور اس جماعت نے دوسرا سجدہ خود کیا پھر دونوں جماعتیں کھڑی ہوگئیں اور آپ ﷺ کے ساتھ انہوں نے نماز پڑھی آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی رکوع کیا اور آپ نے سجدہ کیا تو سب نے سجدہ کیا پھر آپ ﷺ نے دوسرا سجدہ کیا تو سب نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا اور یہ سب کچھ اتنی جلدی جلدی کیا کہ جتنی جلدی ہو سکتی تھی (یعنی جلدی میں کوئی کمی نہ چھوڑی کیونکہ سب ہی نماز میں مشغول ہو گئے تھے) پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو سب نے سلام پھیرا اور جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ اپنی جگہ سے کھڑے ہوگئے اور سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ پوری نماز میں شریک ہوگئے۔

تخریج سنن أبي داود - الصلاة (١٢٤٢) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٢٧٥)

شرح الحدیث قَالَ أَبُو دَاوُد: وَأَمَّا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ، فَحَدَّثَنَا: یہ حدیث الباب کا تیسرا طریق ہے مصنف کا مقصود اختلاف رواۃ کو بیان کرنا ہے کہ غزوۂ ذات الرقاع میں آپ ﷺ نے جو صلوۃ الخوف اداء فرمائی تھی اس کی کیفیت بیان کرنے میں رواۃ کا اختلاف ہے، اس تیسرے طریق میں صلوۃ الخوف کی جو کیفیت مذکور ہے وہ ترجمۃ الباب کے خلاف ہے مگر چونکہ مصنف کا مقصود صرف اختلاف رواۃ کو بیان کرنا ہے اس لئے عدم مطابقت بین الحدیث والترجمۃ کا اشکال صحیح نہ ہوگا۔

صلوۃ الخوف کی ایک (مزید ضمنی) صورت: بہر حال اس میں جو صورت مذکور ہے وہ یہ ہے کہ شروع میں امام نے طائفہ اولی کو ایک رکعت پڑھائی جس میں قیام اور رکوع اور پہلا سجدہ کیا اور ایک سجدہ کر کے امام تو ٹھہر گیا اور طائفہ نے تنہا دوسرا سجدہ کیا ایک رکعت پوری ہونے کے بعد یہ طائفہ دشمن کی طرف قہقری چلا گیا اور طائفہ ثانیہ نے امام کے پیچھے آکر تکبیر تحریمہ کہی اور قیام اور رکوع کیا اور پہلا سجدہ امام کیساتھ کیا امام کا یہ دوسرا سجدہ تھا امام صاحب تو کھڑے ہوگئے اور اس طائفے نے اپنا دوسرا سجدہ کیا، سجدے کے بعد وہ بھی کھڑی ہوگئی (اب امام اور ہر دو طائفے کی ایک ایک رکعت ہوگئی) اب دوسری رکعت امام اور ہر دو طائفے نے ایک ساتھ بہت جلدی جلدی پڑھی اور جلدی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی (کیونکہ پورا لشکر نماز میں مشغول ہوگیا دشمن کیطرف سے حملے کا اندیشہ تھا) نماز پوری ہونے پر سب نے امام کے ساتھ سلام پھیرا۔

اس روایت میں اس بات کی تصریح نہیں کہ دوسری رکعت کے وقت طائفہ ثانیہ امام کے پیچھے آگئی تھی یا نہیں بلکہ وہیں سے نماز میں شرکت کی، واللہ اعلم، چوتھا باب پورا ہوا۔

٢٨٦ ـ بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً، ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً

باب صلوۃ الخوف کی اس صورت کے بیان میں کہ امام (دو میں سے) ہر ایک جماعت کو ایک ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے پھر دونوں جماعتیں اپنی ایک رکعت خود پڑھ لیں

یہ پانچواں باب ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ طائفہ اولی امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلی جائے اور طائفہ ثانیہ آجائے امام اس کو بھی ایک رکعت پڑھائے (امام کی تو چونکہ دونوں رکعت پوری ہوگئیں اس لئے) وہ سلام پھیر دے اور طائفہ اولی وثانیہ دونوں ایک ساتھ اپنی رکعت ثانیہ پڑھ کر ایک ساتھ سلام پھیر دیں۔

اس ترجمۃ الباب اور حدیث الباب دونوں سے بظاہر (نہ کہ صراحۃً) یہی معلوم ہوتا ہے کہ رکعت ثانیہ کو ہر دو طائفہ علی التوالی یعنی فی وقت واحد پڑھے اور اس کے بعد جو باب سادس آرہا ہے اس میں جو صورت مذکور ہے وہ بھی یہی ہے۔

باب خامس وسادس میں فرق: فرق صرف اتنا ہے کہ آنے والے ترجمہ میں اور اس کی حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ امام کے سلام کے بعد رکعت ثانیہ کو ہر دو طائفے علی التعاقب (یکے بعد دیگرے) پڑھیں، اور اگر باب اول کو بھی علی التعاقب ہی پر محمول کیا جائے، تو پھر فرق بین الترجمتین یہ ہو سکتا ہے کہ ترجمہ اولی میں مراد یہ ہے کہ طائفہ ثانیہ اپنی رکعت

ثانیہ وہیں امام ہی کے پیچھے پڑھے اور طائفہ اولیٰ اپنی جگہ دشمن کے قریب پڑھے، بخلاف ترجمہ ثانیہ کے کہ اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ طائفہ ثانیہ اور اولیٰ دونوں نے اپنی رکعت ثانیہ امام کے پیچھے آکر پڑھی۔

١٢٤٣ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوا، فَقَامُوا فِي مَقَامِ أُولَئِكَ، وَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ، وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ» ، قَالَ ابو داؤد: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ نَافِعٌ، وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ، قَوْلُ: مَسْرُوقٍ، وَيُوسُفَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَذَلِكَ رَوَى يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ فَعَلَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو جماعتوں میں سے ایک کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسری جماعت دشمن کی طرف رخ کیے کھڑی رہی پھر پہلی جماعت جا کر ان (دشمن کے مقابل کھڑے ہونے والوں) کی جگہ کھڑی ہو گئی اور وہ جماعت آئی تو آپ ﷺ نے دوسری رکعت ان کے ساتھ پڑھی پھر آپ نے سلام پھیر دیا اور اس جماعت طائفہ ثانیہ نے اپنی (دوسری) رکعت پڑھ لی اور طائفہ اولیٰ نے بھی اپنی رکعت پوری کی۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں اور اسی طرح نافع اور خالد بن معدان نے حضرت ابن عمرؓ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہی مسروق کا مذہب ہے نیز اسی طرح یوسف بن مہران نے حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا اور اسی طرح یونس نے حسن سے ابوموسیٰ اشعریؓ کے واسطے سے روایت کی کہ انہوں نے اسی طرح (صلوۃ الخوف میں طریقہ اختیار) کیا۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٠٠) صحيح البخاري - المغازي (٣٩٠٥) صحيح البخاري - المغازي (٢٩٠٥) صحيح البخاري - تفسير القرآن (٤٢٦١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٣٩) جامع الترمذي - الجمعة (٥٦٤) سنن النسائي - صلاة الخوف (١٥٣٨) سنن النسائي - صلاة الخوف (١٥٣٩) سنن النسائي - صلاة الخوف (١٥٤٠) سنن النسائي - صلاة الخوف (١٥٤١) سنن النسائي - صلاة الخوف (١٥٤٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٤٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٥٨) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٥٠/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٤٢) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٢١)

شرح الحدیث: **حدیث الباب (حدیث ابن عمرؓ کس کا مستدل ہے:** اس باب خامس میں مصنف نے حضرت ابن عمرؓ کی حدیث (جو کہ متفق علیہ ہے بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی ہے) ذکر فرمائی ہے، اس کیفیت میں طائفہ اولیٰ کی رکعتین میں موالاۃ نہیں ہے (بلکہ وہ اپنی ایک رکعت پڑھ کر چلی گئی) جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں لیکن طائفہ ثانیہ کی رکعتین میں موالاۃ ہے اور یہ چیز حنفیہ کے خلاف اور جمہور کے موافق ہے پس یہ حدیث من وجہ حنفیہ کے اور من وجہ جمہور کے موافق ہے، لیکن حافظؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حدیث ابن عمرؓ میں جو کیفیت مذکور ہے، اس کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے بلکہ علامہ زیلعیؒ نے بھی یہی لکھا ہے، اور حضرت شیخؒ نے بھی اوجز میں یہی نقل فرمایا ہے عرصہ دراز کی بات ہے کہ بندے کو اس میں بڑا تردد رہا ہے

کہ اس کو حنفیہ کے موافق کیسے قرار دیا جارہا آخر کار بندے نے فتح القدیر کو دیکھا اس سے بڑی تشفی ہوئی انہوں نے لکھا ہے: هذا الحديث يدل على بعض المدعى، اور پھر آگے یہ بھی لکھا کہ حنفیہ کا تمام مدعی فلاں حدیث سے ثابت ہوتا ہے میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ تردد رفع ہو گیا بلکہ یہ کہئے کہ تردد کی تائید ہو گئی، اور عرف الشذی [1] میں شاہ صاحبؒ نے ایک اور ہی راستہ اختیار فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک صلوۃ الخوف کی دو کیفیتیں ہیں ایک وہ جس کو فقہاء احناف اپنی کتب میں لکھتے ہیں دوسری وہ جس کو شراح لکھتے ہیں، پھر اس کے بعد بندے نے اصل فتح الباری کی طرف رجوع کیا اس میں دیکھا حافظ صاحب تحریر فرماتے ہیں علامہ رافعی نے لکھا ہے کہ ابن عمرؓ کی اس حدیث میں صلوۃ الخوف اس طرح مذکور ہے اور پھر بعینہ وہ شکل لکھی جو حنفیہ کے یہاں راجح ہے اس پر حافظؒ نے اشکال کیا کہ حدیث ابن عمرؓ کے کسی طریق میں مجھے صلوۃ الخوف کی کیفیت اس طرح نہیں ملی پھر حافظؒ فوراً اسی سطر میں لکھتے ہیں وبهذه الكيفية أخذ الحنفية [2]، بندے کے خیال میں یہ آتا ہے کہ حافظؒ کے کلام میں هذه کا اشارہ کیفیت مذکورہ فی حدیث ابن عمرؓ کی طرف نہیں ہے بلکہ اس کیفیت کی طرف ہے جس کو حافظؒ نے رافعیؒ سے نقل کیا ہے اور وہ واقعی حنفیہ والی صورت ہے جس کو فقہاء احناف لکھتے ہیں، اس صورت میں حافظ [3] کی بات اپنی جگہ درست ہو جائے گی اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں رہے گی کہ حنفیہ کے یہاں صلوۃ الخوف کی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو ان کی کتب میں مذکور ہے اور ایک وہ جو شراح حدیث میں مذکور ہے، واللہ سبحانہ وتعالی أعلم۔

۲۸۷۔ بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً

باب صلوۃ الخوف کی اس صورت کے بیان میں کہ امام ہر جماعت کو ایک رکعت پڑھائے

ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ الَّذِينَ خَلْفَهُ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً، ثُمَّ يَجِيءُ الْآخَرُونَ إِلَى مَقَامِ هَؤُلَاءِ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً

پھر امام سلام پھیر دے اور جو جماعت اسکے پیچھے ہو وہ کھڑی ہو کر اپنی ایک رکعت پڑھ لے اور پھر دوسری جماعت ان کی جگہ آجائے اور وہ اپنی (رہ جانے والی) ایک رکعت پڑھ لے۔

یہ باب سادس ہے اس پر کلام باب سابق میں گزر چکا، اس باب میں مصنفؒ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث ذکر کی ہے اور گذشتہ باب میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث تھی، دونوں حدیثیں اس باب میں متفق ہیں کہ طائفہ اولی کی رکعتین میں موالاۃ نہیں ہے اور طائفہ ثانیہ کی رکعتین میں موالاۃ ہے۔

---

[1] العرف الشذي شرح سنن الترمذي- ج ۲ ص ٦٣

[2] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ۲ ص ٤٣١

[3] حافظ کے کلام کی توجیہ تو کسی طرح ہو جائیگی، لیکن امام نوویؒ جو حافظ سے متقدم ہیں وہ بھی شرح مسلم میں یہی لکھ رہے ہیں کہ اس صورت کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے، معلوم نہیں یہ بات کہاں سے چلی ہے کہ حنفیہ نے اس کو اختیار کیا ہے، واللہ تعالی اعلم۔ ۱۲۔

۱۲۴۴ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: «صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَقَامُوا صَفًّا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَفٌّ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً، ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُونَ فَقَامُوا مَقَامَهُمْ، وَاسْتَقْبَلَ هَؤُلَاءِ الْعَدُوَّ، فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ هَؤُلَاءِ فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ ذَهَبُوا فَقَامُوا مَقَامَ أُولَئِكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ، وَرَجَعَ أُولَئِكَ إِلَى مَقَامِهِمْ فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمُوا».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صلوٰۃ الخوف پڑھائی تو ایک صف آپ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہوئی اور ایک صف دشمن کے مقابل کھڑی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے پیچھے والی صف کو ایک رکعت پڑھائی پھر دوسری صف کے لوگ آکر ان کی جگہ کھڑے ہو گئے اور پہلی صف والے دشمن کے مقابلے چلے گئے تو آپ ﷺ نے ان (دوسری صف) کو ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیر دیا اور اس صف کے لوگوں نے کھڑے ہو کر خود اپنی ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور چلے گئے اور دشمن کے مقابل جو صف کھڑی تھی پہلی صف والوں نے ان کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے اور وہ جماعت (جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی پہلی صف والے لوگ) وہ ان کی جگہ آگئی اور پہلی صف والوں نے خود اپنی ایک (رہ جانے والی) رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔

۱۲۴۵ - حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: فَكَبَّرَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَبَّرَ الصَّفَّانِ جَمِيعًا. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، بِهَذَا الْمَعْنَى، عَنْ خُصَيْفٍ، وَصَلَّى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ، هَكَذَا إِلَّا أَنَّ الطَّائِفَةَ الَّتِي صَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ مَضَوْا إِلَى مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ، وَجَاءَ هَؤُلَاءِ فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ، فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا بِذَلِكَ مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ حَبِيبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، أَنَّهُمْ غَزَوْا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ كَابُلَ، فَصَلَّى بِنَا صَلَاةَ الْخَوْفِ.

ترجمہ: شریک نے خصیف سے گزشتہ حدیث کی سند اور اسی کے ہم معنی روایت نقل کی اسمیں ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی اور دونوں صفوں نے تکبیر کہی امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ثوری نے خصیف راوی سے اسی مفہوم کے ساتھ نقل کیا اور عبد الرحمٰن بن سمرہ نے اسی طرح نماز پڑھی مگر یہ کہ طائفہ ثانیہ جس نے ان کے ساتھ بعد میں ایک رکعت پڑھی تھی اور امام نے سلام پھیر دیا تو یہ طائفہ ثانیہ اپنے ساتھیوں کی جگہ چلی گئی اور اس طائفہ اولیٰ نے آکر خود اپنی نماز پوری کی پھر یہ طائفہ اولیٰ والے لوٹے اور وہ طائفہ ثانیہ دوبارہ آئی اور اپنی ایک رکعت اس نے خود پڑھی امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن سمرہ کے فعل والا واقعہ ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا ان سے عبد الصمد بن حبیب نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حبیب عبد الرحمٰن بن سمرہ کے ہمراہ کابل کے غزوہ میں شریک ہوئے تو انہوں

(عبدالرحمٰن بن سمرہ) نے نماز خوف پڑھائی۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٢٤٤) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٣٧٦/١)

شرح الحدیث: قوله: وَصَلَّى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ، هٰكَذَا إِلَّا أَنَّ الطَّائِفَةَ الَّتِي صَلَّى بِهِمْ: **حنفیہ کی اختیار کردہ صورت کی دلیل:** عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کی یہ حدیث اور اس میں جو کیفیت مذکور ہے وہ بعینہ وہی کیفیت ہے جو مختار حنفیہ ہے جیسا کہ سب سے پہلے باب کے شروع میں تمہیدی مضامین کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُد: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ: مصنفؒ نے اولاً صلوۃ عبدالرحمٰن کے واقعہ کو تعلیقاً یعنی بلا سند کے ذکر فرمایا تھا اب اس کے بعد اس کی سند کو اس متن کے ساتھ جوڑتے ہیں اسی لئے بذلك کا لفظ بڑھایا، بلا سند متن ذکر کرنے کو اصطلاح میں تعلیق کہتے ہیں اور ذکر سند کو وصل کہتے ہیں تو یہ اس تعلیق کا وصل ہوا۔

صلوۃ الخوف کی کیفیت کے بارے میں حنفیہ کی ایک دلیل تو یہ عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کی حدیث موقوف ہوئی اور دوسری دلیل ان کی اثر ابن عباسؓ ہے، یعنی ابن عباسؓ کی وہ حدیث موقوف جس کو امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں امام اعظمؒ کی سند سے روایت فرمایا ہے (ذکرہ ابن الھمام فی فتح القدیر)۔

۲۸۸۔ بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَلَا يَقْضُونَ

باب صلوۃ الخوف کی اس صورت کے بارے میں کہ امام ہر طائفہ کو ایک ایک رکعت پڑھاوے اور پھر باقی رہ جانے والی رکعت کوئی نہ پڑھے (یعنی ایک رکعت پر ہی سب اکتفاء کریں)

یہ ساتواں باب ہے جس میں یہ ہے کہ امام طائفتین میں سے ہر طائفہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے اور بس اسی پر اکتفاء کیا جائے وہ طائفہ از خود دوسری رکعت نہ پڑھے، ائمہ اربعہ میں سے کوئی اس کا قائل نہیں، ابن عباسؓ، حذیفہ، اسحاق بن راہویہ، سفیان ثوری وغیرہ بعض علماء اسکے قائل ہیں، یہ مسئلہ سب سے پہلے باب میں تمہیدی مضمون کے ذیل میں گزر چکا ہے، امام احمدؒ کی بھی ایک روایت اسکے جواز کی بعض شراح نے لکھی ہے، امام ترمذیؒ نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ صلوۃ الخوف کے بارے میں جتنی روایات وارد ہیں سب صحیح ہیں کوئی غیر صحیح روایت میرے علم میں نہیں۔

بہر حال رکعت واحدہ کی روایات صحیح اور ثابت ہیں، لیکن جمہور کی طرف سے اس کی تاویل یہ کی جاتی ہے مراد یہ ہے کہ امام کیساتھ ایک رکعت ہر طائفہ نے پڑھی اور لَا يَقْضُونَ جو روایت میں ہے اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ بعد میں یعنی خوف زائل ہونے کے بعد صلوۃ الخوف کی قضا نہیں ہے ایک مرتبہ جو پڑھ لی وہ صحیح ہو گئی، صاحب منہل لکھتے ہیں کہ یہ جوابات غیر ظاہر ہیں اور ان لوگوں کا مذہب قوی معلوم ہوتا ہے جو یوں کہتے ہیں کہ خوف میں ایک رکعت بھی جائز ہے۔

١٢٤٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي الْأَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِطَبَرِسْتَانَ، فَقَامَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا، «فَصَلَّى بِهَؤُلَاءِ رَكْعَةً، وَبِهَؤُلَاءِ رَكْعَةً، وَلَمْ يَقْضُوا». قَالَ أبو داود: وَكَذَا رَوَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَمُجَاهِدٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزِيدُ الْفَقِيرُ، وَأَبُو مُوسَى. قَالَ أبو داود: رَجُلٌ مِنَ التَّابِعِينَ لَيْسَ بِالْأَشْعَرِيِّ جَمِيعًا، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ: عَنْ شُعْبَةَ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ الْفَقِيرِ: إِنَّهُمْ قَضَوْا رَكْعَةً أُخْرَى. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَكَانَتْ لِلْقَوْمِ رَكْعَةً رَكْعَةً، وَلِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ: اسود بن ہلال، ثعلبہ بن زہدم سے روایت کرتے ہیں کہ ثعلبہ فرماتے ہیں کہ سعید بن العاص کے ہمراہ طبرستان کے مقام پر تھے تو انہوں نے پوچھا کہ تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز خوف پڑھی ہے؟ تو حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کہ میں نے، پھر حضرت حذیفہؓ نے ایک جماعت کو ایک رکعت اور دوسری جماعت کو ایک رکعت پڑھائی اور کسی نے اپنی دوسری رکعت نہ پڑھی۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اسی طرح عبید اللہ بن عبد اللہ اور مجاہد نے حضرت ابن عباسؓ کے واسطے سے یہ نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اور عبد اللہ بن شقیق نے حضرت ابو ہریرہؓ کے واسطے سے نبی کریم سرور دو عالم ﷺ سے اسی طرح روایت کی اور یزید فقیر اور ابو موسیٰ نے حضرت جابرؓ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی اور بعض راوی یزید الفقیر کی روایت میں یہ فرماتے ہیں کہ ان جماعتوں نے اپنی رہ جانے والی رکعت پڑھی اور اسی طرح سماک الحنفی نے حضرت ابن عمرؓ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی اور اسی طرح زید بن ثابت نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی فرمایا کہ ہر ایک کی ایک رکعت ہوئی اور نبی کریم ﷺ کی دو رکعتیں ہوئیں۔

تخریج: سنن النسائي – صلاة الخوف (١٥٢٩) سنن النسائي – صلاة الخوف (١٥٣٠) سنن أبي داود – الصلاة (١٢٤٦)

١٢٤٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «فَرَضَ اللهُ تَعَالَى الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبانی تم پر حالت اقامت میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت جبکہ خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض فرمائی۔

تخریج: صحیح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٦٨٧) سنن النسائي – الصلاة (٤٥٦) سنن النسائي – تقصير الصلاة في السفر (١٤٤١)

سنن النسائي- تقصير الصلاة في السفر (١٤٤٢) سنن أبي داود- الصلاة (١٢٤٧) سنن ابن ماجه- إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٦٨)

٢٨٩- بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ

باب نماز خوف کا یہ طریقہ کہ امام ہر طائفہ کو (پوری نماز) دونوں رکعتیں پڑھائے

یہ آٹھواں باب ہے، جس میں یہ ہے کہ امام ہر طائفہ کو پوری نماز پڑھادے، یہ شافعیہ اور بعض علماء کے نزدیک جائز ہے، جو صلوۃ المفترض خلف المتنفل کو جائز کہتے ہیں، جمہور اور ائمہ ثلاث کے نزدیک ناجائز ہے، حنفیہ وغیرہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے یہ اس وقت کی بات ہو حین کانت الفريضة تصلى مرتين یعنی یہ اس زمانے کی بات ہو گی جب فرض نماز کو مکرر پڑھنا جائز تھا بعد میں یہ منسوخ ہو گیا تھا، ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ جمہور کے نزدیک صلوۃ الخوف سفر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حضر میں بھی جائز ہے جیسا کہ ابتدائی مباحث میں گزر چکا ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ حضر کا ہو اس لئے آپ ﷺ نے ہر طائفے کو دو دو رکعت پڑھائی اور دو دو رکعت انہوں نے خود پڑھی لیکن اس میں یہ اشکال ہو گا کہ پھر آپ ﷺ نے رکعتین پر سلام کیوں پھیرا؟ ویمکن ان یجاب عنه انه خاص به، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ تو سفر ہی کا ہے لیکن آپ ﷺ نے اتمام کو اختیار فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے قصر کو واللہ تعالیٰ اعلم۔

١٢٤٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: «صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَوْفٍ الظُّهْرَ، فَصَفَّ بَعْضُهُمْ خَلْفَهُ، وَبَعْضُهُمْ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ فَانْطَلَقَ الَّذِينَ صَلَّوْا مَعَهُ، فَوَقَفُوا مَوْقِفَ أَصْحَابِهِمْ، ثُمَّ جَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّوْا خَلْفَهُ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعًا، وَلِأَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ»، «وَبِذَلِكَ كَانَ يُفْتِي الْحَسَنُ»، قَالَ أبو داؤد: «وَكَذَلِكَ فِي الْمَغْرِبِ يَكُونُ لِلْإِمَامِ سِتُّ رَكَعَاتٍ، وَلِلْقَوْمِ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ»، قَالَ أبو داؤد: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَذَلِكَ قَالَ سُلَيْمَانُ الْيَشْكُرِيُّ: عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ابو بکرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خوف کی حالت میں ظہر کی نماز پڑھی تو کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی اور کچھ لوگوں نے دشمن کے مقابل صف بنائی پھر آپ نے اپنے پیچھے والی صف کو دونوں رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا تو یہ لوگ جا کر اپنے ساتھیوں والی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ آئے تو انہوں نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی یعنی آپ ﷺ نے ان کو بھی دونوں رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا تو آپ ﷺ کی تو چار رکعتیں ہو گئیں جبکہ آپ ﷺ کے صحابہؓ کی دو دو رکعتیں ہوئیں اور اسی طرح حسن کا فتویٰ ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اسی طرح مغرب کی نماز (خوف کے وقت) پڑھی جائے گی۔ کہ امام کی چھ رکعتیں ہو جائینگی جبکہ مقتدی حضرات کی تین تین رکعتیں

ہو جائیں گی۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اسی طرح یحیٰی بن ابی کثیر نے ابوسلمہ سے جابرؓ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کی اور اسی طرح سلیمان یشکری نے جابرؓ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی۔

تخریج: سنن النسائي-صلاة الخوف (١٥٥١) سنن أبي داود-الصلاة (١٢٤٨)

شرح الحدیث: قَالَ ابو دَاوُد: وَكَذَلِكَ فِي الْمَغْرِبِ يَكُونُ لِلْإِمَامِ سِتُّ رَكَعَاتٍ: مصنف بطریق قیاس فرمارہے ہیں کہ اس آخری باب میں صلوۃ الخوف کا جو طریقہ مذکور ہے کہ امام ہر طائفے کو پوری نماز پڑھائے ایسا اگر مغرب کی نماز میں کیا جائیگا تو امام کی چھ رکعت ہو جائیں گی اور قوم کی تین۔

صاحب منہل نے لکھا ہے کہ صرف قیاس ہی نہیں بلکہ دار قطنی اور حاکم کی ایک روایت مرفوعہ میں اسی طرح مذکور ہے جسکے راوی ابوبکرہ ہیں (1)، اور حافظؒ نے جو یہ لکھا ہے کہ صلوۃ الخوف کی روایات میں صلوٰۃ مغرب کی کیفیت کسی حدیث میں وارد نہیں (2)، حافظؒ کی یہ بات مسلم نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حافظ صاحبؒ کی مراد یہ ہو کہ مغرب کی رکعات کے تجزیہ کے بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں (منہل) لیکن اکثر علماء چونکہ صلوۃ المفترض خلف المتنفل کے قائل نہیں ہیں اسلئے انکے یہاں مغرب کی تین ہی رکعات کا تجزیہ ہو گا وہ یہ کہ حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک امام طائفہ اولیٰ کو رکعتین پڑھائے اور طائفہ ثانیہ کو ایک رکعت اور امام شافعی واحمد کے نزدیک بہتر تو یہی ہے لیکن جائز یہ بھی ہے کہ اسکا عکس کیا جائے طائفہ اولیٰ کو ایک رکعت اور طائفہ ثانیہ کو رکعتین پڑھائے۔

یہاں تک صلوۃ الخوف کے ابواب پورے ہو گئے، اس کے بعد جی چاہا کہ احد الصحیحین یعنی صحیح مسلم میں صلوۃ الخوف کے بارے میں جو روایات مذکور ہیں ان کی نشاندہی یہاں کر دی جائے تاکہ موجب بصیرت ہو، حضرت امام بخاریؒ نے صلوۃ الخوف کی روایات کو یکجا ذکر نہیں فرمایا بعض روایات کو کتاب الصلوۃ اور بعض کو کتاب المغازی میں ذکر فرمایا ہے۔

دراصل امام نوویؒ کا کلام بندے کی نظر سے گزرا وہ مجھ کو پسند آیا اس پر یہ خیال پیدا ہوا کہ اسکی تلخیص کر دی جائے، وہ فرماتے ہیں کہ امام مسلمؒ نے صلوۃ الخوف سے متعلق چار روایات ذکر فرمائی ہیں:

① حدیث ابن عمرؓ (3) اس کے بعد انہوں نے اس حدیث میں صلوۃ الخوف کی جو صورت مذکور ہے اسکو بیان کیا (جسکو نقل کرنیکی ہمیں ضرورت نہیں) ہمارے یہاں سنن ابوداؤد میں یہ حدیث باب خامس میں مذکور ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں اس کیفیت کو امام اوزاعی اور اشہب مالکی نے اختیار کیا ہے (4)۔

---

(1) المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود-ج ٧ ص ١٢٧-١٢٨

(2) فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ٢ ص ٤٣٤

(3) صحيح مسلم-كتاب صلاة المسافرين وقصرها-باب صلاة الخوف ٨٣٩

(4) المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج ج ٦ ص ١٢٥

② وہ فرماتے ہیں کہ دوسری حدیث [1] سہل بن ابی حثمہ کی ہے جس کی کیفیت یہ ہے الخ، میں کہتا ہوں ہمارے یہاں یہ حدیث باب ثانی وثالث میں مذکور ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں اس کیفیت کو امام مالکؒ اور شافعیؒ اور ابو ثورؒ وغیرہ نے اختیار کیا ہے [2]۔

③ حدیث جابرؓ [3] جس کی کیفیت یہ ہے الخ ہمارے یہاں یہ کیفیت باب اول میں ابو عیاش زرقی کی حدیث سے مروی ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں اس کیفیت کو شافعی، ابن ابی لیلیٰ، ابو یوسف، نے اختیار کیا ہے جبکہ دشمن قبلے کی جہت میں ہو [4]۔

④ حدیث جابرؓ [5] جس میں کیفیت مذکورہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہر ایک طائفے کو دو دو رکعت پڑھائیں، ہمارے یہاں یہ صورت باب ثامن میں ابو بکرہؓ کی حدیث سے مروی ہے، خود امام نوویؒ نے بھی لکھا ہے کہ یہ کیفیت سنن ابو داؤد میں ابو بکرہؓ کی حدیث سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ائمہ میں سے امام شافعیؒ اس کے قائل ہیں اور حسن بصریؒ سے بھی یہ منقول ہے، اس کے بعد انہوں نے کچھ اور روایات ذکر کیں جن میں ابن مسعودؓ کی حدیث کو بھی ذکر کیا ہے جو ہمارے یہاں باب سادس میں گزر چکی ہے وہ فرماتے ہیں، وبهذا أخذ أبو حنيفة، ۱۲ [6]۔

۲۹۰ - بَابُ صَلَاةِ الطَّالِبِ

باب ہے طالب (یعنی دشمن کا پیچھا کرنے والے) کی نماز کے بارے میں

یوں سمجھئے کہ صلوۃ الخوف کا تکملہ ہے، مصنف نے ترجمۃ الباب میں صرف ایک جزء کو ذکر فرمایا ہے، طالب کا مقابل مطلوب ہے اسی لئے امام بخاریؒ نے ترجمہ قائم فرمایا باب صَلَاةِ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ رَاكِبًا وَإِيمَاءً، حدیث الباب کے مضمون سے پہلے مسئلہ فقہیہ خلافیہ سنیئے، طالب وہ مرد مجاہد ہے جو دشمن کے تعاقب میں ہو اور اس کے پیچھے بھاگ رہا ہو اور مطلوب اسکے برعکس وہ شخص مسلم جو اپنی جان بچانے کیلئے بھاگ رہا ہو اور کوئی کافر اس کے تعاقب میں ہو۔

مذاہب ائمہ: مطلوب کے بارے میں تو اتفاق ہے (اسکے مجبور ہونیکی وجہ سے) کہ وہ راکبا ایماء کے ساتھ فرض نماز پڑھ سکتا ہے باقی ماشیاً یعنی چلتے چلتے بھی پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک ماشیاً بھی پڑھ سکتا ہے، بخلاف حنفیہ کے کہ ان کے یہاں مسئلہ مصرح ہے ماشیاً جائز نہیں، رکوب کی صورت میں تو چونکہ سیر فعل دابہ ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے، اور مشی کی صورت میں سیر خود فعل مصلی ہے وہ جائز نہیں، حضرت شیخؒ نے تراجم بخاری میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کا میلان بھی حنفیہ کے

---

[1] صحیح مسلم - کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا - باب صلاۃ الخوف ۸۴۱

[2] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج ج ٦ ص ١٢٥

[3] صحیح مسلم - کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا - باب صلاۃ الخوف ۸۴۰

[4] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج ج ٦ ص ١٢٦

[5] صحیح مسلم - کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا - باب صلاۃ الخوف ۸۴۰

[6] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج ج ٦ ص ١٢٦

مسلک کی طرف معلوم ہوتا ہے۔[1]

طالب کے بارے میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک تو اسکی نماز راکباً مطلقاً جائز نہیں، شافعیہ ومالکیہ کے نزدیک طالب کی نماز ایک قید کے ساتھ جائز ہے، وہ قید مالکیہ کے یہاں خوف فوت عدو ہے، اور شافعیہ کے نزدیک خوف انقطاع عن الرفقاء ہے کہ اگر طالب سواری سے نیچے اتر کر نماز پڑھتا ہے تو اسکو اپنے رفقاء سے جدا ہونے کا اندیشہ ہے اور احتمال ہے اس کا کہ دشمن اس کی طرف عود کرے اور یہ طالب خود ہی مطلوب بن جائے۔

۱۲۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَى خَالِدِ بْنِ سُفْيَانَ الْهُذَلِيِّ، وَكَانَ نَحْوَ عُرَنَةَ وَعَرَفَاتٍ، فَقَالَ: «اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ»، قَالَ: فَرَأَيْتُهُ وَحَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَقُلْتُ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا إِنْ أُؤَخِّرِ الصَّلَاةَ، فَانْطَلَقْتُ أَمْشِي وَأَنَا أُصَلِّي أُومِئُ إِيمَاءً، نَحْوَهُ، فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ، قَالَ لِي: مَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَجْمَعُ لِهَذَا الرَّجُلِ، فَجِئْتُكَ فِي ذَاكَ، قَالَ: إِنِّي لَفِي ذَاكَ، فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً حَتَّى إِذَا أَمْكَنَنِي عَلَوْتُهُ بِسَيْفِي حَتَّى بَرَدَ.

ترجمہ: عبداللہ بن انیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن سفیان ہذلی کافر کی طرف بھیجا کہ وہ مقام عرفات کے قریب ملے گا تم جا کر اسے قتل کر کے آؤ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس کام کیلئے چلا (یہاں تک کہ میں عرفات کے قریب پہنچ گیا) اور میں نے اس کو (وہاں) دیکھا تو ادھر عصر کی نماز کا بھی وقت ہو چکا تھا (مجھے خطرہ ہوا کہ اگر میں اس کی طرف نماز سے پہلے متوجہ ہو گیا تو اس کے ساتھ مشغول ہونے کی وجہ سے نماز کو تاخیر ہو جائے) میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھے اندیشہ ہے اس بات کا کہ میرے اور اس کافر کے درمیان جنگ وغیرہ شروع ہو جائے تو کیا میں نماز کو مؤخر کر دوں اس لیے میں نماز کی نیت باندھ کر اشارہ سے نماز پڑھتے ہوئے اس کافر کی طرف چلتا رہا جب میں اسکے قریب پہنچا تو اس نے مجھ سے سوال کیا کہ تو کون ہے تو میں نے جواب دیا کہ میں عربی آدمی ہوں اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے لوگوں کو (لڑنے کیلئے) جمع کر رہے ہو میں اس سلسلے میں (تمہاری مدد کیلئے) آیا ہوں اس نے کہا کہ بے شک میں اسی کام میں لگا ہوا ہوں تھوڑی دیر تک میں اس کے ساتھ اسی طرح بات چیت کرتا ہوا چلتا رہا یہاں تک کہ جب (وہ مطمئن ہو گیا اور سمجھ گیا کہ یہ اپنا ہی آدمی ہے) اس نے مجھے حملہ کا موقع دیا تو میں اپنی تلوار سے اس پر غالب آ گیا اور وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (۱۲۴۹) مسند أحمد - مسند المكيين (۴۹٦/۳)

شرح الحدیث: عبداللہ بن انیس سے ان کے بیٹے جن کا نام بھی عبداللہ ہے (ویسے انکے کئی بیٹے ہیں جن میں ایک کا نام عبداللہ ہے) روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم فرمایا کہ تم ایک کافر کو قتل کر کے آؤ جسکا نام خالد بن سفیان ہے جو تم کو مقام عرفات کے قریب ملے گا (یہ کافی لمبا سفر تھا مدینے سے لے کر عرفات تک) وہ کہتے ہیں کہ میں اس کام کیلئے مدینے سے چل دیا یہاں تک کہ عرفات کے قریب تک پہونچ گیا، اور جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ مجھے وہیں ملا ادھر عصر کی نماز کا بھی

---

[1] الأبواب والتراجم لصحيح البخاري ج ۱ ص ۱۰۱

وقت ہو چکا تھا، تو میں نے سوچا کہ اگر میں اس کافر کی طرف نماز سے پہلے ہی متوجہ ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ اسکے ساتھ مشغول ہونے کے بعد نماز کو تاخیر ہو جائے، روایت کے الفاظ فَقُلْتُ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا إِنْ أُؤَخِّرِ الصَّلَاةَ کا لفظی ترجمہ یہ ہے: پس کہا میں نے اپنے دل میں کہ میں اندیشہ کرتا ہوں اس بات کا کہ پائی جائے میرے اور اس کافر کے درمیان ایسی چیز کہ (جس کی وجہ سے) میں نماز کو مؤخر کر دو، لفظان یہاں زائد ہے۔

اس لئے میں نماز کی نیت باندھ کر اس کافر کی طرف چلتا رہا اور اشارے سے نماز بھی پڑھتا رہا (اسکے پاس پہونچنے تک نماز بھی پوری ہو گئی) جب میں اس کے قریب پہونچا تو اس نے مجھ سے سوال کیا کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک عرب ہوں (جیسا کہ تم بھی عرب ہو لہذا تمہارا بھائی اور ہمدرد ہوں) میں نے اسکے پاس آنیکا مقصد بتایا کہ میں اس لئے آیا ہوں مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے لوگوں کو (لڑنے کیلئے) جمع کر رہے ہو میں اس میں تمہاری مدد کیلئے آیا ہوں، اس نے کہا إِنِّي لَفِي ذَالِكَ بیشک میں اسی کام میں لگا ہوا ہوں میں تھوڑی دیر تک اس کے ساتھ اسی طرح بات چیت کرتا ہوا چلتا رہا یہانتک کہ جب (وہ میری طرف سے مطمئن ہو گیا اور سمجھ گیا کہ یہ اپنا ہی آدمی ہے) اس نے مجھے حملے کا موقع دیا تو میں اپنی تلوار سے اس پر غالب آگیا اور وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

ما استفید من الحدیث: کافر کو اس طرح بات بنا کر دھوکے میں ڈال کر قتل کرنا بالاجماع جائز ہے، حدیث میں کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کا قصہ مشہور ہے چنانچہ محمد بن مسلمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح اجازت کے بعد اس کو اسی طرح دھوکے میں ڈال کر قتل کیا تھا، قصہ ابوداؤد کی کتاب الجہاد میں آئیگا اور بخاری میں تو زیادہ تفصیل سے ہے بڑا دلچسپ واقعہ ہے۔

عبداللہ بن انیس والی اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں بھی ذکر کیا ہے اس میں ہے کہ یہ صحابیؓ اس کافر کا سر اپنے ساتھ مکہ سے مدینہ لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیا، اس میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابیؓ کو دور سے آتا دیکھ کر فرمایا "افلح الوجہ" (یہ شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا) اس پر ان صحابی نے فوراً کہا "افلح وجھك" یا رسول اللہ! کہ اصل کامیابی تو آپ کیلئے ہے یا رسول اللہ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ساتھ اپنے دولت خانے پر لے گئے اور ان کو ایک عصاء مرحمت فرمایا کہ لو اسکو اپنے پاس رکھنا اور اس عصا کیساتھ مجھ سے جنت میں ملنا چنانچہ انہوں نے وفات سے قبل وصیت فرمائی کہ اسکو میرے ساتھ میری قبر میں دفن کر دیا جائے چنانچہ انکی اس وصیت پر عمل کیا گیا[1]، یہ واقعہ ٤ھ میں پیش آیا، اور اس سفر میں ان صحابی کے اٹھارہ روز صرف ہوئے (منہل[2]) اسی واقعہ کیوجہ سے عبداللہ بن انیسؓ کا لقب صاحب المخصرۃ ہو گیا، رضی اللہ تعالی عنہ وعن سائر الصحابۃ ورضی عنھا بوسیلتھم۔

---

[1] دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ للبیھقي - ج ٤ ص ٤٢ - ٤٣

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ١٣١

حدیث الباب جمہور کے خلاف ہے: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طالب کیلئے بھی صلوۃ راکباً بلکہ ماشیاً جائز ہے جو شافعیہ ومالکیہ کے نزدیک اگرچہ ایک قید کیساتھ جائز ہے لیکن بظاہر وہ قید یہاں مفقود ہے اور حنفیہ وحنابلہ کے نزدیک تو جائز ہی نہیں البتہ مطلوب کیلئے جائز ہے عند الجمہور راکباً وماشیاً دونوں طرح اور حنفیہ کے نزدیک صرف راکباً، غرض کہ یہ حدیث حنفیہ ہی نہیں بلکہ دوسرے ائمہ کے بھی خلاف ہے، جواب اسکا یہ ہوسکتا ہے کہ یہ مسئلہ مسائل خلافیہ میں سے ہے فرض نماز سے اس کا تعلق ہے اس کیلئے جس مضبوط دلیل کی ضرورت ہے وہ یہاں مفقود ہے کیونکہ یہ فعل صحابیؓ ہے معلوم نہیں حضور ﷺ کو اسکی اطلاع ہوئی یا نہیں، اور اگر مان بھی لیں، ظاہر یہ ہے کہ اطلاع ہوئی ہوگی تو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ان صحابیؓ کی خصوصیت ہو، انہوں نے اس طرح یہ نماز حضور ﷺ کے ایک فرمان کی تکمیل کیلئے پڑھی تھی، جس کا خصوصی طور سے ان کو مکلف بنایا گیا تھا، اور حضور ﷺ کی خصوصی اجازت یا سکوت کے بعد جواز میں کیا تامل ہوسکتا ہے، غرضیکہ خصوصیت محل کا یہاں احتمال نمایاں ہے، ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم، اور ممکن ہے یہ اس زمانہ کا واقعہ ہو جب نماز میں عمل کثیر جائز تھا، فلیسل۔

۲۹۱۔ بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ التَّطَوُّعِ وَرَكَعَاتِ السُّنَّةِ

نوافل اور سنتوں کی رکعات کے تفصیلی ابواب (یا احکام) کے متعلق باب

یہ بڑا اسٹیشن آگیا، کتاب الصلوۃ میں اولاً مصنف نے عام نمازوں کے احکام بیان کئے، اسکے بعد مخصوص نمازوں کا بیان شروع ہوا، جمعہ، عیدین، استسقاء، کسوف پھر ابواب السفر اور اسکے اخیر میں صلوۃ الخوف۔

اب یہاں سے نوافل اور سنن کو بیان کرتے ہیں اسی کے ضمن میں وتر اور تراویح کو بھی بیان فرمایا ہے، جمہور کے نزدیک صلوۃ الوتر چونکہ سنت ہے اس لئے اس کو بھی اسی کے ضمن میں لے لیا۔

اسکے بعد جاننا چاہئے کہ تطوع، سنت، نفل، مندوب، مستحب، یہ سب الفاظ قریب المعنی ہیں یعنی وہ عبادت جس کی شریعت میں ترغیب آئی ہے اور ترک بھی جائز ہے، ویسے سنت کا اطلاق عموماً سنت مؤکدہ پر ہوتا ہے، نفل مندوب، مستحب وغیرہ کا سنت غیر مؤکدہ پر اور لفظ تطوع عام ہے وہ دونوں کو شامل ہے لہذا ترجمۃ الباب میں عطف الخاص علی العام ہو رہا ہے۔

نیز جاننا چاہئے کہ سنن ونوافل کی مشروعیت میں حکمت علماء نے یہ لکھی ہے بلکہ ابوداؤد کی ایک حدیث میں اسکی تصریح ہے کہ فرض نمازوں میں اگر کچھ نقص واقع ہو تو اسکی تلافی ہو جائے نیز فرض نماز کی اہمیت اور اس کی استعداد پیدا کرنے کیلئے اس طور پر کہ شروع میں نفس کو نفل میں مشغول رکھا جائے تاکہ فرض نماز جو کہ اصل ہے اس کے شروع ہونے تک انقطاع عن الغیر ہو جائے اور پھر فرض نماز پوری توجہ اور نشاط سے پڑھی جائے، تہجد کی نماز سے پہلے شروع میں دو مختصر سی رکعتیں جو حدیث میں آتا ہے اس کی مصلحت بھی ایک یہی بتاتے ہیں کہ شروع میں دو رکعت مختصر پڑھ لی جائیں تاکہ سستی اور نیند کا اثر دور ہو جائے۔

رواتب کے بارے میں مالکیہ کا اختلاف: نیز جاننا چاہئے کہ جمہور علماء فرض نمازوں کیلئے رواتب (سنن مؤکدہ) کے

قائل ہیں گو تعداد میں کچھ اختلاف ہے، لیکن مالکیہ اس میں جمہور کے ساتھ نہیں، وہ فرماتے ہیں نماز کی بس دو ہی قسمیں ہیں، محدود اور غیر محدود، محدود یعنی فرض نمازیں جو متعین ہیں جن میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہیں ہو سکتی، اور غیر محدود یعنی نفل نماز جس میں کوئی توقیت و تحدید نہیں آدمی کو اختیار ہے جتنی چاہئے پڑھے، لیکن صاحب منہل شارح ابی داؤد جو کہ مالکی ہیں وہ لکھتے ہیں پھر بھی بہتر یہ ہے کہ جو تعداد احادیث میں وارد ہے وہ پڑھے یعنی أربع قبل الظهر وأربع بعدها، أربع قبل العصر وست بعد المغرب، البتہ صرف صبح کی دو سنتوں کے بارے میں ان کا ایک قول یہ ہے کہ وہ سنت ہیں، اور دوسرا قول یہ کہ وہ رغیبہ ہیں، رغیبہ کا رتبہ ان کے یہاں سنت سے کم اور نفل سے زائد ہے، اس کے بعد آپ سمجھئے کہ رواتب کی تعداد میں اختلاف ہے شافعیہ وحنابلہ کے یہاں دس رکعت ہیں، اور حنفیہ کے یہاں بارہ، فرق ظہر کی سنن قبلیہ میں ہے ہمارے یہاں چار رکعات ہیں ان کے یہاں رکعتین۔

۱۲۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا، بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

ترجمہ حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دن میں بارہ رکعت نفل پڑھیں اسکے لئے ان نوافل کے بدلے میں جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

تخریج صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤١٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٩٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٩٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٩٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨٠٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٨١٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٥٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٤١) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٣٢٦) مسند أحمد - من مسند القبائل (٦/٤٢٦) مسند أحمد - من مسند القبائل (٦/٤٢٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٨)

شرح الحديث عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ: اور نسائی شریف کی روایت میں ہے مَنْ ثَابَرَ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً[1]، یہ باب کی پہلی حدیث ہے حضرت ام حبیبہؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ جو شخص روزانہ بارہ رکعات نفل نماز پڑھے تو اسکے لئے جنت میں ایک محل بنادیا جاتا ہے۔ ثابر مثابرۃ سے ہے جس کے معنی مواظبت کے ہیں، اس حدیث میں رواتب کی تعداد بارہ مذکور ہے۔ اسکے بعد دوسری حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے اس میں بھی

[1] سنن النسائي - كتاب قيام الليل وتطوع النهار - باب ثواب من صلى في اليوم والليلة ثنتي عشرة ركعة سوى المكتوبة الخ ١٧٩٥

قبل الظہر چار رکعات ہیں، لیکن تیسری حدیث ابن عمرؓ کی آگے آرہی ہے اس میں قبل الظہر رکعتین ہیں، جیسا کہ شافعیہ وغیرہ کہتے ہیں، ممکن ہے کبھی آپ ﷺ رکعتین پر اکتفاء کرتے ہوں یا یہ کہ مسجد میں دو رکعت، کما قال ابن عمرؓ اور گھر میں چار رکعت کما فی حدیث عائشةؓ، عائشہؓ گھر کا حال بیان فرما رہی ہیں اور ابن عمرؓ مسجد کا ممکن ہے مسجد والی رکعتین تحیۃ المسجد ہوں۔

۱۲۵۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، الْمَعْنَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّطَوُّعِ، فَقَالَتْ: «كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا فِي بَيْتِي، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِهِمُ الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ، وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا، وَلَيْلًا طَوِيلًا جَالِسًا، فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَاعِدٌ، رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

ترجمہ: عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت میرے گھر میں پڑھتے پھر گھر سے نکل کر (مسجد میں) لوگوں کو نماز پڑھاتے پھر گھر واپس تشریف لاتے تو دو رکعت اور پڑھتے اور جب لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر میرے گھر لوٹتے تو دو رکعتیں پڑھتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر میرے گھر میں داخل ہوتے تو دو رکعت پڑھتے اور آپ ﷺ تہجد میں نو رکعات پڑھا کرتے ان میں وتر بھی شامل ہوتے اور آپ ﷺ شب میں نماز پڑھتے تو رات میں ایک حصہ میں دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ایک حصہ دیر تک بیٹھ کر پڑھتے رہتے چنانچہ جب آپ ﷺ نماز کو قائماً شروع فرماتے تو رکوع و سجود بھی قائماً فرماتے اور اگر بیٹھ کر شروع فرماتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھ کر کرتے اور جب طلوع فجر ہو جاتی تو دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھ کر نکلتے اور لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے۔

تخریج: صحيح البخاري-الأذان(٥٩٤)صحيح البخاري-الأذان(٦٠٠)صحيح البخاري-الجمعة(٩٤٩)صحيح البخاري-الجمعة(١١٠٦)صحيح البخاري-الجمعة(١١١١)صحيح البخاري-الدعوات(٥٩٥١)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٢٤)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٦)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٧)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٨)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٤٣)جامع الترمذي-الصلاة(٤١٨)جامع الترمذي-الصلاة(٤٣٩)جامع الترمذي-الصلاة(٤٤٠)جامع الترمذي-الصلاة(٤٥٩)سنن النسائي-الأذان(٦٨٥)سنن النسائي-السهو(١٣١٥)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٥١)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧١٨-١٧٢٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٤٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٦٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨١)سنن أبي داود-الصلاة(١٢٥١)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٤٦)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٥٠)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة

والسنة فيها (١١٩٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٥)

شرح الحديث قوله: وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا، وَلَيْلًا طَوِيلًا جَالِسًا: یعنی آپ ﷺ رات کے ایک حصہ میں دیر تک نماز قائماً پڑھتے رہتے تھے اور ایک حصہ میں دیر تک بیٹھ کر پڑھتے رہتے تھے، یعنی ایک ہی شب میں کچھ نفلیں کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھتے تھے، اور بعض شراح نے یہ معنی لکھے ہیں کہ آپ ﷺ رات میں بڑی لمبی لمبی رکعات پڑھتے تھے، بعض راتوں میں کھڑے ہو کر اور بعض راتوں میں بیٹھ کر، اور تیسرے معنی یہ لکھے ہیں کہ آپ ﷺ رات میں بکثرت نماز پڑھتے، بکثرت قیام وقعود کرتے، بندے کے نزدیک پہلا مطلب راجح ہے بلکہ متعین ہے اس لئے کہ معنی متبادر وہی ہیں اسی کو صاحب منہل نے لکھا ہے [1]۔

قوله: فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ: چونکہ پہلے معلوم ہو چکا کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز قائماً اور قاعداً دونوں طرح پڑھتے تھے اس پر آگے فرماتی ہیں کہ اگر آپ ﷺ نماز کو قائماً شروع کرتے تو رکوع وسجود بھی قائماً ہی کرتے یعنی ایسا نہ ہوتا کہ نماز شروع تو کی قائماً اور پھر رکوع میں جانے سے پہلے بیٹھ جائیں اور رکوع بیٹھ کر کریں، پھر آگے فرماتی ہیں کہ اور اگر آپ ﷺ نماز کو بیٹھ کر شروع فرماتے تو رکوع وسجود بھی اسی طرح کرتے، یہ نہیں کہ نماز تو شروع کی بیٹھ کر اور پھر رکوع میں جانے سے پہلے کھڑے ہو جائیں اور کھڑے ہو کر رکوع میں جائیں، یہ تو ہے اس جملے کا مطلب۔

تعارض بین الحدیثین کا جواب: لیکن علماء نے لکھا ہے کہ اس طرح کرنا ثابت ہے کہ نماز شروع فرمائی آپ ﷺ نے قاعداً اور پھر رکوع وسجود کیا قائماً، جیسا کہ ابواب التشہد سے پہلے باب فی صلوۃ القاعد میں حضرت عائشہؓ ہی کی ایک حدیث [2] گزری ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب بڑھاپا آگیا تو پھر بیٹھ کر پڑھنے لگے تھے اور اکثر قرأت بیٹھ کر ہی کرتے تھے پھر جب تقریباً تیس چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو کر ان کو پورا کرتے اور پھر رکوع میں جاتے اس کا مشہور جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف اوقات وازمنہ پر محمول ہے ایک زمانے کا حال وہ ہے جس کو یہاں فرما رہی ہیں اور کسی زمانے کا حال وہ ہے جو گزشتہ باب میں گزرا، نہ ہمیشہ اس طرح کرتے اور نہ ہمیشہ اس طرح، اسکا ایک جواب اور بھی ہو سکتا ہے جو حضرت گنگوہیؒ کی تقریر میں ہے وہ یہ کہ یہاں وہ جو نفی کر رہی ہیں کہ رکوع میں جانے سے پہلے آپ کھڑے نہ ہوتے تھے یعنی قرأت پوری کرنے کے بعد بلکہ اگر رکوع سے پہلے کھڑا ہونا منظور ہوتا تو اس کیلئے کچھ آیات روک لیتے اور کھڑے ہونے کے بعد ان کو پڑھ کر تب رکوع میں جاتے تو نفی کھڑے ہونے کے بعد فوراً رکوع میں جانے کی ہے، فلا

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ١٣٥

[2] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب في صلاة القاعد ٩٥٣

تعارض بين الروايتين۔

مسئلة: اگر نماز بیٹھ کر شروع کی جائے اور پھر اس کو کھڑے ہو کر پورا کیا جائے تو اس میں جمہور کے نزدیک کوئی کراہت نہیں کیونکہ اس میں انتقال من الادنیٰ الی الاعلیٰ ہے لیکن بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور اسکا عکس یعنی قائماً شروع کر کے بیٹھ جائے اور پھر قاعداً اسکو پورا کرے سو اگر ایسا عذر سے کیا ہے تب کچھ مضائقہ نہیں اور اگر بلا عذر کیا عند الجمہور تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز مع الکراہت ہے، اور صاحبین و اشہب من المالکیۃ کے نزدیک جائز ہی نہیں (منہل [1])۔

۱۲۵۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعات اور ظہر کے بعد دو رکعات اور مغرب کے بعد دو رکعات (سنت) اپنے گھر میں پڑھتے اور عشاء کی نماز کے بعد بھی دو رکعات پڑھتے اور آپ ﷺ جمعہ کے بعد کچھ نماز نہ پڑھتے یہاں تک کہ (اپنے گھر) واپس آکر دو رکعات پڑھتے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٨٩٥) صحيح البخاري - الجمعة (١١١٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٩) صحيح مسلم - الجمعة (٨٨٢) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٢٢) سنن النسائي - الإمامة (٨٧٣) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٧) سنن النسائي - الجمعة (١٤٢٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٥٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٣١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١١/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٣٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٧٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٩٤/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٢٣/٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٠٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٤)

۱۲۵۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعات اور دو رکعات صبح کی نماز سے پہلے پڑھنا نہ ترک فرماتے۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٥٩٤) صحيح البخاري - الأذان (٦٠٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٤) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٣)

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ١٣٦

جامع الترمذي - الصلاة (٤١٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٦٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٥٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٥٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٩٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤)

٢٩٢ ـ بَابُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب فجر کی دو رکعات (سنت) کے متعلق

١٢٥٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ».

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح (فجر) کی نماز سے پہلے پڑھی جانے والی دو سنتوں کو جسقدر اہتمام سے ادا فرماتے کسی بھی سنت اور نوافل کا اس قدر اہتمام نہ فرماتے (بلکہ فجر کی دو رکعت سنتوں کو تمام سنتوں سے زیادہ اہتمام سے ادا فرماتے تھے)۔

تخریج صحيح البخاري - الأذان (٥٩٤) صحيح البخاري - الأذان (٦٠٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٤) جامع الترمذي - الصلاة (٤١٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٦٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٥٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٥٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٩٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤)

شرح الحدیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کسی نفل نماز کا اتنا اہتمام نہیں فرماتے تھے جتنا صبح کی سنتوں کا، مُعَاهَدَةً کے معنی محافظت اور نگرانی کے ہیں، یعنی اہتمام اور رعایت، صاحب منہل فرماتے ہیں اس حدیث میں مالکیہ پر رد ہے اس لئے کہ وہ ان دو رکعتوں کو رغیبۃ کہتے ہیں، یعنی صرف ایک رغبت کی چیز جو زیادہ اہم نہ ہو جس کا مرتبہ سنت سے کم ہوتا ہے اور بعض علماء جیسے حسن بصریؒ وہ تو ان رکعتین کے وجوب کے قائل ہیں [1]۔

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ١٣٨

۲۹۳۔ بَابٌ فِي تَخْفِيفِهِمَا

باب ان (فجر کی سنتوں) کو ہلکا اور مختصر پڑھنے کے متعلق

۱۲۵۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ".

ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز فجر سے پہلے سنت کو اتنا مختصر پڑھتے تھے کہ میں اپنے دل میں کہتی تھی معلوم نہیں آپ نے ان میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں۔

تخریج صحيح البخاري-الأذان(٥٩٤) صحيح البخاري-الأذان(٦٠٠) صحيح البخاري-الجمعة(٩٤٩) صحيح البخاري-الجمعة(١١١١) صحيح البخاري-الدعوات(٥٩٥١) صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٢٤) صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٦) صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٤٣) جامع الترمذي-الصلاة(٤١٨) جامع الترمذي-الصلاة(٤٥٩) سنن النسائي-الأذان(٦٨٥) سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٤٩) سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٦) سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٧) سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٨) سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٦٢) سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨٠) سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨١) سنن أبي داود-الصلاة(١٢٥٥) سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٥٠) سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٩٨) سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٢٥٨) موطأ مالك-النداء للصلاة(٢٦٦) سنن الدارمي-الصلاة(١٤٣٩) سنن الدارمي-الصلاة(١٤٤٧) سنن الدارمي-الصلاة(١٤٧٣) سنن الدارمي-الصلاة(١٤٧٤)

شرح الحدیث قوله: حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ: صبح کی سنتوں میں تخفیف قرأت حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ یہ سنتیں اتنی مختصر پڑھتے تھے کہ میں اپنے دل میں کہتی تھی معلوم نہیں آپ ﷺ نے ان میں سورہ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں یعنی ضم سورت تو درکنار سورۂ فاتحہ ہی میں تردد فرما رہی ہیں۔

اسی وجہ سے علماء کا اختلاف ہوگیا کہ اس نماز میں قرأت ہے یا نہیں، ابو بکر بن الاصم، ابن علیہ، بعض ظاہریہ اسمیں مطلقاً قرأت کے قائل نہیں ہیں، اور امام مالک وبعض شافعیہ صرف سورۂ فاتحہ کے قائل ہیں (عینی) جمہور علماء فاتحہ اور ضم سورت دونوں کے قائل ہیں، چنانچہ حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کے بعد مصنف نے متعدد صحابہ کی روایات سے ثابت کیا کہ اس نماز میں اور نمازوں کی طرح فاتحہ مع ضم سورۃ ہے، ابوہریرہؓ کی حدیث میں آرہا ہے کہ آپ ﷺ ان دو رکعت میں سورۂ کافرون اور قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے اور ابن عباسؓ و ابوہریرہؓ کی ایک دوسری حدیث میں آرہا ہے کہ آپ ﷺ پہلی رکعت میں قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ [1] تک اور دوسری رکعت میں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا

---

[1] تم کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم پر اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا دوسرے پیغمبروں کو انکے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں کرتے ان سب میں سے ایک میں بھی اور ہم اسی پروردگار کے فرمانبردار ہیں (سورۃ البقرۃ ۱۳۶)

مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ [1]۔

ان احادیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں اول یہ کہ اس نماز میں پوری قرأت یعنی فاتحہ مع ضم سورۃ مشروع ہے، دوسری یہ بات کہ قرأت مختصر ہے، جیسا کہ ترجمۃ الباب میں مذکور ہے، ان روایات کے علاوہ مصنف نے اس باب میں دو حدیثیں اور ذکر کی ہیں جو بظاہر ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہیں، ایک حدیث حضرت بلالؓ کی جس کے اخیر میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا، وَأَحْسَنْتُهُمَا، وَأَجْمَلْتُهُمَا کہ جتنی دیر آج صبح کی نماز کو ہوئی ہے اگر اس سے زیادہ بھی دیر ہو جاتی تب بھی میں ان دو سنتوں کو پڑھتا اور خوب اچھی طرح پڑھتا۔

۱۲۵۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ".

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی دو رکعت (سنت) میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ پڑھی۔

تخریج: صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٦) سنن النسائي - الافتتاح (٩٤٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٥٦)

۱۲۵۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنِي أَبُو زِيَادَةَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادَةَ الْكِنْدِيُّ، عَنْ بِلَالٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِلَالًا بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى فَضَحَهُ الصُّبْحُ، فَأَصْبَحَ جِدًّا، قَالَ: فَقَامَ بِلَالٌ، فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، وَتَابَعَ أَذَانَهُ، فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ، وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ، حَتَّى أَصْبَحَ جِدًّا، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ، فَقَالَ: «إِنِّي كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ أَصْبَحْتَ جِدًّا، قَالَ: «لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا، وَأَحْسَنْتُهُمَا، وَأَجْمَلْتُهُمَا».

ترجمہ: حضرت بلالؓ نے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع دینے کیلئے پہنچے تو حضرت عائشہؓ بلالؓ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنے لگی اسمیں کچھ وقت گزرا یہاں تک کہ صبح (طلوع فجر کے بعد تھوڑی دیر ہو گئی) خوب روشنی ہو گئی تو حضرت بلالؓ نے آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی اور پے در پے اطلاع کرتے رہے حضور ﷺ انکی اطلاع دینے پر فورا تشریف نہ لائے پھر آپ ﷺ جب کچھ دیر بعد تشریف لائے اور نماز پڑھائی تو اسوقت حضرت بلالؓ نے آپ ﷺ سے صورتحال بیان کی کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو کسی چیز کے متعلق سوال وجواب میں مشغول کر

---

[1] ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا اے رب ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اتاری اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں (سورۃ آل عمران ۵۲-۵۳)

دیا تھا جس کی وجہ سے فجر کا وقت ہوئے دیر ہوگئی اور اسکے باوجود آپ ﷺ نے باہر تشریف لانے میں دیر کی تو اس کی کیا وجہ تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں فجر کی دو سنت پڑھ رہا تھا (جس وقت تم مجھے نماز کی اطلاع کر رہے تھے) تو حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ بہت دیر ہوگئی تھی (تو سنت ترک فرما دیتے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ دیر ہو جاتی تب بھی میں یہ دو سنتیں ضرور پڑھتا اور انہیں زیادہ خشوع و خضوع اور اچھے طریقے سے پڑھتا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاۃ (١٢٥٧) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٤)

شرح الحدیث پوری حدیث کا مضمون یہ ہے حضرت بلالؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہمیشہ کے معمول کے مطابق میں حضور ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع کیلئے حجرۂ عائشہؓ پر پہونچا تو حضرت عائشہؓ نے مجھ سے ایک سوال فرمایا اس سوال وجواب میں کافی دیر ہوگئی صبح خوب روشن ہوگئی فَقَامَ بِلَالٌ. فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ. وَتَابَعَ أَذَانَهُ بلالؓ فرماتے ہیں حضرت عائشہؓ کے سوال وجواب سے فارغ ہونیکے بعد میں حضور ﷺ کے قریب گیا اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع کی اور پے درپے اطلاع کرتا ہی رہا کچھ دیر بعد آپ اندر سے باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی، نماز کے بعد میں نے آپ ﷺ سے پوری صورت حال بیان کی کہ اماں جی نے مجھے بات میں لگا لیا تھا جسکی وجہ سے مجھے اطلاع کرنے میں دیر ہوئی، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ یعنی آپ نے اسکے باوجود باہر تشریف لانے میں مزید دیر کی اس کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا کہ میں سنتیں پڑھ رہا تھا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بہت دیر ہو گئی تھی (یعنی ایسے میں سنتیں ترک فرما دیتے) اس پر آپ نے فرمایا جو اوپر گزر چکا لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ الخ۔

مناسبۃ الحدیث بالترجمۃ: اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے بظاہر مناسبت نہیں اسی طرح اسکے بعد ابوہریرہؓ کی جو حدیث مرفوع ہے لَا تَدَعُوهُمَا، وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ، اسکو بھی بظاہر ترجمہ سے مناسبت نہیں، بندے کے نزدیک اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ ترجمۃ الباب میں صراحۃً تو اگرچہ تخفیف فی القرأت ہی مذکور ہے، لیکن تخفیف فی القرأۃ نفس قرأت کا مستلزم ہے، لہٰذا یہ کہا جائے کہ مصنف کی غرض دونوں کو شامل ہے، نفس قرأت کا اثبات اور دوسرے اس میں تخفیف۔

اب تمام روایات کو ترجمے سے مناسبت ہوگئی، ان دو حدیثوں کا تعلق نفس قرأت سے ہے۔

اس طور پر کہ ان دو حدیثوں سے ان سنتوں کی بڑی اہمیت معلوم ہو رہی ہے، اور یہ کہ انکو احسن واجمل طریق سے اداء کیا جائے تو جب عام سنتوں میں قرأت ہے تو ان میں کیوں نہ ہوگی، نیز بغیر قرأت کے حسن وجمال کیسے پیدا ہوگا، اور ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ نے حدیث بلالؓ کی مناسبت اپنے مخصوص ادیبانہ ظریفانہ انداز میں اس طرح ثابت کی ہے کہ اس حدیث میں أَحْسَنْتُهُمَا، وَأَجْمَلْتُهُمَا کو جمال سے نہ لیا جائے بلکہ اجمال سے ای آتیھما علی وجہ الاجمال، اجمال سے تخفیف مستفاد ہو رہی ہے۔

فائدہ: حضرت امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں صبح کی سنتوں میں قرأت ثابت کرنے کیلئے ایک مستقل باب قائم کیا ہے اور

ان لوگوں کی تردید کی ہے جو ان میں قرأت کے قائل نہیں ہیں، اور پھر مزید برآں ان سنتوں میں بجائے تخفیف کے طول قرأت کو اس طور پر ثابت فرمایا کہ احادیث سے ان سنتوں کا اشرف التطوع ہونا معلوم ہوتا ہے، نیز آپ ﷺ نے فرمایا أفضل الصلاة طول القيام [1] کہ وہ نماز سب سے بہتر ہے جس میں قیام طویل ہو، وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ سنتیں اشرف التطوع ہیں اور سب سے اشرف رکن نماز کا طول قیام اور تطویل قراءۃ ہے تو یہ نماز تو تطویل قراءۃ کی سب نوافل سے زیادہ مستحق ہے امام طحاویؒ نے کافی تفصیل سے اس مضمون کو لکھا ہے [2] اور اپنے مدعی کے اثبات میں بعض آثار اور اکابر کے معمولات جمع کئے ہیں۔

١٢٥٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ الْمَدَنِيَّ، عَنِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ سَيْلَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَدَعُوهُمَا، وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان دو رکعت (فجر کی سنتوں) کو مت چھوڑنا خواہ تمہیں دشمن کے گھوڑے پیچھے دھکیل دیں۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٢٥٨) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤٠٥/٢)

شرح الحديث: لاتدعوا ودع یدع ودعاً سے نہی کا صیغہ ہے۔

یعنی مت چھوڑو تم ان دو رکعتوں کو اگرچہ تم کو تمہارا لشکر (جہاد میں جانیوالا) دھکیل رہا ہو کہ جلدی چلو، یعنی کیسا ہی عجلت کا وقت ہو پھر بھی ان کو نہ چھوڑا جائے، خیل تو گھوڑے کو کہتے ہیں مگر اس کا اطلاق گھوڑے سوار پر بھی ہوتا ہے، یہاں مراد گھوڑے سوار قافلہ ہے دوسرے معنی حدیث کے یہ بھی بیان کئے گئے ہیں کہ خیل سے مراد خیل عدو ہے یعنی اگرچہ دشمن کا لشکر تم کو دھکیل رہا ہو یعنی تمہاری اور اس کی دھکا پیل ہو رہی ہو پھر بھی ان سنتوں کو ترک نہ کرو۔

١٢٥٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، "أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا كَانَ يَقْرَأُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: بِـ { آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا } هَذِهِ الْآيَةَ، قَالَ: هَذِهِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى، وَفِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ بِـ { آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ } ".

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے فجر کی سنتوں میں یہ آیت آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا پڑھتے اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ تو پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ والی آیت پڑھا کرتے تھے۔

تخریج: صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٧) سنن النسائي - الافتتاح (٩٤٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٥٩)

---

[1] شرح معاني الآثار - كتاب الصلاة - باب القراءة في ركعتي الفجر ١٧٧٧

[2] شرح معاني الآثار - ج ١ ص ٢٩٦ - ٣٠٠

١٢٦٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: {قُلْ آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا ❶} فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى، وَفِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى بِهَذِهِ الْآيَةِ: {رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ❷} أَوْ {إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ❸}". شَكَّ الدَّرَاوَرْدِيُّ.

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فجر کی سنتوں میں قُلْ آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ❹ یا إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ والی آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ الدَّرَاوَرْدِي راوی کو اسمیں شک ہے۔

شرح الحدیث پہلی رکعت میں آپ یہ آیت قُلْ آمَنَّا بِاللهِ الخ اور دوسری میں رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ الخ پڑھتے تھے۔

روایت میں وہم راوی اور اسکی اصلاح: اسمیں اشکال ہے وہ یہ کہ قُلْ آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا، یہ آیت بعد میں ہے سورۂ آل عمران میں تیسرے پارے کے آخر میں اور رَبَّنَا آمَنَّا یہ مقدم ہے یہ تیسرے پارے کے وسط میں ہے، یہ خلاف ترتیب ہے، قراءۃ منکوسہ ہے، جیسے کوئی پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللهُ پڑھے اور دوسری رکعت میں تَبَّتْ يَدَا پڑھے، جواب یہ ہے کہ اس روایت میں محمد بن الصباح جو کہ ضعیف راوی ہے اسکو وہم ہوا وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا کے بجائے وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا ہونا چاہئے جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں گزر چکا، اور یہ آیت یعنی وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا سورۂ بقرہ میں پہلے پارے کے اخیر میں ہے، دونوں آیتیں چونکہ بالکل ملتی جلتی ہیں اس لئے غلطی ہو گئی، ان دونوں آیتوں میں ایک فرق تو إِلَيْنَا اور عَلَيْنَا کا ہے، دوسرا یہ کہ پہلے پارے کے آخر میں جو آیت ہے اسکے شروع میں قولوا ہے اور دوسری آیت کے شروع میں قل مفرد کا صیغہ ہے، یہ حدیث سنن بیہقی میں بھی ہے بطریق سعید بن منصور عن عبد العزیز ❺ اس میں یہ غلطی نہیں بلکہ گذشتہ حدیث کے مطابق ہے۔

اسکے بعد جاننا چاہئے کہ یہاں ابوداؤد کی روایت میں تو یہ ہے کہ صبح کی سنتوں کی رکعت ثانیہ میں آمَنَّا بِاللهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ الخ پڑھتے تھے اور مسلم شریف ❻ کی ایک روایت میں ہے کہ رکعت ثانیہ میں آپ ﷺ

---

❶ تو کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ اترا ہم پر (سورۃ آل عمران ۸٤)

❷ اے رب ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اتاری اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں (سورۃ آل عمران ٥٣)

❸ بے شک ہم نے تجھ کو بھیجا ہے سچا دین دیکر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور تجھ سے پوچھ نہیں دوزخ میں رہنے والوں کی (سورۃ البقرۃ ١١٩)

❹ اے رب ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اتاری اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں (سورۃ آل عمران ٥٣)

❺ السنن الكبرى للبيهقي - كتاب الصلاة - جماع أبواب صلاة التطوع وقيام شهر رمضان - باب ما يستحب قراءته في ركعتي الفجر بعد الفاتحة ٤٨٧٧

❻ صحيح مسلم - كتاب صلاة المسافرين وقصرها - باب استحباب ركعتي سنة الفجر، والحث عليهما وتخفيفهما الخ ٧٢٧

قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الی آخر[1] پڑھتے تھے لہذا اتباع سنت میں کبھی سورۂ کافرون واخلاص اور کبھی یہ دو آیتیں سورۂ بقرہ وآل عمران والی پڑھنی چاہئیں واللہ الموفق۔

حدیثوں کو بہت غور واہتمام کیساتھ عمل کی نیت سے پڑھنا چاہئے، اس سے علم میں برکت اور سطیں میں نورانیت آتی ہے۔

٢٩٤۔ بَابُ الِاضْطِجَاعِ بَعْدَهَا

باب فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد لیٹنے کے متعلق حکم

١٢٦١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو كَامِلٍ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ» ، فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ: أَمَا يُجْزِئُ أَحَدَنَا مَمْشَاهُ إِلَى الْمَسْجِدِ حَتَّى يَضْطَجِعَ عَلَى يَمِينِهِ، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ: لَا، قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى نَفْسِهِ، قَالَ: فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ: هَلْ تُنْكِرُ شَيْئًا مِمَّا يَقُولُ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنَّهُ اجْتَرَأَ وَجَبُنَّا» ، قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: «فَمَا ذَنْبِي إِنْ كُنْتُ حَفِظْتُ وَنَسُوا» .

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی فجر کے فرضوں سے پہلے دو سنت پڑھ لے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جائے تو مروان بن حکم نے ان سے کہا کہ کیا ہم میں سے کسی ایک کا ایسے سنت پڑھ کر مسجد تک پیدل چل کر جانا اس فصل کے لئے کافی نہیں ہوگا کہ وہ (فصل کے لئے) ضرور دائیں کروٹ پر لیٹے۔ عبید اللہ اپنی حدیث میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا کہ نہیں، عبید اللہ کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت ابن عمرؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہؓ کا اتنی کثرت سے روایت کرنا یہ خود ابوہریرہؓ کے اپنے نفس پر زیادتی ہے، عبید اللہ فرماتے ہیں اس پر حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث کا انکار کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مطلب نہیں بلکہ وہ حدیث بیان کرنے میں جری ہیں اور ہم بزدل ہیں (حدیث کے نقل کرنے میں غلطی کی صورت میں وعید شدید کی وجہ سے ہم زیادہ حدیثیں بیان نہیں کرتے) پھر حضرت ابوہریرہؓ تک یہ چہ مگوئیاں پہنچیں تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں میرا کیا قصور ہے کہ لوگ حدیثیں یاد نہیں رکھتے اور میں کچھ کوشش کر کے یاد رکھتا ہوں۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (٤٢٠) بسنن أبي داود - الصلاة (١٢٦١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٩٩)

شرح الحديث صبح کی سنتوں کے بعد فرض نماز سے پہلے تھوڑی دیر کیلئے لیٹنا حضور ﷺ کے فعل سے، صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے ثابت ہے یہاں کتاب میں باب کی مذکورہ بالا پہلی حدیث جس کے راوی ابوہریرہؓ ہیں یہ حدیث قولی

---

[1] تو کہہ اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں اور تم میں (سورۃ آل عمران ٦٤)

ہے، اس میں حضور ﷺ کا امر مذکور ہے کہ ایسا کرنا چاہئے، یہ حدیث سنن کی روایت ہے، مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی کی یہ قولی حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی عبدالواحد بن زیاد ہے جو متکلم فیہ ہے، نیز اس حدیث میں اضطراب بھی ہے، بعض طرق کے لحاظ سے یہ حدیث قولی نہیں بلکہ فعلی ہیں امام بیہقی کی رائے ہے کہ اس کا فعلی ہونا ہی محفوظ ہے۔

نیز بخاری شریف کی حدیث عائشہؓ بھی گو سنداً اقوی ہے لیکن اس میں محل اضطجاع کے لحاظ سے اضطراب ہے، چنانچہ یہاں باب کی دوسری حدیث عائشہؓ ہی کی ہے اس میں اضطجاع قبل سنة الفجر منقول ہے، اور قاضی عیاضؒ کے نزدیک یہی راجح ہے انہوں نے اضطجاع بعد سنة الفجر والی روایت کو مرجوح قرار دیا ہے جبکہ اضطجاع قبل السنة کے استحباب کا کوئی بھی قائل نہیں۔

یہ تو اس مسئلہ پر کلام ہوا روایتی حیثیت سے، اب فقہی حیثیت سے بھی سمجھئے، وہ یہ کہ اضطجاع بعد سنة الفجر کا مسئلہ معرکة الآراء ہے، اس میں شدید اختلاف ہے بعض اس میں مفرط ہیں اور بعض مفرِّط اور بعض معتدل، ایک جماعت جس میں ابن حزم ظاہری بھی ہیں انہوں نے اس میں افراط سے کام لیا اور اس ضجعہ کو واجب، بلکہ صبح کی نماز کی صحت کیلئے شرط قرار دیا، اور بعض نے اس میں تفریط سے کام لیا اور اس کو مکروہ قرار دیا، اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ کا اس پر عمل نہ تھا بلکہ وہ اس سے لوگوں کو منع کرتے تھے اور فرماتے تھے: أَيُّ فَصْلٍ أَفْضَلُ مِنَ السَّلَامِ [1] یعنی یہ لیٹنا اسلئے تو ہے کہ فرض سنت کے ساتھ خلط نہ ہو جائے، وہ فرماتے ہیں کہ جب سنت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور اس کے بعد پھر فرض نماز شروع کی تو کیا یہ تسلیم فصل کیلئے کافی نہیں ہے، اسی طرح ابن مسعودؓ نے اس کو فعل دابہ کیساتھ تشبیہ دی ہے کہ چوپائے کی طرح کیوں لیٹ لگاتے ہو، ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے إنها ضجعة الشيطان [2]۔

ائمہ اربعہ کے مذاہب اس میں یہ ہیں: ① حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک یہ اضطجاع مستحب ہے اگرچہ مسجد ہی میں کیوں نہ ہو، ② امام مالکؒ فرماتے ہیں مباح ہے اگر ثواب اور فضیلت کی نیت نہ ہو، ورنہ مکروہ ہے، ③ وعن احمد روایتان الاستحباب وعدمه، ④ حنفیہ کہتے ہیں نہ مکروہ ہے اور نہ مستحب، حضور ﷺ سے یہ ثابت ضرور ہے لیکن گھر میں نہ کہ مسجد میں برائے استراحت نہ برائے تشریع و ترغیب، اور ابن العربیؒ فرماتے ہیں یستحب لمن قام بالليل للاستراحة۔

قوله: فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ: أَمَا يُجْزِئُ أَحَدَنَا مَمْشَاهُ إِلَى الْمَسْجِدِ..... قَالَ: لَا: مروان نے ابوہریرہؓ سے کہا کہ کیا صبح کی سنتیں گھر سے پڑھ کر مسجد تک چل کر جانا یہ فصل بین الفرض والنفل کیلئے کافی نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا کافی نہیں ہے۔

قوله: فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عُمَرَ. فَقَالَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى نَفْسِهِ: جب یہ سوال وجواب حضرت ابن عمرؓ تک پہونچا تو انہوں

---

[1] جامع الأصول في أحاديث الرسول رقم الحديث ٤٠٨٨ ج٦ ص١٩، التعليق الممجد على موطأ محمد رقم الحديث ٢٤٥ ج١ ص٦٣٩-٦٤١

[2] حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: هِيَ ضَجْعَةُ الشَّيْطَانِ. (مصنف ابن أبي شيبة - كتاب الصلاة - باب من كرهه (الاضطجاع بعد ركعتي الفجر) ٦٤٥٣ ج٤ ص٣٨٨)

نے سن کر فرمایا کہ ابوہریرہؓ کا اتنی کثرت سے روایت کرنا یہ بھر مار خود اپنے نفس پر زیادتی ہے یعنی اس میں انہی کا نقصان ہے کیونکہ تکثیر روایت میں وقوع خطا کا قوی احتمال ہے بھول چوک آدمی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔

قولہ: فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ: هَلْ تُنْكِرُ شَيْئًا: کیا آپ ابوہریرہؓ کی روایت کردہ کسی حدیث کا (تعین کیساتھ) انکار کرتے ہیں کہ فلاں روایت ان کی غلط ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی طرف سے غلط صحیح حدیثیں بیان کرتے ہیں بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ وہ حدیثیں بیان کرنے میں جری ہیں اور ہم بزدل ہیں (اب اللہ ہی بہتر جانے کہ ان سے کہاں بے احتیاطی ہوئی اور کہاں نہیں)۔

قولہ: فَبَلَغَ ذَلِكَ أَبَا هُرَيْرَةَ: ابوہریرہؓ تک یہ چہ میگوئیاں پہونچی تو انہوں نے سن کر فرمایا لوگ حدیثیں یاد نہیں رکھتے اور میں کوشش کر کے یاد رکھتا ہوں (اسی لئے کثرت سے روایت بھی کرتا ہوں) اس میں میرا کیا قصور؟ حضرت ابوہریرہؓ کثرت روایت میں مشہور ہیں، صحابہ کرامؓ کے درمیان میں یہ بات مشہور تھی، اور بعض صحابہؓ ان پر اعتراض بھی کرتے تھے جیسا کہ یہاں اس روایت میں بھی ہے صحابہ کے اعتراض پر ان کو ناگواری بھی ہوا کرتی تھی، وہ فرماتے کہ تم لوگوں سے حدیثیں یاد تو ہوتی نہیں مجھ پر اعتراض کرتے ہو پھر ایک صحابی [1] کو مخاطب کر کے جو مجلس میں موجود تھے فرمایا کہ تم نے عشاء کی نماز حضور ﷺ کیساتھ پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا ہاں پڑھی تھی، ابوہریرہؓ نے پوچھا بتاؤ حضور ﷺ نے اس میں کون سی سورتیں پڑھی تھیں وہ بتا نہیں سکے، ابوہریرہؓ فرمانے لگے بس! اور فرمایا بحمد اللہ مجھے یاد ہے میں بتا سکتا ہوں اور پھر وہ سورتیں بتا دیں۔

١٢٦٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ نَظَرَ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي، وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً أَيْقَظَنِي، وَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ».

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز (تہجد) سے فارغ ہوتے تو دیکھتے کہ اگر میں بیدار ہوں تو مجھ سے بات چیت فرماتے اور اگر میں سوئی ہوئی ہوتی تو مجھے جگاتے تا کہ میں نماز وتر پڑھ لوں اور دو رکعت (وتر کے بعد) پڑھتے پھر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آکر فجر کی نماز کے لئے اطلاع دیتا پھر آپ ﷺ دو مختصر رکعات پڑھتے اور نماز کے لئے (مسجد) تشریف لے جاتے۔

---

[1] چنانچہ بخاری میں ہے قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ النَّاسُ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَقِيتُ رَجُلًا فَقُلْتُ بِمَا قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ فَقَالَ لَا أَدْرِي فَقُلْتُ لَمْ تَشْهَدْهَا قَالَ بَلَى قُلْتُ لَكِنْ أَنَا أَدْرِي قَرَأَ سُورَةَ كَذَا وَكَذَا (صحيح البخاري - أبواب العمل في الصلاة - باب يفكر الرجل الشيء في الصلاة ١١٦٥)۔

تخریج صحيح البخاري – الأذان (٥٩٤) صحيح البخاري – الأذان (٦٠٠) صحيح البخاري – الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري – الجمعة (١٠٦٨) صحيح البخاري – الجمعة (١١١١) صحيح البخاري – الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٤) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٣) جامع الترمذي – الصلاة (٤١٨) جامع الترمذي – الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي – الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي – الأذان (٦٨٥) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٦) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٧) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٨) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٦٢) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٠) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود – الصلاة (١٢٦٢) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٤٦) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٥٠) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٩٨) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) موطأ مالك – النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك – النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٣٩) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٧٤)

١٢٦٣ – حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ ابْنُ أَبِي عَتَّابٍ، أَوْ غَيْرُهُ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ، وَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي».

ترجمہ ابو سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے پھر اگر میں سوئی ہوئی ہوتی تو آپ ﷺ بھی لیٹ جاتے اور اگر میں جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے بات چیت فرماتے۔

تخریج صحيح البخاري – الأذان (٥٩٤) صحيح البخاري – الأذان (٦٠٠) صحيح البخاري – الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري – الجمعة (١٠٦٨) صحيح البخاري – الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري – الجمعة (١١١١) صحيح البخاري – الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٤) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٣) جامع الترمذي – الصلاة (٤١٨) جامع الترمذي – الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي – الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي – الأذان (٦٨٥) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٧) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٨) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٦٢) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٠) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود – الصلاة (١٢٦٣) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٥٠) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٩٨) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) موطأ مالك – النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك – النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٣٩) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٧٤)

١٢٦٤ – حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، وَزِيَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي مَكِينٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْفُضَيْلِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ، أَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ»، قَالَ زِيَادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْفُضَيْلِ".

ترجمہ ابو الفضیل جو ایک انصاری آدمی ہیں وہ مسلم بن ابی بکرہ کے واسطے سے ان کے والد سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ (ان کے والد ابو بکرہ نے) فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ فجر کی نماز کیلئے نکلا تو آپ ﷺ جس شخص کے پاس سے گزرتے (اور اس کو سوتا ہوا پاتے) تو اس کو نماز کیلئے آواز دیتے یا اس کا پاؤں ہلا دیتے۔ زیاد راوی فرماتے ہیں ہمیں یہ حدیث ابو

الفضیل نے سنائی (تو مصنف کے استاد زیاد نے راوی کو مصغر ابو الفضیل نقل کیا ہے جبکہ عباس استاد نے ابو الفضیل لیکر نقل کیا تھا)۔

شرح الحدیث قوله: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ، أَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ:
ابو بکرہؓ صحابی جن کا نام نفیع بن الحارث ہے فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز کیلئے جارہا تھا تو راستے میں جو بھی (لیٹا ہوا) ملتا تو اس کو آواز دیتے یا اسکے پاؤں کو ہلاتے (تاکہ بیدار ہو جائے) اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے یہ مناسبت ہوسکتی ہے کہ شاید یہ لوگ جن کو آپ اٹھاتے تھے وہ وہی لوگ ہوں جو صبح کی سنتوں کے بعد لیٹے تھے۔

٢٩٥ - بَابٌ إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ، وَلَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

باب جب امام نماز شروع کر چکا ہو اور کسی نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اسے کیا کرنا چاہیے

اگر صبح کی نماز کھڑی ہو جائے اور کسی نے ابھی تک سنۃ الفجر نہیں پڑھی تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟

مذاہب ائمہ: مسئلہ اختلافی ہے، بذل میں شوکانی سے اس میں نو قول لکھے ہیں [1]، مگر میرا معمول تو اکثر ائمہ اربعہ کے مذاہب بیان کرنے کا ہے، امام شافعیؒ و امام احمدؒ و اسحاقؒ کے نزدیک اس وقت سنتیں پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں دو شرطوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اول خارج مسجد دوسرے یہ کہ فرض کی دونوں رکعت جماعت کے ساتھ ملتی ہوں اگر ایک رکعت بھی فوت ہوتی ہو تب نہیں، حنفیہ کے نزدیک بھی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ خارج مسجد پڑھے یا کم از کم جماعت کی صف کیساتھ اختلاط نہ ہو درمیان میں کوئی چیز حائل ہو، اور دوسری یہ کہ دونوں رکعتین فوت ہونیکا اندیشہ نہ ہو، اگر صرف ایک فوت ہوتی ہو تب پڑھ سکتے ہیں، اس میں ایک مذہب ظاہریہ کا بھی ہے وہ یہ کہ اگر کوئی شخص صبح کی سنت یا اور کوئی سنت یا نفل پڑھ رہا ہو اور اس اثناء میں مسجد میں نماز کھڑی ہو جائے تو اس شخص کی وہ نفل نماز فوراً باطل ہو جاتی ہے حتی کہ اگر نماز اس کی پوری ہو چکی ہو اور صرف سلام پھیرنا باقی ہو اور ادھر جماعت کھڑی ہو جائے تب بھی وہ نماز فاسد ہو جائیگی بلکہ ایسے شخص کو چاہئے کہ اس نماز کو اسی طرح چھوڑ کر جماعت کیساتھ شامل ہو جائے۔

١٢٦٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ، فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: «يَا فُلَانُ، أَيَّتُهُمَا صَلَاتُكَ؟ الَّتِي صَلَّيْتَ وَحْدَكَ، أَوِ الَّتِي صَلَّيْتَ مَعَنَا؟».

ترجمہ حضرت عبداللہ بن سرجسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اس وقت آیا کہ آپ ﷺ فجر کی نماز شروع کر چکے تھے تو اس نے فجر کی دو رکعت سنت پڑھیں پھر آپ ﷺ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گیا پھر جب حضور

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٦ ص ٣٩٤ - ٣٩٦

ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو حضور ﷺ نے اس شخص سے دریافت کیا کہ اے فلاں تیرے نزدیک ان دونوں نمازوں میں سے کون سی نماز معتبر ہے وہ جو تو نے تنہا پڑھی یا وہ جو تم نے ہمارے ساتھ پڑھی؟

تخریج صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧١٢) سنن النسائي - الإمامة (٨٦٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٦٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٥٢)

شرح الحديث قوله: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ، فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ: مضمون حدیث واضح ہے آگے حدیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس شخص سے دریافت کیا تیرے نزدیک ان دونوں نمازوں میں سے کون سی نماز معتبر ہے، جو تنہا پڑھی وہ یا جو ہمارے ساتھ پڑھی وہ؟ مطلب یہ ہے کہ نماز کھڑی ہونے کے بعد سنت یا نفل نماز تو ہوتی ہی نہیں، لہذا اب آگے صرف فرض نماز رہ گئی، تو اب ان دو نمازوں میں سے جو تو نے پڑھی ہیں تیرے نزدیک کونسی قابل اعتبار ہے؟ یا یہ مطلب ہے کہ تو یہاں کس نماز کیلئے آیا تھا فرض نماز کیلئے یا سنت کیلئے، اگر سنت پڑھنا مقصود تھا تو اس کیلئے تو گھر بہتر تھا اور اگر فرض نماز مقصود تھی تو اس میں کیوں دیر کی، آتے ہی جماعت کیساتھ شریک کیوں نہ ہوا۔

١٢٦٦ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَرْقَاءَ، ح وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ح وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو (اس جگہ) فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔

تخریج صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧١٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٢١) سنن النسائي - الإمامة (٨٦٥) سنن النسائي - الإمامة (٨٦٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٦٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٥١) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٣١/٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٥٢/٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤٥٥/٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥١٧/٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٥٣١/٢) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٨)

شرح الحديث عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ»: مذاہب تو اس سلسلہ میں ابھی گزرے ہیں، حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک اسکا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ جماعت کی نماز ہو رہی ہے، اس جگہ سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیے اس لئے اگر کوئی شخص فرض کیجئے اپنے گھر میں سنتیں پڑھ رہا ہے جیسا کہ افضل

بھی یہی ہے اور حال یہ کہ مسجد میں نماز کھڑی ہوگئی تو کیا اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی؟ بالاجماع درست اور جائز ہے، پس معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب وہ ہے جو ہم نے بیان کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۹۶۔ بَابُ مَنْ فَاتَتْهُ مَتَى يَقْضِيهَا

باب جسکی فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں تو وہ ان کی قضاء کب کرے گا؟

اگر کوئی شخص صبح کی سنتیں قبل الفرض نہیں پڑھ سکا تو پھر کب پڑھے؟ عطاء، طاؤس اور ائمہ میں سے امام شافعیؒ کے نزدیک فرض نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھ سکتا ہے، لیکن امام ترمذیؒ نے امام شافعیؒ واحمدؒ دونوں کا مذہب یہ لکھا ہے کہ طلوع شمس کے بعد پڑھے، لیکن شوکانی نے حافظ عراقیؒ سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ کا صحیح قول یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے پڑھ سکتا ہے، دوسرا مذہب ائمہ ثلاثہ حنفیہ، حنابلہ اور مالکیہ کا ہے ان کے نزدیک طلوع شمس سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے۔

یہاں ایک مسئلہ اور ہے، وہ یہ کہ سنتوں کی قضا ہے بھی یا نہیں، شافعیہ، حنابلہ اسکے قائل ہیں، حنفیہ، مالکیہ کے نزدیک سنت کی قضا ہی نہیں، البتہ صبح کی سنت کی قضا فی الجملہ ہے، امام ابوحنیفہؒ وابویوسفؒ تو یوں فرماتے ہیں کہ سنت کی قضا تبعاً للفرض ہے الی الزوال، بالاستقلال نہیں، چنانچہ لیلۃ التعریس کے واقعہ میں حضور ﷺ نے صبح کی سنتوں کی قضاء فرض نماز کے ساتھ فرمائی تھی، اور امام محمدؒ کے نزدیک ان کی قضا انفراداً بھی مستحب ہے، امام مالکؒ فرماتے ہیں إن أحبّ اگر جی چاہے تو قضاء کرلے اختیار ہے۔

۱۲۶۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ»، فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ قیس بن عمرو سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو فجر کی نماز کے بعد دو رکعت سنت پڑھ رہا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبح کی نماز دو رکعات ہیں تو وہ شخص کہنے لگا کہ میں نے وہ رکعت جو فجر سے پہلے پڑھی جاتی ہیں نہیں پڑھی تھیں تو اب وہ دو رکعت پڑھی ہیں تو آپ ﷺ نے سکوت فرمالیا۔

۱۲۶۸ - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى الْبَلْخِيُّ، قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَرَوَى عَبْدُ رَبِّهِ، وَيَحْيَى ابْنَا سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ مُرْسَلًا، أَنَّ جَدَّهُمْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ».

ترجمة: سفیان فرماتے ہیں کہ عطاء بن ابی رباح نے یہ حدیث سعد بن سعید کے واسطے سے بیان کی امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عبدربہ اور یحیٰ جو سعید کے دو بیٹے ہیں وہ اس حدیث کو مرسلا روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا زید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (٤٢٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٦٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٥٤)

شرح الأحاديث: یہ سعد بن سعید، یحیٰ بن سعید انصاری مشہور امام الجرح والتعدیل کے بھائی ہیں [1]۔ مضمون حدیث تو واضح ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صبح کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھیں، آپ نے فرمایا صبح کی نماز (فرض) کی تو صرف دو رکعت ہیں اس نے عرض کیا میں نے فرض نماز سے قبل جو سنتیں ہیں وہ نہیں پڑھی تھی، اسکے بعد حدیث میں ہے فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مجوزین حضرات (شافعیہ وغیرہ) اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، مانعین (ائمہ ثلاثہ) نے اسکے کئی جواب دیئے ہیں: ① یہ حدیث منقطع ہے کما قال الترمذی اس لئے کہ محمد بن ابراہیم کا سماع قیس بن عمرو سے ثابت نہیں، ② جب اس وقت میں تطوع کی نہی دوسری احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو ایسی صورت میں آپ کا سکوت تقریر پر دلالت نہیں کرے گا، ③ ہو سکتا ہے یہ واقعہ منع سے قبل کا ہو، ④ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے، کما قال الترمذی، اسی طرح آگے امام ابوداؤد نے بھی یہی بات فرمائی ہے، ⑤ ابوداؤد کی اس روایت میں تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سکوت فرمایا، لیکن ترمذی شریف میں اس کے بجائے یہ ہے فَلَا إِذَنْ [2] جس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تب بھی نہیں، یعنی نہیں پڑھنی چاہئے، دوسرا یہ کہ اب نہیں یعنی اگر یہ بات ہے کہ (سنتیں نہیں پڑھی تھیں) تو پھر میں منع نہیں کرتا۔

قَالَ أبو داؤد: وَرَوَى عَبْدُ رَبِّهِ، وَيَحْيَى ابْنَا سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ مُرْسَلًا: اس حدیث کی سند میں جو اختلاف واضطراب ہے مصنف اس کو بیان کر رہے ہیں، اوپر سند میں سعد بن ابی سعید آئے تھے انہوں نے اس حدیث کو مسنداً ذکر کیا تھا (بذكر السند الى الصحابي) اور سعد بن سعید کے باقی دو بھائی عبدربہ اور یحیٰ ان دونوں نے اس کو مرسلاً ذکر کیا ہے یعنی سند میں صحابی (قیس بن عمرو) کو ذکر نہیں کیا، یہ اوپر آچکا کہ امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کو مرسل فرمایا ہے ان جدهم زيداً۔

اختلاف نسخ اور نسخۂ صحیحہ کی تعیین: بہت سے نسخوں میں اسی طرح ہے زیداً، لیکن یہ غلط ہے، یحیٰ بن سعید کے دادا کا نام زید نہیں بلکہ قیس ہے جیسا کہ اوپر سند میں مذکور ہے لیکن صحیح اور معتمد نسخوں میں اس جگہ نہ لفظ زید مذکور ہے اور نہ لفظ قیس بلکہ اس طرح ہے أَنَّ جَدَّهُمْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور اگر ہو بھی تو زیداً کے بجائے قیساً ہونا

---

[1] جامع الترمذي - كتاب الصلاة - باب ما جاء فيمن تفوته الركعتان قبل الفجر يصليهما بعد صلاة الفجر ٤٢٢

[2] جامع الترمذي - كتاب الصلاة - باب ما جاء فيمن تفوته الركعتان قبل الفجر يصليهما بعد صلاة الفجر ٤٢٢

چاہئے کیونکہ یحییٰ بن سعید کے اجداد مسلمین میں کوئی زید نامی شخص نہیں ہے۔

تنبیہ: اگر کوئی کہے کہ مصنف اس حدیث کو مرسل بتارہے ہیں، حالانکہ یہاں سند میں یحییٰ بن سعید کے دادا کا ذکر ہے جو صحابی ہیں پھر حدیث مرسل کیسے ہوئی؟ جواب اس کا ظاہر ہے کہ یہاں ذکر صحابیؓ رجال سند میں نہیں ہے سند تو ان جدھم سے پہلے پوری ہوگئی، أَنَّ جَدَّهُمْ سے تو متن حدیث شروع ہورہا ہے۔

۲۹۷۔ بَابُ الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا

باب ہے ظہر سے پہلے اور اسکے بعد چار رکعت سنتیں پڑھنے کے متعلق

۱۲۶۹ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنِ النُّعْمَانِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرُمَ عَلَى النَّارِ»، قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

ترجمہ: عنبسہ بن ابی سفیان سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہؓ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ظہر سے پہلے چار سنتوں اور اسکے بعد چار سنتوں کی محافظت کرے گا تو اس پر آگ کو حرام کردیا جائے گا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس کو علاء بن الحارث اور سلیمان بن موسیٰ نے مکحول سے ان کی گزشتہ حدیث کی سند سے اسی طرح حدیث روایت کی۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (٤٢٧) جامع الترمذي - الصلاة (٤٢٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٦٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٦٠) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٢٦/٦)

شرح الحدیث: اس حدیث میں مَنْ حَافَظَ فرمایا گیا ہے مَنْ صَلّٰی نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ فضیلت صرف ایک مرتبہ پڑھنے سے حاصل نہ ہوگی بلکہ محافظت اور مداومت سے ہوگی۔

روایات کثیرہ شہیرہ میں بعد الظہر رکعتین آتا ہے، اور اس روایت میں أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ مذکور ہے، لہٰذا یہ کہا جائے گا کہ ان میں رکعتین تو مؤکدہ ہیں، اور رکعتین غیر مؤکدہ، یہاں ایک رائے اور ہے جو آگے آرہی ہے۔

اس حدیث میں ہے حَرُمَ عَلَى النَّارِ کہ یہ شخص آگ پر حرام ہوجاتا ہے، اس میں چند احتمال ہیں: ① ایک یہ کہ اس سے مراد مطلقاً عدم دخول فی النار ہے، اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں ہے کہ ان سنتوں پر اہتمام کی بدولت بالکل ہی وہ معاف فرمادیں، یا یہ کہ اگر جہنم میں اپنی معاصی کیوجہ سے داخل بھی ہو تو آگے اس کے پورے جسم کو نہ کھائیگی، کم از کم مواضع سجود محفوظ رہیں گے (کما فی روایۃ) ② یا یہ کہا جائے کہ خلود فی النار کی نفی ہے نفس دخول کی نہیں، اس پر اشکال ہوگا کہ یہ بات تو ہر مسلمان کے بارے میں طے ہے جواب یہ ہے کہ اس میں اشارہ اور بشارت ہے خاتمہ بالخیر کی (اور یہ بات ہر مسلمان کے حق میں

ثابت نہیں)۔

١٢٧٠ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ مِنْجَابٍ، عَنْ قَرْثَعٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ، تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، قَالَ: «لَوْ حَدَّثْتُ عَنْ عُبَيْدَةَ بِشَيْءٍ لَحَدَّثْتُ عَنْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عُبَيْدَةُ ضَعِيفٌ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «ابْنُ مِنْجَابٍ هُوَ سَهْمٌ».

ترجمہ: ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ چار رکعت سنتیں ظہر کی نماز سے پہلے اس طرح پڑھی جائیں کہ ان کے درمیان سلام نہ ہو تو ان کی وجہ سے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید قطانؒ سے مجھے یہ بات پہنچی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں عبیدہ سے کوئی حدیث روایت کرتا تو یہی حدیث روایت کرتا۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ عبیدہ ضعیف راوی ہے۔ امام ابوداؤدؒ نے فرمایا ابن منجاب کا نام سہم ہے۔

تخریج: سنن أبي داود – الصلاة (١٢٧٠) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٥٧)

شرح الحدیث: ابوایوب کا نام خالد بن زید انصاری ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر سے پہلے جو چار سنتیں ہیں وہ ایک سلام سے ہونی چاہئیں، جیسا کہ حنفیہ کا مسلک ہے، اور شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک اول تو قبل الظہر سنت کی دو ہی رکعت ہیں، دوسرے یہ کہ ان کے نزدیک تسلیم علی الرکعتین اولیٰ ہے صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى [1] حدیث کے پیش نظر یہ حدیث آگے آنیوالی ہے اس نماز کیلئے آسمان کے دروازے مفتوح ہوجاتے ہیں تاکہ یہ سنتیں آسمان پر پہونچ جائیں إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ [2]۔

صلوۃ الزوال کا ثبوت اور فضیلت: اور بعض شراح کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث میں ظہر کی سنن قبلیہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ وہ نماز ہے جس کو سنۃ الزوال یا صلوۃ الزوال کہتے ہیں، جس کے صوفیہ خاص طور سے قائل ہیں، بلکہ محدثین بھی چنانچہ امام ترمذیؒ نے اس کیلئے مستقل باب باندھا ہے: بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الزَّوَالِ، اور اس میں انہوں نے عبداللہ بن السائبؓ کی حدیث ذکر کی ہے أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: «إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ» وَفِي البَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي أَيُّوبَ: «حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ» [3]، ابوایوبؓ کی حدیث جس کا امام ترمذیؒ حوالہ دے رہے ہیں وہی

---

[1] سنن أبي داود – كتاب الصلاة – باب في صلاة النهار ١٢٩٥

[2] اس کی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا اور کام نیک اس کو اٹھالیتا ہے (سورۃ فاطر ١٠)۔

[3] جامع الترمذي – كتاب الوتر – باب ما جاء في الصلاة عند الزوال ٤٧٨

ہے جو ہمارے یہاں ابوداؤد میں چل رہی ہے، تحفة الأحوذي میں ہے: حافظ عراقی فرماتے ہیں یہ چار رکعت سنۃ الظہر کے علاوہ ہیں ان کا نام سنۃ الزوال ہے [1]۔

قَالَ ابو داؤد: بَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، قَالَ: «لَوْ حَدَّثْتُ عَنْ عُبَيْدَةَ بِشَيْءٍ لَحَدَّثْتُ عَنْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ». یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ اگر میں عبیدہ بن معتب سے حدیث لیتا تو یہ حدیث ضرور لیتا، مگر چونکہ وہ ضعیف ہے اس لئے نہیں لیتا، اب یہ کہ وہ حدیث ضرور کیوں لیتے؟ ممکن ہے یہ وجہ ہو کہ اس حدیث کا مضمون ان کو بہت پسند ہو، کیونکہ اس میں بڑی اونچی فضیلت مذکور ہے۔

۲۹۸ ـ بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعَصْرِ

باب ہے عصر (کے فرضوں) سے پہلے نماز پڑھنے کے متعلق

اس باب میں مصنفؒ نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں ایک قولی، دوسری فعلی، قولی میں عصر سے قبل چار رکعت مذکور ہیں، اور حدیث فعلی میں یہاں ابوداؤد میں تو دو رکعت ہی مذکور ہیں، لیکن ترمذی شریف میں چار رکعت مذکور ہیں، اسی لئے ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ عصر سے پہلے اختیار ہے دو رکعت اور چار رکعت کے درمیان۔

۱۲۷۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ. حَدَّثَنَا ابو داؤد، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنِي جَدِّي أَبُو الْمُثَنَّى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا».

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ اس شخص پر رحمت فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز (سنت پڑھے)۔

تخریج جامع الترمذي- الصلاة (۴۳۰) سنن أبي داود- الصلاة (۱۲۷۱)

شرح الحدیث قوله: رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا: یہ جملہ خبریہ بھی ہو سکتا ہے اور دعائیہ بھی، یعنی یا تو آپ ﷺ خبر دے رہے ہیں کہ ایسا ہے، اور یا دعاء دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ایسے شخص پر، لوگ بزرگوں سے دعاء کی درخواستیں کرتے پھرتے ہیں، حضور ﷺ کی دعاء سے زیادہ اونچی دعاء کس کی ہو سکتی ہے؟ اسکو وصول کرنے کی سعی کرنی چاہئے، واللہ الموفق۔

۱۲۷۲ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنه، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ».

---

[1] تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي — ج ۲ ص ۵۸۸

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عصر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

جامع الترمذي - الصلاۃ (۴۲۹) سنن أبی داود - الصلاۃ (۱۲۷۲)

۲۹۹ - بَابُ الصَّلَاۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ

باب عصر کے بعد نماز پڑھنے کے متعلق

اوقات منہیہ کی ابتداء: یہ سمجھئے کہ یہاں سے اوقات منہیہ کا بیان شروع ہو رہا ہے، امام ابوداودؒ نے تو اس سلسلے کے صرف دو ہی باب قائم کئے ہیں، اور امام نسائیؒ نے اس موضوع پر بہت سارے ابواب قائم کئے ہیں، ان ابواب کو کما حقہ سمجھنا اس پر موقوف ہے کہ اوقات منہیہ میں صحابہ و تابعین کے جو اختلافات ہیں وہ ذہن میں ہوں، ورنہ سخت الجھن پیش آسکتی ہے، کیونکہ روایت میں شدید اختلاف ہے، اور اسی وجہ سے علماء کے مذاہب میں بھی مختلف ہیں، ہمارے حضرت شیخؒ صحیح بخاری کے تراجم کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام بخاریؒ کی غرض کا معلوم کرنا مذاہب ائمہ سے اچھی طرح واقفیت پر موقوف ہے۔

لہٰذا آپ اولاً ان اختلافات کو سنیئے: بعض صحابہؓ اور ابن حزم ظاہری کے نزدیک تمام اوقات میں نماز جائز ہے، کسی وقت کا استثناء نہیں وہ کہتے ہیں کہ نہی منسوخ ہے لحدیث جبیر بن مطعم لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ، وَصَلَّى أَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ [1]، ولقوله علیه السلام مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ [2] الخ، دوسرا مذہب یہ ہے کہ ایک جماعت صحابہ اور تابعین کی جیسے ابن عمرؓ، وعائشہؓ، عطاء، طاؤس، ابن المنذر کا مسلک یہ ہے کہ جن احادیث میں بعد الصبح اور بعد العصر نماز کی ممانعت ہے، اس سے مقصود استیعاب وقت نہیں ہے، بلکہ عین طلوع و عین غروب خاص اس وقت میں پڑھنا ممنوع ہے، کیونکہ اس وقت عبدۃ الشمس شمس کی عبادت کرتے ہیں، چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: وَهِمَ عُمَرُ. إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَحَرَّى طُلُوعَ الشَّمْسِ، وَغُرُوبَهَا [3] یعنی حضرت عمرؓ جو لوگوں کو بعد العصر و بعد الفجر نماز پڑھنے سے مطلقاً منع کرتے ہیں یہ غلط ہے اسلئے کہ ممانعت اسکی ہے کہ آدمی طلوع شمس اور غروب شمس کا قصد کر کے ان دو وقتوں میں نماز پڑھے، یہ حضرات یوں کہتے ہیں کہ احادیث میں مطلق بعد الفجر و بعد العصر جو آیا ہے وہ اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کوئی شخص عصر کے بعد نماز پڑھے اور اسمیں تمادی اور طول ہوتا چلا جائے اور وہ نماز طلوع اور غروب تک پہونچ جائے تو یہ ظاہری عموم و اطلاق قطع ذریعہ کے طور پر ہے اور ایک روایت ابن عمرؓ سے یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد تو طلوع شمس تک تطوع مکروہ ہے (اس باب کی تیسری حدیث کی وجہ سے) اور بعد العصر تطوع الی الاصفرار جائز ہے، اسکے بعد ممنوع ہے (اس باب کی پہلی حدیث کی وجہ سے)۔

[1] جامع الترمذي - كتاب الحج - باب ما جاء في الصلاة بعد العصر، وبعد الصبح لمن يطوف ۸۶۸

[2] السنن الكبرى للبيهقي - كتاب الصلاة - باب آخر وقت الجواز لصلاة العصر ۱۷۱۶

[3] صحيح مسلم - كتاب صلاة المسافرين وقصرها - باب لا تتحروا بصلاتكم طلوع الشمس ولا غروبها ۸۳۳

لیکن حضرت عمرؓ اور ابن عباسؓ اور بہت سے صحابہ وتابعین اور اکثر ائمہ کے نزدیک نہی عن الصلوۃ بعد الصبح وبعد العصر عام ہے طلوع، غروب کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

یہ اختلافات تو صحابہ اور تابعین کے درمیان میں ہیں، اب آپ ائمہ اربعہ کے مذاہب بھی سمجھئے: امام مالکؒ کے نزدیک اوقات نہی صرف چار ہیں: عین طلوع، عین غروب، بعد الفجر، بعد العصر، وقت الاستواء، یعنی نصف النہار ان کے نزدیک ان اوقات میں شامل نہیں بخلاف باقی ائمہ ثلثہ کے کہ ان کے نزدیک اوقات منہیہ خمسہ ہیں، وقت الاستواء بھی ان میں داخل ہے، نیز جمہور کے نزدیک منع نوافل سے ہے قضاء سے نہیں (و کذا الاعند المالکیۃ) خواہ وہ قضاء فرائض کی ہو یا سنن مؤکدہ [1] کی، اور ائمہ ثلاثہ میں سے شافعیہ یہ فرماتے ہیں کہ نوافل کی دو قسم ہیں، ذات السبب اور غیر ذات السبب، جو نوافل ذات السبب ہیں ان کے نزدیک ان کو بھی اوقات منہیہ میں پڑھ سکتے ہیں البتہ قسم ثانی کا پڑھنا منع ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک اوقات منہیہ دو قسم پر ہیں: اول طلوع وغروب، اور نصف النہار، اور ثانی بعد الفجر وبعد العصر قسم اول میں تو عدم الجواز مطلقاً ہے نہ اس میں قضاء نماز جائز ہے نہ نوافل (الا عصر یومہ عند الغروب) اور قسم ثانی میں نوافل تو ممنوع ہیں قضاء جائز ہے [2]۔

۱۲۷۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَزْهَرَ، وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَقُلْ: إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا، وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا، فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي بِهِ، فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ، فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ، فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا، فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا، ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا، أَمَّا حِينَ صَلَّاهُمَا، فَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَصَلَّاهُمَا، فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ، فَقُلْتُ: قُومِي بِجَنْبِهِ، فَقُولِي لَهُ: تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَسْمَعُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ، وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا، فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ، فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ، قَالَتْ: فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ، سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِنَّهُ أَتَانِي

---

[1] اس لئے کہ یہ پہلے گزر چکا کہ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک رواتب کی قضاء مستحب ہے، شافعیہ کے نزدیک تو تمام اوقات منہیہ میں جائز ہے اور حنابلہ کے نزدیک اوقات منہیہ میں سے بعد العصر تو جائز ہے جیسا کہ مغنی میں اس کی تصریح ہے اس کے علاوہ باقی اوقات منہیہ میں جائز نہیں۔

[2] واما صلوۃ الجنازۃ وسجدۃ التلاوۃ ففیہ تفصیل عندنا* معروف وعند الشافعی تجوز فی الاوقات الخمسۃ وعند مالک واحمد یجوز بعد العصرین ولا یجوز فی الاوقات الباقیۃ وہی عند احمد ثلاثۃ وعند مالک اثنان فان وقت الاستواء عندہ لیس من الاوقات المنہیۃ ۱۲۔

* قلت التفصیل انما ہو باعتبار الاوقات الثلاثۃ واما بعد الفجر وبعد العصر فیجوز مطلقاً ۱۲۔

نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ».

ترجمہ: کریب جو مولیٰ ابن عباسؓ ہیں ان سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد الرحمٰن بن ازھر اور مسور بن مخرمہ نے ان کو حضرت عائشہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کے پاس بھیجا کہ ہم سب کی طرف سے انہیں سلام کہنا اور ان سے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھنے کے متعلق دریافت کرنا اور کہنا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ بعد العصر رکعتین پڑھتی ہیں حالانکہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد العصر نفل سے منع فرمایا ہے تو میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور ان کو وہ بات پہنچائی جس کیلئے انہوں نے مجھے بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ ام سلمہ سے معلوم کرو میں نے ان حضرات کے پاس جا کر ان کو حضرت عائشہؓ کی بات بتلائی تو ان لوگوں نے مجھے ام سلمہؓ کے پاس بھیجا اسی بات کیلئے جس بات کیلئے حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تھا تو حضرت ام سلمہؓ فرمانے لگیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے اس (عصر کے بعد دو رکعت) سے منع فرمایا پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا ان دو رکعتوں کو بعد العصر پڑھنے کا ابتدائی واقعہ یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ کر میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس انصاری قبیلہ بنی حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھنی شروع کر دیں تو میں نے ایک لڑکی کو آپ کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانب کھڑی ہو جانا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ ام سلمہ کہتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول میں نے تو آپ سے سنا ہے کہ آپ ان دو رکعت کے پڑھنے کو منع فرماتے ہیں اور میں آپکو بعد العصر نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہی ہوں (تو ممانعت والی حدیث منسوخ ہو گی) پھر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرمائیں تو تم پیچھے ہٹ کر واپس آجانا ام سلمہ فرماتی ہیں کہ لڑکی نے اسی طرح کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور وہ پیچھے ہٹ آئی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی تم نے مجھ سے عصر کے بعد دو رکعت کے متعلق سوال کیا تو میرے پاس قبیلہ عبد القیس کے لوگ اپنے قبیلہ کے کچھ افراد کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کی غرض سے لائے تھے پس اس میں مشغولیت کی وجہ سے میری ظہر کے بعد کی دو رکعت رہ گئیں اور یہ وہی دو رکعت تھیں۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١١٧٦) صحيح البخاري - المغازي (٤١١٢) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٣٤) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٩) سنن النسائي - المواقيت (٥٨٠) سنن النسائي - المواقيت (٥٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٧٣) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٠٢/٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٦)

شرح الحدیث: مضمون حدیث یہ ہے کہ کریب جو کہ ابن عباسؓ کے آزاد کردہ ہیں ان کو حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے جا کر عرض کرو کہ ہمیں یہ بات پہونچی ہے کہ آپؓ بعد العصر رکعتین پڑھتی ہیں حالانکہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد العصر نفل سے منع فرمایا ہے (حضرت عائشہؓ نے سوال کے جزاول کی طرف تو التفات نہیں فرمایا اور جزء ثانی کے بارے میں فرمایا) کہ ام سلمہؓ سے معلوم کرو، ان لوگوں نے کریب کو پھر ام سلمہؓ کے

پاس بھیجا الی آخر القصة، جس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس وقت (بعد العصر) میں نے جو رکعتین پڑھی ہیں وہ نفل نماز نہیں تھی بلکہ ظہر کے بعد کی سنتیں تھیں جن کو میں وقت پر نہیں پڑھ سکا تھا، جس کی وجہ یہ ہوئی أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ، اور بعض روایات میں یہ ہے کہ میرے پاس قلائص صدقہ (صدقہ کے اونٹ) آئے تھے ان کے انتظام میں لگنے کی وجہ سے ظہر کی سنت نہیں پڑھ سکا تھا، ممکن ہے کہ دونوں باتیں پیش آئی ہوں قصائص صدقہ بھی اور وفد عبد القیس بھی جو اسلام لانے کی غرض سے آیا تھا۔

المسائل الثابتہ بالحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا منع ہے اور حضور ﷺ نے جو پڑھی تھی وہ نفل مطلق نہیں تھی، بلکہ سنت ظہر کی قضاء تھی، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ رواتب کی قضاء ہے چنانچہ شافعیہ وحنابلہ کا مسلک یہی ہے کہ ان کی قضاء مستحب ہے، حنفیہ مالکیہ کے نزدیک رواتب کی قضاء نہیں سوائے سنت الفجر کے، طحاوی کی روایت میں ایک زیادتی ہے وہ یہ کہ ام سلمہؓ نے آپ ﷺ سے سوال کیا أَفَنَقْضِيهِمَا إِذَا فَاتَتَا، قَالَ: "لَا" [1] کہ اگر ہماری سنت نماز فوت ہو جائے تو کیا ہم بھی اس کی قضاء کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، معلوم ہوا کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے، اور خصوصیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد پھر حضور ﷺ ان دو رکعتوں کو بعد العصر ہمیشہ پڑھتے ہی رہے، نیز آگے بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقَصْدِ فِي الصَّلَاةِ میں آرہا ہے وَكَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ [2]، نیز اسی باب میں آرہا ہے كَانَ كُلُّ عَمَلِهِ دِيمَةً [3]، اس حدیث سے شافعیہ نے استدلال کیا کہ رواتب کی قضاء اوقات مکروہہ میں کر سکتے ہیں، اسی طرح نوافل ذات السبب کی، اس کا جواب جمہور نے یہ دیا ہے کہ یہ بھی آپ ﷺ ہی کی خصوصیت ہے جس طرح سنت کی قضاء آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

٣٠٠۔ بَابُ مَنْ رَخَّصَ فِيهِمَا إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً

باب اس نماز (بعد العصر دو رکعت) کی اجازت کے متعلق جبکہ سورج اونچا ہو

١٢٧٤ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ الْأَجْدَعِ، عَنْ عَلِيٍّ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ».

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا مگر یہ کہ جب سورج بلند ہو (تو جب تک پڑھنے کی اجازت ہے)۔

---

[1] شرح معاني الآثار - كتاب الصلاة - باب الركعتين بعد العصر ١٨٣٧ (ج ١ ص ٣٠٦)

[2] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما يؤمر به من القصد في الصلاة ١٣٦٨

[3] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما يؤمر به من القصد في الصلاة ١٣٧٠

تخریج: سنن النسائي - المواقيت (٥٧٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٧٤)

شرح الحدیث: یہ حدیث اس جماعت کی دلیل ہے جو یوں کہتی ہے کہ نہی عن الصلوۃ بعد الصبح وبعد العصر میں مطلق بعدیت مراد نہیں ہے بلکہ بعدیت منفصلہ یعنی طلوع وغروب کا وقت، لیکن جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ جمہور صحابہ وائمہ اربعہ تو اس رائے سے متفق نہیں ہیں دوسری احادیث کے عموم واطلاق کی وجہ سے، لہٰذا انکے نزدیک یہ حدیث مؤول ہے۔

حدیث الباب کا محمل عند الفقہاء: تاویل ائمہ فقہ نے اپنے اپنے مسلک کے مطابق کی ہے، شافعیہ نے اس کو محمول کیا ہے ان نوافل پر جو ذوات السبب ہوں کہ ایسے نوافل ان کے نزدیک اصفرار شمس تک جائز ہیں، اور حنفیہ نے اس کو محمول کیا ہے بعض مخصوص نمازوں پر مثلاً قضاء المكتوبه أوصلوة الجنازة (كما في بعض تقارير المحدث الگنگوهي) اگر کوئی سوال کرے کہ تخصیص کا منشاء کیا ہے؟ جواب ظاہر ہے کہ اختلاف روایات کے وقت دفع تعارض کیلئے، اور حضرت سہارنپوریؒ نے بذل المجهود [1] میں اسکی یہ تاویل فرمائی کہ "نهى عن الصلوة" میں صلوۃ سے مراد نفل نہیں ہے، بلکہ عصر کی فرض نماز اور "بعد العصر" سے مراد بعد دخول وقت العصر ہے مطلب [2] یہ ہوا کہ عصر کی نماز کی تاخیر نہیں کرنی چاہئے ارتفاع شمس تک پڑھ لینی چاہئے۔

١٢٧٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ رَكْعَتَيْنِ، إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ».

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر اور عصر کے علاوہ ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٢٧٥) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/ ١٢٤) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/ ١٤٣) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/ ١٤٤)

١٢٧٦ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ - أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بہت سے پسندیدہ اہل فضل وکمال حضرات جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں نے شہادت دے کر بیان کیا اور ان میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک قابل اعتبار شخصیت

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ١٣

[2] لیکن بندے کو اس تاویل پر انشراح نہیں ہے اسلئے کہ اگر کوئی شخص ارتفاع شمس تک عصر کی نماز نہ پڑھے تو اس کو اب نماز پڑھنے سے منع تھوڑا ہی کیا جائیگا، بلکہ وہ شخص اس وقت بھی مامور من اللہ تعالیٰ ہے اداء فرض کا۔

حضرت عمرؓ کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں۔

تخریج: صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥٥٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٢٦) جامع الترمذي - الصلاة (١٨٣) سنن النسائي - المواقيت (٥٦٢) سنن النسائي - المواقيت (٥٦٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٧٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٥٠) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/٣٩) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/٥١) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٣)

شرح الحدیث: قوله: لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ: اسی طرح اس سے اگلی حدیث میں ہے حَتَّى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ، اس سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ تطوع کی ممانعت طلوع فجر سے متعلق نہیں، بلکہ اس کا تعلق صبح کی نماز سے ہے، یہی مذہب حسن بصریؒ کا ہے کہ طلوع فجر کے بعد [1] بھی صبح کی نماز سے پہلے تنفل جائز ہے، اور امام مالکؒ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے اس شخص کا جس سے صلوۃ اللیل فوت ہو جائے، لہذا یہ روایت جمہور کے خلاف ہوئی لیکن چونکہ بعض دوسری روایات میں طلوع کا لفظ وارد ہے اس لئے جمہور نے اسی کو اختیار کیا ہے چنانچہ مسند احمد میں ہے حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

١٢٧٧ - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: «جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، فَصَلِّ مَا شِئْتَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ، حَتَّى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ، ثُمَّ أَقْصِرْ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَتَرْتَفِعَ قِيسَ رُمْحٍ، أَوْ رُمْحَيْنِ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَيُصَلِّي لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ مَا شِئْتَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ، حَتَّى يَعْدِلَ الرُّمْحُ ظِلَّهُ، ثُمَّ أَقْصِرْ، فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ، وَتُفْتَحُ أَبْوَابُهَا، فَإِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ، فَصَلِّ مَا شِئْتَ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ، حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقْصِرْ، حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، وَيُصَلِّي لَهَا الْكُفَّارُ» . وَقَصَّ حَدِيثًا طَوِيلًا، قَالَ الْعَبَّاسُ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، إِلَّا أَنْ أُخْطِئَ شَيْئًا لَا أُرِيدُهُ، فَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ.

ترجمہ: عمرو بن عبسہ السلمی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول رات کا کونسا حصہ دعا کی قبولیت کا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کا آخری حصہ پس تم اس وقت میں جتنی چاہو نماز پڑھو اس لیے کہ اس وقت کی نماز میں (اعمال) لکھنے والے فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے جو فرشتے ان نمازوں کا ثواب لکھتے ہیں یہاں تک کہ تم فجر کی نماز پڑھ کر رک جاؤ سورج نکلنے تک یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ یا دو نیزے بلند ہو جائے اس لیے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اسکو کافر سجدہ کرتے ہیں پھر اسکے بعد جتنی چاہے نماز پڑھو اس لیے کہ نماز میں (اعمال) لکھنے والے فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے یہاں تک کہ نیزے کا سایہ اسکے برابر ہو جائے تو تم نماز پڑھنے سے رک جاؤ اس لیے کہ جہنم بھڑکائی جاتی ہے

[1] امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ علماء کا اجماع ہے اس پر کہ طلوع فجر کے بعد تطوع جائز نہیں اھ حافظ ابن حجرؒ نے اس پر اشکال کیا کہ اجماع نقل کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس میں بعض علماء کا اختلاف ہے، ۱۲۔

اور اسکے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر جب سورج ڈھلنے لگے تو جتنی چاہے نماز پڑھو اس لیے کہ نماز میں (اعمال) لکھنے والے فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے یہاں تک کہ عصر کی نماز ادا کرلو تو مغرب تک رک جاؤ اس لیے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور کافر اسکے آگے سجدہ کرتے ہیں اور (عمرو بن عبسہ نے) طویل حدیث بیان کی عباس راوی کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو سلام نے ابو امامہ کے واسطے سے بالکل اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر یہ کہ مجھ سے کوئی انجانے میں غلطی ہوگئی ہو تو اس پر میں استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

تخریج | جامع الترمذي – الدعوات (٣٥٧٩) سنن أبي داود – الصلاة (١٢٧٧)

شرح الحدیث قولہ: فَإِنَّمَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ: اسکی تشریح ہمارے یہاں جلد اول میں مواقیت الصلوۃ میں گزر چکی۔

قولہ: حَتَّى يَعْدِلَ الرُّمْحُ ظِلَّهُ: بظاہر اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ایک مثل کا وقت ہو جائے لیکن ظاہر ہے کہ یہ مراد نہیں بلکہ یہاں تو نصف النہار جس کو وقت الاستواء کہتے ہیں مراد ہے، صحیح مسلم کی روایت کے لفظ بہت صاف اور واضح ہیں حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ [1]، استقلال کے معنی ہیں چڑھنا یعنی رمح کا سایہ رمح پر چڑھ جائے یعنی زمین پر نہ پڑے، یہ حجاز، مکہ، مدینہ کے اعتبار سے ہے کہ وہاں سخت گرمی کے زمانے میں اشیاء کا سایہ اصل نصف النہار کے وقت بالکل نہیں رہتا بلکہ زوال کے بعد سایہ زمین پر پڑنا شروع ہوتا ہے، ابوداؤد کی اس روایت کا مطلب بھی وہی لیا جائیگا جو مسلم کی روایت کا ہے۔

حدیث میں رمح کی تخصیص بالذکر اس لئے ہے کہ عرب لوگوں کی عادت تھی کہ جب وہ معرفت وقت کا ارادہ کرتے تھے تو اپنے نیزوں کو زمین میں گاڑتے تھے اور پھر انکے سایہ کو دیکھتے تھے، فی الواقع اس کی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ ہر قائم اور سیدھی چیز کے ذریعے سے سایہ کی مقدار معلوم کی جاسکتی ہے۔

١٢٧٨ – حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ مُوسَى، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ يَسَارٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَآنِي ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أُصَلِّي بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَقَالَ: يَا يَسَارُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ، فَقَالَ: «لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ، لَا تُصَلُّوا بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ».

ترجمہ یسار مولی ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے مجھے طلوع فجر کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے یسار رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور اس وقت ہم اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ جو موجود ہے اسے چاہئے کہ غائب (غیر موجود) کو یہ بات پہنچادے کہ فجر کا وقت ہونے کے بعد دو رکعت (سنت) کے علاوہ کوئی (نفل) نماز نہیں ہے۔

تخریج جامع الترمذي – الصلاة (٤١٩) سنن أبي داود – الصلاة (١٢٧٨) سنن ابن ماجه – المقدمة (٢٣٥) مسند أحمد –

---

[1] صحيح مسلم – كتاب صلاة المسافرين وقصرها – باب إسلام عمرو بن عبسة ٨٣٢

مسند المكثرين من الصحابة (۲/۱۰٤)

شرح الحديث: قوله: لاتُصَلُّوا بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ: **حدیث کی تفسیر:** اسکے صحیح اور مرادی معنی جیسا کہ امام ترمذیؒ نے بیان کئے ہیں لاتصلوا بعد طلوع الفجر الا رکعتین یعنی فجر سے مراد طلوع فجر ہے نہ کہ صلوۃ فجر، اور سجدتین سے مراد رکعتین ہے اور رکعتین سے مراد صبح کی دو سنتیں، یہاں تین احتمال عقلاً اور ہیں جو مراد نہیں بلکہ وہ معانی بعض اساتذہ نے طلبہ کی تشحیذ اذہان کے طور پر ذکر کر دیئے ہیں: ① لاتصلوا بعد طلوع الفجر الاسجدتین (سجدتین کو حقیقی معنی پر محمول کیا جائے)، ② لاتصلوا بعد صلوۃ الفجر الاسجدتین (سجدتین کے حقیقی معنی)، ③ لاتصلوا بعد صلوۃ الفجر الا رکعتین، (سجدتین سے مراد رکعتین) ذكرت هذه المعاني الأربعة في الكوكب الدري [1]۔

۱۲۷۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، وَمَسْرُوقٍ، قَالَا: نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: «مَا مِنْ يَوْمٍ يَأْتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا صَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ».

ترجمہ: اسود اور مسروق سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم دونوں حضرت عائشہؓ کے اس قول کی گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جس دن بھی نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لاتے تو عصر کے بعد دو رکعت ضرور پڑھتے تھے۔

تخریج: صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥٦٥) صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥٦٦) صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥٦٧) صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥٦٨) صحيح البخاري - الحج (١٥٥٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٣٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٤) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٦) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٧) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٧٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٥٠) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٩٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٠٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٤٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٥٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٦٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٧٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٨٨) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٢٠٠) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٢٤١) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٥)

۱۲۸۰ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ ذَكْوَانَ، مَوْلَى عَائِشَةَ، أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ، وَيَنْهَى عَنْهَا، وَيُوَاصِلُ، وَيَنْهَى عَنِ الْوِصَالِ».

ترجمہ: ذکوان جو حضرت عائشہؓ کے مولیٰ ہیں وہ بتاتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں یہ بات بتلائی کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھتے حالانکہ اس سے امت کو منع فرماتے اور آپ ﷺ پے درپے روزے (صوم وصال) فرمایا کرتے حالانکہ اس سے امت کو منع فرمایا کرتے (گویا یہ آپ ﷺ کی خصوصیات تھیں)۔

---

[1] الكوكب الدري على جامع الترمذي - ج ١ ص ٣٧٧-٣٧٨

تخریج صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥٦٥) صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥٦٦) صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥٦٧) صحيح البخاري - مواقيت الصلاة (٥٦٨) صحيح البخاري - الحج (١٥٥٠) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٤) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٥) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٦) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٧) سنن النسائي - المواقيت (٥٧٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٨٠) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٩٦/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٠٩/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٤٥/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٥٩/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٦٩/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٧٦/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٨٨/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٠٠/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٤١/٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٣٥)

شرح الحديث قوله: كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ، وَيَنْهَى عَنْهَا: معلوم ہوا کہ صلوۃ بعد العصر آپ ﷺ کی خصوصیت ہے اور منع امت کے حق میں ہے۔

٣٠١۔ بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

باب مغرب (کی نماز) سے پہلے نماز پڑھنے کا شرعی حکم

رکعتین قبل صلوۃ المغرب کا روایتی حیثیت سے ثبوت: رکعتین قبل المغرب کا مسئلہ بھی موجب خلجان ہے، احادیث صحیحہ بخاری مسلم وغیرہ میں مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا امر بھی وارد ہے، لیکن اسکے باوجود نہ خود حضور ﷺ سے روایات مشہورہ میں ان کا پڑھنا ثابت ہے نہ اکابر صحابہؓ سے، بلکہ حضرات ابن عمرؓ نے تو جیسا کہ آگے کتاب میں آرہا ہے صاف انکار فرمایا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کے زمانے میں رکعتین قبل المغرب پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا، البتہ صحیح ابن حبان اور سنن سعید ابن منصور میں عبد اللہ بن مغفلؓ کی روایت ہے کہ آپ نے قبل المغرب رکعتین پڑھی ہیں، اسی طرح اسی باب میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کے زمانے میں قبل المغرب رکعتین پڑھی ہیں، اس پر شاگرد نے دریافت کیا کیا حضور ﷺ نے تم کو پڑھتے ہوئے دیکھا ہے فرمایا کہ ہاں دیکھا ہے، لیکن آپ نے نہ ہم سے اس کا امر فرمایا اور نہ نہی فرمائی، نیز متفق علیہ (بخاری و مسلم کی) روایت ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب مغرب کی اذان شروع ہوتی تھی قَامَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ [1]، تو صحابہ میں سے کچھ ستونوں کی طرف لپکتے تھے تاکہ نماز کھڑی ہونے سے قبل دو رکعت پڑھ لیں، سیاق روایت سے مستفاد ہو رہا ہے کہ اکابر و مشاہیر صحابہ ایسا نہیں کرتے تھے جیسا کہ لفظ ناس سے مترشح ہوتا ہے، اور میرے ذہن میں یہ آتا ہے کہ وہ ایسے ہی اشخاص ہوں گے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں آتا ہے فَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ يَقُولُونَ: قَصُرَتِ الصَّلَاةُ [2]، نیز جس روایۃ میں اس کا امر وارد ہے وہاں آپ ﷺ نے لمن شاء بھی فرمایا

[1] صحيح البخاري - كتاب الأذان - باب كم بين الأذان والإقامة ومن ينتظر الإقامة ٥٩٩، صحيح مسلم - كتاب صلاة المسافرين وقصرها - باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب ٨٣٧

[2] سنن ابن ماجه - كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها - باب فيمن سلم من ثنتين أو ثلاث ساهيا ١٢١٤

ہے کہ جس کا جی چاہے، ذکر ثواب وفضیلت اور ترغیبی کوئی پہلو اختیار نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ یہ رکعتین صرف مرخص فیہ ہیں مندوب اور مرغوب فیہ نہیں ہیں۔

یاد پڑتا ہے کہ بعض حواشی میں میں نے دیکھا تھا کہ رکعتین قبل المغرب کا جو امر بعض روایات میں وارد ہے وہ کوئی مستقل حکم نہیں ہے بلکہ اسکا تعلق نہی عن الصلوۃ بعد العصر سے ہے اور مقصد حضور ﷺ کا یہ ہے کہ عصر کے بعد تطوع کی جو نہی ہے وہ غروب پر آکر منتہی ہو جاتی ہے البتہ غروب کے بعد کوئی نفل پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یعنی اپنا شوق پورا کر سکتا ہے (گو خلاف اولیٰ ہے)۔

اس نماز کی بارے میں فقہاء کے اقوال: احقر کہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی انکے استحباب کا قائل نہیں ہے جیسا کہ فقہ کی کتب فروع سے معلوم ہوتا ہے (کما فی ہامش الکوکب الدری) اگرچہ امام ترمذیؒ نے امام احمدؒ سے اس کا استحباب نقل فرمایا ہے، لیکن حضرت شیخ حاشیہ کوکب میں لکھتے ہیں کتب حنابلہ سے صرف اباحت معلوم ہوتی ہے نہ کہ استحباب [1]۔

حنفیہ کے یہاں اس میں دو قول ہیں صاحب درمختار وغیرہ نے تو کراہت کا قول اختیار کیا ہے، اور بذل المجہود [2] میں حضرت سہارنپوریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے، اور شیخ ابن الہمامؒ نے اباحت کو ترجیح دی ہے، اور یہ کہ کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے، حضرت اقدس گنگوہیؒ کی رائے بھی اباحت ہی کی ہے بشرطیکہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو [3]۔

اور بعض صحابہ وتابعین جن کے اسماء صاحب منہل نے یہ لکھے ہیں، عبد الرحمن بن عوفؓ، ابی بن کعبؓ، انسؓ، جابرؓ، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰؒ، حسن بصریؒ، اسحاقؒ ان رکعتین کے استحباب کے قائل ہیں [4]، امام نوویؒ نے شرح مسلم [5] میں ان رکعتین کے استحباب ہی کا ترجمہ قائم کیا ہے آگے وہ فرماتے ہیں کہ اس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں اشہر القولین یہ ہے کہ مستحب نہیں، اور اصح القولین عند المحققین یہ ہے کہ مستحب ہیں، اور لکھا ہے کہ سلف میں بھی اس میں دو جماعتیں ہیں جو جماعت عدم استحباب کی قائل ہے اس میں انہوں نے خلفاء راشدین کے نام لکھے ہیں اور امام مالکؒ اور اکثر فقہاء کا بھی یہی مسلک لکھا ہے لیکن خود امام نوویؒ کی رائے استحباب کی ہے۔

---

[1] الکوکب الدري علی جامع الترمذي - ج ١ ص ٢١٤-٢١٥

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٢٢

[3] کوکب میں اسطرح ہے لیکن لامع الدراری میں حضرت نے ان رکعتین کے استحباب کو تسلیم فرمایا ہے اور یہ کہ آپ سے اس کا ثبوت فعلاً تو نہیں ہے لیکن قولاً و تقریراً ہے اور حضرت کی ایک اور تقریر میں تصریح ہے کہ اگر کوئی شخص بعجلت ان رکعتین کو پڑھ سکتا ہو تو ایسا کرنا مستحب ہے (حاشیہ لامع) کوکب میں یہ بھی لکھا ہے کہ عدم رویہ عدم وجود کی دلیل نہیں ہے، یہ ابن عمرؓ کی حدیث کے جواب کی طرف اشارہ ۱۲۔

[4] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ١٨٢

[5] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج ٦ ص ٩

۱۲۸۱ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ»، ثُمَّ قَالَ: «صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ لِمَنْ شَاءَ»، خَشْيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

ترجمہ: عبداللہ المزنی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھا کرو پھر فرمایا کہ مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھو یہ دو رکعت اس کیلئے ہیں کہ جس کا دل ان کو پڑھنے کا چاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات جس کا دل چاہے اس لئے فرمائی کہ آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ سمجھ لیں۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١١٢٨) صحيح البخاري - الاعتصام بالكتاب والسنة (٦٩٣٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٨١) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/٥٥)

۱۲۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَرَآكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، رَآنَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا، وَلَمْ يَنْهَنَا».

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھی ہیں۔ راوی مختار بن فلفل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رکعات پڑھتے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھا تو نہ ہمیں اس کا حکم دیا نہ ہمیں منع فرمایا۔

تخریج: صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٣٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٨٢)

۱۲۸۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ شَاءَ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے جو چاہے پڑھے۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٥٩٨) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٣٨) جامع الترمذي - الصلاة (١٨٥) سنن النسائي - الأذان (٦٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٨٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٦٢) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٨٦/٤) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥٤/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥٦/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥٧/٥) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٠)

شرح الحدیث: اس میں تغلیب ہے، مراد اذان اور اقامت ہے تغلیباً أذانين فرمایا جیسے کہتے ہیں شمسین، قمرین وغیرہ، یہ حدیث متفق علیہ ہے امام بخاری و مسلم دونوں نے اسکی تخریج کی ہے، جو علماء مغرب میں بھی اذان و اقامت کے درمیان تطوع کے قائل

ہیں ان کی تو یہ حدیث دلیل ہے اور اپنے عموم پر ہے اور جو علماء اس کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے ایسا تغلیباً فرمایا[1]،
للأکثر حکم الکل کے طور پر، اور دوسرا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ مسند بزار، بیہقی، دار قطنی، میں إِلَّا الْمَغْرِبَ کا استثناء مذکور ہے
لیکن یہ استثناء والی روایت ضعیف ہے، حیان بن عبید اللہ اس استثناء کے ساتھ متفرد ہے، اور یا یہ کہا جائے کہ یہ حدیث پانچ نمازوں
میں سے چار کے حق میں تو استحباب و ترغیب پر محمول ہے اور ایک نماز مغرب کے حق میں جواز پر محمول ہے، اسلئے کہ جواز تو
بہر حال مغرب میں بھی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۸۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ، عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقَالَ: «مَا رَأَيْتُ أَحَدًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا، وَرَخَّصَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: «هُوَ شُعَيْبٌ - يَعْنِي - وَهِمَ شُعْبَةُ فِي اسْمِهِ».

ترجمہ: ابو شعیب طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ طاؤس فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ سے مغرب سے پہلے دو رکعت نماز کے متعلق پوچھا گیا تو ابن عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی کو یہ دو رکعت پڑھتے نہیں دیکھا اور آپ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کی رخصت عطا فرمائی۔ امام ابوداودؒ فرماتے ہیں یحییٰ بن معین سے سنا فرماتے ہیں شعبہ کو نام کے بارے میں وہم ہو گیا صحیح نام شعیب ہے (نہ کہ ابو شعیب)۔

شرح الحدیث: حضرت گنگوہیؒ کے نزدیک چونکہ رکعتین قبل المغرب جائز بلکہ مستحب ہیں (کما تقدم) اس لئے حضرت فرماتے ہیں عدم رویت عدم وجود کو مستلزم نہیں نیز قاعدہ ہے کہ مثبت اولیٰ ہے نافی سے (الکوکب[2])۔

المثبت اولی من النافی قاعدہ مطلق نہیں بلکہ مقید ہے: لیکن شیخ ابن الہمام فرماتے ہیں یہ قاعدہ کلیہ نہیں چنانچہ جس مقام پر نفی من جنس ما یعرف بدلیلہ ہو وہاں وہ نفی اثبات کے برابر ہوتی ہے اسلئے کہ اثبات کو نفی پر ترجیح اس لئے ہے کہ مثبت کے پاس زیادتی علم ہے بخلاف نفی کے کہ وہ کبھی ظاہر حال کے اعتبار سے بھی کر دیتے ہیں بغیر دلیل کے، لیکن جو نفی ما یعرف بدلیلہ کے قبیل سے ہو وہ صرف ظاہر حال کے اعتبار سے نہیں ہوتی وہاں نافی کے پاس بھی دلیل ہوتی ہے اور ابن عمرؓ کی یہ بات کہ ہم نے کسی کو رکعتین پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا گویا اپنا مشاہدہ بیان کر رہے ہیں لہذا یہ بلا دلیل نہیں اھ[3]، ابن الہمامؒ کا مقصد صرف قاعدہ اصولیہ پر متنبہ کرنا ہے ورنہ یہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ ان رکعتین کی اباحت کے قائل ہیں۔

---

[1] تو گویا اس حدیث میں دو تغلیب ہیں ایک من حیث اللفظ والتعبیر اور دوسری من حیث الحکم، ۱۲۔
[2] الکوکب الدری علی جامع الترمذی - ج ۱ ص ۲۱۵
[3] فتح القدیر علی الهدایة شرح بدایة المبتدی للکمال ابن الهمام - ج ۱ ص ۴۶۳

۳۰۲- بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى

باب نماز چاشت کے بارے میں

لغوی تحقیق: بعض کہتے ہیں یہ اضافت بحذف مضاف ہے أي صلوة وقت الضحی، لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ اضافت بمعنی فی ہے أي صلوة في الضحی، جیسے صلوة الليل أي صلوة في الليل۔

ضحی ضحوۃ کی جمع ہے جیسے "قریٰ قریۃ" کی، ضحی ایک مخصوص وقت کا نام ہے یعنی وقت ارتفاع شمس، اس وقت سے لیکر الی قبیل نصف النہار لیکن وقت مختار اس نماز کا ربع نہار کے بعد سے ہے کما فی الدر المختار وغیرہ، بعض علماء نے لکھا ہے کہ ربع نہار تک کا وقت ضحوۂ صغری ہے اور ربع نہار سے الی نصف النہار یہ ضحوۂ کبری کہلاتا ہے۔

صلوة الضحی کے بارے میں اختلاف روایات: اسکے بعد سمجھئے کہ صلوۃ الضحی کے سلسلے میں روایات حدیثیہ میں بہت اختلاف ہے، نفیاً واثباتاً جیسا کہ روایات الباب کو دیکھنے سے اندازہ ہو جائیگا، صلوۃ الضحی کی روایات صحاح ستہ میں موجود ہیں، اور سبھی مصنفین نے اس کیلئے ابواب قائم کیے ہیں، حضرت امام بخاریؒ نے بھی اس سے متعلق متعدد ابواب قائم کیے ہیں، البتہ امام نسائیؒ نے اس کا کوئی باب منعقد نہیں فرمایا، گو روایت اس کی نسائی میں موجود ہے۔

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں مجھ سے کسی صحابیؓ نے نہیں بیان کیا کہ حضور ﷺ صلوۃ الضحی پڑھتے تھے، سوائے ام ہانیؓ کے کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن اسکی آٹھ رکعات پڑھی ہیں [1]، اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو صلوۃ الضحی پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ میں خود پڑھتی ہوں [2]، یہ دونوں روایتیں صحیح بخاری میں ہیں، صحیح مسلم میں ہے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ضحی کی چار رکعات پڑھتے تھے وَيَزِيدُ مَا شَاءَ [3]، آگے ایک روایت میں آرہا ہے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا گیا، کیا حضور ﷺ صلوۃ الضحی پڑھتے تھے فَقَالَتْ: «لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ» [4] یعنی اگر آپ ضحی کے وقت اپنے کسی سفر سے واپس تشریف لائے تب تو پڑھتے تھے یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے، یہ چند روایات نمونہ کے طور پر لکھی گئی ہیں۔

اختلاف روایات کی توجیہات: علماء نے اس اختلاف کی مختلف توجیہات فرمائی ہیں: ① اثبات کا تعلق نفس صلوۃ سے ہے اور نفی کا تعلق دوام سے ہے، ② نفی کا تعلق وجود سے نہیں بلکہ رویت سے ہے کہ میں نے نہیں دیکھا، ③ نفی کا تعلق اظہار

---

[1] صحيح البخاري - أبواب التطوع - باب صلاة الضحى في السفر ۱۱۲۲

[2] صحيح البخاري - أبواب التطوع - باب من لم يصل الضحى ورآه واسعا ۱۱۲۳

[3] صحيح مسلم - كتاب صلاة المسافرين وقصرها - باب استحباب صلاة الضحى الخ - باب عدد ركعات الضحى ۷۱۹

[4] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب صلاة الضحى ۱۲۹۲، صحيح مسلم - كتاب صلاة المسافرين وقصرها - باب استحباب صلاة الضحى الخ ۷۱۷

سے ہے یعنی آپ صلوۃ الضحی علی وجہ الشہرۃ والاعلان نہیں پڑھتے تھے۔

امام خطابیؒ فرماتے ہیں: صلوۃ الضحی کا ثبوت حضور ﷺ سے تواتراً ثابت ہے اسکا انکار جیسا کہ بعض علماء سے منقول ہے صحیح نہیں بلکہ نفی کی روایات مؤول ہیں، چنانچہ یہاں سنن ابوداؤد میں متعدد روایات اسکی ترغیب اور فضیلت میں موجود ہیں صحیح بخاری میں ہے ابوہریرہؓ فرماتے ہیں أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلَاةِ الضُّحَى وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ [1]، ابن جریر طبریؒ نے بھی اسکی روایات کا حد تواتر کو پہونچنا لکھا ہے، کما فی ہامش اللامع [2] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں حاکم نے صلوۃ الضحی کے اثبات میں جو روایات وارد ہیں انکو ایک مستقل جزء میں جمع کیا ہے اور اسکے رواۃ کو بیس صحابہ تک پہونچادیا ہے۔

صلوۃ الضحی میں فقہاء کے اقوال: نیز حافظؒ فرماتے ہیں ابن قیمؒ نے اس میں علماء کے چھ قول ذکر کئے ہیں [3]، حضرت شیخ نے لکھا ہے ائمہ اربعہ اس کے استحباب پر متفق ہیں، البتہ تأکد، وعدم تأکد میں اختلاف ہے، امام شافعی ومالک کے نزدیک مستحب علی التأکد ہے، حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے بلا تأکد، امام احمدؒ کے نزدیک مستحب ہے بغیر دوام اور مواظبۃ کے یعنی احیاناً، ابن عمرؓ کے نزدیک بدعت ہے، وقیل لایشرع الا بسبب (جو کوئی خاص اور نئی بات پیش آئے جیسے آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن پڑھی تھی)۔

صلوۃ الاشراق کی تحقیق: اس کے بعد جاننے کہ عام طور سے فقہاء ومحدثین صرف صلوۃ الضحی کو ذکر کرتے ہیں اسی کا باب باندھتے ہیں، صلوۃ الاشراق کو ذکر نہیں کرتے مشائخ سلوک وصوفیاء کرام کے نزدیک یہ دو نمازیں ہیں، ایک صلوۃ الاشراق جو ارتفاع شمس سے ربع نہار تک پڑھی جاتی ہے، اور دوسری صلوۃ الضحی جس کا افضل وقت ربع نہار کے بعد سے نصف النہار کے قریب تک ہے، احیاء العلوم اور اس کی شرح میں ان دونوں نمازوں کی تصریح موجود ہے کہ حضور ﷺ سے یہ دونوں نمازیں ثابت ہیں اور اس کی اصل حضرت علیؓ کی وہ حدیث مرفوع ہے جو جامع ترمذی، شمائل ترمذی اور نسائی میں موجود ہے: كَانَ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَا هُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا كَانَتْ مِنْ هَا هُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هَا هُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلَّى أَرْبَعًا [4] کہ جب سورج صبح کے وقت بجانب مشرق اتنا بلند ہو جاتا تھا جتنا کہ عصر کے وقت بجانب مغرب ہوتا ہے تو اس وقت آپ ﷺ رکعتین پڑھتے تھے (یہ تو ہوئی اشراق کی نماز) اور جب سورج بجانب مشرق اتنا بلند ہوتا تھا جتنا کہ بجانب

---

[1] صحیح البخاري – أبواب التطوع – باب صلاة الضحى في الحضر ١١٢٤

[2] لامع الدراري على جامع البخاري – ج ٢ ص ٥٢

[3] فتح الباري شرح صحيح البخاري – ج ٣ ص ٥٥

[4] جامع الترمذي – الجمعة (٥٩٨) سنن النسائي – الإمامة (٨٧٤) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٦١) مسند أحمد – مسند العشرة المبشرين بالجنة (٨٥/١)

مغرب ظہر کے وقت ہوتا ہے تو اس وقت آپ ﷺ چار رکعات پڑھتے تھے (یہ ہوئی صلوۃ الضحی چاشت کی نماز)۔

حضرت شیخ تو یہی فرماتے ہیں کہ محدثین کے یہاں یہ دو نمازیں الگ نہیں ہیں، صوفیاء کے یہاں ہیں، لیکن لمعات شرح مشکوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس پر بحث فرمائی ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ لوگوں کے درمیان میں تو یہ دو نمازیں متعارف ہیں ایک بوقت ارتفاع شمس بقدر رمح اور رمحین جسکو وہ صلوۃ الاشراق کہتے ہیں اور دوسری نماز ربع نہار پر پڑھتے ہیں جسکو وہ صلوۃ الضحی کہتے ہیں اکثر احادیث میں ان دونوں نمازوں پر صلوۃ الضحی ہی کا اطلاق کیا گیا ہے، اور بعض احادیث میں اس پر صلوۃ الاشراق کا بھی اطلاق کیا گیا ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے جمع الجوامع میں طبرانی کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ام ہانی سے اس حدیث کے بعد (يَا ابْنَ آدَمَ، ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ[1]) فرمایا يَا أُمَّ هَانِئٍ، هَذِهِ صَلَاةُ الْإِشْرَاقِ[2]، اور شیخ علی متقی نے تو جمع الجوامع کی ترتیب (کنز العمال) میں صلوۃ الاشراق کے عنوان سے ایک مستقل باب منعقد فرمایا ہے اھ۔

مگر پھر آگے چل کر صاحب لمعات اپنی رائے اس طرح لکھتے ہیں کہ فی الواقع یہ مستقل دو نمازیں نہیں ہیں، بلکہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس نماز کو کبھی اس وقت میں پڑھا ہے (اول نہار) اور کبھی اس وقت میں پڑھا (ربع نہار) اس لئے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ دو نمازیں الگ الگ ہیں، انتہی کلامہ، اس[3] سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی متقیؒ صاحب کنز العمال کے نزدیک یہ دو نمازیں ہیں، گو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کو اس سے اتفاق نہیں۔ يصبح على كل سلامى من ابن آدم (وفي رواية من أحدكم) صدقة[4] الخ۔

۱۲۸۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ، ح وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، الْمَعْنَى، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنَ ابْنِ آدَمَ صَدَقَةٌ، تَسْلِيمُهُ عَلَى مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُهُ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيُهُ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُهُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَبُضْعَةُ أَهْلِهِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى». قَالَ أبو داود: وَحَدِيثُ عَبَّادٍ أَتَمُّ، وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ الْأَمْرَ، وَالنَّهْيَ، زَادَ فِي حَدِيثِهِ: وَقَالَ كَذَا وَكَذَا، وَزَادَ ابْنُ مَنِيعٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَحَدُنَا يَقْضِي شَهْوَتَهُ، وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ، قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِي غَيْرِ حِلِّهَا أَلَمْ يَكُنْ يَأْثَمُ».

---

[1] المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۷۷٤٦ ج۸ ص ۱۷۹

[2] المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۹۸٦ ج ۲٤ ص ٤٠٦

[3] احقر نے لمعات میں یہ مضمون اپنے حضرت شیخ کے وصال کے بعد دیکھا تھا، اگر شیخ کی حیات میں دیکھ لیتا تو ان کو اس سے مطلع کرتا یقیناً بہت محظوظ ہوتے یغفر اللہ لنا ولہ، یہ مضمون الفیض السمائی میں بھی لکھا گیا ہے۔

[4] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ـ ج٦ ص ٤١١ - ٤١٢

ترجمہ حضرت ابوذرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابن آدم کے ہر جوڑ پر جبکہ وہ صبح کرتا ہے صدقہ واجب ہے کسی ملنے والے کو سلام کرنا صدقہ ہے اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المنکر صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے بیوی سے ہمبستری کرنا بھی صدقہ ہے اور تمام جوڑوں پر واجب صدقہ کی طرف سے دو رکعت چاشت کی پڑھ لینا کافی ہو جاتا ہے اور عباد کی حدیث مکمل ہے اور مسدد نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر نہیں کیا انہوں نے اپنی حدیث میں یہ زیادتی کی کہ حماد نے فرمایا ایسے اور ایسے اور ابن منیع نے اپنی حدیث میں یہ زیادتی کی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش پوری کرے اور یہ اس کے لئے صدقہ ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو پھر اگر وہ شخص حرام جگہ اپنی خواہش پوری کرے تو کیا وہ گناہ گار نہ ہوگا۔

تخریج صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٨٥)

شرح الحدیث قوله: يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنَ ابْنِ آدَمَ (وفي رواية من أحد كم) صَدَقَةٌ: صَدَقَةٌ ترکیب میں يُصْبِحُ کا اسم ہے اور جار مجرور اپنے متعلق سے مل کر اس کی خبر ہے، اى تصبح الصدقةُ واجبةً على كل سلامى...... سلامی جمع ہے سلامية کی، سلامیہ بمعنی انملہ (انگلی کا پورا) یعنی روزانہ تم میں سے ہر ایک شخص پر اس کے جوڑوں اور پوروں کے طرف سے صدقہ واجب ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ آدمی کے بدن میں جیسا کہ مشہور ہے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر روز ہر شخص اپنے تمام اعضاء اور جوڑوں کی سلامتی کے ساتھ صبح کرتا ہے، پس اس نعمت عظمیٰ کے شکر میں ہر بندے پر اس کے اعضاء کی طرف سے روزانہ صدقہ واجب ہوتا ہے، اب یہاں یہ سوال ہوتا تھا کہ ہر شخص میں اتنی استطاعت کہاں ہے کہ روزانہ تین سو ساٹھ صدقے کرے، اس لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تَسْلِيمُهُ عَلَى مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُهُ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ الخ، غرض کہ ہر نیکی صدقہ ہے، اور دو رکعت نماز چاشت کی ان تمام صدقات کیلئے کافی ہے (ان کے قائم مقام ہے) اس لئے کہ مقصد تو ہر عضو اور جوڑ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا اس پر جو حق واجب ہے اس کو ادا کرنا ہے، اور نماز میں چونکہ بدن کا ہر عضو اور جوڑ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں متحرک ہو جاتا ہے اس لئے اس اعضاء کی طرف سے حق واجب ادا ہو جاتا ہے۔

١٢٨٦ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيِّ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، فَلَهُ بِكُلِّ صَلَاةٍ صَدَقَةٌ، وَصِيَامٍ صَدَقَةٌ، وَحَجٍّ صَدَقَةٌ، وَتَسْبِيحٍ صَدَقَةٌ، وَتَكْبِيرٍ صَدَقَةٌ، وَتَحْمِيدٍ صَدَقَةٌ» . فَعَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذِهِ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ، ثُمَّ قَالَ: «يُجْزِئُ أَحَدَكُمْ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَا الضُّحَى» .

ترجمہ ابو الاسود دؤلی فرماتے ہیں کہ اس دوران کہ ہم حضرت ابوذرؓ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر روزانہ صبح ہونے کے بعد ایک صدقہ لازم ہے پس اس کی نماز صدقہ ہے اور اس کا روزہ رکھنا صدقہ ہے

اورج کرنا صدقہ ہے اور سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور الحمد للہ کہنا صدقہ ہے پس آپ ﷺ نے ان نیک اعمال کو شمار فرمایا پھر فرمایا اور تم میں سے ایک شخص کو ان سب سے چاشت کی دو رکعت پڑھ لینا کافی ہو جاتا ہے۔

تخریج: صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٨٦)

١٢٨٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ «مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، حَتَّى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحَى، لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ».

ترجمہ: سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسی جگہ بیٹھا رہے یہاں تک کہ چاشت کے نفل پڑھ لے اس وقت میں وہ صرف خیر اور بھلائی والی بات کے سواء کوئی بری بات نہ کرے تو اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٢٨٧) مسند أحمد - مسند المكيين (٤٣٩/٣)

١٢٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي إِثْرِ صَلَاةٍ، لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا، كِتَابٌ فِي عِلِّيِّينَ».

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا جبکہ دونوں کے درمیان کوئی بے فائدہ بات نہ ہو ایسا نیک عمل ہے جو علیین میں لکھا جاتا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٢٨٨) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٦٤/٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٦٨/٥)

شرح الحدیث: ایک نماز کے بعد دوسری نماز (خواہ نفل کے بعد فرض ہو یا اس کا عکس) اس طور پر پڑھنا کہ ان دونوں کے درمیان وہ مصلی کوئی لغو اور بے فائدہ کلام یا فعل نہ کرے تو یہ مقبول ترین عمل ہے، کتاب بمعنی مکتوب اور علیین اس رجسٹر کا نام ہے جس میں ابرار کے اعمال صالحہ درج ہوتے ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ ایک مقام کا نام ہے ساتویں آسمان پر عرش کے نیچے، لغو سے مراد کوئی نامناسب قول یا فعل جس میں کچھ ثواب اور فائدہ نہ ہو (منہل [1])۔

مناسبة الحديث بالترجمة: اس حدیث کو باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ مختصر ہے اور مطول حدیث مسند احمد میں ہے، اس میں سبحة الضحي کا ذکر ہے (بذل [2]) احقر کہتا ہے کہ یہ حدیث اسی سند کے ساتھ سنن ابو داؤد میں ابواب الجماعہ کے ذیل میں بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ میں گزر چکی ہے اس میں تَسْبِيحِ الضُّحَى [3] کا لفظ مذکور ہے۔

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ١٩١

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٣١-٣٢

[3] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما جاء في فضل المشي إلى الصلاة ٥٥٨

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ فضول کام اور لغویات کا اثر انسان کے عمل صالح پر پڑتا ہے، اور عمل صالح کے مقبول ہونے پر یہ چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں، لہذا لغویات سے بچ کر اپنے اعمال صالح کی حفاظت کرنی چاہیے واللہ الموفق۔

۱۲۸۹ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَبِي شَجَرَةَ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ، لَا تُعْجِزْنِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي أَوَّلِ نَهَارِكَ، أَكْفِكَ آخِرَهُ".

ترجمہ: نعیم بن ہمار سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم تو دن کے اوّل حصے میں چار رکعت چاشت سے عاجز نہ بن تو میں تیرے سارے دن کی ضروریات اور مشغولیات کو کافی ہو جاؤں گا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (۱۲۸۹) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۸۶/۵) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۸۷/۵) سنن الدارمي - الصلاة (۱۴۵۱)

شرح حدیث: نعیم بن ہمار صحابیؓ ہیں ان کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں نعیم بن همار، وقیل نعیم بن خمار وقیل ابن هبار وقیل ابن همام والصحیح ابن همار (کذا قال الترمذی [1])، ترجمہ یہ ہے: اے ابن آدم نہ فوت کر تو مجھ سے چار رکعات کو اپنے اول نہار میں، کفایت کروں گا میں تیرے مہمات اور حوائج کی آخر نہار تک، جب کسی شخص سے کوئی کام نہ ہو سکے اور فوت ہو جائے تو اس وقت کہا جاتا ہے اعجزہ الامر یعنی اس سے وہ کام فوت ہو گیا [2]۔

اس حدیث میں جن چار رکعات کا ذکر ہے ان سے صبح کی سنتیں اور فرض بھی مراد ہو سکتی ہیں، اور چاشت کی چار رکعات بھی، مصنفؒ نے دوسرے معنی مراد لئے ہیں۔

۱۲۹۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ»، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ سُبْحَةَ الضُّحَى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: إِنَّ أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ سُبْحَةَ الضُّحَى، بِمَعْنَاهُ.

---

[1] واختلفوا في نعيم، فقال بعضهم: نعيم بن خمار، وقال بعضهم: ابن همار، ويقال: ابن هبار، ويقال: ابن همام. والصحيح ابن همار (جامع الترمذي - كتاب الوتر - باب ما جاء في صلاة الضحى ۴۷۴)

[2] اس شخص کو فلاں کام نے عاجز کر دیا اور وہ کام اس کے قابو میں نہیں آیا بلکہ فوت ہو گیا، ۱۲۔

ترجمہ: ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن چاشت کی آٹھ رکعات پڑھیں ہر دو رکعت میں سلام پھیرا، احمد بن صالح فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن چاشت کی نماز پڑھی پھر اسی حدیث کے مثل بات ذکر کی ابن سرح فرماتے ہیں کہ ام ہانی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں (ابن سرح) نے چاشت کی نماز کا ذکر نہیں کیا۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (٣٥٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٣) صحيح البخاري - الجمعة (١١٢٢) صحيح البخاري - الجزية (٣٠٠٠) صحيح البخاري - المغازي (٤٠٤١) صحيح البخاري - الأدب (٥٨٠٦) صحيح مسلم - الحيض (٣٣٦) جامع الترمذي - الصلاة (٤٧٤) سنن النسائي - الطهارة (٢٢٥) سنن النسائي - الغسل والتيمم (٤١٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٩٠) سنن ابن ماجه - الطهارة وسننها (٦١٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٧٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٤١/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٤١/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٤٣/٦) مسند أحمد - من مسند القبائل (٤٢٣/٦) مسند أحمد - من مسند القبائل (٤٢٥/٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٥٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٥٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٢) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٣)

١٢٩١ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ، فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا، وَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ يَرَهُ أَحَدٌ صَلَّاهُنَّ بَعْدُ».

ترجمہ: ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے ام ہانی ؓ کے سوا اس بارے میں کسی نے نہیں بتایا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا صرف ام ہانی ؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ان کے گھر میں غسل فرمایا اور آٹھ رکعات نماز پڑھی پھر اس کے بعد کسی نے آپ ﷺ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

تخریج: صحيح البخاري - الغسل (٢٧٦) صحيح البخاري - الصلاة (٣٥٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٥٣) صحيح البخاري - الجمعة (١١٢٢) صحيح البخاري - الجزية (٣٠٠٠) صحيح البخاري - المغازي (٤٠٤١) صحيح البخاري - الأدب (٥٨٠٦) صحيح مسلم - الحيض (٣٣٦) جامع الترمذي - الصلاة (٤٧٤) جامع الترمذي - الاستئذان والآداب (٢٧٣٤) سنن النسائي - الطهارة (٢٢٥) سنن النسائي - الغسل والتيمم (٤١٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٩١) سنن ابن ماجه - الطهارة وسننها (٤٦٥) سنن ابن ماجه - الطهارة وسننها (٦١٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٧٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٤١/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٤١/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٤٣/٦) مسند أحمد - من مسند القبائل (٤٢٣/٦) مسند أحمد - من مسند القبائل (٤٢٥/٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٥٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٥٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٢) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٣)

١٢٩٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى، فَقَالَتْ: «لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ»، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرِنُ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ، قَالَتْ: «مِنَ الْمُفَصَّلِ».

ترجمہ: عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں مگر یہ کہ آپ ﷺ اپنے کسی سفر سے واپس آئے ہوں، میں نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ دو دو سورتیں ملا کر پڑھتے تھے انہوں جواب دیا کہ مفصل کی سورتوں میں ایسا کرتے تھے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٧٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧١٧) سنن النسائي - الصيام (٢١٨٤) سنن النسائي - الصيام (٢١٨٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٩٢) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٨٥/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٨٦/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٦٨/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٧٠/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٧٧/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٧٨/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢١٠/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢١٥/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٢٣/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٣٨/٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٥)

شرح الحدیث: قولہ: فَقَالَتْ: «لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ»: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، حضور ﷺ چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے الایہ کہ اپنے کسی سفر سے (چاشت کے وقت) واپس تشریف لائے ہوں، اس پر کلام ہمارے یہاں اس باب کے شروع میں گزر چکا ہے، یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں چاشت کی نماز بغیر کسی سبب کے مشروع نہیں، اس سلسلہ کی روایات متعارضہ کے درمیان تطبیق اور توجیہ شروع باب میں گزر چکی۔

قولہ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرِنُ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ، قَالَتْ: «مِنَ الْمُفَصَّلِ»: قرن یقرن باب ضرب ونصر دونوں سے ہے یعنی کیا آپ ﷺ نفل نماز میں دو دو سورتیں ملا کر پڑھتے تھے فرمایا ہاں مفصل کی سورتوں میں سے ایسا کرتے تھے، مفصل کی جن دو دو سورتوں کو ملا کر آپ ﷺ تہجد کی نماز میں پڑھتے تھے، اسکی تفصیل آگے کتاب میں بَابُ تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ میں آرہی ہے، عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث (رقم ١٣٩٦) میں جس کو "حدیث النظائر" سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

١٢٩٣ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: «مَا سَبَّحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ، وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا، وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ، فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ».

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر حضرت عائشہؓ جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں ان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (میرے پاس) چاشت کے نفل نہیں پڑھے لیکن میں پڑھتی ہوں بیشک حضور ﷺ بعض کام کرنا چاہتے تھے لیکن وہ کام پسندیدہ ہونے کے باوجود نہ فرماتے اس خوف سے کہ لوگ اسکو پڑھنے لگیں اور پھر یہ ان پر فرض ہی ہو جائے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٧٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧١٧) سنن النسائي - الصيام (٢١٨٤) سنن النسائي - الصيام (٢١٨٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٩٣) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٤/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٨٥/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٨٦/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٦٨/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٧٠/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٧٧/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٧٨/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢١٠/٦) مسند

أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/ ٢١٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/ ٢٢٣) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/ ٢٣٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٣٦٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٥)

شرح الحديث قوله: أَنَّهَا قَالَتْ: «مَا سَبَّحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ، وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا: حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں حضور ﷺ نے صلوۃ الضحی بالکل نہیں پڑھی لیکن میں پڑھتی ہوں، اس حدیث کا حوالہ اور توجیہ باب کے شروع میں آچکی ہے، مثلا یہ کہ دوام کی نفی ہے "کما قال البیھقی" یا رؤیت کی نفی ہے کہ میں نے نہیں دیکھا، اس لئے کہ چاشت کے وقت حضور ﷺ عائشہؓ کے پاس عادۃً نہیں ہوتے تھے یا تو سفر میں ہوتے تھے یا اسوقت آپ ﷺ مسجد میں ہوتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کا حیرت انگیز اہتمام عمل: یہاں حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں "لیکن میں خود یہ نماز پڑھتی ہوں" موطأ مالک کی ایک روایت میں ہے وہ فرماتی ہیں: لَوْ نُشِرَ لِي أَبَوَايَ مَا تَرَكْتُهُنَّ [1] کہ اگر کوئی بالفرض مجھ سے یہ آکر کہے کہ تمہارے ماں باپ دونوں زندہ ہو کر پھر دنیا میں آگئے (ان سے ملنے چلو) تو میں اس وقت میں بھی اس نماز کو نہیں چھوڑ سکتی، اللہ اکبر! ان حضرات صحابہ کرامؓ وصحابیات کے یہاں آخرت کی تیاری میں اعمال کا کس قدر اہتمام تھا، اور فی الواقع آخرت کا مسئلہ ہے ہی اس قابل کہ اسکا ایسا اہتمام کیا جائے، وہاں کی زندگی لا متناہی ہے کروڑوں سال گزرنے پر بھی ختم ہونے کا نام نہیں، وہاں کی ہر چیز راحت ہو یا مصیبت دائمی ہے، ہمارے اسلاف واکابر بھی بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کا نمونہ تھے، اللّٰھم احشر نا معھم وارزقنا اتباع ھدیھم۔

١٢٩٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سِمَاكٌ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ كَثِيرًا، «فَكَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْغَدَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

ترجمہ سماک فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی ہم نشینی اختیار کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں بہت کثرت سے، پس آپ ﷺ اپنی اس جگہ سے جہاں صبح کی نماز پڑھی ہو نہ اٹھتے تھے جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو تا تھا پھر جب سورج طلوع ہو تا تب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تھے۔

تخریج صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٦٧٠) صحيح مسلم - الفضائل (٢٣٢٢) جامع الترمذي - الجمعة (٥٨٥) سنن النسائي - السهو (١٣٥٧) سنن النسائي - السهو (١٣٥٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٩٤) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/ ٨٩) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/ ٩١) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/ ٩٧) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/ ١٠٠) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/ ١٠١) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/ ١٠٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥/ ١٠٧)

شرح الحديث قوله: حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: یہ چاشت کی نماز ہو گئی، یا مراد یہ ہے

---

[1] موطأ مالك - كتاب قصر الصلاة في السفر - باب صلاة الضحى ٣٦١

قام وانصرف الی البیت، اس صورت میں حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت نہ ہوگی۔

٣٠٢۔ بَابٌ فِي صَلَاةِ النَّهَارِ

دن کے وقت کی نماز کے متعلق باب

آگے ایک باب اور آرہا ہے اس کا مقابل بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، اس پہلے باب میں مصنف جو حدیث لائے ہیں اس میں صلوۃ اللیل والنہار دونوں کا ذکر ہے صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى [1]، اور آنے والے باب کی حدیث میں صرف اللیل مذکور ہے صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى [2]۔

١٢٩٥ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَارِقِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دن اور رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (٤٦٠) صحيح البخاري - الصلاة (٤٦١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٦) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٥٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٨٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٩) جامع الترمذي - الصلاة (٤٣٧) جامع الترمذي - الصلاة (٤٦١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٩٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٦٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٦٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٦٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٦٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٧٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٧٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٧٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٢٩٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٧٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٧٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣١٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٢٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٢٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٩)

شرح الحدیث **حدیث الباب "النہار" کی زیادتی کی تحقیق:** یہ حدیث دراصل ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ ابن عمرؓ سے اس کو روایت کرنیوالے متعدد رواۃ ہیں، علی بن عبد اللہ البارقی، نافع، طاؤس، عمرو بن دینار وغیرہ، ان رواۃ میں سے صرف علی بن عبد اللہ البارقی نے اس حدیث میں نہار کی زیادتی ذکر کی ہے، جس کو مصنف یہاں اس باب میں لائے ہیں، البارقی

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب في صلاة النهار ١٢٩٥

[2] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب صلاة الليل مثنى مثنى ١٣٢٦

کے علاوہ دوسرے رواۃ کی روایت کو آنے والے باب میں لائے ہیں (جس میں والنہار کی زیادتی نہیں ہے)، امام ترمذیؒ نے بھی ایسا ہی کیا ہے کہ دو باب الگ الگ قائم کئے، ایک باب میں عدم زیادتی والی حدیث لائے ہیں اور اسکو حسن "صحیح" فرمایا ہے اور دوسرے باب میں زیادتی والی روایت لائے ہیں اس کو غیر صحیح قرار دیا ہے، اگرچہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ علی بن عبداللہ البارقی کی متابعت عبداللہ العمری نے کی ہے، مگر چونکہ امام ترمذیؒ کے نزدیک عمری ضعیف ہیں اس لئے ان کی متابعت کا اعتبار نہیں کیا ...... امام ترمذیؒ کی طرح امام نسائیؒ نے بھی والنہار کی زیادتی کو خطا قرار دیا ہے، اور امام بخاریؒ و مسلمؒ نے یہ حدیث صرف عمرو بن دینار و نافع کے طریق سے لی ہے، یعنی جس میں والنہار کی زیادتی نہیں ہے، ویسے امام بخاریؒ نے اگرچہ "نہار" کی زیادتی والی روایت کو صحیح بخاری میں نہیں لیا، لیکن انہوں نے ایک سوال کے جواب میں اس زیادتی کو ثابت مانا ہے، اور اسی طرح امام بیہقیؒ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے اور فرمایا کہ "البارقی" ثقہ راوی [1] ہیں اور زیادتی ثقہ مقبول ہے، دراصل جمہور علماء شافعیہ وحنابلہ کا مسلک یہی ہے کہ لیل ونہار دونوں کی نماز مثنیٰ مثنیٰ افضل ہے، اس حیثیت سے یہ "نہار" کی زیادتی والی روایت ان کے مسلک کے موافق ہے۔

مسئلۃ ثابتۃ بالحدیث میں مسالک ائمہ: یہ تو اس حدیث پر کلام ہوا محدثانہ یعنی من حیث السند، اب فقہی حیثیت سے بھی سنیئے، امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک نفل نماز مطلقاً خواہ لیلیہ ہو یا نہاریہ دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے، اور یہ حدیث ان کے نزدیک افضلیت پر ہی محمول ہے، گو جائز اس سے کم بھی ہے، اور زائد بھی، چنانچہ ان دونوں اماموں کے نزدیک تنفل بر کعۃ وبثلث وبخمس سب طرح جائز ہے، اور حضرت امام مالکؒ کے نزدیک نفل نماز صرف مثنیٰ مثنیٰ ہے، انکے نزدیک نہ اس پر زیادتی جائز ہے اور نہ کمی، گویا حصر جانبین سے ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مثنیٰ مثنیٰ کا مطلب یہ نہیں کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے، بلکہ اس سے مراد شفعاً شفعاً ہے یعنی نفل نماز شفعاً ہونی چاہئے نہ کہ وتراً چنانچہ انکے نزدیک تنفل بر کعۃ یا بثلاث جائز نہیں ویسے افضل انکے نزدیک نوافل میں مطلقاً دن کی نفلیں ہوں یا رات کی چار چار رکعات ہے، انکے نزدیک دن میں چار کیوں افضل ہیں؟ اسکی دلیل ابو ایوبؓ کی وہ حدیث ہے جو بَابُ الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا میں گزر چکی ہے، جس کے لفظ یہ ہیں أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ، تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ [2]، اور رات میں چار کے افضل ہونے کی دلیل وہ حدیث عائشہؓ ہے جو متفق علیہ ہے، امام بخاری و مسلم نے اسکی تخریج کی ہے آگے متن میں بھی آرہی ہے مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهِ، عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا الخ [3]، نیز قیاس بھی یہی چاہتا ہے اسلئے کہ چار رکعات میں طول تحریمہ کی وجہ سے مشقت زیادہ ہے والاجر علی قدر النصب، اور

---

[1] صدوق ربما أخطأ من الثالثة (تقريب التهذيب — ص ٧٠٠)

[2] سنن أبي داود – كتاب الصلاة – باب الأربع قبل الظهر وبعدها ١٢٧٠

[3] صحيح البخاري – الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري – الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري – الجمعة (١١١١) صحيح البخاري – الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحيح مسلم – صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٨)

صاحبین کا مسلک یہ ہے کہ رات میں تو دو دو پڑھنا افضل ہے صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى [1] اور "نہار" کی زیادتی ضعیف ہے کما تقدم، اور دن کی نفلوں میں رباع رباع افضل ہے (اسکی دلیل امام صاحبؒ کے مسلک میں موجود ہے)...... یہ ترجمۃ الباب اور باب کی حدیث اول پر کلام ہوا۔

١٢٩٦ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى، أَنْ تَشَهَّدَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَأَنْ تَبَاءَسَ، وَتَمَسْكَنَ، وَتُقْنِعَ بِيَدَيْكَ، وَتَقُولَ: اللَّهُمَّ اللَّهُمَّ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ، فَهِيَ خِدَاجٌ"، سُئِلَ أبو داود عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى، قَالَ: «إِنْ شِئْتَ مَثْنَى، وَإِنْ شِئْتَ أَرْبَعًا».

ترجمہ: مطلب نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیے ہر دو رکعت میں تشہد پڑھو اور تم اپنی حاجت اور خستہ حالی اللہ کے سامنے ظاہر کرو اور خشوع و خضوع سے گڑگڑا کر دونوں ہاتھ اللہ کے سامنے پھیلا کر دعائیں مانگو اور کہو اے اللہ اے اللہ اور جس نے ایسا نہ کیا تو اسکی نماز ادھوری ہے۔ امام ابوداؤد سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو امام ابوداؤدؒ نے فرمایا اگر تم چاہو تو دو رکعت پڑھو اور چاہو تو چار رکعت پڑھا کرو۔

تخریج: سنن أبي داود – الصلاة (١٢٩٦) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٢٥)

شرح الحدیث **سند میں شعبہ سے غلطی:** اس سند میں شعبہ سے کئی ناموں میں غلطی ہوئی، کما قال الترمذي في باب التخشع في الصلوة لہذا ترمذیؒ کی طرف رجوع کیا جائے، آخری غلطی یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے عن عبد الله بن الحارث، عن المطلب، حالانکہ صحیح اس طرح ہے عن ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب، عن الفضل بن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم [2]۔

قوله: الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى: اس میں دو احتمال ہیں: ① رکعتین رکعتین ہر دو رکعت پر سلام، ② ہر دو رکعت پر تشہد درمیان میں سلام پھیرے یا نہ پھیرے، اس صورت میں آگے جو آرہا ہے: أَنْ تَشَهَّدَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ یہ ماقبل کی تفسیر ہو جائے گی، وهو في الاصل "تتشهد حذفت احدى التائين" وان تباءس "اى تظهر البؤس والفاقة" یہ کہ تو اپنی حاجت اور خستہ حالی اللہ کے سامنے ظاہر کرے، اور ایک نسخہ میں ہے "ان تباءس" باب تفاعل سے بحذف احدى التائين كان في الاصل "تتباءس"۔

---

[1] سنن الترمذي – الصلاة (٤٣٩) سنن الترمذي – الصلاة (٤٤٠) سنن الترمذي – الصلاة (٤٥٩) سنن أبي داود – الصلاة (١٣٤١) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) موطأ مالك – النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك – النداء للصلاة (٢٦٦)

① سنن أبي داود – كتاب الصلاة – باب في صلاة النهار ١٢٩٥

② جامع الترمذي – كتاب الصلاة – باب ما جاء في التخشع في الصلاة ٣٨٥

قوله: وَتَمَسْكَنَ: في الاصل تتمسكن اي تظهر المسكنة۔

قوله: وَتُقْنِعُ بِيَدَيْكَ: من الاقناع اي ترفع يديك للدعاء، یعنی بہت خشوع خضوع کے ساتھ نماز پڑھ کر دونوں ہاتھ اللہ کے سامنے پھیلا کر بہت گڑ گڑا کر یا اللہ یا اللہ پکار کر دعائیں مانگنا۔

٣٠٤۔ بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

باب صلوٰۃ التسبیح کے بیان میں

کیونکہ اس نماز میں تسبیحات بکثرت پڑھی جاتی ہیں اسی لئے اس نماز کا نام صلوۃ التسبیح وصلوۃ التسابیح رکھا گیا، یہ بڑی بابرکت اور فضیلت والی نماز ہے، اس کے فوائد خود حدیث میں مذکور ہیں کہ اس سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں، چنانچہ حدیث میں آرہا ہے غَفَرَ اللهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، امام ترمذیؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن المبارکؒ اس نماز کا اہتمام فرماتے تھے، اور اسکے فضائل بیان کرتے تھے![1] اس نماز کے طریقوں میں سے ایک طریقہ وہ ہے جس کو وہ خود اختیار فرماتے تھے جس کا بیان آگے آئیگا۔

حدیث صلوة التسبیح کی تخریج وتحقیق: صلوۃ التسبیح کی حدیث صحاح ستہ میں سے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں ہے، صحیحین میں نہیں اور اصحاب السنن میں سے امام نسائیؒ نے اسکی تخریج نہیں کی، اسکے علاوہ یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ، مستدرک حاکم میں موجود ہے، امام بیہقیؒ نے اسکی تصحیح کی ہے اور ابن مندہ نے تو اس کی تصحیح میں ایک مستقل تصنیف فرمائی ہے، بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن المبارکؒ صلوۃ التسبیح پڑھتے تھے، اور ہر زمانہ میں صلحاء اس کو ایک دوسرے سے لیتے چلے آئے ہیں، علماء کے تعامل و تداول سے حدیث مرفوع کو تقویت ملتی ہے...... یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے، خود مصنفؒ نے اس کو یہاں تین صحابہؓ سے روایت کیا ہے، ابن عباسؓ، عبد اللہ بن عمروؓ، اور ایک انصاری صحابیؓ بلا تعیین اسم، حافظ مزیؒ کی رائے یہ ہے کہ انصاری سے مراد جابر بن عبد اللہؓ ہیں، اور حافظ ابن حجرؒ کی رائے یہ ہے کہ بظاہر وہ ابو کبشہ الانماری ہیں۔

لیکن ابن الجوزیؒ نے صلوۃ التسبیح کی حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے، اس پر بعد کے علماء نے ان کا تعاقب کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ اور علامہ سیوطیؒ وغیرہ نے لکھا ہے اساء ابن الجوزی، افرط ابن الجوزی، یعنی ابن الجوزی نے بہت مبالغہ سے کام لیا، اور برا کیا کہ اسکو موضوعات میں داخل کر دیا، موسیٰ بن عبد العزیز راوی جس کی وجہ سے ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے اول تو اس راوی کی یحییٰ بن معین اور نسائی نے توثیق کی ہے، دوسرے یہ کہ ابراہیم بن الحکم نے صحیح ابن خزیمہ میں اسکی متابعت کی ہے، بذل المجہود[2] میں ان امور کی تفصیل اور حوالے مذکور ہیں۔

---

[1] جامع الترمذي- كتاب الوتر- باب ماجاء في صلاة التسبيح ٤٨١

[2] بذل المجهود في حل أبي داود- ج ٧ ص ٥٠-٥١

۱۲۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: "يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ، أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ، إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، عَشْرَ خِصَالٍ: أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ، قُلْتَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرْكَعُ، فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا، فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً".

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبد المطلب سے فرمایا اے عباس اے چچا کیا میں آپ کو (ایک قیمتی شئے) عطیہ نہ کروں؟ کیا میں آپ کو ھدیہ نہ دوں؟ میں آپ کو ایک تحفہ پیش نہ کروں؟ کیا میں آپ کو وہ دس چیزیں نہ سکھادوں کہ جن پر آپ عمل کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے پرانے، نئے، جان کر کیئے ہوئے اور بھول کر کیئے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، خفیہ اور اعلانیہ سب گناہوں کو معاف فرمادیں، وہ دس چیزیں ہیں (دس مرتبہ تسبیحات ہیں ہر رکن میں علاوہ قیام کے) اس طرح ہیں کہ آپ چار رکعات نماز پڑھیں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھیں جب قرأت سے فارغ ہو جائیں پہلی رکعت میں تو کھڑے ہونے کی حالت ہی میں پڑھیں سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ پندرہ مرتبہ پھر رکوع کریں اور یہی کلمات رکوع میں پڑھیں دس مرتبہ پھر رکوع سے سر اٹھا کر (قومہ میں) دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ میں جاکر دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس مرتبہ پڑھیں پھر دوسرے سجدے میں دس مرتبہ پڑھیں پھر دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر دس مرتبہ بیٹھ کر پڑھیں یہ کل پچھتر دفعہ ہوئیں اسی طرح چار رکعت میں سے ہر رکعت میں پڑھیں۔ اگر آپ ایسا کر سکیں کہ ہر روز پڑھیں تو ہر روز ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اور اگر نہ کر سکیں تو ہر جمعہ کو پڑھ لیا کریں اور یہ بھی نہ کر سکیں تو مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اور یہ بھی نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آپ اپنی عمر بھر میں تو ایک مرتبہ پڑھ ہی لیں۔

۱۲۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُفْيَانَ الْأُبُلِّيُّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُو حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ يَرَوْنَ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: «ائْتِنِي غَدًا أَحْبُوكَ، وَأُثِيبُكَ، وَأُعْطِيكَ» حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُعْطِينِي عَطِيَّةً، قَالَ: «إِذَا زَالَ النَّهَارُ، فَقُمْ فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ» ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ: «ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ يَعْنِي مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ، فَاسْتَوِ جَالِسًا، وَلَا تَقُمْ حَتَّى تُسَبِّحَ عَشْرًا، وَتَحْمَدَ عَشْرًا، وَتُكَبِّرَ عَشْرًا، وَتُهَلِّلَ عَشْرًا، ثُمَّ تَصْنَعُ ذَلِكَ فِي الْأَرْبَعِ الرَّكَعَاتِ» ، قَالَ: «فَإِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَعْظَمَ أَهْلِ الْأَرْضِ ذَنْبًا غُفِرَ لَكَ بِذَلِكَ» ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أُصَلِّيَهَا تِلْكَ السَّاعَةَ؟ قَالَ «صَلِّهَا مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ» ، قَالَ أبو داؤد: «حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ خَالُ هِلَالٍ الرَّأْيِ» ، قَالَ ابو داؤد: رَوَاهُ الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا، وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَجَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ النُّكْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ، وَقَالَ فِي حَدِيثِ رَوْحٍ، فَقَالَ حَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جس کو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا اور لوگوں کے گمان میں وہ شخص حضرت عبد اللہ بن عمروؓ ہیں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کل میرے پاس آؤ تو میں تم کو ایک خاص چیز عنایت کروں تم کو ایک خاص ہدیہ عطا کروں تم کو خاص تحفہ دوں؟ (حضرت عبد اللہ بن عمروؓ) فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ ﷺ مجھے کوئی مادی شیئے دیں گے، (جب میں اگلے دن آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو) آپ ﷺ نے فرمایا جب سورج ڈھل جائے تو کھڑے ہو اور چار رکعت نماز پڑھو پھر وہی طریقہ ذکر فرمایا پھر فرمایا کہ دوسرے سجدے سے اٹھنے کے بعد سیدھے بیٹھ جاؤ اور دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمد للہ دس مرتبہ اللہ أکبر دس مرتبہ لا إلہ إلا اللہ پڑھے بغیر کھڑے نہ ہو پھر چاروں رکعت میں اسی طرح پڑھو (اور پھر) فرمایا کہ اگر تم سب زمین میں بسنے والوں میں سے سب سے زیادہ گناہ گار ہو تب بھی اس نماز کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہ بخش دیں گے۔ صحابی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اگر میں اس کو اس وقت (مقررہ یعنی زوالِ شمس کے بعد) میں نہ پڑھ سکوں آپ نے فرمایا اس کو رات یا دن کسی بھی وقت میں پڑھ لو۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ حبان بن ہلال راوی، ہلال الرائی کے ماموں ہیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں اس روایت کو مستمر بن ریان نے ابو الجوزاء سے عبد اللہ بن عمروؓ سے موقوفاً نقل کیا اور اس روایت کو روح بن المسیب اور جعفر بن سلیمان نے عمر بن مالک النکری سے انہوں نے ابو الجوزاء سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا اور روح کی حدیث میں حضرت ابن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

۱۲۹۹ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ، حَدَّثَنِي الْأَنْصَارِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَعْفَرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُمْ، قَالَ فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى، كَمَا قَالَ فِي حَدِيثِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ.

عروہ بن رویم سے روایت ہے کہ مجھ سے انصاری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفرؓ سے

یہی بات ارشاد فرمائی پھر راوی نے انہی کی طرح حدیث بیان کی اور اس میں فرمایا کہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں الخ جس طرح کہ مہدی بن میمون کی حدیث میں الفاظ ہیں۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (۱۲۹۷) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳۸۷)

شرح الاحادیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: "يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ، أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ: **ترجمہ**: کیا میں تم کو دس چیزیں نہ بتاؤں اس سے مراد یا تو انواع ذنوب ہیں جو متن میں مذکور ہیں (اور ہمارے یہاں شروع میں گزر چکے ہیں) یا اس سے مراد عشرہ تسبیحات ہیں اس لئے کہ قیام کے علاوہ باقی سب ارکان صلوۃ میں یہ تسبیحات دس دس مرتبہ ہیں۔

صلوۃ التسبیح کی کیفیت: صلوۃ التسبیح کا جو طریقہ اس حدیث مرفوع میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے بعد حسب معمول قرأت سے فارغ ہو کر رکوع میں جانے سے قبل پندرہ بار یہ تسبیحات پڑھے سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ (اور طبرانی کی ایک روایت میں جیسا کہ حاشیہ ترمذی میں لکھا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کا اضافہ[1] ہے) پھر دس بار رکوع میں رکوع کی تسبیح کے بعد، پھر دس بار قومہ میں، پھر دس دس بار دونوں سجدوں میں، اور دس بار جلسہ بین السجدتین میں، اور دس مرتبہ سجدہ ثانیہ سے اٹھ کر (جلسہ استراحت میں) یہ ایک رکعت میں تسبیحات کی تعداد پچھتر ہوئی، اور چاروں رکعات میں تین سو مرتبہ ہے، اور امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن المبارکؒ سے جو کیفیت اس نماز کی نقل کی ہے اس میں اس طرح ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے بعد قرأت سے قبل پندرہ مرتبہ اور پھر رکوع میں جانے سے قبل دس مرتبہ، اس صورت میں حالت قیام میں بجائے پندرہ کے تعداد پچیس ہوئی، اس صورت میں سجدہ ثانیہ کے بعد جلسہ استراحت میں یہ تسبیحات نہیں پڑھی جائیں گی...... لہذا مجموعی تعداد ایک رکعت میں پچھتر ہی رہے گی۔

۳۰۵۔ بَابُ رَكْعَتَيِ الْمَغْرِبِ أَيْنَ تُصَلَّيَانِ؟

باب مغرب کی دو رکعت (سنت) کہاں پڑھی جائیں؟

اس سے قبل ابواب السہو کے بعد متصلاً بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ التَّطَوُّعَ فِي بَيْتِهِ گزر چکا ہے جس میں یہ حدیث ہے اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا[2]، اور ایک باب آئندہ بھی آرہا ہے بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَوَاتِ کے بعد متصلاً جس

---

[1] میں نے اپنے گھر کی ایک مستورہ سے سنا ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ ہر پانچ مرتبہ کے بعد ایک مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ بھی پڑھ لیا جائے۔

[2] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب صلاة الرجل التطوع في بيته ۱۰۴۳

میں یہ حدیث آرہی ہے خَيْرُ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ ❶۔

۱۳۰۰ — حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنِي أَبُو مُطَرِّفٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْفِطْرِيُّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَصَلَّى فِيهِ الْمَغْرِبَ، فَلَمَّا قَضَوْا صَلَاتَهُمْ رَآهُمْ يُسَبِّحُونَ بَعْدَهَا، فَقَالَ: «هَذِهِ صَلَاةُ الْبُيُوتِ».

ترجمہ: سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں نماز مغرب ادا فرمائی تو جب لوگ نماز (فرض) سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ اسکے بعد سنتیں ادا کر رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ گھروں میں پڑھے جانے والی نماز ہے۔

تخریج: جامع الترمذي – الجمعة (٦٠٤) سنن النسائي – قيام الليل وتطوع النهار (١٦٠٠) سنن أبي داود – الصلاة (١٣٠٠)

شرح الحدیث: هَذِهِ صَلَاةُ الْبُيُوتِ: ابن ابی لیلیٰ اس میں متشدد ہیں ان کے نزدیک سنة المغرب مسجد میں جائز ہی نہیں، ویسے عندالجمہور مغرب کی کوئی تخصیص نہیں ہے، بلکہ جملہ رواتب و نوافل لیلیہ و نہاریہ سب کا گھر میں ہی پڑھنا بہتر ہے، للحدیث المذکور، لیکن اگر گھر میں جا کر اشتغال کا اندیشہ ہو تو پھر مسجد ہی میں بہتر ہے، وهذا هو مذهب الجمهور وأئمة الثلاثة، لیکن امام مالکؒ اور سفیان ثوری فرق بین اللیلة والنہاریة کے قائل ہیں نہاریہ سنتیں فی المسجد اور لیلیة فی البیت، ابن رشد نے اس فرق کی حکمت یہی بیان کی ہے کہ دن میں گھر میں جا کر اہل و عیال میں لگ جانے کا اندیشہ ہے۔

۱۳۰۱ — حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَرْجَرَائِيُّ، حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيلُ الْقِرَاءَةَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، حَتَّى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ» . قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ نَصْرٌ الْمُجَدَّرُ، عَنْ يَعْقُوبَ الْقُمِّيِّ، وَأَسْنَدَهُ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُو دَاوُد: حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ، حَدَّثَنَا نَصْرٌ الْمُجَدَّرُ، عَنْ يَعْقُوبَ مِثْلَهُ.

ترجمہ: سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد (کبھی کبھار) دو رکعات (سنت) میں طویل قرأت فرمایا کرتے تھے کہ مسجد کے نمازی منتشر ہو چکے ہوتے۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو نصر المجدر نے یعقوب القمی سے روایت کیا اور انہوں نے گزشتہ حدیث کی طرح سند ذکر کی امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد بن عیسیٰ بن الطباع نے اپنی سند سے بھی یعقوب سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

شرح الحدیث: قوله: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيلُ الْقِرَاءَةَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ: یعنی احیاناً ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اکثر سورۂ کافرون اور اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

---

❶ سنن أبي داود – كتاب الصلاة – باب في فضل التطوع في البيت ١٠٤٤٧

قولہ: حَتّٰى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ: یہ هذه صلوة البيوت کے خلاف ہے جواب یہ کہ ہو سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا بیان جواز کیلئے یا کسی اور مصلحت سے کرتے ہوں گے یا کسی عذر پر محمول ہے۔

قَالَ ابو داؤد: حَدَّثَنَا نَصْرُ الْمُجَدَّرُ، عَنْ يَعْقُوبَ الْقُمِّيِّ: مذکورہ بالا حدیث کے دوسرے طریق کو بیان کر رہے ہیں کہ یہ حدیث اس دوسری سند سے بھی مروی ہے، مجدر، اس شخص کو کہتے ہیں جس کے بدن پر جدری کے نشانات ہوں یعنی چیچک کے۔

قولہ: وَأَسْنَدَهُ مِثْلَهُ: جو حدیث جس صحابی سے مروی ہوتی ہے وہ اس کی مسند کہلاتی ہے۔

شرح السند: اوپر والی حدیث کے راوی صحابی ابن عباسؓ تھے، لہذا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح پہلی سند ابن عباسؓ تک پہنچتی تھی اسی طرح دوسری سند بھی ان تک پہنچتی ہے، نصر مجدر مصنف کے استاذ نہیں ہیں، لہذا اس دوسری سند کی ابتداء نصر سے نہ ہوئی، اسی لئے آگے مصنف سند کی ابتداء کو بیان کر رہے ہیں، فرماتے ہیں قَالَ ابو داؤد: حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ، حَدَّثَنَا نَصْرُ الْمُجَدَّرُ، معلوم ہوا اس دوسری سند میں مصنف کے استاذ محمد بن عیسیٰ ہیں وہ اس کو نصر سے روایت کرتے ہیں۔

جاننا چاہئے جو متن حدیث بلا سند کے یا ناقص سند کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اس کو تعلیق کہتے ہیں، پھر اسکے بعد جب اس سند کی تکمیل کرتے ہیں تو اسکو محدثین حضرات وصل سے تعبیر کرتے ہیں، لہذا مصنف کا کلام رواہ نصر المجدر یہ تو تعلیق ہے اور پھر آگے حدثناہ محمد بن عیسیٰ یہ اس کا وصل ہے، پہلی سند میں یعقوب قمی سے روایت کرنے والے طلق بن غنام تھے اور اس دوسری سند میں نصر مجدر ہیں۔

تنبیہ: بحمد اللہ تعالیٰ ہم کتاب کے شروع سے لے کر اب تک تقریباً ہر حدیث کی سند کی تشریح کرتے ہوئے آرہے ہیں، اب ارادہ یہ ہے کہ کتاب الصلوۃ کے اخیر تک تو اس طریقے کو جاری رکھیں گے اسکے بعد اس سے آگے وقت کی قلت کی وجہ سے بالاستیعاب اسانید کی تشریح کا ارادہ نہیں ہے، إلا قليلاً جہاں زیادہ ضرورت سمجھیں گے واللہ الموفق۔

۱۳۰۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ بِمَعْنَاهُ مُرْسَلًا. قَالَ ابو داؤد: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حُمَيْدٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ يَقُولُ كُلُّ شَيْءٍ حَدَّثْتُكُمْ، عَنْ جَعْفَرٍ[1]، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُوَ مُسْنَدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی معنی (یعنی گزشتہ حدیث کے ہم معنی) مرسلا روایت منقول ہے امام ابو داودؒ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حمید کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے یعقوب سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ حدیث جو میں تمہیں جعفر سے سعید بن جبیر کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کروں تو یہ سمجھو کہ وہ روایت حضرت ابن عباسؓ ہی سے مسنداً مروی ہے (کیونکہ ذکر صحابی نہ ہونے سے اگرچہ صورۃً مرسل ہے لیکن درحقیقت وہ مسند ہی ہوگی)۔

---

[1] محی الدین عبد الحمید کے نسخہ میں تو اسی طرح ہے، جبکہ شیخ عوامہ نے اختلاف نسخ ذکر کیا ہے، اور ابن أبي المغيرة کو صواب کہا ہے (ج ۲ ص ۱۹۷)۔

شرح الحدیث یہ حدیث ابن عباسؓ کا تیسرا طریق ہے پہلے دو طریق مسند تھے اور یہ طریق مرسل ہے اس میں سعید بن جبیر تابعی کے بعد صحابی یعنی ابن عباسؓ مذکور نہیں، لیکن آگے مصنف نے یعقوب قمی کا جو مقولہ نقل کیا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ تیسرا طریق بھی مرسل نہ ہو بلکہ مسند ہو، کیونکہ یعقوب کہہ رہے ہیں کہ جو بھی حدیث میں اس سند سے بیان کروں عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تو اس کے بارے میں یہ سمجھو کہ وہ ابن عباسؓ سے مروی ہے، صورۃً اگرچہ وہ مرسل ہوگی عدم ذکر صحابیؓ کی وجہ سے لیکن فی الواقع وہ مسند ہوگی۔

٣٠٦ ـ بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

عشاء کے فرض کے بعد نماز (نفل) کے حکم کے متعلق باب

سنن ونوافل کا بیان اکثر تو گزر ہی چکا، اب نمبر تھا قیام اللیل اور تہجد کا، چنانچہ اس کے بعد اسی کا باب آرہا ہے لہذا کہہ سکتے ہیں کہ یہ باب قیام اللیل کی تمہید اور اس کی بسم اللہ ہے۔

١٣٠٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ، حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، حَدَّثَنِي مُقَاتِلُ بْنُ بَشِيرٍ الْعِجْلِيُّ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَ: سَأَلْتُهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: «مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ، وَلَقَدْ مُطِرْنَا مَرَّةً بِاللَّيْلِ، فَطَرَحْنَا لَهُ نِطَعًا، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ثُقْبٍ فِيهِ يَنْبُعُ الْمَاءُ مِنْهُ، وَمَا رَأَيْتُهُ مُتَّقِيًا الْأَرْضَ بِشَيْءٍ مِنْ ثِيَابِهِ قَطُّ».

ترجمہ شریح بن ہانی سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی کریم ﷺ کی نماز (نوافل) کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی عشاء کی نماز کے بعد میرے پاس تشریف لاتے تو ضرور چار رکعت یا چھ رکعت پڑھتے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ عشاء کے وقت بارش ہوگئی تو ہم نے آپ ﷺ کیلئے چمڑے کا مصلے بچھادیا (جسمیں ایک سوراخ تھا جس میں سے پانی باہر نکل رہا تھا) گویا کہ میں اس مصلّے کے سوراخ کو دیکھ رہی ہوں کہ اسمیں سے پانی نکل رہا ہے (یعنی وہ منظر مجھے اچھی طرح یاد ہے) اور میں نے نہیں دیکھا آپ ﷺ کو کہ آپ ﷺ کپڑوں کو مٹی سے بچاتے ہوں۔

تخریج سنن أبي داود - الصلاة (١٣٠٣) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٥٨/٦)

شرح الحدیث حضرت عائشہؓ فرمارہی ہیں کہ حضور ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر جب بھی میرے پاس گھر میں تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعات پڑھتے۔

قولہ: وَلَقَدْ مُطِرْنَا مَرَّةً بِاللَّيْلِ، فَطَرَحْنَا لَهُ نِطَعًا، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ثُقْبٍ فِيهِ: ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ عشاء کے وقت بارش ہوئی (جسکی وجہ سے زمین تر ہوگئی اسلئے ہم نے اس جگہ) ایک چمڑے کا مصلے بچھادیا جس میں ایک سوارخ بھی تھا جس میں کو پانی باہر کی طرف نکلنے لگا۔

قولہ: وَمَا رَأَيْتُهُ مُتَّقِيًا الْأَرْضَ بِشَيْءٍ مِنْ ثِيَابِهِ قَطُّ: میں نے نہیں دیکھا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بچانے والا اپنے کپڑوں کو مٹی سے بالکل فَكَأَنِّي أَنْظُرُ وہ پانی نکلتا ہوا گویا میں اب دیکھ رہی ہوں، یا تو اس سے مقصود قوت حفظ اور یادداشت کو بیان کرنا ہے کہ یہ بات مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے، یا پھر یہ باب محبت سے ہے کہ یہ گذشتہ واقعہ بیان کرتے وقت میری آنکھوں کے سامنے آگیا اور اس کی یاد تازہ ہو گئی، اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبت اور آپکے اتباع کی توفیق بخشے (آمین)، صاحب منہل نے طبرانی سے بروایت ابن عباسؓ مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو شخص بعد العشاء چار رکعات نفل پڑھے جن میں پہلی دو رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ پڑھے اور اخیر کی دو میں تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ اور تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ، تو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے لیلۃ القدر میں نماز کا ہوتا ہے[1]، میں کہتا ہوں تقریباً اسکے ہم معنی ایک روایہ موقوفہ سنن نسائی میں موجود ہے واللہ الموفق۔

أَبْوَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ

٣٠٧۔ بَابُ نَسْخِ قِيَامِ اللَّيْلِ وَالتَّيْسِيرِ فِيهِ

نمازِ تہجد (کی فرضیت) کے منسوخ ہونے کے متعلق باب

شروع میں صلوات خمسہ کی فرضیت سے قبل قیام اللیل فرض تھا، پھر ایک سال بعد منسوخ ہو گیا، فرضیت اور اس کا نسخ دونوں کا ذکر سورۂ مزمل میں ہے، اول سورت میں فرضیت اور آخر سورت میں اسکا نسخ مذکور ہے، امت کے حق میں تو نسخ پر گویا اجماع ہے، البتہ عبیدہ سلمانی وغیرہ بعض تابعین وجوب کے قائل تھے۔ ولو قدر حلبة شاة یعنی جتنی دیر میں بکری کا دودھ نکالا جاتا ہے لیکن یہ خلاف شاذ ہے اسی لئے اسکا اعتبار نہیں کیا گیا، یہ مضمون کتاب الصلوۃ کے بالکل شروع میں ابتدائی مباحث میں گزر چکا ہے...... اور حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حق میں علماء کا اختلاف ہے، بعض آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حق میں بھی نسخ کے قائل ہیں، اور بعض نہیں فریقین کا استدلال وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ[2] سے ہے، جو نسخ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں تہجد کے نفل ہونے کی تصریح ہے اور جو وجوب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں نافلة لك أي فريضة زائدة لك خاصة، یعنی نفل کے لغوی معنی مراد ہیں، اصطلاحی نہیں۔

١٣٠٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ ابْنُ شَبُّوَيْهِ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "فِي الْمُزَّمِّلِ {قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا[3]} نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الَّتِي فِيهَا: {عَلِمَ أَنْ

[1] المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ١٢٢٤٠ ج ١١ ص ٤٣٧
[2] اور کچھ رات جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لیے (سورة الإسراء ٧٩)
[3] آدھی رات یا اس میں سے کم کر دے (سورة المزمل ٣)

لَنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ [1]} - وَنَاشِئَةَ اللَّيْلِ أَوَّلَهُ - وَكَانَتْ صَلَاتُهُمْ لِأَوَّلِ اللَّيْلِ"، يَقُولُ: "هُوَ أَجْدَرُ أَنْ تُحْصُوا مَا فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمْ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ، وَذَلِكَ أَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا نَامَ لَمْ يَدْرِ مَتَى يَسْتَيْقِظُ، وَقَوْلُهُ: أَقْوَمُ قِيلًا هُوَ أَجْدَرُ أَنْ يَفْقَهَ فِي الْقُرْآنِ، وَقَوْلُهُ: {إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا [2]}"، يَقُولُ: «فَرَاغًا طَوِيلًا».

ترجمہ عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سورۃ مزمل میں آیت نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اسکو اسی سورۃ کی آیت عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ نے منسوخ کر دیا اور نَاشِئَةُ اللَّيْلِ سے رات کے ابتدائی حصہ میں جاگنا مراد ہے اور اصحاب رسول کی نماز رات کے ابتدائی حصہ میں ہی ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ وقت قیام اللیل کیلئے جو اللہ نے فرض فرمایا ہے زیادہ بہتر ہے اسوجہ سے کہ انسان جب سو رہا ہو تو اسے خبر نہیں ہوتی کہ وہ کب بیدار ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان واقوم قیلا کی مراد یہ ہے کہ یہ وقت زیادہ لائق ہے کہ اس میں قرآن میں تدبر کرے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا کا مطلب ہے کہ اس وقت میں آپ ﷺ کو (دنیاوہ مشغولیات کیلئے) کھلی فراغت حاصل ہوتی ہے لہٰذا دن میں دنیاوی کاموں سے فراغت کے بعد رات کو آخرت کیلئے فارغ کیجئے)۔

شرح الحدیث قوله: وَنَاشِئَةُ اللَّيْلِ أَوَّلُهُ: یعنی رات کے شروع حصے میں نماز پڑھنا مراد ہے قال تعالیٰ: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا [3] یعنی رات کے اول حصے میں نماز پڑھ لینا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ اخیر شب میں اٹھ کر پڑھی جائے، اسلئے کہ سونے کے بعد پھر دوبارہ اٹھنا آدمی کے اختیار میں نہیں، معلوم نہیں آنکھ کھل سکے گی یا نہیں، وَطْاً کے معنی روندنے کے ہیں مگر یہاں اسکے لازمی معنی ہیں یعنی قابو پانیکے کہ اول شب کی نماز زیادہ قابو کی چیز ہے، وَّاَقْوَمُ قِيْلًا، قیل بمعنی قول یعنی تلفظ اور اقوم بمعنی درست یعنی اس وقت تلاوت قرآن زیادہ صاف اور صحیح ہوتی ہے (نیند کا اثر نہ ہونیکی وجہ سے)۔

وَقَوْلُهُ: اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا: یعنی رات میں ہماری عبادت کے لئے اچھی طرح وقت نکالا کیجئے اور دنیوی امور کے دن میں بہت وقت فارغ ہے (وہ اس میں کیا کیجئے)۔

١٣٠٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْمَرْوَزِيَّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ سِمَاكٍ الْحَنَفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «لَمَّا نَزَلَتْ أَوَّلُ الْمُزَّمِّلِ، كَانُوا يَقُومُونَ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، حَتَّى نَزَلَ آخِرُهَا، وَكَانَ بَيْنَ أَوَّلِهَا وَآخِرِهَا سَنَةٌ».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب سورۃ مزمل کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ

---

[1] اس نے جانا کہ تم اس کو پورا نہ کر سکو گے سو تم پر معافی بھیج دی اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے (سورۃ المزمل ۲۰)

[2] البتہ تجھ کو دن میں شغل رہتا ہے لمبا (سورۃ المزمل ۷)

[3] البتہ اٹھنا رات کو سخت روندتا ہے اور سیدھی نکلتی ہے بات (سورۃ المزمل ٦)۔

کرائم رمضان کے مہینے میں قیام کے برابر راتوں کو قیام کرتے تھے یہاں تک کہ اس کا آخری حصہ نازل ہو گیا اور اس سورۃ مزمل کے ابتدائی اور آخری حصہ کے نزول کے درمیان ایک سال کا وقفہ ہوا۔

۳۰۸۔ بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب نماز تہجد کے فضائل کا بیان

پہلے باب میں مصنف قیام اللیل کا منسوخ ہونا ثابت فرما چکے ہیں، میرے خیال میں اس ترجمہ کی غرض دفع توہم ہے کہ یہ نہ سمجھا جائے تہجد کا استحباب بھی منسوخ ہو گیا، نہیں! بلکہ وجوب منسوخ ہوا ہے۔

فائدہ: کیا تہجد کی نماز کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ سو کر اٹھنے کے بعد ہو؟ علماء کا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں جو نماز بعد العشاء پڑھی جائے وہی تہجد ہے، اور بعض کے نزدیک بعد النوم کی قید ہے، اور علامہ شامی فرماتے ہیں احادیث میں صلوۃ اللیل کی جو ترغیب آئی ہے اس سے مراد تہجد ہے، وہ فرماتے ہیں صلوۃ اللیل اور تہجد میں فرق ہے، صلوۃ اللیل یا قیام اللیل تو وہ نماز ہے جو بعد العشاء ہے خواہ بعد النوم یا قبل النوم، چنانچہ طبرانی کی ایک روایت مرفوعہ ہے جس کے آخر میں یہ ہے "وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ"[1] ...... لیکن تہجد ہجود سے ماخوذ ہے جسکے معنی نوم کے ہیں اور تہجد کے معنی ہیں ازالۃ الھجود ای النوم بتکلف یہ تکلف اپنی نیند زائل کرنا، جیسا کہ لفظ تاثم ہے جس کے معنی ہیں أي تحفظ عن الإثم، لہذا تہجد وہی نماز ہو گی جو بعد النوم ہو[2]۔

۱۳۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ، إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ، فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا، طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ».

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی سو جاتا ہے تو شیطان اسکے سر کے پچھلے حصے میں تین گرہیں لگاتا ہے ہر گرہ پر ہاتھ مار کر یہ پڑھتا ہے ابھی تجھ پر بڑی لمبی رات باقی ہے لہذا پڑا سوتا رہ پھر اگر وہ رات میں نیند سے اٹھا اور اس نے اللہ کا نام ذکر وغیرہ کیا تو اسکی برکت سے ایک گرہ کھل جاتی ہے اسکے بعد اگر وضو بھی کر لیا تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر نماز بھی پڑھ لی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے پھر وہ شخص ایسی

---

[1] المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۷۸۷ ج ۱ ص ۲۷۱

[2] رد المحتار على الدر المختار- ج ۲ ص ۴۶۷

حالت میں صبح کرتا ہے کہ اسکی طبیعت میں انشراح اور نشاط ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی یہ تینوں کام نہ کرے) تو اسکی طبیعت غیر منشرح اور کسل مند ہوتی ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (۱۰۹۱) صحيح البخاري - بدء الخلق (۳۰۹۶) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (۷۷٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱٦۰۷) سنن أبي داود - الصلاة (۱۳۰٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳۲۹) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/۲٤۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/۲۵۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲/٤۹۷) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤۲٦)

شرح حدیث اس حدیث میں تہجد کی فضیلت مذکور ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ فرمارہے ہیں جب آدمی سوجاتا ہے تو شیطان یہ حرکت کرتا ہے کہ اس کے سر کے پچھلے حصہ میں تین گرہیں لگاتا ہے، ہر گرہ پر ہاتھ مار کر یہ پڑھتا ہے عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ، ابھی تجھ پر بڑی لمبی رات باقی ہے (لہذا پڑا سوتا رہ) یہ شرح تو اس صورت میں ہے جب کہ حدیث کو اس کے ظاہری و حقیقی معنی پر محمول کیا جائے، چنانچہ ساحر جو ہوتے ہیں وہ گرہیں وغیرہ گنڈوں (دھاگہ) میں لگاتے ہیں، اور اس کے مجازی اور لازمی معنی بھی مراد ہوسکتے ہیں یعنی روکنا، ہر گرہ سے مراد ایک روکنا ہے گویا وہ تین چیزوں سے روکتا ہے: ① ذکر اللہ، ② وضوء طہارت، ③ صلوۃ، اب روکنے کا وہ جو بھی طریقہ اختیار کرے اس کو سب طریقے اور راستے معلوم ہیں، پس اگر وہ شخص رات میں نیند سے اٹھا اور اس نے اللہ کا نام ذکر وغیرہ کیا تو اس کی برکت سے ایک گرہ کھل جاتی ہے، اس کے بعد اگر وضوء بھی کرلی تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، واللہ تعالیٰ أعلم

قوله: وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ: ورنہ (یعنی اگر یہ تینوں کام نہیں کئے) بلکہ سوتا رہ گیا حتی کہ صبح کی نماز فوت ہوگئی، یا مطلب یہ ہے کہ تہجد فوت ہوگیا تو پھر وہ شخص صبح ایسی حالت میں کرتا ہے کہ اسکی طبیعت غیر منشرح اور کسل مند ہوتی ہے اگر تینوں کام نہیں کئے تھے تو کسل مندی بہت زیادہ ہوگی، اور اگر بعض کئے اور بعض نہ کئے تو اس میں اسی اعتبار سے کمی ہو جائے گی۔

ایک اشکال وجواب: یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ حدیث میں آتا ہے لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلْيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي[1] یہ حدیث خود اسی کتاب سنن ابوداؤد میں کتاب الأدب میں آرہی ہے، بذل[2] (میں) اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ منع خود اپنے بارے میں یہ لفظ بولنے سے ہے اور یہاں متکلم یہ صفت دوسرے کی بیان کررہا ہے لیکن اس میں اشکال کہ جو چیز اپنے لئے ناپسند ہو وہ دوسرے کے لئے بھی ناپسند ہونی چاہئے، لہذا صحیح جواب یہ ہے کہ اس لفظ کو بلا کسی محرک اور مصلحت کے استعمال کرنا مناسب نہیں، اور اگر کسی مصلحت سے ہو جیسے تنفیر اور تحذیر جیسا کہ یہاں اس حدیث میں تو اس میں کچھ مضائقہ

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الأدب - باب لا يقال خبثت نفسي ٤۹۷۸

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۱۹ ص ۲۱۷

نہیں، قاله الحافظ[1]، بندہ کے خیال میں اس کا جواب ایک اور بھی ہو سکتا ہے جو حضرت شیخ کی ایک تقریر سے ماخوذ ہے وہ یہ کہ منع جس مقام پر کیا گیا ہے وہ اور ہے وہ تو یہ ہے کہ کسی شخص کی طبیعت فساد معدہ کی وجہ سے یا زیادہ کھانے کی وجہ سے متلار ہی ہو (جس کو جی متلانا کہتے ہیں) تو وہاں یہ لفظ خبث استعمال نہ کرے اس لئے کہ خباثت کا لفظ بہت سخت اور شنیع ہے، اس سے ذہن کا انتقال خباثت نفس اور باطن کی طرف ہوتا ہے حالانکہ وہ مراد نہیں، اور یہاں اس حدیث میں جس معنی میں یہ لفظ خبث استعمال کیا گیا ہے اس کے مناسب ہے اس لئے کہ ترک ذکر و ترک طہارت سے نفس میں خباثت پیدا ہوتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

١٣٠٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَيْسٍ، يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: «لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُهُ، وَكَانَ إِذَا مَرِضَ، أَوْ كَسِلَ، صَلَّى قَاعِدًا».

ترجمہ یزید بن خمیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابو قیس سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نماز (تہجد) مت چھوڑنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس نماز کو نہ چھوڑتے تھے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوتے یا طبیعت میں سستی (گرانی) ہوتی تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے۔

تخریج سنن أبي داود - الصلاة (١٣٠٧) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٤٩/٦)

١٣٠٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ، نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى، نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو کھڑا ہو کر خود بھی نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے اور اگر وہ نہ جاگے تو اسکے چہرے پر پانی کے چھینٹے ڈالے اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کو اٹھے خود بھی نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے اور اگر وہ جاگنے سے منع کرے تو اسکے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔

تخریج سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦١٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٠٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٣٦) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٥٠/٢)

شرح الحدیث قوله: فَإِنْ أَبَتْ، نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ: اس سے معلوم ہوا کہ سوتے کو جگانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی کا چھینٹا مار دے۔

---

[1] لامع الدراري على جامع البخاري ج ٢ ص ٨٥

قوله: فَإِنْ أَبَى، نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ: اس سے حسن معاشرت مستفاد ہو رہا ہے، زوجین میں آپس میں بے تکلفی الفت و محبت۔

۱۳۰۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، الْمَعْنَى، عَنِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا، أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ»، «وَلَمْ يَرْفَعْهُ ابْنُ كَثِيرٍ، وَلَا ذَكَرَ أَبَا هُرَيْرَةَ، جَعَلَهُ كَلَامَ أَبِي سَعِيدٍ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: وَأُرَاهُ ذَكَرَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَحَدِيثُ سُفْيَانَ مَوْقُوفٌ».

ترجمہ: حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مرد اپنی بیوی کو رات کے وقت جگاتا ہے پھر وہ دونوں نماز پڑھتے ہیں یا وہ دو رکعت پڑھتے ہیں تو وہ مرد ذکر کرنے والوں میں اور وہ عورت ذکر کرنے والیوں میں لکھے جاتے ہیں۔ ابن کثیر نے اس حدیث کو مرفوعا بیان نہیں کیا، اور نہ ہی اس حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کا ذکر ہے اور انہوں نے اس کو ابو سعید کا کلام قرار دیا ہے۔ امام ابو داودؒ فرماتے ہیں اس حدیث کو ابن مہدی نے سفیان سے روایت کیا اور میرا خیال ہے کہ ابن مہدی نے حضرت ابو ہریرہؓ کا ذکر کیا ہے۔ امام ابو داودؒ فرماتے ہیں کہ سفیان کی حدیث موقوف ہے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (۱۳۰۹) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳۳۵)

شرح الحديث: قوله: إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا، أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ: اس سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کوئی شخص مرد ہو یا عورت تہجد کا اہتمام کرلے خواہ دو رکعت ہی سے ہو تو اس مرد و عورت کا شمار وَالذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا [1] میں ہو جاتا ہے، اللّٰھم اجعلنا منھم۔

۳۰۹ - بَابُ النُّعَاسِ فِي الصَّلَاةِ

باب نماز میں اونگھ آنے کے متعلق حکم

۱۳۱۰ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبَّ نَفْسَهُ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہیں ان سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم

[1] اور یاد کرنے والے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتیں رکھی ہے اللہ نے ان کے واسطے معافی اور ثواب بڑا (سورۃ الأحزاب ۳۵)

میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آنے لگے تو اس کو چاہئے کہ لیٹ (کر سو) جائے جب تک کہ نیند کی کیفیت دور ہو جائے۔ اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھنے لگے تو ہو سکتا ہے کہ وہ استغفار کی جگہ اپنے اوپر بددعا کرنے لگے۔

تخریج: صحیح البخاري - الوضوء (۲۰۹) صحیح مسلم - صلاۃ المسافرین وقصرها (۷۸۶) جامع الترمذي - الصلاۃ (۳۵۵) سنن النسائي - الطهارة (۱۶۲) سنن أبي داود - الصلاۃ (۱۳۱۰) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاۃ والسنة فيها (۱۳۷۰) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۵۶/۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۰۲/۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۰۵/۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۵۹/۶) موطأ مالك - النداء للصلاۃ (۲۵۹) سنن الدارمي - الصلاۃ (۱۳۸۳)

۱۳۱۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، فَلْيَضْطَجِعْ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں کوئی شخص رات کو نماز کیلئے کھڑا ہو اور قرآن کا تلفظ اس پر دشوار ہو جائے (یعنی نیند کے غلبہ سے پڑھا نہ جا رہا ہو) اور اس کو پتہ ہی نہ ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو اسے چاہئے کہ لیٹ (کر سو) جائے۔

تخریج: صحیح مسلم - صلاۃ المسافرین وقصرها (۷۸۷) سنن أبي داود - الصلاۃ (۱۳۱۱) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاۃ والسنة فيها (۱۳۷۲) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۱۸/۲)

شرح الحدیث: قوله: فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ، فَلْيَضْطَجِعْ: جو شخص قیام لیل کرے (اور پھر نماز پڑھتے پڑھتے اسکو اونگھ آنے لگے) پس دشوار ہو جائے قرآن کا تلفظ اسکی زبان پر اور یہ بھی خبر نہ رہے کہ میں کیا پڑھ رہا ہو تو اسکو پھر لیٹ کر سو جانا چاہئے، جب تک طبیعت میں نشاط رہے تب تک نماز پڑھنی چاہئے، جیسا کہ آگے آرہا ہے لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ۔

۱۳۱۲ - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ، أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ، وَحَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: «مَا هَذَا الْحَبْلُ؟» فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ تُصَلِّي، فَإِذَا أَعْيَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لِتُصَلِّ مَا أَطَاقَتْ، فَإِذَا أَعْيَتْ، فَلْتَجْلِسْ». قَالَ زِيَادٌ: فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» فَقَالُوا: لِزَيْنَبَ تُصَلِّي، فَإِذَا كَسِلَتْ، أَوْ فَتَرَتْ أَمْسَكَتْ بِهِ، فَقَالَ: «حُلُّوهُ». فَقَالَ: «لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا كَسِلَ أَوْ فَتَرَ، فَلْيَقْعُدْ».

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں دو ستونوں کے درمیان رسی بندھی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ رسی کیسی ہے کسی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول یہ حمنہ بنت جحشؓ کی ہے وہ لمبی نماز پڑھتی ہیں تو جب وہ تھکنے لگتی ہیں تو اس رسی سے سہارا لیتی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ ان کو چاہئے کہ وہ اتنی لمبی نماز پڑھیں جتنی کہ ان میں طاقت ہو اور جب وہ تھک جائیں تو بیٹھ جایا کریں۔ تریاد راوی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ تو جواب ملا کہ زینبؓ کی ہے وہ نماز پڑھتے ہوئے جب سست ہونے لگتی ہیں یا تھکنے لگتی ہیں تو اس رسی سے اپنے آپ کو تھامے رکھتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس رسی کو کھول دو پھر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص اپنی طبیعت کے نشاط کے بقدر نماز پڑھا کرے اور جب طبیعت میں سستی ہو جائے یا تھک جائے تو بیٹھ جایا کرے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٩٩) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٨٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٤٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٣١٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٧١) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٠١/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٨٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٠٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٥٦/٣)

٣١٠ - بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ

باب جس شخص کا وظیفہ باقی ہو اور وہ سو جائے

١٣١٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، ح وحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ الْمَعْنَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، وَعُبَيْدَ اللهِ، أَخْبَرَاهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ - قَالَ: عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: ابْنُ عَبْدٍ الْقَارِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ - أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ - فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ سائب بن یزید اور عبید اللہ نے ان کو بتایا کہ عبد الرحمٰن بن عبد نے..... جبکہ سلیمان اور محمد بن مسلمہ استاد نے یوں کہا کہ ابن وہب بن عبد القاری سے روایت کرتے ہے کہ وہ (ابن وہب بن عبد القاری) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا وظیفہ یا وظیفہ کا کچھ حصہ رہ جائے اور وہ سو جائے تو وہ اسے فجر اور ظہر کی نمازوں کے درمیانی وقت میں پڑھ لیا کرے تو ایسا ہی ہے جیسے اس نے رات کو پڑھا ہو۔

تخریج: صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٧) جامع الترمذي - الجمعة (٥٨١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٩٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٩١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٩٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٣١٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٣) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (٣٢/١) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (٥٣/١) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٧٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٧)

٣١١ - بَابُ مَنْ نَوَى الْقِيَامَ فَنَامَ

جو شخص تہجد کی نیت کرے اور اسکا پختہ ارادہ ہو نیز اسکے اسباب بھی اختیار کرے پھر سو تا رہ جائے

١٣١٤ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ، عِنْدَهُ رَضِيٍّ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا مِنِ امْرِئٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ، يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ، إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرُ صَلَاتِهِ، وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً».

ترجمہ سعید بن جبیرؒ اپنے ایک پسندیدہ اور ثقہ شخص (اسود بن یزید) سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہؓ جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہیں انہوں نے اس شخص کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسا شخص جو رات کی نماز (تہجد) نیند کے سبب نہ پڑھ سکے تو اسکے لئے اسکی نماز کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اسکی نیند میں سے اسکے لئے ثواب اور اجر ہے۔

تخریج سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٣١٤) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٧٢) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٨٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٥٧)

٣١٢ - بَابُ أَيُّ اللَّيْلِ أَفْضَلُ؟

باب رات کا کونسا حصہ افضل ہے؟

رات کا کونسا حصہ افضل ہے (تاکہ اسی حصے میں اٹھ کر عبادت کی جائے)؟

١٣١٥ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ، فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ؟"

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جو ہمارے رب ہیں ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں جبکہ رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے کہ میں اس کو عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے استغفار کرے تو میں اس کی بخشش کروں؟

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (١٠٩٤) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٦٢) صحيح البخاري - التوحيد (٧٠٥٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٥٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٤٦) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٩٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٣١٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٩٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٨٤)

شرح الحدیث قوله: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ

يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ: یہ الآخر ثلث کی صفت ہے لیل کی نہیں، یعنی جب باقی رہ جاتا ہے رات کا ثلث اخیر۔
حدیث کا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ رات کے اخیر حصے میں آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور یہ اعلان فرماتے ہیں، ہے کوئی شخص جو مجھ سے دعاء کرے اور میں اس کی دعاء قبول کروں۔

احادیث صفات کے بارے میں مختلف مذاہب: یہ حدیث احادیث صفات میں سے ہے، اس کا تعلق صفات باری تعالیٰ سے ہے لیکن متشابہات میں سے ہے، اس کے معنی کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، کیونکہ نزول وصعود اور انتقال من مکان الی مکان یہ اجسام کی صفت ہیں، اور اللہ تعالیٰ جسم اور لوازم جسم سے منزہ ہے، ایسے ہی یَدُ اللہِ اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى [1]، فرقۂ مجسمہ ومشبہہ جو اللہ تعالیٰ کو جسم مانتا ہے وہ تو اس قسم کی احادیث کو ان کے ظاہر پر محمول کرتا ہے (والعیاذ باللہ) یہ تو سراسر کفر ہے، دوسرا فرقہ ہے معتزلہ اور خوارج کا انہوں نے ان احادیث کی صحت ہی کا انکار کر دیا ہے۔
اب رہ گئے اہل سنت والجماعت ان میں دو گروہ ہیں: ① متقدمین ② ومتاخرین، متقدمین جن میں ائمہ اربعہ بھی داخل ہیں تفویض کے قائل ہیں، ان کا مسلک یہ ہے کہ ان احادیث کے مضمون کی حقیقت کا اعتقاد رکھا جائے، اور ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ان کو ان کے ظاہری معنی پر محمول نہ کیا جائے، بلکہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ بیشک نزول اللہ کی صفت ہے مگر یہ وہ نزول نہیں ہے، جیسا کہ اجسام کا ہوتا ہے، اب کیسا ہے سو اسکی حقیقت وکیفیت معلوم نہیں، امام مالکؒ کا واقعہ مشہور ہے کہ کسی نے ان سے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: الاستواء معلوم والكيف مجهول والسؤال عنه بدعة، اخرجوا هذا المبتدع عن المجلس [2]، اور متاخرین کا مذہب تاویل کا ہے یعنی نزول رب سے مراد نزول رحمت رب ہے مثلاً متاخرین نے تاویل کو تفویض پر اسلئے ترجیح دی تاکہ فرق باطلہ کا رد ہو جائے اور ان کو استدلال کا موقع نہ دیا جائے۔

٣١٣۔ بَابُ وَقْتِ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ

باب نبی کریم ﷺ کے رات کو تہجد کیلئے اٹھنے کے وقت کے متعلق

١٣١٦ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُوقِظُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِاللَّيْلِ، فَمَا يَجِيءُ السَّحَرُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ حِزْبِهِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ بے شک اللہ عز وجل رسول اللہ ﷺ کو تہجد کے لئے اٹھنے

---

[1] وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا (سورۂ طٰہٰ ٥)

[2] وما روي عن مالك رضي الله عنه «أنه سئل كيف استوى؟ فأطرق رأسه مليا حتى علته الرحضاء ثم رفع رأسه فقال: الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة ثم قال للسائل: وما أظنك إلا ضالا ثم أمر به فأخرج». (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج٨ص ١٣٤)

کی توفیق عطا فرمادیتے تھے تو آپ ﷺ سحر کے وقت (رات کے آخری حصہ) سے پہلے اپنے وظائف سے فارغ ہو جاتے۔

شرح الحدیث قوله: فَمَا يَجِيءُ السَّحَرُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ جُزْئِهِ: اس حدیث میں حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کے وقت استیقاظ کی کچھ تعیین نہیں فرمائی، بلکہ یہ فرمایا کہ سحر ہونے سے پہلے پہلے آپ ﷺ اپنے معمول اور وظیفہ سے فارغ ہو جاتے تھے، سحر کہتے ہیں قُبَیل الصبح کو یعنی رات کا سدسِ اخیر۔

۱۳۱۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، ح وحَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، وَهَذَا حَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهَا: أَيَّ حِينٍ كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَتْ: «كَانَ إِذَا سَمِعَ الصُّرَاخَ، قَامَ فَصَلَّى».

ترجمہ مسروقؒ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کس وقت نماز پڑھا کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ فرمانے لگیں کہ جب آپ ﷺ مرغ کی بانگ (اذان) سنتے تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

تخریج صحیح البخاري - الجمعة (۱۰۸۰) صحیح البخاري - الرقاق (۶۰۹۶) صحیح مسلم - صلاة المسافرین وقصرها (۷۴۱) سنن النسائي - قیام اللیل وتطوع النهار (۱۶۱۶) سنن أبي داود - الصلاة (۱۳۱۷) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۹۴/۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۱۱۰/۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۱۴۷/۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۰۳/۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۷۹/۶)

شرح حدیث قوله: كَانَ إِذَا سَمِعَ الصُّرَاخَ، قَامَ فَصَلَّى: صراخ یعنی صوت شدید اس سے مرغ کی آواز مراد ہے، اور ایک روایت (مسلم) میں ہے كَانَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ کہتے ہیں حجاز میں مرغ نصف شب کے قریب بولنا شروع کرتا ہے جس کو ہمارے عرف میں مرغ کی اذان کہتے ہیں۔

۱۳۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا»، تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ ابو سلمہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نہیں پایا آپ ﷺ کو وقت سحر نے جبکہ آپ میرے پاس (میری باری میں) ہوتے تھے مگر اس حال میں کہ آپ سو رہے ہوتے۔

تخریج صحیح البخاري - الجمعة (۱۰۸۲) صحیح مسلم - صلاة المسافرین وقصرها (۷۴۲) سنن أبي داود - الصلاة (۱۳۱۸) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فیها (۱۱۹۷) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۱۶۱/۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۷۰/۶)

شرح حدیث قوله: مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا: نہیں پایا آپ ﷺ کو وقت سحر نے جبکہ آپ ﷺ میرے پاس ہوتے تھے مگر اس حال میں کہ آپ ﷺ نائم ہوتے تھے، یعنی جب آپ ﷺ میرے پاس رات گزارتے تھے اور میری باری ہوتی تھی تو آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آخر شب تک (صبح کے قریب) اپنے معمول سے فارغ ہو کر آرام فرمانے کیلئے لیٹ جاتے

تھے، سحر سے مراد رات کا آخری چھٹا حصہ ہے (کما تقدم)، منہل میں لکھا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ تہجد سے فارغ ہو کر اخیر شب میں آرام کرنا سنت ہے کہ آپ ﷺ کا معمول تھا اور یہی معمول حدیث میں حضرت داؤد علیہ السلام کا آیا ہے، كَانَ يَنَامُ سُدُسَهُ آپ ﷺ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے اس معمول کی تحسین فرمائی ہے أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا، وَيُفْطِرُ يَوْمًا (اخرجه البخاري[1])، بعض شراح کی رائے یہ ہے کہ نوم سے مراد اس حدیث میں مجازاً اضطجاع ہے اس لئے کہ ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ[2]، لیکن اضطجاع نوم کے منافی کب ہے؟ آپ ﷺ مختصر سی بات فرما کر سو جاتے ہوں گے، نیز یہ سونے کا معمول آپ کا غیر رمضان میں تھا اور رمضان میں آپ کا معمول تہجد وغیرہ سے فراغ کے بعد سحری تناول فرمانے کا تھا، اسی لئے امام بخاری نے دو باب الگ الگ باندھے ہیں بَاب مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ، بَاب مَنْ تَسَحَّرَ فَلَمْ يَنَمْ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ (من النهل[3])۔

۱۳۱۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الدُّؤَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ابْنِ أَخِي حُذَيْفَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ، صَلَّى».

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ کے بھتیجے عبد العزیز حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو کوئی غم یا فکر کی بات لاحق ہوتی تو آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے۔

تخریج: سنن أبي داود – الصلاة (۱۳۱۹) مسند أحمد – باقي مسند الأنصار (۳۸۸/۵)

شرح حدیث: قوله: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ، صَلَّى: ای اذا اصابه امر، یعنی جب آپ کو کوئی غم، فکر کی بات لاحق ہوتی تھی تو نماز پڑھنے لگتے تھے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ صلوٰۃ سے مراد دعا ہو، اور ایک روایت میں ہے حزنه حزن، جب آپ کو کوئی چیز غمگین کرتی تھی۔

۱۳۲۰ — حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا الْهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ السَّكْسَكِيُّ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيَّ، يَقُولُ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتِيهِ بِوَضُوئِهِ وَبِحَاجَتِهِ، فَقَالَ: «سَلْنِي»، فَقُلْتُ: مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: «أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ؟» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ».

---

[1] صحيح البخاري – أبواب التهجد – باب من نام عند السحر ۱۰۷۹، صحيح مسلم – كتاب الصيام – باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به أو فوت به حقا ۱۱۵۹

[2] صحيح البخاري – أبواب التهجد – باب من تحدث بعد الركعتين ولم يضطجع ۱۱۰۸

[3] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود – ج ۷ ص ۲۴۷

ترجمہ: ابو سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ربیعہ بن کعب اسلمی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا (شاید کہ وہ حضور ﷺ کے سفر میں خادم ہونگے) آپ ﷺ کیلئے وضو کا پانی لاتا تھا اور دوسری خدمت کرتا تھا تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ میں نے عرض کیا جنت میں آپ کا قرب اور آپکی رفاقت چاہتا ہوں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اسکے علاوہ کچھ اور مانگ لے میں نے عرض کیا ای میرا تو مطلوب یہی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا (ہم بھی اللہ سے دعا کریں گے اور کوشش کریں گے تمہاری فرمائش کے پورا کرنے میں باقی) تم بھی (مطمئن ہو کر نہ بیٹھ جانا بلکہ اپنے نفس کی مخالفت کر کے (نیک کاموں) رکوع و سجود کے ذریعہ میری مدد کرنا (تا کہ دونوں کی کوشش ملکر کام بن جائے)۔

تخریج: صحيح مسلم - الصلاة (٤٨٩) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤١٦) سنن النسائي - التطبيق (١١٣٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦١٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٢٠) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٧٩) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٥٧/٤)

شرح الحدیث سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيَّ، يَقُولُ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتِيهِ بِوَضُوئِهِ وَبِحَاجَتِهِ، فَقَالَ: سَلْنِي، فَقُلْتُ: مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ: یہ صحابی اہل صفہ میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں رات گزارتا تھا حضور ﷺ کے ساتھ (بظاہر یہ کسی سفر کا واقعہ ہے ورنہ حضر میں تو آپ ﷺ اپنی ازواج کے پاس رات گزراتے تھے) آپ کیلئے وضوء کا پانی لاتا تھا اور دوسری خدمت کرتا تھا تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے میں نے عرض کیا کہ جنت میں آپ کا قرب ورفاقت، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ کچھ اور مانگ لے، میں نے عرض کیا ای میرا مطلوب تو یہی ہے۔

قولہ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ: مطلب یہ ہے کہ ہم بھی اللہ سے دعاء کریں گے اور کوشش کریں گے تمہاری فرمائش کے پورا کرنے میں، باقی تم بھی مطمئن ہو کر نہ بیٹھ جانا بلکہ اپنے نفس کی مخالفت کر کے نیک کاموں رکوع و سجو، نماز وغیرہ عبادات میں لگے رہنا اور اس طور پر میری مدد کرنا تا کہ دونوں کی کوشش ملکر کام ہو جائے، جیسے کوئی حکیم کسی مریض کیلئے دوا تجویز کرے کہ اس کو استعمال کرو اور ساتھ میں یہ بھی کہے کہ بھائی، صرف دوا کے بھروسہ پر نہ رہنا بلکہ ہماری اس علاج میں پرہیز کے ذریعہ مدد کرتے رہنا۔

١٣٢١ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فِي هَذِهِ الْآيَةِ: {تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ [1]}، قَالَ: «كَانُوا يَتَيَقَّظُونَ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يُصَلُّونَ»، وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: قِيَامُ اللَّيْلِ.

ترجمہ: حضرت قتادہ، حضرت انس بن مالک سے اس آیت (تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ....) ان کے پہلو ان کی خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے اس میں سے

---

[1] جدا رہتی ہیں انکی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں (سورۃ السجدۃ ١٦)

خرچ کرتے ہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ (اس سے مراد یہ ہے کہ) صحابہ کرامؓ اور مغرب اور عشاء کے درمیان بیدار رہتے تھے تاکہ نماز عشاء اپنے وقت پر پڑھیں اور حسنؒ فرماتے ہیں اس سے مراد تہجد کی نماز ہے۔

شرح الحدیث قوله: تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ: ان کے پہلو خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں۔

مصداق آیة میں متعدد اقوال: یہ کون لوگ ہیں اسکے مصداق میں بذل المجہود میں تفسیر طبری[1] سے پانچ قول نقل کئے ہیں: ① وہ لوگ جو صلوۃ عشاء کی انتظار میں جاگتے رہتے ہیں، ② صلوۃ مغرب کے انتظار میں سوتے نہیں، ③ جو بین المغرب والعشاء نماز میں مشغول رہتے ہیں، ④ قیام اللیل یعنی تہجد کی طرف اشارہ ہے، ⑤ جو لوگ ذکر اللہ کیساتھ رطب اللسان رہتے ہیں ..... آیت شریفہ میں ان لوگوں کے بارے میں جو وعدہ مذکور ہے وہ یہ ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ[2]، کہ ان لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو اسباب راحت وعیش اور آنکھوں کی ٹھنڈک تیار کر رکھی ہے اس کو کون جانتا ہے۔

۱۳۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: { كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ[3] }، قَالَ: «كَانُوا يُصَلُّونَ فِيمَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ»، زَادَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى: وَكَذَلِكَ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ.

ترجمہ قتادہ حضرت انس سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے ہیں، کے بارے میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ مغرب وعشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔ یحییٰ کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ اسی طرح تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ سے مراد (مغرب وعشاء کے درمیان نماز پڑھنا) مراد ہے۔

٣١٤ - بَابُ افْتِتَاحِ صَلَاةِ اللَّيْلِ بِرَكْعَتَيْنِ

باب تہجد کی نماز کی ابتداء دو رکعت سے کرنے کے متعلق

یعنی جب آدمی تہجد کی نماز شروع کرے تو ابتداء میں دو رکعت مختصر سی پڑھے اس کے بعد نماز کو طویل کر دے۔

شروع میں دو رکعت کو اختصار سے پڑھنے کی مصلحت: اس میں مصلحت یہ ہے کہ نفس پر ایک دم بوجھ نہ پڑے بلکہ بتدریج اس کو ریاضت وعبادت کی طرف لایا جائے (دراصل نفس کو بہلا بہلا کر اس سے کام لینا ہے) اور بعض شراح نے لکھا ہے کہ حدیث میں ہے کہ شیطان سونے والے کے سر میں تین گرہیں لگاتا ہے جن میں سے ایک گرہ ذکر کی

---

[1] جامع البيان عن تأويل آي القرآن (تفسير الطبري) - ج١٨ ص٦٠٩، بذل المجهود في حل أبي داود - ج٧ ص٧٩

[2] سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک (سورة السجدة ١٧)

[3] وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے (سورة الذاريات ١٧)

برکت سے اور دوسری وضوء سے اور تیسری نماز سے کھلتی ہے (جیسا کہ کتاب میں پہلے گزر چکا) تو یہ دو رکعت جلدی سے مختصری اس لئے پڑھتے ہیں کہ وہ آخری گرہ جلدی سے کھلے اور شیطان کے مکر سے رہائی ہو اور پھر اس کے بعد اطمینان سے لمبی نماز پڑھی جاسکے، حضرت شیخ حاشیہ بذل [1] میں لکھتے ہیں تعجب ہے کہ شراح حدیث نے بھی حدیث کے نکات ولطائف بیان کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، فللّٰہ درہم۔

۱۳۲۳ - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ».

ترجمہ: ابن سیرین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات کو تہجد کی نماز کے لئے کھڑا ہو تو دو رکعت (ابتداء) ہلکی پڑھا کرے۔

۱۳۲۴ - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِذَا بِمَعْنَاهُ زَادَ، ثُمَّ لِيُطَوِّلْ بَعْدُ مَا شَاءَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، وَجَمَاعَةٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، أَوْقَفُوهُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَيُّوبُ، وَابْنُ عَوْنٍ، أَوْقَفُوهُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَرَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فِيهِمَا تَجَوَّزْ.

ترجمہ: ابن سیرین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اسی گزشتہ حدیث کے ہم معنی اور اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ پھر اسکے بعد جتنی طویل چاہے رکعات پڑھا کرے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو حماد بن سلمہ اور زہیر بن معاویہ اور ایک جماعت نے ھشام سے محمد بن سیرین کے واسطے سے بیان کیا اور اسکو حضرت ابوہریرہؓ کی موقوف روایت قرار دیا اور اسی طرح ایوب اور ابن عون نے اس حدیث کو روایت کیا اور انہوں نے اسکو حضرت ابوہریرہؓ کی موقوف روایت قرار دیا اور ابن عون نے اسکو محمد بن سیرین کے واسطے سے روایت کیا تو اس میں یہ الفاظ فرمائے کہ ان دو رکعت میں اختصار ہو۔

تخریج: صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٦٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٢٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٣٢/٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٧٩/٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٩٩/٢)

شرح الحدیث: قَالَ: فِيهِمَا تَجَوَّزْ: یہ لفظ مصدر بھی ہو سکتا ہے (تجوز) یعنی ان دو رکعتوں میں اختصار ہونا چاہئے، اور فعل مضارع بھی ہو سکتا ہے (تجوز) جو اصل میں تتجوز تھا (اختصار کرے تو ان میں) اور امر کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے تجوز۔

۱۳۲۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ حَنْبَلٍ يَعْنِي أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج٧ ص٨٠

قَالَ: «طُولُ الْقِيَامِ».

ترجمہ: عبید بن عمیر، عبداللہ بن حبشی الخثعمی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے افضل الاعمال کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ نماز میں لمبا قیام افضل ترین اعمال میں سے ہے۔

سنن النسائي-الزكاة(٢٥٢٦)سنن أبي داود-الصلاة(١٣٢٥)مسند أحمد-مسند المكيين(٤١٢/٣)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٢٤)

شرح حدیث: اس کی مقابل وہ حدیث ہے جو ابواب الرکوع میں گزر چکی ہے أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ[1]، ان ہی دو حدیثوں پر علماء کا وہ مشہور اختلاف متفرع ہے کہ طول قیام افضل ہے یا کثرتِ سجود، وقد تقدم مفصلاً۔

٣١٥- بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى

باب تہجد کی نماز دو دو رکعت ہے

قریب ہی میں باب صلوۃ النہار گزر چکا اس کو دیکھئے۔

١٣٢٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى».

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تہجد کی نماز کے بارے میں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تہجد کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب تم کو صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو یہ ایک رکعت آخری دو رکعتوں کو طاق (وتر) بنا لے گی۔

صحيح البخاري-الصلاة(٤٦٠)صحيح البخاري-الصلاة(٤٦١)صحيح البخاري-الجمعة(٩٤٦)صحيح البخاري-الجمعة(٩٤٨)صحيح البخاري-الجمعة(٩٥٠)صحيح البخاري-الجمعة(١٠٨٦)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٤٩)جامع الترمذي-الصلاة(٤٣٧)جامع الترمذي-الصلاة(٤٦١)جامع الترمذي-الجمعة(٥٩٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧١)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٣)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٤)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩١)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٣)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٤)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٥)سنن أبي داود-الصلاة(١٣٢٦)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٧٤)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٧٥)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣١٩)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٢٠)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة

---

[1] سنن أبي داود-كتاب الصلاة-باب في الدعاء في الركوع والسجود ٨٧٥

فيها(۱۳۲۲)موطأ مالك- النداء للصلاة(۲٦۹)سنن الدارمي- الصلاة(۱٤٥۸)سنن الدارمي- الصلاة(۱٤٥۹)

شرح الحديث قوله: فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى: **وتر کی رکعات ثلاثہ میں حنفیہ کی تائید:** یعنی تہجد کی نفلیں دو دو رکعت پڑھتا رہے اور پھر جب تہجد کا وقت ختم ہونے کے قریب ہو اور وتر کا نمبر آئے تو آخری شفعہ (دوگانہ) پر سلام پھیرنے کے بجائے اس کے ساتھ ایک رکعت اور ملالے تو یہ ایک رکعت سابق شفعہ کے ساتھ ملکر اس کو وتر بنادے گی، اس سے معلوم ہوا کہ وتر کی رکعات تین ہیں، جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں، اس کی مفصل بحث انشاء اللہ تعالیٰ باب قیام اللیل میں آئے گی۔

۳۱٦ـ بَابٌ فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ

باب تہجد کی نماز میں بلند آواز کے ساتھ قرأت کرنے کے بیان میں

۱۳۲۷ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْوَرَكَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَدْرِ مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ، وَهُوَ فِي الْبَيْتِ».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قرأت (تہجد میں) اتنی آواز سے ہوتی تھی کہ جس کو وہی شخص سن سکتا تھا جو حجرہ ہی میں ہو اور آپ ﷺ اسوقت صحن حجرہ میں ہی ہوتے تھے۔

تخریج سنن أبي داود- الصلاة(۱۳۲۷)مسند أحمد- من مسند بني هاشم (۱/۲۷۱)

شرح الحديث عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَدْرِ مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ، وَهُوَ فِي الْبَيْتِ: اس حدیث کی دو تفسیریں کی گئی ہیں: ① حجرہ اور بیت دونوں سے ایک ہی مراد ہے، اور مطلب یہ ہے آپ ﷺ تہجد میں قراءۃ اتنی آواز سے فرماتے تھے کہ جس کو وہی شخص سن سکتا تھا جو حجرہ ہی میں ہو، حجرے سے باہر آواز سنائی نہیں دیتی تھی، ② حجرہ سے مراد صحن البیت یعنی وہ شخص سن سکتا تھا جو صحن حجرہ میں ہو اور آپ ﷺ حجرے میں پڑھ رہے ہوں پہلی صورت میں نہایت معمولی سا جہر اور دوسری صورت میں جہر متعدل۔

۱۳۲۸ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: «كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا، وَيَخْفِضُ طَوْرًا». قَالَ ابو داؤد: «أَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ اسْمُهُ هُرْمُزُ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی (رات کی) تہجد کی نماز میں قرأت کی آواز کبھی بلند ہوتی اور کبھی ہلکی ہوتی۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابو خالد والبی کا نام ہرمز ہے۔

۱۳۲۹ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنَا

الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً، فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّي يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ، قَالَ: وَمَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَهُ، قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ، مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي تَخْفِضُ صَوْتَكَ»، قَالَ: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: وَقَالَ لِعُمَرَ: «مَرَرْتُ بِكَ، وَأَنْتَ تُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَكَ»، قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُوقِظُ الْوَسْنَانَ، وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ - زَادَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ: - فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا»، وَقَالَ لِعُمَرَ: «اخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا».

ترجمہ: حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک رات (مسجد کی طرف) نکلے تو حضرت ابو بکرؓ کے پاس سے گزر ہوا وہ بہت آہستہ آواز میں قرأت فرما رہے تھے اور ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا حضرت عمرؓ کے پاس سے گزر ہوا تو وہ بلند آواز میں قرأت کر رہے تھے تو آپ ﷺ کے پاس جب یہ دونوں حضرات کسی وقت جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر میں تمہارے پاس سے گزرا تو تم آہستہ آواز میں قرأت کر رہے تھے (اسکی کیا وجہ ہے؟) تو حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جسکے ساتھ میں مناجات کر رہا تھا پس اسی کو سنا رہا تھا اور آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ میں تمہارے پاس سے گزرا تو تم بہت بلند آواز سے قرأت کر رہے تھے (اسکی کیا وجہ ہے؟) انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول میں اونگھنے والوں (کچی نیند والے لوگ جو تہجد کے لئے اٹھنا چاہتے تھے) کو بیدار کر رہا تھا اور شیطان کو دفع کر رہا تھا۔ حسن نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا کہ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر تم اپنی آواز کو تھوڑا سا بڑھاؤ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم اپنی آواز ذرا پست کرو۔

۱۳۳۰ - حَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنِ بْنُ يَحْيَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ لَمْ يَذْكُرْ: فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا»، وَلِعُمَرَ: «اخْفِضْ شَيْئًا»، زَادَ: وَقَدْ سَمِعْتُكَ يَا بِلَالُ وَأَنْتَ تَقْرَأُ مِنْ هَذِهِ السُّورَةِ، وَمِنْ هَذِهِ السُّورَةِ، قَالَ: كَلَامٌ طَيِّبٌ يَجْمَعُ اللَّهُ تَعَالَى بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّكُمْ قَدْ أَصَابَ".

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے یہی واقعہ نقل فرمایا تو اسمیں یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ اپنی آواز کچھ بلند کرو اور نہ حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اپنی آواز ذرا پست کرو البتہ یہ اضافہ فرمایا کہ (دوسرا قصہ اسی طرح کا حضرت بلالؓ کا ہے جس میں) آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال میں سن رہا تھا کہ کبھی تم اس سورۃ سے پڑھتے تھے اور کبھی اس سورۃ سے انہوں نے عرض کیا کلام الٰہی بہت شیریں ہے اللہ تعالیٰ اسکے بعض حصے کو بعض سے (میری زبان پر) ملاتا ہے (یعنی میں بھی کسی حصے سے کبھی کسی حصے سے محظوظ ہوتا ہوں تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا تم سب نے درست کیا۔

جامع الترمذي- الصلاة (٤٤٧) سنن أبي داود- الصلاة (١٣٢٩)

شرح الحديث قوله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً، فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّي يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ: حضرت ابو بکرؓ تہجد میں قراءۃ بہت آہستہ کر رہے تھے، حضور ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا، آپ سنتے ہوئے چلے گئے، اسی طرح حضرت عمرؓ کے پاس سے گزر ہوا تو وہ زیادہ زور سے پڑھ رہے تھے، صبح کو حسب معمول جب یہ دونوں حضرات حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ابو بکرؓ سے سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں عرض کیا أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُولَ اللهِ کہ جس کے ساتھ میں مناجات کر رہا تھا بس اسی کو سنا رہا تھا (اور وہ پست سے پست آواز بھی سنتا ہے)، پھر یہی سوال آپ ﷺ نے عمرؓ سے کیا تو انہوں نے عرض کیا أُوقِظُ الْوَسْنَانَ، وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ اونگھنے والے کو بیدار کرتا ہوں اور شیطان کو دفع کرتا ہوں، آپ ﷺ نے دونوں کا جواب سن کر حضرت ابو بکرؓ سے تو فرمایا کہ تم اپنی آواز بڑھاؤ، اور حضرت عمرؓ سے یہ فرمایا کہ تم اپنی آواز پست کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن سرا کے مقابلہ میں جہر معتدل کے ساتھ افضل ہے، اور اس سے اگلی روایت میں حضرت بلالؓ کے بارے میں آرہا ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کبھی تم اس سورت سے پڑھتے تھے، اور کبھی اس سورت سے، کچھ آیات ایک سورت کی اور چند آیات دوسری سورت کی، اس پر انہوں نے عرض کیا کلام الٰہی بہت شیریں ہے، اسلئے کبھی ان آیات سے محظوظ ہوتا ہوں اور کبھی ان سے، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّكُمْ قَدْ أَصَابَ تم سب نے درست کیا، اس روایت میں تو اسی طرح ہے، صاحب منہل لکھتے ہیں محمد بن نصر کی قیام اللیل (تصنیف) میں ہے آپ ﷺ نے بلال سے فرمایا: اقرأ السورة على وجهها یعنی ایک ہی سورت کو اس کے قاعدے اور طریقے سے پڑھو کچھ یہاں سے کچھ وہاں سے ایسا نہ کرو، اسی لئے اس طرح کے خلط کرنے کو علماء مکروہ کہتے ہیں [1]۔

١٣٣١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ، فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَرْحَمُ اللهُ فُلَانًا كَأَيِّ [2] مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ، كُنْتُ قَدْ أَسْقَطْتُهَا» قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، فِي سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ فِي الْحُرُوفِ، وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ.

ترجمہ حضرت عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رات کو (تہجد میں) نماز کیلئے کھڑا ہوا تو اس نے بلند آواز میں قرأت کی پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ فلاں شخص پر رحم فرمائے کتنی آیات جو

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود- ج ٧ ص ٢٦٠

[2] نسخۂ بذل میں یہ لفظ کائن ہے، جب کہ حضرت شیخ نے حاشیہ میں اشارہ فرمایا ہے کہ فی نسخة: كأي (بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٩١)۔

میں بھول گیا تھا رات کو (اپنی قرأت میں) وہ مجھ سے چھوٹ گئیں تھیں ان صاحب کے پڑھنے سے مجھے یاد آگئیں امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حدیث کو ہارون نحوی نے حماد بن سلمہ سے سورۃ آل عمران کے ان حرف کے بارے میں نقل کیا وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ (قُتِلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ)۔

تخریج صحيح البخاري - الشهادات (٢٦٥٥) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٥٠٣٧) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٥٠٣٨) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٥٠٤٢) صحيح البخاري - الدعوات (٦٣٣٥) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٨٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٣١) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦٢/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٣٨/٦)

شرح الحديث عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ، فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْحَمُ اللهُ فُلَانًا [1] كَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ، كُنْتُ قَدْ أَسْقَطْتُهَا: ان صحابی کا نام عبداللہ بن یزید انصاریؓ ہے یہ رات کو تہجد میں تلاوت زور سے کر رہے تھے جس کی آواز حضور ﷺ تک بھی پہنچ گئی، اتفاق سے جو نسی سورت اور آیات حضور ﷺ پڑھ رہے تھے وہی یہ صحابی بھی پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ کی چند آیات چھوٹ گئی تھیں (بھولے سے) ان صحابی کی زور سے پڑھنے کی وجہ سے آپ ﷺ کو وہ آیات یاد آگئیں، آپ ﷺ کو اس پر مسرت ہوئی اسی لئے آپ ﷺ نے ان صحابی کو دعا دی۔

قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، فِي سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ فِي الْحُرُوفِ، وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ: **قول ابوداؤد کی صحیح تشریح وتحقیق:** ہارون نحوی نے مذکورہ بالا حدیث کو جس میں حضور ﷺ کا یہ کلام ہے يَرْحَمُ اللهُ فُلَانًا كَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ الخ سورۂ آل عمران کی آیت شریفہ وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قُتِلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ [2] کے ذیل میں حروف یعنی اختلاف قرأت کی مناسبت سے ذکر کیا ہے، میں کہتا ہوں علیٰ ہذا القیاس امام ابوداؤدؒ بھی اس حدیث کو اپنی اس سنن میں ابواب الحروف والقرأت میں لائے ہیں، ہارون نحوی اور امام ابوداؤدؒ دونوں کی غرض اس حدیث سے ایک ہی ہے، یعنی وکاین من نبی الآیۃ، میں اختلاف قراءت کو ذکر کرنا گویا بطور نظیر کے اس حدیث کو پیش کر رہے ہیں کہ دیکھئے! ایک قرأت اس میں کاین بھی ہے جیسا کہ اس حدیث شریف میں یہ لفظ وارد ہے اور ممکن ہے کہ اس حدیث میں یہ بھی لفظ دونوں طرح مروی ہو جیسا کہ قرائتیں اس میں دو ہیں: ① کائن (بروزن فاعل) ② اور کاین، اول ابن کثیر کی قراءۃ ہے اور ثانی تشدید کے ساتھ جمہور کی، اس مقام کی تشریح حضرت نے بذل میں اسی طرح فرمائی ہے اور یہی صحیح ہے [3]، اور صاحب عون المعبود نے اسکی شرح اور طرح کی ہے جو بظاہر صحیح نہیں، میرے نزدیک یہ مقام مشکل اور دقیق ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ جو کچھ ہم نے یہاں لکھا ہے وہ صحیح ہے۔

---

[1] اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے چند آیات ایسی تھیں جو مجھ سے ساقط ہو گئی تھیں اس نے (اس کی تلاوت نے) مجھ کو وہ آیات یاد دلا دیں۔

[2] اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب (سورۃ آل عمران ١٤٦)

[3] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٩٢-٩٣

۱۳۳۲ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: اعْتَكَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَسَمِعَهُمْ يَجْهَرُونَ بِالْقِرَاءَةِ، فَكَشَفَ السِّتْرَ، وَقَالَ: «أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ»، أَوْ قَالَ: «فِي الصَّلَاةِ».

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اعتکاف فرمایا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بلند آواز سے قرأت کرتے ہوئے سنا تو پردہ ہٹا کر فرمایا خبردار تم سب رب سے مناجات (سرگوشی) والے ہو تو تم میں سے ایک شخص دوسرے کو اذیت نہ دے اور نہ قرآن کی تلاوت کرنے میں ایک دوسرے سے آوازوں کو بلند مت کرو یا آپ نے فرمایا کہ نماز میں (یعنی قرأت یا آواز بلند مت کرو)۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (۱۳۳۲) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۹۴/۳)

۱۳۳۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ، كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ، كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ».

ترجمہ: عقبہ بن عامر جہنیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن کی بلند آواز سے قرأت کرنے والا اعلانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور آہستہ قرأت کرنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔

تخریج: جامع الترمذي - فضائل القرآن (۲۹۱۹) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۶۶۳) سنن أبي داود - الصلاة (۱۳۳۳)

شرح الحدیث: **الترجيح بين الجهر بالقراءة والسر بها:** آپ ﷺ نے قرأت بالجہر کو صدقہ بالجہر اور قرأت بالسر کو صدقہ بالسر کے ساتھ تشبیہ دی ہے، نہ ہر صدقہ بالجہر افضل ہے، اور نہ ہی ہر صدقہ بالسر افضل ہے بلکہ بعض صدقات بالسر افضل ہیں اور بعض بالجہر (اگرچہ اصل صدقہ میں بالسر ہی ہے) کما ورد حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ [1]، لہذا قراءۃ قرآن کو بھی اسی پر قیاس کیا جائیگا، علماء نے صدقات نافلہ کو بالسر اور صدقات واجبہ کو جہرا ادا کرنا، افضل لکھا ہے، اس لئے کہ زکوۃ شعائر اسلام میں سے ہے اور شعائر کو علی الاعلان ہی ادا کیا جاتا ہے، اور دوسری بات یہ بھی ہے صرف زکوۃ دینے والے کو کوئی سخی نہیں کہتا، ہاں نفلی صدقات کرنے والے کو سخی سمجھا جاتا ہے اس لئے ایک جگہ جہر میں ریاء کا احتمال ہے دوسری جگہ نہیں، ایسے ہی اگر قرأت میں ریاء کا احتمال ہو یا کسی کی ایذاء کا اندیشہ ہو تو سرا افضل ہوگی، ورنہ جہرا افضل ہوگی، کیونکہ جہر کی صورت میں قرأت کا فائدہ متعدی ہے اس سے دوسرے لوگ بھی فیضیاب ہوتے ہیں خود قاری کے حق میں بھی مفید ہوتا ہے اس سے نشاط اور ذوق بڑھتا ہے قرآن پاک کی طرف توجہ میں اضافہ ہوتا ہے نیند کا اثر دور ہوتا ہے لیکن ریاء وغیرہ کسی عارض کا اندیشہ ہو تو پھر

---

[1] صحيح البخاري - كتاب الجماعة والإمامة - باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد ۶۲۹

سراً پڑھنا ہی افضل ہوگا، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرأت میں اصل جہر ہی ہے، سر کو فضیلت کسی عارض کی وجہ سے ہو جاتی ہے، لیکن امام ترمذیؒ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص قراءت قرآن سراً کرتا ہے وہ افضل ہے اس شخص سے جو جہراً قراءت کرے۔

اسلئے کہ صدقۃ السر اہل علم کے نزدیک صدقۂ علانیہ سے افضل ہے، کیونکہ سر میں عجب کا اندیشہ نہیں بخلاف علانیہ کے اھ اور کوکب میں لکھا ہے کہ امام ترمذی کی مراد صدقہ سے صدقۂ نافلہ ہے اسی کا یہ ضابطہ ہے کہ وہ سراً افضل ہے علانیہ سے اھ [1] اور اسکے حاشیہ میں در منثور سے نقل کیا ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صدقہ نافلہ سراً علانیہ سے ستر درجہ افضل ہے اور صدقہ مفروضہ علانیہ پچیس گنا افضل ہے سراً سے اور آگے لکھا ہے: وكذلك جميع الفرائض والنوافل في الأشياء كلها اھ [2]، اسی طرح امام نسائی نے باب باندھا ہے فَضْلُ السِّرِّ عَلَى الْجَهْرِ. اس پر علامہ سندھیؒ لکھتے ہیں، حدیث سے تو بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے لیکن حضور ﷺ نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا تھا کہ آواز کو قدرے بلند کرو اور عمر فاروقؓ سے فرمایا تھا کہ اپنی آواز کو ذرا پست کرو اس سے معلوم ہوا کہ جہر معتدل افضل ہے اب دونوں میں تعارض ہو گیا، اس کا حل ایک تو یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ حدیث الباب میں جہر سے مبالغہ فی الجہر اور سر سے مراد اعتدال ہے اور یا یہ توجیہ کی جائے کہ یہ حدیث اس حالت پر محمول ہے جسکا مقتضی سر ہو ورنہ اعتدال فی حد ذاتہ افضل ہے، والله تعالى أعلم اھ [3]۔

٣١٧۔ بَابٌ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ

باب نماز تہجد پڑھنے کے بیان میں

اس سے قبل مصنف کلی طور پر صلوۃ اللیل یعنی تہجد کی فضیلت اور اسکا حکم وغیرہ امور بیان کر چکے ہیں، اب یہاں سے مصنف کا مقصود قیام اللیل کے بارے میں حضور اقدس ﷺ کا معمول بیان کرنا ہے اسکے نظائر اس کتاب میں بہت ہیں چنانچہ ابواب الوضوء میں مصنف نے یہی کیا، اولاً ارکان وضوء اور اسکے احکام الگ الگ ابواب میں بیان کئے پھر ایک جامع باب صفة وضوء النبي ﷺ کے عنوان سے قائم کیا، اسیطرح مواقیت میں کیا اولاً تمام نمازوں کے اوقات الگ الگ ابواب میں بیان کئے پھر ایک باب قائم کیا جس میں حضور ﷺ کی جملہ نمازوں کے اوقات مستقلاً علیحدہ بیان کئے، یہ باب بہت طویل وعریض ہے اس میں مصنفؒ تقریباً تیس حدیثیں لائے ہیں میرے خیال میں پوری کتاب میں اتنا بڑا باب کوئی اور نہیں ہے۔

اس باب میں مصنف نے جو روایات ذکر کی ہیں ان کا تعلق صرف صلوۃ تہجد سے نہیں بلکہ تہجد مع الوتر سے ہے، اکثر روایات میں

---

1. الكوكب الدري على جامع الترمذي — ج ٤ ص ٣٢
2. الكوكب الدري على جامع الترمذي — ج ٤ ص ٣٢
3. سنن النسائي بحاشية السندي — ج ٢ ص ٢٤٩

رکعات تہجد مع الوتر مذکور ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اکثر اصحاب صلوۃ الوتر بعد العشاء نہیں پڑھتے تھے، بلکہ تہجد سے فارغ ہو کر اخیر میں پڑھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اِجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا [1]، اسلئے راویوں نے صلوۃ اللیل کے بیان میں تہجد اور وتر دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے، اب یہاں دو بحثیں ہیں: (۱) تعداد رکعات تہجد، (۲) تعداد رکعات وتر۔

بحث اول (رکعات تہجد): ہمارے امام ابوداؤد نے تو اس سلسلہ کی بیسیوں سے بھی زیادہ مختلف روایات ذکر فرمائی ہیں صحاح ستہ میں سے کسی اور کتاب میں اتنی روایات نہیں ہیں، امام ترمذیؒ نے حسب عادۃ اسمیں بہت مختصر طریقہ اختیار فرمایا ہے، انہوں نے اس بارے میں تین باب قائم کئے ہیں، پہلے باب میں وہ حدیث جس میں احدیٰ عشرۃ رکعۃً مذکور ہے، اور دوسرے باب میں وہ جس میں ثلث عشرۃ رکعۃً ہے اور تیسرے میں تسع رکعات والی روایت ذکر کی ہے، اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ صلوۃ اللیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رکعات کی تعداد زائد سے زائد تیرہ ۱۳ ہے، یعنی مع الوتر اور کم سے کم تعداد ۹ نو رکعات ہے۔

حضرت سہارنپوریؒ بذل میں فرماتے ہیں کہ زیادہ تر روایات میں گیارہ رکعات مذکور ہیں، اور جن روایات میں تیرہ مذکور ہیں سو ان میں بعض مرتبہ تو ان دو رکعتوں کو شامل کر لیا گیا جو کبھی کبھی آپ بعد الوتر جالساً پڑھ لیتے تھے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیرہ رکعات صبح کی دو سنتوں کو شامل کر کے ہیں اھ [2]، میں کہتا ہوں ابوداؤد میں ایک روایت اس سلسلے کی بڑی جامع اور واضح ہے جو عائشہؓ سے مروی ہے اسکے الفاظ یہ ہیں ایک سائل کے جواب میں قَالَتْ: كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ، وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ، وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ، وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ، وَلَا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ [3]، اس سے معلوم ہوا کہ کم سے کم رکعات کی تعداد سات ہے اور زائد سے زائد تیرہ، نیز اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تین سے نہ کم پڑھتے تھے نہ زائد، اس لئے کہ ظاہر ہے یہ روایات مذکورہ ایک رات سے تو متعلق ہیں نہیں، مختلف اور متعدد لیالی کا حال اس میں مذکور ہے، تہجد کی رکعات تو اس میں کم وبیش ہیں لیکن وتر کی وہی تین، سبحان اللہ! مذہب احناف کی واضح اور بین دلیل ہے۔

بحث ثانی (عدد رکعات وتر): مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہو چکا کہ اگرچہ رکعات تہجد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم زیادہ ہوتی رہتی تھیں لیکن رکعات وتر تین ہی ہوتی تھیں، لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ بہت سی روایات بظاہر اسکے خلاف بھی ہیں، چنانچہ باب کی پہلی حدیث میں ہے يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ، وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ، اس کے بعد والی روایت میں ہے يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، احناف کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے گذشتہ دس رکعات میں سے آخری شفعہ کو ایک

---

(۱) صحيح البخاري - كتاب الوتر - باب ليجعل آخر صلاته وترا ۹۵۳

(۲) بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۷ ص ۹۵-۹۶

(۳) سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب في صلاة الليل ۱۳۶۲

رکعت کے ذریعے وتر بناتے تھے، کماسبق فی باب صلوۃ اللیل مثنی مثنی، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى [1]. اس تشریح کے بعد اس قسم کی تمام روایات ان روایات مفصلہ کے مطابق ہوجائیں گے جن میں وتر کی تین رکعات کی تصریح ہے، دراصل وتر کے سلسلے میں روایات دو قسم کی ہیں: ① وہ روایات جن میں صلوۃ اللیل اور وتر دونوں کو ملا کر بیان کیا گیا ہے، ② وہ روایات جن میں وتر کی رکعات کے راوی نے صلوۃ اللیل سے جدا کر کے بیان کیا ہے جس کی مثال اوپر بحث اول کے اخیر میں گزر چکی ہے۔

وتر کے بارے میں دو مشکل روایتیں اور ان کا حل: روایات مفصلہ تقریباً سب ہمارے موافق ہیں بجز، ایک یا دو کے یعنی اس باب کی چوتھی حدیث (برقم ۱۳۳۸) جس میں یہ ہے يُوتِرُ مِنْهَا بِخَمْسٍ، لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْخَمْسِ، حَتَّى يَجْلِسَ فِي الْآخِرَةِ، فَيُسَلِّمُ، یہ روایت ایسی ہے کہ اس میں باوجودیکہ وتر کو صلوۃ اللیل سے جدا کر کے بیان کیا ہے، اور وتر کی پانچ رکعات ذکر کی ہیں، والجواب عنه مشکل ومع ذلك اجابوا عنه بجوابین اول یہ کہ مصنف نے آگے چل کر اس روایت پر کلام کیا ہے دیکھئے بذل المجہود اس کے حاشیہ پر ایک نسخے سے نقل کیا ہے کہ امام ابوداؤد نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ اس میں رواۃ کا اختلاف واضطراب ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ پانچ رکعات مسلسل ایک سلام سے پڑھتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اب تک تو یہ ہوتا رہا کہ آپ ﷺ تہجد کی ہر دو رکعت پر سلام پھیر کر جلوس فرماتے یعنی آرام کیلئے (کیونکہ تہجد کی رکعات لمبی ہوتی تھیں جس طرح تراویح میں ہر چار رکعات کے بعد بیٹھتے ہیں جس کو ترویحہ کہتے ہیں) پھر جب آپ ﷺ تہجد سے فارغ ہوگئے اور صرف وتر کی نماز باقی رہ گئی تو تھوڑی دیر حسب معمول آرام فرمانے کے بعد وتر کے لئے اٹھتے لیکن اس وقت آپ صرف وتر کی تین رکعات پر اکتفاء نہ فرماتے بلکہ اس کے شروع میں نفل کی مختصر سی دو رکعت بھی پڑھتے، پھر اس کے فوراً بعد بغیر جلوس للاستراحۃ کے تین رکعات وتر کی پڑھتے، الحاصل یہاں نفس جلوس کی نفی مراد نہیں بلکہ جلوس للاستراحۃ "الذی یکون بین اشفاع التہجد" اس تاویل میں کوئی بعد نہیں ہے اور مقام بہرحال اختلاف روایات کی وجہ سے نازک اور محتاج تاویل ہے۔

اسی طرح ایک روایت اور ہے وہ بھی اپنے ظاہر کے لحاظ سے حنفیہ کے خلاف ہے اور وہ اس باب کی آٹھویں حدیث (برقم ۱۳٤۲) ہے جس میں یہ ہے: كَانَ يُوتِرُ بِثَمَانِ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، ثُمَّ يَقُومُ، فَيُصَلِّي رَكْعَةً أُخْرَى، لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ وَالتَّاسِعَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي التَّاسِعَةِ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کل نو رکعات پڑھی ایک ہی سلام سے، نیز ہر دو رکعت پر قعود اور تشہد بھی نہیں کیا جو شیخین کے نزدیک تو اگرچہ واجب نہیں لیکن امام محمدؒ کے نزدیک واجب ہے، بہرحال اس روایت کا سیاق حنفیہ کے مسلک کے بظاہر بالکل خلاف ہے "والجواب عنه مشکل اللّٰھم الا ان یقال لایجلس الا فی الثامنۃ" میں

[1] سنن أبي داود – کتاب الصلاۃ – باب في صلاۃ اللیل مثنی مثنی ۱۳۲٦

مطلق جلوس کی نفی نہیں ہے بلکہ جلوس بدون السلام کی یعنی آٹھویں رکعت سے قبل چھ رکعات تک ہر دو رکعت پر آپ ﷺ بیٹھ کر سلام پھیرتے رہے لیکن آخری شفعہ جو تھا اسمیں آپ ﷺ نے رکعتین پر جلوس بدون السلام فرمایا یعنی جلوس کرکے بغیر ہی سلام کے تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوگئے، پھر تیسری رکعت پوری کرکے اس پر سلام پھیرا، اس حدیث میں وتر کی دوسری رکعت پر ثامنہ کا اور تیسری پر تاسعہ کا اطلاق مجموع رکعات کے اعتبار سے کیا گیا ہے اور ہماری اس بات کی دلیل کہ آپ ﷺ چھ رکعات تک ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے رہے اس باب کی چوبیسویں حدیث (برقم ۱۳۵۹) ہے جسکے الفاظ درج ذیل ہیں: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيْهِ قَبْلَ الصُّبْحِ، يُصَلِّي سِتًّا مَثْنَى مَثْنَى، دیکھئے! اس روایت میں تصریح ہے کہ آپ چھ رکعات تک دو دو رکعت پڑھتے رہے۔

اب بحمد اللہ تعالی وعونہ، جملہ روایات مشکلہ در بارۂ وتر جو بظاہر مسلک حنفیہ کے خلاف نظر آتی تھیں سب کا حل نکل آیا، اب رہ گیا مسئلہ ائمہ ثلثہ کا کہ وہ وتر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ سو وہ یہ ہے کہ امام مالکؒ کا مسلک ہمارے قریب ہے انکے نزدیک وتر کی ایک رکعت ہے لیکن اس سے پہلے ایک شفعہ پڑھ کر اس پر سلام پھیرنا واجب ہے، دوسرے لفظوں میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ انکے نزدیک وتر کی تین ہی رکعات ہیں لیکن بسلامین، اور ہمارے یہاں بسلام واحد، انکے یہاں فصل بالسلام واجب ہے اور ہمارے یہاں وصل واجب ہے۔

شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک اداء وتر کے طریقے: اور امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک وتر کے مسئلے میں بڑی وسعت ہے انکے نزدیک ایتار برکعۃ، ایتار بثلث وبخمس وبسبع وبتسع وباحدی عشرۃ رکعۃ سب طرح جائز ہے البتہ گیارہ سے زائد جائز نہیں۔

پھر انکے یہاں وتر کی دو صورتیں ہیں، موصولاً ومفصولاً، فصل تو یہ ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے اور اخیر میں ایک رکعت تنہا پڑھی جائے اور وصل کا مطلب یہ ہے کہ وتر کی جتنی بھی رکعات پڑھنا منظور ہو تین یا پانچ یا سات یا نو یا گیارہ ان سب کو ایک ہی سلام سے پڑھا جائے، پھر اس وصل کی دو صورتیں ہیں، بتشہد واحد یعنی صرف آخری رکعت میں قعدہ وتشہد پڑھا جائے اور دوسری صورت ہے، بتشہدین یعنی آخری رکعت اور ماقبل آخر دو میں قعدہ وتشہد کیا جائے مثلاً اگر ایتار بتسع کرنا ہے تو نویں رکعت جو کہ آخری ہے اس میں قعود وتشہد پڑھ کر سلام پھیر دے، اس طرح کرے کہ آٹھویں رکعت اور نویں رکعت دونوں میں قعدہ کرے اور سلام صرف آخری میں پھیرے، نیز ان دونوں کے یہاں یہ بھی اختیار ہے کہ جملہ صلوۃ اللیل کو وتر ہی کی نیت سے پڑھا جائے، اور یہ بھی جائز ہے، کہ شروع میں چند رکعات تہجد کی نیت سے پڑھے اور اخیر میں کچھ رکعات وتر کی نیت سے۔

ظاہر بات ہے کہ جب ان کے یہاں اس قدر وسعت ہے تو ساری روایات ان کے مسلک پر بسہولت منطبق ہو سکتی ہیں، احناف

چونکہ اصول سے چل رہے ہیں اس لئے بعض روایات ان کے مسلک کے خلاف پڑتی ہیں جن کا حل اوپر گزر گیا، یہ وتر کی بحث اہم مباحث میں سے ہے اس کے لئے علماء نے مستقل قلم اٹھایا ہے۔

۱۳۳۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ، وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ، وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ الْفَجْرِ، فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں دس رکعات پڑھتے اور ایک رکعت سے وتر بنالیا کرتے تھے اور دو رکعت فجر کی (سنتیں) پڑھتے تو یہ کل تیرہ رکعات ہوئیں۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦ ١) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٣٩) جامع الترمذي - الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - السهو (١٣١٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٣٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٥)

۱۳۳۵ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا، اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ کی اہلیہ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات نماز پڑھتے ان میں سے ایک رکعت کے ذریعہ گزشتہ شفعہ کو طاق بنالیتے پھر جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦٨) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٣٩) جامع الترمذي - الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - السهو (١٣١٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل

وتطوع النهار (١٧١٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٣٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٥)

١٣٣٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَنَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ، وَهَذَا لَفْظُهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، وَقَالَ نَصْرٌ: عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، إِلَى أَنْ يَنْصَدِعَ الْفَجْرُ، إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ ثِنْتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، وَيَمْكُثُ فِي سُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، قَامَ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے سے فجر کے درمیان وقت میں گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے اور ایک رکعت پڑھ کر گزشتہ شفعہ کو طاق بنالیتے اور آپ سجدہ اتنا لمبا کرتے جتنی دیر میں تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات تلاوت کرے یعنی سجدہ سے اتنی دیر میں سر اٹھاتے پھر جب مؤذن اذان فجر سے فارغ ہوجاتا تو آپ ﷺ کھڑے ہوکر دو مختصر رکعات (فجر کی سنتیں) پڑھتے پھر اپنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آپ کو بلانے آجاتا۔

١٣٣٧ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُمْ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: «وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ» وَسَاقَ مَعْنَاهُ، قَالَ: وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ.

ترجمہ: ابن ابی ذئب، عمرو بن الحارث اور یونس بن یزید نے بیان کیا کہ انہیں ابن شہاب زہری نے یہ حدیث اسی گزشتہ حدیث کی سند اور معنی کے ساتھ بیان کی اس میں یہ فرمایا کہ آپ ایک رکعت وتر پڑھتے اور سجدہ اتنا لمبا کرتے کہ جتنی دیر میں تم میں سے کوئی پچاس آیات تلاوت کرلے پھر جب مؤذن فجر کی اذان سے فارغ ہوجاتا اور فجر واضح ہوچکی ہوتی اسی طرح آگے حدیث بیان کی اور راویوں نے کچھ اضافہ ذکر کیا۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٥٩٤) صحيح البخاري - الأذان (٦٠٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦٨) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة

المسافرين وقصرها (٧٢٤) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٨) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٣) جامع الترمذي - الصلاة (٤٣٩) جامع الترمذي - الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٤٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٦٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٣٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٥٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٩٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٥)

شرح الأحاديث: قوله: وَيَمْكُثُ فِي سُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً: اور اس سے بعد والی روایت میں ہے وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً۔

اس جملے کی شرح میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے صلوۃ اللیل میں آپ ﷺ کے سجود بہت طویل طویل ہوتے تھے، اجتہاد فی الدعاء کے لئے کما ورد فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ [1]، مسند احمد کی ایک روایت میں ہے عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ سجود میں یہ پڑھتے تھے سُبْحَانَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ اور ایک روایت میں ہے اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ [2]۔

اور دوسری شرح اس کی یہ ہے کہ اس سے بعد الفراغ من الصلوۃ سجدہ طویلہ مراد ہے، امام نسائیؒ نے یہ دوسرے ہی معنی حدیث کیلئے ہیں، حیث ترجم علی الحدیث بَابُ قَدْرِ السَّجْدَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ، لیکن سجدۂ شکر و سجدۂ تلاوت کے علاوہ تعبد بالسجدۃ المنفردۃ مختلف فیہ ہے، اس کے بارے میں جواز وعدم جواز دونوں قول ہیں، کتب فقہ کی طرف رجوع [3] کر کے اس کی مزید تحقیق کی جائے۔

١٣٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ

---

[1] صحيح مسلم - كتاب الصلاة - باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود ٤٧٩

[2] صحيح مسلم - كتاب الصلاة - باب ما يقال في الركوع والسجود ٤٨٦

[3] وفي الكوكب ولا يجوز سجدة المناجاة لعدم الثبوت وما ورد من الأدعية عن النبي صلى الله عليه وسلم في السجدات فإنما هي في الصلوتية لا المنفردة اهـ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْهَا بِخَمْسٍ، لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْخَمْسِ، حَتَّى يَجْلِسَ فِي الْآخِرَةِ، فَيُسَلِّمُ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ.

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی تیرہ رکعت نماز پڑھتے ان میں سے پانچ رکعت وتر ہوتے ان پانچ رکعتوں میں کسی پر نہ بیٹھتے آخری (پانچویں) رکعت پر ہی بیٹھتے تھے پر سلام پھیر دیتے امام ابوداوؒد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن نمیر نے ہشام سے اسی طرح روایت کیا۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦٧) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٦٨) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٣٩) جامع الترمذي - الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٣٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٥)

١٣٣٩ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ. قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ».

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی تیرہ رکعات پڑھتے تھے پھر جب صبح کی اذان سن لیتے تو دو ہلکی رکعتیں (فجر کی سنتیں) پڑھتے۔

تخریج صحيح البخاري - الأذان (٥٩٤) صحيح البخاري - الأذان (٦٠٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٤) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٨) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٣) جامع الترمذي - الصلاة (٤١٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٣٩) جامع الترمذي - الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار

(١٧٢٣)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٤)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٥)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٤٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٦٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨١)سنن أبي داود-الصلاة(١٣٣٩)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٥٠)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٩٨)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٨)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة(٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة(١٤٣٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٧٣)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٧٤)سنن الدارمي-الصلاة(١٥٨١)سنن الدارمي-الصلاة(١٥٨٥)

١٣٤٠ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، "أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَ يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي - قَالَ مُسْلِمٌ: بَعْدَ الْوِتْرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، قَامَ فَرَكَعَ، وَيُصَلِّي بَيْنَ أَذَانِ الْفَجْرِ وَالْإِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ".

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (تہجد میں) کل تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے آپ آٹھ رکعات پڑھتے پھر ایک رکعت وتر پڑھتے پھر دو رکعت نماز پڑھتے، مسلم فرماتے ہیں کہ وتر کے بعد دو رکعت پڑھتے اسکے بعد موسیٰ اور مسلم بن ابراہیم راوی متفق ہیں کہ یہ دو رکعتیں بیٹھ کر ادا فرماتے پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے اور رکوع کرتے اور فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھتے۔

تخریج: صحيح البخاري-الأذان(٥٩٤)صحيح البخاري-الأذان(٦٠٠)صحيح البخاري-الجمعة(٩٤٩)صحيح البخاري-الجمعة(١٠٦٧)صحيح البخاري-الجمعة(١٠٦٨)صحيح البخاري-الجمعة(١١٠٦)صحيح البخاري-الجمعة(١١١١)صحيح البخاري-الدعوات(٥٩٥١)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٢٤)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣١)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٦)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٧)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٨)جامع الترمذي-الصلاة(٤٤٠)جامع الترمذي-الصلاة(٤٥٩)سنن النسائي-الأذان(٦٨٥)سنن النسائي-السهو(١٣١٥)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٤٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٤٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٥٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٥١)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧١٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧١٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢١)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٣)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٤)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٥)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٤٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٦٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨١)سنن أبي داود-الصلاة(١٣٤٠)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٥٠)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٩٨)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٨)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٩)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٦٠)موطأ مالك-النداء

للصلاة(٢٦٤)موطأ مالك–النداء للصلاة(٢٦٦)سنن الدارمي–الصلاة(١٤٣٩)سنن الدارمي–الصلاة(١٤٤٧)سنن الدارمي–الصلاة(١٤٧٣)سنن الدارمي–الصلاة(١٤٧٤)سنن الدارمي–الصلاة(١٥٨١)سنن الدارمي–الصلاة(١٥٨٥)

١٣٤١ – حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهِ، عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ، وَلَا يَنَامُ قَلْبِي».

ترجمہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے انہوں نے بتلایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں نماز کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ تو وہ فرمانے لگیں کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ چار رکعت نماز پڑھتے اور اس کی خوبی اور طوالت نہ پوچھو کیسی ہوتی تھیں (یعنی خوب لمبی اور آداب وصفات کے ساتھ پڑھتے) پھر مزید چار رکعت نماز پڑھتے سو ان کی خوبی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو کیسی ہوتی تھیں پھر تین رکعت نماز پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری صرف آنکھیں سوتی ہیں قلب بیدار رہتا ہے۔

تخریج صحيح البخاري–الجمعة(٩٤٩)صحيح البخاري–الجمعة(١٠٦٠)صحيح البخاري–الجمعة(١١١١)صحيح البخاري–الدعوات(٥٩٥١)صحيح مسلم–صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٦)صحيح مسلم–صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٧)صحيح مسلم–صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٨)جامع الترمذي–الصلاة(٤٣٩)جامع الترمذي–الصلاة(٤٤٠)جامع الترمذي–الصلاة(٤٥٩)سنن النسائي–الأذان(٦٨٥)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٦)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٠)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢١)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٢)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٣)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٤)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٥)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٦)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٤٩)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٦)سنن النسائي–قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨١)سنن أبي داود–الصلاة(١٣٤١)سنن ابن ماجه–إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٨)سنن ابن ماجه–إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٩)سنن ابن ماجه–إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٦٠)موطأ مالك–النداء للصلاة(٢٦٤)موطأ مالك–النداء للصلاة(٢٦٦)سنن الدارمي–الصلاة(١٤٤٧)سنن الدارمي–الصلاة(١٤٧٣)سنن الدارمي–الصلاة(١٤٧٤)سنن الدارمي–الصلاة(١٥٨١)سنن الدارمي–الصلاة(١٥٨٥)

شرح الحدیث قوله: فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهِ، عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً: یہ حدیث متفق علیہ ہے، امام بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی ہے اس حدیث سے اہل حدیث و منکرین تقلید تراویح کی آٹھ رکعات پر استدلال کرتے ہیں، ہمارے مشائخ یوں فرماتے ہیں کہ اس کا تعلق تہجد کی نماز سے ہے جو سارے سال پڑھی جاتی ہے،

تراویح سے جو رمضان کے ساتھ خاص ہے اس کا تعلق نہیں ہے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ، وَلَا يَنَامُ قَلْبِي»:

حدیث کی شرح میں دو قول: بعض شراح نے اس کی شرح یہ کی ہے کہ چونکہ حضور اقدس ﷺ کا معمول یہ تھا کہ عشاء پڑھ کر آپ سو جاتے اور وتر تہجد سے فراغ پر سب سے اخیر میں پڑھتے تو چونکہ سونے کے بعد بیدار ہونا امر یقینی نہیں ہے اور اس میں وتر کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے اسی لئے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری صرف آنکھیں سوتی ہیں قلب بیدار رہتا ہے (گویا اس میں فوت ہونے کا اندیشہ نہیں) لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ پھر لیلۃ التعریس میں آپکی نماز کیوں قضاء ہوئی؟ گو اس اشکال کا جواب بھی دیا[1] جاتا ہے لیکن ہمارے حضرت سہارنپوری نے بذل[2] میں اس مطلب کو اسی لئے اختیار نہیں فرمایا بلکہ اسکی شرح دوسری طرح فرمائی ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ کیونکہ تہجد سے فارغ ہو کر وتر پڑھنے سے پہلے کبھی تھوڑی دیر سو کر آرام فرمالیا کرتے تھے اور پھر بیدار ہونے پر بدون تجدید وضوء وتر اداء فرماتے تھے، تو اس پر حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ آپ ﷺ سونے کے بعد بدون وضوء وتر ادا فرما لیتے ہیں اس پر آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نوم انبیاء علیہم السلام ناقض وضوء نہیں ہوتی۔

احقر کا خیال یہ ہے کہ شراح نے سوال عائشہ کا جو مطلب سمجھا وہ اس وقت تو درست تھا اگر وہ یہ سوال شروع شب میں فرماتیں جب آپ عشاء کے بعد آرام کرنے کیلئے لیٹتے تھے حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ سیاق روایۃ سے تو بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ان کا یہ سوال آپ ﷺ سے تہجد سے فراغ پر ہے، اس لئے اس مطلب کی صورت میں تو یہ سوال بے محل ہو جاتا ہے اور حضرتؒ نے جو مطلب لیا ہے وہ اس پر موقوف ہے کہ آپ ﷺ تہجد سے فارغ ہونے کے بعد وتر پڑھنے سے پہلے آرام فرماتے ہوں، باقی اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے اسی لئے صاحب منہل نے بھی اسی مطلب کو اختیار کیا ہے[3]۔

١٣٤٢ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ لِأَبِيعَ عَقَارًا كَانَ لِي بِهَا، فَأَشْتَرِيَ بِهِ السِّلَاحَ وَأَغْزُو، فَلَقِيتُ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: قَدْ أَرَادَ نَفَرٌ مِنَّا سِتَّةٌ أَنْ يَفْعَلُوا ذَلِكَ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: «لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ» فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَدُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ النَّاسِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. فَأَتَيْتُهَا. فَاسْتَتْبَعْتُ حَكِيمَ بْنَ أَفْلَحَ، فَأَبَى، فَنَاشَدْتُهُ فَانْطَلَقَ مَعِي،

---

[1] وہ یہ کہ ان عینی تنامان الخ یہ اعم واغلب کے اعتبار سے ہے یعنی اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے اور کبھی کبھار اس کے خلاف بھی ہو جاتا ہے، یا یہ کہا جائے کہ لیلۃ التعریس کا واقعہ تکوینی ہے، وہاں منجانب اللہ ایسا ہوا جس میں بہت سی مصالح تھیں۔

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ١٠٦ - ١٠٧

[3] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ٢٧٠

فَاسْتَأْذَنَّا عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: حَكِيمُ بْنُ أَفْلَحَ. قَالَتْ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَتْ: هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ الَّذِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ. قَالَ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، حَدِّثِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: «أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ فَإِنَّ خُلُقَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ» قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثِينِي عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ، قَالَتْ: "أَلَسْتَ تَقْرَأُ: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ؟". قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ: «فَإِنَّ أَوَّلَ هَذِهِ السُّورَةِ نَزَلَتْ، فَقَامَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ أَقْدَامُهُمْ. وَحُبِسَ خَاتِمَتُهَا فِي السَّمَاءِ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ نَزَلَ آخِرُهَا، فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ» قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثِينِي عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: «كَانَ يُوتِرُ بِثَمَانِ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، ثُمَّ يَقُومُ، فَيُصَلِّي رَكْعَةً أُخْرَى، لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ وَالتَّاسِعَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي التَّاسِعَةِ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ، فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ، فَلَمَّا أَسَنَّ، وَأَخَذَ اللَّحْمَ، أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ، لَمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ، وَلَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي السَّابِعَةِ. ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَتِلْكَ هِيَ تِسْعُ رَكَعَاتٍ يَا بُنَيَّ، وَلَمْ يَقُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً يُتِمُّهَا إِلَى الصَّبَاحِ، وَلَمْ يَقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ قَطُّ، وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا يُتِمُّهُ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ مِنَ اللَّيْلِ بِنَوْمٍ، صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً» قَالَ: فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: «هَذَا وَاللهِ هُوَ الْحَدِيثُ، وَلَوْ كُنْتُ أُكَلِّمُهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى أُشَافِهَهَا بِهِ مُشَافَهَةً» قَالَ: قُلْتُ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تُكَلِّمُهَا مَا حَدَّثْتُكَ".

ترجمہ سعد بن ہشام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور مدینہ آ گیا تاکہ وہاں میری جو زمین ہے اسے فروخت کروں اور پھر اسکے ذریعہ ہتھیار خریدوں اور جہاد میں مشغول ہو جاؤں (موت تک رومیوں سے جہاد کرتا رہوں کذا فی مسلم) تو میری ملاقات نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت سے ہوئی انہوں نے بتایا کہ ہم میں سے چھ آدمیوں نے اسی قسم کا ارادہ کیا تھا (یعنی بیویوں کو طلاق دیکر جہاد پر جانے کا) مگر آپ ﷺ نے اس کام سے منع فرمادیا اور فرمایا کہ تمہارے لئے اللہ کے رسول کے طریقہ میں بہترین نمونہ ہے پھر میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور ان سے نبی کریم سرور دو عالم ﷺ کے وتر کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہاری رہنمائی ایسے شخص کی طرف نہ کردوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے وتر سے واقفیت رکھتا ہوں؟ تم حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ چنانچہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس آیا اور حکیم بن افلح کو بھی اپنے ساتھ چلنے کو کہا انہوں نے انکار کیا تو میں ان کو قسم دلا کر اپنے ساتھ لے گیا ہم نے حضرت عائشہؓ سے حاضری کی اجازت چاہی تو انہوں نے پوچھا کون ہے حکیم بن افلح نے جواب دیا میں حکیم بن افلح ہوں انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے جواب دیا سعد بن ہشام فرمانے لگیں وہ عامر جو غزوہ احد میں شہید ہوئے؟ میں نے جواب دیا جی ہاں تو فرمانے لگیں عامر کیا خوب آدمی تھے سعد بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا ام المؤمنین مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق

کے بارے میں بتایئے فرمانے لگیں کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ رسول اللہ ﷺ اخلاق قرآن ہی تو تھے (آپ قرآن کی تعلیمات کا عملی نمونہ تھے) سعد فرماتے ہیں میں نے عرض کیا مجھے رسول اللہ ﷺ کے رات (تہجد) کے قیام کے بارے میں بتایئے تو فرمانے لگیں کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ اے کپڑے میں لپٹنے والے سعد فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیوں نہیں فرمانے لگیں کہ اس سورۃ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا تو اصحاب رسول ﷺ قیام کرنے لگے (اور اتنا طویل قیام ہوتا) کہ ان کے قدموں میں ورم آگیا اور سورۃ کا آخری حصہ (ایک سال) بارہ مہینے تک نازل نہ ہوا پھر اس کا آخری حصہ نازل ہوا تو قیام اللیل فرض ہونے کے بعد بطور نفل کے مشروع ہو گیا سعد فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے وتر (رات کی نماز) کے بارے میں بتلایئے فرمانے لگیں کہ آپ ﷺ آٹھ رکعت وتر (رات کی نماز) پڑھتے اور آٹھویں رکعت ہی میں بیٹھتے پھر کھڑے ہو کر آخری رکعت پڑھتے اور آپ ﷺ آٹھویں اور نویں رکعت ہی میں بیٹھتے تھے اور نویں رکعت ہی میں سلام پھیرتے پھر دو رکعت نماز پڑھتے اور آپ اس وقت بیٹھے ہوتے تو اے بیٹے یہ کل گیارہ رکعت ہو جاتیں ہیں پھر جب آپ کی عمر زیادہ ہو گئی اور آپ کا جسم بڑھ گیا تو آپ سات رکعت وتر (رات کی نماز) پڑھتے اور آپ چھٹی اور ساتویں رکعت ہی میں بیٹھتے اور ساتویں رکعت ہی میں آپ سلام پھیرتے تھے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھتے اس حال میں کہ بیٹھے ہوتے پس اے بیٹے یہ نو رکعات ہو جاتیں اور آپ ﷺ پوری رات صبح تک نماز تہجد نہ پڑھتے اور نہ کبھی کسی رات میں پورا قرآن تلاوت فرماتے اور نہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے سوائے رمضان کے اور آپ ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس کو ہمیشہ پڑھتے اور جب ایسا ہوتا کہ آپ پر کسی رات نیند کا غلبہ ہوتا تو آپ دن میں بارہ رکعات نماز پڑھتے تھے۔ سعد فرماتے ہیں اسکے بعد میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور انہیں یہ ساری باتیں بتائیں تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اس کی تفصیل یہی ہے اور اگر میری عائشہؓ سے بول چال ہوتی تو ان سے میں یہ تفصیل بالمشافہ جا کر سنتا اس پر میں نے کہا کہ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ آپ کی ان سے بول چال نہیں ہے تو میں آپ کو آکر یہ تفصیل نہ سناتا (تاکہ آپ خود انکے پاس جاتے اور آپ کی جو بات چیت ان سے بند ہوئی ہے وہ رفع ہو جاتی)۔

۱۳۰۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ، قَالَ: يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، فَيَجْلِسُ، فَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً، فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ، فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَ اللَّحْمَ، أَوْتَرَ بِسَبْعٍ، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ بِمَعْنَاهُ إِلَى مُشَافَهَةٍ.

ترجمہ: سعید قتادہ سے ان کی سند سے اس گزشتہ حدیث کے مثل روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ آٹھ رکعات نماز پڑھتے اور ان میں سے صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھتے تھے اور بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے پھر دعا پڑھتے پھر ایک ایسا سلام پھیرتے جس کی آواز ہم کو سنائی دیتی تھی پھر دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھتے پھر ایک اور رکعت پڑھتے تو بیٹا یہ پوری گیارہ

رکعات ہو جائیں پھر جب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عمر زیادہ ہو گئی اور جسم بڑھ گیا تو آپ سات رکعات وتر (رات کی نماز) پڑھتے اور دو رکعات سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر پڑھتے۔ اور آگے وہی مفہوم حدیث ہے ابن عباسؓ کے اس قول تک کہ اگر میری ان سے بات چیت ہوتی تو میں ان سے بالمشافہہ یہ گفتگو سنتا (لیکن اسکے بعد والا جملہ مذکورہ نہیں ہے)۔

١٣٤٤ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا كَمَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ.

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کی طرح، محمد بن بشر نے بھی سعید بن ابی عروبہ سے یہی الفاظ نقل کیے ہیں يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا۔

١٣٤٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ بِنَحْوِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسْمِعُنَا.

ترجمہ: سعید بن ابی عروبہ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں ابن بشار نے یحییٰ بن سعید کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی مگر انہوں نے یہ فرمایا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سلام پھیرتے تو وہ ہمیں سنائی دیتا۔ اسمیں تَسْلِيمًا کی جگہ ت کا اضافہ کر کے تَسْلِيمَةً نقل کیا ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) سنن النسائي - السهو (١٣١٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٤٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٥٤/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٨٩/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢١٦/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٢٧/٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤)

شرح الاحادیث: عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ لِأَبِيعَ عَقَارًا كَانَ لِي بِهَا، فَأَشْتَرِيَ بِهِ السِّلَاحَ: سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر مدینہ منورہ آیا تا کہ وہاں جو میری زمین ہے اس کو فروخت کروں، اور پھر اس کے ذریعے ہتھیار خریدوں اور جہاد میں مشغول ہو جاؤں۔

ان صحابی نے تبتل اور انقطاع عن الدنیا کا ارادہ کیا تھا اور یہ کہ سب چھوڑ چھاڑ کر بس ساری عمر جہاد میں لگانی ہے، لیکن چونکہ یہ چیز طریق سنت کے خلاف ہے اس لئے دوسرے صحابہ نے ان کو اس سے منع کر دیا۔

قوله: قَالَتْ: هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ الَّذِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ؟ الذی قتل عامر کی صفت ہے جو سعد بن ہشام راوی حدیث کے دادا ہیں

قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ فرمانے لگیں تیرا دادا عامر بڑا اچھا آدمی تھا۔

قوله: وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا: حتی کہ آپ نے ایک مرتبہ عصر کے بعد ظہر کی سنتوں کی قضاء فرمائی تو وہ بھی آئندہ ہمیشہ ہی پڑھتے رہے۔

مضمون حدیث: قوله: وَلَوْ كُنْتُ أُكَلِّمُهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى أُشَافِهَهَا بِهِ مُشَافَهَةً: سعد بن ہشام نے حضرت ابن عباسؓ سے حضور ﷺ کی تہجد کی نماز اور وتر کے بارے میں سوال کیا تھا، اس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ اس کی تفصیل جتنی تمہیں عائشہؓ سے معلوم ہو سکتی ہے اتنی کسی اور سے نہیں ہو سکتی، چنانچہ وہ حکیم بن افلح کو اپنے ساتھ لے کر ان کی خدمت میں گئے، حضرت عائشہؓ نے اس کو پوری تفصیل بیان فرمادی، سعد بن ہشام یہ تفصیل سن کر پھر ابن عباسؓ کے پاس آئے اور وہ تفصیل ان کو بھی سنائی انہوں نے قسم کھا کر فرمایا هٰذَا وَاللهِ هُوَ الْحَدِيثُ واقعی اس کی صحیح تفصیل یہی ہے جو انہوں نے بیان کی، اور ابن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میری عائشہؓ سے بول چال ہوتی تو ان سے یہ تفصیل بالمشافہہ جا کر سنتا، اس پر سعد نے کہا کہ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا کہ تمہاری ان سے بول چال نہیں تو میں تم سے آکر یہ ساری تفصیل بالکل نہ سناتا۔

ایک اشکال وجواب: یہاں پر اشکال ہے کہ ہجران مسلم فوق ثلث ممنوع ہے تو پھر ابن عباسؓ نے ایسا کیوں کیا؟
جواب یہ ہے ہجران مسلم یعنی ترک تکلم مطلقاً ممنوع نہیں ہے، بلکہ ممنوع اعراض اور ترک تکلم عند اللقاء ہے، حضرت ابن عباسؓ نے ایسا نہیں کیا بلکہ یہ کیا کہ ان سے ملاقات ہی نہیں کی کہ ہجران مسلم کی نوبت آتی، دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ انہوں نے ان سے عند اللقاء ترک تکلم کیا ہے تو یہ ترک تکلم ان کا اپنی کسی ذاتی اور نفسانی غرض کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ امر دین کی وجہ سے تھا، وجہ اس کی یہ ہے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں تصریح ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ کو علی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باہمی نزاع میں دخل دینے سے منع کیا تھا، مگر انہوں نے نہیں مانا حضرت معاویہؓ کا ساتھ دیا جو ابن عباسؓ کے نزدیک جائز نہ تھا، اور ترک تکلم اگر کسی کے عصیان کے پیش نظر ہو تو جائز ہے۔

قوله: لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، فَيَجْلِسُ، فَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ: اس سے پہلی روایت میں ہمام عن قتادہ تھی اور یہ سعید عن قتادہ ہے۔

وہم روایت پر تنبیہ: ہمام کی روایت میں یہ تھا کہ ثامنہ میں جلوس تو فرماتے تھے لیکن سلام نہیں پھیرتے تھے مگر تاسعہ میں اسی طرح اور دوسری روایات میں بھی ہے لیکن یہ سعید کی روایت سب کے خلاف ہے کہ آپ آٹھویں رکعت پر سلام پھیرتے تھے ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً، یہ اس روایت کا دوسرا اہم وہم ہے اور تمام روایات کے خلاف ہے اس لئے کہ رکعتین جالساً آپ وتر کے بعد پڑھتے تھے اور یہاں قبل الوتر مذکور ہے۔

۱۳۴۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ الدِّرْهَمِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى، أَنَّ

عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سُئِلَتْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقَالَتْ: "كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ، وَيَنَامُ وَطَهُورُهُ مُغَطًّى عِنْدَ رَأْسِهِ، وَسِوَاكُهُ مَوْضُوعٌ، حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ سَاعَتَهُ الَّتِي يَبْعَثُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ إِلَى مُصَلَّاهُ، فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِأُمِّ الْكِتَابِ، وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ، وَمَا شَاءَ اللهُ، وَلَا يَقْعُدُ فِي شَيْءٍ مِنْهَا حَتَّى يَقْعُدَ فِي الثَّامِنَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ، وَيَقْرَأُ فِي التَّاسِعَةِ، ثُمَّ يَقْعُدُ، فَيَدْعُو بِمَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدْعُوَهُ، وَيَسْأَلَهُ، وَيَرْغَبَ إِلَيْهِ، وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً شَدِيدَةً يَكَادُ يُوقِظُ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ شِدَّةِ تَسْلِيمِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ بِأُمِّ الْكِتَابِ، وَيَرْكَعُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّانِيَةَ، فَيَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَدْعُو مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدْعُوَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ وَيَنْصَرِفُ، فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَّنَ، فَنَقَّصَ مِنَ التِّسْعِ ثِنْتَيْنِ، فَجَعَلَهَا إِلَى السِّتِّ وَالسَّبْعِ، وَرَكْعَتَيْهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، حَتَّى قُبِضَ عَلَى ذَلِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ترجمہ: زرارہ بن اوفیؒ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (یعنی تہجد کی کیفیت) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ کر اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لاتے اور چار رکعت نماز پڑھتے پھر اپنے بستر پر لیٹ کر سو جاتے اور اسوقت آپ کا وضو کا پانی آپ کے سرہانے ڈھکا ہوا رکھا ہوتا اور مسواک رکھی ہوتی یہاں تک اللہ تعالیٰ آپ کو رات کی جس گھڑی اٹھانا چاہتا اٹھا دیتا پھر آپ اٹھ کر مسواک فرماتے اور اچھی طرح وضو فرماتے پھر اپنی نماز کی جگہ جا کر کھڑے ہو جاتے اور آٹھ رکعات نماز پڑھتے ان میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ تلاوت فرماتے اور مزید تلاوت فرماتے جو اللہ چاہتا اور آپ ﷺ کسی بھی رکعت میں سوائے آٹھویں رکعت کے نہ بیٹھتے اور سلام نہ پھیرتے اور نویں رکعت میں بھی قرأت کرتے اور بیٹھ جاتے اور دعائیں کرتے جو اللہ چاہتا کہ آپ اس سے دعا اور سوال کریں اور اس کی طرف متوجہ ہو اور پھر ایک سلام ایسا پھیرتے جو اتنی زیادہ آواز سے ہوتا کہ قریب ہو کہ آپ ﷺ کے گھر والے سلام کی تیز آواز سے جاگ اٹھیں پھر آپ بیٹھے بیٹھے (دو رکعت پڑھتے ان میں) سورۃ فاتحہ کی قرأت فرماتے اور رکوع بھی بیٹھے بیٹھے کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی قرأت کرتے اور رکوع اور سجدہ بیٹھے بیٹھے کرتے پھر جو اللہ کی منشاء ہوتی آپ دعا مانگتے پھر سلام پھیر کر فارغ ہو جاتے۔ آپ کی اسی طرح نماز ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر بھاری ہو گیا تو آپ نے نو رکعت میں سے دو کم کر دیں اور آپ ﷺ نے چھ اور سات رکعت کر دیں جن کو آپ ﷺ کھڑے ہو کر پڑھتے اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے اور اسی عمل پر آپ کی وفات ہوئی۔

شرح الحدیث: قوله: وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً شَدِيدَةً يَكَادُ يُوقِظُ أَهْلَ الْبَيْتِ: یعنی ایک سلام آپ ﷺ اتنی زور سے پھیرتے تھے کہ گھر والے سوتے اٹھ جائیں۔

تسلیمۃ واحدہ میں امام مالک کی دلیل: جن ابواب میں مصنف نے ارکان صلوۃ کو بیان کیا تھا وہاں

ایک باب بَابٌ فِي السَّلَامِ گزر چکا ہے جس میں مصنف نے عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت سے تسلمتین کی حدیث كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ[1] ذکر فرمائی تھی وہاں یہ بات گزر چکی کہ ائمہ ثلاثہ نماز میں تسلیمتین کے قائل ہیں اور امام مالک تسلیمۂ واحدہ کے، یہی حدیث ان کی دلیل ہے، وہاں تسلیمۂ واحدہ کی روایت کے بارے میں ایک جواب گزر چکا ہے کہ وہ جہر شدید پر محمول ہے یعنی ایک سلام آپ ﷺ بہت زور سے کہتے تھے تسلیمۂ ثانیہ کی نفی مقصود نہیں ہے۔

۱۳۴۷ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادِهِ، قَالَ: يُصَلِّي الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ. لَمْ يَذْكُرِ الْأَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَلَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ، إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ، وَلَا يُسَلِّمُ فِيهِ، فَيُصَلِّي رَكْعَةً يُوتِرُ بِهَا، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ حَتَّى يُوقِظَنَا. ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ.

ترجمہ: بہز بن حکیم اسی گزشتہ حدیث کو اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھتے پھر اپنے بستر کی طرف ٹھکانہ پکڑتے اور چار رکعت کا ذکر انہوں نے نہیں کیا اور آگے پوری حدیث بیان کی تو اس میں کہا کہ پھر آپ ﷺ آٹھ رکعت پڑھتے اور ان میں قرأت اور رکوع و سجدہ برابر ہوتے اور ان رکعات میں سوائے آٹھویں رکعت کے کسی میں نہ بیٹھتے پھر اسمیں بیٹھتے مگر سلام نہ پھیرتے اور کھڑے ہو جاتے پھر ایک رکعت پڑھ کر اسے وتر بنا دیتے اس کے بعد حضور ﷺ ایک ایسا سلام پھیرتے اور اسمیں آواز اتنی بلند فرمالیتے کہ ہم بیدار ہو جاتے پھر آگے اسی طرح حدیث کا مفہوم ہے۔

۱۳۴۸ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُعَاوِيَةَ، عَنْ بَهْزٍ، حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَيُصَلِّي أَرْبَعًا، ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ، ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِي التَّسْلِيمِ حَتَّى يُوقِظَنَا.

ترجمہ: زرارہ بن اوفیٰ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لاتے اور چار رکعات نماز پڑھتے پھر اپنے بستر کی طرف ٹھکانہ لیتے پھر آگے طویل حدیث ہے اسمیں راوی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان رکعات میں قرأت، رکوع اور سجدہ برابر ہوتے اور نہ سلام کے بارے میں یہ ذکر کیا کہ (سلام اتنی بلند آواز سے ہوتا کہ) ہم جاگ اٹھتے۔

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب في السلام ٩٩٦

۱۳٤۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَلَيْسَ فِي تَمَامِ حَدِيثِهِمْ.

ترجمہ: سعد بن ہشام حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں اور احمد بن مسلمہ کی یہ حدیث یزید بن ہارون اور ابن ابی عدی اور مروان بن معاویہ کی حدیث کی طرح مکمل نہیں ہے۔

تخریج: صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٨) صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٣) سنن النسائي - السهو (١٣١٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٤٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٥٤/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢١٦/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٢٧/٦)

شرح الحدیث: عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَلَيْسَ فِي تَمَامِ حَدِيثِهِمْ: **شرح السند:** یہ جو روایات چل رہی ہیں ان سب کا مدار بہز بن حکیم پر ہے، بہز کے تلامذہ متعدد ہیں: ① ابن عدی، ② یزید بن ہارون، ③ مروان بن معاویہ، ④ حماد بن سلمہ...... ان تمام روایات میں زرارہ بن اوفی اور عائشہؓ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں تھا، سب روایات بلاواسطہ ہیں، لیکن یہ آخری حماد بن سلمہ کی روایت اس میں ان دونوں کے درمیان سعد بن ہشام کا واسطہ ہے، اور واسطہ ہونا بھی چاہئے اسی کے بارے میں مصنف فرمارہے ہیں ولَيْسَ فِي تَمَامِ حَدِيثِهِمْ، حماد کے مقابلہ میں دوسرے رواۃ کی حدیث یعنی سند حدیث تام نہیں ہے، اصل عبارت اسطرح ہے ولیس حدیثهم بتمام۔

۱۳۵۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ بِتِسْعٍ - أَوْ كَمَا قَالَتْ: - وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ".

ترجمہ: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے، نو رکعت وتر کی پڑھتے، یا اسکے ملتے جلتے الفاظ حضرت عائشہؓ نے فرمائے اسکے بعد فرمایا دو رکعات (اس کے بعد) بیٹھ کر پڑھتے اور فجر کی دو رکعات (سنتیں) اذان اور اقامت کے درمیان پڑھتے۔

تخریج: صحیح البخاري - الأذان (٥٩٤) صحیح البخاري - الأذان (٦٠٠) صحیح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحیح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحیح البخاري - الجمعة (١١١١) صحیح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٢٤) صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٣٩) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - السهو (١٣١٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٨) سنن

النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧١٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢١)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٣)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٤)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٤٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٦٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨١)سنن أبي داود-الصلاة(١٣٥٠)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٨)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٩)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٦٠)موطأ مالك-النداء للصلاة(٢٦٤)موطأ مالك-النداء للصلاة(٢٦٦)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٤٧)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٧٣)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٧٤)سنن الدارمي-الصلاة(١٥٨١)سنن الدارمي-الصلاة(١٥٨٥)

شرح الحديث: قوله: كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ بِتِسْعٍ: نو رکعات تہجد کی مع وتر کے اور دو سنت فجر کی رکعتین جالسا بعد الوتر یہ کل تیرہ رکعات ہو گئیں۔

١٣٥١ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ، وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الْوِتْرِ يَقْرَأُ فِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ، فَرَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ». قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَى الْحَدِيثَيْنِ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، مِثْلَهُ قَالَ فِيهِ: قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ: يَا أُمَّتَاهُ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

ترجمہ: علقمہ بن وقاص حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نو رکعات پڑھتے پھر (جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی تو آپ ﷺ) سات رکعات پڑھتے اور پھر دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے جو وتر کے بعد ہوتیں، ان دونوں میں قرأت کرتے اور جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ خالد بن عبد اللہ الواسطی نے دو حدیثیں اسی طرح روایت کیں، اس میں فرمایا کہ علقمہ بن وقاص نے کہا اے امی جان آپ ﷺ کی دو رکعت نماز پڑھنے کی کیا کیفیت تھی؟ پھر اسی حدیث کا مفہوم ذکر کیا۔

١٣٥٢ — حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: أَخْبِرِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ فَيَنَامُ، فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى حَاجَتِهِ وَإِلَى طَهُورِهِ، فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، ثُمَّ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ، فَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُغْفِي، وَرُبَّمَا شَكَكْتُ أَغْفَى، أَوْ لَا، حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ، فَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاتُهُ حَتَّى أَسَنَّ لَحُمَ، فَذَكَرَتْ مِنْ لَحْمِهِ مَا شَاءَ اللهُ" وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ سعد بن ہشام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتلائیے، وہ فرمانے لگیں کہ آپ ﷺ لوگوں کو نماز عشاء پڑھا کر (گھر آکر) اپنے بستر پر لیٹ جاتے اور سو جاتے پھر جب درمیان رات کا حصہ ہوتا تو اٹھ کر قضائے حاجت فرماتے اور وضو فرماتے پھر مسجد میں داخل ہو کر آٹھ رکعات نماز پڑھتے، میرا خیال یہ ہے کہ ان رکعات میں قرأت، رکوع اور سجدہ میں برابری فرماتے، پھر ایک رکعت وتر پڑھتے اسکے بعد دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے پھر کروٹ لیکر لیٹ جاتے، پھر کبھی حضرت بلالؓ آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے آتے اور آپ تھوڑی سی نیند اس وقت لے لیتے تو کبھی مجھے شک ہوتا کہ آپ ﷺ نے ہلکی سی جھپکی لی بھی تھی یا نہیں، یہاں تک کہ (حضرت بلالؓ) آپ ﷺ کو (فجر کی) نماز کیلئے بلاتے پس آپ ﷺ کی نماز اسی طرح ہوتی تھی حتی کہ آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور آپ کا جسم اطہر بھاری ہو گیا پس حضرت عائشہؓ نے آپ کا جسم بھاری ہونے کی کیفیت بیان کی اور اسی طرح آگے حدیث ہے۔

تخریج صحيح البخاري-الجمعة(٩٤٩)صحيح البخاري-الجمعة(١١٠٦)صحيح البخاري-الجمعة(١١١١)صحيح البخاري-الدعوات(٥٩٥١) صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣١)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٦)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٧)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٨)جامع الترمذي-الصلاة(٤٣٩)جامع الترمذي-الصلاة(٤٤٠)جامع الترمذي-الصلاة(٤٥٩)سنن النسائي-الأذان(٦٨٥)سنن النسائي-السهو(١٣١٥)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٤٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٤٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٥٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٥١)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧١٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧١٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢١)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٣)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٤)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٥)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٤٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٦)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨١)سنن أبي داود-الصلاة(١٣٥١)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٨)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٩)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٦٠)موطأ مالك-النداء للصلاة(٢٦٤)موطأ مالك-النداء للصلاة(٢٦٦)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٤٧)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٧٣)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٧٤)سنن الدارمي-الصلاة(١٥٨١)سنن الدارمي-الصلاة(١٥٨٥)

شرح الأحاديث قوله: كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ: یعنی شروع میں آپ ﷺ تہجد کی نو رکعات مع الوتر پڑھتے تھے پھر (جب ضعف لاحق ہو گیا) تو بجائے نو کے سات رکعات پڑھنے لگے۔

قوله: قَالَ ابو داؤد: رَوَى الْحَدِيثَيْنِ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، مِثْلَهُ: حدیثین سے مراد ایک تو یہی حدیث جس میں چل رہے ہیں یعنی حدیث علقمہ عن عائشہ اور دوسری حدیث اس سے پہلی، حدیث ابی سلمہ بن عبد الرحمن عن عائشہ، ان دونوں حدیثوں کو خالد بن عبد اللہ نے روایت کیا مثل حماد بن سلمہ کے، یعنی جس طرح حماد اس کو روایت کرتے

ہیں محمد بن عمرو سے اسی طرح خالد بھی اس کو روایت کرتے ہیں محمد بن عمرو سے۔

قوله: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ ح: اوپر مصنف نے خالد کی روایت کا حوالہ دیا تھا، خالد چونکہ مصنف کے استاذ نہیں ہیں بلکہ استاذ الاستاذ ہیں لہذا یہ اوپر والی روایت تعلیق ہوئی، تعلیق کے بعد مصنفین کی عادت ہے کہ اس کا وصل کرتے ہیں، یعنی سند کا ابتدائی حصہ ذکر کے سند کی تکمیل کرتے ہیں، چنانچہ مصنف نے کہا "حدثنا وهب بن بقية عن خالد" عن خالد پر آخر گذشتہ سند ناقص کی تکمیل ہوگئی۔

سند کی تصحیح وتحقیق وبیان اختلاف نسخ: اب اس کے بعد مصنف نے ایک دوسری مستقل سند شروع کی جس کی ابتداء ابن المثنی سے ہے، لیکن یہاں ہمارے نسخے میں اس سے پہلے حاء تحویل لکھی ہوئی ہے جس کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ نا ابن المثنی سے سند کی ابتداء ہورہی ہے تو پھر اس کے شروع میں نا کے بجائے حدثنا پورا جلی قلم سے ہونا چاہئے جس طرح ابتداء سند میں ہوا کرتا ہے، چنانچہ بعض قلمی نسخوں میں اسی طرح ہے، کذا حققه شيخنا في البذل وتبعه صاحب المنهل بدون العزو اليه واما صاحب العون فوقع في الوهم لاجل هذه النسخة فظن حاء التحويل ههنا صحيحا وشرح السند حسب هذه النسخة بان خالدا أو عبد الاعلى كلاهما يرويان عن هشام فجعل هشاماً ملتقى السندين ثم تحير وكتب لم نجد رواية وهب بن بقية عن خالد عن هشام في اطراف المزي، قال صاحب البذل معقبا كلامه كيف يوجد في الاطراف مالا وجود له، والله تعالى أعلم۔

قوله: ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ: یہ وہی اضطجاع ہے جو بعض روایات میں بعد رکعتی الفجر ہے اور یہاں یہ قبل رکعتی الفجر ہے اس کا مستقل باب اس سے قبل کتاب میں گزر چکا ہے۔

قوله: فَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ، فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُغْفِي، وَرُبَّمَا شَكَكْتُ: اغفاء کہتے ہیں نوم خفیف کو جس کو ہمارے عرف میں آنکھ لگنے سے تعبیر کرتے ہیں کہا جاتا ہے "اغفيت اغفاء اى نمت نوماً خفيفا" مطلب یہ ہے کہ آپ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھ کر صبح کی سنتوں سے قبل تھوڑی دیر کیلئے لیٹ جاتے مگر وہ اتنا مختصر وقت ہوتا تھا کہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ جہاں لیٹے فوراً ہی بعد بلالؓ نماز کی اطلاع کیلئے آجاتے یہاں تک کہ مجھے شک ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کی آنکھ لگی بھی ہے یا نہیں، ابوداؤد کا سیاق واضح نہیں ہے نسائی کی روایت کا واضح ہے یہ مطلب ہم نے اسی کے مطابق لکھا ہے۔

قوله: حَتَّى أَسَنَّ لَحُمَ: (یہ شک راوی ہے کہ استاذ نے یہ لفظ کہا تھا یا یہ) یہاں تک کہ جب آپ ﷺ بوڑھے ہوگئے یا بدن بھاری ہوگیا (جو بعضوں کو بڑھاپے میں ہوجاتا ہے)۔

سمن آپ ﷺ کی صفات میں ہے یا نہیں؟ یہ بحث اس سے قبل غالباً دو جگہ گزر چکی ہے۔

١٣٥٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي

شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَآهُ اسْتَيْقَظَ، فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ، وَهُوَ يَقُولُ: { إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ } حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ. ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِسِتِّ رَكَعَاتٍ، كُلَّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ - قَالَ عُثْمَانُ: بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ فَأَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ، فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَقَالَ ابْنُ عِيسَى: ثُمَّ أَوْتَرَ، فَأَتَاهُ بِلَالٌ، فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا اللَّهُمَّ، وَأَعْظِمْ لِي نُورًا».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم سرورِ دوعالم ﷺ کے پاس نیند کرنے اور سونے کی غرض سے لیٹے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ (رات کو) بیدار ہوئے پھر مسواک کی اور وضو فرمایا اور آپ پڑھ رہے تھے: اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آخر سورۃ تک پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز اسطرح پڑھی کہ جس میں طویل قیام اور طویل رکوع وسجدہ کیا پھر فارغ ہو کر سو گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے زور سے سانس لینے کی آواز آنے لگی (یعنی گہری نیند سو گئے) آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسی طرح کیا اور چھ رکعات پڑھیں ہر مرتبہ میں مسواک اور وضو فرماتے اور یہی آیات (اسی طرح) پڑھتے پھر وتر پڑھتے، عثمان راوی فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات پڑھیں پھر موذن آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نماز کیلئے چلے گئے اور ابن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے وتر پڑھے تو حضرت بلالؓ نماز کیلئے بلانے آگئے جب فجر ہو جاتی تو آپ ﷺ نے دو رکعت فجر کی (سنت) پڑھی پھر نماز کیلئے تشریف لے گئے پھر دونوں راویوں کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا پڑھ رہے تھے: اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا اللَّهُمَّ، وَأَعْظِمْ لِي نُورًا. اے میرے اللہ میرے دل میں نور ڈال دے اور میری زبان میں نور ڈال دے اور میری سماعت میں نور ڈال دے اور میری آنکھوں میں نور ڈال دے اور میرے پیچھے اور میرے سامنے نور کر دے اور میرے اوپر اور میرے نیچے نور کر دے، اور اے اللہ میرے نور کو بڑا کر دے۔

١٣٥٤ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، نَحْوَهُ قَالَ: وَأَعْظِمْ لِي نُورًا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ، عَنْ حَبِيبٍ فِي هَذَا، وَكَذَلِكَ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، وَقَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي رِشْدِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

ترجمہ وہب بن بقیہ خالد کے واسطے سے حصین سے اسی حدیث کی طرح روایت کرتے ہیں اسمیں دعا کے الفاظ یہ ہیں وَأَعْظِمْ لِي نُورًا میرے نور کو بڑا کر دے۔ امام ابو داودؒ فرماتے ہیں اسی طرح ابو خالد دالانی نے حبیب سے اور سلمہ بن کہیل

نے ابی رشدین کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - العلم (١١٧) صحيح البخاري - الوضوء (١٣٨) صحيح البخاري - الوضوء (١٨١) صحيح البخاري - الأذان (٦٦٥) صحيح البخاري - الأذان (٦٦٦) صحيح البخاري - الأذان (٨٢١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٧) صحيح البخاري - الجمعة (١١٤٠) صحيح مسلم - الطهارة (٢٥٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٦٣) سنن النسائي - الغسل والتيمم (٤٤٢) سنن النسائي - التطبيق (١١٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٠٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٠٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٥٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٢٥٥)

١٣٥٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنْظُرَ كَيْفَ يُصَلِّي، فَقَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، قِيَامُهُ مِثْلُ رُكُوعِهِ، وَرُكُوعُهُ مِثْلُ سُجُودِهِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ، فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ، ثُمَّ قَرَأَ بِخَمْسِ آيَاتٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ، {إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ}، فَلَمْ يَزَلْ يَفْعَلُ هَذَا حَتَّى صَلَّى عَشْرَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ قَامَ، فَصَلَّى سَجْدَةً وَاحِدَةً، فَأَوْتَرَ بِهَا، وَنَادَى الْمُنَادِي عِنْدَ ذَلِكَ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ، فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ»، قَالَ أَبُو دَاوُد: «خَفِيَ عَلَيَّ مِنَ ابْنِ بَشَّارٍ بَعْضُهُ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس (ایک مرتبہ) رات بسر کی تاکہ میں دیکھوں کس طرح آپ ﷺ نماز پڑھتے ہیں؟ چنانچہ آپ ﷺ رات کو اٹھے اور وضو فرمایا اور دو رکعات نماز پڑھی۔ آپ ﷺ کا قیام، رکوع کے برابر اور رکوع سجدہ کے برابر تھا پھر آپ ﷺ سو گئے پھر بیدار ہوئے اور وضو فرمایا اور مسواک کی پھر سورۃ آل عمران کی پانچ آیات (1) إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ.... پڑھیں۔ آپ ﷺ نے اسی طریقے پر دس رکعات پڑھیں پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر پڑھی اور اسوقت مؤذن نے اذان دیدی تو آپ ﷺ نے مؤذن کے اذان سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر دو ہلکی رکعات پڑھیں پھر نماز فجر ہونے تک بیٹھے رہے۔ امام ابوداودؒ فرماتے ہیں کہ ابن بشار کی حدیث کا کچھ حصہ مجھ سے پوشیدہ رہا۔

شرح الحدیث: عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: روایات کثیرہ و شہیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیت کا واقعہ عبداللہ بن عباسؓ سے متعلق ہے، جیسا کہ صحیحین اور دوسری کتب حدیث میں ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، اور یہاں اس روایت میں اس کی نسبت ان کے بھائی فضل بن عباس کی طرف ہو رہی ہے، یہ روایت اس طرح صحاح ستہ میں سے صرف ایک جگہ یہاں ابوداودؒ میں ہے، اور محمد بن نصر کی قیام اللیل میں بھی ایک جگہ

---

(1) سورۃ آل عمران ١٩٠ — ١٩٤

اسی طرح ہے، یا تو اس کو وہم کہا جائے یا ممکن ہے تعدد قصہ ہو (منہل [1])۔

۱۳۵٦ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَسَدِيُّ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا أَمْسَى، فَقَالَ: «أَصَلَّى الْغُلَامُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَاضْطَجَعَ حَتَّى إِذَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ، «قَامَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلَّى سَبْعًا - أَوْ خَمْسًا - أَوْتَرَ بِهِنَّ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ».

ترجمہ: سعید بن جبیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہؓ کے گھر میں رات گزاری تو رسول اللہ ﷺ شام کے بعد تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا لڑکے نے نماز پڑھ لی تو بتایا گیا جی ہاں تو آپ ﷺ لیٹ گئے یہاں تک کہ رات کا جتنا حصہ اللہ نے چاہا گزر گیا تو آپ ﷺ اٹھے اور وضو فرما کر سات یا پانچ رکعات وتر (رات کی نماز) پڑھی اور ان میں صرف آخر میں سلام پھیرا۔

تخریج: صحیح البخاري - العلم (۱۱۷) صحیح البخاري - الوضوء (۱۳۸) صحیح البخاري - الوضوء (۱۸۱) صحیح البخاري - الأذان (٦٦٥) صحیح البخاري - الأذان (٦٦٦) صحیح البخاري - الجمعة (۹٤۷) صحیح البخاري - الجمعة (۱۱٤۰) صحیح مسلم - الطهارة (۲٥٦) صحیح مسلم - صلاة المسافرین وقصرها (۷٦۳) جامع الترمذي - الصلاة (۲۳۲) سنن النسائي - الإمامة (۸۰٦) سنن النسائي - التطبيق (۱۱۲۱) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱٦۲۰) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۷۰٤) سنن أبي داود - الصلاة (۱۳٥٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳٦۳) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۲٤۲/۱) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۳٤۱/۱) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۳٥۸/۱) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۳٦۹/۱) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۳۷۰/۱) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲٦۷) سنن الدارمي - الصلاة (۱۲٥٥)

۱۳٥۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعًا، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَدَارَنِي، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسًا، ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ - أَوْ خَطِيطَهُ -، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَصَلَّى الْغَدَاةَ».

ترجمہ: سعید بن جبیر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ بنت الحرثؓ کے گھر میں رات گزاری تو آپ ﷺ نماز عشاء پڑھ کر تشریف لائے اور چار رکعات نفل پڑھ کر سو گئے پھر اٹھ کر نماز پڑھنے لگے تو میں آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے پیچھے سے ہاتھ گھما کر مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کر لیا پھر پانچ رکعات پڑھ کر سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی پھر آپ ﷺ بیدار ہوئے اور آپ ﷺ

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ۷ ص ۲۸۸

نے فجر کی دو سنتیں ادا فرمائیں اور صبح کی نماز کے لئے تشریف لے گئے۔

۱۳۵۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ.

ترجمہ: سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اس واقعہ کے بارے میں فرمایا کہ آپ ﷺ نے دو دو رکعت کر کے آٹھ رکعات نماز پڑھیں پھر پانچ رکعات وتر پڑھے جن کے درمیان نہ بیٹھے۔

تخریج: صحيح البخاري - العلم (١١٧) صحيح البخاري - الوضوء (١٣٨) صحيح البخاري - الوضوء (١٨١) صحيح البخاري - الأذان (٦٦٥) صحيح البخاري - الأذان (٦٦٦) صحيح البخاري - الأذان (٦٦٧) صحيح البخاري - الأذان (٨٢١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٧) صحيح البخاري - الجمعة (١١٤٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٦٣) جامع الترمذي - الصلاة (٢٣٢) سنن النسائي - الغسل والتيمم (٤٤٢) سنن النسائي - الإمامة (٨٠٦) سنن النسائي - التطبيق (١١٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٠٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٠٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٥٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٧٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٢٥٥)

۱۳۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيْهِ قَبْلَ الصُّبْحِ، يُصَلِّي سِتًّا مَثْنَى مَثْنَى، وَيُوتِرُ بِخَمْسٍ، لَا يَقْعُدُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ».

ترجمہ: عروہ بن زبیر، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ رکعات..... نماز فجر سے پہلے کی دو سنتیں ملا کر..... پڑھیں چھ رکعات تو دو دو کر کے پڑھیں اور پانچ وتر پڑھے جن کے صرف آخر میں بیٹھے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) جامع الترمذي - الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٥)

۱۳۶۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ».

ترجمہ: عروہ، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں بتلایا کہ نبی کریم ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھتے، ان میں فجر کی دو سنتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) جامع الترمذي - الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٦٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٥)

١٣٦١ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَجَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ الْمُقْرِئَ أَخْبَرَهُمَا، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا، وَرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ، وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا» . قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ فِي حَدِيثِهِ: وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ، زَادَ جَالِسًا.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی اسکے بعد آٹھ رکعات کھڑے ہو کر پڑھیں اور دو رکعت اذان اور اقامت کے درمیان پڑھیں اور ان دو رکعت کو چھوڑتے نہ تھے۔ جعفر بن مسافر اپنی حدیث میں فرماتے ہیں کہ دو رکعت بیٹھ کر اذان و اقامت کے درمیان پڑھیں (یعنی بیٹھ کر پڑھنے کا اضافہ صرف جعفر راوی نے ذکر کیا ہے)۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٠٠) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - السهو (١٣١٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٦٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٦١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي -

الصلاۃ(١٤٧٣)سنن الدارمي-الصلاۃ(١٤٧٤)سنن الدارمي-الصلاۃ(١٥٨٥)

شرح الحديث قوله: قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ فِي حَدِيثِهِ: وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ: اذانین سے مراد اذان واقامت ہے۔

وہم روایۃ پر تنبیہ: اس روایت میں جالسا کی زیادتی وہم راوی ہے، صبح کی سنتیں جو کہ اذان واقامت کے درمیان ہوتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا جالسا پڑھنا ثابت نہیں بلکہ رکعتین جالسا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد سنتوں سے قبل پڑھتے تھے یا پھر اس کو عذر پر محمول کیا جائے۔

١٣٦٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: بِكَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ؟ قَالَتْ: «كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ، وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ، وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ، وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ، وَلَا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ» ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، قُلْتُ: مَا يُوتِرُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يَدَعُ ذَلِكَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَحْمَدُ: وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ.

ترجمہ عبد اللہ بن ابی قیس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعات وتر کی نماز تہجد کی نماز ملا کر پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی سات رکعات پڑھتے) چار اور تین اور (کبھی نو رکعات پڑھتے) چھ اور تین اور (کبھی گیارہ رکعات پڑھتے) آٹھ اور تین، اور کبھی تیرہ رکعات نماز وتر پڑھتے جس میں دس رکعات تہجد اور تین رکعات وتر ہوتی تھیں اور سات رکعات سے کم اور تیرہ رکعات سے زیادہ وتر نہ پڑھتے تھے۔ احمد بن صالح راوی نے (رات کی نماز) اضافہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے دو رکعات وتر نہ پڑھتے تھے میں نے عرض کیا فجر کی سنتوں کے وتر نہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوڑتے نہ تھے اور احمد نے نو رکعت تہجد کا ذکر نہیں کیا۔

تخریج صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها(٧٣٧)جامع الترمذي - الصلاة(٤٥٩)سنن النسائي - الأذان(٦٨٥)سنن النسائي - السهو(١٣١٥)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٦)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٧)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧١٨)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧١٩)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٠)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢١)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٢)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٣)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٤)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٥)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧٢٦)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار([illegible])سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧٥٦)سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار(١٧٨١)سنن أبي داود - الصلاة(١٣٦٢)سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٨)سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٩)سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٦٠)موطأ مالك - النداء للصلاة(٢٦٤)موطأ مالك - النداء للصلاة(٢٦٦)سنن الدارمي - الصلاة(١٤٤٧)سنن الدارمي - الصلاة(١٤٧٣)سنن الدارمي - الصلاة(١٤٧٤)سنن الدارمي - الصلاة(١٥٨١)سنن الدارمي - الصلاة(١٥٨٥).

شرح الحدیث قولہ: قَالَتْ: كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ، وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ: یہی ہے وہ جامع اور واضح روایت جس کا حوالہ ہم نے باب کے شروع میں دیا تھا۔

قولہ: وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ: فتح یاء اور کسر تاء کے ساتھ اس کی تفسیر خود کتاب میں آرہی ہے أي لَمْ يَكُنْ يَدَعُ یعنی آپ نہیں ترک فرماتے تھے، دراصل یہ وتر یتر وترا مثل وعد یعد وعدا کے ہیں، اثبات واو اس میں خلاف قیاس ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: وَاللهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ [1]، اس کے معنی نقص یعنی کم کرنے کے ہیں یہاں مراد اس سے ترک کرنا ہے، راوی یہ کہہ رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سنتیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے بلکہ ہمیشہ پڑھتے تھے۔

١٣٦٣ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: «كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَتَرَكَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُبِضَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُبِضَ، وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ، وَكَانَ آخِرُ صَلَاتِهِ مِنَ اللَّيْلِ الْوِتْرَ».

ترجمہ اسود بن یزید سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو وہ فرمانے لگیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے پھر دو رکعات چھوڑ کر گیارہ رکعات پڑھنے لگے اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو رکعت تہجد کی نماز پڑھنے کی عادت مبارکہ تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آخر میں وتر پڑھتے تھے۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٩) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٦) صحيح البخاري - الجمعة (١١١١) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٣٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٣٩) جامع الترمذي - الصلاة (٤٤٠) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٩) سنن النسائي - الأذان (٦٨٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٦٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٥٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٠) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٤) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٤٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨١) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٥)

---

[1] اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور نقصان نہ دے گا تم کو تمہارے کاموں میں (سورۃ محمد ٣٥)

١٣٦٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، أَنَّ كُرَيْبًا، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ؟ قَالَ: "بِتُّ عِنْدَهُ لَيْلَةً وَهُوَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، فَنَامَ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ - أَوْ نِصْفُهُ - اسْتَيْقَظَ، فَقَامَ إِلَى شَنٍّ فِيهِ مَاءٌ، فَتَوَضَّأَ وَتَوَضَّأْتُ مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَلَى يَمِينِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي كَأَنَّهُ يَمَسُّ أُذُنِي كَأَنَّهُ يُوقِظُنِي، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَدْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى حَتَّى صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ، ثُمَّ نَامَ، فَأَتَاهُ بِلَالٌ، فَقَالَ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَامَ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى لِلنَّاسِ".

ترجمہ: کریب جو ابن عباس کے مولیٰ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کو نماز کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے (ایک مرتبہ) آپ ﷺ کے پاس رات گزاری اور آپ ﷺ اس دن حضرت میمونہؓ (ابن عباسؓ کی خالہ) کے گھر میں تھے، چنانچہ آپ ﷺ رات کو سو گئے اور جب تہائی یا نصف رات گزر گئی تو آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور ایک مشکیزہ جس میں پانی تھا اسکے پاس جا کر اس سے وضو فرمایا تو میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ وضو کیا پھر آپ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہو گئے تو میں آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے دائیں جانب کر لیا پھر اپنا ہاتھ میرے سر پر اسطرح رکھا گویا کہ آپ ﷺ میرے کان کو مسل کر مجھے ہوشیار کر رہے ہوں پھر آپ ﷺ نے دو ہلکی رکعات پڑھیں میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ان میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور سلام پھیرا پھر اور نماز پڑھی یہاں تک کہ کل گیارہ رکعات پڑھیں وتر کو ملا کر اسکے بعد سو گئے پھر حضرت بلالؓ آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول نماز کا وقت ہو گیا ہے، تو آپ ﷺ نے اٹھ کر دو رکعات سنت فجر ادا فرمائیں اسکے بعد لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔

تخریج: صحيح البخاري - العلم (١١٧) صحيح البخاري - الوضوء (١٣٨) صحيح البخاري - الوضوء (١٨١) صحيح البخاري - الأذان (٦٦٥) صحيح البخاري - الأذان (٦٦٦) صحيح البخاري - الأذان (٦٦٧) صحيح البخاري - الأذان (٨٢١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٧) صحيح البخاري - الجمعة (١١٤٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٦٣) جامع الترمذي - الصلاة (٢٣٢) سنن النسائي - الغسل والتيمم (٤٤٢) سنن النسائي - الإمامة (٨٠٦) سنن النسائي - التطبيق (١١٢١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٢٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٠٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٠٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٦٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٧٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٢٥٥)

١٣٦٥ - حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ، وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ، حَزَرْتُ قِيَامَهُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِقَدْرِ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ»، لَمْ يَقُلْ نُوحٌ: مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ.

ترجمہ: عکرمہ بن خالد حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہؓ کے گھر میں رات گزاری تو (دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور تیرہ رکعات نماز پڑھی انہی میں فجر کی دو سنتیں بھی شامل تھیں، میرا اندازہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہر رکعت میں سورۃ مزمل پڑھنے کے بقدر قیام فرمایا۔ نوح راوی نے (اپنی حدیث میں) دو رکعت سنت کو ذکر نہیں کیا۔

تخریج: صحیح البخاري - العلم (۱۱۷) صحیح البخاري - الوضوء (۱۳۸) صحیح البخاري - الوضوء (۱۸۱) صحیح البخاري - الأذان (٦٦٥) صحیح البخاري - الأذان (٦٦٦) صحیح البخاري - الأذان (٦٦٧) صحیح البخاري - الأذان (۸۲۱) صحیح البخاري - الجمعة (۹٤۷) صحیح البخاري - الجمعة (۱٤۰) صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (۷٦۳) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱٦۲۰) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۷۰٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۷۰۵) سنن أبي داود - الصلاة (۱۳٦۵) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۹۷۳) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳٦۳) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲٦۷)

۱۳٦٦ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ، قَالَ: «فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ - أَوْ فُسْطَاطَهُ - فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً».

ترجمہ: زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ انہوں نے (دل میں) سوچا کہ میں ضرور آپ ﷺ کی رات کی نماز کو بغور دیکھوں گا چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی چوکھٹ یا خیمہ سے تکیہ لگا کر لیٹ گیا، چنانچہ آپ ﷺ نے دو ہلکی پھلکی رکعات پڑھیں، اسکے بعد دو بہت ہی زیادہ لمبی رکعات پڑھیں، اسکے بعد دو رکعت پہلے والی نماز سے مختصر پڑھیں، پھر دو رکعات اپنے پہلی والی دو رکعات سے مختصر پڑھیں، پھر اور دو رکعات اپنے سے پہلی والی رکعات سے مختصر پڑھیں، پھر اور دو رکعات اپنے سے پہلی والی رکعات سے مختصر پڑھیں، پھر وتر پڑھے تو یہ کل تیرہ رکعات ہو گئیں۔

تخریج: صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (۷٦۵) سنن أبي داود - الصلاة (۱۳٦٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳٦۲) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (۱۹۳/۵) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲٦۸)

شرح الحدیث: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: زید بن خالد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل دل میں کہا کہ میں حضور ﷺ کی آج رات کی نماز کو ضرور بالضرور دیکھوں گا، بظاہر یہ بات انہوں نے دن میں سوچی ہو گی، کہ آج رات کو یہ کام کرنا ہے، پھر رات کو دیکھنے کے بعد اب اس کو نقل کر رہے ہیں۔

قولہ: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ - أَوْ فُسْطَاطَهُ -: پس میں نے (جب رات ہوئی تو) آپ ﷺ کی چوکھٹ کو (زیر سر کیا) اور اس کو

تکیہ بنایا یا خیمے کو (شک راوی ہے) بظاہر یہ سفر کا واقعہ ہے لہٰذا عتبۃ کی بنسبت فسطاط کا لفظ ہی راجح معلوم ہوتا ہے (منہل)۔

قولہ: ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ: آپ ﷺ نے شروع میں تو دو رکعت مختصر سی پڑھیں اس کے بعد رکعتین بہت ہی لمبی پڑھیں طَوِيلَتَيْنِ کا لفظ تین مرتبہ ہے مبالغہ کیلئے اور یہ نہ سمجھا کہ یہ چھ رکعات ہو گئیں، اس کے بعد پھر دو رکعت پہلی سے کم یعنی مختصر پڑھیں اس کے بعد دو رکعت پھر اور مختصر پڑھیں۔

۱۳۶۷ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ، قَالَ: «فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمِ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي» ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: "فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، فَأَخَذَ بِأُذُنِي يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، - قَالَ الْقَعْنَبِيُّ: سِتَّ مَرَّاتٍ - ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَصَلَّى الصُّبْحَ".

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت میمونہؓ جو ان کی خالہ ہیں ان کے پاس رات گزاری، فرماتے ہیں کہ میں تکیہ کی چوڑائی میں اس پر سر رکھ کر لیٹ گیا اور حضور ﷺ اور آپ کی زوجہ (میمونہؓ) اسکی لمبائی پر سر رکھ کر لیٹ گئے پھر آپ ﷺ آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ سوئے پھر بیدار ہو گئے پھر بیٹھ کر نیند زائل کرنے کیلئے چہرہ پر ہاتھوں کو پھیرا پھر سورہ آل عمران کی دس آیات پڑھ کر ایک مشکیزہ جو لٹکا ہوا تھا اٹھا کر اس میں سے اچھی طرح وضو فرمایا پھر نماز کیلئے کھڑے ہو گئے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں میں اٹھا اور میں نے بھی اسی طرح کیا جسطرح آپ ﷺ نے کیا پھر میں جا کر آپ ﷺ کے ایک جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان پکڑ کر مسلنے لگے پھر دو رکعت پڑھی پھر دو رکعت پڑھی پھر دو رکعت پڑھی پھر دو رکعت پڑھی پھر دو رکعت پڑھی پھر دو رکعت پڑھیں۔ قعنبی فرماتے ہیں کہ چھ مرتبہ دو رکعات ادا فرمائیں اور پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس مؤذن بلانے آگیا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر دو مختصر رکعات (فجر کی سنتیں) پڑھیں پھر صبح کی نماز پڑھنے کیلئے تشریف لے گئے۔

تخریج صحيح البخاري- العلم (۱۱۷) صحيح البخاري- الوضوء (۱۳۸) صحيح البخاري- الوضوء (۱۸۱) صحيح البخاري- الأذان (٦٦٥) صحيح البخاري- الأذان (٦٦٦) صحيح البخاري- الأذان (٦٦٧) صحيح البخاري- الأذان (٨٢١) صحيح البخاري- الجمعة (٩٤٧) صحيح البخاري- الجمعة (۱۱٤۰) صحيح مسلم - الطهارة (٢٥٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٦٣) جامع الترمذي- الصلاة (٢٣٢) سنن النسائي- الغسل والتيمم (٤٤٢) سنن النسائي- الإمامة (٨٠٦) سنن النسائي- التطبيق (۱۱۲۱) سنن النسائي- قيام الليل وتطوع النهار (۱٦۲۰) سنن النسائي- قيام

الليل وتطوع النهار (١٧٠٤) سنن النسائي- قيام الليل وتطوع النهار (١٧٠٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٦٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٧٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٧) سنن الدارمي - الصلاة (١٢٥٥)

شرح الحديث یہ اس باب کی آخری حدیث ہے۔

فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ: عرض بفتح العين وسكون الراء وقيل هو بالضم بمعنى الجانب، والصحيح الاول۔
ابن عباسؓ اپنی رات گزارنے کا واقعہ اس طرح بیان کر رہے ہیں کہ میں تکیہ کی چوڑائی میں اس پر سر رکھ کر لیٹ گیا، حضور ﷺ اور حضرت میمونہؓ دونوں تکیہ کی لمبائی میں اس پر[1] سر رکھ لیٹ گئے، اکثر شراح کے نزدیک وسادہ سے اس کے معروف معنی مراد ہیں تکیہ، اور بعض علماء جیسے علامہ باجیؒ اور اصیلیؒ سے منقول ہے کہ یہاں وسادہ سے مراد تکیہ نہیں بلکہ فراش (بستره) ہے اور مطلب یہ بیان کیا کہ بستره کے طول میں وہ دونوں لیٹ گئے اور اس کے عرض میں ابن عباسؓ، لیکن کسی لفظ کے معنی موضوع لہ چھوڑ کر دوسرے معنی مراد لینا بغیر کسی مجبوری کے درست نہیں۔
الحمد للہ باب فی صلوۃ اللیل پر کلام پورا ہو گیا یہ باب بہت طویل ہے اس میں مصنف نے تقریباً ثلثون حدیثاً ذکر کی ہیں اتنا طویل باب غالباً اس کتاب میں کوئی اور نہیں ہے والحمد للہ اولاً و آخراً۔

٣١٨ـ بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقَصْدِ فِي الصَّلَاةِ

باب نماز میں میانہ روی اختیار کرنے کے متعلق حکم کے بیان میں

باب سابق چونکہ بہت مجاہدہ اور ریاضت والا باب تھا اور مجاہدہ اور ریاضت کے مسئلہ میں بعض لوگ افراط و تفریط میں مبتلا ہو جاتے ہیں، غالباً اسی مناسبت سے مصنف یہ باب لائے ہیں، جس میں قصد یعنی اعتدال و میانہ روی کا مضمون ہے، اور یہ اسلئے تاکہ عمل پر مواظبت و مداومت ہو سکے، افراط کی صورت میں کسی کام پر مداومت مشکل ہے، اور اصل یہی ہے کہ جو نیک کام شروع کیا جائے اس کو نباہنے کی کوشش کی جائے۔ خیر العمل مادیم علیہ[2]۔

١٣٦٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا، وَإِنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ». وَكَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ.

---

[1] چونکہ آپ اس طرح لیٹتے تھے کہ داہنی کروٹ لیٹنے کی صورت میں استقبال قبلہ ہو جائے تو ایک تکیہ پر تینوں کے سر رکھنے کی شکل بظاہر یہ ہوگی کہ تکیہ طول میں شرقاً غرباً رکھا ہوا تھا، اور عرض اس کا جنوب و شمال میں تھا آپ ﷺ اور حضرت میمونہ تکیہ کے طول میں سر رکھ کر اس طرح لیٹے کہ سر مغرب کی جانب اور قدمین مشرق کی جانب ہو گئے، اور ابن عباسؓ تکیہ کے عرض کی اس جانب میں شمال کی طرف تھا بجانب شمال پاؤں پھیلا کر لیٹ گئے، کیونکہ اگر عرض کی اس جانب میں لیٹیں گے جو بجانب جنوب ہے تو پاؤں قبلے کے جانب ہو جائیں گے، کیونکہ مدینہ میں قبلہ بجانب جنوب ہے۔ ١٢۔

[2] عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دِيمَ عَلَيْهِ» (جامع الترمذي كتاب الأدب باب: بلا ترجمة ٢٨٥٦)

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کو عمل کرنے کی جتنی سہار اور ہمت ہو اتنا ہی عمل کرو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ تو (اجر دینے سے) نہیں تھکتے لیکن تم عمل کرنے میں اکتا جاتے ہو اور بے شک اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو پابندی کے ساتھ ہو اگرچہ تھوڑا ہو اور آپ ﷺ جب کوئی عمل کرتے تو اسکو پابندی سے کرتے۔

تخریج صحيح البخاري - الإيمان (٢٠) صحيح البخاري - الإيمان (٤٣) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٨٠) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٠)صحيح البخاري - الصوم (١٨٦٩)صحيح البخاري - الصوم (١٨٨٦)صحيح البخاري - الرقاق (٦٠٩٦)صحيح البخاري - الرقاق (٦٠٩٧) صحيح البخاري - الرقاق (٦٠٩٩) صحيح البخاري - الرقاق (٦١٠٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤١) صحيح مسلم - الصيام (٧٨٢) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٨٣) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٨٥) صحيح مسلم - صفة القيامة والجنة والنار (٢٨١٨) سنن النسائي - القبلة (٧٦٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦١٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٤٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥٢) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (٥٠٣٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٦٨) سنن ابن ماجه - الزهد (٤٢٣٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٢٢).

شرح الحديث قوله: وَكَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلاً أَثْبَتَهُ: باب کی پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نفلی عبادات خواہ وہ نماز ہو یا کوئی عمل، اتنی ہونی چاہئے جس کا تحمل ہو سکے، اسلئے کہ اگر کوئی عمل تحمل سے زائد شروع کیا گیا تو یقیناً آدمی کی طبیعت اس سے اکتائے گی، اور وہ اسکے ترک پر مجبور ہو گا، اور جب وہ عمل مہجور و متروک ہو گا تو منجانب اللہ اس پر جو ثواب ملتا تھا وہ بھی موقوف ہو جائیگا۔

قوله: فَإِنَّ اللهَ لاَ يَمَلُّ، حَتَّى تَمَلُّوا: میں صنعت مشاکلہ کو استعمال کیا گیا ہے، مثل قوله تعالى: وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا[1]، ظاہر بات ہے کہ برائی کا بدلہ اگر برابر سرابر ہو تو وہ خود برائی نہیں ہے لیکن وہ چونکہ صورۃً اس کے مشابہ ہوتا ہے اس لئے اس کو سیئۃ کہہ دیا گیا، ملل اور سآمتہ ضجر مترادف الفاظ ہیں، اکتانا، تنگ دل ہونا، یہاں اس کے لازمی معنی مراد ہیں یعنی ترک، قال صاحب المنهل: وفيه دليل للجمهور على أن قيام كل الليل مكروه، وكرهه مالك أولا...ثم قال لا بأس به مالم يضر ذلك بصلاة الصبح انتهى[2]۔

١٣٦٩ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ، فَجَاءَهُ، فَقَالَ: «يَا عُثْمَانُ، أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي»، قَالَ: لاَ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، وَلَكِنْ سُنَّتَكَ أَطْلُبُ، قَالَ: «فَإِنِّي أَنَامُ وَأُصَلِّي، وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَاتَّقِ اللهَ يَا عُثْمَانُ، فَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَصَلِّ وَنَمْ».

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو بلایا جب وہ آئے تو ان سے فرمایا

---

[1] اور برائی کا بدلہ ہے برائی ویسی ہی (سورۃ الشوریٰ ٤٠)۔

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ٣٠٣

اے عثمان کیا تم کو میرا عمل پسند نہیں وہ کہنے لگے نہیں بخدا اے اللہ کے رسول ایسا نہیں ہے بلکہ میں تو آپکے طریقہ ہی کی تلاش میں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو سوتا بھی ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، تو اے عثمان تم اللہ سے ڈرو اسلئے کہ تم پر اپنے گھر والوں کا بھی حق ہے اور تمہارے مہمانوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے پس کبھی روزہ بھی رکھو اور کبھی افطار بھی کرو اور نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٣٦٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٦٨/٦)

١٣٧٠ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ؟ قَالَتْ: «لَا، كَانَ كُلُّ عَمَلِهِ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيعُ».

ترجمہ: علقمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی کیا کیفیت تھی؟ کیا کچھ خاص دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص اعمال تھے؟ فرمانے لگیں نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دائمی ہوتا تھا اور تم میں سے کون ایسا ہے جو اتنی قوت رکھتا ہو جتنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوت رکھتے تھے۔

تخریج: صحيح البخاري - الإيمان (٤٣) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٨٠) صحيح البخاري - الجمعة (١١٠٠) صحيح البخاري - الصوم (١٨٦٩) صحيح البخاري - الصوم (١٨٨٦) صحيح البخاري - الرقاق (٦٠٩٦) صحيح البخاري - الرقاق (٦٠٩٧) صحيح البخاري - الرقاق (٦٠٩٩) صحيح البخاري - الرقاق (٦١٠٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤١) صحيح مسلم - الصيام (٧٨٢) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٨٣) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٨٥) صحيح مسلم - صفة القيامة والجنة والنار (٢٨١٨) سنن النسائي - القبلة (٧٦٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦١٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٤٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٥٢) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (٥٠٣٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٧٠) سنن ابن ماجه - الزهد (٤٢٣٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٢٢)

شرح الحدیث: قوله: كَانَ كُلُّ عَمَلِهِ دِيمَةً: دیمة المطر الدائم في سكون آہستہ آہستہ مسلسل بارش، جس کو بارش کی جھڑی کہتے ہیں، جو برسات کے موسم میں کبھی کبھی لگتی ہے باب کی یہ آخری حدیث متفق علیہ ہے اور ترمذی میں بھی ہے (قالہ المنذری)۔

دو حدیثوں میں دفع تعارض: اگر کوئی کہے كَانَ كُلُّ عَمَلِهِ دِيمَةً یہ حدیث اس حدیث متفق علیہ کے خلاف ہے جس میں یہ ہے عائشہ فرماتی ہیں: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ[1]، بعض مہینوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل روزہ رکھتے اور بعض میں مسلسل افطار فرماتے، جواب یہ ہے کہ مقصد تو یہ ہے کہ آپ

[1] صحيح البخاري - كتاب الصوم - باب صوم شعبان ١٨٦٨، صحيح مسلم كتاب الصيام باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان ١١٥٦

ﷺ کے اعمال میں دوام اور تسلسل ہوتا تھا یہ بھی تو تسلسل اور دوام ہی کی ایک صورت ہے، آپ ﷺ کی عادت مستمرہ یہ تھی کہ کسی زمانے میں صوم کا تسلسل اور کسی میں افطار کا تسلسل ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہا، یہ نہیں کہ ایک بار تسلسل ہو کر ختم ہو جائے اور پھر شروع نہ ہو۔

بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ شَهْرِ رَمَضَانَ

ماہِ رمضان المبارک کے متعلق تفصیلی احکام

یعنی ماہِ رمضان سے متعلق ابواب واحکام کی تفصیل و تجزیہ منجملہ ان احکام کے ایک صلوۃ التراویح ہے، چنانچہ سب سے پہلے اسی کو بیان کرتے ہیں۔

٣١٩- بَابٌ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

رمضان المبارک کے مہینہ میں تراویح پڑھنے کا بیان

قیام اللیل کا اطلاق تہجد کی نماز پر اور قیام رمضان کا اطلاق تراویح پر ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے، مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

لفظ رمضان کے استعمال کا طریقہ اور وجہ تسمیہ: مصنف نے شہر رمضان کہا صرف رمضان نہیں کہا، امام بخاریؒ نے تو کتاب الصوم کے شروع میں اس پر مستقل باب قائم کیا ہے بَابٌ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا، دراصل ایک روایت ضعیفہ میں ہے جسکی تخریج ابن عدی نے الکامل میں کی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً: لَا تَقُولُوا: رَمَضَانَ، فَإِنَّ رَمَضَانَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللهِ تَعَالَى، وَلٰكِنْ قُولُوا: شَهْرُ رَمَضَانَ [1]، چنانچہ مالکیہ کا عمل اسی پر ہے ان کے نزدیک بغیر اضافت شہر کے اس کا استعمال مکروہ ہے، اور بہت سے شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ وجود قرینہ کی صورت میں مطلق رمضان بولنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے، مثلاً جاء رمضان، دخل رمضان، کہنا مکروہ ہے، اور قمنا رمضان کہنا صحیح ہے، لیکن عند الجمہور ہر صورت میں صحیح ہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ میں دو قول ہیں: ① یہ رمض بمعنی شدۃ الحر سے ماخوذ ہے، جب اہل عربیہ نے اسماء شہور کو لغت قدیمہ سے نقل کیا اور مہینوں کے نام از سر نو ان زمانوں اور موسموں کے اعتبار سے تجویز کئے جن میں وہ مہینے واقع ہوتے تھے تو جس ماہ کا نام رمضان تجویز کیا اس وقت وہ مہینہ گرمی میں واقع تھا، ② اور دوسرا قول یہ ہے کہ چونکہ یہ ماہ یعنی اس کے اعمال

---

[1] الکامل فی ضعفاء الرجال ج۸ص ۳۱۳

دو ظائف ذنوب کا رمض یعنی حرق کر دیتے ہیں اسی لئے اس کو رمضان کہا گیا یعنی گناہوں کو جلا دینے والا مہینہ۔

۱۳۷۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ: وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ غَيْرَ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ عُقَيْلٌ، وَيُونُسُ، وَأَبُو أُوَيْسٍ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ» ، وَرَوَى عُقَيْلٌ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو لازمی حکم دیئے بغیر ان کو رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھنے کی ترغیب دیتے پھر فرماتے جو شخص رمضان کے مہینہ کی راتوں میں ایمان کی صفت اور ثواب کی نیت کر کے تراویح کیلئے کھڑا ہو تو اسکے گزشتہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہونگے، رسول اللہ ﷺ کی وفات تک تراویح پڑھنے کا معاملہ اسی طرح (اختیاری اور فرادیٰ فرادیٰ یا جماعت جسطرح چاہتے) تھا پھر حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے دور میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تراویح کا معاملہ ایسا ہی رہا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں عقیل، یونس اور ابو اویس نے (معمر اور مالک بن انس کی طرح امام زہری سے) اسی طرح مَنْ قَامَ رَمَضَانَ الخ کے الفاظ نقل کیئے ہیں، نیز عقیل راوی نے (زہری سے دوسری روایت اسطرح نقل کی) مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ۔

تخریج: صحيح البخاري - الإيمان (۳۵) صحيح البخاري - الإيمان (۳۸) صحيح البخاري - الصوم (۱۸۰۲) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (۷٦۰) جامع الترمذي - الصوم (٦۸۳) جامع الترمذي - الصوم (۸۰۸) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱٦۰۲) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱٦۰۳) سنن النسائي - الصيام (۲۱۹٤) سنن النسائي - الصيام (۲۱۹٦) سنن النسائي - الصيام (۲۱۹۷) سنن النسائي - الصيام (۲۱۹۸) سنن النسائي - الصيام (۲۱۹۹) سنن النسائي - الصيام (۲۲۰۰) سنن النسائي - الصيام (۲۲۰۱) سنن النسائي - الصيام (۲۲۰۲) سنن النسائي - الصيام (۲۲۰۳) سنن النسائي - الصيام (۲۲۰٤) سنن النسائي - الصيام (۲۲۰۵) سنن النسائي - الصيام (۲۲۰٦) سنن النسائي - الصيام (۲۲۰۷) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (۵۰۲٤) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (۵۰۲۵) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (۵۰۲٦) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (۵۰۲۷) سنن أبي داود - الصلاة (۱۳۷۱) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳۲٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲۵۱) سنن الدارمي - الصوم (۱۷۷٦)

شرح الحدیث: قولہ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا: یعنی جو شخص رمضان کے روزے اور اس کی تراویح اعتقاد اور تصدیق کیساتھ عمل میں لائے، روزے کی تصدیق یہ ہے کہ اس کو فرض اور رکن اسلام سمجھ کر رکھے، اور تراویح کی تصدیق یہ ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھے، حاصل اس کا یہ ہے کہ ان دونوں کاموں کو اعتقاد اور عظمت واہمیت کے ساتھ کرے،

سرسری طور سے محض عادۃً و تفریحاً نہیں، اور احتساب کے معنی ہیں طلب ثواب کے ہیں یہ کام صرف حسبۃً للہ کرے۔

قولہ: غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ: اور مسند احمد کی ایک روایت میں وما تأخر کی زیادتی ہے، اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ابن المنذرؒ نے اس کو عموم پر محمول کیا ہے خواہ وہ گناہ صغائر ہوں یا کبائر، امام نوویؒ فرماتے ہیں جمہور اہل سنت والجماعت نے اس کو صغائر کے ساتھ مقید کیا ہے [1]، اس لئے کہ کبائر بغیر توبہ و استغفار کے محض حسنات سے معاف نہیں ہوتے، یعنی صرف حسنات پر کبائر کی معافی کا کوئی وعدہ نہیں، اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے معاف فرمادیں وہ امر آخر ہے (وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ [2]) اور کبائر میں بھی جو حقوق العباد کے قبیل سے ہیں وہ بغیر اصحاب الحقوق کی معافی کے معاف نہیں ہوتے (الایہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے صاحب حق کو راضی کر دیں کچھ دیکر)۔

قولہ: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: **روایات الباب کا تجزیہ:** مصنف قیام رمضان کے بارے میں تین صحابہؓ کی روایات لائے ہیں، ابوہریرہؓ، عائشہ صدیقہؓ، ابوذرؓ۔ ابوہریرہؓ کی حدیث میں تو صرف تراویح کی ترغیب اور اس کی فضیلت مذکور ہے، آنحضرت ﷺ کی تراویح پڑھنے کا اس میں ذکر نہیں، حدیث عائشہؓ میں گو آپ ﷺ کی تراویح پڑھنے کا ذکر ہے لیکن صرف دو رات میں، اور تیسری حدیث یعنی حدیث ابوذرؓ میں تفصیل ہے، وہ یہ کہ آپ ﷺ نے پورے ماہ رمضان میں تین مرتبہ تین راتوں میں تراویح پڑھائی، لیکن عائشہؓ کی حدیث جو بخاری میں ہے اس میں بھی تین مرتبہ تراویح پڑھانا مذکور ہے، لہذا کہا جائیگا کہ ابوداؤد میں عائشہؓ کی روایت مختصر ہے، دوسرا فرق ان دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے تراویح دو راتوں میں متوالیاً (بلا فصل کے) پڑھائی اور ابوذرؓ کی حدیث میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے تراویح لیالی مفصولہ میں پڑھائی (درمیان میں ایک رات چھوڑ کر) لیکن چونکہ عائشہؓ کی حدیث میں وصل کی تصریح نہیں اس لئے اس کو بھی فصل ہی پر محمول کیا جائیگا، تا کہ تعارض نہ ہو۔

تراویح کی ابتداء: بہر کیف اس روایت مفصلہ میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ رمضان کی تیئسویں شب میں صحابہ کرامؓ کو ثلث لیل تک مسجد میں جماعت سے نماز پڑھائی، پھر چوبیسویں شب میں صحابہؓ نے آپ ﷺ کا انتظار کیا لیکن آپ حجرۃ الحصیر (اپنے معتکف) سے باہر تشریف نہیں لائے، پھر پچیسویں شب میں آپ ﷺ نے نصف لیل تک نماز پڑھائی، اور چھبیسویں شب میں نہیں پڑھائی، پھر تیسری مرتبہ ستائیسویں شب میں بڑے اہتمام سے مردوں اور عورتوں کو جمع فرما کر

---

[1] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج – ج٦ ص٤٠

[2] إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ترجمۃ: بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے کسی کو اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہے (سورۃ النساء ١١٦)

شروع رات سے لیکر اخیر رات تک پڑھائی حتی کہ بعض صحابہؓ کو یہ اندیشہ ہوا کہ سحری کھانے کا بھی موقع ملے گا یا نہیں حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ، فلاح سے مراد سحری۔۔۔۔ اس کے بعد جاننا چاہئے کہ یہاں پر دو بحثیں ہیں: ① نفس تراویح، ② عدد رکعات تراویح، نفس تراویح کے سلسلہ میں تو گزر چکا کہ حضور ﷺ نے اس پر مواظبت نہیں فرمائی بلکہ صرف تین رات میں پڑھنا ثابت ہے، گو آپ ﷺ کا جی چاہتا تھا کہ اس پر مواظبت کی جائے مگر خوف افتراض کی وجہ سے مواظبت نہیں فرمائی۔

فائدة: مولانا عبد الحئی صاحب التعلیق الممجد میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اگرچہ اس پر عملاً مواظبت نہیں فرمائی لیکن مواظبت کے محبوب اور پسندیدہ ہونے کو ظاہر فرمایا ہے، پس یہ بھی ایک قسم کی مواظبت ہے، یعنی مواظبت حکمیہ، اور سنیت کا مدار مطلق مواظبت پر ہے لہذا اس سے مستفاد ہو کر تراویح سنت مؤکدہ ہے، اور یہی بات بعینہ جماعت کے بارے میں کہی جائے گی کہ آپ ﷺ اس نماز کو ہمیشہ جماعت ہی کے ساتھ پڑھانا چاہتے تھے، لہذا اس نماز کے لیے جماعت بھی سنت ہوئی، نیز آپ ﷺ جملہ لیالی رمضان میں اس کو پڑھانا چاہتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام رمضان کی سنت ہے، نہ جیسا کہ بعض فقہاء سے منقول ہے کہ تراویح رمضان میں بقدر ختم قرآن کے سنت ہے اس کے بعد مستحب، انتہی کلامہ[1]۔

بحث ثانی: یعنی عدد رکعات کی دو شقیں ہیں: ① اول: عدد رکعات فی العهد النبوي، ② دوم: عدد رکعات فی العهد الفاروقی۔

عدد رکعات فی العهد النبوی: صاحب بذل المجہود فرماتے ہیں: آپ ﷺ سے جو لیالی ثلثہ میں جو تراویح پڑھانا کتب صحاح میں مروی ہے ان میں تعداد رکعات کیا تھی؟ صحاح کی روایات اس سے ساکت ہیں، البتہ عہد فاروقی میں جو تراویح ہوتی تھی اس کی تعداد رکعات روایات میں مذکور ہے، انتہی[2]۔

پھر اسکے بعد حضرت نے ان روایات کو ذکر فرمایا ہے، میں کہتا ہوں کہ اہل حدیث کو یہ بات تسلیم نہیں کہ صحاح میں حضور ﷺ کی تعداد رکعات مذکور نہیں، وہ صحیح بخاری و مسلم کی وہ حدیث جو سنن ابوداؤد میں بھی گزر چکی جس میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهِ، عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، وہ اس کو عام مانتے ہیں اور کہتے ہیں تراویح کی نماز اس کے علاوہ کوئی دوسری مستقل نماز نہیں ہے، لیکن ہمارے اکثر علماء کو اس سے اتفاق نہیں، چنانچہ لامع الدراری میں حضرت گنگوہیؒ سے منقول ہے کہ اس حدیث میں حضور ﷺ کا دائمی معمول بیان کیا گیا ہے، تراویح جو کہ ماہ رمضان کے ساتھ خاص ہے وہ اس سے علیحدہ ہے۔

نیز صحاح ستہ کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں آپ ﷺ کی رکعات کی تعداد موجود ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں دو روایتیں مشہور ہیں اول حدیث جابرؓ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَالْوِتْرَ، رواه محمد بن نصر فی

---

[1] التعليق الممجد على موطأ محمد — ج ۱ ص ۶۲۰

[2] بذل المجهود في حل أبي داود — ج ۷ ص ۱۵۹ـ ۱۶۰

قيام الليل ورواه ابن خزيمة وابن حبان في صحيحها قال النيموي فيه عيسى بن جارية وهو ضعيف [1]، ثاني حديث ابن عباسؓ، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً [2]، رواه ابن أبي شيبة وعبد بن حميد في مسنده والطبراني في معجمه الكبير قال البيهقي تفرد به أبو شيبة إبراهيم بن عثمان العبسي الكوفي (جد أبي بكر بن أبي شيبة) وهو ضعيف۔

مولانا حبیب الرحمن الاعظمیؒ کی عدد رکعات تراویح کے سلسلے میں ایک مستقل (اردو) تالیف ہے وہ تحریر فرماتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل سے ثابت ہے یا نہیں؟ اس میں دو جماعتیں ہیں، ایک جماعت جس میں ابن تیمیہ، علامہ سیوطی، علامہ سبکی وغیرہ ہیں وہ ثبوت کے قائل نہیں، اور دوسری وہ ہے جو قائل ہے، اس میں مولانا نے قاضیخان اور امام طحاویؒ کو شمار کیا ہے [3]، نیز وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں ابن عباسؓ کی حدیث کو پیش کرنا غلط نہیں ہے وہ روایت اتنی ضعیف نہیں ہے کہ اس کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے [4]، وہ گو سنداً ضعیف ہے لیکن امت نے اسکی تلقی بالقبول کی ہے، چنانچہ عہد فاروقی سے لیکر ابتک اس پر عمل ہو رہا ہے [5]۔

اور عرف الشذی میں مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی رائے یہ لکھی ہے کہ آپ سے تراویح آٹھ رکعات ہی ثابت ہے اور آپ سے رمضان میں تہجد دو نمازیں الگ الگ ثابت نہیں ہیں بس ایک ہی نماز تھی جو غیر رمضان میں تہجد اور ماہ رمضان میں تراویح کہلاتی ہے، فرق ان دونوں میں صرف یہ تھا کہ تراویح کی رکعات میں طول زیادہ ہوتا تھا اور وہ باجماعت مسجد میں رات کے شروع حصے میں ہوتی تھی اور تہجد کی نماز اخیر شب میں بغیر جماعت کے، نیز عرف الشذی میں لکھا ہے کہ اس میں بھی شک نہیں کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے یہاں تراویح بیس رکعات سے کم نہیں بلکہ امام مالکؒ کے نزدیک تو چھتیس رکعات ہیں (جس کی وجہ آگے

---

[1] صحيح ابن خزيمة — كتاب الصلاة — باب ذكر دليل بأن الوتر ليس بفرض ١٠٧٠ ج٢ ص١٣٨. صحيح ابن حبان — كتاب الصلاة — باب الوتر ٢٤٠٩ ج٦ ص١٦٩. آثار السنن — أبواب قيام شهر رمضان — باب التراويح بثمان ركعات ٧٧٤ ص٢٨٧

[2] واللفظ السنن الكبرى للبيهقي كتاب الصلاة باب ما روي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان ٤٦١٥ ج٦ ص٦٩٨. مصنف ابن أبي شيبة كتاب الصلاة باب من كان يرى القيام في رمضان ٧٧٧٤ ج٥ ص٢٢٥. المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ١٢١٠٢ ج١١ ص٣٩٣

[3] رکعات تراویح (رسائل اعظمی) ص ٢٨٦–٢٨٨

[4] اس حدیث کی سند میں امام ابو بکر بن ابی شیبہ کے دادا ابراھیم بن عثمان ابو شیبۃ العبسی الکوفی قاضی واسط ہیں، حافظ نے تقریب میں انکو متروک لکھا ہے، ترمذی ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں میزان الاعتدال (ج١ ص٤٧–٤٨) میں ہے: كذبه شعبة عن ابن معين: ليس بثقة. وقال أحمد: ضعيف. وقال البخاري: سكتوا عنه اهـ، معلوم ہوا امام بخاریؒ اور امام احمدؒ نے اس کی شدید تضعیف نہیں کی اسی طرح ترمذی کتاب الجنائز باب في القراءة على الجنازة بفاتحة الكتاب کی حدیث (١٠٢٦) کی سند کے رواۃ میں یہ ابراہیم بھی ہے تو اس کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں ليس إسناده بذلك القوي (اس حدیث کی سند کچھ زیادہ قوی نہیں ہے) لہذا مولانا الاعظمی کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث ایسی ضعیف نہیں ہے کہ اس کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے بالکل صحیح ہے۔

[5] رکعات تراویح (رسائل اعظمی) — ص ٣٣٠–٣٣١.

آئے گی) ان حضرات سے ائمہ اربعہ کا مأخذ عمل عمر فاروق ہے جس کی امت نے تلقی بالقبول کی ہے [1]۔

عدد رکعات فی العہد الفاروقی: موطا مالک میں ہے حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم فرمایا کہ وہ دونوں مل کر لوگوں کو تراویح پڑھایا کریں، علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں سنن سعید میں منصور ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب کو امام الرجال اور تمیم داری کو امام النساء مقرر فرمایا، اور محمد بن نصر کی "قیام اللیل" میں، بجائے تمیم کے سلیمان بن ابی حثمہ کا نام مذکور ہے، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں شاید اختلاف اوقات کا فرق ہے۔

پھر اس میں اختلاف ہے کہ ابی بن کعبؓ کتنی رکعات پڑھاتے تھے، موطا مالک میں بطریق مالک سائب بن زید کی روایت ہے أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً [2]. لیکن حافظ ابن عبد البر نے اس کو وہم قرار دیا ہے اور فرمایا کہ موطا کی روایۃ کے ساتھ مالک منفرد ہیں، اس کے علاوہ سائب بن یزید کی روایۃ کے جملہ طرق میں إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَكْعَةً، وارد ہے، یا پھر اسکی تاویل کی جائے کہ ابتداء میں گیارہ رکعات پڑھاتے ہوں گے بعد میں اکیس پر استقرار ہو گیا، علامہ زرقانی فرماتے ہیں تاویل ہی مناسب ہے وہم قرار دینا صحیح نہیں، اسلئے کہ مالک اسکے ساتھ متفرد نہیں ہیں، بلکہ سنن سعید بن منصور میں غیر طریق مالک سے بھی إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً مروی ہے، انتہی، باقی یہ صحیح ہے کہ اکثر روایات میں سائب سے إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَكْعَةً ہی مروی ہے چنانچہ بیہقی نے بسند صحیح سائب [3] بن یزید سے کیا كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وعلى عهد عثمان وعلى مثله [4]. اسی طرح سائب بن یزید کی روایت مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ اور محمد بن نصر کی قیام اللیل میں ہے كانوا يقومون في عهد عمر بعشرين ركعة (یہ کلام تو سائب کی روایت سے متعلق تھا)... دوسری روایت موطا میں یزید بن رومان کی ہے كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً [5]۔

ان کے علاوہ بھی سنن بیہقی اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبۃ میں متعدد روایات وآثار ہیں، جن کو علامہ شوق نیموی نے آثار السنن میں اور وہاں سے بعض کو أوجز المسالك اور بذل المجهود میں نقل کیا ہے۔

اسی طرح امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: وأكثر أهل العلم على ما روي عن عمر، وعلي، وغيرهما من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة [6]۔

---

[1] العرف الشذي شرح سنن الترمذي — ج۲ ص۲۰۸-۲۰۹

[2] موطأ مالك - كتاب الصلاة - باب ما جاء في قيام رمضان ۳۷۹

[3] كذا في المنهل، لیکن اس روایۃ میں عہد عثمان و علی کا اضافہ مدرج ہے، تصانیف بیہقی میں نہیں ہے، قالہ النیموی فی تعلیق آثار السنن ص ۵۵، لیکن آگے امام ترمذی کے کلام میں عمرؓ کے ساتھ علیؓ کا لفظ آرہا ہے، ۱۲۔

[4] السنن الكبرى للبيهقي كتاب الصلاة باب ما روي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان ٤٦١٧ ج٦ ص٦٩٩

[5] موطأ مالك - كتاب الصلاة - باب ما جاء في قيام رمضان ۳۸۰

[6] جامع الترمذي - كتاب الصوم - باب ما جاء في قيام شهر رمضان ۸۰۶

مجموعۂ روایات اور کلام شراح کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد فاروقی میں ابتداء گیارہ [1] رکعات ہوتی تھیں رکعات کے طول کے ساتھ، چنانچہ موطا میں ہے: كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ [2] الخ کہ ایک ایک رکعت میں سو سو آیات امام پڑھتا تھا حتی کی بعض لوگ نماز میں لکڑی کے سہارے سے کھڑے ہوتے تھے اور صبح صادق کے قریب تراویح سے فراغت ہوتی تھی..... علامہ زرقانیؒ ابن حبانؒ سے نقل کرتے ہیں ابتداء تراویح گیارہ رکعات تھی قراءۃ طویلہ کے ساتھ جب لوگوں کے اس میں گرانی ہونے لگی تو قراءۃ میں تخفیف کردی گئی اور اس کے بجائے رکعات میں اضافہ کر دیا گیا، اور قراءۃ متوسطہ کے ساتھ علاوہ وتر کے بیس رکعات ہونے لگی، پھر مزید قراءۃ میں تخفیف کی گئی اور رکعات میں اور اضافہ کر کے ان کو چھتیس کر دیا گیا وتر کے شفعہ کے علاوہ اور کل انتالیس رکعات ہو گئیں، چنانچہ اہل مدینہ کا عمل اسی پر تھا۔

اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ کے اس اضافہ کی وجہ یہ ہوئی کہ دراصل اہل مکہ تراویح کی بیس رکعات پڑھتے تھے، اور ہر چار رکعات کے بعد ترویح میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور آخری یعنی ترویحہ خامسہ کے بعد نہیں کرتے تھے (لہذا تراویح کے درمیان میں انکے چار طواف ہو جاتے تھے) اہل مدینہ نے اہل مکہ کی ریس میں یہ کیا کہ ایک طواف کے مقابلہ میں چار رکعات کر کے چار طوافوں کے بدلہ میں سولہ رکعات کا اضافہ کر دیا، جس سے تراویح کی رکعات بجائے بیس کے چھتیس ہو گئیں (من المنہل [3]) عرف الشذی میں لکھا ہے کہ اہل مدینہ ہر چار رکعات کے بعد ترویحہ میں منفرداً چار چار رکعات پڑھتے تھے جس طرح اہل مکہ ہر ترویحہ کے بعد ایک طواف کرتے تھے [4]۔

پھر لکھتے ہیں کہ عہد فاروقی میں تعداد رکعاتِ روایات قویہ سے چار طرح ثابت ہے، گیارہ رکعات، تیرہ رکعات، اکیس رکعات، تیئیس رکعات من الوتر لیکن اخیر میں استقرار عشرین رکعات پر ہی ہوا، اور وہ جو شیخ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں کہ بیس رکعات میں، آٹھ سنت ہیں اور باقی بارہ رکعات مستحب ہیں لم یقل به احدٌ، بلکہ صحیح یہ ہے کہ خلفائے راشدین کی سنت بھی سنت الشریعت ہے (شرعی طریقہ سنت نبوی) اصولیین نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کا طریقہ اور آپ ﷺ کے خلفاء کا طریقہ بھی سنت کا مصداق ہے اور حدیث شریف میں ہے: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ [5]، لہذا عمل فاروق بھی سنت ہے، انتھی۔

---

[1] قال القسطلاني في شرح البخاري وجمع البيهقي بينها بأنهم كانوا يقومون بإحدى عشرة ثم قاموا بعشرين وأوتروا بثلاث. وقد عدوا ما وقع في زمن عمر رضي الله عنه - كالإجماع اهـ (إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ج ٣ ص ٤٢٦)۔

[2] موطأ مالك - كتاب الصلاة - باب ما جاء في قيام رمضان ٣٧٩

[3] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ٣١٩

[4] العرف الشذي شرح سنن الترمذي - ج ٢ ص ٢٠٨

[5] سنن أبي داود - كتاب السنة - باب في لزوم السنة ٤٦٠٧، جامع الترمذي - كتاب العلم - باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع ٢٦٧٦

اور مولانا عبدالحیٔ التعلیق الممجد میں حدیث عائشہؓ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً کے تحت حدیث ابن عباسؓ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً والی کو ذکر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں، اور وہ جو بعض علماء جیسے زیلعی، ابن الہمام، سیوطی، زرقانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ابن عباسؓ باوجود ضعف کے عائشہؓ کی حدیث صحیح کے معارض ہے لہذا صحیح کو اختیار کرتے ہوئے غیر صحیح کو مطروح قرار دیا جائیگا (ان حضرات کی) یہ بات منظور فیہ ہے، اسلئے کہ اگر چہ یہ درست ہے کہ حدیث ابن عباسؓ ضعیف اور حدیث عائشہؓ صحیح ہے، لیکن راجح کا اخذ اور مرجوح کا ترک اسوقت متعین ہے جبکہ جمع بین الراویتین ممکن نہ ہو، اور یہاں ایسا نہیں ہے بلکہ جمع کی شکل یہ ہے کہ یوں کہا جائے حدیث عائشہؓ غالب حال پر محمول ہے كما صرح به الباجي وغيره في شرح المؤطا اور حدیث ابن عباسؓ بعض احیان پر، انتہی ❶۔

فائدہ: سنن ابوداؤد میں باب القنوت فی الوتر میں ایک روایت ہے جس میں عہد فاروقی کی تراویح کا ذکر ہے، اس میں ہمارے نسخہ میں تو اس طرح ہے أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي، لیکن سنن ابوداؤد کا وہ نسخہ جو مطبع مجتبائی میں حضرت شیخ الہند کی تصحیح کی ساتھ طبع ہوا ہے، اس نسخہ کے حاشیہ پر اور اسی طرح بذل المجہود کے حاشیہ پر بھی نسخہ کی علامت بنا کر عِشْرِينَ لَيْلَةً کے بجائے عِشْرِينَ رَكْعَةً ہے، اسی جگہ حاشیہ پر یہ عبارت بھی لکھی ہے کذا فی نسخة مقروءة على الشيخ مولانا محمد اسحاق رحمه الله تعالى، لہذا کہہ سکتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں عہد فاروقی کی تراویح کی تعداد عشرین رکعۃ مذکور ہے۔

سید منصور بن علی ناصف (من علماء الازہر) التاج الجامع للاصول فی احادیث الرسول کے مرتب مصنف خود اس کی شرح میں لکھتے ہیں، ان روایات مختلفہ میں کوئی تعارض نہیں ہے ہو سکتا ہے اولاً صحابہ کرام قلیل رکعات پر اکتفاء کرتے ہوں پھر بعد میں ان کی یہ رائے ہوئی ہو کہ یہ صلوۃ اللیل ہے جس میں کوئی تحدید نہیں ہے، حضور ﷺ بھی اسکے طول کو بتدریج بڑھاتے رہے حتی کی تیسری رات میں اخیر شب تک آپ ﷺ نے یہ نماز پڑھی، کمافی حدیث ابی ذرؓ، اس لئے ان حضرات نے بھی تراویح کی بیس رکعات کردیں، اور پھر اسی پر مداومت کی، پس یہ صحابہ کرام کی اجماعی رائے ہوئی جس کو انہوں نے فعل حسن سمجھ کر اختیار کیا فهو عند الله حسن لحديث فَمَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ ❷ رواه الإمام مالك رحمة الله تعالى، پس اس وقت تمام بقاع اسلامیہ کا مدار تراویح میں بیس رکعات پر ہے، انتہی ❸۔

۱۳۷۲ - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي

❶ التعليق الممجد على موطا محمد - ج ۱ ص ۶۲۱

❷ المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۸۵۸۳ - ج ۹ ص ۱۱۲

❸ شرح التاج الجامع للاصول فی احادیث الرسول - ج ۲ ص ۶۶

هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»، قَالَ أَبُو دَاوُد: وَكَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھے ایمان کی صفت اور ثواب کی خالص نیت کرتے ہوئے تو اسکے گزشتہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہو جائینگے اور جو شخص شب قدر میں رات کو اللہ پاک کے سامنے کھڑے ہو کر عبادت کرے ایمان کی صفت اور ثواب کی نیت کے ساتھ تو اسکے گزشتہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہو جائینگے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو یحییٰ بن ابی کثیرؒ نے ابوسلمہ سے روایت کیا ہے نیز محمد بن عمرؒ نے بھی ابوسلمہؒ سے نقل کیا ہے۔

تخریج صحيح البخاري - الإيمان (٣٥) صحيح البخاري - الإيمان (٣٧) صحيح البخاري - الإيمان (٣٨) صحيح البخاري - الصوم (١٨٠٢) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٦٠) جامع الترمذي - الصوم (٦٨٣) جامع الترمذي - الصوم (٨٠٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٠٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٠٣) سنن النسائي - الصيام (٢١٩٤) سنن النسائي - الصيام (٢١٩٦) سنن النسائي - الصيام (٢١٩٧) سنن النسائي - الصيام (٢١٩٨) سنن النسائي - الصيام (٢١٩٩) سنن النسائي - الصيام (٢٢٠٠) سنن النسائي - الصيام (٢٢٠١) سنن النسائي - الصيام (٢٢٠٢) سنن النسائي - الصيام (٢٢٠٣) سنن النسائي - الصيام (٢٢٠٤) سنن النسائي - الصيام (٢٢٠٥) سنن النسائي - الصيام (٢٢٠٦) سنن النسائي - الصيام (٢٢٠٧) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (٥٠٢٤) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (٥٠٢٥) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (٥٠٢٦) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (٥٠٢٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٧٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٢٦) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٥١) سنن الدارمي - الصوم (١٧٧٦)

١٣٧٣ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ، فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، قَالَ: «قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ، إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ» وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ.

ترجمہ نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں نماز (نوافل، تراویح) ادا فرمائی (بوجہ معتکف ہونے کے) تو دیگر حاضرین مجلس نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی، پھر اگلی رات بھی بہت لوگ جمع ہو گئے اور انہوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز (تراویح) ادا کی پھر تیسری رات صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے (خیمہ کے) قریب جمع ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ باہر تشریف نہیں لائے جب صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا رات تم لوگوں نے جو کیا (آواز بلند کر کے اور آپ کے دروازے پر ہلکا سا کنکر پھینک کر آپ کو مطلع کرنا چاہا تھا) وہ میں نے خوب دیکھ لیا لیکن اس ڈر سے کہ کہیں یہ نماز (تراویح) تم پر فرض نہ کر دی جائے میں باہر نہیں نکلا (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں) یہ واقعہ رمضان المبارک کا ہے۔

١٣٧٤ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ أَوْزَاعًا، فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَضَرَبْتُ لَهُ حَصِيرًا، فَصَلَّى عَلَيْهِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَتْ فِيهِ: قَالَ: تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّهَا النَّاسُ، أَمَا وَاللَّهِ مَا بِتُّ لَيْلَتِي هَذِهِ بِحَمْدِ اللَّهِ غَافِلًا، وَلَا خَفِيَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ کرامؓ مسجد میں متفرق (یعنی اپنی اپنی نماز تراویح) ہو کر مسجد میں ماہ رمضان میں نمازیں پڑھتے تھے پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا (کہ میں مسجد میں چٹائی / بوریا بچھادوں) تو میں نے آپ ﷺ کے لیے ایک بوریا رکھ دیا تو نبی اکرم ﷺ اس بوریا پر نماز ادا فرماتے اسکے بعد گزشتہ والا واقعہ مذکورہ ہے اس روایت میں حضرت عائشہؓ نے یہ الفاظ مزید ذکر کیئے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! خدا کی قسم نہ تو میں نے یہ رات غفلت میں گزاری سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور تمہارا مسجد میں ہونا بھی مجھ سے مخفی نہ تھا الی اخرہ۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٩٦) صحيح البخاري - الجمعة (٨٨٢) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٧٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٦١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٠٤) سنن النسائي - الصيام (٢١٩٣) سنن النسائي - الصيام (٢١٩٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٧٣) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٦٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٧٧) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٢٦٨) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٥٠)

١٣٧٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ: فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ»، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِقِيَّةَ الشَّهْرِ.

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ماہ رمضان کے روزے رکھے تو آپ ﷺ نے ماہ مبارک کی کسی حصہ میں ہمیں رات کو نماز (تراویح) باجماعت نہ پڑھائی بلکہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ اپنے حجرہ میں منفرداً نماز تراویح اور نوافل پڑھنے کی تھی یہاںتک کہ رمضان المبارک کی سات راتیں باقی رہ گئیں تو اس (تیئیسویں شب میں) رات آپ ﷺ نے ہمیں ایک تہائی رات تک نماز (تراویح) پڑھائی جب چھ راتیں باقی رہ گئیں (چوبیسویں شب تھی) تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس رات تراویح نہ پڑھائی پھر جب پچیسویں شب آئی تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز تراویح پڑھائی یہاںتک کہ آدھی رات گزر گئی تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں اس رات کا بقیہ حصہ بھی نماز (تراویح) پڑھادیں (تو

کتنا ہی اچھا ہو) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص امام کے ساتھ یہ نماز (تراویح) اسکے ختم ہونے تک پڑھتا ہے تو ایسے شخص کیلئے پوری رات تہجد اور عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ پھر جب چھبیسویں شب ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تراویح نہیں پڑھائی پھر جب ستائیسویں شب ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ اور خواتین کو جمع کر کے ہمیں اس قدر لمبی رات نماز (تراویح) پڑھائی کہ ہمیں خدشہ ہوا کہ ہماری کامیابی والا کام ہم سے فوت نہ ہو جائے، جبیر بن نفیر نے پوچھا کہ کامیابی والا کام سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو ابوذرؓ نے ارشاد فرمایا سحری کھانا (جو بڑی کامیابی اور نیکی والا کام ہے) پھر نبی اکرم ﷺ نے ماہ رمضان کی باقی راتوں میں (اٹھائیسویں اور انتیسویں کی شب میں) ہمیں نماز تراویح نہیں پڑھائی۔

تخریج جامع الترمذي - الصوم (٨٠٦) سنن النسائي - السهو (١٣٦٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٧٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٢٧) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٥/١٦٠) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٥/١٦٣) سنن الدارمي - الصوم (١٧٧٧)

شرح الحدیث قوله: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، قَالَ: فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ»: آپ نے دوسری رات میں تراویح نصف لیل تک پڑھائی، اس پر ابوذرؓ نے زیادتی کی درخواست کی کہ اگر اس پر آپ ﷺ کچھ اور اضافہ فرمادیں تو کیسا اچھا ہو!

آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی جب فرض نماز (عشاء و فجر) امام کے ساتھ یعنی جماعت سے پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام نماز سے فارغ ہو یعنی پوری نماز پڑھ لے تو اس کو پوری رات قیام کا ثواب ملتا ہے، لہذا جب تم لوگ عشاء و فجر میرے ساتھ جماعت سے پڑھتے ہی ہو تو پوری رات کا ثواب تو مل ہی گیا اور اس تراویح کا ثواب مزید بر آں رہا (پھر اور کیا چاہئے)۔

دوسری شرح اس حدیث کی یہ ہے إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ سے مراد تراویح کی نماز ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے پوری تراویح پڑھ لے (ایسا نہ کہ درمیان میں چھوڑ کر چلا جائے، بلکہ اسکے دل میں یہ ہو کہ جب تک بھی امام نماز پڑھائیگا ہم اسکے پیچھے پڑھتے ہی رہیں گے) تو اس صورت میں اس شخص کو پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، سبحان اللہ! دیکھئے نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ [1]۔

یہ دوسرا مطلب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، حضرت نے بذل میں اسی کو ترجیح دی ہے، اس میں حَتَّى يَنْصَرِفَ یہ جملہ اس مطلب کے زیادہ مناسب ہے [2]۔

١٣٧٦ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَدَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ، أَنَّ سُفْيَانَ، أَخْبَرَهُمْ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، وَقَالَ دَاوُدُ: عَنِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَأَبُو يَعْفُورٍ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ».

---

[1] المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ٥٩٤٢ - ج٦ ص ١٨٥

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج٧ ص ١٥٦

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو نبی اکرم ﷺ (ساری یا اکثر) رات عبادت میں جاگ کر گزارتے اور اپنی لنگی کو کس لیتے اور اپنے اہل خانہ کو (نماز کیلئے) جگاتے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابو یعفور کا نام عبد الرحمٰن بن عبید بن نسطاس ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - صلاة التراويح (١٩٢٠) صحيح مسلم - الاعتكاف (١١٧٤) جامع الترمذي - الصوم (٧٩٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٣٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٧٦) سنن ابن ماجه - الصيام (١٧٦٧) سنن ابن ماجه - الصيام (١٧٦٨) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٤١/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦٧/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦٨/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٨٤/٦)

شرح حدیث: قوله: وَكَانَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ: آپ ﷺ عشرہ اخیرہ میں احیاء لیل فرماتے یعنی رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزراتے، اور ازار مضبوطی سے باندھ لیتے اس سے یا تو ظاہری معنی یعنی اعتزال عن النساء مراد ہے کہ اپنا ازار کس کر باندھ لیتے تھے اور (ہمبستری کیلئے) حل ازار نہ فرماتے تھے، اور یا اس سے تشمیر ازار مجاہدہ فی العبادت مراد ہے، اسلئے کہ مزدور جب اپنا کام شروع کرتا ہے تو لنگی وغیرہ اچھی طرح اوپر کو کر کے باندھ لیتا ہے۔

١٣٧٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أُنَاسٌ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّونَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: «مَا هَؤُلَاءِ؟» ، فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي، وَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَصَابُوا، وَنِعْمَ مَا صَنَعُوا» . قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «لَيْسَ هَذَا الْحَدِيثُ بِالْقَوِيِّ» ، مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ ضَعِيفٌ".

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (مسجد کیطرف) نکلے (گھر سے) تو دیکھا کہ رمضان المبارک میں کچھ لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز ادا کر رہے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ لوگ (اکٹھے ہو کر) کیا کر رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ان لوگوں کو قرآن کریم یاد (حفظ) نہیں ہے اور ابی بن کعبؓ انکی امامت کر رہے ہیں اور یہ لوگ ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے صحیح کام کیا، یا ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے کیا خوب کام کیا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں اس حدیث کی سند مضبوط نہیں ہے اس روایت کی سند میں مسلم بن خالد راوی ضعیف ہے۔

شرح الحدیث: قوله: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَصَابُوا، وَنِعْمَ مَا صَنَعُوا»: آپ نے فرمایا ٹھیک کر رہے ہیں اور بہت ہی اچھا کر رہے ہیں۔

ایک اشکال وجواب: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی تراویح کی امامت کی ہے یہ بات روایات شہیرہ کے خلاف ہے، مشہور روایات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تو حضور ﷺ نے تراویح خود بنفس نفیس پڑھائی ہے، اور ابی بن کعبؓ کو امام تراویح حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں بنایا تھا، اس کا ایک جواب

تو یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں مسلم بن خالد الزنجی ہے جو ضعیف ہے (کما قال المصنف) اور دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تو ابی بن کعبؓ کو انہوں نے باقاعدہ امام تراویح بنایا تھا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ از خود مختصر سی جماعت کو اپنی ساتھ لیکر تراویح پڑھا دیتے تھے، لہذا یہ بات اس مشہور امر کے خلاف نہیں ہے، الحمد للہ تراویح کا باب پورا ہوا۔

۳۲۰۔ بَابٌ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کا بیان

ماقبل سے مناسبت: لیلۃ القدر کو بعض محدثین کتاب الصلوۃ میں ذکر کرتے ہیں جیسا کہ مصنف نے کیا، اور ایسا ہی امام مسلمؒ نے کیا، اور بعض مصنفین اس کو کتاب الصوم میں ذکر کرتے ہیں، کما فعل الامام البخاری والامام الترمذی ولکل وجهة، اگر یہ دیکھا جائے کہ اس رات کا وقوع ماہ رمضان میں ہوتا ہے اس لحاظ سے کتاب الصوم اس کے مناسب ہے، اور اگر یہ دیکھا جائے کہ اس شب کا جو اہم عمل اور وظیفہ ہے یعنی نماز و نوافل تو اس کے مناسب کتاب الصلوۃ ہے۔

وجہ تسمیہ: لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ میں دو قول ہیں:

① قدر بمعنی التقدیر اس لئے کہ اس شب میں بعض سالانہ تکوینی امور واحکام طے ہوتے ہیں آجال وارزاق وغیرہ، اور فرشتوں کو ان سے مطلع کیا جاتا ہے، ہر ایک کی اجل، کہ اس سال میں کس کس کو مرنا ہے اور کس کو کتنی روزی ملے گی۔

② قدر بمعنی مرتبہ یعنی عظیم مرتبہ والی رات، علامہ شامی لکھتے ہیں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ یہ رات افضل اللیالی ہے سال کی تمام راتوں میں سب سے افضل، حضرت سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں جو شخص اس رات میں عشاء کی نماز باجماعت پڑھ لے تو سمجھئے کہ اس شخص کو اس رات کی عبادت کا حصہ مل گیا، اور امام شافعی کے کلام میں عشاء و فجر دونوں مذکور ہیں، انتہی۔ لیکن ظاہر ہے کہ کامل حصہ تو اخلاص کے ساتھ پوری رات ہی جاگنے سے حاصل ہوگا۔

③ قدر بمعنی تنگی، کما فی قولہ تعالی: فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ [1]، اور تنگی یہاں یا تو علم کے اعتبار سے ہے کہ کسی کو اس شب کا تعیین کے ساتھ علم نہیں ہے، اور یا اس لحاظ سے کہ فرشتوں کا اس میں ازدحام ہوتا ہے گویا فضاء تنگ ہو جاتی ہے واللہ تعالی اعلم۔

اس عطیۂ خداوندی کا سبب ومنشأ: یہ رات انعام خداوندی ہے اس امت پر اس انعام کا سبب ظاہری کیا ہوا؟ موطا مالک کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گذشتہ امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ وہ بڑی لمبی لمبی ہوئی ہیں پانچ سو سال سے بھی زائد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ پھر میری امت کے اعمال ان کے برابر نہیں ہو سکتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاثر پر اس

---

[1] پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو (سورۃ الأنبیاء ۸۷)

امت کو یہ نعمت عطاء کی گئی، بیہقی اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ ایک ہزار سال تک جہاد فی سبیل اللہ کرتا رہا، اسپر مسلمانوں کو تعجب ہوا تو اس پر سورۂ قدر نازل ہوئی [1]۔... احقر کہتا ہے کہ جامع ترمذی کی کتاب التفسیر میں ایک حدیث سورۂ قدر کے شان نزول میں مذکور ہے، جس میں امام ترمذیؒ نے غرابت کا حکم لگایا ہے، اس کا مضمون یہ ہے کہ کسی شخص نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو طعن دیا ان کی صلح پر حضرت معاویہؓ کے ساتھ اور کہا سَوَّدْتَ وُجُوهَ الْمُؤْمِنِينَ تو نے مسلمانوں اور بنوہاشم کا چہرہ سیاہ کر دیا، تو اس پر انہوں نے فرمایا ایسامت کہہ تجھے خبر بھی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ خواب میں اپنے منبر شریف پر امراء بنوامیہ کو دیکھا جس سے آپ ﷺ غمگین ہوئے (لاجل انتقال الخلافة من بني هاشم الى بني امية) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لیلۃ القدر عطاء فرمائی اور سورۂ قدر نازل ہوئی، راوی حدیث کہتا ہے کہ ہم نے بنوامیہ کی مدت خلافت کو حساب لگا کر دیکھا تو وہ ٹھیک ایک ہزار ماہ [2] ہوتی ہے (جس سے حضرت حسنؓ کی بات کی تصدیق ہوئی کہ یہ رات آپ کو خلافت بنی امیہ کے بدلہ میں عطاء ہوئی ہے) [3]۔

بذل میں علامہ شامی سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں وہ اس رات کو دیکھ بھی لیتا ہے، اور جو دیکھے اس کو چاہئے کہ اس کا افشاء نہ کرے اور اخلاص کے ساتھ دعاء کرے [4]، علماء نے اس رات کی کچھ علامات بھی لکھی ہیں، باب کی پہلی حدیث میں آگے ان کا ذکر آرہا ہے۔

اس شب کی تعیین میں اقوال علماء: اس رات کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے، بذل [5] میں حافظ ابن حجرؒ سے اسکی تعیین میں چھیالیس قول نقل کئے ہیں، ہم ان میں سے جو زیادہ مشہور ہیں اور خصوصاً ائمہ اربعہ کے مابین صرف وہ لکھیں گے، اس رات کے بارے میں بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ اس امت کے ساتھ خاص ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ رات اٹھالی گئی، روافض یہی کہتے ہیں کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ثم رفعت، جواب یہ ہے آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اس رات

---

[1] التاج الجامع للأصول في أحاديث الرسول ج ۲ ص ۷۹

[2] وہ اس طرح کہ بنوامیہ کی خلافت ۱۳۲ھ پر آخر ختم ہوئی ہے، ان کا آخری خلیفہ مروان بن محمد ۱۳۲ھ میں قتل ہوا جبکہ بنوامیہ کی خلافت کا تسلسل ۴۰ھ سے شروع ہوتا ہے ایک سو بتیس میں سے چالیس نکالنے کے بعد بانوے سال رہ جاتے ہیں اور چونکہ درمیان میں عبداللہ بن الزبیرؓ کی بھی خلافت آئی ہے جو آٹھ سال اور آٹھ ماہ ہے (جس کو نکالنا ہے) بانوے سال میں سے آٹھ سال اور آٹھ ماہ نکالنے کے بعد تراسی سال اور چار ماہ باقی رہتے ہیں، اور تراسی سال چار ماہ کے مہینے پورے ایک ہزار ہوتے ہیں (جن کے برابر ایک رات یعنی لیلۃ القدر ہے) لیکن اس پر ایک اشکال ہے وہ یہ کہ عبداللہ بن الزبیرؓ کی مدت خلافت کا استثناء کہاں صحیح ہے، ان کی خلافت سے بنوامیہ کی خلافت کا تسلسل ختم نہیں ہوا تھا، ان کے دور خلافت میں جو کہ حجاز و عراق پر تھی مروان و عبدالملک بن مروان کی خلافت شام اور مصر پر قائم رہی، واللہ تعالیٰ اعلم (تحفۃ الاحوذی) احقر کہتا ہے کہ یہ تو صحیح ہے کہ تسلسل منقطع نہیں ہوا تھا لیکن کمال خلافت میں خلل تو واقع ہو گیا تھا، ۱۲۔

[3] جامع الترمذي - كتاب التفسير - باب ومن سورة ليلة القدر، ۳۳۵۰

[4] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۷ ص ۱۶۲

[5] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۷ ص ۱۶۳-۱۶۵

کی تعیین اٹھالی گئی، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ رات حضور ﷺ کے زمانے میں صرف ایک مرتبہ پائی گئی، مراقی الفلاح میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی رائے یہ ہے کہ یہ رات تمام سال میں دائر رہتی ہے اور یہی امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے، محی الدین ابن عربی فتوحات مکیۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہی رائے میری ہے، اس لئے کہ میں نے اس کو کبھی شعبان میں اور کبھی ماہ ربیع میں اور اکثر و بیشتر ماہ رمضان میں دیکھا ہے وتر اور غیر وتر دونوں راتوں میں۔

دوسرا قول امام صاحب کا یہ ہے کہ ماہ رمضان میں دائر رہتی ہے، یعنی خاص تو رمضان ہی کے ساتھ ہے لیکن متعین نہیں گھومتی رہتی ہے، صاحبین فرماتے ہیں رمضان کے ساتھ خاص ہے اور متعین ہے لیکن معلوم نہیں کہ کونسی ہے، اس پر ثمرۂ اختلاف یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کے عتق کو لیلۃ القدر پر معلق کرے کہ جب لیلۃ القدر ہو تو وہ آزاد ہے تو اگر اس نے یہ بات مثلاً پندرہ رمضان کو کہی تو صاحبین کے نزدیک اس کا غلام آئندہ سال رمضان کو اسی تاریخ کو آزاد ہوگا، بخلاف امام صاحب کے کہ ان کے نزدیک آئندہ رمضان پورا گزرنے پر عید کی رات کو غلام آزاد ہوگا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ گذشتہ سال جب اس نے عتق کو معلق کیا تھا اس سال یہ رات پندرہ تاریخ سے پہلے ہی گزر چکی ہو اور اس سال یعنی آئندہ سال یہ رات رمضان کے اخیر میں آئے اس لئے جبتک رمضان کا پورا ماہ نہیں گزر جائے گا اس وقت تک عتق واقع نہ ہوگا۔

صاحبین کی دوسری روایت یہ ہے کہ یہ رات رمضان کے نصف اخیر میں منتقل ہوتی رہتی ہے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں، ارجی اللیالی اکیسویں شب ہے یعنی سب سے زائد توقع اکیسویں شب کے بارے میں ہے، امام مالکؒ و احمدؒ فرماتے ہیں عشرۂ اخیرہ کی راتوں میں دائر رہتی ہے، حضرت ابی بن کعبؓ کے نزدیک ستائیسویں شب متعین ہے جیسا کہ آگے روایت میں آرہا ہے اور یہی قول جمہور کا علماء کی طرف منسوب ہے۔

۱۳۷۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، قَالَ: قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَخْبِرْنِي عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، فَإِنَّ صَاحِبَنَا سُئِلَ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْهَا، فَقَالَ: رَحِمَ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ - زَادَ مُسَدَّدٌ: وَلَكِنْ كَرِهَ أَنْ يَتَّكِلُوا أَوْ أَحَبَّ أَنْ لَا يَتَّكِلُوا، ثُمَّ اتَّفَقَا - وَاللَّهِ إِنَّهَا لَفِي رَمَضَانَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ لَا يَسْتَثْنِي، قُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَنَّى عَلِمْتَ ذَلِكَ؟ قَالَ: بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ لِزِرٍّ: مَا الْآيَةُ؟ قَالَ: «تُصْبِحُ الشَّمْسُ صَبِيحَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِثْلَ الطَّسْتِ لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ، حَتَّى تَرْتَفِعَ».

ترجمہ: حضرت زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعبؓ سے پوچھا اے ابو المنذر مجھے شب قدر کے بارے میں بتلائی کیونکہ ہمارے ہمنشین (عبداللہ بن مسعودؓ) سے جب شب قدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا جو شخص پورا سال رات بھر عبادت کرے گا تو اسے شب قدر نصیب ہوگی تو حضرت ابی بن کعبؓ نے جواب دیا اللہ پاک ابو عبدالرحمٰن پر رحم کرے خدا کی قسم انہیں معلوم ہے کہ شب قدر رمضان میں ہوتی ہے لیکن انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ تم لوگ اس پر بھروسہ کر

نکے بیٹھ جاؤ، فرمایا ابن مسعودؓ نے یہ چاہا کہ تم لوگ اس رات پر بھروسہ مت کرو خدا کی قسم یہ رات رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے، حضرت ابی بن کعبؓ نے بالیقین قسم کھائی اور اس میں کوئی استثناء ذکر نہیں کیا تو میں نے کہا اے ابوالمنذر آپکو کس طرح علم ہوا؟ تو ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو نشانی شب قدر کی بتلائی تھیں اس نشانی کے ذریعے ہمیں شب قدر کا علم ہو جاتا ہے۔ عاصم راوی کہتے ہیں میں نے زر بن حبیش سے پوچھا وہ کونسی نشانی ہے؟ تو زر نے جواب دیا شب قدر گزرنے کے بعد والی صبح سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے جیسا کہ تھال، اس وقت سورج بلند ہونے تک کوئی روشنی نہیں ہوتی۔

تخریج: صحیح مسلم - صلاة المسافرین وقصرها (٧٦٢) جامع الترمذي - الصوم (٧٩٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٧٨)

شرح الحدیث: قوله: فَإِنَّ صَاحِبَنَا سُئِلَ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْهَا: صاحب سے مراد ابن مسعودؓ ہیں، مسلم کی روایت میں اسکی تصریح ہے، وہ یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پورے سال کی راتوں میں قیام کریگا وہی بالیقین اس کو پا سکتا ہے (کیونکہ وہ سارے سال میں دائر رہتی ہے)، اس پر ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن مسعودؓ پر رحم فرمائے ان کو یقین ہے اس بات کا کہ وہ رات ماہ رمضان میں ہے اور ستائیسویں شب ہے، لَا يَسْتَثْنِي یعنی وہ انشاء اللہ بھی نہیں کہتے تھے کیونکہ انشاء اللہ عام طور سے غیر یقینی بات میں بولا جاتا ہے۔

قوله: قُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ: یہ ابی بن کعبؓ کی کنیت ہے أَنَّى عَلِمْتَ ذَلِكَ؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟

اس شب کی علامات: قُلْتُ لِزِرٍّ: مَا الْآيَةُ؟ لیلۃ القدر کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس کی علامت یہ ہے کہ اس رات کی صبح کو آفتاب اس طرح طلوع ہوتا ہے جیسے پلیٹ ہوتی ہے کہ جس میں شعاعیں نہیں ہوتیں، اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوتا ہے، چاند میں بھی شعاعیں نہیں ہوتیں، اور یہ اس لئے کہ اس رات میں ملائکہ کی کثرت ہوتی ہے آسمان سے اترنا اور چڑھنا تو ان کے اجسام لطیفہ اور پر حائل ہو جاتے ہیں جس سے سورج کی روشنی میں کمی آجاتی ہے، علماء نے کچھ اور بھی علامات لکھی ہیں، مثلاً یہ کہ رات بہت صاف اور روشن ہوتی ہے جیسے چاند کھل رہا ہو اور اس میں ایک خاص سکون سناٹا سا محسوس ہوتا ہے نہ اس رات میں زیادہ سردی ہوتی ہے نہ زیادہ گرمی بلکہ معتدل ہوتی ہے، ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ اس میں رجم شیاطین (ستارے کا ٹوٹ کر شیطان کے لگنا) نہیں ہوتا ہے، نیز ہر چیز شجر و حجر سجدہ کرتی ہوئی نظر آتی ہے (يَرَى كُلَّ شَيْءٍ سَاجِدًا) ہر جگہ روشنی اور انوار پائے جاتے ہیں حتی کہ تاریک سے تاریک جگہ میں بھی۔

یہاں حدیث میں جو علامت سورج سے متعلق بیان کی گئی ہے اس میں یہ سوال ہوتا ہے کہ اس علامت کے بیان سے کیا فائدہ ہوا یہ تو بعد میں رات گزرنے پر پائی جاتی ہے، جواب یہ ہے کہ فائدہ یہ ہے کہ جس کو یہ رات نصیب ہوئی ہوگی وہ اس علامت کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کریگا اور آئندہ اس کے حصول میں کوشش کریگا۔

١٣٧٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسِ بَنِي سَلِمَةَ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ، فَقَالُوا: مَنْ يَسْأَلُ لَنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَذَلِكَ صَبِيحَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ؟ فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ قُمْتُ بِبَابِ بَيْتِهِ، فَمَرَّ بِي فَقَالَ: «ادْخُلْ»، فَدَخَلْتُ فَأُتِيَ بِعَشَائِهِ، فَرَآنِي أَكُفُّ عَنْهُ مِنْ قِلَّتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: «نَاوِلْنِي نَعْلِي» فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: «كَأَنَّ لَكَ حَاجَةً»، قُلْتُ: أَجَلْ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ رَهْطٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ، يَسْأَلُونَكَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ: «كَمِ اللَّيْلَةُ؟» فَقُلْتُ: اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ، قَالَ: «هِيَ اللَّيْلَةُ»، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: «أَوِ الْقَابِلَةُ»، يُرِيدُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ.

ترجمہ ضمرہ بن عبد اللہ اپنے والد عبد اللہ بن انیس سے نقل کرتے ہیں کہ میں بنو سلمہ قبیلہ کی ایک مجلس میں شریک تھا میں حاضرین مجلس میں سب سے کم سن تھا تو ان قبیلہ والوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کون شخص ہمارے لئے یہ پوچھ کر بتائے گا کہ شب قدر کونسی ہے؟ یہ رمضان کی اکیسویں رات کی صبح کا وقت تھا پس میں (پوچھنے کی غرض سے) خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب کو پالیا پھر میں آپ ﷺ کے گھر کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا تو حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر آجاؤ تو میں گھر کے اندر داخل ہو گیا پس آپ ﷺ کا رات کا کھانا لایا گیا تو میں نے کھانے کے تھوڑے ہونے کے سبب اپنے آپ کو کھانے سے روکے رکھا جب حضور ﷺ کھانے سے فارغ ہو گئے تو ارشاد فرمایا مجھے میرے جوتے پکڑا دو (تو میں نے آپکے جوتے پیش کر دیئے) پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میں بھی آپکے ساتھ کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تمہیں کوئی کام ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں مجھے بنو سلمہ قبیلہ کے کچھ لوگوں نے آپکی خدمت میں اس لیے بھیجا ہے کہ وہ آپ سے شب قدر کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں (کہ وہ کونسی رات ہے) تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج کونسی رات ہے میں نے عرض کیا کہ بائیسویں شب تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا آج ہی کی رات شب قدر ہے پھر حضور ﷺ نے اپنی بات سے رجوع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا آنے والی رات تیئیسویں شب شب قدر ہو گی۔

تخریج سنن أبي داود – الصلاة (١٣٧٩) مسند أحمد – مسند المكيين (٤٩٥/٣)

شرح الحدیث قوله: فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ: عبد اللہ بن انیس انصاریؓ فرماتے ہیں میں ایک دن قبیلہ بنو سلمہ کی ایک مجلس میں شریک تھا اور میں اہل مجلس میں سب سے چھوٹا تھا تو وہ آپس میں کہنے لگے کون ہے جو ہمارے لئے حضور ﷺ سے جا کر لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کرے اور یہ اکیس تاریخ کی صبح کا واقعہ ہے، عبد اللہ بن انیسؓ کہتے ہیں (میں نے سوچا کہ میں اس کام کو انجام دوں) چنانچہ میں اس مجلس سے نکل چلا، اور حضور ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز میں نے پالی، اور نماز سے فارغ ہوتے ہی میں حضور ﷺ کے حجرہ کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو گیا، جب

حضور ﷺ کا وہاں کو گزر ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ تم بھی اندر آجاؤ (بظاہر اسلئے کہ یہ کم عمر تھے) میں بھی اندر داخل ہو گیا اور حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا، اتنے میں حضور ﷺ کے سامنے عشاء (شام کا کھانا) لایا گیا (بظاہر حضور ﷺ نے کھانے میں شرکت کا اشارہ فرمایا ہوگا) لیکن میں دیکھتا ہوں اپنے آپکو کہ اپنا ہاتھ روکتا تھا اس کھانے سے بوجہ اسکے قلیل ہونے کے پس جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہو گئے تو مجھ سے فرمایا لاؤ دو مجھ کو میرے جوتے (اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے کھانا جوتے اتار کر بیٹھ کر نوش فرمایا تھا) آپ ﷺ نے دریافت فرمایا شاید تم کسی کام سے آئے ہو، بندے نے عرض کیا جی ہاں اور پھر آنے کی غرض بیان کی، اس پر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ آنیوالی رات کونسی رات ہے، میں نے عرض کیا بائیسویں رات ہے، آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی لیلۃ القدر ہے (اور یہ فرما کر آگے بڑھ گئے) پھر ذرا پیچھے کو لوٹے اور فرمایا، یا اسکے بعد آنے والی والی رات یعنی تیئیسویں شب ہے۔

١٣٨٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي بَادِيَةً أَكُونُ فِيهَا، وَأَنَا أُصَلِّي فِيهَا بِحَمْدِ اللَّهِ، فَمُرْنِي بِلَيْلَةٍ أَنْزِلُهَا إِلَى هَذَا الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: «انْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ» ، فَقُلْتُ لِابْنِهِ: كَيْفَ كَانَ أَبُوكَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: «كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ، فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ، فَإِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَجَلَسَ عَلَيْهَا فَلَحِقَ بِبَادِيَتِهِ».

ترجمہ عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا صحرا اور غیر آباد مقام پر ایک رہنے کی جگہ ہے جس میں میں اللہ کی توفیق سے نمازیں ادا کرتا ہوں۔ مجھے آپ ایک متعین رات کے متعلق ارشاد فرمایئے کہ اس رات میں مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہو جاؤں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم تیئیسویں شب مسجد نبوی ﷺ میں آجاؤ تو راوی کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن انیسؓ کے صاحبزادے سے پوچھا کہ آپکے والد کے کیا معمولات تھے؟ تو عبداللہ بن انیسؓ نے فرمایا کہ میرے والد بائیسویں رمضان کی نماز عصر پڑھنے کے بعد مسجد تشریف لے جاتے تو آپ نماز فجر تک مسجد سے کسی کام کیلئے نہ نکلتے جب نماز فجر پڑھ لیتے تو مسجد کے دروازے پر اپنی سواری کو پاتے تو اس پر بیٹھ کر اپنی اس رہائش گاہ پر تشریف لے جاتے جو آبادی سے باہر تھی۔

تخریج سنن أبي داود - الصلاة (١٣٨٠) موطأ مالك - الاعتكاف (٧٠٤)

شرح الحديث قوله: قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي بَادِيَةً أَكُونُ فِيهَا، وَأَنَا أُصَلِّي فِيهَا بِحَمْدِ اللَّهِ: عبداللہ بن انیسؓ (وہی گذشتہ حدیث کے راوی) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا ایک جنگل ہے (بظاہر کھیت مراد ہے) اسی میں رہتا ہوں اور میں بحمد اللہ تعالیٰ وہاں نماز (باجماعت) پڑھتا ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ رمضان المبارک کی

ایک رات یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد نبوی میں گذاروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتادیجئے کہ کونسی رات گزاروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیسویں شب متعین فرمائی، ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ پھر میرے والد صاحب یہ کرتے کہ بائیس تاریخ کو عصر کی نماز اپنے کھیت پر پڑھ کر وہاں سے چلتے اور مسجد نبوی میں حاضر ہو جاتے، اور اس وقت سے لیکر صبح کی نماز تک مسجد ہی میں رہتے، صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد کے دروازے پر اپنی سواری موجود پاتے اور اس پر سوار ہو کر اپنی قیام گاہ پر واپس آجاتے۔

منہل میں لکھا ہے کہ محمد بن نصر کی روایت میں اتنی زیادتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابیؓ سے یہ بھی [1] فرمایا کہ اس شب میں یہاں آکر نماز پڑھا کرو پھر اگر جی چاہے تو اخیر ماہ تک اس معمول کو کرتے رہو نہ جی چاہے تو نہ سہی۔

١٣٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، وَفِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، وَفِي خَامِسَةٍ تَبْقَى».

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں تلاش کرو..... جب نو راتیں باقی ہو (اکیسویں شب) جب سات راتیں باقی ہوں (تیئیسویں شب) اور جب پانچ راتیں باقی ہوں (پچیسویں شب)۔

تخریج: صحيح البخاري - صلاة التراويح (١٩١٧) صحيح البخاري - صلاة التراويح (١٩١٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٨١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٧٩/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٣٦٠/١).

شرح حدیث: قوله: فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى: یہ بدل واقع ہو رہا ہے فی العشر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرمایا کہ لیلۃ القدر عشرۂ اخیرہ میں تلاش کرو، اب آگے یہ اس کا بیان ہے کہ عشرۂ اخیرہ کی ان ان راتوں میں، تَاسِعَةٍ تَبْقَى یعنی باقی رہنے والی راتوں میں سے نویں رات میں (تلاش کرو) اس کا مصداق راجح قول کی بناء پر اکیسویں شب ہے اس لئے کہ بیس دن گزرنے کے بعد اب یقینی طور پر جو راتیں باقی رہ گئیں ہیں وہ نو ہی ہیں دس کا ہونا تو غیر یقینی ہے، هكذا فسره مالك والجمهور، اسکا مصداق اکیسویں شب تو اس صورت میں ہے کہ آخر ماہ سے راتیں گننا شروع کی جائیں لیکن اگر گنتی کی ابتداء عشرۂ اخیرہ کے شروع سے کریں تو پھر تَاسِعَةٍ تَبْقَى کا مصداق انتیسویں شب ہو گا۔

علی ہذا القیاس سَابِعَةٍ تَبْقَى کا مصداق ایک صورت میں تیئیسویں شب اور ایک صورت میں ستائیسویں ہو گا، اور خَامِسَةٍ تَبْقَى کا مصداق دونوں صورتوں میں پچیسویں شب ہو گا۔

فائدہ: حدیث میں اکیسویں شب کو تَاسِعَةٍ تَبْقَى سے تعبیر کیا، الليلة الحادية والعشرين نہیں کہا، وہ اس لئے کہ عرب لوگوں کی

---

[1] قوله انزل إلى المسجد ليلة ثلاث وعشرين. زاد ابن نصر في روايته لصلها فيه فإن أحببت أن تستتم آخر الشهر فافعل وإن أحببت فكف اه (المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ٣٢٦)۔

عادت ہے کہ وہ نصف ماہ تک تو تاریخ بیان کرنے میں ایام ماضیہ کا اعتبار کرتے ہیں مثلاً گیارھویں شب کو کہیں گے الحادیۃ عشر، اور نصف ماہ گزرنے کے بعد تاریخ کبھی تو ایام ماضیہ کے لحاظ سے ذکر کرتے ہیں مثلاً اکیس تاریخ کو الحادی والعشرون لکھتے ہیں اور کبھی ایام باقیہ کے اعتبار سے اکیسویں شب کو التاسعۃ الباقیۃ یا تاسعۃ تبقی کہتے ہیں جیسا کہ یہاں حدیث میں ہے۔

اور علامہ طیبیؒ نے تَاسِعَةٍ تَبْقَى کی تفسیر بائیسویں رات سے کی ہے، جیسا کہ اگلے باب میں ابو سعید خدریؓ کی حدیث میں آرہا ہے، اگر مہینہ تیس کا لگائیں اور گنتی کی ابتداء اخیر سے کریں تو تَاسِعَةٍ تَبْقَى کا مصداق بائیسویں شب ہی ہوتا ہے اسپر مزید کلام وہیں آئیگا۔

۳۲۱۔ بَابُ فِيمَنْ قَالَ: لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ

شب قدر رمضان المبارک کی اکیسویں شب ہے

لیلۃ القدر کی تعیین کے سلسلے میں مصنف نے چار باب قائم کئے ہیں، اکیسویں شب، سترھویں شب، ستائیسویں شب سبع اواخر، جس کے مصداق میں کئی قول ہیں، جو اپنی جگہ آئیں گے۔

۱۳۸۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَاعْتَكَفَ عَامًا، حَتَّى إِذَا كَانَتْ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ فِيهَا مِنَ اعْتِكَافِهِ، قَالَ: «مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي، فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ مِنْ صَبِيحَتِهَا فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ»، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ، فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى جَبْهَتِهِ، وَأَنْفِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صَبِيحَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ.

ترجمہ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے چنانچہ ایک سال اسی طرح اعتکاف فرمایا جب اکیسویں شب ہوگئی یہ وہ رات ہے کہ عموماً اس رات رسول اللہ ﷺ اپنے اعتکاف سے نکل جایا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب لوگوں نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہوا ہے وہ لوگ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کریں میں نے اس رات کو متعین دیکھا تھا پھر یہ رات مجھے بھلادی گئی چنانچہ میں نے اپنے آپ کو اس شب قدر کی صبح ایک مٹی ملے ہوئے پانی میں سجدہ کرتے دیکھا لہٰذا تم لوگ اس رات کو آخری عشرہ کی راتوں میں تلاش کرو اور آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اسے تلاش کرو، ابو سعید راوی کہتے ہیں اکیسویں شب کو بارش ہوگئی مسجد نبوی ﷺ کی چھت کھجور کی چھالوں اور پتوں سے بنائی گئی تھی تو مسجد نبوی کی چھت ٹپکی ابو سعید فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اکیسویں رات کی صبح دیکھا کہ آپ ﷺ

کی پیشانی اور ناک پر گارے کا نشان تھا۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٣٨) صحيح البخاري - الأذان (٧٨٠) صحيح البخاري - الأذان (٨٠١) صحيح البخاري - صلاة التراويح (١٩١٢) صحيح البخاري - صلاة التراويح (١٩١٤) صحيح البخاري - الاعتكاف (١٩٢٣) صحيح البخاري - الاعتكاف (١٩٣١) صحيح مسلم - الصيام (١١٦٧) سنن النسائي - التطبيق (١٠٩٥) سنن النسائي - السهو (١٣٥٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٨٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٦٠/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٧٤/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٩٤/٣) موطأ مالك - الاعتكاف (٧٠١)

شرح الحديث: قوله: قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ: آپ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور بیس تاریخ کی شام کو اعتکاف سے نکل آتے تھے، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے بیس کی شام کو فرمایا کہ جن لوگوں نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے درمیانی عشرہ کا وہ عشرۂ اخیرہ کا بھی اعتکاف کریں اسلئے کہ مجھ کو یہ رات یعنی لیلۃ القدر بتادی گئی تھی (کہ فلاں شب ہے) پھر اسکی تعیین بھلادی گئی البتہ اس کی علامت یاد رہی، وہ یہ کہ اس رات کی صبح کی جب آپ ﷺ صبح کی نماز کا سجدہ کریں گے تو پانی اور مٹی میں کریں گے (اور یہ علامت ابھی تک پائی نہیں گئی) چنانچہ وہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف میں ٹھہر گئے، آگے راوی کہتا ہے کہ عشرۂ اخیرہ کی پہلی ہی شب یعنی اکیسویں شب میں مدینہ منورہ میں بارش ہوئی اور مسجد نبوی کی چھت کیونکہ چھپر کی تھی وہ ٹپکی اور جس جگہ آپ ﷺ سجدہ کرتے تھے وہاں گارا ہوگیا) صبح کی نماز جب آپ ﷺ نے وہاں پڑھی تو پیشانی پر مٹی لگ گئی (گویا لیلۃ القدر کی علامت کا تحقق ہوگیا، فالحمد للہ علی ذلک)۔

١٣٨٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، وَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ، وَالسَّابِعَةِ، وَالْخَامِسَةِ» . قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ: إِنَّكُمْ أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا، قَالَ: أَجَلْ، قُلْتُ: مَا التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ؟ قَالَ: «إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا التَّاسِعَةُ، وَإِذَا مَضَى ثَلَاثٌ وَعِشْرُونَ، فَالَّتِي تَلِيهَا السَّابِعَةُ، وَإِذَا مَضَى خَمْسٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا الْخَامِسَةُ» . قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «لَا أَدْرِي أَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا».

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ شب قدر کو رمضان کی آخری عشرے کی راتوں میں تلاش کرو...... شب قدر کو اکیسویں شب اور ستائیسویں شب اور پچیسویں شب میں تلاش کرو۔ ابونضرہ کہتے ہیں میں نے کہا اے ابوسعید آپ اس عدد کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں تو انہوں نے ارشاد فرمایا جی ہاں ایسا ہی ہے تو میں نے عرض کیا کہ تاسعہ اور خامسہ اور سابعہ سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت ابوسعید خدریؓ نے ارشاد فرمایا کہ جب اکیسویں شب گزر جائے تو جو رات اس سے متصل آئے گی تو وہ تاسعہ ہے اور جب تیئیسویں شب گزر جائے تو جو رات اس سے متصل آئے گی وہ سابعہ ہے اور پچیسویں

شب گزر جائے تو جورات اس سے متصل آئیگی چھبیسویں شب خامسہ ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث کا کچھ حصہ مجھ سے چھوٹ گیا یا میں نے پوری حدیث بیان کی ہیں (چونکہ یہ حدیث ثقہ راویوں کی نقل کردہ حدیث کے خلاف ہے، اور خود حضرت ابوسعید کی نقل کردہ حدیث کے خلاف ہے اسلئے مصنف کو تردد پیدا ہو گیا کہ میں نے پوری حدیث صحیح بیان کی ہے یا مجھ سے کچھ کمی بیشی ہو گئی ہے۔ یا سند لے کر راویوں میں سے کسی راوی نے غلطی کی ہے)۔

تخریج صحیح البخاري - صلاة التراويح (١٩١٤) صحيح مسلم - الصيام (١١٦٧) سنن النسائي - السهو (١٣٥٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٨٣) سنن ابن ماجه - الصيام (١٧٦٦) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/١١) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٢٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٦٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٧١) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٧٤) موطأ مالك - الاعتكاف (٧٠١)

شرح الحديث قوله: قُلْتُ: مَا التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ؟ قَالَ: إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا التَّاسِعَةُ:

تاسعہ سے مراد تاسعہ باقیہ ہے، علی ہذا القیاس سابعہ وخامسہ، جیسا کہ گذشتہ حدیث میں گزر چکا فی تَاسِعَةٍ تَبْقَى الخ، اور تاسعہ باقیہ وسابعہ باقیہ وخامسہ باقیہ ہر ایک کی تفسیر گذشتہ باب کی حدیث ابن عباسؓ کے ذیل میں گزر چکی، اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ شاگرد نے استاذ سے سوال کیا کہ تم حساب ہم سے زائد جانتے ہو اس لئے بتادیجئے کہ تاسعہ سابعہ وغیرہ کا مصداق کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اکیسویں شب کے بعد جورات آئے وہی اس کا مصداق ہے یعنی بائیسویں شب۔

ایک اشکال وجواب: اس تفسیر میں ایک قوی اشکال ہے وہ یہ کہ اس سے قبل والی روایۃ میں تاسعہ کی تفسیر اکیسویں شب کے ساتھ گزر چکی ہے اور یہ موجودہ ترجمۃ الباب میں بھی اکیسویں ہی شب پر ہے، لہذا یہ تفسیر ترجمۃ الباب کے بھی خلاف ہے اور تفسیر سابق کے بھی، اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے حساب کی سہولت کیلئے مہینہ تیس دن کا لگا کر بتایا کہ اس صورت میں تاسعہ کا مصداق یہ ہے لیکن ظاہر ہے کہ مہینے کا تیس کا ہونا یقینی بات نہیں، اسلئے مہینہ انتیس کا لگاتے ہوئے اس میں سے ایک دن کم کر دیا جائے پھر وہ بائیس کے بجائے اکیسویں شب ہو جائے گی، دوسرا جواب اسکا وہ ہے جو علامہ زرقانیؒ نے دیا کہ تاسعہ کا مصداق تو بائیسویں شب ہی ہے لیکن حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو تلاش کرو اس شب میں جس کے بعد تاسعہ باقی رہ جائے، اور وہ رات جس کے بعد تاسعہ یعنی بائیسویں رات آرہی ہے وہ ظاہر ہے کہ اکیسویں شب ہے، (من البذل[1] بتوضیح)...... ہمارے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ مجھے زرقانیؒ کا جواب پسند ہے۔

قوله: قَالَ أَبُو دَاوُد: «لَا أَدْرِي أَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا»: غالبا امام ابوداؤد کو بھی یہی اشکال ہو رہا ہے جو ہم نے اوپر لکھا کہ بائیس کے ساتھ تفسیر کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ مصنفؒ کہہ رہے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہوا، حدیث مجھے اچھی طرح یاد نہیں رہی یا کوئی اور بات ہے مثلاً کسی راوی کیطرف سے کوئی وہم ہو واللہ تعالی اعلم۔

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ١٧٤

٣٢٢۔ بَابُ مَنْ رَوَى: أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ

شب قدر سترہویں ہے

۱۳۸۴ - حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ سَيْفٍ الرَّقِّيُّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اطْلُبُوهَا لَيْلَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ، وَلَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ، وَلَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ». ثُمَّ سَكَتَ.

ترجمہ: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کی سترہویں شب اور اکیسویں شب اور تیئیسویں شب میں تلاش کرو پھر حضور ﷺ خاموش ہوگئے۔

٣٢٣۔ بَابُ مَنْ رَوَى: فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ

شبِ قدر رمضان کی آخری سات راتوں میں سے ایک ہے

۱۳۸۵ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ».

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تم لوگ رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔

تخریج: صحيح البخاري – صلاة التراويح (١٩١١) صحيح البخاري – التعبير (٦٥٩٠) صحيح مسلم – الصيام (١١٦٥) سنن أبي داود – الصلاة (١٣٨٥) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (٦/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (٣٧/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (٦٢/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (٧٤/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١١٣/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١٥٨/٢) موطأ مالك – الاعتكاف (٧٠٣) موطأ مالك – الاعتكاف (٧٠٦) سنن الدارمي – الصوم (١٧٨٣)

شرح الحدیث: قوله: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ: السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ کے مصداق میں چند قول ہیں: ① اخیر کے سات روز یعنی تیئیسویں رات سے اخیر ماہ یعنی انتیس تک، ② السبع بعد العشرین یعنی عشرۂ اخیرہ کی شروع کی سات راتیں از اکیس تا ستائیس، ③ اسبوع رابع (رمضان کا آخری یعنی چوتھا ہفتہ) از بائیس تا اٹھائیس، ④ آخری سات کا عدد یعنی ۲۷ (ستائیسویں شب) ایک ماہ میں سات کا عدد تین مرتبہ آتا ہے ۷، ۱۷، ۲۷ ان تینوں میں آخری ستائیس ہے۔

دفع تعارض بین الحدیثین: اب یہاں یہ اشکال ہوگا کہ یہ حدیث اَلْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ کے خلاف ہے، جواب یہ ہے کہ ممکن ہے آپ ﷺ کو اولاً یہ بتایا گیا ہو کہ لیلۃ القدر عشرۂ اخیرہ میں ہے، اور بعد میں یہ بتایا گیا ہو کہ عشرۂ اخیرہ میں سے سبع اواخر میں ہے (سبع اواخر بھی تو عشرۂ اخیرہ کا ایک فرد ہے)، یا یہ کہا جائے کہ قوی شخص کو آپ نے عشرۂ اخیرہ فرمایا ہو اور

ضعیف کو سبع اواخر، اور امام شافعیؒ کا جواب تو مشہور ہے جس کو امام ترمذیؒ [1] نے بھی نقل کیا ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ نے سائل کے حسب سوال جواب دیا جس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لیلۃ القدر کو فلاں شب میں تلاش کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اسی میں تلاش کرو کسی نے کسی دوسری رات کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اس میں تلاش کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اسی میں تلاش کرو (منہل [2])۔

٣٢٤۔ بَابُ مَنْ قَالَ: سَبْعٌ وَعِشْرُونَ

ستائیسویں شب شب قدر ہے

١٣٨٦ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ مُطَرِّفًا، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ: «لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ».

ترجمہ معاویہ بن ابی سفیانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شب قدر کے متعلق ارشاد فرمایا ستائیسویں رات شب قدر ہے۔

شرح الحدیث یہی حافظؒ نے جمہور کا مسلک لکھا ہے، ابی بن کعبؓ تو اس کو حلفاً کہتے تھے، جیسا کہ گزر چکا، اسی طرح بیہقی وغیرہ میں ابن عباسؓ کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آئے اور عرض کیا یا رَسُولَ اللهِ إِنِّي شَيْخٌ كَبِيرٌ عَلِيلٌ قیام لیل مجھ پر بہت شاق ہے اس لئے مجھے تو بس آپ ایک رات بتادیجئے جس میں مجھے لیلۃ القدر ملنے کی توقع ہو، تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا عَلَيْكَ بِالسَّابِعَةِ کہ عشرۂ اخیرہ کی ساتویں رات کو اختیار کرو [3]، اسی طرح مسند احمد [4] میں ابن عمرؓ سے موقوعاً مروی ہے مَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ (منہل [5])۔

٣٢٥۔ بَابُ مَنْ قَالَ: هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ

شب قدر ہر رمضان میں پائی جاتی ہے

یہ ترجمہ بلفظ الحدیث ہے، اور میرے خیال میں اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ① لیلۃ القدر رمضان ہی میں ہے، اور رمضان کی ہر رات میں اس کا امکان ہے یعنی پورے ماہ میں دائر رہتی ہے، عشرۂ اخیرہ یا کسی اور رات کے ساتھ خاص نہیں (کما حکی عن ابی

---

1. جامع الترمذي - كتاب الصوم - باب ما جاء في ليلة القدر ٧٩٢
2. المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ٣٣٣
3. السنن الكبرى للبيهقي - كتاب الصيام باب الترغيب في طلبها ليلة سبع وعشرين ٨٥٥٧ ج ٤ ص ٥١٤
4. مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة - مسند عبد الله بن عمر رضي الله عنهما ٤٨٠٨ (ج ٨ ص ٤٢٦)
5. المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٧ ص ٣٣٤

حنیفة)۔ ② دوسرا مطلب یہ کہ ہر سال کے رمضان میں پائی جاتی ہے کسی خاص رمضان کی قید نہیں (لہذا وہ جو ایک قول ہے کہ لیلۃ القدر حضور ﷺ کے زمانے میں صرف ایک بار پائی گئی تھی اس کے بعد نہیں وہ غلط ہے)۔

الحمدللہ لیلۃ القدر کے ابواب پورے ہو گئے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور حدیث شریف کی اس خدمت کے طفیل میں اس شب میں عبادات کا حظ وافر ہمیں نصیب فرمائے آمین۔

۱۳۸۷ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ النَّسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ: «هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ»، قَالَ أَبو دَاوُد: رَوَاهُ سُفْيَانُ، وَشُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ، لَمْ يَرْفَعَاهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کے متعلق سوال کیا گیا اور میں سن رہا تھا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ سفیان اور شعبہ راوی نے اس روایت کو ابواسحاق سے عبداللہ ابن عمرؓ پر موقوفاً نقل کیا ہے اسکو مرفوع ذکر نہیں کیا۔

أَبْوَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَتَحْزِيبِهِ وَتَرْتِيلِهِ

۳۲۶ - بَابٌ فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ

کتنے دنوں میں قرآن کریم پورا پڑھ لینا چاہیے

ماقبل سے ربط: اب یہاں سے مضمون بدل رہا ہے اور ماقبل کے مناسب دوسرا مضمون شروع ہو رہا ہے، اسلئے کہ ماقبل میں قیام اللیل اور شب قدر کا ذکر تھا، اب یہاں سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ آدمی کو روزانہ قرآن کریم کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی مقدار پڑھنی چاہیے، اور قراءۃ قرآن کا بہترین محل قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز ہے، ماقبل سے یہی مناسبت ہے۔

۱۳۸۸ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: «اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ»، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: «اقْرَأْ فِي عِشْرِينَ»، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: «اقْرَأْ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ»، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: «اقْرَأْ فِي عَشْرٍ»، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: «اقْرَأْ فِي سَبْعٍ، وَلَا تَزِيدَنَّ عَلَى ذَلِكَ»، قَالَ أَبو دَاوُد: «وَحَدِيثُ مُسْلِمٍ أَتَمُّ».

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم ایک مہینے میں پورا قرآن ختم کر لیا کرو تو انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنے اندر طاقت اور قوت محسوس کرتا ہوں تو (مجھے قرآن زیادہ پڑھنے کی اجازت مرحمت فرما دیجئے) تو نبی اکرم

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم بیس دن میں ایک قرآن ختم کیا کرو تو عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ میں اپنے اندر اور طاقت محسوس کرتا ہو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم پندرہ دن میں قرآن کریم ختم کرلیا کرو تو میں نے پھر عرض کیا کہ مجھ میں مزید طاقت موجود ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دس دن میں قرآن کریم ختم کرلیا کرو میں نے پھر عرض کیا کہ میرے اندر اس سے زیادہ قرآن کریم پڑھنے کی طاقت موجود ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم سات دنوں میں قرآن کریم ختم کر لیا کرو اور اس سے زیادہ مت پڑھو۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ مسلم بن ابراہیم کی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

تخریج صحيح البخاري - الصوم (١٨٧٧) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٦٥) صحيح مسلم - الصيام (١١٥٩) سنن النسائي - الصيام (٢٣٩٠) سنن النسائي - الصيام (٢٤٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٨٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٦) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٥٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٦٢/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٦٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٨٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٨٩/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٩/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢٠٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢١٦/٢) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٤٨٦)

شرح الحديث قوله: اِقْرَأْ فِي سَبْعٍ، وَلَا تَزِيدَنَّ عَلَى ذَلِكَ: آپ ﷺ نے ان صحابیؓ کو سات روز میں ایک ختم کی اجازت دی اور اس پر اضافہ سے منع فرمادیا، لیکن یہ منع تحریم کے طور پر نہیں بلکہ یہ نہی نہی شفقت ہے تاکہ مشقت نہ اٹھانی پڑے، اور ایک مقدار پر بقاء و دوام ہوسکے، چنانچہ اس سے آگے حدیث میں ان ہی صحابیؓ کو ان کے اصرار پر آپ ﷺ نے بجائے سات دن کے تین دن میں ایک ختم کی اجازت مرحمت فرمادی اور فرمایا لَا يَفْقَهُهُ مَنْ قَرَأَهُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ یعنی تین دن سے کم میں ختم کرنے والا فہم معنی اور تدبر کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے۔

ختم قرآن میں حضور ﷺ کا معمول: منہل میں حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث نقل کی ہے: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ (رواه ابو عبيد من طريق الطيب بن سليمان عن عمرة عن عائشة) اسی طرح سنن سعید بن منصور کے حوالہ سے بسند صحیح اثر ابن مسعودؓ نقل کیا ہے اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فِي سَبْعٍ وَلَا تَقْرَءُوهُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ[1]۔

مشہور بین العلماء یہ ہے کہ تین دن سے کم اور چالیس روز سے زائد میں ختم نہیں ہونا چاہئے، پس کم سے کم تین دن ہیں اور زیادہ سے زیادہ چالیس روز میں ایک ختم ہو جانا چاہئے، روزانہ تین پاؤ پارہ پڑھنے سے چالیس روز میں ایک ختم ہو جائیگا، امام نوویؒ فرماتے ہیں اس حدیث میں اقتصاد فی العبادۃ کی طرف رہنمائی ہے اور یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت تدبر کیساتھ ہونی چاہئے[2]۔

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج٩ ص٩٧ و المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج٨ ص٤ - ٥

[2] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج٨ ص٤٢

ختم قرآن میں سلف کا معمول: اسکے بعد وہ لکھتے ہیں تلاوت قرآن میں سلف کے معمول مختلف رہے ہیں، اپنے اپنے حال اور فہم کے اعتبار سے، چنانچہ بعض کی عادت ایک ماہ میں ختم کی رہی ہے اور بعض بیس دن میں اور بعض کی دس دن میں، اور اکثر کی سات دن میں اور بہت سوں کی تین دن میں، اور کچھ کی ایک دن رات میں، بعض کی صرف ایک رات میں، اور بعض کی ایک دن رات میں تین ختمات کی، اور بعض کی آٹھ ختمات کی، اس سے زائد کسی کی عادت و معمول ہمارے علم میں نہیں ہے [1]۔

وہ فرماتے ہیں آدمی کو اپنی مشغولی اور فرصت کے لحاظ سے تلاوت کی ایک مقدار مقرر کر لینی چاہئے جس پر مداومت ہو سکے جو حضرات تعلیم یا ولایۃ کے امور انجام دیتے ہیں ان کو اسکا لحاظ رکھتے ہوئے مقدار تلاوت متعین کرنی چاہئے تاکہ ان دوسری ذمہ داریوں میں خلل واقع نہ ہو [2]۔

۱۳۸۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ». فَنَاقَصَنِي وَنَاقَصْتُهُ، فَقَالَ «صُمْ يَوْمًا، وَأَفْطِرْ يَوْمًا». قَالَ عَطَاءٌ: وَاخْتَلَفْنَا عَنْ أَبِي، فَقَالَ بَعْضُنَا: سَبْعَةَ أَيَّامٍ. وَقَالَ بَعْضُنَا: خَمْسًا.

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو اور مہینے میں ایک دفعہ قرآن کریم ختم کیا کرو پس آپ ﷺ مجھے قرآن کریم تھوڑا پڑھنے کا فرماتے رہے اور میں آپ ﷺ سے اس کے متعلق عرض و معروض کرتا رہا یہاں تک کہ آخری دفعہ میں حضور ﷺ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن روزہ چھوڑا کرو اور عطاء راوی کہتے ہیں کہ میرا اور دیگر ساتھیوں کا اس میں اختلاف ہوا کہ میرے والد نے قرآن کریم کے متعلق کیا فرمایا تھا کسی نے یہ نقل کیا کہ حضور ﷺ نے سات دن میں قرآن ختم کرنے کا حکم فرمایا اور کسی نے یہ نقل کیا کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ پانچ دن میں قرآن ختم کرنے کا حکم فرمایا۔

تخریج: صحيح البخاري - الصوم (١٨٧٧) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٦٥) صحيح مسلم - الصيام (١١٥٩) جامع الترمذي - القراءات (٢٩٤٩) سنن النسائي - الصيام (٢٣٩٠) سنن النسائي - الصيام (٢٤٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٨٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٧) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٥٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٦٢/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٦٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٦٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٨٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٨٩/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٥/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٩/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢٠٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢١٦/٢) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٣) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٤٨٦)

---

[1] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج۸ ص ۴۲-۴۳

[2] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج۸ ص ۴۳

شرح الحديث قوله: فَنَاقَصَنِي وَنَاقَصْتُهُ: یعنی حضور ﷺ مجھ سے مقدار تلاوت کم کرانے کی کوشش کرتے رہے اور میں آپ ﷺ سے مدت ختم میں کمی کراتا رہا۔

۱۳۹۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فِي كَمْ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: «فِي شَهْرٍ». قَالَ: إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ. يُرَدِّدُ الْكَلَامَ أَبُو مُوسَى، وَتَنَاقَصَهُ حَتَّى قَالَ: «اقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ». قَالَ: إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: «لَا يَفْقَهُهُ مَنْ قَرَأَهُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ».

ترجمہ عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ کتنے دنوں میں قرآن کریم ختم کیا کروں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک مہینے میں، میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اس سے زیادہ قرآن کریم پڑھنے کی طاقت ہے۔ اسکے بعد مصنف کے استاد ابو موسیٰ نے ذکر کیا کہ حضور ﷺ کے ساتھ عبداللہ بن عمروؓ نے عرض معروض کی یہاں تک کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم سات دن میں ایک قرآن ختم کیا کرو تو عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص تین دن سے کم میں قرآن ختم کرے تو وہ قرآن کو سمجھ کر نہیں پڑھتا۔

تخریج صحيح البخاري - الصوم (۱۸۷۷) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٦٥) صحيح مسلم - الصيام (۱۱۵۹) جامع الترمذي - القراءات (۲۹٤٩) سنن النسائي - الصيام (۲۳۹۰) سنن النسائي - الصيام (۲٤۰۰) سنن أبي داود - الصلاة (۱۳۹۰) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳٤٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳٤۷) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱۵۸/۲) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱٦٤/۲) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱٦۳/۲) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱۸۸/۲) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱۸۹/۲) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱۹۳/۲) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱۹۸/۲) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱۹۹/۲) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲۰۰/۲) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲۱٦/۲) سنن الدارمي - الصلاة (۱٤۹۳) سنن الدارمي - فضائل القرآن (۳٤۸٦)

۱۳۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَطَّانُ، خَالُ عِيسَى بْنِ شَاذَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا الْحَرِيشُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ». قَالَ: إِنَّ بِي قُوَّةً، قَالَ: «اقْرَأْهُ فِي ثَلَاثٍ». قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَعْنِي ابْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: عِيسَى بْنُ شَاذَانَ كَيِّسٌ.

ترجمہ عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہر ایک مہینے میں قرآن کریم ختم کیا کرو تو میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت اور قوت ہیں۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم تین دن میں قرآن کریم ختم کیا کرو۔ ابو علی لؤلؤی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوداؤد کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ امام احمد بن حنبلؒ سے میں نے یہ سنا ہے کہ عیسیٰ بن شاذان راوی عقلمند راوی ہیں۔

تخریج: صحيح البخاري – الصوم (١٨٧٧) صحيح البخاري – فضائل القرآن (٤٧٦٥) صحيح مسلم – الصيام (١١٥٩) جامع الترمذي – القراءات (٢٩٤٩) سنن النسائي – الصيام (٢٣٩٠) سنن النسائي – الصيام (٢٤٠٠) سنن أبي داود – الصلاة (١٣٩١) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٦) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٧) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١٥٨/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١٦٢/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١٦٣/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١٨٨/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١٨٩/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١٩٣/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١٩٨/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (١٩٩/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (٢٠٠/٢) مسند أحمد – مسند المكثرين من الصحابة (٢١٦/٢) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٩٣) سنن الدارمي – فضائل القرآن (٣٤٨٦)

شرح الحدیث: عِيسَى بْنُ شَاذَانَ كَيِّسٌ: عیسیٰ بن شاذان بڑے سمجھدار ہیں۔

٣٢٧۔ بَابُ تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ

قرآن کریم کے حصے بنانے کا بیان

تحزیب حزب سے ماخوذ ہے، حزب روزانہ کے معمول اور وظیفہ کو کہتے ہیں جس کو ورد بھی کہتے ہیں، یعنی روزانہ کی مقدار تلاوت متعین کرنا۔

باب سابق میں ایک حدیث گزری ہے کہ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے فرمایا قرآن پاک سات روز میں ختم کیا کرو اور اس پر زیادتی مت کرنا، اسی کے پیش نظر عام طور سے صحابہ کرامؓ ودیگر علماء و قراء نے قرآن کریم کی سورتوں کو سات حصوں میں منقسم کیا ہے، چنانچہ مشہور ہے کہ قرآن میں سات منزلیں ہیں، ہر منزل ایک دن کا وظیفہ ہے، منزل تو ہمارے عرف میں کہتے ہیں قدیم اصطلاح میں حزب کہتے ہیں جیسا کہ ترجمۃ الباب میں ہے اور آگے حدیث (برقم ١٣٩٣) میں بھی آرہا ہے كَيْفَ يُحَزِّبُونَ الْقُرْآنَ مزید کلام وہیں آئے گا۔

١٣٩٢ – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، قَالَ: سَأَلَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، فَقَالَ لِي: فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ فَقُلْتُ: مَا أُحَزِّبُهُ، فَقَالَ لِي نَافِعٌ: لَا تَقُلْ: مَا أُحَزِّبُهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «قَرَأْتُ جُزْءًا مِنَ الْقُرْآنِ»، قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ ذَكَرَهُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

ترجمہ: ابن الہاد کہتے ہیں کہ مجھ سے نافع بن جبیر نے پوچھا کہ تم کتنے دن میں ایک قرآن ختم کرتے ہو؟ تو میں نے کہا کہ میں نے قرآن کریم پڑھنے کے لئے روزانہ کوئی حصہ مقرر نہیں کیا (جتنا ہو سکتا ہے میں پڑھ لیتا ہوں) تو نافع نے کہا یہ مت کہو کہ میں نے قرآن کریم پڑھنے کے لئے کوئی حد اور مقدار متعین نہیں کی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے قرآن کا ایک جزو (پارہ) پڑھا (یہ قرآن کا حصہ بنانا ہی تو ہوا)۔ یزید راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں نافع بن جبیر نے مغیرہ بن شعبہ سے اس روایت کو موصولاً ذکر کیا تھا۔

شرح الحدیث قوله: فَقُلْتُ: مَا أُحَزِّبُهُ، فَقَالَ لِي نَافِعٌ: لَا تَقُلْ: مَا أُحَزِّبُهُ: سائل کے سوال کے جواب میں ابن الہاد نے کہا میں وظیفہ کے طور پر قرآن کی مقدار متعین نہیں کیا کرتا ہوں (بلکہ جتنا بسہولت ہو سکا پڑھ لیا)، اس سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ تعیین مقدار کو پسند نہیں کرتے تھے، اسی لئے انہوں نے کہا کہ ایسا مت کہو یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

١٣٩٣ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ، وَهَذَا لَفْظُهُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ جَدِّهِ - قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ فِي حَدِيثِهِ: أَوْسُ بْنُ حُذَيْفَةَ - قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ، قَالَ: فَنَزَلَتِ الْأَحْلَافُ عَلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَأَنْزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي مَالِكٍ فِي قُبَّةٍ لَهُ - قَالَ مُسَدَّدٌ: وَكَانَ فِي الْوَفْدِ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَقِيفٍ - قَالَ: كَانَ كُلَّ لَيْلَةٍ يَأْتِينَا بَعْدَ الْعِشَاءِ يُحَدِّثُنَا، - وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَائِمًا عَلَى رِجْلَيْهِ حَتَّى يُرَاوِحَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ - وَأَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «لَا سَوَاءَ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ»، - قَالَ مُسَدَّدٌ: بِمَكَّةَ - فَلَمَّا خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةٌ أَبْطَأَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ، فَقُلْنَا: لَقَدْ أَبْطَأْتَ عَنَّا اللَّيْلَةَ، قَالَ: «إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ جُزْئِي مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيءَ حَتَّى أُتِمَّهُ»، قَالَ أَوْسٌ: سَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُحَزِّبُونَ الْقُرْآنَ، قَالُوا: ثَلَاثٌ، وَخَمْسٌ، وَسَبْعٌ، وَتِسْعٌ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ، وَثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ وَحْدَهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ أَتَمُّ».

ترجمہ اوس بن حذیفہ کہتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثقیف قبیلے کی جانب سے وفد بن کر حاضر ہوئے اوس کہتے ہیں کہ قبیلہ احلاف مغیرہ بن شعبہ کے پاس جاکر ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مالک قبیلے کو اپنے ایک خیمے میں ٹھہرایا، مسدد استاد کہتے ہیں کہ اوس بن حذیفہ اس وفد میں شامل ہو کر حاضر ہوئے جو وفد قبیلہ ثقیف کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا (تو مسدد استاد نے اپنی جانب سے یہ ذکر کیا کہ اوس بن حذیفہ ثقیف قبیلے کے وفد میں شامل تھے لیکن عبد اللہ بن سعید استاد نے خود اوس کا قول ذکر کیا تھا کہ میں وفد ثقیف میں تھا اوس بن حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات عشاء کے بعد تشریف لاتے اور ہم سے گفتگو فرماتے، مصنف کے استاد ابو سعید عبد اللہ بن سعید کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں پاؤں پر اتنی زیادہ دیر تک کھڑے ہو کر ہمیں حدیث بیان فرماتے یہاں تک کہ زیادہ دیر کھڑے ہونے کی وجہ سے کبھی آپ اپنی ایک ٹانگ پر سہارا لیتے اور کبھی دوسری ٹانگ پر اور اکثر ہمیں وہ واقعات بیان فرماتے جو قریش مکہ کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب اور تکلیفیں ڈالی جاتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ ہم اور قریش برابر نہ تھے بلکہ ہم شروع میں کمزور اور کم حیثیت لوگ شمار ہوتے (قریش باعزت اور طاقت والے شمار ہوتے تھے)۔ مسدد استاد نے یہ اضافہ کیا کہ مکہ مکرمہ میں ہمارا یہ حال تھا..... پھر جب ہم مدینہ منورہ چلے آئے تو جنگ ہمارے درمیان ڈولوں کی مانند ہوتی کبھی ہم غالب ہو جاتے اور کبھی قریش

مکہ ہم پر غالب آجاتے..... ایک رات جناب رسول اللہ ﷺ اپنے متعین وقت سے..... کہ جس وقت ہمارے پاس تشریف لاتے تھے..... اس وقت سے ذرا تاخیر سے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ آج رات ہمارے پاس کچھ تاخیر سے تشریف لائے ہیں (اسکی کیا وجہ ہے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کا ایک متعین حصہ (پارہ میرا رہ گیا تھا تو مجھے اسکو پورا پڑھنا تھا تو میں نے یہ چاہا کہ اسکو مکمل کر کے تمہارے پاس آؤ۔ اوس کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے روزانہ قرآن کریم پڑھنے کی منزلیں کس طرح مقرر کی ہیں؟ تو صحابہ نے بیان کیا پہلی منزل تین سورتیں (سورۃ بقرۃ، سورۃ النساء، اور آل عمران) دوسری منزل پانچ سورتیں (سورۃ مائدۃ کے شروع سے سورۃ توبہ کے ختم تک) تیسری منزل سات سورتیں (سورۃ یونس کے شروع سے سورۃ النحل کے ختم تک) چوتھی منزل نو سورتیں (سورۃ بنی اسرائیل کے شروع سے سورۃ فرقان کے ختم تک) پانچویں منزل گیارہ سورتیں (سورۃ شعراء کے شروع سے سورۃ یاسین کے ختم تک) چھٹی منزل تیرا سورتیں (سورۃ الصافات سے سورۃ الحجرات کے ختم تک) ساتویں منزل سورۃ مفصلات کی پوری منزل ایک دن میں ہوتی تھی (سورۃ قاف سے لیکر ختم قرآن تک)۔ قراء کی اصطلاح میں اس طرح سات منزلوں کی تقسیم کو فمی بشوق سے تعبیر کرتے ہیں)

ابو سعید استاد کی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

تخریج سنن أبي داود - الصلاة (١٣٩٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٥)

شرح الحدیث قوله: كَانَ كُلَّ لَيْلَةٍ يَأْتِينَا بَعْدَ الْعِشَاءِ: ہمارے پاس (دل بستگی اور بات چیت کرنے کیلئے) حضور ﷺ روزانہ بعد العشاء تشریف لایا کرتے تھے اور ہمارے خیمہ کے پاس کھڑے کھڑے ہی بلا تکلف دیر تک باتیں کرتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے مراوحت بین القدمین کی نوبت آتی تھی، یعنی کبھی اس پاؤں پر بوجھ ڈال کر کھڑے ہوتے کبھی اس پر، اور زیادہ تر آپ ﷺ جو ذکر تذکرہ فرماتے تھے وہ ان ناانصافیوں اور زیادتیوں کا ہوتا تھا جو آپ ﷺ نے اپنی قوم قریش سے برداشت کی تھیں۔

قوله: ثُمَّ يَقُولُ: لَا سَوَاءَ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ: ہم اور وہ یعنی کفار قریش مکہ کے قیام میں یعنی قبل الہجرت برابر درجہ کے نہیں تھے، بلکہ ہم لوگ اس وقت ضعیف و کمزور اور خستہ حال تھے۔

قوله: فَلَمَّا خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ: پھر جب ہم ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ چلے آئے (تو یہاں آکر ہمیں قوت و شوکت حاصل ہو گئی) تو لڑائی اور مقابلہ کے ڈول ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہو گئے یعنی کبھی ہماری باری ہوتی ڈول ڈال کر پانی کھینچنے کی اور کبھی ان کی۔

قوله: نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا: یہ جملہ اولیٰ ہی کے ہم معنی ہے، کبھی دولت و غلبہ ہمیں ہوتا اور کبھی ان کو، محاورۂ عرب میں کہا جاتا ہے أديل لنا على أعدائنا أي نصرنا عليهم یعنی ہمیں اپنے اعداء پر فتح حاصل ہوئی، یہ دراصل دولت بمعنی غلبہ سے ماخوذ ہے۔

قولہ: فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةً أَبْطَأَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ: یعنی ایک دن ایسا ہوا کہ جس معینہ وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آیا کرتے تھے اس سے دیر کر دی، جب تشریف لائے تو ہم نے تاخیر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکی وجہ یہ ہوئی کہ میرا جو روزانہ کا ورد اور وظیفہ ہے وہ رہ گیا تھا اس کو پورا کرنے میں دیر ہوئی، اس سے روزمرہ کا وظیفہ و معمول مقرر کرنے کی اصل معلوم ہو گئی، اسی کو تحزیب کہتے ہیں لہذا ترجمۃ الباب ثابت ہو گیا۔

قولہ: سَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تُحَزِّبُونَ الْقُرْآنَ: یعنی تم قرآن کریم کے کتنے حصے کرتے ہو، یعنی یومیہ پڑھنے کی مقدار کیسے مقرر کرتے ہو؟ اس سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ ایک دن تین سورتیں اور دوسرے دن پانچ اور تیسرے دن سات سورتیں اور چوتھے دن نو سورتیں اور پانچویں دن گیارہ سورتیں، اور چھٹے دن تیرہ سورتیں اور ساتویں دن مفصل کی تمام سورتیں (جو چھہتر ہیں)۔

تحزیب "فمی بشوق" کی تشریح: اس تقسیم ہی کا نام تحزیب ہے اور اسکو قراء کے عرف میں تحزیب فمی بشوق کہتے ہیں، فمی بشوق میں سات حروف ہیں ہر منزل و حزب جس سورت سے شروع ہے اس سورت کے نام کے پہلا حرف اس مجموعہ حروف (فمی بشوق) میں لے لیا ہے، چنانچہ پہلی منزل سورۂ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے جس کے شروع میں فا ہے، اور دوسری منزل مائدہ سے شروع ہے اس کیلئے میم ہے، تیسری منزل سورۂ یونس سے شروع ہے اس کیلئے یا ہے، چوتھی منزل سورۂ بنی اسرائیل سے شروع ہے اس کیلئے با ہے، اور پانچویں سورۂ شعراء سے اس کے شین ہے، اور چھٹی سورۂ والصفات سے اور اس کے واو ہے، اور ساتویں منزل سورۂ ق سے ہے۔

۱۳۹٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ».

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم کیا تو اس نے قرآن کریم کے معانی کو سمجھ کر نہیں پڑھا۔

تخریج: صحيح البخاري - الصوم (١٨٧٧) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٦٥) جامع الترمذي - القراءات (٢٩٤٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٩٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٧) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٥٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٨٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٨٩/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢٠٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢١٦/٢) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٣) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٤٨٦)

۱۳۹۵ - حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ؟ قَالَ: «فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا»، ثُمَّ قَالَ: «فِي شَهْرٍ»،

ثُمَّ قَالَ: «فِي عِشْرِينَ» ، ثُمَّ قَالَ: «فِي خَمْسَ عَشْرَةَ» ، ثُمَّ قَالَ: «فِي عَشْرٍ» ، ثُمَّ قَالَ: «فِي سَبْعٍ» ، لَمْ يَنْزِلْ مِنْ سَبْعٍ.

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کتنے دنوں میں ایک قرآن پڑھنا چاہئے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چالیس دن میں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تیس دن میں ایک قرآن پڑھا کرو، پھر حضور ﷺ نے بیس دن میں ایک قرآن کریم ختم کرنے کی اجازت دی، پھر پندرہ دن ایک قرآن ختم کرنے کی اجازت دی، پھر دس دن میں ایک قرآن ختم کرنے کی اجازت دی، اور آخر میں حضور ﷺ نے سات دن میں ایک قرآن ختم کرنے کی اجازت فرمائی، حضور ﷺ نے سات دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنے کی اجازت (اسوقت) نہیں دی۔

تخریج: صحيح البخاري - الصوم (١٨٧٧) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٦٥) صحيح مسلم - الصيام (١١٥٩) سنن النسائي - الصيام (٢٣٩٠) سنن النسائي - الصيام (٢٤٠٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٩٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٦) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٥٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٦٢/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٦٣/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٨٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٨٩/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٨/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٩٩/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢٠٠/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٢١٦/٢) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٤٨٦)

شرح حدیث: قوله: ثُمَّ قَالَ: «فِي سَبْعٍ» ، لَمْ يَنْزِلْ مِنْ سَبْعٍ: آپ ﷺ اجازت دینے میں سات دن سے نیچے نہیں اترے یعنی اس مجلس میں ورنہ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو تین دن تک کی اجازت دیدی تھی۔

١٣٩٦ - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، قَالَا: أَتَى ابْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: أَهَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، وَنَثْرًا كَنَثْرِ الدَّقَلِ، «لَكِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ النَّظَائِرَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ، الرَّحْمَنَ وَالنَّجْمَ فِي رَكْعَةٍ، وَاقْتَرَبَتْ وَالْحَاقَّةَ فِي رَكْعَةٍ، وَالطُّورَ وَالذَّارِيَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَإِذَا وَقَعَتْ، وَنُونَ فِي رَكْعَةٍ، وَسَأَلَ سَائِلٌ وَالنَّازِعَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَوَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ وَعَبَسَ فِي رَكْعَةٍ، وَالْمُدَّثِّرَ وَالْمُزَّمِّلَ فِي رَكْعَةٍ، وَهَلْ أَتَى وَلَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي رَكْعَةٍ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَالْمُرْسَلَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَالدُّخَانَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ فِي رَكْعَةٍ» ، قَالَ أَبُو دَاوُد: «هَذَا تَأْلِيفُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَحِمَهُ اللهُ».

ترجمہ: علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ ابن مسعودؓ کے پاس ایک شخص (نہیک بن سنان) تشریف لائے اور انہوں نے عرض کیا کہ میں مفصل کی تمام سورتیں ایک رکعت میں پڑھا کرتا ہوں تو عبداللہ بن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس قرآن کو تیز تیز بالوں کے کاٹنے کی طرح اس کے حروف کو کاٹ کاٹ کر پڑھتے ہو اور ردی کھجور کے بکھیرنے کی مانند اس کلام الٰہی کو بے توجہی سے پڑھتے ہو..... حضور ﷺ ان سورتوں کو پڑھا کرتے جو ایک دوسرے کے مضمون اور معنی میں مشابہ ہیں، ایسی دو سورتوں کو ایک رکعت میں جمع فرماتے..... سورۃ نجم اور سورۃ الرحمٰن ایک رکعت میں اقتربت الساعہ اور سورۃ الحاقہ دوسری رکعت میں.....

سورۃ طور اور سورۃ ذاریات تیسری رکعت میں اور سورۃ واقعات اور سورۃ نون والقلم چوتھی رکعت میں..... سورۃ معارج اور سورۃ نازعات پانچویں رکعت میں اور سورۃ مطففین اور سورۃ عبس چھٹی رکعت میں..... سورۃ مدثر اور سورۃ مزمل ساتویں رکعت میں سورۃ دھر اور سورۃ قیامۃ آٹھویں رکعت میں..... سورۃ نبا اور سورۃ مرسلات نویں رکعت میں اور دسویں رکعت میں سورۃ دخان اور سورۃ تکویر پڑھا کرتے تھے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حدیث میں سورتوں کی مذکورہ بالا ترتیب حضرت ابن مسعودؓ کے مصحف کے مطابق ہے۔

تخریج صحيح البخاري - الأذان (٧٤٢) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧١٠) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٥٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٢٢) جامع الترمذي - الجمعة (٦٠٢) سنن النسائي - الافتتاح (١٠٠٤) سنن النسائي - الافتتاح (١٠٠٥) سنن النسائي - الافتتاح (١٠٠٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٩٦) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٣٨٠/١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤١٧/١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤٢٧/١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤٣٦/١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤٥٥/١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٤٦٢/١)

شرح الحدیث قوله: أَتَى ابْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ حضرت ابن مسعودؓ سے ایک شخص نے آکر کہا (ماشاء اللہ مجھے قرآن اتنا پختہ یاد ہے) میں مفصل کی تمام سورتیں ایک ہی رکعت میں پڑھ لیتا ہوں، اس شخص کا نام نہیک بن سنان ہے (كما في رواية مسلم) اس پر عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا أَهَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ اشعار کی طرح جلدی جلدی پڑھ لیتا ہوگا، هَذّ کے معنی اسراع شدید کے ہیں، بہت تیزی اور جلدی سے کوئی کام کرنا، یہاں پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ شعر تو بہت بنا سنوار کر اطمینان سے پڑھا جاتا ہے اسمیں جلدی کہاں ہوتی ہے، جواب یہ ہے کہ یاد کرنے کیلئے جو اشعار پڑھے جاتے ہیں وہ مراد ہیں، وہ جلدی ہی پڑھے جاتے ہیں، اور ایک ہوتا ہے انشادِ شعر یعنی دوسروں کو سنا کر شعر پڑھنا یہ واقعی ترنم اور ترتیل کیساتھ ہوتا ہے۔

قوله: وَنَثْرًا كَنَثْرِ الدَّقَلِ: اور جس طرح گھٹیا قسم کی کھجوروں کو درخت سے جھاڑ دیتے ہیں اسی طرح تو بھی کرتا ہوگا، دقل وہ گھٹیا قسم کی کھجور ہے جو درخت پر لگے لگے ہی خشک ہو گئی ہو اور آہستہ سے درخت کو ہلانے سے وہ ساری ایک دم جھڑ جاتی ہوں۔

اور پھر انہوں نے فرمایا لكِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ النَّظَائِرَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ الخ، اور بخاری شریف کی ایک روایت کے لفظ اس طرح ہیں: لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ [1]۔

حضور ﷺ کا معمول تہجد میں کن سورتوں کی تلاوت کا تھا: یعنی میں خوب پہچانتا ہوں ان سورتوں کو جن کو حضور ﷺ دو دو کو ملا کر ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے، اور پھر انہوں نے بیس سورتیں ذکر کیں جن کو آپ ﷺ دس رکعات میں پڑھتے تھے (جن کی تفصیل حدیث میں مذکور ہے) مطلب یہ ہے کہ اے بندہ خدا تو چھہتر سورتیں ایک رکعت

---

[1] صحيح البخاري - كتاب صفة الصلاة - باب الجمع بين السورتين في الركعة ٧٤٢، صحيح مسلم - كتاب صلاة المسافرين وقصرها - باب ترتيل القراءة واجتناب الهذ ٨٢٢

میں پڑھ لیتا ہے حالانکہ حضور اکرام ﷺ صرف بیس سورتوں کو دس [1] رکعات میں پڑھتے تھے۔
الحاصل قرآن کریم کو ترتیل اور تدبر سے پڑھنا چاہئے، یہ بھاگ دوڑ ٹھیک نہیں خلاف سنت ہے۔
یہ حدیث صحیحین اور دوسری کتب حدیث میں بھی ہے لیکن ان میں ان بیس سورتوں کی تفصیل اور ان کا مصداق مذکور نہیں ہے، اسی لئے امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں: سنن ابوداؤد میں ان سورتوں کی تعیین مذکور ہے ان سورتوں کو نظائر اس لئے کہا کہ یہ مضمون کے لحاظ سے ملتی جلتی ہیں اور بعض نے لکھا ہے کہ نظائر اس لئے کہا کہ مقدار آیات میں یہ سورتیں تقریباً برابر ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔
مذکورہ بالا حدیث کا سبب بھی وارد ہے جو یہاں مذکور نہیں صحیح مسلم اور ترمذی کی روایت میں ہے، وہ یہ کہ یہ شخص ابن مسعودؓ کی خدمت میں آیا اور آکر یہ سوال کیا کہ آپ اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہیں: فِيهَآ أَنْهَٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ [2] پوچھا کہ آسن ہے یا یاسن تو اس پر انہوں نے فرمایا وَكُلَّ الْقُرْآنِ قَدْ أَحْصَيْتَ غَيْرَ هَذَا، کیا اس حرف کے علاوہ باقی ساری قراءتوں سے تو واقف ہے اور کیا تو نے سارا قرآن پڑھ لیا ہے؟ اس پر اس شخص نے وہ کہا جو یہاں ابوداؤد کی حدیث میں مذکور ہے۔
قولہ: قَالَ أَبُو دَاوُد: هَذَا تَأْلِيفُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَحِمَهُ اللهُ: اوپر حدیث میں ان بیس سورتوں کی جو ترتیب مذکور ہے وہ چونکہ ہمارے پاس جو یہ مصحف عثمانی ہے اسکی ترتیب کے خلاف ہے اس لئے مصنفؒ فرما رہے ہیں کہ مذکورہ بالا ترتیب مصحف ابن مسعودؓ کے مطابق ہے، ان کے مصحف میں فاتحہ کے بعد بقرہ، اور اسکے بعد سورۂ نساء، اور پھر آل عمران ہے۔
جاننا چاہئے مشہور ہے کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے یعنی مَسْمُوعٌ مِنَ الشَّارِعِ اور سورتوں کی ترتیب صحابہ کرامؓ کی اجتہادی اور مختلف فیہ ہے، علماء نے لکھا ہے کہ مصحف علیؓ کی ترتیب علی ترتیب النزول ہے، اس میں سب سے پہلے سورۂ اقرأ ہے ثم المدثر ن والقلم ثم المزمل۔

ہمارے اکابر کے عمل بالسنۃ کی مثال: حضرت شیخ فرماتے تھے کہ جس روز بذل المجہود میں اس مقام کی شرح لکھی گئی تو حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا: "مولوی زکریا ایک پرچہ پر یہ سورتیں اسی ترتیب سے لکھدینا آج تہجد میں اسی ترتیب سے پڑھ لیں گے" سبحان اللہ! کیا خوب فرمایا، عمل بالحدیث کا جذبہ ایسا ہی ہونا چاہئے، حضرت امام احمد ابن حنبلؒ سے بھی منقول ہے کہ وہ ہر حدیث پر کم از کم ایک مرتبہ ضرور عمل فرماتے تھے۔

۱۳۹۷ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا

[1] امام نووی لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا معمول تہجد میں مقدار تلاوت کا عام طور سے یہ تھا جو اس حدیث میں مذکور ہے اور وہ جو بعض روایات میں سورۂ بقرہ و آل عمران وغیرہ لمبی لمبی سورتوں کا ذکر آتا ہے تو وہ بعض اوقات پر محمول ہے جو نادر ہے، ۱۲۔ (المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ج ۶ ص ۱۰۵-۱۰۶)

[2] اس میں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا (سورۃ محمد ۱۵)

مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ».

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابو مسعود انصاری سے پوچھا جب کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو انہوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس شخص نے سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھ لی تو یہ اسکے لئے شیاطین وغیرہ سے حفاظت کیلئے کافی ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - المغازي (٣٧٨٦) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٢٣) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٥٣) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٦٤) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٠٧) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٠٨) جامع الترمذي - فضائل القرآن (٢٨٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٣٩٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٦٩) مسند أحمد - مسند الشاميين (١١٨/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٢١/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٢٢/٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٨٧) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٣٨٨)

شرح الحدیث: قوله: مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ: جو شخص سورہ بقرہ کی اخیر کی دو آیتیں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے سورۃ ختم تک کسی رات میں پڑھ لے تو اس کیلئے یہ پڑھنا قیام اللیل سے کفایت کرے گا، یعنی اسکے قائم مقام ہو گا، یا یہ مطلب ہے کہ قیام اللیل (تہجد) میں ان دو آیتوں کا پڑھنا کافی ہو سکتا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ شیطان کے شر سے بچنے کیلئے کافی ہو گا، یا جن وانس سب کے شر سے بچنے کے لئے کافی ہو گا، یا اعتقاد سے متعلق جو آیات قرآنیہ ہیں ان سب کی طرف سے یہ دو آیتیں کافی ہیں، یہ سب مطالب شراح نے لکھے ہیں، ان دو آیتوں کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت علیؓ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ کوئی ایسا سمجھدار آدمی بھی ہو گا جو ان کو پڑھے بغیر سو جاتا ہو۔

١٣٩٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، أَنَّ أَبَا سَوِيَّةَ، حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ حُجَيْرَةَ، يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِينَ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «ابْنُ حُجَيْرَةَ الْأَصْغَرُ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ».

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو شخص دس آیتیں تہجد میں پڑھے تو وہ غافل لوگوں میں نہیں لکھا جائے گا..... اور جو شخص رات کو سو آیتوں کی تلاوت کرے گا تو اللہ کے یہاں فرماں برداروں میں لکھا جائیگا اور جو شخص ایک ہزار آیتوں کی تلاوت کرے گا تو اسکا شمار ان لوگوں میں ہو گا جو نیکیوں کے ڈھیر کے ڈھیر لیکر دربار الٰہی میں حاضر ہونگے۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ ابن حجیرہ الاصغر کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حجیرہ ہیں۔

شرح الحدیث: قوله: مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ: جو شخص دس آیات تہجد کی نماز میں پڑھ لے وہ

غافلین میں شمار نہیں ہوتا، (بذل [1]) اور ہو سکتا ہے کہ مطلق پڑھنا مراد ہو بغیر ہی نماز کے، کما ظہر من کلام بعض الشراح۔

قولہ: وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِينَ: جو ایک ہزار آیات کسی رات میں پڑھے اس کیلئے اجر و ثواب کا قنطار (انبار کے انبار ہوں گے) لکھا ہے کہ قنطار بارہ ہزار رطل کا ہوتا ہے اور کہا گیا ہے بارہ سو اوقیہ کا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے یعنی اس کے وزن کے برابر اجر و ثواب، اور ایک روایت میں ہے کہ ایک قنطار اتنا بڑا ہے کہ اس کیلئے یہ دنیا کافی نہیں اس میں سما نہیں سکتا، (منہل [2])۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابْنُ حُجَيْرَةَ الْأَصْغَرُ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ: حاصل یہ کہ سند میں جو ابن حجیرہ آئے ہیں وہ ابن حجیرہ الاصغر کہلاتے ہیں جن کا نام و نسب یہ ہے، عبداللہ بن عبدالرحمن بن حجیرہ، یہ الاصغر اس لئے ہیں کہ یہاں نسبۃ الی الجد ہے اور اس راوی کے جو والد ہیں یعنی عبدالرحمن بن حجیرہ وہ ابن حجیرۃ الاکبر کہلاتے ہیں۔

١٣٩٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَقْرِئْنِي يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: «اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ الر»، فَقَالَ: كَبِرَتْ سِنِّي، وَاشْتَدَّ قَلْبِي، وَغَلُظَ لِسَانِي، قَالَ: «فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ حم»، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَالَ: «اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنَ الْمُسَبِّحَاتِ»، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَقْرِئْنِي سُورَةً جَامِعَةً، فَأَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا أَزِيدُ عَلَيْهَا أَبَدًا، ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ» مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے قرآن کریم کا کچھ حصہ سکھلا دیجئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم الٓرٰ جن سورتوں کے شروع میں ہو ان میں سے تین سورتوں کی تلاوت کر لیا کرو انہوں نے عرض کیا کہ میری عمر زیادہ ہوگئی اور میرا دل سخت ہو چکا اور میری زبان بھاری ہو چکی ہے (تو میں اتنی لمبی سورتیں سیکھ نہیں سکتا) تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جن سورتوں کے شروع میں حٰمٓ ہے ایسی تین سورتوں کو پڑھ لیا کرو تو اس شخص نے پہلی والی بات کہی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ان سورتوں میں سے جن کے شروع میں سبح یا یسبح ہے ایسی تین سورتوں کو پڑھ لو تو اس شخص نے وہی پہلی والی بات تیسری دفعہ بھی دہرائی اور عرض کیا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک جامع سورت پڑھا دیجئے تو حضور ﷺ نے اسکو سورۃ اذا زلزلت پڑھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ اس سورۃ کے پڑھانے

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ١٩٤

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٦

سے فارغ ہو گئے تو اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو برحق دین کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی اس سورۃ پر اضافہ نہیں کرونگا پھر وہ شخص چلا گیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ شخص بامراد اور کامیاب ہو گیا دو مرتبہ آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

تخریج: سنن أبي داود-الصلاة (۱۳۹۹) مسند أحمد-مسند المكثرين من الصحابة (۱۶۹/۲)

شرح الحدیث: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: أَقْرِئْنِي: یہ اقرأ باب افعال سے ہے یعنی مجھ سے پڑھوائیے، مطلب یہ کہ پڑھنے کو بتائیے، آپ ﷺ نے فرمایا تین سورتیں پڑھ لیا کر منجملہ ان سورتوں کے جن کے شروع میں الف، ل، ر، ہے یا یہ لفظ الراء (مفرد ہے) مراد اس سے بھی وہی ہے ...... اور وہ پانچ سورتیں ہیں: ھود، یوسف، ابراھیم، الحجر، یونس۔

قولہ: فَقَالَ: كَبُرَتْ سِنِّي، وَاشْتَدَّ قَلْبِي، وَغَلُظَ لِسَانِي: وہ صحابی کہنے لگے کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں، اور میرا قلب ٹھوس اور جامد ہو چکا ہے یعنی ذہن اور حافظہ کمزور ہو گیا ہے اور زبان بھی بھاری ہو گئی بسہولت نہیں چلتی، اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو ذوات حٰمٓ کا مشورہ دیا اس لئے کہ یہ سورتیں پہلی سورتوں سے چھوٹی ہیں۔

قولہ: مِنَ الْمُسَبِّحَاتِ: جن سورتوں کے شروع میں سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ یا سَبِّحْ مذکور ہے اور یہ سات سورتیں ہیں، سبحان الذی اسری، الحدید، الحشر، الصف، الجمعة، التغابن، الأعلى، ترمذی کی ایک روایت میں ہے أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ وَيَقُولُ: «إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ» [1]۔

قولہ: أَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ: یا تو یہ رجل کی تصغیر ہے یا راجل کی (پیدل چلنے والا) کیونکہ یہ شخص آپ ﷺ کی خدمت میں پیدل چل کر آیا تھا سوار نہیں تھا۔

۳۲۸۔ بَابٌ فِي عَدَدِ الْآيِ

آیتوں کو گننا اور شمار کرنا صحیح ہے

سورتوں کی آیات کو شمار کرنا، مقصود بظاہر اس کا جواز بیان کرنا ہے اور یہ کہ یہ فعل عبث نہیں ہے بلکہ اس میں تو ایک طرح کا اہتمام پایا جاتا ہے، گذشتہ ایک باب میں گزرا ہے کہ جو شخص دس آیات پڑھے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے اور جو سو آیات پڑھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے، اس میں بھی آیات کے عدد کا ذکر ہے۔

۱۴۰۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

---

[1] جامع الترمذي- كتاب فضائل القرآن-باب: بلا ترجمة ۲۹۲۱

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً، تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ".

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قرآن کریم کی ایک سورت ہے اسمیں تیس آیتیں ہیں یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کیلئے سفارش کرے گی یہانتک کہ اسکو بخشوادیگی وہ سورۃ سورۃ الملک ہے۔

تخریج: جامع الترمذي- فضائل القرآن (٢٨٩١) سنن أبي داود- الصلاة (١٤٠٠) سنن ابن ماجه- الأدب (٣٧٨٦)

شرح الحدیث: قوله: سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً، تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ: قرآن کریم کی تیس آیات ایسی ہیں جو اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرتی ہی رہیں گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت کردیجائے گی۔

یہ شفاعت یا تو حقیقی ہے، قرآن کریم کا شافع و مشفع ہونا بعض احادیث سے ثابت ہے، یا مجازی ہے باعتبار سبب کے یعنی اس کا پڑھنا نجات کا سبب ہوگا، حضور ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے اور حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ میں ماضی مضارع کے معنی میں ہے، تحقق و قوع یعنی امر یقینی ہونے کے بنا پر اس کو ماضی سے تعبیر کیا ہے (گویا یوں سمجھو کہ ایسا ہوچکا) یہ سورت شفاعت کہاں کریگی؟ ایک شارح نے لکھا ہے کہ یا تو قبر میں کریگی یا قیامت میں، اور ظاہر اول ہے اسلئے کہ بعض روایات سے اس سورت کا عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ ہونا ثابت ہے۔

٣٢٩ ـ بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ السُّجُودِ، وَكَمْ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ

سجدوں کے تفصیلی ابواب کا بیان- قرآن کریم میں کتنے سجدے ہیں؟

ماقبل میں چونکہ تلاوت قرآن کے ابواب گزرے ہیں، اسی کی مناسبت سے یہاں سجود القرآن کو بیان کررہے ہیں۔

ابحاث اربعہ: یہاں پر چار بحثیں ہیں: ① سجدۂ تلاوۃ کا حکم، ② سجود القرآن کی تعداد، ③ سجدۂ تلاوت کا طریقہ اور اسکی کیفیت، ④ سامع پر سجدہ واجب ہونے کی شرائط۔

بحث اول (سجدۂ تلاوۃ کا حکم): سجدۂ تلاوت حنفیہ کے نزدیک واجب ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے، امام احمدؒ کی ایک روایت یہ ہے واجبة فی الصلوة سنة خارجها، امام بخاریؒ نے بھی ایک ترجمۃ الباب سے اس کا غیر واجب ہونا ثابت کیا ہے، حنفیہ نے صیغۂ امر سے وجوب پر استدلال کیا ہے، جیسے واسجدوا، اور واسجد واقترب وغیرہ، اور جمہور نے استدلال کیا ہے اثر عمرؓ سے وہ فرماتے ہیں جیسا کہ بخاری میں ہے: إِنَّا نَمُرُّ بِالسُّجُودِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ[1] حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث موقوف ہے حجت نہیں۔

بحث ثانی (سجود القرآن کی تعداد): سجود قرآن کی تعداد لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ اور بعض شافعیہ جیسے ابن

---

[1] صحيح البخاري- أبواب سجود القرآن- باب من رأى أن الله عزوجل لم يوجب السجود ١٠٢٧

المنذر، اسی طرح مالکیہ جیسے ابن حبیب کے نزدیک پندرہ ہے، اور یہی ایک روایۃ امام احمدؒ سے ہے، اور جمہور علماء ائمہ ثلاث کے نزدیک ان کی تعداد چودہ ہے، لیکن حنفیہ کے نزدیک اس طور پر کہ سورۂ ص میں سجدہ ہے، اور سورۂ حج میں دوسرا سجدہ نہیں، اور شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک سورۂ حج میں دو ہیں اور سورۂ ص میں نہیں، اور امام مالکؒ کے نزدیک سجود کی تعداد کل گیارہ ہے، مفصل میں عند الجمہور جو تین سجدے ہیں وہ ان کے قائل نہیں، اور علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ امام شافعی واحمد کے نزدیک ص میں سجدہ ہے لیکن وہ اس کو عزائم سجود سے نہیں مانتے، چنانچہ وہ اس کے استحباب کے خارج صلوۃ میں قائل ہیں داخل صلوۃ میں نہیں۔

بحث ثالث (سجدۂ تلاوت کا طریقہ اور اسکی کیفیت): امام شافعیؒ کے نزدیک سجدۂ تلاوت جو خارج صلوۃ ہو اس میں تحریمہ وتسلیم دونوں ہیں، اور امام احمدؒ کے نزدیک تسلیم ہے تحریمہ نہیں، اور حنفیہ مالکیہ کے نزدیک غیر تحریمہ وتسلیم کے ہے، بس اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے اور تکبیر کہہ کر سر اٹھالے، ہمارے یہاں ظاہر الروایۃ یہی ہے وروی الحسن عن أبي حنفية انه لا يكبر عند الانحطاط والصحيح ظاهر الرواية كذا في البذل۔

بحث رابع (سامع پر سجدہ واجب ہونے کے شرائط): امام مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک سجود علی السامع تین شرائط کے ساتھ مشروط ہے: ① الاستماع یعنی آیۂ سجدہ کو قصد کے ساتھ سننا، اگر بغیر قصد کے آیۂ سجدہ سننے میں آجائے تو وہ معتبر نہیں، ② سجود التالی یعنی اصل تلاوت کرنے والے کا سجدہ کرنا، اگر اسی نے سجدہ نہیں کیا تو پھر سامع پر سجدہ نہیں، ③ اهلية الإمامة في التالي للسامع، یعنی تلاوت کرنے والے میں سامع کا امام بننے کی صلاحیت ہو، لہذا امرد پر عورت کی تلاوت سے یا صبی کی تلاوت سے سجدہ نہ ہوگا، اس اختلاف کی طرف اشارہ خود مصنف نے بھی کیا ہے آنے والے باب میں۔

بحث خامس: یہاں ایک بحث اور رہ گئی وہ یہ کہ سجدۂ تلاوت کیلئے طہارت شرط ہے یا نہیں؟ جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے یہاں طہارۃ شرط ہے، شعبی اور محمد بن جریر طبری کے نزدیک شرط نہیں، امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے (وقد تقدم في الجزاء الاول تحت حديث لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ [1]) چنانچہ امام بخاریؒ نے ایک ترجمۃ الباب کے ضمن میں تعلیقاً فرمایا وكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَسْجُدُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، لیکن اس میں صحیح بخاری کے نسخے مختلف ہیں، بعض میں علی غیر وضوء اور بعض میں علی وضوء ہے، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ابن عمرؓ سے دونوں طرح کی روایتیں مروی ہیں، تطبیق کی شکل یہ ہے کہ ممکن ہے سجدۂ تلاوت کے لئے وہ طہارت کبری کو ضروری سمجھتے ہوں اور طہارت صغری کو غیر ضروری، یا یہ کہ حالت اختیار میں طہارت کے قائل ہوں اور حالت ضرورت ومجبوری میں عدم طہارت کے [2] واللہ تعالی اعلم۔

١٤٠١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ الْبَرْقِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الطهارة - باب فرض الوضوء ٥٩

[2] عمدة القاري شرح صحيح البخاري - ج٧ ص٩٩

الْعَتَقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُنَيْنٍ، مِنْ بَنِي عَبْدِ كُلَالٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ، مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ، وَفِي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ» . قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً وَإِسْنَادُهُ وَاهٍ.

ترجمہ: عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انکو قرآن کریم میں پندرہ ⑮ سجدے پڑھائے ان میں سے تین سجدے مفصل (آخر قرآن میں سورۂ حجرات سے لیکر قرآن کے ختم تک تمام سورتوں کو مفصل کہتے ہیں) میں ہیں اور حج میں دو سجدے ہیں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابودرداءؓ نے نبی اکرم ﷺ سے گیارہ سجدے نقل کیئے ہیں لیکن اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

تخریج: سنن أبي داود- الصلاة (۱۴۰۱) سنن ابن ماجه- إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۰۵۷)

شرح الحدیث: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ: یہ باب کی پہلی حدیث ہے اور بہت جامع ہے اس لحاظ سے کہ اس میں سجود القرآن کی کل تعداد مذکور ہے اور یہ کہ وہ پندرہ ہیں اور اس میں ایک روایت مصنف نے تعلیقاً ذکر کی ہے عن ابی الدرداء مرفوعاً، جس میں یہ ہے کہ کل سجود القرآن گیارہ ہیں، اس روایت کی امام ترمذیؒ نے تخریج کی ہے [1]، یہ دوسری روایت ضعیف ہے کما قال المصنف، امام ترمذیؒ نے بھی اس کی سند پر کلام کیا ہے، اور باب کی پہلی حدیث کی تخریج مصنف کے علاوہ ابن ماجہ، دار قطنی، حاکم، بیہقی نے بھی کی ہے، اس کے بھی بعض رواۃ پر اگرچہ کلام ہے جیسے الحارث بن سعید اور عبداللہ بن منین، لیکن امام نوویؒ اور منذریؒ نے اس کی تحسین کی ہے، کما فی المنہل [2]۔

صحیحین بخاری و مسلم میں کوئی حدیث مجھے ایسی نہیں ملی جس میں سجود القرآن کی مجموعی تعداد مذکور ہو، بلکہ متفرق طور پر چند سجود سے متعلق روایات ہیں اور باقی سے کوئی تعرض ہی نہیں، نہ نفیاً نہ اثباتاً۔

یہ حدیث اسحاق بن راہویہ، لیث بن سعد، امام احمدؒ فی روایۃ کے تو موافق ہے ہی، کیونکہ ان کے نزدیک سجود القرآن کی تعداد یہی ہے جو اس میں مذکور ہے، اور جمہور کے تقریباً موافق ہے، البتہ مالکیہ کے خلاف ہے، شافعیہ کے موافق تو اسلئے ہے کہ انکے یہاں سورۂ حج میں دو سجدے ہیں اور سورۂ ص کا سجدہ بھی وہ مانتے ہیں، لیکن یہ کہتے ہیں کہ وہ غیر عزائم سے ہے جس کا حکم ان کے یہاں یہ ہے کہ نماز میں تو نہیں کیا جائیگا، خارج صلوۃ اگر تلاوت ہو تو کیا جائیگا، اور حنفیہ کے موافق اسلئے ہے کہ یوں کہا جائے گا کہ اگرچہ اس میں سورۂ حج میں سجد تین مذکور ہیں، لیکن دوسرے دلائل سے یہ ثابت ہے کہ سورۂ حج کے سجد تین میں سے سجدۂ ثانیہ جو آخر سورت میں ہے وہ سجدۂ تلاوت نہیں بلکہ سجدۂ صلوتیہ ہے، اس لئے کہ وہ مقرون بالرکوع ہے، اور ہمارے علماء کا استقراء یہ

---

[1] جامع الترمذي- كتاب السفر- باب ما جاء في سجود القرآن ۵۶۸-۵۶۹

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود- ج ۸ ص ۲۱

ہے کہ قرآن کریم میں جہاں سجدہ کا ذکر رکوع کے ساتھ ہے اس سے سجدہ صلوۃ مراد ہے مثل قولہ تعالیٰ: وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ [1]۔

امام محمدؒ مؤطا میں فرماتے ہیں کہ عمر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تو یہی مروی ہے کہ حج میں سجدتین ہیں لیکن ابن عباسؓ اس سورت میں ایک ہی سجدہ مانتے تھے اھ [2]۔

۱۴۰۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، أَنَّ مِشْرَحَ بْنَ هَاعَانَ أَبَا الْمُصْعَبِ حَدَّثَهُ، أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ حَدَّثَهُ، قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفِي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا، فَلَا يَقْرَأْهُمَا».

ترجمہ عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کیا سورۂ حج میں دو سجدے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں اور جو یہ سجدے نہ کرے تو وہ ان سجدوں کی آیات کو مت پڑھے۔

تخریج جامع الترمذي - الجمعة (۵۷۸) سنن أبي داود - الصلاة (۱۴۰۲)

شرح الحدیث اور بعض روایات میں فلا یقرأها ہے یعنی جس کا ارادہ سجدہ کرنے کا نہ ہو تو اس کیلئے یہی بہتر ہے کہ وہ یہ سورت ہی نہ پڑھے یا آیت سجدہ نہ پڑھے۔ شراح نے لکھا ہے اس لئے کہ تلاوت قرآن تو امر مستحب ہے اور سجدۂ تلاوت کم سے کم سنۃ مؤکدہ کما عند الشافعي ورنہ واجب ہے کما عند الحنفیۃ اور جو فعل مستحب سبب بنے ترک واجب یا ترک سنت کا اس کا نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

یہ حدیث حنفیہ کے خلاف ہے لیکن ضعیف ہے کما قال الترمذی وغیرہ اس لئے کہ اس کی سند میں ابن هیعۃ اور مشرح بن هاعان ہیں اور وہ دونوں ضعیف ہیں۔

۳۳۰ - بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ السُّجُودَ فِي الْمُفَصَّلِ

ان علماء کے مذہب کا بیان جن کے نزدیک مفصل میں سجدے نہیں ہیں

۱۴۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ، -قَالَ مُحَمَّدٌ رَأَيْتُهُ بِمَكَّةَ- حَدَّثَنَا أَبُو قُدَامَةَ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْجُدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ إِلَى الْمَدِينَةِ».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے اسکے بعد سے آپ

---

[1] اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے (سورۃ آل عمران ۴۳)

[2] التعلیق الممجد علی موطأ محمد - کتاب الصلاۃ - باب سجود القرآن ۲۷۰ - ج ۲ ص ۲۳ - ۲۵

ﷺ نے مفصل میں کوئی سجدہ نہیں فرمایا(اس سند کی حالت بہت کمزور ہے اسکے برعکس صحیح اور متاخر احادیث موجود ہیں)۔

شرح الحدیث جیسا کہ مالکیہ کا مسلک ہے کما تقدم، جمہور فرماتے ہیں حدیث الباب ضعیف ہے، ابو قدامہ اور مطر الوراق کی وجہ سے، اور سورۂ انشقاق میں سجدہ ہونا ابوہریرہؓ کی حدیث مرفوع سے صحیح بخاری میں ثابت ہے، اور سنن ابو داؤد میں ابوہریرہؓ ہی کی حدیث سے سورۂ انشقاق اور سورۂ اقرأ میں، اور ابوہریرہؓ ہی کی حدیث مرفوع سے، مسند بزار اور دار قطنی میں سورۂ النجم میں سجدہ ہونا ثابت ہے، اور یہ تینوں سجدے مفصل کے ہیں، جس کی نفی ابن عباسؓ فرمارہے ہیں، والمثبت اولی من النافی، نیز ان تینوں حدیثوں کے راوی جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ابوہریرہؓ ہیں جو ۷ھ میں اسلام لائے ہیں، جبکہ حضرت ابن عباسؓ یہ فرمارہے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد سے اب تک ان سورتوں میں سجدہ نہیں کیا، واضح رہے کہ خود مصنف نے آنے والے ابواب سے مفصل میں سجود کا ہونا ثابت فرمایا ہے۔

قولہ: مُنْذُ تَحَوَّلَ إِلَى الْمَدِينَةِ: یہ ابن عباسؓ نے بظاہر اس لئے فرمایا کہ خود ابن عباسؓ کی حدیث میں سورۂ النجم میں حضور ﷺ کا تمام مسلمین ومشرکین بلکہ تمام جن وانس کا سجدہ کرنا قبل الہجرۃ بخاری وغیرہ کی صحیح روایات سے ثابت ہے، جیسا کہ آگے ہمارے یہاں بھی آرہا ہے۔

١٤٠٤ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: «قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ، فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا».

ترجمہ زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ نجم کی تلاوت کی تو حضور ﷺ نے سورۃ نجم سننے کے بعد سجدہ نہیں فرمایا۔

١٤٠٥ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرٍ، عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «كَانَ زَيْدٌ الْإِمَامَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا».

ترجمہ زید بن ثابتؓ سے نبی اکرم ﷺ سے مرفوعاً روایت مروی ہے جو گزشتہ حدیث کے ہم معنی ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ چونکہ زید بن ثابتؓ امام تھے انہوں نے تلاوت کرنے کے بعد سجدہ نہیں کیا تھا(تو مقتدیوں پر سجدہ کرنا اسوقت لازم ہوتا ہے جب تالی بھی سجدہ کرے جب تالی اور امام نے سجدہ نہیں کیا تو سامعین اور مقتدیوں پر بھی سجدہ کرنا لازم نہیں ہوا، یہ امام ابو داؤد کا مذہب ہے)۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٢) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٣) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٧) جامع الترمذي - الجمعة (٥٧٦) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٠٤) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٨٣/٥) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٨٦/٥) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٢)

شرح الأحادیث قولہ: قَالَ: «قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ، فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا»: سورۃ النجم میں

چونکہ دوسری بعض صحیح احادیث سے آپ ﷺ کا سجدہ کرنا ثابت ہے اس لئے اس کا جواب یہ ہوگا: ① لم یکن متوضأ، ② لم یکن الوقت صالحاً للسجدۃ ③ لا وجوب علی الفور بل یجوز فیہ التراخی۔

قولہ: قَالَ ابو داؤد: كَانَ زَيْدٌ الْإِمَامَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا: مصنف علیہ الرحمہ حضور ﷺ کے سورۂ النجم میں سجدہ نہ کرنے کی وجہ بیان فرمارہے ہیں کہ دراصل قاری زید بن ثابتؓ تھے تو چونکہ یہاں اس موقعہ پر خود امام [1] نے سجدہ نہیں کیا تھا اسی لئے حضور ﷺ نے بھی نہیں کیا، اب رہا یہ سوال کہ زیدؓ نے کیوں سجدہ نہیں کیا سو اسکے جوابات وہی ہوسکتے ہیں جو اوپر گزرے، یہ مسئلہ ابتدائی مباحث میں گزر چکا کہ بعض علماء کے نزدیک ومنهم الامام مالك والإمام أحمد سجود على السامع مشروط ہے سجدہ تالی (قاری) کے ساتھ، یہاں چونکہ وہ شرط نہیں پائی گئی تھی اس لئے آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا، یہی بات امام ترمذیؒ نے فرمائی ہے وتأول بعض أهل العلم هذا الحديث. فقال: إنما ترك النبي صلى الله عليه وسلم السجود لأن زيد بن ثابت حين قرأ، فلم يسجد اھ [2]۔

۳۳۱۔ بَابُ مَنْ رَأَى فِيهَا السُّجُودَ

مفصل میں سجدے کرنے کا بیان

یہ باب پہلے باب کا مقابل ہے، پہلا باب مالکیہ کے موافق تھا اور یہ باب جمہور کے موافق ہے۔

۱۴۰۶ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. عَنِ الْأَسْوَدِ. عَنْ عَبْدِ اللهِ، "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ فِيهَا، وَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ. فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصًى - أَوْ تُرَابٍ - فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ. وَقَالَ: يَكْفِينِي هَذَا". قَالَ عَبْدُ اللهِ: «فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی اور سجدہ فرمایا حاضرین مجلس میں سے تمام لوگ سجدہ میں چلے گئے صرف حاضرین میں سے ایک شخص نے اپنے ہاتھ میں کنکر یا مٹی اٹھا کر اپنے چہرہ پر لگائی اور کہا میرے لئے یہ کافی ہے، عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکے اس عمل کی وجہ سے اس شخص کو حالت کفر میں قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (۱۰۱۷) صحيح البخاري - الجمعة (۱۰۲۰) صحيح البخاري - المناقب (۳٦٤۰) صحيح البخاري - المغازي (۳۷٥٤) صحيح البخاري - تفسير القرآن (٤٥٨٢) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٦) سنن النسائي - الافتتاح (۹٥۹) سنن أبي

---

[1] امام سے مراد صلوۃ نہیں بلکہ امام قراءۃ ہے بمعنی متبوع اور پیشوا گویا قاری قرآن پیشوا ہے اور سامع قاری کے تابع ہے سجدہ کرنے میں، کذا یستفاد من الروایات التی ذکرھا صاحب المنھل، ۱۲۔

[2] جامع الترمذي - كتاب السفر - باب ماجاء من لم يسجد فيه ٥٧٦

داود-الصلاة(١٤٠٦) مسند أحمد-مسند المكثرين من الصحابة(١/٣٨٨) مسند أحمد-مسند المكثرين من الصحابة(١/٤٠١) مسند أحمد
-مسند المكثرين من الصحابة(١/٤٣٧) مسند أحمد-مسند المكثرين من الصحابة(١/٤٤٣) سنن الدارمي-الصلاة(١٤٦٥)

شرح الحدیث ایک مرتبہ آپ ﷺ نے سورۂ نجم تلاوت فرمائی پس سجدہ کیا آپ ﷺ نے اس کی وجہ سے، اور سب لوگوں نے بھی سجدہ کیا، اہل مجلس میں سے کوئی باقی نہ رہا سجدہ کرنے سے سوائے ایک شخص کے کہ اس نے بجائے سجدہ کے یہ کیا کہ اپنے ہاتھ میں کنکریاں یا مٹی لے کر اس کو اپنے چہرے کیطرف لے گیا (اور اس پر اپنا سر رکھ دیا کما فی روایۃ الحاکم) اور کہا کہ بس مجھے تو یہی کافی ہے، یعنی زمین پر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں، راوی کہتا ہے اس شخص کو میں نے اس واقعہ کے بعد دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

یہ شخص امیہ بن خلف تھا کما فی روایۃ البخاری فی کتاب التفسیر اور یہ جنگ بدر میں مارا گیا، اس شخص کی تعیین میں اور بھی اقوال ہیں جو حاشیہ بخاری میں مذکور ہیں، لیکن اصح اور راجح اسی قول کو لکھا ہے۔

اور نسائی کی روایت میں مطلب بن ابی وداعہ کے بارے میں ہے وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے سجدہ نہیں کیا تھا، اس لئے کہ میں اس وقت تک اسلام نہیں لایا تھا (بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اب سجدہ نہ کرنے والے دو شخص ہوئے، امیہ بن خلف اور مطلب بن ابی وداعہ، حالانکہ یہاں روایت میں عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک ہی شخص کے بارے میں حصر کیا ہے، جواب یہ ہے کہ ممکن ہے انہوں نے صرف ایک ہی کو دیکھا ہو اس لئے ایک ہی کا استثناء کیا، اور یا ایک کی تخصیص انہوں نے اس اعتبار سے کی ہو جو یہاں روایت میں مذکور ہے فاخذ کفاً من تراب یعنی سجدہ نہ کرنے والے تو دو تھے لیکن مٹھی میں مٹی لے کر اس پر سر رکھنے والا ایک ہی شخص تھا۔

یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے قبل الہجرۃ کما فی روایۃ البخاری عن ابن مسعود، اور بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت میں یہاں تک تصریح ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ مسلمین مشرکین، جن وانس سبھی نے سجدہ کیا، آپ ﷺ نے تو سجدہ باری تعالیٰ کے امتثال امر میں کیا اور اس لئے کیا کہ اس سورت کے شروع میں عظیم نعمتوں کا ذکر ہے ان کے شکریہ میں آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور مسلمین نے سجدہ آپ ﷺ کے اتباع میں کیا۔

سجود مشرکین کا منشا: رہا سوال یہ کہ مشرکین نے سجدہ کیوں کیا؟ اس کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں: بعض نے کہا کہ چونکہ اس سورت میں اصنام، لات وعزی وغیرہ کا ذکر تھا تو اس سے خوش ہو کر وقتی طور سے آپ ﷺ کی موافقت میں انہوں نے بھی سجدہ کر لیا، اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قدس سرہٗ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں یہ تحریر فرمایا ہے (کما فی حاشیۃ اللامع) کہ اس وقت اس بابرکت مجلس میں انوار وتجلیات باری کا ایسا ظہور ہوا جس سے حق کا ایسا وضوح وانکشاف ہوا کہ مشرکین بھی اس کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے، لیکن پھر بعد میں جہاں تھے وہیں آ گئے [1]۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ للدہلوی — ج ۲ ص ۲۳

حضرت اقدس گنگوہیؒ کی رائے بھی یہی ہے جیسا کہ الکوکب الدری میں مذکور ہے، اور حضرت سہارنپوری نے بذل المجہود [1] میں ایک مشہور قصہ نقل فرمایا ہے جس کو شراح حدیث تو یہاں اس حدیث کی تشریح میں اور حضرات مفسرین سورۂ حج کی آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ [2] کے ذیل میں ذکر کرتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے، نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول یا نبی مگر یہ کہ جب وہ آیات (وحی) تلاوت کرتا یعنی لوگوں کو پڑھ کر سناتا تو شیطان، اس کی تلاوت میں القاء کرتا رہا ہے یعنی اپنی طرف سے وحی میں غیر وحی کا القاء اور خلط کر دیتا ہے۔

اور وہ واقعہ یہ ہے جس کو ابن ابی حاتم اور ابن جریر طبری اور جلال الدین محلی نے تفسیر جلالین میں [3]، اور محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے سیرت میں اور موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں، سعید بن جبیر سے مرسلاً اور سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ مسنداً روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم تلاوت فرما رہے تھے، جس وقت آپ ﷺ اس آیت پر پہونچے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ [4] اَلْقَى الشَّيْطَانُ عَلٰى لِسَانِهٖ تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَشَفَاعَتُهُنَّ لَتُرْتَجٰى یعنی شیطان نے آپ ﷺ کی زبان سے (لات وعزیٰ وغیرہ اصنام کی مدح میں) یہ کلمات جاری کر دئے کہ یہ بلند پرواز پرندے ہیں اور تحقیق کہ ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔

اس پر مشرکین بہت مسرور ہوئے اور کہنے لگے کہ اس نبی نے آج تک ہمارے بتوں کی تعریف نہیں کی تھی آج کی ہے، اس لئے وہ بھی آپ ﷺ کی موافقت میں سجدے میں چلے گئے (یہ واقعہ سجود مشرکین کا منشا بنا)۔

اس واقعہ کی صحت کے بارے میں شروع ہی سے علماء میں اختلاف رہا ہے، ایک جماعت اس واقعہ کا انکار کرتی ہے، جن میں قاضی ابو بکر ابن العربیؒ اور قاضی عیاضؒ وغیرہ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ من گھڑت اور زنادقہ وملاحدہ کی اختراع ہے، اسرائیلیات کے قبیل سے ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، یہی رائے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ہے، لمعات شرح مشکوۃ میں وہ فرماتے ہیں "مدح اصنام تو کفر صریح ہے، حضور ﷺ کی زبان مبارک سے عمداً تو کیا سہواً بھی صادر نہیں ہو سکتی، اسی لئے اس واقعہ کا ذکر نہ تو کتب صحاح میں ہے اور نہ دوسری تصنیفات حدیثیہ میں، بلکہ بعض اہل سیر اور ان مورخین نے نقل کیا ہے جو حکایات غریبہ کے نقل کرنے کے شوقین ہوتے ہیں"، اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنے تراجم بخاری میں اور حضرت اقدس گنگوہیؒ نے الکوکب الدری میں تحریر فرمایا ہے کہ اس قصہ کی کوئی اصل نہیں ہے۔

لیکن حافظ ابن حجرؒ اس قصہ کو بے اصل ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں، اور فرماتے ہیں علی قواعد المحدثین اس واقعہ کا انکار مشکل ہے

---

1. بذل المجهود في حل أبي داود- ج ٧ ص ٢٠٧
2. اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں (سورة الحج ٥٢)
3. تفسير الجلالين- ص ٣٣٨، جامع البيان عن تأويل آي القرآن (تفسير الطبري)- ج ١٦ ص ٦٠٢-٦٠٣
4. بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ کو اور منات تیسرے پچھلے کو (سورة النجم ١٩-٢٠)

کیونکہ جب اس واقعہ کے طرق کثیر ہیں اور طرق کے مخارج بھی متعدد ہیں، خواہ ضعیف ہی سہی تو پھر اسکی کوئی اصل ضرور ہے، خصوصاً جبکہ میں کہہ چکا ہوں کہ اسکی تین سندیں علی شرط الصحیح ہیں گو مرسل ہیں، اور مرسل حدیث حجت ہے عند الجمہور خصوصاً بعد الاعتضاد۔

وہ فرماتے ہیں باقی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ یہ واقعہ اپنے ظاہر پر قطعاً محمول نہیں ہے، لہٰذا اسکی تاویل ضروری ہے، پھر حافظؒ نے اس کی چھ، سات توجیہات ذکر کیں، جن میں سے بعض کو انہوں نے خود ہی ناپسند کر کے رد کر دیا ہے [1]:

① یہ کلمات مدحیہ آپ ﷺ کی زبان سے اسوقت جاری ہوئے جبکہ آپ ﷺ اونگھ کی حالت [2] میں تھے (جو اختیاری حالت نہیں) پھر جب آپ ﷺ کو پتہ چلا کہ یہ کیا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح آیات کو محکم فرما دیا، اور شیطان کے القائی کلمات کو رد اور منسوخ کر دیا کما قال اللہ تعالیٰ: فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ [3]۔

② مشرکین کی عادت تھی کہ جب وہ اپنے آلہہ کا ذکر کرتے تھے تو وہ ان کیلئے یہ کلمات مدحیہ استعمال کرتے تھے، آپ ﷺ بھی چونکہ یہ کلمات سنتے تھے، اس لئے آپ ﷺ کے حافظہ میں یہ بیٹھ گئے تھے اسی لئے جب آپ ﷺ سورۂ نجم کی یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے تو بلا قصد آپ ﷺ کی زبان سے صادر ہو گئے۔

③ آپ ﷺ نے یہ کلمات توبیخاً پڑھے تھے یعنی کفار کی زجر و توبیخ کیلئے، قاضی عیاضؒ نے اس جواب کو پسند فرمایا ہے، خصوصاً اس لئے بھی کہ اس زمانے میں کلام فی الصلوٰۃ جائز تھا۔

④ جب آپ ﷺ پڑھتے پڑھتے کفار کے آلہہ کے ذکر پر پہونچے تو مشرکین کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں یہ (محمد ﷺ) اب آگے کلمات مذمت نہ فرما دیں اس لئے کفار نے جلدی سے اپنی طرف اس آپ ﷺ کی تلاوت میں ان کلمات کو خلط کر دیا جیسا کہ ان کی عادت تھی خلط کرنے کی، قال اللہ تعالیٰ: لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ [4]، اور اس القاء کی نسبت شیطان کی طرف اسلئے کی گئی کہ حامل اس پر وہی تھی۔

⑤ تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى یہ دو آیتیں تھیں کلام پاک کی (جو اب منسوخ التلاوۃ ہیں) اور الغرانیق العلیٰ سے مراد صرف ملائکہ تھے اور مطلب یہ تھا کہ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں جن کی صرف سفارش کی امید کی جا سکتی ہے، اس سے زیادہ وہ کچھ اور نہیں کر سکتے (یعنی اگر وہ العیاذ باللہ بنات اللہ ہوتے (کما قولا) تو پھر اس سے زائد پر قادر ہوتے) لیکن کفار نے تِلْكَ کا اشارہ بجائے ملائکہ کے مذکورہ بالا اصنام یعنی لات و عزیٰ اور منات کی طرف سمجھا اور اس سے خوش

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري- ج٨ص ٤٣٩ـ ٤٤٠

[2] یہ توجیہ قتادہ سے مروی ہے، قاضی عیاضؒ نے اس کو رد کر دیا: لانه لا ولاية للشيطان عليه في النوم ايضا۔

[3] پھر اللہ مٹا دیتا ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی باتیں (سورۃ الحج ٥٢)

[4] مت کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اس کے پڑھنے (سورۃ فصلت ٢٦)

ہوئے کہ آج ہمارے آلہہ کی مدح ہوئی (لہذا اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے ان آیات کو منسوخ ہی کر دیا گیا)۔

⑥ آپ ﷺ اس سورت کو خوب ترتیب کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ ذکر آلہہ پر پہونچے تو شیطان نے ایک دم آپ ﷺ کے سکتہ میں ان کلمات کو آپ ﷺ کے نغمہ ولہجہ میں اسطرح پڑھ دیا جس سے سامعین یہ سمجھے کہ یہ کلمات بھی آپ ﷺ ہی نے پڑھے ہیں، حالانکہ فی الواقع آپ ﷺ نے نہیں پڑھے تھے، اس توجیہ کو اکثر علماء نے پسند کیا ہے حافظؒ کہتے ہیں وھذا الحسن [1] الوجوہ۔

یہ پہلے لکھا جاچکا کہ حضرت اقدس گنگوہیؒ نے الکوکب الدری میں فرمایا ہے کہ اس واقعہ کی کوئی اصل محقق نہیں ہے، اب سوال یہ ہوگا کہ پھر آیت کریمہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى الآية کا کیا مطلب ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ تفسیر بیان القرآن دیکھی جائے اور حضرت گنگوہی قدس سرہ کی ایک تالیف منیف جس کو حضرت شیخ کے والد مولانا محمد یحیٰ صاحبؒ نے لطائف رشیدیہ کے نام سے طبع کرایا تھا جس میں بعض آیا قرآنیہ کا مطلب بیان فرمایا گیا ہے، اسکی طرف بھی رجوع کیا [2] جائے۔

۳۳۲۔ بَابُ السُّجُودِ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، وَاقْرَأْ

سورۃ انشقاق اور سورۃ علق میں سجدہ کرنے کا بیان

۱۴۰۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ».

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ سورۃ انشقاق اور سورۃ علق میں سجدہ کیا۔

تخریج: صحیح البخاري – الأذان (۷۳۲) صحیح البخاري – الأذان (۷۳۴) صحیح البخاري – الجمعة (۱۰۲٤) صحیح البخاري –

---

[1] وہ اس لئے کہ اس صورت میں شیطان کا کوئی تسلط یا تصرف حضور ﷺ پر نہیں پایا جاتا بلکہ شیطان کا اپنا ایک فعل ہے نیز یہ ابن عباسؓ کی تفسیر کے موافق ہے کہ انہوں نے تمنی اور امنیہ کی تفسیر تلاوت کے ساتھ کی ہے۔

[2] قارئین کی سہولت کیلئے رسالہ مبارکہ (تالیفات رشیدیہ ص ۶۷۵) سے یہاں قدرے نقل کرتا ہوں وھو ھذا سوال ②: اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ کے معنی مع تحقیق روایہ جلالین جو اس کی تفسیر میں وارد ہے، ارشاد ہو۔

الجواب: ترجمہ آیت کا نہ معلوم کون وجہ ہے کہ پوچھتے ہو اگر وجہ اشکال لکھدیتے تو بہتر تھا، خیر لکھتا ہوں، جس وقت پڑھتا ہے ڈالتا ہے شیطان اس کی قرأت میں، جلالین نے تو ایسی خبط روایت لکھدی کہ عقل نقل کے خلاف ہے (اسکے بعد حضرت نے اس واقعہ کی ایک توجیہ لکھی، پھر آگے تحریر فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اگر یوں کہا جائے کہ قراءۃ میں القاء کرنے سے یہ مراد ہے کہ کفار کو جو قراءۃ پہونچتی ہے اس میں مفتری لوگ کچھ افتراء کر کے کم زیادہ حسب خواہش کر کے جا سناتے ہیں کہ جس سے حضرات انبیاء پر طعن کا موقع ہو جائے تو کیا حرج ہے یہ تصور کرنا کہ عین وقت قراءۃ کے القاء کر دیتا ہے، اس تخصیص وقت کا قرینہ کیا ہے؟ بلکہ قرآن میں تحریف کرنا مراد ہے الی آخر ما افاد، ۱۲۔

الجمعة (١٠٢٨) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٨) جامع الترمذي - الجمعة (٥٧٣) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦١) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٢) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٣) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٥) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٦) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٧) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٠٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٥٩) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٢٩) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٧٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٦٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٦٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧١)

١٤٠٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا بَكْرٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ: فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، فَسَجَدَ، فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ السَّجْدَةُ؟ قَالَ: «سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ».

ترجمہ: ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ نماز عشاء پڑھی تو حضرت ابوہریرہؓ نے اس نماز میں سورۃ انشقاق پڑھ کر سجدہ کیا تو میں نے دریافت کیا کہ یہ کیسا سجدہ ہے؟ تو حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس آیت کی تلاوت کے بعد سجدہ کیا تھا لہٰذا میں مرتے دم تک اس آیت کی تلاوت کے بعد سجدہ کرتا رہوں گا۔

تخریج: صحیح البخاري - الأذان (٧٣٢) صحیح البخاري - الأذان (٧٣٤) صحیح البخاري - الجمعة (١٠٢٤) صحیح البخاري - الجمعة (١٠٢٨) صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٨) جامع الترمذي - الجمعة (٥٧٣) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦١) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٢) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٣) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٥) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٦) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٧) سنن النسائي - الافتتاح (٩٦٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٠٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٥٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٠٥٩) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٢٩) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٧٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٦٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٦٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٧١)

٣٣٣ـ بَابُ السُّجُودِ فِي ص

سورۂ ص میں سجدہ کرنے کا بیان

١٤٠٩ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «لَيْسَ ص مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا».

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سورۂ ص کا سجدہ مؤکدہ سجدوں میں سے نہیں ہے اور تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ ص میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

تخریج: صحیح البخاري - الجمعة (١٠١٩) صحیح البخاري - أحاديث الأنبياء (٣٢٣٩) صحیح البخاري - أحاديث الأنبياء (٣٢٤٠) صحیح البخاري - تفسير القرآن (٤٣٥٦) صحیح البخاري - تفسير القرآن (٤٥٢٨) صحیح البخاري - تفسير القرآن (٤٥٢٩) جامع الترمذي - الجمعة (٥٧٧) سنن النسائي - الافتتاح (٩٥٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٠٩) مسند أحمد - من مسند بني هاشم

(۱/۳۵۹) سنن الدارمي- الصلاة (۱۴۶۷)

شرح الحديث عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَيْسَ ص مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ: یہ ابن عباسؓ کی اپنی رائے ہے، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا یہ ہماری دلیل ہے اس لئے کہ بغیر آیت سجدہ کے سجدہ کرنا کسی کے یہاں مشروع نہیں۔

۱۴۱۰ – حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ص، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ آخَرُ قَرَأَهَا، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَزَّنَ النَّاسُ لِلسُّجُودِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا هِيَ تَوْبَةُ نَبِيٍّ، وَلَكِنِّي رَأَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُودِ». فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدُوا.

ترجمہ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر سورۃ ص کی تلاوت فرمائی جب حضور ﷺ آیت سجدہ پر پہنچے (اور آپنے آیت سجدہ کی تلاوت کی) تو آپ ﷺ منبر سے اترے اور آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور حاضرین مجلس نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا جب ایک اور (جمعہ) کا دن آیا تو آپ ﷺ نے (دوبارہ) اس سورۃ ص کی تلاوت فرمائی جب آپ ﷺ نے آیت سجدہ پڑھی تو حاضرین مجلس سجدہ کرنے کی تیاری کرنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ تو ایک نبی کی توبہ ہے لیکن تم لوگوں کو سجدہ کرنے کیلئے تیار دیکھ رہا ہوں پس آپ ﷺ منبر سے اترے اور آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو حاضرین مجلس نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔

تخریج سنن أبي داود- الصلاة (۱۴۱۰) سنن الدارمي- الصلاة (۱۴۶۶)

شرح الحديث آپ ﷺ نے پہلی بار سورۂ ص میں سجدہ کیا، معلوم ہوا کہ اس میں آیت سجدہ ہے۔

قوله: وَلَكِنِّي رَأَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُودِ: لیکن جب میں نے تم کو دیکھا کہ تم سجدہ کیلئے تیار ہو گئے ہو اس لئے آپ ﷺ نے منبر پر سے اتر کر سجدہ کیا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کا ارادہ سجدہ کرنیکا نہیں تھا بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ مطلب ہو کہ ابھی فی الحال سجدہ کرنیکا ارادہ نہیں تھا کیونکہ سجدہ علی الفور واجب نہیں، نیز امام طحاویؒ [1] نے مجاہد سے نقل کیا کہ ابن عباسؓ سے سورۂ صٓ کے سجدہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ [2]، یعنی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو مامور و مکلف فرمایا ہے اس بات کا کہ وہ انبیاء سابقین کی سیرت کو اختیار کریں اور انبیاء سابقین میں حضرت داود علیہ السلام بھی ہیں اور ان کے سجدہ کرنے کا اس سورت میں ذکر ہے، واضح رہے کہ حضرات شافعیہ بھی اس سورت میں سجدہ کے قائل ہیں لیکن وہ اس کو غیر عزائم سے قرار دیتے ہیں جیسا کہ ابتدائی مباحث میں گزر چکا ہے۔

---

[1] شرح معاني الآثار- كتاب الصلاة- باب المفصل هل فيه سجود أم لا؟ ۲۱۳۱ (ج ۱ ص ۳۶۱)

[2] یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل ان کے طریقہ پر (سورۃ الأنعام ۹۰)

٣٣٤- بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَهُوَ رَاكِبٌ، وَفِي غَيْرِ الصَّلَاةِ

ایک شخص سواری کی حالت میں آیت سجدہ سنے (کیا اسی حالت میں سجدہ کرے یا زمین پر اتر کر سجدہ کرے)

اور حاشیہ کے نسخہ میں ترجمہ کے الفاظ میں اتنا اضافہ ہے وفي غير صلوة۔

١٤١١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو الْجُمَاهِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً، فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، مِنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ فِي الْأَرْضِ، حَتَّى إِنَّ الرَّاكِبَ لَيَسْجُدُ عَلَى يَدِهِ».

ترجمہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال آیت سجدہ تلاوت فرمائی تو تمام لوگ سجدہ میں چلے گئے ان حاضرین مجلس میں بعض حالت سواری میں تھے اور بعض زمین پر سجدہ کررہے تھے، یہاں تک کہ سوار شخص (اپنا ہاتھ اپنی سواری کی زین پر رکھ کر) اپنے ہاتھ کے اوپر سجدہ کررہا تھا۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٥) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٦) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٩) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤١١) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٤٢/٢)

شرح الحديث یعنی حضور ﷺ نے ایسی سورۃ تلاوت فرمائی جس میں آیت سجدہ تھی یا ممکن ہے صرف آیت سجدہ ہی پڑھی ہو بیان جواز کیلئے اس لئے کہ صرف آیۃ سجدہ پڑھنا خلاف اولیٰ ہے، ابہام تفصیل کی وجہ سے۔

قوله: فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، مِنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ فِي الْأَرْضِ، حَتَّى إِنَّ الرَّاكِبَ لَيَسْجُدُ عَلَى يَدِهِ: اس سے معلوم ہوا کہ سجدۂ تلاوت سواری پر بالا یماء جائز ہے جمہور علماء ومنهم الحنفية کا مذہب یہی ہے، ہاتھ کے اوپر یا زین کے اوپر سر رکھنے کی ضرورت نہیں صرف اشارہ کافی ہے، لیکن حنفیہ کے یہاں اس کی تصریح ہے کہ سجود علی الدابۃ اس صورت میں جائز ہے جبکہ سواری ہی پر پڑھا یا سنا ہو، لہذا اگر تلاوت زمین پر کی ہو تو سواری پر سجود جائز نہیں، نیز فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر زحام کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کرسکے تو غیر ارض مثلاً فخذ وغیرہ پر کرنا جائز ہے اور اگر کوئی شخص زمین کے اوپر ہاتھ رکھ کر سجدہ کرے تو ایسا بلا عذر کرنا مکروہ ہے لیکن سجدہ صحیح ہو جائیگا عند أبي حنيفة۔

مسئلۃ الباب میں مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ سجدۂ تلاوت راکباً مسافر کیلئے تو جائز ہے اور جو مسافر شرعی نہ ہو اس کو سواری سے اتر کر سجدہ کرنا ضروری ہے [1]۔

١٤١٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ الْمَعْنَى، عَنْ

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج٨ ص ٣٣

عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ - قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: - فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ، حَتَّى لَا يَجِدَ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ".

ترجمہ: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے علاوہ حالت میں ہمیں سورۃ پڑھ کر سناتے جب آپ ﷺ آیت سجدہ کی تلاوت کرتے تو آپ ﷺ سجدہ فرماتے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہجوم کی وجہ سے ہم میں سے بعض لوگوں کو اپنی پیشانی زمین پر رکھنے کی جگہ نہ ہوتی۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٥) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٦) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٩) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤١٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٤٢/٢)

شرح الحدیث: قوله: فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ، حَتَّى لَا يَجِدَ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ: مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی مجلس میں تلاوت فرماتے تھے تو جب اس میں آیت سجدہ آتی تھی اور آپ ﷺ سجدہ کرتے تھے تو اس وقت مجلس میں جتنے بھی حاضر ہوتے تھے سبھی سجدہ کرتے اور سجدہ کرنے والوں کا ہجوم ہو جاتا تھا یہاں تک کہ سجدہ کیلئے سر رکھنے کی بھی جگہ نہیں رہتی تھی، اور طبرانی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جب اہل مکہ نے اسلام ظاہر کرنا شروع کیا تو ایسا ہوتا تھا کہ آپ ﷺ تلاوت فرماتے اور سجدہ کرتے تو سب لوگ سجدہ کرتے حتی سجد الرجل علی ظهر الرجل، پہلی حدیث کے ضمن میں گزر چکا کہ عند الزحام غیر ارض پر سجدہ کرنا (فخذ وغیرہ) پر جائز ہے۔

اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں، ہاں حاشیہ والا نسخہ اگر لیا جائے تو بیشک مطابقت ہو جائے گی۔

١٤١٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ، فَإِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ، وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ». قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَكَانَ الثَّوْرِيُّ يُعْجِبُهُ هَذَا الْحَدِيثُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «يُعْجِبُهُ لِأَنَّهُ كَبَّرَ».

ترجمہ: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے قرآن کی تلاوت فرماتے جب آپ ﷺ آیت سجدہ پڑھ کر گزرتے تو اللہ اکبر کہہ کر سجدہ فرماتے اور ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ عبد الرزاق کہتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ کو یہ حدیث پسند تھی۔ امام ابو داودؒ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ اس حدیث کو اس لئے پسند فرماتے کیونکہ اس حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ سجدہ تلاوت سے پہلے اللہ اکبر کہتے تھے۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٥) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٦) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٢٩) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٧٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤١٣) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٧/٢) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١٤٢/٢)

شرح الحدیث: قولہ: وَكَانَ الثَّوْرِيُّ يُعْجِبُهُ هَذَا الْحَدِيثُ: سفیان ثوریؒ کو یہ حدیث پسند تھی، مصنف اعجاب کی وجہ بیان کر رہے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ آپ ﷺ سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہتے تھے، بخلاف دوسری احادیث کے کہ ان میں یہ زیادتی نہیں ہے۔

سجدۂ تلاوت میں سر اٹھاتے وقت تکبیر بالاتفاق ہے اور جاتے وقت ظاہر الروایۃ میں ہے اور غیر ظاہر الروایۃ میں نہیں والاُولیٰ اصح، سجدۂ تلاوت کا طریقہ مع اختلاف ائمہ ابتدائی مباحث میں گزر چکا ہے۔

۳۳۵- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَجَدَ

سجدہ تلاوت میں کیا دعا پڑھے؟

۱۴۱۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، يَقُولُ فِي السَّجْدَةِ مِرَارًا: «سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کی تلاوت کردہ آیات سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے: میرا چہرہ اس ذات کے سامنے جھک گیا جس نے اس چہرہ کو پیدا کیا اور اس میں کان اور آنکھیں بنائی اپنی طاقت اور قدرت سے۔

تخریج: جامع الترمذي-الجمعة(۵۸۰)سنن النسائي-التطبيق(۱۱۲۹)سنن أبي داود-الصلاة(۱۴۱۴)مسند أحمد-باقي مسند الأنصار(۲۱۷/۶)

شرح الحدیث: سجدۂ تلاوت اگر فرض نماز میں ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھے اور اگر خارج صلوۃ ہو یا نفل نماز ہو تو اختیار ہے، خواہ وہ دعا پڑھے جو حدیث میں مذکور ہے یا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، اور بعض کہتے ہیں یہ بہتر سُبْحٰنَ رَبِّنَآ إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا، جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں ہے إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَيَقُولُونَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ [1]۔

عمل بالرؤیا کی مثال: اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر میں نے نماز پڑھی اور آیت سجدہ پر میں نے سجدہ کیا تو اس درخت نے بھی سجدہ کیا، میں نے غور سے سنا کہ وہ درخت سجدہ میں یہ دعا پڑھ رہا تھا (دعاء ترمذی میں مذکور ہے [2])

---

[1] جن کو علم ملا ہے اس کے پہلے سے جب ان کے پاس اس کو پڑھیے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں پاک ہے ہمارا رب بیشک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا (سورۃ الإسراء ۱۰۷-۱۰۸)

[2] اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ. ترجمۃ: اے اللہ میرے لئے اس سجدے کا ثواب لکھ اور اس کی وجہ سے میرے گناہ کم کر اور اسے اپنے پاس میری لئے ذخیرہ آخرت بنا اور اسے مجھ سے قبول فرما جیسا کہ تو نے اپنے بندے داود سے قبول فرمایا (جامع الترمذي كتاب السفر باب ما يقول في سجود القرآن ۵۷۹)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس قصہ کے بعد ایک روز میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سجدہ تلاوت میں وہی اذکار پڑھ رہے تھے جو اس شجر نے پڑھے تھے۔

٣٣٦۔ بَابُ فِيمَنْ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ بَعْدَ الصُّبْحِ

نماز فجر کے بعد (طلوع آفتاب سے پہلے) کوئی شخص آیت سجدہ کی تلاوت کرے تو کیا اسی وقت سجدہ کر سکتا ہے؟

١٤١٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ، قَالَ: لَمَّا بَعَثْنَا الرَّكْبَ، قَالَ أبو داود: «يَعْنِي إِلَى الْمَدِينَةِ»، قَالَ: كُنْتُ أَقُصُّ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَأَسْجُدُ، فَنَهَانِي ابْنُ عُمَرَ أَنْتَهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ عَادَ، فَقَالَ: «إِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَلَمْ يَسْجُدُوا حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

ترجمہ أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ کہتے ہیں کہ ہمیں جب مدینہ منورہ کی طرف قافلہ میں بھیجا گیا تو میں نماز فجر کے بعد لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتا (اس میں آیت سجدہ کی تلاوت بھی کرتا تو) میں اسی وقت میں سجدہ تلاوت کر لیتا طلوع آفتاب سے پہلے، تو مجھے عبداللہ بن عمرؓ نے اس سے منع فرمایا ان کے تین مرتبہ منع فرمانے کے باوجود میں باز نہ آیا تو عبداللہ بن عمرؓ نے چوتھی مرتبہ مجھے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا میں نے آپ ﷺ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ و عثمانؓ کے پیچھے نماز فجر پڑھیں ہیں (یہ حضرات نماز فجر کے بعد جب آیت سجدہ کی تلاوت کرتے) تو طلوع آفتاب سے پہلے سجدہ نہ کرتے (یہ حدیث ابو بحر راوی کی وجہ سے ضعیف ہے لہذا اسی وقت پڑھی ہوئی آیت کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے سجدہ کرنے کی اجازت ہے)۔

شرح الحدیث حَدَّثَنَا أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ، قَالَ: لَمَّا بَعَثْنَا الرَّكْبَ: بعثنا مجہول و معروف دونوں ہو سکتا ہے اگر مجہول ہے تو الرکب منصوب بنزع الخافض ہو گا تقدیر یہ ہو گی لما بعثنا فی الرکب یعنی جب ہم بھیجے گئے ایک قافلہ میں اور معروف کی صورت میں مطلب یہ ہو گا جب ہم نے بھیجا قافلہ کو یعنی ہماری قوم نے بھیجا ایک قافلہ کو (جس میں میں بھی تھا)۔

قولہ: قَالَ: كُنْتُ أَقُصُّ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ: تو میں صبح کی نماز کے بعد لوگوں میں وعظ و نصیحت کی بات کیا کرتا تھا اور آیت سجدہ پر سجدہ بھی اسی وقت کیا کرتا تھا۔

قولہ: فَنَهَانِي ابْنُ عُمَرَ أَنْتَهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ: مجھے ابن عمرؓ نے اس وقت سجدہ کرنے سے منع فرمایا لیکن میں نہیں رکا اور اس کی تین بار نوبت آئی۔

مذاہب ائمہ: حنابلہ کے نزدیک اوقات مکروہہ میں سجدۂ تلاوت ناجائز ہے، بلکہ صحیح ہی نہ ہوگا، اور مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے (گو ہو جائیگا) اور شافعیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک نفل ذات السبب تمام اوقات میں جائز ہے، حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر تلاوت وقت مکروہ ہی میں کی ہے تو سجدہ بھی اسی وقت کر سکتے ہیں، اور اگر تلاوت غیر مکروہ وقت

میں کی تو پھر وقت مکروہ ❶ میں سجدہ کرنا مکروہ ہے لہذا یہ حدیث حنابلہ ومالکیہ کے موافق ہے حنفیہ وشافعیہ کے خلاف ہے، جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ابو بحر راوی کی وجہ سے۔

فائدہ: ابو تمیمہ کا نام طریف بن مجالد ہے اور یہ راوی ثقہ ہیں۔

بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْوِتْرِ
٣٣٧ـ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوِتْرِ

وتر کے تفصیلی ابواب کا بیان-- وتر کے مستحب ہونے کا بیان

١٤١٦ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ، أَوْتِرُوا، فَإِنَّ اللَّهَ وِتْرٌ، يُحِبُّ الْوِتْرَ».

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اے قرآن والو! (مومنو!) وتر پڑھو بے شک اللہ پاک وتر ہے وتر پڑھنے کو پسند فرماتا ہے۔

١٤١٧ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ، زَادَ: فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا تَقُولُ؟ فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ، وَلَا لِأَصْحَابِكَ.

ترجمہ: گزشتہ حدیث کے بعد اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ایک دیہاتی نے پوچھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو تو عبد اللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا یہ حکم تمہارے لیے اور تمہارے ساتھیوں کیلئے نہیں ہے۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٧٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤١٦) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٦٩)

شرح الأحاديث: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ، أَوْتِرُوا: اس میں تمام مسلمین شامل ہیں اسلئے کہ تمام مسلمان اہل الایمان بالقرآن ہیں، لیکن حضرت ابن مسعودؓ نے اس حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول کیا جیسا کہ اگلی روایت میں آرہا ہے، اور ترمذی میں ہے اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں اس حدیث میں وتر سے مراد قیام اللیل ہے جیسا کہ باب قیام اللیل میں گزر چکا کہ اکثر احادیث میں جملہ صلوۃ اللیل پر وتر کا اطلاق کیا گیا ہے، لہذا مطلب یہ ہوا کہ قیام اللیل کے اصل مخاطب حفاظ قرآن ہیں حافظوں کو چاہئے کہ وہ رات کو تہجد میں تلاوت قرآن کیا کریں یہی قرآن کی قدر دانی ہے اور اس سے انتفاع کی ایک خاص شکل ہو اللہ تعالیٰ اعلم۔

❶ یعنی وقت طلوع و وقت غروب اور نصف النہار ہو اما بعد الفجر وبعد العصر فیجوز مطلقاً، ۱۲۔

١٤١٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُرَّةَ الزَّوْفِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ - قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ الْعَدَوِيُّ - خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ».

ترجمہ خارجہ بن حذافہ العدوی کہتے ہیں حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک نے تمہارے لیے ایک نماز کا اضافہ کیا ہے یہ نماز تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے یہ وتر کی نماز ہے اللہ پاک نے تمہارے لیئے عشاء کے بعد سے طلوع فجر کے درمیان اس نماز وتر کا وقت رکھا ہے۔

تخریج جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٤١٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٦٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٦)

شرح الحدیث عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ - قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ الْعَدَوِيُّ - خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ: ای نعم علیکم وزادلکم صلوۃً بعض روایات میں (طبرانی وغیرہ) زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوِتْرُ [1] وارد ہوا ہے۔ قال تعالیٰ: أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنّٰتٍ وَعُيُونٍ ۝ [2]، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یعنی تمہارے ثواب کو بڑھانے کیلئے ایک نماز بڑھادی ہے۔

وجوب وتر کی دلیل: اس حدیث سے صاحب ہدایہ وغیرہ نے وجوب وتر پر استدلال کیا ہے اسلئے کہ نوافل اور تطوعات میں تو کوئی تحدید ہی نہیں ہے زیادتی تو محدود چیز میں ہوا کرتی ہے اور محدود نماز فرض ہی ہے، بعض کو اس پر اشکال ہے کہ مزید کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مزید علیہ کی جنس سے ہو بلکہ امداد کے معنی ہیں ایسی زیادتی جس سے مزید علیہ کی تقویت ہوتی ہو، اسی لئے شیخ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ وجوب وتر پر استدلال اس سے اگلی حدیث سے ہونا چاہئے جو آگے کتاب میں آرہی ہے الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔

٣٣٨ - بَابٌ فِيمَنْ لَمْ يُوتِرْ

وتر نہ پڑھنے والے شخص کیلئے وعید کا بیان

١٤١٩ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الطَّالْقَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْعَتَكِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ

---

[1] المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ١١٦٥٢ ج ١١ ص ٢٥٣

[2] پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے (سورۃ الشعراء ١٣٣ - ١٣٤)

مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا».

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدؓ کہتے ہیں کہ میرے والد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نماز وتر شریعت کا حکم ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں، نماز وتر شریعت کا حکم ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے، نماز وتر شریعت کا حکم ہے جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٤١٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٥٧/٥)

١٤٢٠ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ، سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُدْعَى أَبَا مُحَمَّدٍ، يَقُولُ: إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، قَالَ الْمُخْدَجِيُّ: فَرُحْتُ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ عُبَادَةُ: كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ، فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ».

ترجمہ: بنو کنانہ قبیلہ کے ایک شخص کو مخدجی کہا جاتا تھا انہوں نے ملک شام میں ایک شخص کو جنکی کنیت ابو محمد تھی سے سنا کہ وتر کی نماز واجب (ضروری) ہے۔ مخدجی شخص کہتے ہیں کہ عبادہ بن صامتؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے یہ بات بتلائی تو حضرت عبادہؓ نے فرمایا ابو محمد سے غلطی ہوئی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ پاک نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں پس جو شخص ان نمازوں کو اللہ پاک کے دربار میں لیکر اس طرح حاضر ہوا کہ اسنے ان نمازوں میں کسی نماز کا کوئی حق ضائع نہ کیا ہو اسکے حق کی اہانت نہ کی ہو تو ایسا شخص ان نمازوں کو ان مطلوبہ حقوق کے ساتھ لیکر دربار الٰہی میں حاضر نہ ہوا تو ایسے شخص کیلئے اللہ پاک کا کوئی وعدہ نہیں چاہے تو اللہ پاک اسکو عذاب دے اور چاہے اسکو جنت میں داخل فرمائے۔

تخریج: سنن النسائي - الصلاة (٤٦١) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٢٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٤٠١) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣١٦/٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣١٧/٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣١٩/٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣٢٢/٥) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٧٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٧)

شرح الحدیث: اس حدیث پر کلام بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَوَاتِ میں گزر چکا ہے، کیونکہ یہ حدیث (برقم ٤٢٥) وہاں بھی گزری ہے۔

٣٣٩ - بَابُ كَمِ الْوِتْرُ؟

وتر کی کتنی رکعات ہیں؟

١٤٢١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ،

سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ بِأُصْبُعَيْهِ هَكَذَا: «مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بدوی شخص نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اس طرح دو دو رکعتیں کر کے پڑھو اور وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت نماز ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (٤٦٠) صحيح البخاري - الصلاة (٤٦١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٦) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٨) صحيح البخاري - الجمعة (٩٥٠) صحيح البخاري - الجمعة (١٠٨٦) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٩) جامع الترمذي - الصلاة (٤٣٧) جامع الترمذي - الصلاة (٤٦١) جامع الترمذي - الجمعة (٥٩٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٦٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٦٧) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٦٨) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٦٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٧٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٧١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٧٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٧٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٧٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٣) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٢١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٧٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٧٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣١٩) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٢٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٢٢) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٦٩) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٥٩)

شرح الحدیث: قوله: وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ: عدد رکعات وتر پر کلام باب قیام اللیل میں تفصیل کے ساتھ گزر گیا یہ حدیث ابن عمرؓ کی اس سے قبل بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى میں بطریق نافع (برقم ١٣٢٦) گزر چکی ہے فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى جس سے صاف طور پر حنفیہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

١٤٢٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنِي قُرَيْشُ بْنُ حَيَّانَ الْعِجْلِيُّ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ».

ترجمہ: ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے نماز وتر ہر مسلمان پر لازم ہے جو شخص وتر کی پانچ رکعات پڑھنا چاہے تو پانچ رکعات پڑھ لے اور جو شخص وتر کی تین رکعات پڑھنا چاہے تو وہ تین رکعات وتر پڑھ لے اور جو شخص وتر کی ایک رکعت پڑھنا چاہے تو وہ ایک رکعت وتر پڑھے۔

تخریج: سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٢) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧١٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٢٢) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٥/٤١٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٢)

شرح الحدیث قولہ: وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ: **حنفیہ کی طرف سے حدیث کا جواب:** یہ حدیث بظاہر صریح دلیل ہے ایتار برکعۃ کے جواز کی، اس کا جواب یہ ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوفاً ثابت ہے مرفوعاً نہیں، میں کہتا ہوں کہ جب یہ بات ہے تو پھر ہم حدیث موقوف کا معارضہ کریں گے دوسری حدیث موقوف سے مؤطا محمد میں ہے عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ [1]، ابن الصلاح فرماتے ہیں حضور ﷺ سے ایتار برکعۃ ثابت نہیں ہے، اسی طرح حدیث النہی عن البتیراء مشہور ہے جس کو حافظ ابن عبد البرؒ نے مؤطا کی شرح التمہید میں بسندہ الی ابی سعید الخدریؓ مرفوعاً ذکر کیا ہے، نیز دار قطنی کی روایت ہے عن ابن مسعود مرفوعاً وِتْرُ اللَّيْلِ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ [2]۔

۳۴۰۔ بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ

نماز وتر میں کونسی سورتیں پڑھی جائیں؟

١٤٢٣ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ، ح وحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ، وَهَذَا لَفْظُهُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، وَزُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَ{قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا [3]}، وَاللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ".

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھا کرتے۔

١٤٢٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، قَالَ: وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ.

ترجمہ: عبد العزیز بن جریج کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ وتر میں کونسی سورتیں پڑھا کرتے؟ اسکے بعد گزشتہ کا مفہوم و معنی مذکور ہے عبد العزیز راوی نے یہ ذکر کیا کہ تیسری رکعت میں رسول اللہ ﷺ سورۃ

---

[1] التعليق الممجد على موطأ محمد - كتاب الصلاة - باب السلام في الوتر ٢٦٤ ج ٢ ص ١٧ - ١٨

[2] سنن الدارقطني - كتاب الوتر - باب الوتر ثلاث كثلاث المغرب ١٦٥٣ ج ٢ ص ٣٤٩، المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ٥٠، بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٢٣٦ - ٢٣٧

[3] قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ترجمة: کہہ دے کافروں کو کہ اب تم مغلوب ہو گے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور کیا برا ٹھکانا ہے (سورة آل عمران ١٢)

الاخلاص اور معوذتین تینوں سورتیں (ایک رکعت میں) پڑھتے تھے (یہ روایت ضعیف اور شاذ ہے۔ یہی حدیث ابی بن کعبؓ والی معمول بہا ہے)۔

تخریج: سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٣٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٢٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٧١)

شرح الأحاديث **حدیث الباب پر کلام:** یہ حدیث عائشہؓ ہے اس سے قبل ابی بن کعبؓ کی حدیث میں قُلْ هُوَ اللهُ کیساتھ معوذتین مذکور نہیں ہے، یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ عبدالعزیز بن جریج کا سماع عائشہؓ سے ثابت نہیں ہے اور اس روایت میں اگرچہ سألت عائشة موجود ہے (جو سماع پر دال ہے) لیکن کہا گیا ہے کہ تصریح سماع کی خطاء ہے خصیف راوی کی طرف سے، نیز یہ خلاف معتاد بھی ہے اس سے لازم آئیگا کہ رکعت اخیرہ پہلی رکعتوں سے طویل ہو جائے، لیکن الکوکب الدری میں لکھا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں، تطوعات میں (ومنها الوتر) ہر شفعہ مستقل نماز ہوتی ہے۔

صاحب المنہل لکھتے ہیں معوذتین کی زیادتی کئی روایات سے ثابت ہے محمد بن نصر نے بھی قیام اللیل میں اس روایت کی تخریج کی ہے، اور شافعیہ ومالکیہ کے نزدیک بھی رکعات وتر میں ان سب سورتوں کا پڑھنا سنت ہے، اور حنفیہ وحنابلہ معوذتین کی زیادتی کے قائل نہیں ہیں، اھ [1]۔

صلوٰۃ الوتر میں کون کون سی سورتیں پڑھنا منقول ہے: بعض روایات میں ان سورتوں کے علاوہ بھی دوسری سورتیں مروی ہے، چنانچہ محمد بن نصر کی روایت میں ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں نو سورتیں پڑھتے تھے في الأولى الهكم التكاثر وإنا أنزلناه في ليلة القدر، وإذا زلزلت وفي الثانية والعصر وإذا جاء نصر الله والفتح وإنا اعطيناك الكوثر وفي الثالثة قل يايها الكفرون وتبت يدا أبي لهب وقل هو الله أحد، اور سعید بن جبیر کے بارے میں روایت ہے کہ وہ پہلی رکعت میں خاتمة البقرة اور دوسری میں إنا أنزلناه في ليلة القدر، اور کبھی قل يايها الكافرون اور تیسری میں قل هو الله أحد، اور ابی بن کعبؓ کو حضرت عمرؓ نے امام تراویح بنایا تو وہ پہلی رکعت میں إنا أنزلناه في اليلة القدر، اور دوسری میں قل يايها الكافرون اور تیسری میں قل هو الله أحد پڑھتے تھے (من المنهل [2]) اور ترمذی میں ہے کہ حضرت عثمانؓ وتر کی ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ٥٤

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ٥٤

٣٤١۔ بَابُ الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ

نمازِ وتر کی دعا کا بیان

قنوت کے ایک معنی منجملہ اس کے معانی دعاء کے بھی ہیں اور یہاں اس سے دعاء فی محلِ مخصوص مراد ہے (منہل) [1]۔

١٤٢٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ عَنْهُمَا: عَلَّمَنِي رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ، -قَالَ ابْنُ جَوَّاسٍ: فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ: - «اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ».

ترجمہ حسن بن علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ دعائیہ کلمات سکھلائے کہ میں ان کلمات کو نمازِ وتر میں پڑھا کروں..... احمد بن جواس استاد نے فِي الْوِتْرِ کی جگہ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ کا لفظ نقل کیا ہے..... اے اللہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ ہدایت نصیب فرما جنکو آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور جن لوگوں کو آپ نے عافیت دی ہے مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرما کر ہر طرح کی آزمائشوں سے عافیت نصیب فرما اور جن لوگوں کے معاملات کو آپ حل فرماتے ہیں مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرما کر میرے معاملات کو سدھار دیجئے اور آپ نے مجھے جو کچھ بھلائیاں نصیب فرمائیں ہیں (عمر، صحت، مال، اعمال خیر، علوم وغیرہ) ان میں مجھے برکت عطا فرما اور آپ نے میرے لئے جو فیصلہ فرما دیا ان فیصلوں کی برائی سے مجھے محفوظ فرمایئے کیونکہ آپ ہی فیصلہ فرماتے ہیں اور آپ کے خلاف فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ جس کو آپ دوست بنالیں وہ ذلیل وخوار نہیں ہوتا۔ اے ہمارے رب! آپ بابرکت ہیں اور آپ کی شان بلند وبالا ہے۔

١٤٢٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: فِي آخِرِهِ قَالَ: هَذَا يَقُولُ: فِي الْوِتْرِ فِي الْقُنُوتِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ، أَبُو الْحَوْرَاءِ: رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ.

ترجمہ ابو اسحٰق اپنی سند سے گزشتہ حدیث کے ہم معنی نقل کرتے ہیں زہیر راوی نے حسن بن علی سے نقل کیا یہ دعا حسن بن علیؓ دعا قنوت میں پڑھا کرتے تھے (یہ زہیر کے الفاظ ہیں) زہیر نے یہ نہیں کہا کہ حسن بن علیؓ نے یہ فرمایا ہو کہ میں یہ دعا فی الوتر پڑھا کروں (یہ الفاظ تو ابو الاحوص نے نقل کیئے تھے) ابو الحوراء راوی کا نام ربیعہ بن شیبان ہے۔

تخریج جامع الترمذي - الصلاة (٤٦٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٥) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ٥٤

النهاية (١٧٤٦) سنن أبي داود – الصلاة (١٤٢٥) سنن ابن ماجه – إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٧٨) مسند أحمد – مسند أهل البيت (١٩٩/١) مسند أحمد – مسند أهل البيت (٢٠٠/١) سنن الدارمي – الصلاة (١٥٩١)

شرح الحديث قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ عَنْهُمَا: عَلَّمَنِي رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ، - قَالَ ابْنُ جَوَّاسٍ: فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ: - اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ: قنوت کے بارے میں مصنفؒ نے دو باب قائم کئے ہیں ایک الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ اور ایک چند باب آگے بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَوَاتِ یعنی فی الفرائض۔

اسکے بعد آپ سمجھئے کہ قنوت کی دو قسمیں ہیں: ① ایک قنوت دائمی (جو پورے سال پڑھا جائے)، ② اور ایک قنوت نازلہ (جو صرف حوادث کے وقت پڑھا جائے)، ثانی کا تعلق یعنی اسکا محل فرائض (فرض نمازیں) ہے لہٰذا وہ باب جو آگے آرہا ہے وہ تو ہوا قنوت نازلہ کا، اور یہ باب جو یہاں مذکور ہے یہ اسکا مقابل یعنی قنوت دائمی ہے۔

پھر اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ قنوت دائمی کا محل کیا ہے آیا وتر ہے یا صلوۃ الفجر؟ حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک اس کا محل وتر ہے اور شافعیہ و مالکیہ کے نزدیک اس کا محل صلوۃ الفجر ہے۔

اس کے بعد آپ سمجھئے کہ قنوت میں پانچ مسائل اختلافی ہیں: ① قنوت وتر میں مشروع ہے یا نہیں، ② صلوۃ الفجر میں مشروع ہے یا نہیں، ③ قبل الرکوع ہے یا بعد الرکوع، ④ قنوت کے لئے کونسی دعاء مختار عند الائمہ ہے، ⑤ قنوت نازلہ تمام نمازوں میں مشروع ہے یا صرف صلوۃ الفجر میں، اور دو بحثیں اور ہیں: ① قنوت فی الوتر کے دلائل، ② قنوت فی الفجر (دائما) کے دلائل۔

بحث اول (قنوت وتر میں مشروع ہے یا نہیں): حنفیہ و حنابلہ پورے سال قنوت فی الوتر کے قائل ہیں اور شافعیہ قنوت فی الوتر کے قائل صرف رمضان کے نصف اخیر میں ہیں وهي رواية عن مالك وعن التخيير في القنوت وتركه۔

بحث ثانی (صلوۃ الفجر میں مشروع ہے یا نہیں): امام شافعیؒ و مالکؒ کے نزدیک قنوت فی الفجر پورے سال مشروع و سنت ہے۔

بحث ثالث (قبل الرکوع ہے یا بعد الرکوع): عند الشافعي وأحمد بعد الركوع مطلقاً وعند مالك قبل الركوع مطلقاً وعندنا الحنفية الفرق بين قنوت الوتر وقنوت النازلة فالأول قبل الركوع والثاني بعده۔

بحث رابع (قنوت کے لئے کونسی دعاء مختار عند الائمہ ہے): حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک دعاء قنوت میں اولیٰ سورة الخلع وسورة الحفد ہے اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ (یہ سورة الخلع ہے) اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ (یہ سورة الحفد ہے) اور ایک روایت امام مالکؒ سے یہ ہے کہ دونوں دعاؤں کو جمع کیا جائے اور ہمارے یہاں بھی ایک قول یہی ہے کہ دونوں کو جمع کرنا بہتر ہے اور شافعیہ و حنابلہ

کے نزدیک مختار اور راجح اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ الخ ہے، جو کہ حدیث الباب میں مذکور ہے، اور یہ حدیث سنن اربعہ اور مسند احمد کی حدیث [1] ہے، شافعیہ وحنابلہ کی دلیل ہے اور حنفیہ کی دلیل ترجیح دعا میں مراسیل ابی داؤد کی روایت مرسلہ ہے خالد بن ابی عمران (تابعی) سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے ثُمَّ عَلَّمَهُ هَذَا الْقُنُوتَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ الخ [2]، نیز ابن ابی شیبہ نے بھی اس کو روایت کیا موقوفاً علی ابن مسعود اور ابن السنی نے موقوفاً علی ابن عمر اور درمنثور میں بحوالہ محمد بن نصر وطحاوی عن ابن عباس سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ قنوت میں یہ دو سورتیں پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ الخ۔

فائدہ: علامہ سیوطیؒ نے در منثور کے اخیر میں سورۃ الناس کے بعد ایک سرخی قائم کی ہے ذکر ما ورد فی سورۃ الخلع وسورۃ الحفد، اور پھر اسکے ذیل میں ثابت کیا کہ بعض صحابہ حضرت ابی بن کعبؓ وابو موسی اشعریؓ وغیرہ کے مصحف میں سورۃ الناس کے بعد یہ دو سورتیں مزید پائی جاتی ہیں بسم الله الرحمن الرحيم اللّٰهم إنا نستعينك إلى قوله من يفجرك بسم الله الرحمن الرحيم اللّٰهم اياك نعبد ولك نصلي الخ، لیکن انہوں نے اس پر اپنا کوئی تبصرہ یا شروع میں کوئی تمہید بیان نہیں کی [3]، بظاہر یہ دونوں سورتیں قراءت شاذہ غیر متواترہ کے قبیل سے ہیں اسی لئے صرف بعض مصاحف میں ہیں، مصحف عثمانی جو متواتر اور اجماعی ہے اس میں نہیں ہیں۔

بحث خامس (قنوت نازلہ تمام نمازوں میں مشروع ہے یا صرف صلوۃ الفجر میں): قنوت نازلہ امام شافعیؒ کے نزدیک تمام صلوات میں مشروع ہے اور حنفیہ کے یہاں اس میں تین قول ہیں، فی جمیع الصلوات، فی الصلوۃ الجهرية، فی صلوۃ الفجر فقط، والراجح هو الاخير، اور ابن قدامہ حنبلی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے لیکن الروض المربع (فی فقه الحنابلة) سے معلوم ہوتا ہے کہ شافعیہ کی طرح ان کے یہاں بھی سب نمازوں میں مشروع ہے۔

بحمد اللہ مباحث خمسہ تو ہو گئے اب اخیر کی دو باتیں باقی رہ گئیں، قنوت فی الوتر اور قنوت فی الفجر کے ثبوت کے دلائل۔

بحث سادس: قنوت فی الوتر جس کے حنفیہ اور حنابلہ قائل ہیں اس کا باب اور اس کی احادیث سنن اربعہ میں ملتی ہیں۔

قنوت فی الوتر کے بارے میں محدثین کا طرز عمل: اور امام نسائیؒ نے قنوت فی الوتر کے بجائے ترجمۃ الباب بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ قائم کیا ہے، اور اس میں یہی دو حدیثیں جو سنن ابی داؤد میں ہیں یعنی حسن بن علیؓ اور علیؓ کی حدیث ذکر

---

[1] واخرجه أيضاً ابن خزيمة وابن حبان والحاكم والدارقطني والبيهقي من طريق يزيد عن ابي الحوراء. ورواه البيهقي أيضاً من طريق موسى بن عقبة عن عبد الله بن على عن الحسن وزاد بعد قوله تباركت وتعاليت وصلى الله على النبي محمد. قال النووي في شرح المهذب أنها زيادة بسند صحيح أو حسن. ورواه الحافظ في التلخيص بانه منقطع فان عبد الله بن على لم يلق الحسن بن على رضي الله عنه. اه. ۱۲۔

[2] المراسيل لأبي داود رقم الحديث ۹۱ ص ۱۹۲

[3] الدر المنثور في التفسير بالماثور - ج ۱۵ ص ۸۱۰

کی ہیں اور انہوں نے ان دونوں حدیثوں پر کوئی نقد بھی نہیں کیا ہے، اس کے علاوہ امام نسائیؒ نے دوسرے مقام پر ابی بن کعبؓ کی بھی حدیث ذکر کی ہے جس میں قنوت فی الوتر مذکور ہے، مگر اس میں انہوں نے رواۃ کا اختلاف ثابت کیا ہے اس کے تین طریق میں سے صرف ایک طریق میں قنوت فی الوتر مذکور ہے باقی دو میں نہیں، اور امام ترمذیؒ نے بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ کا باب قائم کر کے اس میں انہوں نے یہی حدیث الباب یعنی حسن بن علیؓ کی حدیث ذکر کی اور اس پر حسن کا حکم لگایا اور فرمایا ولا نعرف عن النبي صلى الله عليه وسلم في القنوت في الوتر شيئا أحسن من هذا، اور ہمارے امام ابو داؤدؒ نے قنوت فی الوتر کے باب میں تین حدیثیں ذکر کی ہیں حسن بن علیؓ کی حدیث اور دوسری علیؓ کی ان دو پر تو کوئی نقد نہیں کیا اور تیسری حدیث ابی بن کعبؓ کی ہے اس میں انہوں نے رواۃ کا اختلاف واضطراب ثابت فرما کر اس کو غیر ثابت اور ضعیف کہا ہے، اور امام بیہقیؒ نے السنن الکبریٰ میں امام ابو داؤدؒ کا کلام اور ان کی رائے نقل کر کے اس کی تائید کی ہے، لیکن علامہ ابن الترکمانیؒ نے الجوهر النقی میں امام ابو داؤد کی رائے کا تعقب کرتے ہوئے حدیث ابیؓ کو ثابت قرار دیا ہے۔

واضح رہے کہ صحیحین (بخاری ومسلم) میں قنوت فی الوتر کی کوئی حدیث نہیں ہے اور ہونی بھی نہ چاہئے اسلئے کہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں (کما حکی عنہ الحافظ ابن القیم) لم یصح عن النبي صلى الله عليه وسلم في قنوت الوتر قبل الركوع وبعده شيء (منہل)، لیکن امام بخاریؒ نے ابواب الوتر میں باب القنوت مطلقاً قائم کیا ہے جس میں فی الوتر یا فی الفجر کی کوئی قید نہیں لگائی جس سے بعض شراح کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری کا میلان قنوت فی الوتر کی مشروعیت کی طرف ہے۔

اس کے برعکس صحیح بخاری میں اگرچہ قنوت فی الفجر کی حدیث موجود ہے لیکن انہوں نے قنوت فی الفجر پر کوئی باب منعقد نہیں فرمایا، ہمارے حضرت شیخؒ کی رائے ہے کہ امام بخاریؒ قنوت فی الفجر (دائماً) کے قائل نہیں ہیں۔

بحث سابع: قنوت فی الفجر یعنی دائماً جس کے شافعیہ ومالکیہ قائل ہیں اس کے ثبوت اور دلائل پر کلام ہم انشاء اللہ تعالیٰ باب القنوت فی الصلوٰت کے ذیل میں کریں گے، واللہ الموفق۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ: **شرح السند:** پہلی سند میں ابو اسحاق کے شاگرد ابو الاحوص تھے اور یہاں زہیر ہیں......زہیر اس حدیث کو ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں ابو اسحاق کی سند سابق کے ساتھ اور اسی مضمون کے ساتھ لیکن دونوں روایتوں میں فرق ہے جس کو مصنف آگے بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ ابو الاحوص کی روایت میں أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ خود حسن بن علیؓ کا قول ہے، اور زہیر کی روایت میں یہ ہے ابو الحوراء کہتے ہیں کہ ان کلمات کو حسن بن علیؓ وتر میں پڑھا کرتے تھے، اس صورت میں مقولہ ہوا ابو الحوراء کا، پھر اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وہ ان کلمات کو وتر میں حضور ﷺ کے حکم کے مطابق پڑھتے تھے، اور دوسرا یہ کہ ان کو از خود اپنی رائے سے وتر میں پڑھا کرتے تھے، اور ابو الاحوص کی روایت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ہی نے ان کو یہ کلمات وتر میں پڑھنے کو بتائے تھے۔

بہر حال حضرت حسن اس دعاء کو وتر میں پڑھا کرتے تھے یہ بات تو متعین ہے لیکن رہا یہ کہ حضور ﷺ ہی نے وتر میں پڑھنے کو فرمایا تھا یہ یقینی امر نہیں، (وهذا بحمد الله غاية توضيح وتحقيق لهذا المقام اخذته من كلام صاحب المنهل)۔

١٤٢٧ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ وِتْرِهِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ» ، قَالَ ابو داود: «هِشَامٌ أَقْدَمُ شَيْخٍ لِحَمَّادٍ» ، وَبَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: ابو داود: رَوَى عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ - يَعْنِي - فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، قَالَ ابو داود: رَوَى عِيسَى بْنُ يُونُسَ هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا، عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، وَرُوِيَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، قَالَ ابو داود، وَحَدِيثُ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، رَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرِ الْقُنُوتَ، وَلَا ذَكَرَ أُبَيًّا، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ الْأَعْلَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ وَسَمَاعُهُ بِالْكُوفَةِ مَعَ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا الْقُنُوتَ، وَقَدْ رَوَاهُ أَيْضًا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ وَشُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، وَلَمْ يَذْكُرَا الْقُنُوتَ، وَحَدِيثُ زُبَيْدٍ، رَوَاهُ سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، وَشُعْبَةُ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، كُلُّهُمْ عَنْ زُبَيْدٍ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمُ الْقُنُوتَ إِلَّا مَا رُوِيَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، فَإِنَّهُ قَالَ فِي حَدِيثِهِ: إِنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ، قَالَ ابو داود: «وَلَيْسَ هُوَ بِالْمَشْهُورِ مِنْ حَدِيثِ حَفْصٍ نَخَافُ أَنْ يَكُونَ، عَنْ حَفْصٍ، عَنْ غَيْرِ مِسْعَرٍ» ، قَالَ ابو داود: «وَيُرْوَى أَنَّ أُبَيًّا، كَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ» .

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وتر کی نماز مکمل کرنے کے بعد یہ دعا مانگتے: اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی کے واسطے سے پناہ مانگتا ہوں آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی معافی کے واسطے سے پناہ مانگتا ہوں آپ کی سزا، غصہ اور انتقام لینے سے اور اے اللہ میں آپ کی ذات کے ذریعہ آپ (کے غصہ) سے پناہ مانگتا ہوں میں آپ کی تعریف کرنے پر قادر نہیں آپ نے جیسے خود اپنی تعریف فرمائی ہے آپ بالکل ویسے ہی ہیں اور امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہشام راوی حماد کے سب سے پرانے اساتذہ میں سے ہیں، اور یحییٰ بن معین کا مقولہ مجھے پہنچا ہے کہ حماد بن سلمہ کے حوالہ کسی راوی نے ہشام بن عمرو سے روایت نقل نہیں کی...... امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن یونس اپنی سند سے ابی بن کعبؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے امام ابوداؤد فرماتے ہیں عیسیٰ بن یونس ہی نے اپنی دوسری سند میں اس حدیث کو فطر بن خلیفہ سے نقل کیا انہوں نے اپنی سند متصل سے ابی بن کعبؓ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ نیز حفص بن غیاث سے بھی انکی سند متصل سے مروی ہے کہ ابی بن کعبؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں سعید عن قتادہ والی حدیث کو یزید بن زریع نے عن سعید عن قتادۃ کی سند سے عبد الرحمٰنؒ ابزیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اس روایت میں نہ تو قنوت پڑھنا مذکور ہے اور نہ ہی صحابی ابی بن کعبؓ کا ذکر ہے۔ یزید بن زریع کی طرح عبد الاعلیٰ اور محمد بن بشر العبدی نے بھی سعید بن ابی عروبہ سے کوفہ میں سماع کیا تھا ان راویوں نے قنوت پڑھنے کو ذکر نہیں کیا۔ ہشام الدستوائی اور شعبہ نے بھی قتادہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے انہوں نے بھی قنوت پڑھنے کا ذکر نہیں کیا۔۔۔۔۔ زبید کی حدیث کو سلیمان، الاعمش، شعبہ، عبد الملک بن ابی سلیمان اور جریر بن حازم چاروں شاگردوں نے زبید سے اس روایت کو نقل کیا ہے کسی نے بھی قنوت پڑھنے کو ذکر نہیں کیا البتہ حفص بن غیاث سے روایت ہے من مسعر عن زبید کی سند سے مروی ہے کہ مسعر نے کہا کہ زبید سے مروی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ قنوت قبل الرکوع ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حفص کی احادیث میں مسعر عن زبید والی راویت میں جو قنوت قبل الرکوع مروی ہے یہ مشہور حدیث نہیں ہے ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ حدیث حفص نے مسعر کے علاوہ کسی اور سے نقل کی ہوگی امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ وہ رمضان کہ آخری پندرہ دنوں میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

تخریج جامع الترمذي - الدعوات (٣٥٦٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٤٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٢٧) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٧٩)

شرح الحدیث عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ وِتْرِهِ: یہ باب کی دوسری حدیث ہے، آخر وتر کے مطلب میں چند احتمال ہیں: ① آخری رکعت میں تشہد کے بعد، ② حالت قیام میں قرائت کے بعد رکوع سے قبل دعاء قنوت کیساتھ یا صرف یہی دعاء، ③ وتر سے فارغ ہونے پر سلام کے بعد، جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح بھی ہے لہذا یہی مطلب راجح ہے۔

قَالَ: ابو داود: رَوَى عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ: **حدیث ابی بن کعبؓ تعلیقا:** یہاں سے مصنف ایک تیسری حدیث ذکر کرتے ہیں (حدیث ابی بن کعبؓ) لیکن تعلیقاً، کیونکہ عیسیٰ بن یونس مصنف کے استاذ نہیں ہیں بلکہ استاذ الاستاذ ہیں اور اس تیسری حدیث کو مصنف اس لئے ذکر کر رہے ہیں کہ اس میں ایک نئی بات مذکور ہے جو پہلی دو حدیثوں میں نہیں تھی یعنی محل قنوت۔ چنانچہ اس روایت میں ہے أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ - يَعْنِي - فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ۔

حدیث ابیؓ پر مصنف کا نقد: لیکن مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ ابی بن کعبؓ کی اس حدیث میں قنوت فی الوتر کی زیادتی ثابت نہیں ہے، بلکہ اس حدیث کا صرف اتنا حصہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعات پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الأعلى اور

دوسری میں قل یاایها الکافرون اور تیسری میں قل هو الله أحد جیسا کہ دوسری کتب حدیث نسائی وغیرہ میں یہ مضمون ہے۔

یہ تو یقین کے ساتھ نہیں کہا [1] جاسکتا کہ مصنف قنوت فی الوتر کے اصلاً قائل ہی نہیں ہیں اسلئے کہ مصنف حنبلی ہیں اور امام احمد سے منقول ہے کہ قنوت فی الوتر کے سلسلے میں کوئی حدیث ثابت نہیں لیکن اسکے باوجود وہ قنوت فی الوتر کے قائل تھے اسلئے حضرت عمرؓ پورے سال وتر میں قنوت پڑھتے تھے (هکذا حکی عن أحمد بن حنبل) ایسے ہی باب کے شروع میں مصنف نے حسن بن علیؓ کی حدیث ذکر کی ہے جس سے قنوت فی الوتر ثابت ہوتا ہے اسی طرح دوسری حدیث یعنی علیؓ کی اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے غرض کہ مصنف کے قنوت فی الوتر کے قائل ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اس سلسلے کی جملہ احادیث کو صحیح مانیں۔

الاضطراب الواقع فی السند کی تشریح: اس حدیث میں مصنف رواۃ کا اختلاف یا اضطراب ثابت کر رہے ہیں اس تمام اختلاف واضطراب کا حاصل جو مصنف نے بیان کیا یہ ہے کہ اس حدیث کا مدار سعید بن عبدالرحمن بن ابزیٰ پر ہے اور پھر ان سے روایت کرنے والے دو ہیں قتادہ اور زبید، ہر ایک کے متعدد تلامذہ ہیں اور وہ تلامذہ آپس میں مختلف ہیں اور وہ اختلاف یہ ہے کہ بعض رواۃ اس حدیث میں قنوت کو ذکر کرتے ہیں اور بعض نہیں، نیز بعض نے اس میں ابیؓ کو بھی ذکر نہیں کیا اور حدیث کو مرسلاً روایت کیا۔

اولاً قتادہ کو لیجئے سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے اس حدیث میں قنوت فی الوتر قبل الرکوع ذکر کیا، ہشام دستوائی اور شعبہ نے قتادہ سے اس میں قنوت کو ذکر نہیں کیا، پھر ابن ابی عروبہ کے تلامذہ میں آپس میں ان سے روایت کرنے میں متفق نہیں ہیں صرف عیسیٰ بن یونس اس میں ان سے قنوت ذکر کرتے ہیں، یزید بن زریع اور عبدالاعلی و محمد بن بشیر یہ تینوں ابن ابی عروبہ سے قنوت ذکر نہیں [2] کرتے۔

اسکے بعد ابن زبید کی روایت کو لے لیجئے، مصنف فرما رہے ہیں وَحَدِيثُ زُبَيْدٍ، رَوَاهُ سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، وَشُعْبَةُ الخ کہ زبید کے اکثر تلامذہ ان سے اس حدیث میں قنوت فی الوتر کو ذکر نہیں کرتے اور وہ اکثر یہ ہیں: اعمش، شعبہ، عبدالملک، جریر بن حازم بلکہ صرف مسعر [3] نے زبید سے قنوت کو ذکر کیا ہے اور مسعر سے روایت کرنے والے حفص بن غیاث ہیں (اور اس میں بھی یہ اشکال ہے کہ حفص کی مسعر سے جو مشہور روایت ہے وہ اس طرح نہیں) لہٰذا ہو سکتا ہے کہ یہ حفص کی روایت (جس میں قنوت

---

[1] اسکے لکھنے کی ضرورت اسلئے پیش آئی کہ شروع میں بندہ یہی سمجھتا رہا کہ مصنف بھی قنوت فی الوتر کے بعض دوسرے ائمہ کیطرح قائل نہیں ہیں اسلئے کہ مصنف نے ابی بن کعبؓ کی اس حدیث کو جس میں قنوت فی الوتر کی تصریح ہے بڑی قوت وشدت کے ساتھ رد کیا ہے اور پھر آگے تک کرتے ہی چلے گئے، فقط واللہ اعلم۔

[2] اس پر ابن الترکمانی فرماتے ہیں عیسیٰ بن یونس نہایت ثقہ راوی ہیں اور زیادۃ ثقہ معتبر ہے خصوصاً جبکہ عیسیٰ کا شاہد بھی موجود ہے نسائی کی روایت میں، ۱۲۔

[3] اس پر ابن الترکمانی نے اعتراض کیا کہ تعجب ہے مصنف نے خود ابھی قریب میں فطر بن خلیفہ کی روایت زبید سے نقل کی جس میں ذکر قنوت موجود ہے، ۱۲۔

مذکور ہے) غیر مستحضر سے ہو۔

قَالَ ابو داؤد: وَيُرْوَى أَنَّ أُبَيًّا، كَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ: یہ تعلیق ہے اس کا وصل آگے مصنف خود ہی بیان کر رہے ہیں مصنف کی غرض اس کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ حدیث ابی میں ذکر قنوت ثابت نہیں اس لئے کہ اگر وہ ثابت ہوتا جیسا کہ بعض راویوں نے اس کو ذکر کر دیا ہے تو پھر حضرت ابیؓ اس کے خلاف کیسے کرتے۔

۱۴۲۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، «أَمَّهُمْ - يَعْنِي - فِي رَمَضَانَ، وَكَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ».

ترجمہ محمد بن سیرین اپنے بعض ساتھیوں سے نقل کرتے ہیں کہ ابی بن کعبؓ نے رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرائی تو ابی بن کعبؓ رمضان کے آخر میں پندرہ دنوں میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

شرح الحدیث یہ تعلیق سابق کا وصل ہے یعنی پہلی روایت مصنف نے بغیر سند کے بیان کی تھی، یہاں سے اس کی سند بیان کرتے ہیں مگر یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند راوی مجہول پر مشتمل ہے۔

۱۴۲۹ - حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، «فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً [1]، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي، فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ أَبَقَ أُبَيٌّ». قَالَ ابو داؤد: «وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الَّذِي ذُكِرَ فِي الْقُنُوتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَهَذَانِ الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلَى ضَعْفِ حَدِيثِ أُبَيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ».

ترجمہ حسن بصری کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں جمع فرمایا تو ابی بن کعبؓ لوگوں کو بیس رمضان تک اس طرح نماز پڑھاتے کہ قنوت نہیں پڑھتے تھے سوائے دوسرے عشرے میں کہ اس میں قنوت پڑھا کرتے اور جب آخری عشرہ ہو جاتا تو ابی بن کعبؓ مسجد نہ جاتے اور اپنے گھر میں نوافل (تراویح وغیرہ) ادا فرماتے تو لوگ کہتے کہ ابی بن کعبؓ بھاگ گئے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل الرکوع والی روایت صحیح نہیں ہے اور یہ دونوں حدیثیں دلالت کر رہی ہیں کہ جس حدیث میں ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر میں قنوت پڑھی وہ حدیث ضعیف ہے۔

شرح الحدیث اس روایت میں پہلی روایت کی توضیح و تفصیل ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، لَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً: رکعات تراویح کے بیان میں گزر چکا کہ یہاں ابوداؤد کے بعض نسخ میں عشرین لیلۃ کے بجائے عشرین رکعۃ ہے اور یہ وہ نسخہ ہے جس کو حضرت مولانا احمد علی

[1] اس پر شیخ عوامہ لکھتے ہیں: لهم عشرين ليلة: من الأصول كلها، ورواية الذهبي في السير عشرين ركعة (كتاب السنن - ج ۲ ص ۲۵٦)

صاحب محدث سہارنپوریؒ حجاز سے نقل کر کے یہاں لائے تھے اور اسی نسخہ میں انہوں نے مکہ مکرمہ میں حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ سے پڑھا تھا۔

قولہ: وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي: حضرت ابیؓ لوگوں کو صرف بیس روز تک تراویح پڑھاتے تھے اور بیس میں سے صرف نصف باقی میں وتر مع القنوت پڑھاتے تھے اور نصف اول یعنی شروع رمضان سے پندرہ تاریخ تک قنوت فی الوتر نہیں پڑھتے تھے بلکہ نصف باقی یعنی پندرہ سے بیس تک پڑھتے تھے (كذا في المنهل) اور حضرت نے بذل میں بیس دن کی تنصیف کی ہے یعنی دس روز (عشرۂ اولیٰ) میں نہیں پڑھتے تھے اور نصف باقی یعنی عشرۂ ثانیہ میں قنوت پڑھتے تھے، اور پھر تیسرے عشرہ میں تو چلے ہی جاتے تھے تراویح بھی مسجد میں نہ پڑھاتے تھے۔

قَالَ ابو داؤد: وَهٰذَانِ الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلٰى ضَعْفِ حَدِيثِ أُبَيٍّ: قنوت فی الوتر کے بارے میں ابی بن کعبؓ کی حدیث کو حنفیہ تو ثابت و صحیح مانتے ہیں اور اس سے پورے سال قنوت فی الوتر کو ثابت کرتے ہیں، لیکن مصنفؒ اس حدیث کی تضعیف کے درپے ہیں وہ اس طرح کہ یہ حدیث ابیؓ جو کہ مرفوع ہے اگر ثابت ہوتی تو پھر خود حضرت ابیؓ اس کے خلاف عمل کیوں کرتے، کیونکہ ان کا عمل تو یہ ہے کہ وہ رمضان کے صرف نصف باقی میں قنوت فی الوتر پڑھتے تھے جیسا کہ ان دو حدیثوں سے ثابت ہو رہا ہے۔

مصنف کے کلام پر نقد: مصنف کے اس دعویٰ تضعیف کا جواب حضرت نے بذل [1] میں علامہ ابن الترکمانیؒ سے یہ نقل فرمایا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں خود ضعیف ہیں پھر ان کے ذریعے سے حدیث ابیؓ کی تضعیف کیسے ہو سکتی ہے اس لئے کہ حدیث اول کی سند میں ایک راوی مجہول ہے (عن بعض اصحابہ) اور حدیث ثانی کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ حسن بصریؒ کا سماع عمرؓ سے ثابت نہیں [2]، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مصنف کے کلام پر اور بھی کچھ نقد ہے جو گزشتہ حاشیہ میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔

٣٤٢ ـ بَابٌ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْوِتْرِ

وتر کی نماز کے بعد کی دعاء کا بیان

١٤٣٠ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ الْأَيَامِيِّ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ فِي

---

[1] تنبیہ: حضرت نے بذل میں مصنف کے قول علی ان الذی یذکر فی القنوت پر لکھا ہے ای من کونہ قبل الرکوع، بندہ کی رائے یہ ہے کہ مصنف کا نقد صرف قبل الرکوع پر نہیں ہے بلکہ ذکر قنوت فی الوتر پر ہے یعنی ابیؓ کی حدیث مرفوع میں "قنت فی الوتر قبل الرکوع" اس پورے جملہ کی زیادتی ثابت نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم، ١٢ یہ بحث اور مقام اس کتاب کا ہم جیسے طلبہ کے لئے ذرا مشکل اور دقیق تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لکھا گیا فالحمد للہ۔

[2] بذل المجهود في حل أبي داود ـ ج ٧ ص ٢٥٢ـ٢٥٣

الْوِتْرِ، قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ».

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وتر کا سلام پھیرتے تو فرماتے: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ بادشاہ اور بے عیب ذات تمام عیوب سے پاک ہے۔

تخریج: سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٩٩) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٠٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٧٢٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٣٠)

شرح حدیث: قوله: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ، قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»: آپ ﷺ وتر کے بعد یہ دعاء مذکور پڑھتے تھے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ اس کو آپ ﷺ تین مرتبہ پڑھتے تھے پہلی اور دوسری بار آہستہ اور تیسری مرتبہ میں آواز کو بلند اور دراز کرتے تھے، اور بعض روایات میں کلمات مذکورہ کے بعد یہ بھی ہے رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ اور ایک روایت میں بجائے الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کے سبحان ربي القدوس وارد ہے، سوال یہ ہے کہ یہ دعاء کہاں ہے، یہ تو تسبیح اور ذکر ہے، جواب یہ ہے کہ مصنف کی مراد ترجمۃ الباب میں دعاء سے عام ہے، دعاء یا ذکر جو بھی ہو اور یا یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا یہ عین دعاء ہے الثناء على الكريم دعاء، ایک روایت یاد پڑتی ہے أَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ [1]۔

١٤٣١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ، أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُصَلِّهِ إِذَا ذَكَرَهُ».

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی وتر کی نماز سے سو تا رہ جائے یا وتر کی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب اسے وتر کی نماز یاد آئے تو اسوقت پڑھ لے۔

تخریج: جامع الترمذي - الصلاة (٤٦٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٣١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٨٨) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣/٣١)

شرح الحدیث: اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے کوئی مناسبت نہیں، صاحب منہل لکھتے ہیں ممکن ہے بعض ناسخین سے ترجمۃ الباب نقل کرنے سے رہ گیا ہو باب من نام عن وتره أو نسيه [2]۔

اس حدیث میں امر بقضاء الوتر مذکور ہے جو وجوب وتر کی دلیل ہے، قضاء وتر کے تو سب ائمہ قائل ہیں، خواہ وجوب کے قائل نہ ہوں۔

وتر کی قضاء کب تک ہے: لیکن اس میں اختلاف ہے کہ وتر کی قضاء کب تک ہے اس میں متعدد اقوال ہیں: ① صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کی ایک جماعت جس میں امام مالکؒ و احمدؒ بھی ہیں ان کے نزدیک وتر کی قضاء مالم یصل الصبح ہے (صبح کی نماز

---

[1] الجامع لشعب الإيمان للبيهقي رقم الحديث ٤٠٦١ ج٦ ص ٢١٣ - ٢١٤

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج٨ ص٦٨

پڑھنے سے پہلے پہلے اسکے بعد نہیں) یہی ایک روایت امام شافعیؒ کی ہے، لیکن امام مالکؒ کے نزدیک طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز تک وتر کا وقت وقت اداء ہی ہے نہ کہ قضاء، ② حنفیہ کا مذہب اور شافعیہ کا قول مشہور یہ ہے کہ وتر کی قضاء ہمیشہ ہے کسی زمان کے ساتھ خاص نہیں کہ اسکے بعد پھر قضاء نہ ہو البتہ حنفیہ کے نزدیک اوقات مکروہہ میں پڑھنا ناجائز ہے شافعیہ کے یہاں جائز ہے۔

اس میں اور بھی بعض مذاہب ہیں مثلاً ابراہیم نخعی کے نزدیک وتر کی قضاء صرف الی الطلوع الشمس ہے طلوع شمس کے بعد نہیں اور حسن، طاؤس، مجاہد وغیرہ کے نزدیک وتر کی قضاء صرف زوال تک ہے اس کے بعد نہیں، سعید بن جبیر کہتے ہیں وتر کی قضاء طلوع فجر کے بعد دن میں کسی بھی وقت نہیں بلکہ آئندہ رات آنے پر اس کی قضاء کی جائے اس لئے کہ وتر رات کی نماز ہے تو عمل اللیل کو عمل النہار بنانا درست نہیں۔

بعض احادیث سے (مسند احمد وغیرہ کی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر کو طلوع فجر کے بعد صلوۃ فجر سے قبل پڑھنا ثابت ہے، غالباً اسی لئے مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ وتر کی نماز طلوع فجر کے بعد نماز صبح سے قبل اداء ہی ہے قضا نہیں کما تقدم قریباً (ملخصاً من المنہل [1]) اس مسئلے میں (وتر کی قضاء کب تک ہے) بذل المجہود میں علماء کے آٹھ مذہب نقل کئے ہیں جن میں سے اکثر اوپر گزر چکے، ابن حزم ظاہری کا مذہب یہ لکھا ہے کہ نوم ونسیان کی صورت میں (جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے) وتر کی قضاء ہمیشہ کر سکتے ہیں لیکن عمداً ترک کرنے کی صورت میں قضاء ممکن ہی نہیں ہے [2]۔

پس ائمہ اربعہ کا مذہب یہ ہوا کہ امام مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک وتر کی قضاء صبح کی نماز تک ہے، حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اس کی قضاء ہمیشہ ہے۔

٣٤٣۔ بَابٌ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ

سونے سے قبل وتر پڑھنے کا بیان

مشہور حدیث ہے: اِجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا (رواہ الشیخان وغیرہما) لیکن یہ امر استحبابی ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو جیسے ابو ہریرہؓ (ان کے حال کے مناسب) بعد العشاء قبل التہجد وتر پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

١٤٣٢۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابو داؤد، حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: "أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ فِي سَفَرٍ، وَلَا حَضَرٍ: رَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ".

---

① المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج٨ ص٦٨ - ٧٠

② بذل المجهود في حل أبي داود - ج٧ ص٢٥٧ - ٢٥٨

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میرے گہرے دوست رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں سفر اور حضر میں نہیں چھوڑوں گا: ① چاشت کی دو رکعتیں، ② ہر مہینے کے تین روزے، ③ میں نماز وتر سونے سے پہلے پڑھا کروں۔

تخریج صحيح البخاري-الجمعة(١١٢٤)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٢١)جامع الترمذي-الصوم(٧٦٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٨)سنن النسائي-الصيام(٢٤٠٥)سنن النسائي-الصيام(٢٤٠٦)سنن النسائي-الصيام(٢٤٠٧)سنن أبي داود-الصلاة(١٤٣٢)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٢٣٣)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٢٥٤)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٢٥٨)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٢٦٠)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٢٦٥)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٢٧١)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٢٧٧)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٣٢٩)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٣٤٧)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٤٠٢)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٤٥٩)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٤٧٣)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٤٨٤)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٤٨٩)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٤٩٧)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٤٩٩)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٥٠٥)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(٢/٥٢٦)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٥٤)سنن الدارمي-الصوم(١٧٤٥)

شرح حدیث اس کی وجہ بعض نے یہ لکھی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ رات کے کافی حصہ تک حفظ احادیث میں مشغول رہتے تھے (گویا وہ طالب علم تھے) نہ معلوم اخیر شب میں آنکھ کھلے نہ کھلے اس لئے آپ ﷺ نے ان کو وتر قبل النوم کی ہدایت فرمائی تھی، ایسے ہی فقہاء کرام بھی تاخیر وتر کے بارے میں لکھتے ہیں: لمن يثق بالانتباه[1]۔

١٤٣٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ السَّكُونِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: "أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ لِشَيْءٍ: أَوْصَانِي بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَلَا أَنَامُ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ، وَبِسُبْحَةِ الضُّحَى فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ".

ترجمہ حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ میرے گہرے دوست رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی میں ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑ سکتا: ① رسول اللہ نے مجھے ہر مہینے تین روزے رکھنے کی وصیت فرمائی، ② میں نماز وتر پڑھ کر سویا کروں، ③ سفر و حضر میں چاشت کی نماز پڑھا کروں۔

تخریج صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٢٢)سنن أبي داود-الصلاة(١٤٣٣)مسند أحمد-من مسند القبائل(٦/٤٤٠)

١٤٣٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «مَتَى تُوتِرُ؟»، قَالَ: أُوتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَقَالَ لِعُمَرَ: «مَتَى تُوتِرُ؟»، قَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «أَخَذَ هَذَا بِالْحَزْمِ»، وَقَالَ لِعُمَرَ: «أَخَذَ هَذَا بِالْقُوَّةِ».

---

[1] عمدة القاري شرح صحيح البخاري—ج٧ص١٠

ترجمہ: ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے دریافت فرمایا کہ آپ کس وقت وتر پڑھتے ہیں؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں شروع رات ہی میں وتر پڑھ لیتا ہوں..... اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے دریافت فرمایا کہ آپ کب وتر پڑھتے ہیں؟ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں..... تو حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے احتیاط والا پہلو اختیار کیا ہے اور حضرت عمرؓ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اس پہلو کو لیا ہے جس میں نفس پر مشقت ہے۔

شرح الحدیث: قوله: فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «أَخَذَ هَذَا بِالْحَزْمِ»، وَقَالَ لِعُمَرَ: «أَخَذَ هَذَا بِالْقُوَّةِ»: یعنی صدیق اکبرؓ نے احتیاط کو اختیار کیا (کہ وتر کو عشاء کے بعد ہی پڑھ لیتے ہیں) اور عمر فاروقؓ نے عزیمت اور ہمت کی بات اختیار کی (کہ وتر کی نماز اخیر شب میں پڑھتے ہیں)۔

٣٤٤۔ بَابٌ فِي وَقْتِ الْوِتْرِ

نماز وتر کے وقت کا بیان

١٤٣٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَتَى كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: «كُلَّ ذَلِكَ قَدْ فَعَلَ، أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَوَسَطَهُ، وَآخِرَهُ، وَلَكِنِ انْتَهَى وِتْرُهُ حِينَ مَاتَ إِلَى السَّحَرِ».

ترجمہ: مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کس وقت وتر کی نماز ادا فرماتے؟ حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ نے رات کے تمام اوقات میں نماز وتر پڑھی ہے...... رات کے ابتدائی حصے میں بھی اور درمیانی حصے میں بھی اور رات کے آخری حصے میں بھی لیکن وفات سے پہلے والے زمانے میں آپ ﷺ کی نماز وتر سحری کے وقت ختم ہو جاتی۔

تخریج: صحيح البخاري - الجمعة (٩٥١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٤٥) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٦) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦٨١) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٣٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٨٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٢٩/٦) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٨٧)

١٤٣٦ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا طلوع فجر سے پہلے پہلے نماز وتر پڑھنے کی جلدی کرو۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (٤٦٠) صحيح البخاري - الصلاة (٤٦١) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٦) صحيح البخاري - الجمعة (٩٤٨)

صحيح البخاري-الجمعة(٩٥٠)صحيح البخاري-الجمعة(١٠٨٦)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٤٩)جامع الترمذي-الصلاة(٤٣٧) سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٠)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧١)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٢)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٣)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٧٤)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٤)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٩٥)سنن أبي داود-الصلاة(١٤٣٦)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٧٤)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١١٧٥)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٢٠)موطأ مالك-النداء للصلاة(٢٦٩)سنن الدارمي-الصلاة(١٤٥٩)

شرح الحديث قَالَ: «بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ»: تہجد کے بعد صبح ہونے سے پہلے جلدی سے وتر پڑھ لو، وتر کب تک پڑھ سکتے ہیں اس کی تفصیل گذشتہ باب میں گزر چکی۔

١٤٣٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: «رُبَّمَا أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَا أَوْتَرَ مِنْ آخِرِهِ»، قُلْتُ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ؟ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ، أَمْ يَجْهَرُ؟ قَالَتْ: «كُلَّ ذَلِكَ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا أَسَرَّ، وَرُبَّمَا جَهَرَ، وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ، فَنَامَ»، قَالَ أبو داود: وَقَالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ: «تَعْنِي فِي الْجَنَابَةِ».

ترجمہ عبد اللہ بن ابی قیس کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نمازِ وتر کے متعلق دریافت کیا تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات نمازِ وتر رات کے پہلے حصہ میں ادا فرماتے تھے اور بسا اوقات رات کے آخری حصہ میں وتر ادا فرماتے...... میں نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کی قرأت کیسے ہوتی تھی؟ کیا آپ ﷺ آہستہ آواز سے (رات کی نماز میں) قرأت فرماتے یا با آواز بلند؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ ہر طرح قرأت فرمایا کرتے کبھی آہستہ آواز سے اور کبھی با آواز بلند قرأت فرماتے...... بسا اوقات آپ ﷺ غسل جنابت فرما کر سو جاتے اور کبھی کبھار وضوء فرمانے کے بعد سو جاتے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ قتیبہ استاد کے علاوہ راویوں نے حدیث کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ غسل سے مراد حضرت عائشہؓ کی غسل جنابت ہے۔

تخریج صحيح مسلم-الحيض(٣٠٧)سنن أبي داود-الصلاة(١٤٣٧)مسند أحمد-باقي مسند الأنصار(٦/١٦٧)

١٤٣٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا».

ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں تم لوگ اپنی رات کی آخری نماز نمازِ وتر کو بناؤ۔

تخریج صحيح البخاري-الصلاة(٤٦٠)صحيح البخاري-الصلاة(٤٦١)صحيح البخاري-الجمعة(٩٤٦)صحيح البخاري-الجمعة(٩٤٨)صحيح البخاري-الجمعة(١٠٨٦)صحيح مسلم-صلاة المسافرين وقصرها(٧٤٩)جامع الترمذي-الصلاة(٤٣٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٧)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٨)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار(١٦٦٩)سنن النسائي-قيام الليل وتطوع النهار

(۱۶۷۰) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۶۷۱) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۶۷۲) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۶۷۳) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۶۷٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۶۹۱) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۶۹۲) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۶۹٤) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (۱۶۹۵) سنن أبي داود - الصلاة (۱٤۳۸) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۱۷۵) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۳۲۰) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲۶۹) سنن الدارمي - الصلاة (۱٤۵۹)

شرح الحديث **مصنفؒ کی ایک عادت:** ہم نے یہ اندازلگایاہے کہ مصنف بسا اوقات باب کے اخیر میں ایسی حدیث لاتے ہیں جو آنے والے باب کے مناسب ہو اس کی کچھ نظیریں ہمارے ذہن میں ہیں یہاں بھی مصنف نے کچھ ایسا ہی کیا اس لئے کہ آگے نقض الوتر کا باب آرہاہے اور اس کا تعلق اسی حدیث یعنی اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ الخ سے ہے۔

۳٤۵۔ بَابٌ فِي نَقْضِ الْوِتْرِ

﴿وتر کو توڑ کر شفع بنانے کا بیان﴾

یہ ایک مشہور اور اختلافی مسئلہ ہے ائمہ اربعہ میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ قرن اول میں اختلاف رہاہے، بعض صحابہ علیؓ، عثمانؓ، ابن مسعودؓ نقض وتر کے قائل تھے اسی طرح ابن عمرؓ بلکہ ابن عمرؓ تو اس پر عمل بھی کرتے تھے، کمافی مسند أحمد اور ائمہ حدیث میں سے اسحق بن راہویہ بھی اس کے قائل ہیں۔

مسئلہ نقض وتر کی توضیح: نقض وتر کا جو مسئلہ ہے اس کی بناء دو حدیثوں پر ہے: ① اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ الخ، ② لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ، اسکی توضیح یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا وتر کی نماز رات کی تمام نمازوں میں سب سے اخیر میں پڑھو، لہذا تہجد کے بعد پڑھو، اب اگر کسی شخص نے بعد العشاء وتر پڑھ لئے اور بعد میں تہجد کے وقت بیدار ہوا تو اب یہ شخص کیا کرے؟ اگر تہجد کی نماز پڑھتاہے تو حدیث نمبر ① کے خلاف ہوتاہے اور اگر اس حدیث کی رعایت کرے تو تہجد سے محروم رہتاہے، اور اگر یہ کرے کہ تہجد پڑھنے کے بعد حدیث نمبر ① کی رعایت میں اخیر میں دوبارہ وتر پڑھتاہے تو حدیث نمبر ② کے خلاف ہوتاہے کہ ایک رات میں وتر دو مرتبہ نہیں پڑھنے چاہئیں۔

تو اس مشکل کا حل بعض علماء نے یہ نکالا کہ نقض وتر کردیاجائے، یعنی شروع رات میں جو وتر کی نماز پڑھی تھی اس کو توڑ دیاجائے جس کی صورت یہ ہوگی کہ تہجد شروع کرنے سے قبل ایک رکعت نماز اس نیت سے پڑھے کہ اس کو میں وتر کی رکعات میں جو شروع شب میں پڑھی تھی شامل کرتاہوں، اب وہ سابق وتر کی نماز بجائے وتر ہونے کے شفع ہوگئی (یہی مطلب ہے نقض وتر کا) اس کے بعد اب یہ شخص آرام سے تہجد کی نماز پڑھ لے اور پھر اخیر میں تہجد کے بعد وتر بھی پڑھ لے، اس صورت میں تہجد سے بھی محروم نہ رہا اور ان دونوں حدیثوں کے بھی خلاف نہیں ہوا، اسحق بن راہویہ اس کے قائل ہیں اور مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتاہے کہ حضرت ابن عمرؓ بھی ایسا کرلیا کرتے تھے۔

جمہور کی دلیل: ائمہ اربعہ اور جمہور جو نقض وتر کے قائل نہیں ہیں وہ یہ فرماتے ہیں کہ آدمی کے اختیار میں یہ کہاں ہے

کہ وہ سابق وتر کو توڑ سکے، وہ تو آسمان پر بھی پہونچ گئے: إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ[1]، لہذا اگر وہ شکل اختیار کرے گا جو قائلین نقض کہتے ہیں، تو سابق وتر بھی باقی رہیں گے اور یہ ایک رکعت جو درمیان میں پڑھی ہے یہ دوسرا وتر ہو جائے گا اور پھر تہجد کے بعد جو وتر پڑھے گا وہ تیسرا وتر ہو جائیگا اور یہ چیز خلاف مقصود ہے، حدیث میں تو دو وتر پڑھنے کی ممانعت ہے اور یہاں اس صورت میں تین ہو رہے ہیں غرض کہ حدیث نمبر ① کے بھی خلاف ہوا اور حدیث نمبر ② کے بھی،

لاحول ولا قوۃ إلا باللہ۔

جمہور علماء یہ فرماتے ہیں: اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا میں امر صرف استحباب کیلئے ہے وجوب کیلئے نہیں لہذا اگر کسی شخص نے عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھ لئے تھے اور پھر بعد میں تہجد کے وقت بیدار ہو تو وہ بلا تکلف تہجد کی نماز پڑھ لے اور کچھ کرنے کی ضرورت نہیں (نقض وتر وغیرہ)۔

١٤٣٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَدْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، قَالَ: زَارَنَا طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَمْسَى عِنْدَنَا، وَأَفْطَرَ، ثُمَّ قَامَ بِنَا اللَّيْلَةَ، وَأَوْتَرَ بِنَا، ثُمَّ انْحَدَرَ إِلَى مَسْجِدِهِ، فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَدَّمَ رَجُلًا، فَقَالَ: أَوْتِرْ بِأَصْحَابِكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ».

ترجمہ قیس بن طلق کہتے ہیں کہ میرے والد طلق بن علی رمضان کے مہینے میں ایک دن مہمان بنے اور انہوں نے شام کا وقت ہمارے پاس گزارا اور افطار کیا اور پھر اس رات ہمیں تراویح پڑھائی اور نماز وتر پڑھائی پھر اپنی مسجد (جہاں وہ نماز ادا فرماتے تھے) تشریف لے گئے اور مسجد والوں کو تراویح پڑھائی جب نماز وتر باقی رہ گئی تو انہوں نے ایک صاحب کو نماز وتر پڑھانے کیلئے آگے کر دیا اور اس سے فرمایا تم اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ایک رات میں دو دفعہ وتر کی نماز پڑھنا صحیح نہیں۔

شرح الحدیث عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، قَالَ: زَارَنَا طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَمْسَى عِنْدَنَا، وَأَفْطَرَ: قیس بن طلق کہتے ہیں کہ ایک دن میرے والد یعنی طلق (اپنے محلہ اور قیام گاہ سے) ہمارے یہاں رمضان کے مہینہ میں تشریف لائے، اور شام تک ہمارے ہی پاس رہے روزہ افطار فرمایا اور تراویح بھی ہم سب کو پڑھائی اور وتر، اس کے بعد اپنے یہاں اپنے محلہ کی مسجد میں جا کر باقی تراویح پڑھائی (تراویح کی کچھ رکعات باقی رہ گئی ہوں گی) اور پھر جب وتر کا نمبر آیا تو (چونکہ خود وتر پڑھ چکے تھے اس لئے) حاضرین میں سے کسی ایک کو وتر پڑھانے کیلئے آگے بڑھا دیا اس نے وتر کی نماز پڑھائی اور خود وتر نہ پڑھانے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میں نے حضور انور ﷺ سے سنا فرماتے تھے لَا وِتْرَانِ[2] فِي لَيْلَةٍ اس کی ترکیب ہم نے حاشیہ میں لکھدی ہے۔

---

[1] اس کی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا اور کام نیک اس کو اٹھالیتا ہے (سورۃ فاطر ١٠)

[2] اي لا يجوز وتران فوتران فاعل. او لا مشبهة بليس فوتران اسمها. او لا لنفي الجنس ووتران بالالف على لغة بني حارثة كما في قوله تعالى إن هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ ترجمة یہ دونوں جادوگر ہیں، (سورۃ طٰہٰ ٦٣)، ١٢۔

۳۴۶۔ بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَوَاتِ

فرض نمازوں میں دعا مانگنے کا بیان

ترجمہ الباب کی توضیح: اس باب میں قنوت نازلہ کا بیان ہے، جو عند الاکثر تمام فرض نمازوں میں مشروع ہے اسی لئے مصنف "جمع کا صیغہ لائے فِي الصَّلَوَاتِ، بخلاف قنوت دائمی کے کہ وہ جن ائمہ کے نزدیک فرض نماز میں مشروع ہے صرف فجر کی نماز میں ہے باقی نمازوں میں نہیں، البتہ امام ترمذی "نے قنوت فی الفجر کا باب باندھا ہے اس سے وہی قنوت دائمی مراد ہے، امام ترمذی "شافعی المسلک ہیں اور شافعیہ اس کے (قنوت فی الفجر) قائل ہیں، اور ہمارے امام ابوداؤد "حنبلی ہیں اور حنابلہ قنوت فی الفجر کے قائل نہیں ہیں، غالباً اسی لئے انہوں نے قنوت فی الفجر کا باب نہیں باندھا۔

اس سے پہلے قنوت فی الوتر کا جو باب گزرا ہے، وہاں یہ بات گزر چکی کہ امام شافعی "ومالک "سال کے سال قنوت فی الصبح کے قائل ہیں۔

شافعیہ کے دلائل اور ان کا جواب: قائلین قنوت فی الصبح کے پاس دو طرح کی دلیلیں ہیں بعض تو وہ ہیں جو کتب صحاح میں موجود ہیں ان میں سے بعض کو مصنف نے اس باب میں ذکر کیا ہے، ان کا جواب تو ہمارے پاس یہ ہے کہ ان روایات میں صبح کی نماز کی تخصیص نہیں ہے کسی روایت میں پانچوں نمازوں میں قنوت مذکور ہے، اور کسی میں تین نمازوں میں، اور بعض میں صرف دو نمازوں میں، حالانکہ یہ حضرات قنوت فی غیر الصبح کے قائل نہیں ہیں فما هو جوابهم عن القنوت في غير الصبح فهو جوابنا عن القنوت في الصبح۔

دوسری قسم کی احادیث وہ ہیں جن میں صبح کی نماز کی تخصیص موجود ہے، جن میں سب سے اہم حضرت انس کی وہ حدیث ہے جس کو دار قطنی اور حاکم نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے وصححه الحاكم، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ، ثُمَّ تَرَكَهُ وَأَمَّا فِي الصُّبْحِ فَلَمْ يَزَلْ يَقْنُتُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا[1]، اس کا جواب ہماری طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ اس کی سند میں ابو جعفر رازی ہے جس کی اکثر ائمہ نے تضعیف کی ہے نیز خطیب نے کتاب القنوت میں روایت کیا ہے کہ عاصم بن سلیمان کہتے ہیں ہم نے انس سے سوال کیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے تو انہوں نے جواب دیا كَذَبُوا، إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا وَاحِدًا، اور اس کی سند میں اگرچہ قیس بن الربیع ہے جس کی یحییٰ بن سعید نے تضعیف کی ہے لیکن ان کے علاوہ بہت سے ائمہ نے ان کی توثیق کی ہے اور وہ بہر حال ابو جعفر رازی سے کسی طرح کم درجہ نہیں ہیں بلکہ اس سے اوثق ہیں یا کم از کم برابر، کما قال الحافظ ابن القیم، اس لئے کہ جن ائمہ نے ابو جعفر کی تضعیف کی ہے وہ زائد ہیں ان سے جنہوں نے قیس کی تضعیف کی ہے۔

دوسری توجیہ اس کی ہماری طرف سے یہ کی گئی ہے لم یزل یقنت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند النوازل قنوت

---

[1] سنن الدارقطني كتاب الوتر باب صفة القنوت وبيان موضعه ۱۶۹۳ ج ۲ ص ۳۷۱

پڑھتے رہے، ہر روز بلا کسی حاجت کے پڑھنا مراد نہیں، اور یہ مطلب اس لئے لے رہے ہیں تا کہ انسؓ کی دوسری روایت کے خلاف نہ ہو، اس صورت میں دونوں روایتیں اپنی جگہ درست ہو جاتی ہیں۔

حنفیہ کے دلائل: اور مانعین (حنفیہ وحنابلہ) کے پاس جو دلائل ہیں ان کی تفصیل نصب الرایہ اور فتح القدیر اور کسی قدر بذل المجہود میں موجود ہے، چند دلائل ہم لکھتے ہیں، امام ترمذیؒ نے بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ترجمہ قائم کیا اور اس میں براء بن عازبؓ کی حدیث مرفوع كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ ذکر کر کے فرمایا بعض اہل علم قنوت فی الفجر کے قائل ہیں [1]، اس کے بعد بَابٌ فِي تَرْكِ الْقُنُوتِ ترجمہ قائم کیا اور اس میں ابومالک اشجعیؒ کی حدیث قُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَةِ، «إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، هَاهُنَا بِالْكُوفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ، أَكَانُوا يَقْنُتُونَ؟» . قَالَ: أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ؟. قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح، والعمل عليه عند أكثر أهل العلم [2]، اسی طرح امام نسائیؒ نے اولاً متعدد ابواب قنوت فی الفرائض کے (ہر فرض نماز کا علیحدہ علیحدہ) قائم کئے اور بعد میں ترک القنوت قائم کیا اور اس میں دو حدیثیں ذکر کیں، ایک یہی ابومالک اشجعیؒ کی، دوسری انسؓ کی أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا . قَالَ شُعْبَةُ: لَعَنَ رِجَالًا. وَقَالَ هِشَامٌ: يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَرَكَهُ بَعْدَ الرُّكُوعِ [3]۔

ایسے ہی ہمارے پاس ابوہریرہؓ کی وہ حدیث ہے جس کی ابن حبانؒ نے تخریج کی: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلَّا أَنْ يَدْعُوَ لِقَوْمٍ أَوْ عَلَى قَوْمٍ، ایسے ہی انسؓ کی اسی مضمون کی حدیث جس کی تخریج خطیب نے کتاب القنوت میں کی ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا إِذَا دَعَا لِقَوْمٍ أَوْ دَعَا عَلَيْهِمْ . ورواه ابن خزيمة وصححه۔

مثبتین قنوت کی طرف سے ایک بات یہ کہی گئی ہے کہ جن روایات میں یہ ہے ثم ترکہ، اس سے نفس قنوت کا ترک مراد نہیں ہے بلکہ دعاء مخصوص کی نفی ہے یعنی مخصوص قبائل پر لعن کی نفی مراد ہے، جس کا قرینہ یہ ہے کہ صحیح مسلم [4] کی روایت میں ہے أُنْزِلَ: لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ، جواب یہ ہے کہ یہی مطلب آپ فجر کے علاوہ دوسری نمازوں میں کیوں جاری نہیں کرتے ان میں نفس قنوت کی نفی کے آپ کیوں قائل ہیں؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مذکورہ بالا روایات کے لینے میں ہم نے خاص طور سے منہل، شرح ابوداؤد کو سامنے رکھا ہے ان کا کلام نہایت مرتب اور جامع

---

[1] جامع الترمذي - كتاب الصلاة - باب ما جاء في القنوت في صلاة الفجر ٤٠١

[2] جامع الترمذي - كتاب الصلاة - باب في ترك القنوت ٤٠٢

[3] سنن النسائي - كتاب التطبيق - باب اللعن في القنوت ١٠٧٧

[4] صحيح مسلم - كتاب المساجد ومواضع الصلاة - باب استحباب القنوت في جميع الصلاة إذا نزلت بالمسلمين نازلة ٦٧٥

ہے، فجزاہ اللہ خیراً۔

قنوت فی الصبح کی روایات پر شیخ ابن الہمامؒ نے فتح القدیر میں جرحاً وتعدیلاً تفصیلی کلام کرنے کے بعد طریق نسخ کو اختیار کیا ہے (کہ آپ ﷺ شروع میں صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے بعد میں ترک کردیا تھا) اور ہمارے بعض علماء نے ان روایات کا جواب بیان محمل سے دیا ہے، یعنی یہ کہ وہ احادیث قنوت عند النوازل پر محمول ہیں لہذا منسوخ ماننے کی ضرورت نہیں۔

١٤٤٠ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَاللَّهِ لَأُقَرِّبَنَّ لَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ «يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، وَصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ، وَيَلْعَنُ الْكَافِرِينَ».

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم میں تم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ نماز پڑھاؤں گا۔ ابو سلمہ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نماز ظہر، نماز عشاء اور نماز فجر کی آخری رکعت میں قنوت نازلہ پڑھا کرتے تھے اس میں مسلمانوں کیلئے دعاء فرماتے اور کافروں کیلئے لعنت اور بددعاء فرماتے۔

تخریج صحيح البخاري - الأذان (٧٥٢) صحيح البخاري - الأذان (٧٦٤) صحيح مسلم - الصلاة (٣٩٢) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٦٧٦) سنن النسائي - الإفتتاح (١٠٢٣) سنن النسائي - التطبيق (١٠٧٥) سنن النسائي - التطبيق (١١٥٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٤٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٣٣٧) موطأ مالك - النداء للصلاة (١٦٨)

شرح الحديث حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَاللَّهِ لَأُقَرِّبَنَّ لَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بخدا میں حضور ﷺ کی نماز تمہارے قریب ضرور کروں گا یعنی میں تمہیں ایسی نماز پڑھ کر دکھاؤں گا (تعلیماً) جو حضور ﷺ کی نماز کے بہت قریب اور اس کے مشابہ ہوگی۔

١٤٤١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، ح وحَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالُوا: كُلُّهُمْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ»، زَادَ ابْنُ مُعَاذٍ: وَصَلَاةِ الْمَغْرِبِ.

ترجمہ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھا کرتے تھے۔ ابن معاذ استاد نے یہ اضافہ کیا کہ نماز مغرب میں بھی قنوت نازلہ پڑھا کرتے تھے۔

تخریج صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٦٧٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٠١) سنن النسائي - التطبيق (١٠٧٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٤١) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٨٠) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٨٥) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٩٩) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٣٠٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٩٧)

١٤٤٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو

سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: "قَنَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ شَهْرًا يَقُولُ فِي قُنُوتِهِ: اللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، اللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ". قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «وَمَا تُرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا».

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں ایک مہینے تک قنوت نازلہ پڑھی آپ اپنی دعا میں یہ فرماتے اے اللہ! ولید بن ولید کو کافروں سے چھٹکارا نصیب فرما، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو کافروں سے خلاصی نصیب فرما، اے اللہ! کمزور مسلمانوں کو نجات عطاء فرما، اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ اور گرفت سختی کے ساتھ فرما، اے اللہ! مضر قبیلے کے کافروں پر یوسف علیہ السلام کی قوم کے قحط کی طرح ان پر بھی سالہاسال تک قحط مسلط فرما۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر میں ان مسلمانوں کے حق میں دعا نہیں فرمائی تو میں نے اسکا سبب دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچ چکے ہیں (کافروں کے چنگل سے نجات پا کر)۔

تخریج صحيح البخاري - الأذان (٧٧١) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٦٧٥) سنن النسائي - التطبيق (١٠٧٣) سنن النسائي - التطبيق (١٠٧٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٤٢) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٢٤٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٣٩) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٥٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٧٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٩٥)

شرح الحدیث قوله: اللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ: یہ خالد بن الولید کے برادر ہیں، جنگ بدر کے قیدیوں میں سے تھے اداء فدیہ کے بعد اسلام لائے تھے کسی نے پوچھا کہ پہلے ہی کیوں نہ اسلام لائے؟ جواب دیا تاکہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ قید سے بچ کر اسلام لایا ہے مشرکین نے ان کو مکہ میں روک لیا تھا۔

قوله: اللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ: یہ ابوجہل بن ہشام کے بھائی ہیں سابقین الی الاسلام میں سے ہیں حبشہ کی ہجرت کی اور پھر مکے آئے تو ابوجہل نے ان کو قید کر کے ہجرت الی المدینہ سے روک دیا، یہ دو ہو گئے، تیسرے ان کے ساتھ عیاش بن ابی ربیعہ بھی تھے کمافی روایۃ البخاری، انہوں نے آپس میں صلاح کی اور قید سے نکل کر بھاگ لئے، حضور ﷺ کو کسی طرح اس کا علم ہو گیا تو آپ نے ان کے لئے عشاء کی نماز میں ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی جیسا کہ حدیث الباب میں ہے۔

قوله: اللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ: وہ کمزور مسلمان جن کو مشرکین مکہ نے روک رکھا تھا جیسے عمار بن یاسرؓ اور ان کے والدین یاسر وسمیہ وغیرہ جن کو مشرکین مکہ تپتی ہوئی ریت پر لٹاتے تھے آپ ﷺ کا ان پر گزر ہوتا تو فرماتے صَبْرًا يَا آلَ يَاسِرٍ فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ[1]۔ اے یاسر کے گھروالو صبر کرو تم سے جنت کا وعدہ ہے۔

قوله: اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ: اے اللہ اپنی گرفت سخت کر قبیلہ مضر کے کفار پر۔

[1] جامع شعب الإيمان رقم الحديث ١٥١٥ ج ٣ ص ١٧٢-١٧٣

قوله: اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ: ھا ضمیر وطأۃ کیطرف راجع ہے اے اللہ اپنی گرفت کو ان پر قحط سالی بنادے جیسی قحط سالی یوسف علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی۔

قوله: وَمَا تُرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا: ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء نہیں پڑھی تو ابوہریرہؓ نے سوال کیا کہ آج کیوں نہیں پڑھی تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھتے نہیں کہ جن لوگوں کے لئے ہم دعاء کرتے تھے وہ لوگ رہائی پاکر آگئے ہیں۔

۱۴۴۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ، حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "قَنَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ، يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ".

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ مسلسل نماز ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نماز فجر میں ان نمازوں کی آخری رکعت میں قنوت نازلہ پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری رکعت میں سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو بنو سلیم کے قبیلوں، رعل اور ذکوان اور عصیہ ان تینوں قبیلوں پر بد دعاء فرماتے اور مقتدی آمین کہتے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (۱۴۴۳) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۱/۳۰۲)

شرح الحدیث: انہوں نے ستر قراء کو بئر معونہ میں شہید کردیا تھا اسی کو سریۃ القراء کہتے ہیں یہ واقعہ ۴ھ میں پیش آیا، ستر (۷۰) اصحاب صفہ جو سب کے سب قاری قرآن تھے، ان کے ساتھ رعل وذکوان نے غدر کیا اور ان کو دھوکہ دیکر قتل کردیا، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج وغصہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک مسلسل قنوت نازلہ پڑھتے رہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی (کمافي رواية مسلم) لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ[1]، اس آیت کے نزول پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھنا موقوف کردیا، بحمد اللہ اس باب پر کلام پورا ہوگیا۔

۱۴۴۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سُئِلَ هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوعِ، أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ؟ قَالَ: «بَعْدَ الرُّكُوعِ»، قَالَ مُسَدَّدٌ: بِيَسِيرٍ.

ترجمہ: انس بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قنوت پڑھا کرتے تھے؟ تو حضرت انسؓ نے جواب دیا جی ہاں تو آپ سے پوچھا گیا کہ دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے یا رکوع کے بعد؟ تو حضرت انس نے جواب دیا کہ رکوع کرنے کے بعد قنوت نازلہ پڑھا کرتے مسدد استاد نے یہ الفاظ کہے کہ رکوع کرنے کے بعد کچھ دن تک

[1] تیرا اختیار کچھ نہیں یا ان کو توبہ دیوے خدا تعالیٰ یا ان کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں (سورۃ آل عمران ۱۲۸)

قنوت نازلہ پڑھا کرتے۔

تخریج: صحیح البخاري - الجمعة (٩٥٦) صحیح البخاري - الجمعة (٩٥٧) صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٦٧٧) سنن النسائي - التطبيق (١٠٧١) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٤٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٨٣) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٨٤) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٩٩).

١٤٤٥ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا، ثُمَّ تَرَكَهُ».

ترجمہ: انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (نماز فجر میں) ایک مہینہ تک قنوت نازلہ پڑھی پھر پڑھنا چھوڑ دی۔

تخریج: صحیح البخاري - الجمعة (٩٥٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٤٥)

١٤٤٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُفَضَّلٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ «صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، قَامَ هُنَيَّةً».

ترجمہ: محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ مجھے ان صحابی رسول نے بیان کیا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی تھی (یعنی حضرت انس) کہ جب رسول اللہ ﷺ نے (دوسری رکعت) کے رکوع سے سر اٹھایا تو آپ ﷺ کچھ دیر کھڑے رہے۔

تخریج: سنن النسائي - التطبيق (١٠٧٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٤٦)

٣٤٧ - بَابٌ فِي فَضْلِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

گھر میں نفل نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

اس مضمون کا ایک باب ابواب الجمعہ سے قبل بھی گزر چکا ہے۔

١٤٤٧ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ قَالَ: احْتَجَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ حُجْرَةً، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيُصَلِّي فِيهَا، قَالَ: فَصَلَّوْا مَعَهُ لِصَلَاتِهِ - يَعْنِي - رِجَالًا، وَكَانُوا يَأْتُونَهُ كُلَّ لَيْلَةٍ حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَحْنَحُوا، وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، وَحَصَبُوا بَابَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنْ سَتُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ».

ترجمہ: زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (چٹائی کا) ایک کمرہ سا بنایا (بظاہر یہ اعتکاف کے زمانے کی بات ہے) تو رسول اللہ ﷺ رات کو اس حجرے سے نکلا کرتے اور اسی حجرے میں نمازیں ادا فرماتے راوی زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کی اقتداء میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے اور صحابہؓ ہر رات آپ ﷺ کے پاس آیا کرتے یہاں تک کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کے پاس باہر تشریف نہ لائے تو صحابہؓ نے کھنکھار کر اور اپنی آوازوں کو بلند کر کے اور آپ ﷺ کے دروازے پر کنکر پھینک کر اپنے موجود ہونے کی اطلاع دی تو حضور ﷺ غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! (تمہارا روز روز آکر میرے پاس نماز تراویح پڑھنا اور کھنکھار کر اور مختلف طریقوں سے مجھے متنبہ کرنا) تمہارا یہ فعل دیکھ کر مجھے یہ ڈر پیدا ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے، لہٰذا لوگو! تم لوگ یہ نماز اپنے گھروں میں پڑھا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی بہترین نماز وہ ہوتی ہے جو وہ اپنے گھر میں ادا کرے۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٦٩٨) صحيح البخاري - الأدب (٥٧٦٢) صحيح البخاري - الاعتصام بالكتاب والسنة (٦٨٦٠) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٨١) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥٠) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٥٩٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٤٧) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٨٢/٥) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٨٤/٥) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٨٦/٥) موطأ مالك - النداء للصلاة (٢٩٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٣٦٦)

شرح الحديث: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ قَالَ: احْتَجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ حُجْرَةً: آپ نے مسجد کے ایک کونہ میں حجرة الحصير بنایا، حجرة الحصير کا ذکر روایات میں کثرت سے آتا ہے یعنی کھجور کے بوریہ کو مسجد کے ایک گوشہ میں کھڑا کر کے معتکف بنا لیتے تھے، جیسے آج کل اعتکاف کیلئے لوگ پردے آویزاں کرتے ہیں۔

قوله: فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيُصَلِّي فِيهَا: عبارت میں بظاہر تقدیم و تاخیر ہے (كما في البذل) مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ حجرة الحصير میں سے باہر نکل کر بعض راتوں میں نماز پڑھاتے تھے، اس سے تراویح کی نماز مراد ہے جس کی روایات قریب ہی میں گزری ہیں [1]۔

١٤٤٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنی نمازوں میں سے کچھ نمازیں (نوافل تہجد وغیرہ) اپنے گھروں میں پڑھنے کیلئے متعین کر دو اور تم لوگ گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔

تخریج: صحيح البخاري - الصلاة (٤٢٢) صحيح البخاري - الجمعة (١١٣١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٧٧) جامع الترمذي - الصلاة (٤٥١) سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٥٩٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٤٨) سنن ابن ماجه -

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٢٧٩-٢٨٠

إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٧٧) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (٦/٢)

شرح الحديث اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلاَتِكُمْ، وَلاَ تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا: یہ حدیث اس سابق باب میں گزر چکی ہے جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔

٣٤٨ - بَابُ طُولِ الْقِيَامِ

دعوت قبول کرنے کا بیان

١٤٤٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقِيَامِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جَهْدُ الْمُقِلِّ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ: «مَنْ أُهَرِيقَ دَمُهُ، وَعُقِرَ جَوَادُهُ».

ترجمہ عبد اللہ بن حبشی الخثعمی کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل زیادہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز میں لمبا قیام کرنا، پھر عرض کیا گیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کم روپیہ پیسہ والا شخص محنت مشقت کر کے روزی حاصل کر کے اس میں سے جو صدقہ کرے وہ سب سے افضل صدقہ ہے، دریافت کیا گیا کہ کونسی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی ہجرت سب سے افضل ہے جو اللہ پاک کی حرام کردہ اشیاء کو چھوڑ کر کنارہ کشی اختیار کرے، عرض کیا گیا کہ کونسا جہاد افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مشرکین سے اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرے۔ عرض کیا گیا کہ کونسی شہادت زیادہ شرف فضیلت والی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا خون بہا دیا جائے اور اسکے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں۔

تخریج سنن النسائي - الزكاة (٢٥٢٦) سنن النسائي - الإيمان وشرائعه (٤٩٨٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٤٩) مسند أحمد - مسند المكيين (٤١٢/٣) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٢٤)

شرح الحديث قوله: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جَهْدُ الْمُقِلِّ»: کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نادار شخص کی کوشش اور محنت یعنی جو صدقہ آدمی محنت مزدوری کر کے دے وہ سب سے افضل ہے کہ اپنی احتیاج و ضرورت کے باوجود دوسروں کو ترجیح دے رہا ہے، اس کے بالمقابل ایک اور حدیث ہے جو کتاب الزکوۃ میں آئے گی خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى [1]، ان دونوں میں تطبیق انشاء اللہ تعالیٰ وہیں آئے گی۔

[1] سنن أبي داود - كتاب الزكاة - باب الرجل يخرج من ماله ١٦٧٣

٣٤٩ ۔ بَابُ الْحَثِّ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ

نماز تہجد کی ترغیب کا بیان

اس باب کی حدیثیں قریب ہی میں گزری ہیں۔

١٤٥٠ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، حَدَّثَنَا الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ پاک ایسے شخص پر رحمت نازل فرمائے جو رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو جگائے وہ بھی نماز پڑھے اگر بیوی انکار کرے تو یہ شوہر اسکے چہرے پر پانی کی چھینٹیں مارے...... اللہ پاک ایسی عورت پر رحم فرمائے جو رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بیدار کرے اگر اسکا شوہر انکار کرے تو (شوہر کو بیدار کرنے کیلئے) اسکے چہرے پر چھینٹیں مارے۔

تخریج: سنن النسائي - قيام الليل وتطوع النهار (١٦١٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٥٠) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٣٦) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٤٧) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٥٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٣٦)

١٤٥١ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا، وَالذَّاكِرَاتِ».

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص رات کو بیدار ہو اور اپنی بیوی کو جگائے اور یہ دونوں میاں بیوی دو رکعت تہجد ادا کریں تو اللہ پاک ان دونوں کو کثرت سے ذکر کرنے والوں کی جماعت میں لکھ لیتے ہیں۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٤٥١) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٣٥)

٣٥٠ ۔ بَابٌ فِي ثَوَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

قرآن پاک پڑھنے کے ثواب کا بیان

یہاں سے مصنف فضائل قرآن بیان کرنا شروع کررہے ہیں، چنانچہ اس سلسلے کے چند باب قائم کئے لیکن مصنف نے یہاں شروع میں کوئی موٹی سرخی اور عنوان قائم نہیں کیا، امام بخاریؒ و ترمذیؒ نے كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ اور أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

اس کلی عنوان کے تحت متعدد ابواب لائے ہیں۔

تفضيل بعض القرآن على بعض: کا مسئلہ مختلف فیہ ہے یعنی یہ اعتقاد کہ فلاں سورۃ فلاں سورۃ سے افضل ہے جائز ہے یا نہیں؟ بعض علماء جیسے ابوالحسن اشعریؒ، قاضی ابو بکر باقلانیؒ نے اسکا انکار کیا ہے، اسلئے کہ مفضول ناقص ہوتا ہے افضل سے، حالانکہ یہاں سب کا سب کلام اللہ ہے اللہ کی صفت ہے، پھر بعض کے بعض سے افضل ہونے کے کیا معنی؟ لیکن اکثر علماء ظواہر احادیث کی بنا پر اسکے جواز کے قائل ہیں، پھر قائلین جواز کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ فضیلت کس لحاظ سے ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ اسکا تعلق الفاظ و معانی سے نہیں بلکہ کثرت اجر و ثواب سے ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بات نہیں بلکہ اسی اعتبار سے ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسکی صفات پر جو دلالت آیت الکرسی اور آخر سورۂ حشر هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ[1]، اور سورۂ اخلاص میں پائی جاتی ہے وہ سورۂ تبت میں ظاہر ہے کہ نہیں ہے۔

اور اشعریؒ یہ فرماتے ہیں: أنه لا يتنوع في ذاته، إنما هو بحسب متعلقاته[2]، بندے کے ذہن میں بھی پہلے سے یہی بات آتی تھی اور میرے خیال میں اسکی تشریح یہ ہو سکتی ہے کہ بعض قرآن کو بعض پر فوقیت فی حد ذاتہ اور کلام باری ہونے کے لحاظ سے تو ہے نہیں اس حیثیت سے تو سب برابر ہے، البتہ سورتوں کے آثار و خواص اور بندوں کے حاجات کے لحاظ سے بعض کو بعض پر فوقیت ہو سکتی ہے مثلاً تعوذ (جھاڑ پھونک) کے لحاظ سے معوذتین سے بڑھ کر کوئی سورۃ نہیں، ایسے ہی باری تعالیٰ کی صفات و کمالات اور وحدانیت جس کی معرفت کے ہم لوگ محتاج ہیں ایسی احتیاج واقعۂ ابولہب کی معرفت کیطرف نہیں ہے، پس یہ بعض سورتوں کی بعض پر فضیلت مضامین کے تنوع کے ساتھ عباد کی احتیاج کے لحاظ سے ہے نہ کہ اداء معانی اور الفاظ و تعبیر کے لحاظ سے، چنانچہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ کے اندر جو مضمون بیان کیا گیا ہے یعنی دعاء بالخسران اس کیلئے اس سے بہتر تعبیر نہیں ہو سکتی جو اس سورۃ میں موجود ہے ایسے ہی بیان وحدانیت کیلئے جو طرز تعبیر و اسلوب سورۂ اخلاص میں استعمال کیا گیا ہے اس سے بہتر کوئی دوسری تعبیر نہیں ہو سکتی (ملخصاً من القسطلاني بزيادة[3])۔

۱٤٥٢ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُثْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

ترجمہ: حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن پاک سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے۔

---

[1] وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے وہ ہے بڑا مہربان رحم والا (سورۃ الحشر ۲۲)

[2] البرهان في علوم القرآن للزركشي - ج ۱ ص ٤٤٠

[3] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري - ج ۷ ص ٤٤٣

تخريج: صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٣٩) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٤٠) جامع الترمذي - فضائل القرآن (٢٩٠٧) جامع الترمذي - فضائل القرآن (٢٩٠٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٥٢) سنن ابن ماجه - المقدمة (٢١١) سنن ابن ماجه - المقدمة (٢١٢) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/٥٧) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/٥٨) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/٦٩) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٣٣٨)

شرح الحديث مع إشکال وجواب: عَنْ عُثْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ: تم نور الأنوار میں پڑھ چکے ہو کہ قرآن لفظ اور معنی کے مجموعہ کا نام ہے وھو إسم للنظم والمعنی جمیعا[1]، اس حدیث میں خادم القرآن کی فضیلت بیان کی گئی ہے پس یہ خدمت یا صرف الفاظ قرآن کی ہوگی ان کو پڑھنا، پڑھانا، یاد کرانا، ان کی تصحیح و تجوید اور یا یہ خدمت قرآن کے معنی کی ہوگی کہ اس کے معانی و معارف کو سمجھنا اور سمجھانا، تفسیر و تشریح کرنا اس سے احکام کا استنباط کرنا وغیرہ وغیرہ، اور یا یہ خدمت دونوں کو جامع ہوگی لہذا یہ نہ سمجھا جائے کہ اس حدیث کا مصداق صرف مکتب کے حافظ جی ہیں، پھر اس تعلیم کے مراتب میں حقوق تعلیم کی ادائیگی اور کمال اخلاص کے اعتبار سے، اور ظاہر ہے کہ اس کے فرد اکمل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ثم الاشبہ فالاشبہ۔

بعض شروح میں لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے اس حدیث کا مقتضی یہ ہے کہ قاری و مقرئ فقیہ (عالم دین) سے افضل ہو حالانکہ علم اور علماء کے فضائل میں سیکڑوں احادیث وارد ہیں، جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں خطاب صحابہ کرامؓ کو ہو رہا ہے (گو حکم عام ہے) جو کہ قرآن کریم کو فہم معنی کے ساتھ پڑھتے تھے تو اب جو شخص عالم و فقیہ ہونے کے ساتھ قاری و مقرئ بھی ہو ظاہر ہے کہ وہ افضل ہوگا اس سے جو صرف عالم و فقیہ ہو چنانچہ "أبواب الإمامة" میں گزر چکا ہے واقرأهم کان أعلمهم کہ صحابہ کرامؓ میں جو جتنا بڑا قاری ہوتا تھا اتنا ہی بڑا وہ عالم ہوتا تھا، حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ خیریت و افضلیت کا مدار نفع متعدی کی کثرت اور اس کی قلت پر ہے (لحدیث خیر الناس من ینفع الناس[2]) لہذا جس کا نفع اور فیض زیادہ ہوگا اس کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا (اور ظاہر ہے کہ عالم فقیہ کا فیض اعم واشمل ہے قاری محض کے فیض سے)۔

اور یا یہ کہا جائے کہ یہاں من مقدر ہے ای من خیر کم، اس سے حصر ختم ہو جائے گا جیسا کہ اس نوع کی اور بعض احادیث میں یہ جواب دیا جاتا ہے۔

١٤٥٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ، أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا؟»

---

[1] نور الأنوار شرح رسالة المنار - ج ١ ص ٢٥

[2] أخرجه السيوطي في جامع الأحاديث - ج 34 ص 430

ترجمہ: معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص قرآن پاک پڑھے (حفظ کرے) اور اس پر عمل کرے تو اسکے والدین کو روز قیامت ایسا تاج پہنایا جائے گا جسکی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ اچھی ہوگی جسطرح سورج تمہارے دنیا کے گھروں میں ہو اسکی جس قدر روشنی ہوتی ہے (اس سے زیادہ روشنی اس تاج کی ہوگی) جب اس شخص کے والدین کا یہ انعام ہے تو جس شخص نے اس قرآن پر عمل کیا ہوگا اسکا انعام کس قدر ہوگا؟

تخریج: سنن أبی داود - الصلاۃ (١٤٥٣) مسند أحمد - مسند المكيين (٣/٤٤٠)

شرح الحدیث: قولہ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ، أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: جو شخص قرآن کریم کو بہت شوق سے سیکھے اور اس کو بہت اچھی طرح ترتیل کے ساتھ پڑھے، اور اس میں جو اخلاق و آداب و احکام ہیں ان سب پر عمل کرے، اور بعض شراح نے قَرَأَ الْقُرْآنَ کی شرح ای حفظه عن ظهر قلب سے کی ہے، یعنی قرآن پاک کو اس نے زبانی یاد کیا ہو، تو اس کے والدین کو بروز قیامت ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی اور چمک اس آفتاب سے بھی زیادہ ہوگی جو آفتاب کہ (بالفرض) تمہارے گھر میں ہو، پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے بارے میں جس نے خود یہ کام کیا یعنی قرأت قرآن اور اس پر عمل یعنی جب قاری قرآن کے والدین کے ساتھ یہ اعزاز و اکرام کا معاملہ کیا جائے گا تو خود اس قاری یا حافظ کا اعزاز و اکرام کتنا ہوگا، صاحب منہل لکھتے ہیں: وهذا إشارة إلى أن ثواب القارئ يبلغ مبلغا عظيما لا تحيط به العقول فلا يعلم قدر عظمه إلا الله تعالى [1]، اس حدیث میں ترغیب ہے اپنی اولاد کو تعلیم قرآن کی اور ان کی تاکید اس پر عمل کرنے کی۔

١٤٥٤ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، وَهَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ، مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مہارت اور عمدہ تجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اسکا حشر اُن مقرب انبیاء اور فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو معزز اور فرماں بردار ہیں اور جو شخص اسطرح تلاوت کرتا ہے کہ اسے تلاوت کرنے میں مشقت اٹھانی پڑتی ہے تو ایسے شخص کو اسکی تلاوت پر دوہرا ثواب ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - تفسير القرآن (٤٦٥٣) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٩٨) جامع الترمذي - فضائل القرآن (٢٩٠٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٥٤) سنن ابن ماجة - الأدب (٣٧٧٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٤٨) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٩٤) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٩٨) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١١٠) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٧٠) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٣٦٨)

شرح الحدیث: قولہ: مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ: سفرہ سافر کی جمع ہے جیسے کاتب کی جمع کتبہ وزناً و معنیً سفر بمعنی کتابت

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج٨ ص٩٩

سے ماخوذ ہے، یعنی وہ فرشتے جو لوح محفوظ سے صحیفے نقل کرتے ہیں، بعض نے اس کا ترجمہ میر منشی سے کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ملائکہ رسل ہیں یعنی وہ فرشتے جو انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ اور سفیر ہوتے ہیں اس صورت میں سافر بمعنی سفیر ہوگا جس کا مصدر سفارۃ ہے (منہل وغیرہ [1])، اور بررۃ بار کی جمع ہے بمعنی نیکوکار لہٰذا اس کے معنی ہوئے صلحاء واتقیاء جو شخص ماہر قرآن ہے وہ ان ملائکہ کے ساتھ ہوگا، قرآن شریف کا ماہر وہ کہلاتا ہے جس کو یاد بھی خوب ہو اور پڑھتا بھی خوب ہو اور اگر معانی ومراد پر بھی مطلع ہو تو پھر کیا کہنا، ملائکہ کے ساتھ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ بھی قرآن شریف کے لوح محفوظ سے نقل کرنے والے ہیں اور یہ بھی اس کا نقل کرنے والا اور پہونچانے والا ہے تو گویا دونوں ایک ہی مسلک پر ہیں یا یہ کہ حشر میں ان کے ساتھ اجتماع ہوگا (فضائل قرآن مجید) یا کبھی کبھی منازل جنت میں معیت ہونا مراد ہے۔

قولہ: وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ: جو شخص ثقل زبان کی وجہ سے الفاظ قرآن بسہولت اداء نہیں کر پاتا یا یاد کی کمی کی وجہ سے بسہولت نہیں پڑھ سکتا اس کیلئے دو اجر ہیں، ایک اجر قرأت اور دوسرا اجر مشقت، باقی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا رتبہ ماہر بالقرآن سے بڑھ جائے ماہر کا مرتبہ تو بہت اونچا ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا۔

۱٤٥٥ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ تَعَالَى، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کچھ مسلمان جب جمع ہوکر اللہ پاک کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں کتاب اللہ سیکھتے سکھاتے ہیں تو ان لوگوں پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ پاک اپنے دربار کے مقرب فرشتوں میں ایسے لوگوں کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

تخریج: صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٦٩٩) جامع الترمذي - القراءات (٢٩٤٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٥٥) سنن ابن ماجه - المقدمة (٢٢٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٥٢)

شرح الحدیث: قوله: إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ: أي الرحمة أو ملائكة الرحمة أو ما حصل به السكون، یعنی کوئی ایسی شئ جس سے سکون قلب حاصل ہو، اس حدیث کی شرح رسالہ فضائل القرآن [2] سے دیکھی جا سکتی ہے۔

۱٤٥٦ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ، فَقَالَ: «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى بُطْحَانَ -

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٠٠

[2] فضائل القرآن - ص ٣٩-٤٠

أَوِ الْعَقِيقِ - فَيَأْخُذَ نَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ زَهْرَاوَيْنِ بِغَيْرِ إِثْمٍ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟» قَالُوا: كُلُّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «فَلَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَيَتَعَلَّمَ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَإِنْ ثَلَاثٌ فَثَلَاثٌ مِثْلُ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ».

ترجمہ عقبہ بن عامر الجہنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم صفہ چبوترہ پر تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کون شخص یہ پسند کرتا ہے کہ صبح صبح بطحان وادی جائے یا فرمایا عقیق وادی جائے اور وہاں کوہان بھری ہوئی دو اونٹنیاں لے کر آئے یہ اونٹنیاں (جو خوب موٹی تگڑی ہونے کی وجہ سے) سفید رنگ کی طرف مائل ہوں اور اونٹنیاں اسے بغیر گناہ اور رشتہ داری کے توڑے بغیر حاصل ہو جائیں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اسطرح یہ اونٹنیاں لے لیا کرے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ایک شخص صبح صبح روزانہ مسجد جایا کرے اور قرآن کریم کی دو آیتیں سیکھ لے یہ اس کیلئے ایسی دو اونٹنیوں سے بہتر ہے اور اگر تین آیتیں سیکھ لے تو اسکے لیے تین اونٹنیوں سے بہتر ہے اسی طرح قرآن کریم کی جتنی آیتیں سیکھے گا وہ اسی قدر اونٹنیوں سے بہتر ہوگی۔

تخریج صحیح مسلم - صلاۃ المسافرین وقصرها (۸۰۳) سنن أبي داود - الصلاۃ (۱۴۵۶) مسند أحمد - مسند الشامیین (۱۵۴/۴)

شرح الحدیث قولہ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى بُطْحَانَ - أَوِ الْعَقِيقِ -: یہ دو مشہور بازار اور منڈیاں ہیں مدینہ منورہ میں۔ كَوْمَاوَيْنِ بلند کوہان والی، زَهْرَاوَيْنِ خوش رنگ اور چمک دار، یہ تثنیہ ہے زہراء کا جو مشتق ہے زہرۃ سے جس کے معنی خوبصورتی اور رونق کے ہیں۔

قولہ: وَإِنْ ثَلَاثٌ فَثَلَاثٌ مِثْلُ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ: هن ضمیر آیات کی طرف راجع ہے، بظاہر تقدیر عبارت اس طرح ہے مثل اعداد الآیات اعداد من الابل اور تین آیتوں کا سیکھنا تین ناقہ سے بہتر ہے۔

مِثْلُ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ کے تین مطلب ہو سکتے ہیں: ① علم جرا یعنی اسی طرح چلتے رہیے تین آیات افضل ہیں تین اونٹنیوں سے اور چار چار سے اور پانچ پانچ سے الی آخرہ، ② ناقہ تو اونٹنی (مادہ) کو کہتے ہیں اور ابل سے مراد اونٹ (نر) بعض مرتبہ آدمی کو اونٹوں میں مادہ کی حاجت ہوتی ہے بعض مرتبہ نر کی اس لئے ابل کو علیحدہ ذکر فرمادیا یعنی چاہئے وہ لے لو اور چاہے یہ، ③ تیسرا مطلب یہ ہے ایک آیت ایک ناقہ اور ایک ابل (دونوں کے مجموعہ) سے افضل ہے اور دو آیتیں دو ناقہ اور دو ابل سے افضل ہیں اور تین آیات تین ناقہ اور تین ابل سے افضل ہیں ناقہ اور ابل دونوں کا مجموعہ مراد ہیں، باقی یہ سب تمثیل اور تقریب الی فہمنا العلیل ہے، ورنہ ایک آیت تمام دنیا سے بھی افضل ہے "رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا"[1]۔

[1] صحیح مسلم - کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها - باب استحباب ركعتي سنة الفجر الخ - باب فضل ركعتي الفجر ۷۲۵

٣٥١۔ باب فاتحة الكتاب

سورۃ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

أم القرآن و أم الكتاب و السبع المثاني، یہ سب سورۃ فاتحہ کے اسماء ہیں، اس سورۃ کے بہت سے نام ہیں و كثرة الأسماء تدل على شرف المسمى، الوافيه، الكافيه، الشافيه، سورة الشفاء، سورة الاساس، سورة الصلوة، سورة السؤال، سورة الشكر، سورة الدعاء (بذل من التفسير الكبير [1]) اور سبع مثانی کہنے کی دو وجہ لکھی ہیں، سبع تو اس لئے کہ سات آیات ہیں اور مثانی مثنی کی جمع ہے بمعنی مکرر یا تو اس لئے کہ اس سورۃ کا نزول مکرر ہے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں، اور یا اس لئے کہ یہ سورۃ مکرر ستہ کرر پڑھی جاتی ہے یعنی سب نمازوں میں پڑھی جاتی ہے۔

١٤٥٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أُمُّ الْقُرْآنِ، وَأُمُّ الْكِتَابِ، وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي».

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کے (تین نام ہیں): ① ام القرآن، ② ام الکتاب، ③ اور السبع المثانی۔

تخریج صحيح البخاري - تفسير القرآن (٤٤٢٧) جامع الترمذي - فضائل القرآن (٢٨٧٥) جامع الترمذي - تفسير القرآن (٣١٢٤) جامع الترمذي - تفسير القرآن (٣١٢٥) سنن النسائي - الافتتاح (٩١٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٥٧) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٥٧/٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤١٣/٢) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٣٧٣)

١٤٥٨ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي، فَدَعَاهُ، قَالَ: فَصَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، قَالَ: فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي؟»، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي، قَالَ: "أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ [2]}، لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ - أَوْ فِي الْقُرْآنِ، شَكَّ خَالِدٌ - قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ"، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَوْلَكَ، قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي الَّتِي أُوتِيتُ، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ».

ترجمہ ابوسعید بن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انکے پاس سے گزرے یہ ابوسعیدؓ نماز پڑھ رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو بلایا تو ابوسعید کہتے ہیں میں نماز میں مشغول رہا (میں نے فوری جواب نہیں دیا) پھر نماز سے فارغ ہونے

---

[1] مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير للرازي - ج١ ص١٥٦ - ١٥٩، بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٢٩٣

[2] اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے (سورۃ الأنفال ٢٤)

کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم فوراً میری آواز سنکر کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نماز میں مشغول تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اللہ پاک نے یہ ارشاد نہیں فرمایا اے مومنو! اللہ پاک اور اسکے رسول ﷺ کی بات پر لبیک کہو جب وہ تمہیں ایسی بات اور کام کیلئے بلائیں جسمیں تمہارے لیے بھلائی اور خیر ہے؟ (پھر فرمایا) میں تمہیں قرآن پاک کی سب سے بڑی سورہ سکھلاؤنگا..... سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ فرمایا یا سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ۔ خالد راوی کو شک ہے..... مسجد سے نکلنے سے پہلے پھر (بعد میں میں نے یاد دہانی کرائی) میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا وعدہ میں یاد دلا رہا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے جو السبع المثانی عطا کیئے گئے وہ یہی سورۃ فاتحہ ہے اور یہ سورۃ فاتحہ قرآن عظیم بھی ہے۔

تخریج صحيح البخاري – تفسير القرآن (٤٢٠٤) صحيح البخاري – تفسير القرآن (٤٣٧٠) صحيح البخاري – تفسير القرآن (٤٤٢٦) صحيح البخاري – فضائل القرآن (٤٧٢٠) سنن النسائي – الافتتاح (٩١٣) سنن أبي داود – الصلاة (١٤٥٨) سنن ابن ماجه – الأدب (٣٧٨٥) مسند أحمد – مسند المكيين (٣/٤٥٠) مسند أحمد – مسند الشاميين (٤/٢١١) سنن الدارمي – الصلاة (١٤٩٢) سنن الدارمي – فضائل القرآن (٣٣٧١)

شرح الحديث عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي، فَدَعَاهُ: ان صحابی کا نام الحارث بن نفیع ہے یہ نماز پڑھ رہے تھے حضور ﷺ ان کے پاس کو گزرے اور ان کو پکارا مگر یہ نماز میں بولے نہیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي؟

اختلاف روایتین: یہ حدیث بخاری میں بھی اسی طرح ہے، یعنی یہ کہ یہ قصہ ابو سعید بن المعلی کا ہے لیکن ترمذی میں بروایت ابو ہریرہؓ یہ ہے کہ یہ واقعہ ابی بن کعبؓ کا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے حضور ﷺ کا گزر ان کے پاس کو ہوا[1]، بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ دونوں کے ساتھ پیش آیا، حافظ ابن حجرؒ کی بھی یہی رائے ہے اس لئے کہ دونوں حدیثوں کا مخرج اور سیاق مختلف ہے۔ یہاں بعض راویوں سے ایک اور وہم ہوا ہے جس کی طرف حافظ نے اشارہ کیا ہے، حافظؒ فرماتے ہیں کہ وہ جو کہا گیا ہے کہ یہ قصہ ابو سعید خدریؓ کے ساتھ پیش آیا یہ وہم ہے[2]۔

اجابة النبی فی الصلوۃ کا حکم شرعی: اسکے بعد جاننا چاہئے ائمہ اربعہ کے نزدیک اجابۃ النبی نماز کی حالت میں بھی واجب ہے، خواہ وہ نماز فرض ہی کیوں نہ ہو، لیکن بطلان صلوۃ میں اختلاف ہے، تقریباً سبھی ائمہ کے اس میں دونوں قول ہیں، لیکن معتمد عند الشافعیۃ والمالکیۃ عدم بطلان ہے ورجح الطحاوی البطلان والقول الثانی للحنفیۃ عدم البطلان۔

---

[1] جامع الترمذي – كتاب فضائل القرآن – باب ما جاء في فضل فاتحة الكتاب ٢٨٧٥.

[2] فتح الباري شرح صحيح البخاري – ج٨ ص ١٥٧

۳۵۲۔ بَابُ مَنْ قَالَ: هِيَ مِنَ الطُّوَلِ

سورۂ فاتحہ لمبی سورتوں میں سے ایک سورت ہے

ترجمۃ الباب میں دو احتمال: الطول جمع ہے طولی کی جیسے الکبر جمع ہے کبری کی، اس کے بعد سمجھئے کہ اس ترجمۃ الباب کی شرح میں دو قول ہیں: ① اول یہ کہ ھِيَ ضمیر راجع ہے فاتحہ کیطرف اور مطلب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ طول یعنی لمبی سورتوں میں سے ہے، یعنی باعتبار معانی کی کثرت وجامعیت کے نہ باعتبار لفظوں کے (دوسرا قول آگے آرہا ہے)۔

۱۴۵۹ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «أُوتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي الطُّوَلِ، وَأُوتِيَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامِ سِتًّا، فَلَمَّا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ، رُفِعَتْ ثِنْتَانِ، وَبَقِيَ أَرْبَعٌ».

ترجمہ: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو السبع المثانی (سورۂ فاتحہ) عطا کی گئی جو لمبی سورت ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو چھ تختیاں عطا کی گئیں تھیں جب موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو رکھ دیا تھا تو اسمیں سے دو تختیاں اٹھائی گئیں اور چار تختیاں باقی رہ گئیں۔

تخریج: سنن النسائي – الافتتاح (۹۱۵) سنن أبي داود – الصلاة (۱۴۵۹)

شرح الحدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أُوتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي الطُّوَلِ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبع مثانی طول میں سے ہے، اور باب سابق میں گزر چکا کہ سبع مثانی کا مصداق فاتحہ ہے، پس دونوں حدیثوں کو ملانے سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ طول میں سے ہے، ② اور دوسرا قول یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں ھی ضمیر سبع مثانی کی طرف راجع ہے اور لفظ من زائد ہے اور الطول سے مراد سبع طول ہے مطلب یہ ہوا کہ سبع مثانی سبع طول ہیں، دراصل حضرت ابن عباسؓ کے سبع مثانی کے مصداق میں دو قول ہیں: اول وہ جو باب سابق میں گزر چکا (یعنی سورۂ فاتحہ)، اور دوسرا قول یہ ہے کہ سبع مثانی سے مراد سبع طول ہیں، یعنی قرآن پاک کے شروع کی سات لمبی سورتیں از سورۂ بقرہ تا سورہ توبہ۔

قوله: وَأُوتِيَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامِ سِتًّا، فَلَمَّا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ، رُفِعَتْ ثِنْتَانِ، وَبَقِيَ[1] أَرْبَعٌ: موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ جو عطا کی گئی تھی وہ کل چھ تختیوں پر لکھی ہوئی تھی، جب انہوں نے ان کو پھینکا (جبکہ وہ طور سے مناجات رب سے فارغ ہو کر آئے اور دیکھا کہ ان کی قوم عبادت عجل کرنے لگی) تو ان میں سے دو تختیاں آسمان پر اٹھالی گئیں، چار باقی رہ گئیں، اس سلسلے میں روایات مختلف ہیں ایک روایت میں یہ ہے: تورات کے سات حصے تھے ان میں سے چھ حصے اٹھالئے گئے اور صرف ایک حصہ یعنی سبع باقی رہ گیا،

---

[1] القیاس وبقیت، ۱۲ منہل (المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود – ج ۸ ص ۱۰۸)۔

ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس کے کل چھ حصے تھے جن میں سے پانچ اٹھا لئے گئے اور صرف ایک حصہ یعنی سدس باقی رہ گیا (بذل عن الدر المنثور[1])۔

۳۵۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي آيَةِ الْكُرْسِيِّ

آیۃ الکرسی کی فضیلت کا بیان

۱۴۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَبَا الْمُنْذِرِ، أَيُّ آيَةٍ مَعَكَ مِنْ كِتَابِ اللهِ أَعْظَمُ؟» قَالَ: قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «أَبَا الْمُنْذِرِ، أَيُّ آيَةٍ مَعَكَ مِنْ كِتَابِ اللهِ أَعْظَمُ؟» قَالَ: قُلْتُ: { اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ[2] }. قَالَ: فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: «لِيَهْنِ لَكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ الْعِلْمُ».

ترجمہ: ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابو المنذر! قرآن کی کونسی سب سے عظیم الشان سورت ہے ان آیتوں میں جو تمہیں حفظ ہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول ہی زیادہ جانتا ہے پھر حضور ﷺ نے دوبارہ یہی سوال دہرایا کہ اے ابو المنذر! تمہیں جو آیتیں یاد ہیں ان میں کونسی آیت سب سے عظیم الشان ہے؟ تو میں نے عرض کیا آیۃ الکرسی، تو نبی اکرم ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابو المنذر! تمہیں یہ علم مبارک ہو۔

تخریج: صحیح مسلم – صلاۃ المسافرین وقصرھا (۸۱۰) سنن أبي داود – الصلاۃ (۱۴۶۰)۔

شرح الحدیث: قوله: قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ: ابتداً جواب ادباً نہیں دیا کہ حضور ﷺ ہی ارشاد فرمائیں، اور یا اس لئے کہ یہ سوچا ہو کہ ممکن ہے جس آیت کو میں اعظم سمجھا ہوں آپ ﷺ کے نزدیک ایسا نہ ہو۔

قوله: وَقَالَ: «لِيَهْنِ لَكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ الْعِلْمُ»: العلم ترکیب میں فاعل ہے فعل مذکور کا، اے ابو المنذر تمہیں تمہارا علم مبارک ہو، لِيَهْنِ امر کا صیغہ ہے اور بعض نسخوں میں لیھنی ہمزہ کے ساتھ ہے اور وہی اصل بھی ہے، یہاں کتاب میں تخفیفاً اس کو حذف کر دیا گیا، أي ليكن العلم هنيئًا لك، هنیٔ اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کو بسہولت بغیر مشقت کے حاصل ہو هَنُؤَ يَهْنُؤُ هنأ باب کرم سے اور هَنِئَ يَهْنَأُ باب سمع سے وهَنَأ يَهْنِأُ باب ضرب سے آتا ہے اور اسی سے تَهْنِئَة بھی آتا ہے جو کہ تعزیۃ کی ضد ہے، کسی کو مبارکباد دینا اور کسی کی خوشی پر اظہار مسرت کرنا۔

شراح نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افسر اعلی اور استاذ کیلئے مناسب ہے کہ وہ گاہے اپنے شاگرد اور ماتحت سے جس میں صلاحیت دیکھے امتحاناً کوئی سوال کرے تا کہ اسکی فضیلت اور خوبی دوسرے پر ظاہر ہو، اور وہ بھی اس سے منتفع ہو، نیز استاذ یا

---

[1] الدر المنثور في التفسير بالمأثور للسيوطي – ج ٦ ص ٥٩٤، بذل المجهود في حل أبي داود – ج ٧ ص ٢٩٧

[2] اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا (سورۃ البقرۃ ۲۵۵)

کسی اور بڑے کا اپنے فضلاء اصحاب اور لائق شاگردوں کی تعظیم کرنا، اور ایسے ہی کسی کے سامنے اس کی مدح کرنا جبکہ اس میں مصلحت ہو اور کوئی مضرت کا پہلو نہ ہو (ممدوح کا اعجاب نفس میں مبتلا ہونا)، اور یہ کہ آیۃ الکرسی قرآن کریم کی عظیم ترین آیت ہے اور یہ کہ بعض آیات کی تفضیل بعض پر جائز ہے (وقد تقدم شيء من التفضيل والإختلاف فيه)۔

٣٥٤۔ بَابٌ فِي سُورَةِ الصَّمَدِ

سورۃ اخلاص کی فضیلت کا بیان

١٤٦١۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص کو کسی نے سنا کہ سورۃ اخلاص (ساری رات) مسلسل بار بار پڑھا جارہا ہے (یہ سورت کو مکرر پڑھنے والے قتادہ بن نعمان تھے اور ان سے سننے والے خود ابو سعید خدریؓ تھے) جب صبح ہوئی تو اس سننے والے شخص نے خدمت نبوی ﷺ میں حاضری دی اور یہ واقعہ عرض کیا، کچھ اسطرح ذکر کیا کہ اس سورۃ اخلاص کے بار بار پڑھنے کو تھوڑا عمل کر کے پیش کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے اسکی قسم! یہ سورۃ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٢٦) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٢٧) صحيح البخاري - الأيمان والنذور (٦٢٦٧) صحيح البخاري - التوحيد (٦٩٣٩) سنن النسائي - الافتتاح (٩٩٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٦١) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٥/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٥/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٤٣/٣) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٨٣)

شرح الحدیث: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ: ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کو دیکھا کہ وہ رات کو نماز میں بس ایک ہی سورۃ یعنی سورۃ اخلاص بار بار پڑھتا رہا (اسکے علاوہ اور کوئی سورۃ اس نے نہیں پڑھی) جب صبح ہوئی تو یہ سننے والا شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا، اور اس چیز کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا اور ذکر اس بنا پر کیا کہ وہ صرف ایک سورۃ پر اکتفا کرنے کو قلیل مقدار سمجھ رہا تھا، بذل المجہود میں لکھا ہے کہ اس قصہ میں سامع خود راوی حدیث ابو سعید خدریؓ ہیں، اور قاری (تلاوت کرنے والا) ان کے اخیافی بھائی قتادہ بن النعمان ہیں [1]۔

قولہ: إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ: سورۃ قُلْ هُوَ اللهُ ثلث قرآن کے برابر ہے، اس میں تین احتمال ہیں: ① یا باعتبار ثواب کے، ② اور یا باعتبار مضمون کے، اول کی تشریح یہ ہے کہ عمل کا ایک تو اصل اجر ہوتا ہے جس کو اجر اصلی سے تعبیر کرتے ہیں، اور اجر

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٢٩٩

المضاعف (الحسنة بعشر إمثالها إلى سبع مائة ضعف) جس کو (علی لسان اہل الدرس) اجر انعامی کہتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ سورۂ اخلاص کا اجر انعامی ثلث قرآن کے اجر اصلی کے برابر ہے، اور دوسرے مطلب کی توضیح یہ ہے کہ قرآن پاک میں موٹے موٹے تین مضمون بیان کیے گئے ہیں، عقائد، احکام، اخبار و قصص (گذشتہ انبیاء اور امتوں کے احوال وواقعات) اس چھوٹی سی سورۃ میں ان تین میں سے عقائد یعنی توحید وصفات باری مذکور ہیں اسی لحاظ سے اس سورۃ کو ثلث قرآن فرمایا گیا ہے، ③ اور تیسرا احتمال اس جملے کے معنی میں یہ ہے کہ اس شخص نے اس سورۃ کو بار بار اس کثرت سے پڑھا کہ مقدار میں وہ دس پاروں کے برابر ہو گئی (مثلاً ایک ہزار مرتبہ پڑھا)۔

٣٥٥ـ بَابٌ فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے فضائل کا بیان

اسمیں واؤ کا کسرہ اور فتحہ دونوں جائز ہیں (بذل عن المرقاۃ[1])۔

١٤٦٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ، مَوْلَى مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهُ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ لِي: «يَا عُقْبَةُ، أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا؟» فَعَلَّمَنِي ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾، قَالَ: فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا، فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ إِلَيَّ، فَقَالَ: «يَا عُقْبَةُ، كَيْفَ رَأَيْتَ؟»

ترجمہ عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو ہانک رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عقبہ! (اپنی حفاظت کیلئے) پڑھی جانے والی دو بہترین سورتیں تمہیں نہ بتلاؤں؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورۃ فلق اور سورۃ الناس سکھلائی۔ عقبہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو سورتوں کے سیکھنے کے بعد مجھ سے بہت خوشی محسوس نہیں فرمائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز فجر کی جماعت کرائی اور اسمیں انہی دو سورتوں کی قرأت فرمائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے عقبہ! تم نے ان دو سورتوں کی فضیلت دیکھ لی۔

تخریج جامع الترمذي - فضائل القرآن (٢٩٠٢) سنن النسائي - الافتتاح (٩٥٤) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٤٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٦٢) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٤٤/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٤٨/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٤٩/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٥٠/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٥١/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٥٢/٤)

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٣٠٠

مسند أحمد - مسند الشاميين (١٥٣/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٥٥/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٥٩/٤) مسند أحمد - مسند الشاميين (١٥٩/٤) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٤٤١)

شرح الحديث قولہ: أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا؟ وہ دو سورتیں جو سب سے بہتر ہیں یعنی باب استعاذہ میں جنات وشیاطین اور ان کے ضرر سے بچنے کے لئے۔

قولہ: فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا: پس نہیں دیکھا آپ نے مجھ کو کہ میں زیادہ خوش ہوا ہوں ان دو سورتوں کا نام سنکر۔

قولہ: يَا عُقْبَةُ، كَيْفَ رَأَيْتَ؟ یعنی تم نے دیکھا بھی کہ یہ دو چھوٹی چھوٹی سورتیں بڑی سورتوں کے قائم مقام ہو گئیں جو صبح کی نماز میں عام طور سے پڑھی جاتی ہیں، دوسرا مطلب اس کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان صحابی کو جس غرض کیلئے ان سورتوں کی تعلیم فرمائی تھی (دفع وساوس وخطرات یا خوف وہراس وغیرہ) اسکے بارے میں آپ ﷺ ان سے دریافت فرما رہے ہیں کہ بتاؤ اب قلب کی کیفیت کیا ہے، یعنی فائدہ محسوس ہوا یا نہیں۔

١٤٦٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ، وَالْأَبْوَاءِ، إِذْ غَشِيَتْنَا رِيحٌ، وَظُلْمَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِأَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَأَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، وَيَقُولُ: «يَا عُقْبَةُ، تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا»، قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَؤُمُّنَا بِهِمَا فِي الصَّلَاةِ.

ترجمہ عقبہ بن عامر کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام جحفہ اور مقام ابواء کے درمیان سفر کر رہا تھا کہ اچانک تیز آندھی اور سخت اندھیرا چھا گیا تو نبی پاک ﷺ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ پڑھ کر آفات سے حفاظت اور پناہ طلب فرمانے لگے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عقبہ! ان دو سورتوں کو پڑھ کر اللہ کی حفاظت طلب کرو۔ کسی پناہ طلب کرنے والے نے ان دو سورتوں سے بہتر وظیفہ پڑھکر پناہ طلب نہیں کی۔ عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو میں نے نماز میں ان دو سورتوں کو پڑھاتے ہوئے امامت فرماتے ہوئے سنا ہے۔

٣٥٦ - بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ

قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا مستحب ہے

ترتیل بمعنی تأنی یعنی ترک العجلہ یعنی قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا حروف وحرکات کو اچھی طرح ظاہر کر کے، حضرت گنگوہیؒ کی تقریر الکوکب الدری میں لکھا ہے ترتیل کا درجہ بہت اونچا ہے تکثیر تلاوت سے، اور پھر آگے لکھا ہے اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے اپنے پسندیدہ طریقوں کی، اور حضرت شیخؒ حاشیہ کوکب میں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تفسیر سے نقل کرتے ہیں کہ ترتیل سات چیزوں کی رعایت کا نام ہے: ① تصحيح الحروف، ② مراعاة الوقوف، ③ إظهار الشد والمد، ④ إشباع الحركات،

⑤تزيين الصوت، ⑥التأوه فيه، ⑦التأثر بآيات الرغبة والرهبة اھ، اوران ساتوں امور کی تشریح شیخؒ نے اپنی اردو تصنیف فضائل قرآن مجید میں فرمائی ہے [1]۔

۱٤٦٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ، وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا".

ترجمہ: عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قرآن کریم پابندی سے پڑھنے والے اور اسپر عمل کرنے والے سے روز قیامت کہا جائیگا کہ تم قرآن کریم کی قرأت کرتے جاؤ اور جنت کے درجات پر چڑھتے جاؤ اور جس طرح تم دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھا کرتے تھے اسی طرح قرآن پاک پڑھو جس آخری آیت کی تم قرأت کر چکوگے اس آخری بلند وبالا مقام پر تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔

تخریج: جامع الترمذي-فضائل القرآن (٢٩١٤) سنن أبي داود-الصلاة (١٤٦٤) مسند أحمد-مسند المكثرين من الصحابة (١٩٢/٢)

شرح الحديث: قولہ: يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: صاحب قرآن کی تفسیر بذل اور عون المعبود میں اس شخص سے کی ہے جو قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہو مع العمل بہ [2]، اور صاحب منہل نے اس کی تفسیر حافظ قرآن کے ساتھ کی ہے خواہ وہ حافظ پورے کلام مجید کا ہو یا بعض کا اور عمل کی قید سبھی نے لکھی ہے [3]، حضرت شیخ نے حاشیۂ کوکب میں لکھا ہے کہ ملا علی قاریؒ نے بعض قرائن روایات حدیثیہ وغیرہ سے اس بات پر لکھے ہیں کہ صاحب قرآن سے مراد حافظ ہی ہے، مضمون حدیث یہ ہے جنتی جب جنت میں داخل ہو رہے ہوں گے تو اس وقت جو ان میں حافظ قرآن ہوگا یا یہ کہیئے کہ جو تلاوت قرآن کا اہتمام کرنے والا ہوگا اس سے کہا جائے گا اقْرَأْ وَارْتَقِ الخ، جس طرح تو دنیا میں تلاوت قرآن کرتا تھا ترتیل کے ساتھ اسی طرح یہاں تلاوت کرتا جا اور چڑھتا جا [4]۔

قولہ: فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا: پس تحقیق کہ تیری منزل تیری قراءۃ کی آخری آیت پر ہوگی پس اگر اس نے تمام قرآن پڑھ لیا تو گویا وہ تمام منازل طے کر کے سب سے اعلیٰ منزل پر پہونچ گیا۔

درجات جنت: کیونکہ حدیث میں ہے کہ درجات جنت آیات قرآنیہ کے برابر ہیں (رواہ البیہقی فی الشعب من حدیث

---

[1] الكوكب الدري على جامع الترمذي-ج ٤ ص ٢٩، فضائل قرآن-ص ٤٦-٤٧.

[2] بذل المجهود في حل أبي داود-ج ٧ ص ٣٠٣، عون المعبود شرح سنن أبي داود ج ٤ ص ٣٢٨

[3] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود-ج ٨ ص ١٢٣

[4] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ج ٥ ص ٣١-٣٢، الكوكب الدري على جامع الترمذي-ج ٤ ص ٣٠

عائشة مرفوعا)[1]، علماء نے لکھا ہے کہ آیات قرآنیہ کی تعداد چھ ہزار تو بالاتفاق ہے اس سے زائد میں اختلاف ہے قیل دو سو چھتیس وقیل چھ سو چھیاسٹھ وقیل غیر ذلك۔

اور کہا گیا ہے کہ جنت کے درجات حروف قرآن کے برابر ہیں، اور حروف قرآن الف والف، وخمسة وعشرون الف یعنی دس لاکھ پچیس ہزار ہیں قاله بعض المفسرین (منہل[2]) اس پر ایک اشکال ہوتا ہے وہ یہ کہ جو حافظ تمام قرآن پڑھ کر سب سے اونچی منزل پر پہنچ جائیگا تو پھر اس میں اور منازل انبیاء میں کیا فرق رہ جائیگا، جواب یہ ہے کہ ہر منزل منازل جنت میں سے بیشمار درجات پر مشتمل ہے لہذا اس طور پر فرق ہو جائے گا (الکوکب الدری[3])۔

اور صاحب منہل نے اس حدیث کی شرح میں ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے وہ یہ کہ ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ ان درجات عالیہ کا حصول اس شخص کیلئے ہوگا جو قرآن پاک کا حافظ ہو اور اس کو آداب وترتیل کے ساتھ پڑھتا ہو اور اس کے معانی میں تدبر اور اسکے مقتضی پر عمل پیرا ہو، اور ان اوصاف کا حصول بطریق اتم واکمل اولاً حضور اکرم ﷺ کیلئے ہے اور پھر آپ کے بعد آنے والے ائمہ کیلئے جیسے جیسے جن کے مراتب ہوں گے دین اور معرفت یقین میں، پس ان میں سے ہر ایک قراءۃ کرے گا جنت میں جیسی قراءۃ وہ دنیا میں کرتا تھا اور اس کے معانی میں تدبر اور مقتضی پر عمل کرتا تھا، انتہی کلامہ، اس تقریر وتشریح کے بعد تو مساوات کا اشکال ہی ختم ہو جاتا ہے[4]۔

فائدہ: اِقْرَأْ وَارْتَقِ، پر بندہ کے ذہن میں ایک اشکال آیا تھا وہ یہ کہ "پڑھتا جا اور چڑھتا جا" سے تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے ان منازل عالیہ کا حصول جنت میں جو قراءۃ ہوگی اس پر ہوگا حالانکہ آخرت تو دار الجزاء ہے نہ کہ دار العمل، اس لئے بندہ نے اس کا مطلب یہ لیا کہ اِقْرَأْ وَارْتَقِ میں قراۃ بالفعل مراد نہیں ہے بلکہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ تجھ کو جو اس وقت میں منازل حاصل ہو رہے ہیں یہ نتیجہ اور ثمرہ ہے تیری اس قراۃ وترتیل کا جو تو دنیا میں کرتا تھا، لہذا مطلب یہ ہوا کہ اپنی قرأت فی الدنیا کی جزاء میں اس وقت عروج کرتا ہوا چلا جا، لیکن بعد میں جب اس حدیث کی شروحات دیکھی تو معلوم ہوا کہ قراءۃ فی الجنۃ ہی مراد ہے اور اپنے اشکال کا جواب یہ سمجھ میں آیا کہ یہ قراۃ جو وہاں ہوگی وہ بطریق عمل اور تکلیف نہ ہوگی بلکہ بطریق تشویق وتفریح ہوگی، کہ اپنی لذت اور شوق پورا کرنے کے لئے پڑھ اور چڑھ، اس سے یہ بھی سمجھ میں آ گیا کہ قاریٔ قرآن جو دنیا میں قراۃ کا عادی وشوقین تھا اس کو اس ترتیل وتجوید کے ساتھ تلاوت کا موقع جنت میں بھی دیا جائیگا، فللّٰہ الحمد والمنۃ، وہاں تو سارے ہی

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَدَدُ دَرَجِ الْجَنَّةِ عَدَدُ آيِ الْقُرْآنِ، فَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِنْ أَهْلِ الْقُرْآنِ فَلَيْسَ فَوْقَهُ دَرَجَةٌ" قَالَ الْحَاكِمُ: "هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ وَلَمْ نَكْتُبْ هَذَا الْمَتْنَ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَهُوَ مِنَ الشَّوَاذِّ" (شعب الإيمان، رقم الحديث ١٨٤٣، ج ٣ ص ٣٨٠)

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٢٣

[3] الكوكب الدري على جامع الترمذي - ج ٤ ص ٣١

[4] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٢٤

بڑے سے بڑے قرأ موجود ہوں گے تو جب پڑھنے کا موقع دیا جائے گا تو سننے کا کیوں نہیں۔

١٤٦٥ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «كَانَ يَمُدُّ مَدًّا».

ترجمہ: قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انسؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے متعلق دریافت کیا تو حضرت انسؓ نے جواب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں (حروف مدہ کو) کھینچ کھینچ کر ادا فرماتے۔

تخریج: صحيح البخاري-فضائل القرآن(٤٧٥٨)صحيح البخاري-فضائل القرآن(٤٧٥٩)سنن النسائي-الافتتاح(١٠١٤) سنن أبي داود-الصلاة(١٤٦٥)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٥٣)مسند أحمد-باقي مسند المكثرين(١٩٨/٣)

شرح الحديث: عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «كَانَ يَمُدُّ مَدًّا»: یعنی جن حروف میں مد اور اطالت کی صلاحیت ہوتی ہے ان میں اطالہ فرماتے (منہل [1])۔

یعنی حروف مدہ ولین کو حسب قواعد مد کے ساتھ پڑھتے تھے، حروف مدہ تین ہیں الف (یہ تو ہمیشہ ساکن ہی ہوتا ہے) واؤ اور یاء جبکہ ساکن ہوں اور ما قبل کی حرکت ان کے موافق ہو، واؤ سے قبل ضمہ اور یا سے قبل کسرہ، ایسے ہی واؤ و یا جب ساکن ہوں اور ان سے قبل فتحہ ہو جیسے خوف صیف، اس صورت میں ان دونوں کو حروف لین کہتے ہیں اگر ان کے بعد سکون آئے تو ان کو بھی مد کیساتھ پڑھا جاتا ہے اور اگر واؤ اور یا پر حرکت ہو تو اس صورت میں وہ غیر مدہ کہلاتے ہیں جیسے واذا، اور یضرب حروف مدہ کی اصل مقدار تو ایک الف کے بقدر ہے جسکو مد اصلی کہتے ہیں لیکن جب انکے بعد ہمزہ یا سکون ہو تو اس وقت مد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اسکی مقدار دو یا تین الف سے چار اور پانچ الف تک ہو جاتی ہے اور اسکو مد فرعی اور مد زائد بھی کہتے ہیں اور مد زائد کی پھر متعدد قسمیں ہیں جن کی تفصیل کتب تجوید میں موجود ہے، ایک الف کی مقدار کا اندازہ ضم اصبع سے کیا گیا ہے یعنی جتنی دیر کھلی انگلی کے بند کرنے میں یا بند انگلی کے کھولنے میں لگتی ہے، یہ حدیث صحیح بخاری میں بھی ہے اور وہاں اس پر یہ اضافہ ہے ثُمَّ قَرَأَ {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} يَمُدُّ بِبِسْمِ اللهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمَنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ، یعنی اللہ کے لام کو کھینچتے تھے اور ایسے ہی الرحمن کے میم کو اور الرحیم کی حاء کو اس میں پہلے دو مد تو اصلی ہیں اور تیسرا مد زائد ہے سکون کی وجہ سے۔

تلاوت میں مد کی رعایت رکھنے میں مصلحت و حکمت یہ لکھی ہے کہ اس کی وجہ سے تدبر معانی و تفکر میں مدد ملتی ہے (منہل [2]) اور "فضائل القرآن" میں شیخؒ نے شاہ عبد العزیز صاحب سے نقل کیا ہے کہ تشدید اور مد کے اظہار سے کلام پاک میں عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے [3]، بندے کے ذہن میں یہاں ایک سوال پیدا ہوا وہ یہ کہ آپ کی تلاوت میں ظاہر ہے کہ

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود-ج٨ص١٢٥

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود-ج٨ص١٢٥

[3] فضائل القرآن-ص٢٣

تمام ہی صفات کی رعایت ہوتی ہو گی پھر یہاں حدیث میں مد کی تخصیص کیوں کی گئی؟ جواب یہ ہو سکتا ہے کہ صفات حروف میں سے مد ایک ایسی صفت ہے جو بہت نمایاں ہے اور ہر شخص اس کو محسوس کرتا ہے۔

١٤٦٦ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ، عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَلَاتِهِ، فَقَالَتْ: «وَمَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ؟ كَانَ يُصَلِّي وَيَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى، ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ، ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى، حَتَّى يُصْبِحَ، وَنَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ، فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَتَهُ حَرْفًا حَرْفًا».

ترجمہ: یعلی بن مملک نے ام سلمہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ کی قرأت اور آپ ﷺ کی (رات کی) نماز کی کیفیت کیا تھی؟ تو حضرت ام سلمہؓ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ نبی پاک ﷺ کی نماز کسطرح ادا کر سکتے ہو؟ آپ ﷺ نماز ادا فرماتے پھر جتنی دیر نماز پڑھی اس قدر نیند فرماتے پھر جس قدر نیند فرمائی تھی اسکے بقدر نماز ادا فرماتے پھر جتنی دیر نماز پڑھی ہوتی اتنی دیر نیند فرماتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ پھر ام سلمہؓ نے نبی اکرم ﷺ کی قرأت کی کیفیت بیان فرمائی تو وہ اسطرح قرأت فرما رہی تھیں کہ ایک ایک حرف واضح اور ایک دوسرے سے جدا، قواعد تجوید کے مطابق تھا۔

تخریج: جامع الترمذي - فضائل القرآن (٢٩٢٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٦٦)

شرح الحديث: ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کی قراءۃ ہر ہر حرف کی الگ الگ ہوتی تھی یعنی ہر حرف دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا اور ایسی ترتیل کے ساتھ ہوتی تھی کہ اگر سامع حروف کو شمار کرنا چاہے تو کر سکتا تھا۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: اس کلام کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ① ایک یہ کہ ام سلمہؓ نے قولاً بیان کیا آپ ﷺ تلاوت اس طرح فرمایا کرتے تھے، ② دوسرا مطلب یہ کہ ام سلمہؓ نے خود ترتیل کے ساتھ پڑھ کر سنایا جس طرح آپ ﷺ پڑھتے تھے [1]۔

حدیث ام سلمہ کی تحقیق من حیث الروایۃ والدرایۃ: اسکے بعد آپ سمجھئے کہ اس حدیث ام سلمہؓ کے دو طریق ہیں: ① ایک طریق لیث بن سعد عن ابن ابی ملیکۃ عن یعلی بن مملك عن ام سلمة، مصنف نے اس حدیث کو اسی طریق سے لیا ہے یہ طریق متصل ہے، ② اور دوسرا طریق اس حدیث کا یہ ہے ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن ام سلمۃ، ترمذی شریف میں یہ حدیث دونوں طریق سے ہے، یہ دوسری سند منقطع ہے اس میں یعلی بن مملک کا واسطہ نہیں ہے، قالہ الترمذی وقال حدیث اللیث أصح، دوسری بات یہ ہے کہ دونوں حدیثوں کے لفظ بھی مختلف ہیں، لیث کی روایت کے الفاظ تو وہ ہیں جو اوپر مذکور ہیں اور ابن جریج کی روایت میں اس طرح ہے كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ يَقْرَأُ: {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ}، ثُمَّ يَقِفُ، {الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ}، ثُمَّ يَقِفُ [2] یہ ہر آیت پر وقف کرنا سورۃ الحمد میں طریق لیث

---

[1] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح - ج ٥ ص ٨٣

[2] جامع الترمذي - كتاب القراءات - باب في فاتحة الكتاب ٢٩٢٧

میں نہیں ہے ابن جریج کے طریق میں ہے جو کہ منقطع ہے جس کو امام ترمذیؒ نے غیر اصح فرمایا ہے امام ترمذیؒ کے کلام کو صاحب مشکوٰۃ نے بھی نقل کیا ہے اور پھر صاحب مظاہر حق نے بھی اس پر کلام کیا ہے اور ہر آیت پر وقف کو غیر مستحسن [1] لکھا ہے۔

١٤٦٧ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفَتْحِ، وَهُوَ يُرَجِّعُ».

ترجمہ عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو آپکی اونٹنی پر دیکھا کہ آپ ﷺ سورۃ الفتح کی تلاوت فرمارہے تھے اور آپ ﷺ کی آواز عمدہ تلاوت کیساتھ گونج رہی تھی۔

تخریج صحیح البخاري - المغازي (٤٠٣١) صحیح مسلم - صلاۃ المسافرین وقصرها (٧٩٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٦٧) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥٤/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥٥/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٥٦/٥)

شرح الحدیث قوله: وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفَتْحِ، وَهُوَ يُرَجِّعُ: آپ ﷺ فتح مکہ کے روز ناقہ پر سوار ہونے کی حالت میں سورۂ فتح پڑھ رہے تھے ترجیع کے ساتھ یعنی آواز کو حلق میں لوٹانے کے ساتھ، اس میں حافظ ابن حجرؒ نے دو احتمال لکھے ہیں: ① ایک یہ کہ یہ ترجیع ناقہ کی حرکت مشی کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی، ② دوسرا یہ کہ موضع مد میں اشباع مد کی وجہ سے، عارف ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں ترجیع سے مراد تحسین الصوت ہے نہ کہ ترجیع الغناء، یعنی جس طرح گانے میں آواز کو حلق میں لوٹا لوٹا کر پڑھتے ہیں اس لئے کہ یہ چیز خشوع کے منافی ہیں جو کہ مقصود تلاوت ہے [2]۔

---

① کہا بعضوں نے کہ یہ روایت (روایہ لیث) نہیں ہے لائق حجت کے اور جنہیں پسند کرتے ہیں اس کو اہل بلاغت اور وقف تام مالک یوم الدین پر ہے اسی لئے کہا ہے حدیث لیث کی صحیح تر ہے ذکرہ الطیبی اور جمہور کے نزدیک بیچ مثل ایسی آیتوں کے کہ متعلق ہیں آپس میں وصل اولیٰ ہے اور جزریؒ کہتے ہیں کہ مستحب ہے وقف اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اسی حدیث کے اور اسی پر ہیں شافعیہ ہیں اور جمہور نے جواب دیا کہ یہ وقف اسلئے تھا کہ تا کہ معلوم کرادیں سننے والوں کو سرے آیتوں کے، واللہ اعلم اھ، (مظاہر حق جدید ج۲ ص ٤٣٤) اسی طرح حضرت الحاج القاری المقری مولانا عبد الرحمن صاحب پانی پتی المکی نور اللہ مرقدہ فوائد مکیہ کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

فائدہ: تمام اوقاف پر سانس توڑنا باوجود دم ہونے کے ایسا نہ چاہئے، قاری کی مثال مثل مسافر اور اوقاف کو مثل منازل کے لکھتے ہیں تو جب ہر منزل پر بلا ضرورت ٹھہرنا فضول اور وقت کو ضائع کرنا ہے تو ایسا ہی ہر جگہ وقف کرنا فعل عبث ہے جتنی دیر وقف کریگا اتنی دیر میں ایک دو کلمہ ہو جائیں گے، البتہ لازم مطلق پر اور ایسے ہی جس آیت کو مابعد سے تعلق لفظی نہ ہو ایسی جگہ وقف کرنا ضروری اور مستحسن ہے، انتہی، حضرت اقدس گنگوہیؒ ہدایۃ الطغیان فی اوقاف القرآن (جو کہ اہل حدیث کے ایک فتوے کے رد میں ہے) میں حدیث ام سلمہؓ بطریق ابن جریج کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ منقطع ہے کما قال الترمذی اور ہمارے زمانہ کے اہل حدیث حدیث مرسل منقطع کو حجت نہیں مانتے پھر انہوں نے اس سے کیسے استدلال کیا، پھر حضرت آگے تحریر فرماتے ہیں مگر ہم لوگ چونکہ مرسل و منقطع ثقہ کو معتبر جانتے ہیں ہم پر شرح اس حدیث کی ضروری ہے وہ یہ کہ حضرت ام سلمہؓ نے قرأت رسول ﷺ کو جو بیان فرمایا تو یہ نہیں کہا کہ تمام قرآن میں آپ اس طرح کرتے تھے اور خاص ایک طریقہ قراءۃ اور وقف ہر آیت پر آپکی قرأت کو حصر نہیں کیا تا کہ اس سے معلوم ہو کہ آپ نے اسکے خلاف نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں کہ آپ نے احیاناً ایسے بھی پڑھا ہے اور احیاناً دوسری طرح بھی پڑھا ہے، جو کہ اجماع قرون ثلثہ سے معلوم ہوا الی آخرہ (تالیفات رشیدیہ ص ٢٧٧)۔

② فتح الباري شرح صحیح البخاري - ج۹ ص ۹۲

١٤٦٨ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ».

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنی آوازوں کے ساتھ قرآن کریم کو مزین کرو۔

تخریج: سنن النسائي - الإفتتاح (١٠١٥) سنن النسائي - الافتتاح (١٠١٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٦٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٤٢) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٨٣/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٩٦/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٣٠٤/٤) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٥٠٠)

شرح الحديث: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ»: اپنی تلاوت قرآن کو مزین کرو اچھی آوازوں سے یا یہ کہ قرآن کریم کی زینت کو ظاہر کرو اچھی آوازوں سے (بذل) زینت سے مراد یہ ہے کہ ترتیل و تجوید سے اور نرمیٔ آواز سے پڑھے اور راگ میں پڑھنا (گانے کی طرح) قرآن کی اس طرح کی زیادتی و نقصان ہو حرفوں میں یا حرکات میں حرام ہے (مظاہر حق) کہا گیا ہے کہ اس حدیث میں قلب ہے یعنی اس میں صنعت قلب کو اختیار کیا گیا ہے کما فی قولھم عرضت الناقة على الحوض والاصل عرضت الحوض على الناقة، اس لئے کہ غیر ذی شعور کو پیش کیا جاتا ہے ذی شعور پر نہ کہ برعکس، اسی طرح یہاں بھی مراد یہ ہے زینوا اصواتکم بالقرآن، لیکن یہ قول صحیح نہیں اسلئے کہ حدیث الباب میں حاکم کی روایت میں زیادتی ہے فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا[1]، اس سے معلوم ہوا جس طرح یہاں روایت میں ہے وہی اصل ہے البتہ جس روایت میں اسکا عکس وارد ہوا ہے (کما قیل) اس کو کہنا چاہئے کہ وہاں قلب ہوا ہے (بذل ومنهل[2])۔

١٤٦٩ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، بِمَعْنَاهُ، أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَهِيكٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ - وَقَالَ: يَزِيدُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ. وَقَالَ قُتَيْبَةُ: هُوَ فِي كِتَابِي، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ».

ترجمہ: سعد بن ابی وقاصؓ صحابی سے روایت ہے اور یزید بن خالد کے بقول یہ روایت سعید بن ابی سعید سے ہے قتیبہ نے کہا کہ میری کتاب میں بھی اسی طرح سعید بن ابی سعید سے روایت ہے (لیکن مجھے یاد اس طرح ہے کہ راوی سعد بن ابی وقاصؓ ہیں) نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص قرآن کریم اچھی آواز سے نہ پڑھے وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔

---

1. المستدرك على الصحيحين للحاكم رقم الحديث ٢١٢٥ ج ١ ص ٧٦٨
2. بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٣٠٨، المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٢٨

١٤٧٠ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَهِيكٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ترجمہ: سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے گزشتہ کی طرح۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٤٦٩) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١٧٢/١) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١٧٥/١) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١٧٩/١) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩٠) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٤٨٨)

شرح الحديث: وَقَالَ قُتَيْبَةُ: هُوَ فِي كِتَابِي، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ: **شرح السند:** اس اختلاف رواۃ کی جس کو مصنف بیان کررہے ہیں توضیح یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں مصنفؒ کے تین اُستاذ ہیں، آپس میں ان کی سندوں میں اختلاف ہے جس کا نقشہ اس طرح ہے: ابوالولید عن اللیث عن ابن ابی ملیکہ عن ابن ابی نہیک عن سعد بن ابی وقاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قتیبۃ عن اللیث عن ابن ابی ملیکہ عن سعید[1] بن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یزید بن خالد عن اللیث عن ابن ابی میلکہ عن سعید بن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، لیکن قتیبہ کی سند جو ان کے حفظ میں ہے وہ عن سعید کے بجائے عن سعد بن ابی وقاص ہی ہے، جس طرح ابوالولید کی روایت میں ہے، نیز واضح رہے کہ ابوالولید کی روایۃ مسند متصل ہے اور اسی طرح قتیبہ کی بھی وہ روایت جو ان کے حفظ میں ہے اور یزید بن خالد اور قتیبہ کی دوسری حدیث (جو کتاب سے ہے) منقطع بھی ہے اور مرسل بھی اسلئے کہ ابن ابی ملیکہ کی اصل روایت ابن ابی نہیک سے ہے نہ کہ سعید سے، اور مرسل اس لئے کہ سعید بن ابی سعید المقبری تابعی ہیں نہ کہ صحابی (بذل ومنہل) بذل میں لکھا ہے اس سند کی تشریح میں صاحب العون سے غلط ہوئی ہے[2]۔

١٤٧١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْوَرْدِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، يَقُولُ: قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ: مَرَّ بِنَا أَبُو لُبَابَةَ فَاتَّبَعْنَاهُ حَتَّى دَخَلَ بَيْتَهُ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، فَإِذَا رَجُلٌ رَثُّ الْبَيْتِ، رَثُّ الْهَيْئَةِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ». قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، أَرَأَيْتَ إِذَا لَمْ يَكُنْ حَسَنَ الصَّوْتِ؟ قَالَ: «يُحَسِّنُهُ مَا اسْتَطَاعَ».

ترجمہ: عبداللہ بن ابی یزید کہتے ہیں ابولبابہؓ ہمارے پاس سے گزرے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیئے یہاں تک کہ ابولبابہؓ اپنے گھر کے اندر چلے گئے تو ہم بھی آپ کے گھر میں داخل ہو گئے تو انکا گھر ایک بوسیدہ سا تھا اور انکی شخصیت بھی سادہ سی تھی، میں نے انکو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص قرآن کریم کو عمدہ آواز سے تلاوت

---

[1] كذا يستفاد من المنهل لیکن مصنف کے کلام سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ قتیبہ کی روایت میں ابن ابی نہیک کا واسطہ مذکور ہے یا نہیں، واللہ تعالی اعلم۔

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٣١٠

نہ کرے یا قرآن کی دولت کو عظیم دولت نہ سمجھے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ عبدالجبار بن ورد کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے کہا کہ ابو محمد! اگر کسی شخص کو عمدہ آواز سے قرآن کی تلاوت نہ آتی ہو تو؟ ابن ابی ملیکہ نے ارشاد فرمایا جتنا ہو سکے قرآن پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو عمدہ سے عمدہ بنالے۔

شرح الحديث لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ: **حدیث کی تشریح اور اقوال علماء بالبسط:** تغنی کی تفسیر میں چند قول ہیں: متبادر معنی تو اس کے غناء اور نغمہ کے ہیں جو ایک مستقل فن ہے علم موسیقی جس کے مخصوص اوزان ہوتے ہیں اور اسی طرح پڑھنے کو قراءة بالالحان کہتے ہیں جس کو بعض علماء حرام کہتے ہیں اور بعض مکروہ اور بعض مباح بلکہ مستحب، امام مالکؒ کی طرف کراہت یا تحریم منسوب کی جاتی ہے اور بعض نے امام شافعیؒ اور حنفیہ کی طرف سے جواز کو منسوب کیا ہے اور شافعیہ میں سے فورانی کیطرف استحباب منسوب ہے۔

مجوزین کی طرف سے کہا گیا ہے کہ یہ (قراءة بالالحان) مورث رقت ہے موجب خشیہ ہے استماع قرآن کیطرف کشش پیدا کرنے والا ہے، مانعین کہتے ہیں یہ چیز خشوع اور تحزن و تدبر کے منافی ہے جس کیلئے قرآن کریم موضوع ہے (من المنهل وغیرہ) چونکہ قراءۃ بالالحان مختلف فیہ ہے اسلئے اس حدیث کی شرح بجائے اسکے تحسین صوت کے ساتھ کرتے ہیں جو بالاتفاق مستحب ہے، مظاہر حق میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے یعنی نہیں ہے ہمارے کامل طریقہ پر وہ شخص کہ نہ خوش آوازی کرے ساتھ قرآن کے یعنی خوب ہے خوش آوازی کرنی قرآن پڑھنے میں بشرطیکہ تغیر حرف کی یا حرکت یا مد کی شد کی یا اور طرح سے نہ ہو اور راگ (گانا) کے طور پر بھی نہ ہو اور جو شخص کہ پڑھے قرآن کو جان کر راگ میں تو حرام ہے پڑھنا اھ[1]، اور اس معنی کی تائید گذشتہ حدیث زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ سے بھی ہو رہی ہے اور یہ معنی تغنی کی اصل لغت کے بھی قریب ہیں اس لئے کہ قرآن کا غناء یہی ہے کہ اس کو قواعد تجوید کے مطابق پڑھا جائے اس میں یقیناً تحسین صوت ہے، دوسری تفسیر اس کی استغناء سے کی گئی ہے امام طحاویؒ نے بھی مشکل الآثار میں اسی کو راجح قرار دیا ہے یعنی صاحب قرآن کی ساری توجہ قرآن کی طرف ہونی چاہئے اور قرآن کی وجہ سے اس کو استغناء عن الناس حاصل ہونا چاہئے یا استغناء عن الکتب السماویة یعنی باقی کتب سماویہ توراۃ وانجیل وغیرہ سے، اور تیسرے معنی اس کے جہر بالقراءۃ کے لکھے ہیں (شاید اس لئے کہ گانا عامۃً بلند آواز سے ہوتا ہے)، اور ایک معنی اسکے تحزن کے لکھے ہیں یعنی قرآن کریم کو درد کے لہجے سے پڑھنا جس کی تاثیر قلب پر زیادہ ہوتی ہے، اور ایک تفسیر اس کی کشف الھم کے ساتھ کی گئی ہے توضیح اس کی یہ ہے کہ انسان کو جب کوئی ناگوار اور رنج و غم کی بات پیش آتی ہے تو بسا اوقات وہ اپنے غم کو غلط کرنے کیلئے اشعار وغیرہ گنگنانے لگتا ہے اس سے ذرا دل بہلتا ہے، یہ عام اور دنیادار لوگوں کا حال ہے اور ایک مرد مومن کا حال یہ ہونا چاہئے کہ جب اس کو کوئی رنج کی بات پیش آئے تو وہ اپنے غم کو بجائے واہیات اشعار کے قرآن پاک کے نغمہ

---

[1] مظاهر حق جديد — ج ۲ ص ۴۳۱

کے ساتھ میں اس کی خوش الحانی کے ساتھ دور کرے گویا مسلمان کے دل کی تسلی اور اس کو بہلانے کے لئے قرآن پاک کی تلاوت ہونی چاہئے۔

قراءۃ بالالحان کی تحقیق واختلاف علماء: قراءۃ بالالحان کی سلسلہ میں اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے عربی شروح حدیث سے لیا گیا ہے جس کی ترجمانی بندہ نے کی ہے اور احقر کو چونکہ فن تجوید اور اس کی اصطلاحات سے بخوبی واقفیت نہیں ہے، اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مضمون کسی صاحب فن کے الفاظ میں لکھا جائے، ایک ضرورت سے فوائد مکیہ کی طرف رجوع کیا گیا اس میں مضمون بھی اتفاق سے مل گیا جس کو میں نے بہت جامع پایا اس لئے اس کو حاشیہ میں لے لیا گیا ہے [1]۔

۱۴۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، قَالَ: قَالَ وَكِيعٌ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، يَعْنِي يَسْتَغْنِي بِهِ.

ترجمہ: محمد بن سلیمان الانباری سے مروی ہے کہ وکیع اور ابن عیینہ کے نزدیک يَتَغَنَّى سے مراد يَسْتَغْنِي ہے۔

۱۴۷۳ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مَالِكٍ، وَحَيْوَةُ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ، مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ، يَجْهَرُ بِهِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ پاک جس طرح ایک نبی کی

---

[1] حضرت قاری صاحب (صاحب فوائد مکیہ) تحریر فرماتے ہیں قرآن شریف کو الحان اور انغام کے ساتھ پڑھنے میں اختلاف ہے بعض حرام بعض مکروہ بعض مباح بعض مستحب کہتے ہیں پھر اطلاق اور تقیید میں بھی اختلاف ہے مگر قول محقق اور معتبر یہ ہے کہ اگر قواعد موسیقیہ کے لحاظ سے قواعد تجوید کے بگڑ جائیں تب تو مکروہ یا حرام ہے ورنہ مباح ہے یا مستحب اور مطلقاً تحسین صوت سے پڑھنا مع رعایت قواعد تجوید کے مستحب اور مستحسن ہے جیسا کہ اہل عرب عموماً خوش آوازی اور بلا تکلف بلا رعایت قواعد موسیقیہ جن سے وہ ذرہ بھی واقف نہیں ہوتے اور نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھتے ہیں اور یہ خوش آوازی ان کی طبعی اور جبلی ہے اسی واسطے ہر ایک کا لہجہ الگ الگ اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے، ہر ایک اپنے لہجہ کو ہر وقت پڑھ سکتا ہے بخلاف انغام کے کہ ان کے اوقات مقرر ہیں کہ دوسرے وقت میں نہیں بنتے اور نہ اچھے معلوم ہوتے ہیں یہاں سے معلوم ہو گیا کہ نغم اور لہجہ میں کیا فرق ہے طرز طبعی کو لہجہ کہتے ہیں بخلاف نغم کے، اب یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ انغام کسے کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ تحسین صوت کے واسطے جو خاص قواعد مقرر کئے گئے ہیں ان کا لحاظ کرکے پڑھنا یعنی کہیں گھٹانا کہیں بڑھانا کہیں جلدی کرنا کہیں نہ کرنا، کہیں آواز کو پست کرنا کہیں بلند کرنا کسی کلمہ کو سختی سے ادا کرنا کسی کو نرمی سے کہیں رونے کی سی آواز نکالنا کہیں کچھ کہیں کچھ جو جانتا ہو وہ بیان کرے البتہ جو بڑے بڑے اس فن کے ماہر ہیں ان کے یہ قول سنے گئے ہیں کہ اس سے کوئی آواز خالی نہیں ہوتی ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی قاعدہ موسیقی کا پایا جائے گا خصوصاً جب انسان ذوق وشوق میں کوئی چیز پڑھے گا باوجودیکہ وہ کچھ بھی اس فن سے واقف نہ ہو مگر کوئی نہ کوئی نغم سرزد ہو گا اسی واسطے بعض محتاط لوگوں نے اس طرح پڑھنا شروع کیا ہے کہ تحسین صوت کا ذرہ بھر بھی نام نہ آوے کیونکہ تحسین صوت کو لازم ہے نغم اور اس سے احتیاط ہے اور یہی بعض اہل احتیاط اہل عرب کو کہتے ہیں کہ وہ تو گا کے پڑھتے ہیں حالانکہ یہ تحسین کسی طرح ممنوع نہیں اور نہ اس سے مفر ہے، خلاصہ اور ماحصل ہمارا یہ ہے کہ قرآن شریف کو تجوید سے پڑھنا اور فی الجملہ خوش آوازی سے پڑھے اور قواعد موسیقیہ کا خیال نہ کرے کہ موافق ہے یا مخالف اور صحت حروف اور معانی کا خیال کرے اور معنی اگر نہ جانتا ہو اتنا ہی خیال کافی ہے کہ مالک الملک عزوجل کے کلام کو پڑھ رہا ہوں اور وہ سن رہا ہے اور پڑھنے کے آداب مشہور ہیں اھ، احقر کہتا ہے حضرت قاری صاحب کی تحقیق سے مستفاد ہوا کہ قواعد موسیقیہ اور قواعد تجوید میں بالکلیہ تخالف نہیں ہے فی الجملہ دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں، ۱۲۔

تلاوت قرآن کان لگاکر محبت سے سنتے ہیں جو قرآن کریم کو اچھی آواز کے ساتھ اپنی آواز کو خوبصورت بناتے ہوئے یا آواز بلند پڑھ رہے ہوں اس طرح اللہ پاک کسی شخص کی کوئی بات اسقدر محبت سے کان لگاکر نہیں سنتے۔

تخریج صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٣٥) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٣٦) صحيح البخاري - التوحيد (٧٠٤٤) صحيح البخاري - التوحيد (٧٠٨٩) صحيح البخاري - التوحيد (٧١٠٥) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٩٢) سنن النسائي - الافتتاح (١٠١٧) سنن النسائي - الافتتاح (١٠١٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٧٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٧١) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٨٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٥٠) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٨٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٤٩١) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٤٩٠) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٤٩١) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٤٩٧)

شرح الحديث عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ، مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ، يَجْهَرُ بِهِ»: أَذِنَ يَأْذَنُ أَذَناً، بمعنی استماع کان لگاکر توجہ سے سننا یعنی نہیں سنتے ہیں اللہ تعالیٰ کوئی آواز اتنی توجہ سے جیسے کہ سنتے ہیں اپنے اس نبی کی آواز کو جو خوش الحانی سے قراءۃ کرے، نبی چونکہ عام ہے اسلئے قرآن سے مراد بھی عام ہی لیناچاہئے، یعنی نفس قراۃ چونکہ قرآن مصدر بھی آتا ہے بمعنی قراۃ لہذا مراد کسی نبی کا مطلق آسمانی کتاب پڑھنا ہے یا قرآن سے معروف معنی مراد لئے جائیں اور نبی سے مراد حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

قولہ: يَجْهَرُ بِهِ: یہ يَتَغَنَّى کی تفسیر ہے جو کسی راوی کیطرف سے مدرج ہے اس حدیث میں اذن سے مراد رضاء اور قبول ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر ہی بات کو خوب اچھی طرح سنتے ہیں کوئی بات ان پر پوشیدہ نہیں بلکہ یوں کہئے کہ اذن کے معنی تو کان لگاکر سننے کے ہیں اللہ تعالیٰ کان یا اور کسی آلہ کے محتاج ہی نہیں اس لئے اذن یہاں مجازی معنی میں مستعمل ہو رہا ہے۔

٣٥٧ـ بَابُ التَّشْدِيدِ فِيمَنْ حَفِظَ الْقُرْآنَ ثُمَّ نَسِيَهُ

جو شخص قرآن کریم یاد کرنے کے بعد سستی کر کے قرآن کریم کو بھلادے ایسے شخص کیلئے وعید شدید کا بیان

١٤٧٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنِ امْرِئٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، ثُمَّ يَنْسَاهُ، إِلَّا لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ».

ترجمہ حضرت سعد بن عبادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو آدمی قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہو پھر (بالکل تلاوت کرنا چھوڑدے کہ وہ اس کو دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے اسطرح) اسکو بھلادے ایسا شخص روز قیامت اللہ پاک سے اس حال میں ملے گا کہ اسکے دانت گرے ہوئے ہونگے (یا یہ شخص جذام زدہ شخص کی مانند اٹھے گا)۔

تخریج سنن أبي داود - الصلاة (١٤٧٤) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٥/٢٨٤) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٥/٢٨٥) سنن الدارمي - فضائل القرآن (٣٣٤٠)

شرح الحديث قولہ: مَا مِنِ امْرِئٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، ثُمَّ يَنْسَاهُ، إِلَّا لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ: یعنی جو شخص قرآن

پاک سیکھے اور اس کو پڑھے، یاد کرے یعنی حفظ کرے اور پھر بعد میں اس کو ترک کر کے بھلا دے اس کے بارے میں وعید ہے (جو آگے آرہی ہے)۔

نسیان قرآن سے مراد: دوسری تفسیر اس حدیث کی یہ کی گئی ہے کہ نسیان سے مراد نسیان الفاظ نہیں ہے، بلکہ ترک العمل، بمافی القرآن ہے کمافی قولہ تعالی: كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا [1]، صاحب منہل نے اولاً یہ ثانی معنی لکھے ہیں اور پھر ویحتمل سے اول معنی لکھے ہیں [2]، اور حضرت سہارنپوریؒ نے بذل میں صرف اول معنی لکھے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ نسیان سے مراد حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے، اور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ زبانی نہ پڑھ سکے [3]۔

صاحب منہل لکھتے ہیں کہ یہ حدیث شافعیہ کیلئے حجت ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ نسیان قرآن کبیرہ ہے جس کی تلافی توبہ سے اور اسکو دوبارہ یاد کرنے سے ہوتی ہے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر، اور مالکیہ کے نزدیک قدر واجب (ما تجوز بہ الصلوۃ) کا نسیان حرام ہے اور مازاد علی القدر الواجب کا نسیان مکروہ ہے [4]۔

اجذم کی تفسیر میں چند قول ہیں: مقطوع الید جس کو ٹونڈا کہتے ہیں، مقطوع الحجۃ لیس لہ عذر، صاحب جذام خالی الید عن الخیر۔

۳۵۸۔ بَابُ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے

یہ ترجمہ بلفظ الحدیث ہے، اور یہ حدیث متفق علیہ بلکہ جملہ صحاح ستہ میں موجود ہے إلا ابن ماجہ (منذری)، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں یہ حدیث بالاتفاق متواتر ہے تواتراً معنویاً، اور بعض محدثین کہتے ہیں لفظاً بھی متواتر ہے اسلئے کہ یہ حدیث بایں الفاظ اکیس صحابہؓ سے مروی ہے، لیکن حاکم کی ایک روایت میں بجائے عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ کے عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ [5] ہے، اسکی تاویل یہ کی گئی ہے کہ شروع میں تین کی اجازت دی گئی تھی بعد میں سات تک کی اجازت دیدی گئی، اور انزال سے مراد حدیث میں اجازت من الرسول ہی ہے اسلئے کہ نزول تو قرآن کا لغت قریش پر ہوا تھا بعد میں اجازت کے ذریعے اس میں توسیع کی گئی۔

۱۴۷۵ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، قَالَ:

---

[1] نہیں پہنچی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا (سورۃ طٰہٰ ۱۲۶)

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ۸ ص ۱۳۵ - ۱۳۶

[3] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۷ ص ۳۱۵

[4] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ۸ ص ۱۳۶

[5] المستدرك على الصحيحين للحاكم كتاب التفسير ۲۸۸۴ - ج ۲ ص ۲۴۳

سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيهَ، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اقْرَأْ»، فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَكَذَا أُنْزِلَتْ»، ثُمَّ قَالَ لِي: «اقْرَأْ»، فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: «هَكَذَا أُنْزِلَتْ»، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ».

ترجمہ: حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورۃ الفرآن کی تلاوت کرتے ہوئے سنا وہ اس طرح قرأت کررہے تھے کہ انکی قرأت میری قرأت کے علاوہ تھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خود اس قرآن کی قرأت سکھلائی تھی تو قریب تھا کہ میں ان پر جلدی کر گزرتا لیکن میں نے نماز کے ختم ہونے تک انکو مہلت دی پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو میں نے اپنی چادر انکی گردن میں ڈالی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کو لیکر حاضر ہوگیا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جسطرح آپ ﷺ نے مجھے سورۃ الفرقان سکھلائی تھی میں انکو سورۃ الفرقان کی قرأت اسکے علاوہ قرأت کرتے ہوئے سنا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا تو ہشام بن حکیم نے اسی طرح پڑھ کر سنایا جسطرح میں نے انکو پڑھتے ہوئے سنا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم اسی طرح نازل ہوا ہے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے تو جونسی قرأت آسان ہو تم اسی طرح پڑھ لیا کرو۔

۱۴۷۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: «إِنَّمَا هَذِهِ الْأَحْرُفُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ، لَيْسَ تَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ».

ترجمہ: زہری فرماتے ہیں کہ سات حروف کا یہ اختلاف (لفظی ہے انکا مقصود) ایک ہی ہے ان حروف میں حلال و حرام میں اختلاف نہیں ہے۔

تخریج: صحيح البخاري - الخصومات (٢٢٨٧) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٠٦) صحيح البخاري - فضائل القرآن (٤٧٥٤) صحيح البخاري - التوحيد (٧١١١) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨١٨) جامع الترمذي - القراءات (٢٩٤٣) سنن النسائي - الافتتاح (٩٣٦) سنن النسائي - الافتتاح (٩٣٧) سنن النسائي - الافتتاح (٩٣٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٧٥) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (٢٤/١) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (٤٠/١) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (٤٢/١) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٧٢).

شرح الأحاديث: **حدیث الباب کے معنی کی تحقیق میں اشباع کلام:** اس حدیث میں بہت سی ابحاث ہیں، أوجز المسالك میں شیخ نے دس ذکر فرمائی ہیں[1]، سب سے نازک اور اہم بحث اس میں تحقیق معنی کی ہے کہ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ سے مراد کیا ہے؟ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس میں اکتالیس قول ہیں جن میں سے اکثر مرجوح ہیں، زیادہ مشہور اور صحیح ان

[1] أوجز المسالك إلى موطأ مالك - ج ٤ ص ٢٤٠ - ٢٤١

میں سے چار پانچ معنی ہیں [1]:

اول: مشکل لایدری معناہ کہ یہ متشابہات میں سے ہے اس کے معنی مرادی معلوم نہیں ہیں اس لئے کہ حرف متعدد معنی میں استعمال ہوتا ہے، حرف ہجا (الف، باء، تاء وغیرہ) کلمہ، معنی، جہت، یہ پہلا قول ابن سعدان نحوی سے منقول ہے۔

ثانی: تأدیۃ المعنی باللفظ المرادف یعنی یہ سبع طرق وتعدد باعتبار الفاظ مترادفہ کے ہے مثلاً قل یا یھا الکافرون، قل للذین کفروا، قل لمن کفر، علامہ سیوطیؒ نے اتقان میں نقل کیا ہے، حضرت ابن مسعودؓ ایک شخص کو سورۂ دخان پڑھا رہے تھے جب اس میں یہ لفظ آیا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ [2]، تو لفظ الاثیم اسکی زبان سے اداء نہیں ہو رہا تھا وہ کہتا تھا طعام الیتیم، اس پر حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا أتسطیع أن تقول طعام الفاجر قال نعم قال فافعل یعنی تو طعام الفاجر ہی پڑھ لے [3]، حافظ ابن عبد البرؒ نے اس قول کو اکثر علماء کی طرف منسوب کیا ہے، لیکن واضح رہے کہ اس معنی کیلئے ایک بڑا مضبوط بریک ہے، وہ یہ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے لکھا ہے لکن الإباحۃ المذکورۃ لم یقع بالتشھی بل ذلك مقصور علی السماع من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم [4] یعنی یہ تعبیر باللفظ المترادف اپنے اختیار سے نہیں ہے کہ جہاں جی چاہئے ایک لفظ کو دوسرے لفظ مترادف سے بدل دے بلکہ یہ موقوف ہے سماع پر یعنی اس لفظ مرادف کا حضور ﷺ یا صحابہ کرام سے منقول ہونا ضروری ہے۔

ثالث: سَبْعَةِ أَحْرُفٍ سے مراد سبع لغات ہے، در اصل عربی زبان بہت وسیع ہے وہاں ہر قبیلے کی زبان و لغت الگ ہے، قبیلوں میں شاعر بھی الگ الگ ہیں جیسا کہ تم نے نحو کی کتابوں میں پڑھا ہوگا علی لغۃ ھذیل، علی لغۃ بنی طے، علی لغۃ بنی تمیم وغیرہ وغیرہ، اور یہ اختلاف لغات کبھی تو الفاظ مستعملہ کے لحاظ سے ہوتا ہے کہ ایک لفظ ہے اس کو ایک قبیلہ والے استعمال کرتے ہیں اور دوسرے نہیں کرتے، اور کبھی یہ اختلاف اعراب کے اعتبار سے ہوتا ہے، اول کی مثال جیسے تابوت اور تابوہ، حضرت عثمانؓ نے جمع قرآن کیلئے جن حضرات کو منتخب فرمایا تھا ان میں تین قریشی تھے (سعید بن العاصؓ، عبد الرحمن بن الحارث بن ہشامؓ، عبد اللہ بن الزبیرؓ) اور ایک غیر قریشی زید بن ثابت انصاریؓ، حضرت عثمانؓ نے فرمایا تھا کہ اگر تمہارا آپس میں کسی قراءۃ یا لفظ میں اختلاف ہو جائے تو لغت قریش کو لے لینا، اسلئے کہ نزول قرآن کا لغت قریش پر ہوا ہے، چنانچہ ان حضرات کا اختلاف ہوا لفظ تابوت میں قریشی حضرات کہتے تھے کہ یہ لفظ تابوت ہے اور حضرت زیدؓ فرماتے تھے کہ تابوہ ہے، حضرت عثمانؓ کیطرف

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: ج ۵ ص ۸۹-۹۰

[2] بلاشبہ زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہوگا (سورۃ الدخان ۴۳-۴۴)

[3] الإتقان في علوم القرآن ج ۱ ص ۱۲۰

[4] إن الإباحۃ المذکورۃ لم تقع بالتشھي أي إن كل أحد يغير الكلمۃ بمرادفها في لغته بل المراعى في ذلك السماع من النبي صلى الله عليه وسلم (فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ۹ ص ۲۷)

رجوع کیا گیا انہوں نے فرمایا تابوت لکھو لغت قریش یہی ہے [1]، اور ثانی کی مثال جیسے إِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ [2]، اس میں دو قرأتیں ہیں ان هذين، (جو قواعد مشہورہ کے موافق ہے) اور إِنْ هٰذَان، بعض قبائل میں تثنیہ تینوں حالات میں الف ہی کے ساتھ ہوتا ہے اور اعراب تثنیہ کا تقدیری ہوتا ہے، اس تیسرے معنی پر یہ اشکال کیا گیا ہے کہ لغات عرب تو سات سے بہت زائد ہیں واجیب عنه بان المراد افصحها، پھر اس میں اختلاف ہے کہ یہ سب لغات قبیلہ قریش ہی کے بطون سے ہیں یا اس سے عام، قيل كلها من بطون قريش، اور کہا گیا ہے کہ یہ سات لغات قبیلہ مضر کی ہیں، اور انہی کے مجملہ قریش بھی ہیں اور قبیلہ مضر کی وہ سات شاخیں یہ ہیں، ہذیل، کنانہ، قیس، ضبہ، تیم الرباب، اسد بن خزیمہ، قریش۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ ہر کلمۂ قرآن سات طرح پڑھا جاتا ہے اس لئے کہ کہا گیا ہے قرآن میں کوئی کلمہ ایسا ہے ہی نہیں جو سات طرح پڑھا جاتا ہو الا الشئ القليل مثل عَبد الطاغوت، بلکہ یہ سات لغات پورے قرآن میں پھیلے ہوئے ہیں فبعضه بلغة قريش وبعضه بلغة هذيل وبعضه بلغة هوازن وبعضه بلغة يمن۔

رابع: سَبْعَةِ أَحْرُفٍ سے قراءت سبعہ مشہورہ متواترہ مراد ہیں، لیکن مکی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان مشہور قراء کی قراءتیں جیسے نافع، عاصم وغیرہ یہی احرف سبعہ کا مصداق ہیں بالکل غلط ہے، بلکہ قرأت سبعہ تو ان احرف سبعہ ہی میں کا ایک جزء ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ان قرأت سبعہ کے علاوہ جو قرائت دوسرے ائمہ سے منقول ہے وہ قرآن نہ ہوں اور یہ قطعاً غلط ہے، اسلئے کہ جن ائمۂ متقدمین نے قرائت میں تصنیفات لکھی ہیں جیسے ابو عبید قاسم، بن سلام، ابو حاتم سجستانی، ابو جعفر طبری ان حضرات نے ان قرأت سبعہ کے علاوہ بھی اور بہت سی قرائت ان سے دوگنی چوگنی لکھی ہیں، (پھر ان قرائت کو آپ کیا کہیں گے ان سب کا انکار لازم آئے گا)۔

حضرت شیخ الحدیثؒ اور علامہ جزریؒ کی رائے: ہمارے حضرت شیخ تقریر بخاری میں فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک راجح یہی ہے کہ اس سے قرأت سبعہ [3] مراد ہیں، اگرچہ حافظ ابن حجرؒ نے تو اس شخص کو جاہل بتایا ہے جو یہ کہے کہ اس

---

[1] جامع الترمذي - كتاب تفسير القرآن - باب: ومن سورة التوبة ٣١٠٤

[2] مقرر یہ دونوں جادو گر ہیں (سورۃ طٰہٰ ٦٣)

[3] علامہ جزریؒ نے بھی اس حدیث کو اسی معنی پر محمول کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تیس سال تک تمام قرأتوں کے اختلافات میں تدبر کرنے کے بعد یہ مطلب میرے ذہن میں آیا ہے کہ سبعۃ أحرف سے سات طرح کا تغیر لفظی مراد ہے پھر انہوں نے ان تغیرات سبعہ کی تفصیل و تشریح فرمائی ہے جو حسب ذیل ہے: ① حرکات میں تغیر ہو لیکن لفظ کی صورت اور معنی میں بالکل تغیر نہ جیسے بالبُخل اور بالبَخَل، القُدُس اور القُدْس، يَحْسَبُ اور يَحْسِبُ ② اعراب اور معنی میں تغیر ہو جائے لیکن صورت نہ تغیر نہ ہو جیسے قراءۃ متواترہ میں فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ اور آدمَ من ربه كلماتٌ، ③ حروف اور صورت میں تغیر ہو جائے لیکن معنی میں نہ ہو، الطراط، السراط، بصطة، بسطة، ④ حروف اور معنی میں تغیر ہو جائے لیکن صورت میں نہ ہو جیسے تتلوا اور تبلوا، ننجيك اور ننحيك ⑤ حروف اور معنی اور صورت تینوں میں تغیر ہو جائے جیسے أشد منكم اور أشد منهم ولا يأتل اور ولا يتال، فاسعوا فامضوا، ⑥ تقدیم و تاخیر کا تغیر جیسے، فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ اور فَيُقتلون ويَقتلون، ⑦ حروف کی کمی و زیادتی کا تغیر جیسے والضحى ووضحى، والذكر والانثى، وما خلق الذكر والانثى، یہ ہے وہ سات ☜

سے قرأت سبعہ مراد ہیں لیکن میرے نزدیک اس قول کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قرأت سبعہ سب کی سب محفوظ و مضبوط ہیں، منقول و مروج ہیں، جیسا کہ خود قرآن کہتا ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ [1]، اور اگر احرف سبعہ سے دوسرے معانی مراد لئے جائیں تو وہ سب قرأت محفوظ کہاں [2] ہیں؟ انتھی کلامہ۔

حضرت گنگوہی کی رائے: لیکن حضرت اقدس گنگوہیؒ کی تقریر بخاری [3]، میں لکھا ہے کہ اقرب یہ ہے اولاً قرآن کریم لغت قریش پر نازل ہوا پھر بعد میں اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے زیادتی طلب کی گئی اس پر اضافہ ہو گیا اور ایک سے زائد لغت پر پڑھنے کی اجازت دیدی گئی اس اضافہ واجازت ہی کو مجازاً انزال سے تعبیر کر دیا گیا، اور اس سے قراءات سبعہ مراد نہیں بلکہ یہ قراءت تو لغت واحدہ ہیں اور ایک ہی لغت کے الفاظ مختلفہ میں کیا تیسیر ہو سکتی ہے جبکہ مقصود اس سے تیسیر ہے، انتھی۔

خامس: یہاں ایک رائے ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی ہے وہ یہ کہ یہاں سبعہ سے مراد تحدید نہیں ہے بلکہ تکثیر ہے (مشہور ہے کہ اکائیوں میں سات کا عدد اور دہائیوں میں ۷۰ ستر کا عدد بسا اوقات تکثیر کیلئے ہوتا ہے) اور یہ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ جملہ معانی مذکورہ سابقہ کو شامل ہے یعنی یہ تعدد وجوہ واختلاف عام ہے خواہ لغات مختلفہ کے لحاظ سے ہو خواہ قراء کی قرأت مختلفہ کے قبیل سے (جو کبھی مخارج حروف کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی مدہ اور ترخیم وترقیق وغیرہ صفات کے لحاظ سے) اور چاہے الفاظ مترادفہ کے لحاظ سے ہو غرض کہ یہ تمام صورتیں وشکلیں سَبْعَةِ أَحْرُفٍ کے مصداق میں داخل ہیں۔

ان قلت سميعاً عليماً عزيزاً حكيماً یعنی اگر تم سمیعاً علیماً کے بجائے عزیزاً حکیماً پڑھ دو تو کچھ حرج نہیں، مسند احمد کی روایت میں ہے فان الله كذلك، اللہ تعالیٰ ایسے ہی ہیں یعنی یہ سب اللہ ہی کی صفات ہیں ایک کی جگہ اگر دوسری آجائے تو کیا حرج ہے مَا لَمْ تُخْتَمْ آيَةُ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ، أَوْ آيَةُ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ [4] یعنی مثلاً اگر رحمت کی آیت چل رہی ہو اور تو اس کو شدید العقاب پر لاکر ختم کر دو یا اگر عذاب کی آیت چل رہی ہو اور تم اس کو غفور رحیم پر لاکر ختم کر دو تو یہ صحیح نہیں اسلئے کہ اس سے تو نظم قرآن میں بھی خلل واقع ہوتا ہے اور معنی میں بھی تغیر پیدا ہوتا ہے، منہل میں علامہ عینیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ گنجائش شروع میں تھی لیکن جب مصحف عثمان میں موجودہ ترتیب قرآن پر اجماع ہو گیا تو پھر اب کسی کیلئے جائز نہ ہوگا کہ سمیع علیم کی جگہ

لئے طرح کا تغیر اور رہے اصولی اختلافات جیسے اظہار اور روم اشمام اور ادغام تفخیم اور ترقیق مد اور قصر امالہ اور فتح تحقیق و تسہیل اور ابدال و نقل سو ان میں لفظ اور معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی صرف کیفیت میں تبدیلی ہوتی ہے پس یا تو یہ تغیر ہی نہیں گر ہے تو قسم اول میں داخل ہے (ماخوذ از عنایات رحمانی ج ۱ ص ۳۰ شرح شاطبیہ مصنفہ حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی مہاجر مدنیؒ مرسلہ حضرت مولانا زید العابدین صاحب المحدث الاعظمی)۔

[1] ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں (سورۃ الحجر ۹)

[2] اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جس پر انزال ہوا ہے وہ تو محفوظ ہے یعنی لغت قریش اور اسی کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے، ۱۲۔

[3] لامع الدراري على جامع البخاري — ج ۳ ص ۲۵۳

[4] مسند أحمد - مسند البصريين - حديث أبي بكرة نفيع بن الحارث بن كلدة ۲۰۲۴۵ ج ۳۴ ص ۷۰ - ۷۱

عزیزاً حکیماً قصداً کہے ہاں اگر بلا قصد تغیر زبان سے اس طرح صادر ہو جائے تو پھر کچھ حرج نہیں لم تبطل صلوۃ اھ[1]۔

ایک اشکال وجواب: اس پر ایک اشکال ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ نے تو کوشش فرما کر مختلف لغات میں تلاوت کی اجازت حاصل فرمائی تھی امت پر تیسیر کیلئے تو جب یہ تیسیر منصوص من الشارع ہوگئی تو پھر بعد والوں کو اس کے خلاف پر اجماع کرنا کیسے درست ہو گیا؟ جواب اسکا یہ ہو سکتا ہے کہ بیشک آپ ﷺ کے زمانہ میں تو اس توسیع سے تیسیر حاصل ہوئی، لیکن بعد میں اس توسیع نے جب عمومی اختلاف ونزع کی شکل اختیار کرلی جو خلاف مقصود تھی تو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کے باہمی مشورے سے باتفاق رائے ایک لغت پر استقرار ہوا جو کہ رافع نزاع ہو کر تسکین وتیسیر کا باعث ہوا (وکان هذا الاستقرار والاجماع بإلهام من الله تعالى والقائه فكان خيرا محضا) والله سبحانه وتعالى أعلم، الحمد لله على احسانه کہ اس باب پر کلام پورا ہوا جس کو سمجھانے اور آسان کرنے میں ہمیں کافی محنت کرنی پڑی، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پر عمل اور اسکی پوری پوری قدر دانی کی توفیق نصیب فرمائے واللہ الموفق ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم۔

١٤٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا أُبَيُّ، إِنِّي أُقْرِئْتُ الْقُرْآنَ فَقِيلَ لِي: عَلَى حَرْفٍ، أَوْ حَرْفَيْنِ؟ فَقَالَ الْمَلَكُ الَّذِي مَعِي: قُلْ: عَلَى حَرْفَيْنِ، قُلْتُ: عَلَى حَرْفَيْنِ، فَقِيلَ لِي: عَلَى حَرْفَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَةٍ؟ فَقَالَ الْمَلَكُ الَّذِي مَعِي: قُلْ: عَلَى ثَلَاثَةٍ، قُلْتُ: عَلَى ثَلَاثَةٍ، حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ". ثُمَّ قَالَ: "لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا شَافٍ كَافٍ، إِنْ قُلْتَ: سَمِيعًا عَلِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا، مَا لَمْ تَخْتِمْ آيَةَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ، أَوْ آيَةَ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ".

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابی! مجھے قرآن پڑھایا گیا تو مجھ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ایک حرف پر قرآن پڑھنا چاہتے ہیں یا دو حرفوں پر؟ تو میرے ساتھ والے فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) نے کہا کہ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میں دو حرفوں پر قرأت کرنا پسند کرتا ہوں، تو میں نے کہا کہ مجھے دو حرفوں پر قرأت کرنا پسند ہے پھر مجھ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ دو حرفوں پر قرأت کرنا پسند کرتے ہیں یا تین حروف پر قرأت کرنا پسند فرماتے ہیں؟ تو میرے ساتھ والے فرشتہ نے کہا کہ آپ کہہ دیجئے کہ مجھے تین حروف پر قرأت کرنا پسند ہے، تو میں نے کہا کہ مجھے تین حروف پر قرأت کرنا پسند ہے۔ یہاں تک کہ سات حروف تک قرأت کرنے کی اجازت عطا ہوئی، پھر فرشتہ نے کہا کہ ان سات حروف میں سے ہر ایک حرف کافی شافی ہے اگر تم سَمِيعًا عَلِيمًا کی جگہ (دوسری قرأت کے مطابق) عَزِيزًا حَكِيمًا پڑھ لو تو بھی صحیح ہے ہاں عذاب کی آیت کی جگہ رحمت کی آیت یا رحمت کی آیت کے بدلہ عذاب کی آیت نہ پڑھو۔

تخریج: صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٨٢٠) سنن النسائي - الافتتاح (٩٣٩) سنن النسائي - الافتتاح (٩٤٠) سنن النسائي

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٣٩

-الافتتاح (٩٤١) سنن أبي داود- الصلاة (١٤٧٧) مسند أحمد- مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٢٧/٥) مسند أحمد- مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٢٨/٥)

١٤٧٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِئَ أُمَّتَكَ عَلَى حَرْفٍ، قَالَ: «أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ، أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ». ثُمَّ أَتَاهُ ثَانِيَةً فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِئَ أُمَّتَكَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوا عَلَيْهِ، فَقَدْ أَصَابُوا».

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنو غفار کے ایک تالاب (یا علاقہ) کے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے پاس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اللہ پاک آپ کو حکم فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی امت قرآن کریم کو ایک حرف پر قرأت کرے، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ پاک سے اسکی معافی اور مغفرت کا طلبگار ہوں میری امت ایک حرف پر قرأت کی طاقت نہیں رکھتی، پھر جبرائیل امین علیہ السلام دوسری مرتبہ تشریف لائے پھر ایسا ہی سوال جواب ہوا، یہاں تک کہ سات حروف پر قرأت کی اجازت عطا ہوئی آخری دفعہ میں جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ پاک آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت سات حروف پر قرآن کی قرأت کرے ان حروف میں سے کوئی سی بھی قرأت آپ کی امت کریگی تو وہ صحیح ہوگی۔

تخریج: صحيح مسلم- صلاة المسافرين وقصرها (٨٢٠) سنن النسائي- الافتتاح (٩٣٩) سنن النسائي- الافتتاح (٩٤٠) سنن النسائي- الافتتاح (٩٤١) سنن أبي داود- الصلاة (١٤٧٨) مسند أحمد- مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٢٧/٥) مسند أحمد- مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٢٨/٥)

٣٥٩- بَابُ الدُّعَاءِ

دعاء کے فضائل و آداب کا بیان

اب یہاں سے آخر کتاب الصلوۃ تک دعاؤں کے ابواب آرہے ہیں، گویا مصنف نے کتاب الصلوۃ کا اختتام دعاؤں پر کیا، یہ باب کافی وسیع ہے اس سے مصنفؒ کی غرض دعاء کی فضیلت و اہمیت اور اس کے آداب کو بیان کرنا ہے، اس باب میں تقریباً بیس حدیثیں لائے ہیں پہلی حدیث نعمان بن بشیرؓ کی ہے جس کے لفظ یہ ہیں۔

١٤٧٩ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ، {وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ [1]}".

---

[1] اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو (سورۃ غافر ٦٠)

ترجمہ حضرت نعمان بن بشیرؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ دعا ہی عبادت ہے اللہ پاک کا ارشاد گرامی ہے: تمہارا رب کہتا ہے مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کرونگا (بیشک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے، تو اس آیت کے آخر میں اس دعا کو عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے)۔

تخریج جامع الترمذي - الدعوات (٣٣٧٢، ٣٢٤٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٧٩) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٢٨) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٦٧) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٧١) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٧٦)

شرح الحدیث یہ حدیث سنن اربعہ و مسند احمد کی روایت ہے اس میں حضور ﷺ نے دعا کو عین عبادت قرار دیا ہے اور پھر اس کی تائید و دلیل میں قرآن کریم کی آیت شریفہ تلاوت فرمائی، اول تو آپ ﷺ کا ارشاد ہی امت کیلئے کافی و دوانی ہے، پھر مزید بر آں آپ ﷺ نے اپنے قول کو کلام الٰہی سے مدلل بھی فرمایا ہے جس سے دعاء کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی۔

لیکن شاید کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس میں علماء[1] کا اختلاف نہ ہو، دعاء کے بارے میں بھی اختلاف ہو گیا کہ دعاء افضل ہے یا ترکِ دعاء و سکوت، یہ بحث ہم اخیر میں بیان کریں گے۔

احادیث الباب سے مستفاد ہونے والے آداب دعاء: اس باب کی احادیث سے جو آداب دعاء مستفاد ہو رہے ہیں ان میں سے بعض نمایاں یہ ہیں: ① دعاء کی ابتداء ایسے ہونی چاہئے کہ اولاً داعی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بجالائے پھر صلوۃ علی النبی ﷺ، اس کے بعد اپنا مقصود اللہ سے مانگے (من الحدیث الثالث برقم ١٤٨١)، ② گو دعاء بغیر رفع یدین کے بھی ہوتی ہے اور ہمیشہ رفع یدین کا موقع بھی نہیں ہوتا لیکن بہر حال رفع یدین کے ساتھ دعاء کرنے میں اہتمام زیادہ معلوم ہوتا ہے چنانچہ اس باب کی دسویں حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ شرمیلے ہیں اس بات سے شرماتے ہیں کہ کوئی بندہ ان کی طرف ہاتھ پھیلائے اور وہ ان ہاتھوں کو خالی لوٹا دیں (الحدیث العاشر ١٤٨٨)، ③ جب رفع یدین کے ساتھ دعاء کی جائے تو دعاء کے ختم پر اپنے ہاتھوں کو چہرے اور آنکھوں پر پھیر لے تفاؤل کے طور پر کہ گویا ہمیں کوئی چیز ملی ہے جس کو ہم اپنی آنکھوں سے لگا رہے ہیں، اور اسکی قدر کر رہے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے ادْعُوا اللهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ (حدیث ١٤٩٢)، ④ رفع یدین اس طرح کرے کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں اور اس کی پشت زمین کیطرف، اکثر علماء کی رائے تو یہی ہے، اور بعض علماء کی رائے جن میں شیخ ابن حجر مکیؒ بھی ہیں یہ ہے کہ جو دعاء جلب خیر و منفعت کیلئے ہو اس میں تو اسی طرح ہونا چاہئے، اور جو دعاء دفع شر کیلئے ہو اس میں بہتر یہ ہے کہ ظہور کفین الی السماء ہوں اور بطون کفین الی الارض، اور اس میں قلب حال کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ استسقاء کے خطبہ میں تحویل رداء

---

[1] ابھی ایک بات ذہن میں آئی کہ آخر اتنا اختلاف کیوں ہے؟ اور معاً جواب ذہن میں یہ آیا کہ اس اختلاف کا منشأ قلت علم اور قلت دلائل نہیں ہے، بلکہ وسعت علم اور کثرت ادلہ ہے، جس امامؒ نے بھی جو قول اختیار کیا، اسکے پاس اسکی دلیل ہے، سبحان اللہ شریعت کی جامعیت اور علماء امت کی فراوانی، علم کا اندازہ لگایئے، میں تو کہا کرتا ہوں کہ جب جزئیات اور مسائل فرعیہ میں دلائل تحقیقات کا یہ حال ہے تو عقائد کا کیا حال ہوگا، الحمد للہ الذی ھدانا للإسلام وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ، ١٢۔

کرتے ہیں (حدیث ۱٤۸٦-۱٤۸۷)، ⑤ لیعزم المسألة، یعنی دعاء عزم اور پختگی کے ساتھ مانگنی چاہئے اس طرح نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو ایسا کردے غرض کہ کمال احتیاج کا اظہار ہونا چاہئے دعاء میں تعلیق بالمشیۃ کو بعض نے مکروہ اور بعض نے حرام لکھا ہے لہذا بہت کوشش کے ساتھ دعا مانگنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی پوری امید رکھنی چاہئے اس لئے کہ اس کی دعاء کریم ذات سے ہے بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی کو اپنی تقصیر کا احساس مانع دعاء نہ ہونا چاہئے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی بدترین مخلوق ابلیس کی بھی دعاء رد نہیں فرمائی قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝[1]، ⑥ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ[2]، ایسی دعائیں اختیار کرنے جو خوب جامع ہوں یعنی مقاصد دارین پر مشتمل ہوں یا یہ کہ جمیع مؤمنین ومؤمنات کیلئے ہوں، یا یہ کہ جملہ آداب دعاء پر حاوی ہوں اسلئے کہ دعاء احکم الحاکمین سے کی جارہی ہے اسلئے فضولیات کی دعاء یا ایسی دعاء جس میں فضول الفاظ ہوں خلاف ادب ہے، سب سے جامع اور مانع دعائیں وہی ہو سکتی ہیں جو ماثور اور منقول ہیں اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کے برابر کوئی انسان فصیح اور بلیغ اور زیادہ علم رکھنے والا نہیں ہو سکتا، صاحب منہل[3] نے چند جامع دعائیں نمونۃً لکھی ہیں: ① رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[4]، ② اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ[5]، ③ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ[6]، ④ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ[7]۔

جامع ترین دو ماثور دعائیں: میں کہتا ہوں علماء نے لکھا ہے قرآن پاک کی دعاؤں میں سب سے جامع مذکورہ بالا دعاؤں میں سے پہلی دعاء رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً الخ اور ادعیہ ماثورہ من الحدیث میں سب سے جامع دعاء وہ ہے جس کو امام ترمذیؒ نے حضرت ابو امامہؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے ہمیں بہت سی دعائیں سکھائی ہیں مگر وہ سب یاد نہیں ہیں تو اس پر آپ ﷺ فرمایا کہ میں تم کو ایسی دعاء بتاتا ہوں جو تمام دعاؤں کو جامع ہے: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ

---

[1] بولا اے رب تو مجھ کو ڈھیل دے اس دن تک کہ مردے زندہ ہوں فرمایا کہ تو تجھ کو ڈھیل دی (سورۃ الحجر ۳۷)

[2] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب الدعاء ۱٤۸۲

[3] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ۸ ص ۱٤۸

[4] اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو عذاب دوزخ سے (سورۃ البقرۃ ۲۰۱)

[5] جامع الترمذي - كتاب الدعوات - باب: بلا ترجمة ۳٥٦۳

[6] سنن ابن ماجه - كتاب الدعاء - باب الجوامع من الدعاء ۳۸٤٦

[7] سنن ابن ماجه - كتاب الدعاء - باب الجوامع من الدعاء ۳۸٤٦

نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، قال الترمذي هذا حديث حسن غريب [1]، وفي تحفة الأحوذي وأخرجه الطبراني في الكبير، اس دعاء کی جامعیت میں کوئی کلام نہیں جیسا کہ خود حضور ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں، تحفۃ الأحوذی میں علامہ شوکانی سے نقل کیا ہے ولا شیٔ أجمع ولا أنفع من هذا الدعاء [2]، ہمارے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ بھی اس دعاء کے بڑے معتقد تھے اور اسکی بہت زیادہ ترغیب فرمایا کرتے تھے، اور حضرت ابو امامہؓ جو اس دعاء کے راوی ہیں ان کا بڑا احسان مانتے تھے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے اتنی بڑی جامع دعاء دریافت کر کے ہم تک پہونچائی، میں نے حضرت مولانا تھانویؒ کے ایک مکتوب گرامی میں دیکھا کہ آپ نے مکتوب الیہ کے حق میں دعائیہ کلمات اس طرح تحریر فرمائے "اللہ تعالیٰ آپ کو دارین کی حلاوت نصیب فرمائے"، دراصل تنگی اور مشقت کوئی چیز نہیں اگر دل میں حلاوت ہو، اور حلاوت مرتب ہوتی ہے صبر وشکر پر، پس میرے خیال میں یہ دو چیزیں بنیادی اور معیاری ہیں، حدیث کی دعاء ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي صَبُوْرًا، وَاجْعَلْنِي شَكُوْرًا، نیز حدیث میں ہے مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ خَيْرًا وَلَا أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ [3]، صبر کا میدان اتنا وسیع ہے کہ تمام مصائب اور ناخوشگوار باتوں کو لپیٹ کر رکھ دیتا ہے، ④ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ دعاء میں جلد بازی نہ کرے کہ یہ کہنے لگے کتنے روز سے دعاء کر رہا ہوں اب تک قبول نہیں ہوئی اگر ایسا سوچے گا یا زبان سے کہے گا تو پھر قبولیت دعاء کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔

کونسی دعاء قابل قبول ہے: علامہ قسطلانیؒ نے شرح بخاری میں قبولیت دعاء کے بارے میں ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ کہ باری تعالیٰ کا قول اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ [4] مجھ کو پکارو میں تمہاری سنوں گا، اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہے لیکن اسکے قلب میں ایک ذرہ برابر اعتماد ہو اپنے مال پر یا جاہ پر یا اپنے دوست احباب پر یا اپنی کوشش پر تو اس نے فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کو صرف اپنی زبان سے پکارا ہے دل سے نہیں اور اس کے قلب کا اعتماد اپنے مقصود کی تحصیل میں غیر اللہ پر ہے اور اگر آدمی اللہ تعالیٰ کو ایسے وقت میں پکارے جس میں اس کا قلب قطعاً غیر اللہ کی طرف ملتفت نہ ہو تو پھر ظاہر یہ ہے کہ اس کی دعاء ضرور قبول ہوگی، انتهى كلامه [5]، احقر کہتا ہے کہ حدیث میں ہے جو شخص اسم اعظم کیساتھ دعاء کرتا ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے، حضرت بغدادیؒ سے منقول ہے کہ کسی نے ان سے اسم اعظم کے بارے دریافت کیا کہ وہ کونسا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اسم اعظم لفظ "اللہ" ہے لیکن اس کی ایک شرط ہے وہ یہ کہ ان تقول اللّٰه وليس في قلبك سواه، معلوم

---

❶ جامع الترمذي - كتاب الدعوات - باب: بلا ترجمة ٣٥٢١
❷ تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي - ج ٩ ص ٥٠٤
❸ السنن الكبرى للبيهقي كتاب الزكاة باب فضل الاستعفاف والاستغناء بعمل يديه وبما آتاه الله عز وجل من غير سؤال ٧٨٦٦ ج ٤ ص ٣٢٧-٣٢٨
❹ اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو (سورۃ غافر ٦٠)
❺ إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ج ٩ ص ١٧٣

ہوا اصل چیز دعاء میں توجہ اور کمال احتیاج و افتقار الی اللہ ہے۔

دعاء افضل ہے یا ترک دعاء وتفویض (رضا بقضاء): اس کے بعد آپ سمجھئے کہ جمہور علماء کی رائے تو یہی ہے کہ دعاء مانگنا سنت ہے اور وہ عین عبادت ہے، لیکن بعض صوفیاء کو اس سے اتفاق نہیں وہ فرماتے ہیں کہ ترک دعاء تفویض اولیٰ ہے، علمہ بحالی اولی من سوالی، یہ حضرات فرماتے ہیں تسلیم اور رضا بقضاء اصل ہے، اور بعض کی رائے یہ ہے کہ دوسروں کیلئے تو دعاء اولیٰ ہے اور اپنے حق میں تفویض اختیار کرنا اولیٰ ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ کسی وقت اگر کوئی خاص باعث اور محرک دعاء کا پایا جائے تب دعاء اولیٰ ہے ورنہ عام حالات میں ترک دعاء اولیٰ ہے، جمہور کے مسلک پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں ہے مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِي عَنْ مَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ [1] کہ جو میرے ذکر میں مشغول ہونے کی وجہ سے مجھ سے سوال نہ کرسکے تو اس کو میں دعاء کرنے والوں سے بھی زائد عطا کرتا ہوں، اس سے بظاہر ترک دعاء کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے، جواب یہ ہے کہ ہاں جس شخص کا حال یہ ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے جلال وصفات کی معرفت میں استغراق رہتا ہو تو یہ حالت اس کے حق میں دعاء سے افضل ہے (قسطلانی [2]) حافظ نے بھی فتح الباری میں کتاب الدعوات کے شروع میں ان چیزوں سے بحث کی ہے وہ لکھتے ہیں:

قائلین تفویض (ترک دعاء) کی دلیل: ایک جماعت کہتی ہے ترک دعاء وسکوت اولیٰ ہے، اور آیت کریمہ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کے جواب میں وہ یہ کہتے ہیں کہ وہاں دعاء سے مراد عبادت ہے اور قرینہ اس کا آخر آیت ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ [3] ورنہ دونوں فقرے بے ربط رہ جائیں گے، اسی طرح حدیث شریف الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ [4] کا مطلب یہی ہے کہ دعاء نام عبادت کا ہے، پس اس آیت میں امر بالدعاء سے مقصود امر بالعبادت ہے، جمہور کہتے ہیں آیت کریمہ اپنے ظاہر پر ہے دعاء سے دعاء ہی مراد ہے رہا اشکال عدم ربط کا سو اس کا جواب یہ ہے کہ دعاء ایک خاص قسم کی عبادت ہے اور آیت ثانیہ میں لفظ عبادت مذکور ہے جو مطلق اور عام ہے جب عام کا انتفاء ہوگا تو خاص کا انتفاء بطریق اولیٰ ہوگا، آگے حافظ لکھتے ہیں کہ ابو القاسم قشیری (جو مشاہیر صوفیاء واکابر اولیاء میں سے ہیں) نے اپنے رسالہ (رسالۃ قشیریۃ) میں اس مسئلہ میں اختلاف لکھا ہے اور مسلک جمہور یعنی اختیار دعاء ہی کو ترجیح دی ہے، اور تیسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ بعض کہتے ہیں اولیٰ یہ ہے کہ زبان سے تو داعی ہو اور قلب سے راضی بقضاء ہو، اور پھر انہوں نے اپنی رائے یہ لکھی ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ جس وقت سالک اپنے دل میں

---

[1] جامع شعب الإيمان-محبة الله عز وجل-فصل في إدامة ذكر الله عز وجل ٥٦٧ ج٢ ص ٩٣-٩٥

[2] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ج٩ ص ١٧٣

[3] بیشک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری بندگی سے (سورۃ غافر ٦٠)

[4] سنن أبي داود-كتاب الصلاة-باب الدعاء ١٤٧٩

اشارہ پائے دعاء کا تو دعاء اولیٰ ہے اور جس وقت اشارہ پائے ترک دعاء کا اس وقت ترک دعاء اولیٰ ہے، اس پر حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ تو بڑے لوگوں کی باتیں ہیں انہی کا اشارۂ قلبی معتبر ہے عام لوگوں کے لحاظ سے تو پہلا قول ہی بہتر ہے (الدعاء باللسان والرضاء بالقلب)[1]۔

اکمال الشیم شرح تبویب الحکم میں دعاء کے مسئلے پر صوفیاء کے طریق پر سیر حاصل بحث کی ہے، دعاء کی حقیقت اس کے اقسام، عارف اور غیر عارف کی دعاء میں فرق، ایسے ہی دعاء اور ترک دعاء و تسلیم میں کس کو ترجیح ہے بہت عمدہ مضمون ہے اس کا مطالعہ کیا جائے چند سطور اسکی یہاں نقل کرتا ہوں، حدیث میں وارد ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ...... لیکن وہ سالک جس کو ابھی تک اپنے نفس سے خلاصی نصیب نہیں ہوئی دعاء اور سوال کرنے ہی کو مقصود سمجھنے لگے تو یہ اس کی خطاء ہے وجہ یہ ہے کہ جب تک نفس موجود ہے دعاء اور سوال میں بھی نفسانیت موجود ہے کہ نفس اپنے حظوظ اور عزوں کا سوال کرے گا اور نیز نظر و توجہ قلب کی وہ حاجت ہوگی نہ حق تعالیٰ کی بندگی۔

عارفین کی دعاء عبادت کا مغز ہے: بخلاف عارفین کے کہ انکی دعاء البتہ عبادت کا مغز ہے اس لئے کہ عبادت کا مقصود اظہار افتقار و احتیاج ہے اور دعاء و سوال کرنا یہ عین افتقار اور احتیاج کا ظاہر کرنا ہے پس عارف کامل کا نفس فنا ہو جاتا ہے نفسانی غرض ان کی کچھ نہیں ہوتی الی آخرہ[2]۔

١٤٨٠ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ، عَنِ ابْنٍ لِسَعْدٍ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعَنِي أَبِي، وَأَنَا أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَنَعِيمَهَا، وَبَهْجَتَهَا، وَكَذَا، وَكَذَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ، وَسَلَاسِلِهَا، وَأَغْلَالِهَا، وَكَذَا، وَكَذَا، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، إِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَ الْجَنَّةَ أُعْطِيتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنْ أُعِذْتَ مِنَ النَّارِ أُعِذْتَ مِنْهَا، وَمَا فِيهَا مِنَ الشَّرِّ».

ترجمہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں آپ سے جنت اور اسکی نعمتیں اور اسکی تر و تازگی و خوبصورتی کا سوال کرتا ہوں اور فلاں فلاں سے مانگتا ہوں اور اے اللہ! میں جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور اسکی بیڑیوں اور اسکے طوقوں سے اور فلاں فلاں عذاب سے...... تو میرے والد نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب ایسے لوگ آئینگے جو دعا مانگنے میں حد اعتدال سے تجاوز کر جائیں گے تو ایسے لوگوں میں ہونے سے اپنے آپ کو بچاؤ، اگر تمہیں جنت عطا ہوگی تو تمہیں جنت بھی ملے گی اور اسمیں جو کچھ آرام اور خوشی کا سامان ہے وہ سب کا سب ملے گا، اور اگر تمہیں جہنم سے پناہ مل گئی تو تمہیں جہنم اور اسمیں جو کچھ تکلیف دہ مراحل ہیں ان سب

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري — ج ١١ ص ٩٤ ـ ٩٥

[2] عطر تصوف إكمال الشيم — ص ١٥٦

سے پناہ حاصل ہوگی۔

تخریج: سنن أبي داود- الصلاة (١٤٨٠) مسند أحمد- مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/ ١٧٢) مسند أحمد- مسند العشرة المبشرين بالجنة (١/ ١٨٣)

شرح الحدیث: سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ: یہ حدیث کتاب الطہارۃ باب الإسراف فی الوضوء [1] میں گزر چکی اور اعتداء فی الدعاء کے معانی بھی وہاں گزر چکے ہیں۔

١٤٨١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ، أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللهَ تَعَالَى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَجِلَ هَذَا»، ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: - أَوْ لِغَيْرِهِ - «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَبْدَأْ بِتَمْجِيدِ رَبِّهِ جَلَّ وَعَزَّ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدُ بِمَا شَاءَ».

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید صحابی رسول فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو اسطرح دعا مانگتے ہوئے سنا کہ وہ اپنی نماز میں (نماز کے اندر یا اس کے بعد) اللہ پاک کی بزرگی اور بڑائی بیان کیئے بغیر اور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے بغیر دعا مانگ رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے دعا مانگنے میں جلد بازی سے کام لیا پھر اس آدمی کو بلوایا اور آپ ﷺ نے اس شخص سے یا کسی دوسرے شخص سے (اس شخص کو سنانے کی غرض سے) ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو پہلے اللہ پاک کی بزرگی بیان کرے اور اسکی تعریف کرے پھر نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھے پھر دعا مانگے جو دل میں آئے (دین، دنیا کی ساری بھلائیاں مانگے)۔

تخریج: جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٧٦) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٧٧) سنن النسائي - السهو (١٢٨٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٨١) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/ ١٨)

١٤٨٢ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِي نَوْفَلٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ، وَيَدَعُ مَا سِوَى ذَلِكَ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے (جن دعاؤں میں دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں آجائیں یا وہ دعائیں کہ جن کے الفاظ کم ہوں اور معنی زیادہ) اسکے علاوہ دعاؤں کو چھوڑ دیتے تھے۔

تخریج: سنن أبي داود- الصلاة (١٤٨٢) مسند أحمد- باقي مسند الأنصار (٦/ ١٤٨) مسند أحمد- باقي مسند الأنصار (٦/ ١٨٩)

١٤٨٣ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الطهارة - باب الإسراف في الماء ٩٦

قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ".

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی شخص یوں نہ کہے اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو میری مغفرت فرما، اگر آپ چاہیں تو مجھ پر رحم فرما، بلکہ اس کو چاہئے کہ بغیر تردد کے اللہ پاک سے سوال کرے کیونکہ اللہ پاک کو کوئی مجبور نہیں کرسکتا۔

تخریج صحيح البخاري – الدعوات (٥٩٨٠) صحيح البخاري – التوحيد (٧٠٣٩) صحيح مسلم – الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٦٧٩) جامع الترمذي – الدعوات (٣٤٩٧) سنن أبي داود – الصلاة (١٤٨٣) سنن ابن ماجه – الدعاء (٣٨٥٤) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٢٤٣) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٣١٨) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٤٦٣) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٥٠٠) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٥٣٠) موطأ مالك – النداء للصلاة (٤٩٤)

١٤٨٤ – حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، فَيَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي".

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کی دعائیں اس وقت تک قبول ہوتی ہیں جب تک وہ جلدی نہ مچائے (اور جلدی مچانا یہ ہے کہ) یہ دعا مانگنے والا کہنے میں دعائیں مانگیں لیکن میری دعا قبول نہ ہوئی (پھر مایوس ہو کر دعا مانگنا چھوڑ دے تو ایسے شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی)۔

تخریج صحيح البخاري – الدعوات (٥٩٨١) صحيح مسلم – الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٧٣٥) جامع الترمذي – الدعوات (٣٣٨٧) سنن أبي داود – الصلاة (١٤٨٤) سنن ابن ماجه – الدعاء (٣٨٥٣) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٣٩٦) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢/٤٨٧) موطأ مالك – النداء للصلاة (٤٩٥)

١٤٨٥ – حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَسْتُرُوا الْجُدُرَ، مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ أَخِيهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، فَإِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ، سَلُوا اللَّهَ بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا، فَإِذَا فَرَغْتُمْ، فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ كُلُّهَا وَاهِيَةٌ، وَهَذَا الطَّرِيقُ أَمْثَلُهَا وَهُوَ ضَعِيفٌ أَيْضًا».

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ دیواروں پر چادر (پردے وغیرہ) مت لٹکاؤ (یہ متکبرین کی علامت ہے) اور جو شخص اپنے بھائی کی کتاب (رجسٹر) میں اسکی اجازت کے بغیر دیکھے تو گویا وہ آگ میں جھانکا اور اللہ پاک سے اپنی ہتھیلیوں کے اندرون پھیلا کر سوال کیا کرو، ہتھیلیوں کی پشت پھیلا کر دعا مت مانگا کرو جب تم دعا مانگ کر فارغ ہو جاؤ تو اپنے ہاتھ اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔ امام ابوداودؒ فرماتے ہیں محمد بن کعب سے یہ حدیث متعدد سندوں

سے مروی ہے وہ تمام سندیں ضعیف ہیں اور مذکورہ بالا سند ان سندوں میں گزارہ لائق ہے لیکن ضعیف یہ بھی ہے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٤٨٥) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١١٨١)

شرح الحديث: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَسْتُرُوا الْجُدُرَ: دیواروں پر (ان کو آراستہ کرنے کیلئے) پردے مت ٹانگو، کیوں کہ اس میں اسراف اور تفاخر پایا جاتا ہے، جو متکبرین کا طریقہ ہے لیکن اگر یہ لٹکانا ضرورتا ومصلحۃ ہو مثلاً لدفع الحر والبرد، تو جائز ہے (منہل ❶)۔ احقر کہتا ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک ستر جدار کسی دیوار یا چھت کو آراستہ کرنے کی غرض سے اس پر پردہ آویزاں کرنا، وہ تو ظاہر ہے کہ تفاخر اور زینت کیلئے ہوتا ہے، وہ تو بہر حال ممنوع ہے، اور دوسری چیز ہے تعلیق الستر علی الباب یہ عامۃ ضرورت اور مصلحت ہی کیلئے ہوتا ہے مثلاً حجاب کی ضرورت، اور اس کا ثبوت بہت سی احادیث سے ہے مثلاً مرض الوفات والی حدیث میں گزر چکا (باب الدعاء في الركوع والسجود) أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ ❷، ایسے ہی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ الخ رواہ مسلم ❸، ایسے ہی حضرت ابوذرؓ کی حدیث مرفوع ہے مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ الخ رواہ الترمذی ❹، باقی ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دروازہ والا پردہ بھی قیمتی اور پر تکلف نہ ہونا چاہئے۔

قوله: مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ أَخِيهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، فَإِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ: جو شخص دوسرے کی کتاب میں بغیر اس کی اجازت کے دیکھے تو وہ آگ میں دیکھ رہا ہے، یعنی ایسی چیز کو دیکھ رہا ہے جو ذریعہ اور سبب ہے آگ میں پہونچانے کا، یا یہ مطلب ہے کہ جس طرح آگ کی طرف مسلسل دیکھنے سے بچا جاتا ہے (کیونکہ یہ آنکھ کیلئے مضر ہے)، اسی طرح اس سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، کتاب سے کیا مراد ہے؟ بعض نے کہا اس سے وہ خط یا تحریر مراد ہے جو کسی کی ذاتی ہو اور اس میں راز کی بات ہو، صاحب منہل کہتے ہیں بلکہ اس میں عموم ہے علمی کتابیں بھی اس میں داخل ہیں اور یہ کتمان علم نہیں ہے بلکہ حفظ مال ہے کتاب آدمی کا اپنا قیمتی مال ہے اور کتمان علم تو یہ ہے کہ جس چیز کا سوال کیا جائے اس کو باوجود علم کے نہ بتانا ❺۔

قوله: فَإِذَا فَرَغْتُمْ، فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ: اس حدیث کے بارے میں مصنف نے فرمایا کہ بجمیع طرق ضعیف ہے اسی لئے بعض علماء دعاء کے بعد مسح الوجہ بالیدین کے قائل نہیں ہیں، صاحب منہل لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے شواہد روایات حدیثیہ میں موجود ہیں (ثم ذکرھا) اسی لئے جمہور اس کے قائل ہیں ❻۔

---

❶ المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج٨ ص ١٥٠

❷ سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب في الدعاء في الركوع والسجود ٨٧٦

❸ صحيح مسلم - كتاب الآداب - باب جواز جعل الإذن رفع حجاب أو نحوه من العلامات ٢١٦٩

❹ جامع الترمذي - كتاب الاستئذان والآداب - باب ما جاء في الاستئذان قبالة البيت ٢٧٠٧

❺ المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج٨ ص ١٥١

❻ المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج٨ ص ١٥٢-

١٤٨٦ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُهُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ، عَنْ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو ظَبْيَةَ، أَنَّ أَبَا بَحْرِيَّةَ السَّكُونِيَّ، حَدَّثَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍ السَّكُونِيِّ ثُمَّ الْعَوْفِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ: «لَهُ عِنْدَنَا صُحْبَةٌ - يَعْنِي مَالِكَ بْنَ يَسَارٍ».

ترجمہ: ابوظبیہ کہتے ہیں کہ ابوبحریہ نے انکو مالک بن یسارؓ صحابی کے واسطے سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم لوگ اللہ پاک سے مانگو تو اپنی ہتھیلیوں کے اندرون کے ساتھ سوال کیا کرو اور تم لوگ ہتھیلیوں کے باہر والے حصے کے ساتھ سوال مت کیا کرو۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالحمید استاد نے فرمایا کہ مالک بن یسارؓ راوی ہمارے نزدیک صحابی ہیں۔

١٤٨٧ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ نَبْهَانَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو هَكَذَا بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ، وَظَاهِرِهِمَا».

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اپنی ہتھیلیوں کے اندرون کے ساتھ دعا مانگتے دیکھا اور کبھی ہاتھوں کی پشت کے ساتھ (یہ صورۃ صلاۃ الاستسقی میں دعا مانگنے کی ہے اور پہلی صورت عام حالات میں دعا مانگنے کی ہے) دعا مانگتے دیکھا۔

تخریج: صحيح مسلم - صلاة الاستسقاء (٨٩٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٨٧)

شرح الحدیث: ظاہر کفین سے آپ ﷺ دعاء استسقاء میں فرماتے تھے کما تقدم فی محلہ، اور بعض محدثین نے فرمایا کہ ظاہر کفین سے آپ ﷺ دعاء استسقاء میں بھی نہیں کرتے تھے، بلکہ صورت حال یہ ہے کہ آپ ﷺ استسقاء میں مبالغہ فی الرفع کرتے تھے، اور ہاتھوں کا اونچا کرتے کرتے سر تک لے جاتے تھے جس کی وجہ سے ہاتھوں کی ہتھیلیاں نیچے کی طرف ہو جاتی تھیں اور ان کی پشت اوپر کی طرف۔

١٤٨٨ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ مَيْمُونٍ، صَاحِبَ الْأَنْمَاطِ، حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَيِيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ، أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا».

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تمہارا رب بہت ہی زیادہ حیاء فرمانے والا اور انتہائی کریم (بغیر سوال کے عطاء فرمانے والے کو کریم کہتے ہیں) ہے اللہ پاک اپنے بندے سے شرماتے ہیں کہ وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو خالی لوٹا دے، جب اسکا بندہ اسکے سامنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہو۔

تخریج: جامع الترمذي- الدعوات (٣٥٥٦) سنن أبي داود- الصلاة (١٤٨٨) سنن ابن ماجه- الدعاء (٣٨٦٥) مسند أحمد- باقي مسند الأنصار (٤٣٨/٥)

شرح الحدیث: قوله: إِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَيِيٌّ كَرِيمٌ: حَيِيٌّ بروزن علی اس میں دو یا ہیں اول مکسور ثانی مشدد، یہ حیاء سے ماخوذ ہے (حیوہ سے نہیں) لیکن حیاء تو مقولہ انفعال سے ہے اس لئے اس سے اس کے لازمی معنی مراد ہیں یعنی احسان وانعام، وهذا التوجيه مشهور في مثل هذه الاوصاف التي اطلق على الله تعالى مثل الرحمة والغضب۔

قوله: أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا: صفر بمعنی خالی، يقال بيت صفر اى خالٍ عن المتاع ورجل صفر اليدين اى خالٍ من الخير

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے کریم اور شرمیلے ہیں جب کوئی بندہ ان کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس بات سے شرماتے ہیں کہ ان کو خالی واپس کریں، سبحان اللہ کس قدر امید افزاء حدیث ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

١٤٨٩ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «الْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ، أَوْ نَحْوَهُمَا، وَالِاسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِيرَ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ، وَالِابْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيعًا».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دعا مانگنے کا ادب یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کندھوں کے برابر یا انکے قریب تک اٹھاؤ اور استغفار کرنے کا ادب یہ ہے کہ تم ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کرو اور دعا میں عاجزی اور گڑ گڑانے کا ادب یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دو۔

شرح الحدیث: اس حدیث میں تین قسم کی دعاؤں کے تین طریقے ذکر کئے گئے ہیں: ① عام حالات میں جو دعاء خیر کی جاتی ہے اس کا طریقہ تو یہ ہے کہ رفع یدین کرے حذاء المنكبين یعنی اس میں زیادہ مبالغہ نہ کرے، ② وہ دعاء جو معاصی اور اپنے گناہوں سے استغفار کیلئے ہو اسکے بارے میں یہ ہے کہ دعاء کے وقت ایک انگلی سے اشارہ کرے یا توسباً للنفس الامارة والشيطٰن جیسے گالی دینے کے وقت غصہ میں انگلی چلاتے ہیں یعنی نفس امارہ کی ڈانٹ کی طرف اشارہ، یا اشارة الى التوحيد یعنی خدا وحدہ لا شریک کی طرف اشارہ اے اللہ ہماری دعاء سن لے، ③ کوئی ناگہانی آفت اور مصیبت آگئی اسکے دفعیہ کیلئے گڑ گڑا کر دعاء کرنا اس میں رفع یدین مبالغہ کے ساتھ کرے (مبالغہ لفظ مد سے سمجھ میں آتا ہے اس سے پہلے رفع کا لفظ تھا) اور کہے یا اللہ یا اللہ۔

١٤٩٠ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: وَالِابْتِهَالُ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُورَهُمَا مِمَّا يَلِي وَجْهَهُ.

ترجمہ: عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا کہ دعاء میں عاجزی کرنے کا طریقہ یہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی پشت کو اپنے چہرے کے سامنے کر کے دکھلایا۔

شرح الحديث: قوله: بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: وَالِابْتِهَالُ هَكَذَا: ابن عباسؓ کی پہلی حدیث قولی تھی اور یہ فعلی ہے انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دکھائے۔

قوله: وَجَعَلَ ظُهُورَهُمَا مِمَّا يَلِي وَجْهَهُ: ظہور کفین کو اوپر اور بطون کفین کو نیچے کی طرف کیا، جیسا کہ پہلے گزر چکا، بعض علماء کی رائے ہے کہ دعاء خیر میں ہتھیلیاں چہرے کی طرف ہونی چاہئیں اور دعاء دفع شر میں اس کا برعکس، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مقصود یہ نہ ہو بلکہ مبالغہ فی الرفع مراد ہو جس کی صورت ابھی اوپر مذکور ہوئی۔

۱۴۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَخِيهِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان اسی طرح مروی ہے۔

۱۴۹۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ حَفْصِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ».

ترجمہ: سائب بن یزید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دعاء فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند فرماتے اور دعاء کے ختم پر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٤٩٢) مسند أحمد - مسند الشاميين (٢٢١/٤)

۱۴۹۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. فَقَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ اللهَ بِالِاسْمِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى، وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ».

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد بریدہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ان الفاظ سے دعا مانگتے ہوئے سنا: اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں میں..... گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ اکیلے بے نیاز ہیں نہ آپکی کوئی اولاد نہ آپ کسی کے بیٹے اور نہ ہی آپکا کوئی ہمسر ہے...... تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اللہ پاک کے اس نام کے ذریعے سوال کیا ہے جب اس نام کے ذریعے سوال کیا جائے تو اللہ پاک عطاء فرماتے ہیں اور جب اس نام کے ذریعے دعاء مانگی جائے تو اللہ پاک دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔

۱۴۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ فِيهِ: «لَقَدْ سَأَلْتَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ».

ترجمہ: مالک بن مغول سے یہی حدیث مروی ہے اس میں زید بن حباب راوی نے یہ اضافہ کیا کہ تم نے اللہ پاک کے اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے۔

تخریج: جامع الترمذي – الدعوات (٣٤٧٥) سنن أبي داود – الصلاة (١٤٩٣)

١٤٩٥ – حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَلَبِيُّ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ حَفْصٍ يَعْنِي ابْنَ أَخِي أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم جَالِسًا وَرَجُلٌ يُصَلِّي، ثُمَّ دَعَا: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ دَعَا اللهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ، الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى».

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اور ایک شخص نے نماز پڑھ کر ان الفاظ سے دعا مانگی: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں، بیشک آپکی تعریف ہے آپکے سوا کوئی معبود نہیں آپ ہی منعم اور محسن ہیں اے بزرگی اور اکرام والے، اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور آسمان وزمین اور تمام کارخانہ عالم کو تھامنے والے، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم نے اللہ پاک کے اس عظیم نام کے ذریعے سوال کیا ہے کہ جسکے ذریعے جب دعا مانگی جائے تو وہ دعاء قبول ہوتی ہے اور جو کچھ سوال کیا جائے وہ سب عطاء ہوتا ہے۔

تخریج: جامع الترمذي – الدعوات (٣٥٤٤) سنن النسائي – السهو (١٣٠٠) سنن أبي داود – الصلاة (١٤٩٥) سنن ابن ماجه – الدعاء (٣٨٥٨) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (١٢٠/٣) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (١٥٨/٣) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢٤٥/٣) مسند أحمد – باقي مسند المكثرين (٢٦٥/٣).

شرح الحدیث: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ دَعَا اللهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ: اور اس سے اگلی حدیث میں آرہا ہے اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ { وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ [1] }، وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ: { الم ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ [2] }۔

اسم اعظم کی بحث: بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسماء الٰہیہ میں ایک اسم اعظم ہے جس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ جو بھی دعاء کی جائے گی وہ قبول ہوگی، لیکن اس کی تعیین کسی حدیث میں نہیں آئی بلکہ اس طرح آتا ہے کہ اس آیت میں ہے اور فلاں آیت میں ہے، اسی لئے اسکی تعیین میں علماء کا بھی اختلاف ہوگیا، چند قول ہیں، بعض ان میں سے یہ ہیں: ① الْحَيُّ الْقَيُّومُ، ② لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، ③ رب، ④ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ [3]، ⑤ اللهُ، حضرت

---

[1] اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں اس کے سوا بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا (سورۃ البقرۃ ١٦٣)

[2] الم اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا (سورۃ آل عمران ١ – ٢)

[3] کسی کی بندگی نہیں اس کے سواپروردگار تخت بڑے کا (سورۃ النمل ٢٦)

جنید بغدادیؒ سے منقول ہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے لیکن اس کی ایک شرط ہے وہ یہ کہ ان تقول اللہ ولیس فی قلبك سواہ یعنی جس وقت اللہ کہہ کر اس کو پکارے تو اس وقت دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی چیز نہ ہو۔

اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ حدیث میں جو اسم اعظم کا لفظ آیا ہے تو یہاں پر افعل کا صیغہ تفضیل کیلئے نہیں ہے بلکہ عظیم کے معنی میں ہے، اور تمام ہی اسماء الٰہیہ عظیم ہیں، بعض کو بعض پر کوئی فوقیت اور فضیلت نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ اعظم کے علاوہ جو اسماء ہیں ان میں کچھ نقص ہو (عیاذاً باللہ تعالیٰ)، جیسا کہ اسم تفضیل کا مقتضیٰ ہے، بہر حال یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور یہ اختلاف اسی قسم کا ہے جو تفضیل بعض القرآن علی بعض میں گزر چکا لیکن صحیح جمہور ہی کی رائے ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے، صاحب منہل لکھتے ہیں اسماء الٰہیہ میں بعض کو جو بعض پر فضیلت ہے اسکی علت ہمیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ ہی اسکو زائد جانتے ہیں [1]۔

١٤٩٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ { وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ }، وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ: { الٓمٓ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ }".

ترجمہ: اسماء بنت یزیدؓ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ پاک کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہیں {وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ} سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ کی ابتدائی آیات { الٓمٓ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ }۔

تخریج: جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٧٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٩٦) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٥٥) مسند أحمد - من مسند القبائل (٦/٤٦١)

١٤٩٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُرِقَتْ مِلْحَفَةٌ لَهَا، فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى مَنْ سَرَقَهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «لَا تُسَبِّخِي عَنْهُ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "لَا تُسَبِّخِي: أَيْ لَا تُخَفِّفِي".

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ میری ایک چادر چوری ہوگئی تو میں چور کو بد دعاء دینے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم چور کو بد دعاء دیکر اسکی سزاء کو کم مت کرو۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ لَا تُسَبِّخِي کا معنی ہے عذاب کو ہلکا کرنا۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (١٤٩٧) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/٤٥) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٦/١٣٦)

شرح الحدیث: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُرِقَتْ مِلْحَفَةٌ لَهَا، فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى مَنْ سَرَقَهَا: ایک مرتبہ

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٥٨

حضرت عائشہؓ کی چادر چوری ہوگئی، وہ سارق کو بد دعاء دینے لگیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا لَا تُسَبِّخِي عَنْهُ چور سے عذاب آخرت کو ہلکا مت کر، یعنی یہ تمہارا اس کو برا بھلا کہنا انتقام کے قبیل سے ہے، اور جب تم اس کا انتقام یہاں لے لو گی تو ظاہر ہے کہ آخرت کے عذاب میں تخفیف ہوگی (لہٰذا اگر تم اسکو زیادہ سزا دینا چاہتی ہو تو اسکی شکل یہ ہے کہ خاموش رہو)۔

اس پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ یہ بات بظاہر آپ ﷺ کی شفقت علی الامت کے خلاف ہے، کہ آپ ﷺ ایسا مشورہ دیں جس میں ایک امتی کو آخرت میں زیادہ عذاب پہونچے، اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں آپ ﷺ نے حکمت عملی اور حسن تدبیر سے کام لیا، سر دست تو آپ ﷺ نے ان سے یہ بات فرمائی تا کہ بات ان کی جلدی سے سمجھ میں آجائے، اور وہ اسکو قبول کر لیں، اور پھر بعد میں جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو مشورہ دیں گے کہ معاف کر دو، فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ [1]، وجہ اس کی یہ ہے کہ جب انسان جوش میں ہوتا ہے تو اس وقت اس کے منشاء کے خلاف نصیحت کارگر نہیں ہوتی، اس لئے آپ ﷺ نے یہ طریقہ اختیار فرمایا، افادہ شیخنا مولانا محمد زکریا قدس سرہ، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے (کما ذکرہ فی البذل) کہ آپ ﷺ کا مقصد لَا تُسَبِّخِي عَنْهُ سے اس طرف توجہ دلانا ہے کہ یہ جو تم بد دعاء دے رہی ہو یہ انتقام کے قبیل سے ہے انتقام اگر اپنے حق سے کم لیا تب تو سارق سے عذاب میں صرف تخفیف ہوگی اور اگر انتقام پورا لیا تو معاملہ برابر سرابر رہے گا اور کہیں انتقام زائد ہو گیا تو خود آخرت کی گرفت اور مطالبہ میں آجاؤ گی [2]۔

۱۴۹۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ، فَأَذِنَ لِي، وَقَالَ: «لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ»، فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا. قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِيتُ عَاصِمًا بَعْدُ بِالْمَدِينَةِ، فَحَدَّثَنِيهِ، وَقَالَ: «أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ».

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرے کے سفر کی اجازت طلب کی تو حضور ﷺ نے مجھے اجازت مرحمت فرمادی اور مجھ سے فرمایا: اے بھیا! مجھے اپنی دعا میں مت بھولنا تو یہ لفظ یا اخیا ایک ایسا کلمہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے پسند نہیں ہے کہ اس کلمہ کے بدلے ساری دنیا مل جاتی۔ شعبہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد مدینہ منورہ میں میری عاصم استاد سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے حدیث کے یہ الفاظ نقل کئے أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ۔

تخریج: جامع الترمذي - الدعوات (٣٥٦٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٩٨) سنن ابن ماجه - المناسك (٢٨٩٤)

شرح الحدیث: ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ وہ عمرہ ہے جس کی انہوں نے نذر مانی تھی زمانہ جاہلیت [3] میں (منہل [4]) احقر کہتا

---

[1] صحيح البخاري / كتاب المظالم / باب عفو المظلوم تعليقا

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٣٤٨

[3] وفيه ان نذر الجاهلية متعلق بالاعتكاف كما هو مصرح في الروايات لا بالعمرة. والله أعلم ١٢۔

[4] المنهل العذب المورود: شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٦٢

ہے اس عمرہ کیلئے یہ ضروری نہیں کہ انہوں نے اس کو قصداً و مستقلاً مدینہ منورہ سے کیا ہو، تاکہ یہ سوال ہو کہ کتب تاریخ و سیر میں اس عمرہ کا ذکر کہاں ہے؟ بلکہ ہو سکتا ہے کہ دوران سفر کسی منزل پر ٹھہرے ہوئے ہوں اور وہاں سے مکہ مکرمہ آکر یہ عمرہ کیا ہو، جیسے حضور ﷺ نے جعرانہ سے کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قوله: فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا: آپ ﷺ نے مجھ سے ایسی بات فرمائی کہ وہ میرے نزدیک اتنی قیمتی ہے کہ اگر اسکے بدلہ میں مجھے ساری دنیا بھی ملے تو یہ مجھے پسند نہیں، وہ بات یا تو یہی جملہ ہے جو یہاں حدیث میں مذکور ہے، یا خاص طور سے لفظ اخی جس میں یاء متکلم کی طرف اضافت ہے اور یا ممکن ہے (جیسا کہ صاحب منہل نے لکھا ہے) کہ اسکے علاوہ کوئی اور بات بھی آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمائی ہو جس کو عمرؓ نے مصلحتاً ذکر نہیں فرمایا، تفاخر وغیرہ آفات نفس سے بچنے کیلئے [1]، واللہ اعلم

١٤٩٩ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: مَرَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَدْعُو بِأُصْبُعَيَّ، فَقَالَ: «أَحِّدْ أَحِّدْ»، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اپنی دو انگلیوں کے اشارے سے دعا مانگ رہا تھا تو حضور ﷺ نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا ایک انگلی سے اشارہ کرو..... ایک انگلی سے اشارہ کرو۔

تخریج: سنن النسائي - السهو (١٢٧٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٤٩٩)

شرح الحديث: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: مَرَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَدْعُو بِأُصْبُعَيَّ: اس سے بظاہر اشارہ بالسبحہ مراد ہے تشہد میں، حدیثوں میں تشہد کو بھی دعاء سے تعبیر کیا گیا ہے اور اصبعین سے مراد دونوں ہاتھوں کی مسبحہ ہیں لا اصبعین من ید واحدۃ (کذا فی تقریر الگنگوھی [2]) أَحِّدْ أَحِّدْ دراصل وَحِّدْ تھا واؤ کو ہمزہ سے بدلا گیا ہے، یہ صحابی چونکہ تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کر رہے تھے اسلئے آپ ﷺ نے فرمایا ایک انگلی سے اشارہ کرو، فإن الذي تدعُوه واحدٌ کیونکہ وحدانیت ہی کی طرف تو اشارہ ہے اس کے مناسب ایک ہی انگلی ہے۔

تنبیہ: یہ باب اور اس پر کلام بحمد اللہ ختم ہو گیا، ایک بات ذہن میں آئی خیال ہوا اس کو لکھ دیا جائے ممکن ہے پڑھنے والوں کو فائدہ ہو، وہ یہ کہ جو دعاء بے پرواہی اور غفلت کے ساتھ کی جاتی ہے وہ اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتی، حدیث شریف میں ہے أَنَّ اللهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ، رواه الترمذي من حديث أبي هريرة مرفوعاً [3]، لہذا اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، بخلاف نماز کے کہ وہ غفلت کے ساتھ بھی قبول ہو جاتی ہے، یا ہو سکتی ہے، جس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ کہ نماز کی ہیئت کذائیہ

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٦٢

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٣٥٠

[3] جامع الترمذي - كتاب الدعوات - باب: بلا ترجمة ٣٤٧٩

ہی عبادت ہے، ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہونا، بار بار جھکنا، اشرف الاعضاء پیشانی کو زمین پر رکھنا وغیرہ وغیرہ، دوسری بات یہ ہے کہ دعاء میں جس حاجت کا سوال کیا جاتا ہے وہ تو پیش ہوتی ہی ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہونا چاہئے کہ دعاء کو عبادت سمجھ کر کیا جائے، امتثال امر کی بھی نیت ہو، احتیاج اور افتقار الی اللہ کی صفت موجود ہو، جو دعاء اس طور پر ہوگی اس میں مداومت پائی جائے گی اور حصول غرض کے بعد بھی منقطع نہ ہوگی، جیسا کہ بندگی کا تقاضہ ہے) دراصل صوفیاء کرام کا منشأ بھی یہی ہے وہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ دعاء اگر ہو تو ان کیفیت کے ساتھ ہو محض حظوظ نفس کا حصول اس سے مقصود نہ ہو اور یہی وہ دعاء ہے جس کو مخ العبادۃ فرمایا گیا ہے، واللہ الموفق لما یحب ویرضی۔

۳۶۰۔ بَابُ التَّسْبِيحِ بِالْحَصَى

کنکریوں پر تسبیح پڑھنے کا بیان

اور امام نسائیؒ نے ترجمہ قائم کیا ہے بَابُ عَقْدِ التَّسْبِيحِ اور اس میں انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی حدیث ذکر کی ہے رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ [1]، اور ایک دوسرے طریق میں اس طرح ہے يَعْقِدُهُنَّ بِيَدِهِ [2]، اور ہمارے یہاں اسی باب میں آرہا ہے يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَمِينِهِ، نیز یسیرہ بنت یاسر کی حدیث مرفوع میں آرہا ہے وَأَنْ يَعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ، مُسْتَنْطَقَاتٌ [3]، عقد کا ترجمہ تو گرہ لگانا ہے لیکن یہاں مراد اس سے عدّ بمعنی شمار کرنا ہے اس لئے کہ بسا اوقات شمار کرتے وقت بھی دھاگہ وغیرہ میں گرہ لگا لیتے ہیں، ان روایات سے معلوم ہو رہا ہے کہ انامل پر شمار کرنا اولی ہے بنسبت سبحہ اور کنکریوں پر شمار کرنے کے تاکہ بروز قیامت وہ گواہی دیں اور نیز تاکہ ذکر کی برکت ان کو حاصل ہو، آپ ﷺ کے قول وفعل سے تو عدّ بالانامل ہی ثابت ہے اور کنکریوں اور گٹھلیوں پر شمار کرنا، یہ آپ ﷺ کی تقریر سے ثابت ہے کما فی حدیث الباب وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى - أَوْ حَصًى -، اسی طرح آگے کتاب میں کتاب النکاح کے اخیر میں ابو ہریرہؓ کے بارے میں راوی کہتا ہے وَهُوَ عَلَى سَرِيرٍ لَهُ، وَمَعَهُ كِيسٌ فِيهِ حَصًى أَوْ نَوًى...... وَهُوَ يُسَبِّحُ بِهَا [4]۔

نیز ان احادیث سے اذکار وتسبیحات کا کنکریوں وغیرہ پر شمار کرنے کا جواز ثابت ہو رہا ہے، اور اسی پر علماء نے سبحہ مروجہ (تسبیح) کو قیاس کیا ہے اس لئے کہ ان دونوں میں فرق منظوم اور غیر منظوم کا ہے، منظوم میں اور بھی زیادہ سہولت ہے بلکہ بعض روایات

---

[1] سنن النسائي - كتاب السهو - باب عقد التسبيح ١٣٥٥

[2] سنن النسائي - كتاب السهو - باب عدد التسبيح بعد التسليم ١٣٤٨

[3] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب التسبيح بالحصى ١٥٠١

[4] سنن أبي داود - كتاب النكاح - باب ما يكره من ذكر الرجل ما يكون من إصابته أهله ٢١٧٤

میں اس تسبیح کی ترغیب آئی ہے چنانچہ مسند الفردوس (للدیلمی) میں سیدنا علیؓ سے مرفوعاً مروی ہے نعمَ المُذَكِّرُ السُّبحة [1]، اور علامہ سیوطیؒ نے تو اسکے بارے میں ایک مستقل جزء تالیف کیا المنحة في السبحة، اور اس میں انہوں نے اس کے ثبوت میں بہت سے آثار روایت کئے ہیں، بذل میں لکھا ہے سبحہ کو صوفیاء سوط الشیطان کہتے ہیں، اور حضرت جنید بغدادیؒ کے ہاتھ میں اخیر تک تسبیح رہی جس پر پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس شئ کی بدولت ہم یہاں تک پہونچے ہیں اسکو کیونکر ترک کرسکتے ہیں [2]، البتہ صاحب منہل نے صاحب مدخل سے تسبیح کے بارے میں ایک اور ہدایت وتنبیہ نقل کی ہے جو اپنی جگہ درست ہے وہ یہ کہ سبحہ کو قاعدہ میں استعمال کیا جائے اس کو قلادہ کی طرح لٹکانا یا کنگن کی طرح ہاتھ پر لپیٹنا اور گفتگو وباتیں کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو گھماتے رہنا گویا تسبیح بھی پڑھ رہے ہیں اور باتیں بھی ہورہی ہیں یا معتاد طریقہ سے ہٹ کر بہت بڑی بڑی تسبیح بنوانا وغیرہ امور اور طریقے سب غلط اور بدعت ہیں، اور شہرت طلبی کی چیزیں ہیں [3]، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

۱۵۰۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ خُزَيْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى - أَوْ حَصًى - تُسَبِّحُ بِهِ، فَقَالَ: «أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا - أَوْ أَفْضَلُ -» ، فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللهُ أَكْبَرُ مِثْلُ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مِثْلُ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ مِثْلُ ذَلِكَ».

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی صاحبزادی اپنے والد سے نقل کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے گھر میں داخل ہوئے اور عورت کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں تھیں یا چھوٹے چھوٹے کنکر تھے جن سے یہ خاتون تسبیح پڑھ رہی تھیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تم کو تسبیح پڑھنے کا ایسا طریقہ سکھلاتا ہوں جو اس طریقہ سے آسان ہے یا فرمایا اس سے افضل ہے اور پھر ارشاد فرمایا (یوں کہو) اللہ پاکؑ کی پاکی بیان کرتا ہوں اتنی تعداد کہ جتنی تعداد میں آسمان کی مخلوق ہے اور میں اللہ پاک کی پاکی بیان کرتا ہوں اتنی تعداد میں کہ جتنی تعداد میں زمین کی مخلوق ہے اور جتنی مخلوق آسمان اور زمین کے درمیان ہے انکی تعداد کے بقدر میں اللہ پاک کی پاکی بیان کرتا ہوں اور جتنی مخلوق اللہ پاک پیدا فرمائیں گے ان کی تعداد کے بقدر میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور ان تمام مخلوقات کی تعداد کے بقدر میں اللہ پاک کی بڑائی بیان کرتا ہوں اور ان تمام مخلوقات کی تعداد کے بقدر میں اللہ پاک کی تعریف بیان کرتا ہوں اور ان تمام مخلوقات کی تعداد کے بقدر میں کہتا ہوں

---

[1] الفردوس بمأثور الخطاب رقم الحديث ٦٧٦٥ ج٤ ص ٢٥٩

[2] بذل المجهود في حل أبي داود - ج٧ ص ٣٥١-٣٥٢

[3] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج٨ ص ١٦٤

اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان تمام مخلوقات کی تعداد کے بقدر میں کہتا ہوں کہ نیکی کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت اللہ پاک کے سوا ممکن نہیں۔

تخریج جامع الترمذي - الدعوات (٣٥٦٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٠٠)

شرح الحدیث قوله: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى - أَوْ حَصًى - تُسَبِّحُ بِهِ: ممکن ہے اس سے مراد حضرت جویریہؓ ہوں جن کا قصہ آگے بھی آرہا ہے یا کوئی اور ہوں اگر وہ آپ ﷺ کی محرم تھیں تب تو کوئی اشکال نہیں، اور اگر اجنبیہ تھیں تو ہو سکتا ہے یہ واقعہ قبل الحجاب کا ہو یا یہ کہئے کہ دخول فی البیت رویت کو مستلزم نہیں (بذل [1])۔

١٥٠١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ، عَنْ يُسَيْرَةَ، أَخْبَرَتْهَا، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُنَّ أَنْ يُرَاعِينَ بِالتَّكْبِيرِ، وَالتَّقْدِيسِ، وَالتَّهْلِيلِ، وَأَنْ يَعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ، مُسْتَنْطَقَاتٌ».

ترجمہ یسیرہؓ صحابی نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے خواتین کو حکم ارشاد فرمایا کہ اللہ اکبر اور سبحان اللہ اور لا إله إلا الله پڑھتے ہوئے ان کی گنتی اور شمار رکھیں اور اپنی انگلیوں کے پوروں کی گرہوں پہ تسبیحات پڑھا کریں کیونکہ دربار الٰہی میں ان پوروں سے پوچھ ہو گی اور ان کو گویائی عطاء کی جائے گی۔

تخریج جامع الترمذي - الدعوات (٣٥٨٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٠١)

١٥٠٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، فِي آخَرِينَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَثَّامٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ». قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: بِيَمِينِهِ.

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے تسبیح پڑھتے ہوئے پوروں پر گرہ لگاتے ہوئے دیکھا۔ ابن قدامہ استاد نے یوں فرمایا کہ اپنے سیدھے ہاتھ کے پوروں پر گرہ لگا رہے تھے۔

تخریج جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٨٦) سنن النسائي - السهو (١٣٥٥) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٠٢)

١٥٠٣ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِ جُوَيْرِيَةَ. وَكَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَحَوَّلَ اسْمَهَا، فَخَرَجَ وَهِيَ فِي مُصَلَّاهَا وَرَجَعَ وَهِيَ فِي مُصَلَّاهَا. فَقَالَ: «لَمْ تَزَالِي فِي مُصَلَّاكِ هَذَا؟». قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: «قَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ لَوَزَنَتْهُنَّ، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٣٥١

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت جویریہؓ کے گھر سے (صبح) باہر تشریف لائے...... انکانام برہ تھا رسول اللہ ﷺ نے انکا جویریہ رکھ دیا...... پس جس وقت نبی اکرم ﷺ ان کے گھر سے باہر تشریف لائے تھے اسوقت یہ اپنے مصلی پر تھیں جب آپ ﷺ (چاشت کے وقت) واپس لوٹے تب بھی یہ خاتون اپنے مصلے پر (تسبیح پڑھ رہی) تھیں تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم اسوقت سے مسلسل اپنے مصلے پر بیٹھی ہو؟ تو جویریہؓ نے عرض کیا جی ہاں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے یہاں سے جانے کے بعد چار کلمات تین دفعہ پڑھے ہیں اگر ان کلمات کا تمہاری لمبی تسبیح سے مقابلہ کیا جائے تو میرے ان کلمات کے ثواب کا وزن تمہاری تسبیحات کے مقابلہ میں بھاری ہو گا وہ کلمات ہیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ.

تخریج: صحيح مسلم -الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٧٢٦) سنن أبي داود -الصلاة (١٥٠٣) مسند أحمد -من مسند بني هاشم (٢٥٨/١)

١٥٠٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: يَا رَسُولَ اللهِ، ذَهَبَ أَصْحَابُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فُضُولُ أَمْوَالٍ يَتَصَدَّقُونَ بِهَا، وَلَيْسَ لَنَا مَالٌ نَتَصَدَّقُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ، أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تُدْرِكُ بِهِنَّ مَنْ سَبَقَكَ، وَلَا يَلْحَقُكَ مَنْ خَلْفَكَ إِلَّا مَنْ أَخَذَ بِمِثْلِ عَمَلِكَ؟» قَالَ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «تُكَبِّرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ، ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَخْتِمُهَا بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! زیادہ پیسے اور مالدار لوگ خوب ثواب لے گئے جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں اسی طرح وہ بھی نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح یہ لوگ بھی روزے رکھتے ہیں لیکن انکے پاس مال زیادہ ہے اور اموال صدقہ کرتے ہیں ہمارے پاس مال نہیں کہ ہم صدقہ کریں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذرؓ! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھلاؤں جن کو پڑھنے کی وجہ سے تم اپنے سے سبقت کرنے والوں کو پالو اور تم سے پیچھے رہنے والے تم کو نہ پاسکیں، لیکن جو شخص تمہارے عمل کے بقدر عمل کرے گا اس کا درجہ تمہارے درجے کے برابر ہو گا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ضرور بتائیے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر فرض نماز کے بعد تم ۳۳ دفعہ اللہ اکبر کہو اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ کہو اور ۳۳ دفعہ سبحان اللہ کہو اور ان کلمات کے آخر میں چوتھا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ایک دفعہ پڑھ لو تو ان کلمات کے پڑھنے والے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

سنن أبي داود - الصلاة (١٥٠٤) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٢٧) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٨٨)

شرح الحديث قَالَ أَبُو ذَرٍّ: يَا رَسُولَ اللهِ، ذَهَبَ أَصْحَابُ الدُّثُورِ بِالْأُجُورِ: دُثُور، دثر کی جمع ہے بمعنی مال کثیر اور أجور، اجر کی جمع ہے۔

مضمون حدیث تو واضح ہے، صحابہ کرامؓ کے پیش نظر چونکہ ہر وقت دار آخرت رہتی تھی اسی کی فکر میں رہتے تھے اور آپس میں امور آخرت میں ہی تنافس کرتے تھے، یعنی اعمال صالحہ میں ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتا تھا، وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ [1]، آپ ﷺ نے فرمایا میں تم کو ایسے کلمات بتاتا ہوں تُدْرِكُ بِهِنَّ مَنْ سَبَقَكَ کہ ان کے ذریعہ سے تم ان لوگوں کے مرتبہ تک پہونچ جاؤ گے جو تم سے آگے ہیں یعنی مرتبہ میں، وَلَا يَلْحَقُكَ مَنْ خَلْفَكَ اور جو لوگ مرتبہ میں تم سے پیچھے ہیں وہ تم تک نہیں پہونچ سکیں گے، إِلَّا مَنْ أَخَذَ بِمِثْلِ عَمَلِكَ؟ یعنی الا یہ کہ وہ بھی تمہاری طرح عمل کرنے لگیں، یعنی ان کلمات کو پڑھنے لگیں۔ آگے وہ کلمات حدیث میں مذکور ہیں، ہر فرض نماز کے بعد ان کلمات کو اہتمام سے پڑھنا چاہئے سرسری طور سے نہیں بلکہ معنی کی طرف دھیان رکھتے ہوئے، اس کا اختیار ہے کہ سنتوں سے فارغ ہو کر پڑھیں یا فرضوں اور سنتوں کے درمیان، آپ ﷺ نے ان کلمات کی ترغیب بہت سی احادیث میں عمومی طور پر بھی فرمائی ہے، اور خصوصی طور پر اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ نساء الجنۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی، جیسا کہ صحاح کی روایات میں مشہور ہے، مشہور نام ان کلمات کا تسبیحاتِ فاطمہ ہے، اور بعض حدیثوں میں ان کو معقبات سے تعبیر کیا گیا ہے مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ [2]، یہ تسمیہ یا تو اس لئے ہے کہ ان کو نمازوں کے عقب یعنی بعد میں پڑھا جاتا ہے، اور یا اس لئے کہ یہ کلمات آپس میں ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں، یعنی پڑھنے میں، میں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ کم از کم اور کچھ نہ ہو سکے تو ہر فرض نماز کے بعد ان کو ضرور پڑھا کریں اور اسی طرح رات کو چارپائی پر لیٹنے کے بعد سونے سے قبل، اس وقت میں اگر کوئی تکان دور کرنے کی نیت سے پڑھے تو اس کا بھی فائدہ ہوتا ہے، بہت سوں کا تجربہ ہے، حدیث میں آتا ہے کہ ان کا ثواب بہت ہے اور وقت ان میں بہت کم خرچ ہوتا ہے واللہ الموفق۔

٣٦١. بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ

نماز کے سلام پھیرنے کے بعد کونسی دعا مانگے؟

بعینہ یہی ترجمہ ہے ترمذی شریف کا، اور امام بخاریؒ نے کتاب الصلوۃ میں ترجمہ قائم کیا ہے بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ، اور کتاب الدعوات میں بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، صاحب مشکوۃ نے کہا بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ۔

فرض نماز کے بعد دعاء سے متعلق ابحاث اربعہ مفیدہ علمیہ: یہاں پر چند بحثیں ہیں: ① فرض نماز

---

[1] اور یہی وہ چیز ہے جس پر للچانے والوں کو بڑھ چڑھ کر للچانا چاہیے۔ (سورۃ المطففین ٢٦)

[2] صحیح مسلم - کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ - باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ ٥٩٦

کے بعد دعاء مشروع ہے یا نہیں ؟، ② فرض نماز کے بعد ذکر (اوراد و تسبیحات) مشروع ہیں یا نہیں ؟ اگر یہ چیزیں مشروع ہیں تو پھر فوراً بعد السلام یا رواتب کے بعد، ③ فرض نماز کے بعد جو دعائیں منقول ہیں وہ کیا ہیں ؟، ④ فرض نماز کے بعد رفع یدین کے ساتھ امام اور ماموین کا ایک ساتھ دعاء کرنا ثابت ہے یا نہیں ؟ یہ کل چار بحثیں ہیں جو اس مقام کی شروح حدیث دیکھنے سے سمجھ میں آئی ہیں یہ تجزیہ اس مقام کے سمجھنے میں معین ہوگا۔

بحث اول: مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ التعلیق الصبیح [1] میں تحریر فرماتے ہیں دعاء بعد الصلوۃ کا امر تو قرآن کریم میں موجود ہے فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ [2] (علی تفسیر ابن عباس)، اس کے انکار کی تو گنجائش ہی نہیں ہے، اسی طرح ذکر بعد الصلوۃ بھی مامور بہ من اللہ تعالیٰ ہے فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ [3] فتح الباری میں ہے: وسئل الأوزاعي هل الذكر بعد الصلاة أفضل أم تلاوة القرآن فقال ليس شيء يعدل القرآن ولكن كان هدي السلف الذكر اهـ [4]، حافظ ابن حجرؒ ترجمۃ البخاری بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ کے تحت لکھتے ہیں اس ترجمۃ الباب سے مصنف رد فرما رہے ہیں ان لوگوں کا جو یہ کہتے ہیں کہ فرض نماز کے بعد دعاء مشروع نہیں لحدیث مسلم عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا قَدْرَ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ [5] (ظاہر ہے کہ ان کلمات کے کہنے میں ایک منٹ بھی نہیں صرف ہوتا تو جب آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی جگہ ٹھہرتے ہی نہیں تھے تو پھر دعاء کیسے پڑھ سکتے ہیں ؟)، اسکا جواب حافظؒ نے یہ دیا ہے کہ اس حدیث میں راوی کی غرض یہ ہے کہ نماز کے بعد آپ ﷺ مستقبل قبلہ صرف اتنی دیر ٹھہرتے تھے اور دعا مانگنی ہوتی تھی تو رخ بدل کر بیٹھتے تھے (کما ھو مصرح فی الروایات) مطلق جلوس کی نفی مقصود نہیں ہے، حافظ ابن قیمؒ کے بارے میں بھی یہ مشہور ہے کہ وہ بھی بعد المکتوبہ دعاء کے قائل نہیں ہیں اور نہ ان کے شیخ ابن تیمیہؒ اس کے قائل تھے وہ یہ فرماتے ہیں کہ احادیث میں نماز سے متعلق جو دعائیں وارد ہیں ان کا اصل محل بعد التشہد قبل السلام ہے ان احادیث میں دبر سے مراد آخر صلوۃ ہے بعد السلام نہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابن تیمیہؒ سے اس کے بارے میں رجوع کیا تو انہوں نے فرمایا حیوان کا دبر اس کا داخلی جزء ہے نہ کہ خارجی حصہ اسی طرح یہاں بھی یہی مراد ہے، وہ فرماتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ صلوۃ محل رحمت ہے محل مناجات ہے لہٰذا اصل وقت دعاء کا وہی ہے نماز سے باہر آنے کے بعد دعاء کا کیا موقع ہے۔ البتہ یہاں ایک لطیف نکتہ اور ہے وہ یہ کہ نماز کے

---

1. التعلیق الصبیح علی مشکاۃ المصابیح ج ۲ ص ۲
2. پھر جب تو فارغ ہو تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف دل لگا (سورۃ الشرح ۷-۸)
3. پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (سورۃ النساء ۱۰۳)
4. فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ۱۱ ص ۱۳۵
5. صحیح مسلم – کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ – باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ ۵۹۲

بعد اذکارِ ماثورہ جو پڑھے جاتے ہیں ان کے بعد نمازی اگر صلوۃ وسلام بھی پڑھ لے اور پھر دعاء مانگے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس صورت میں یہ دعاء بعد الصلوۃ نہ ہوئی بلکہ بعد الذکر ہوئی یعنی نماز کے علاوہ ایک دوسری عبادت کے بعد ہوئی، حافظ ابن حجرؒ نے علامہ ابن قیمؒ کی اس رائے کو قوت سے رد کیا ہے اور بہت سی حدیثوں سے دعاء بعد السلام کو ثابت کیا ہے[1]۔

بحث ثانی: نماز کے بعد ذکر اور تسبیحات کی مشروعیت پر سب کا اتفاق ہے اس سے کسی کو انکار نہیں، رہی یہ بات کہ اذکار رواتب سے پہلے ہوں یا بعد میں؟ سو اس میں جمہور کے نزدیک اطلاق ہے کچھ تنگی نہیں، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں: وفيها أن الذكر المذكور يلي الصلاة المكتوبة ولا يؤخر إلى أن يصلي الراتبة لما تقدم والله أعلم اهـ[2]، خود ابن قیمؒ کے نزدیک بھی اذکار مشروعہ کو بعد السلام پڑھ سکتے ہیں جیسے آیۃ الکرسی اور معقبات اور معوذات، ابن قیم کا اختلاف اگر ہے تو دعاء میں ہے اسی طرح ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قدس سرہ کی بھی رائے ہے (کما فی معارف السنن) کہ جملہ اذکار واوراد ماثورہ فرض نماز کے بعد قبل السنن پڑھ سکتے ہیں، لیکن شیخ ابن الہمامؒ کی رائے (کما فی فتح القدیر) بڑی قوت سے یہ ہے کہ ان اذکار کو رواتب کے بعد پڑھنا چاہئے مکتوبات اور رواتب کے درمیان فصل نہیں ہونا چاہئے ہم نے اپنے بعض اساتذہ کو دیکھا کہ وہ تسبیح فاطمہ بعد السلام پڑھتے تھے اور بعض کا معمول سنتوں کے بعد پڑھنے کا تھا۔

بحث ثالث: ترمذی شریف میں ابو امامہؓ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کونسی دعاء زیادہ قبولیت رکھتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ یعنی اخیر شب کی دعاء اور فرض نمازوں کے بعد کی دعاء[3]، ذكر الإمام النووي في كتاب الأذكار ص ٦٦، نماز کے بعد کی متعدد دعائیں یہاں کتاب (سنن ابو داود) میں مذکور ہیں ان سب کو حفظ کرنا چاہئے جتنی بھی یاد ہو سکیں بہتر ہے، مصنفؒ نے اس باب میں چھ سات دعائیں ذکر کی ہیں۔

① وراد کاتب مغیرہؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ حضور اقدس ﷺ نماز کے بعد کیا دعاء پڑھتے تھے؟ تو مغیرہؓ نے مجھ سے جواب میں لکھوایا کہ آپ ﷺ یہ دعاء پڑھتے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ[4] (وأخرجه الشيخان أيضاً) بعض روایات میں ہے کہ اس دعاء کو آپ ﷺ نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھتے تھے۔

② عبد اللہ بن الزبیرؓ منبر پر بیٹھ کر فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نماز سے فراغ پر یہ دعاء پڑھتے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ١١ ص ١٣٣

[2] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ١١ ص ١٣٥

[3] جامع الترمذي - كتاب الدعوات - باب: بلا ترجمة ٣٤٩٩

[4] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما يقول الرجل إذا سلم ١٥٠٥

شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ [1] (أخرجه الشيخان ايضاً) اور مسلم کی روایت میں ہے: يقول بصوته الاعلى یعنی یہ دعاء آپ ﷺ ذرا بلند آواز سے پڑھتے تھے، آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی عبادت کو اللہ کیلئے خاص کرتے ہیں اور اس میں غیر کو شریک نہیں کرتے، (نہ شرک اصغر نہ شرک اکبر) اگرچہ کافر لوگ ہمارے اس اخلاص فی العبادت کو کتنا ہی ناپسند کرتے ہوں۔

③ زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں حضور اقدس ﷺ نماز کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّكَ أَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ إِخْوَةٌ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، اجْعَلْنِي مُخْلِصًا لَكَ وَأَهْلِي فِي كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ، اللهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ، اللَّهُمَّ نُورَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: رَبَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، اللهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ، حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، اللهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ [2]. (أخرجه النسائي والدارقطني ايضاً)۔

④ حضرت علیؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ نماز کے سلام کے بعد یہ دعاء پڑھا کرتے تھے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ [3] (أخرجه مسلم ايضاً والبخاري من حديث أبي موسى الأشعري)۔

⑤ ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ یہ دعاء مانگتے تھے رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا إِلَيْكَ، مُخْبِتًا، أَوْ مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي [4] (وأخرجه الترمذي ايضاً)۔

⑥ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور اقدس ﷺ نماز کے سلام کے بعد یہ دعاء پڑھا کرتے تھے اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ [5] ترجمہ: اے اللہ تو ہر عیب نقص سے سالم و محفوظ ہے اور سلامتی من

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما يقول الرجل إذا سلم ١٥٠٦ - ١٥٠٧

[2] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما يقول الرجل إذا سلم ١٥٠٨

[3] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما يقول الرجل إذا سلم ١٥٠٩

[4] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما يقول الرجل إذا سلم ١٥١٠ - ١٥١١

[5] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب ما يقول الرجل إذا سلم ١٥١٢ - ١٥١٣

الآفات الدینویة والاخرویة، آپ ہی کی طرف سے ہے تیری طرف سے خیر اور بھلائی خوب اور کثرت سے ہے اے عظمت واحسان والے، اور مسلم وترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاء آپ ﷺ مستقبل قبلہ پڑھتے تھے، اور اس سے آگے جو حدیث کتاب میں آرہی ہے یعنی حدیث ثوبانؓ اس میں اتنا زائد ہے کہ آپ ﷺ اس دعاء سے پہلے تین بار استغفار پڑھتے تھے، مسلم کی روایت میں ہے کہ اوزاعی سے سوال کیا گیا کیف الاستغفار؟ تو انہوں نے فرمایا أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ۔

⑦ امام ترمذیؒ نے ایک اور دعاء ذکر کی ہے فرماتے ہیں وَيُرْوَىٰ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ[1] (أخرجه ابو يعلى الموصلي عن أبي هريرة قال قلنا لأبي سعيد هل حفظت عن رسول الله شيئاً كان يقول بعد ما سلم)۔

⑧ اور صاحب مشکوٰۃؒ نے بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ میں ایک یہ حدیث بھی ذکر کی ہے عَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]۔

امام نوویؒ نے کتاب الاذکار میں نماز کے بعد کی دعاؤں میں مندرجہ ذیل دعائیں بھی ذکر کی ہیں۔

⑨ کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ - أَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ[3] یعنی وہ کلمات جن کا پڑھنے والا ناکام نہیں رہتا ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔

⑩ عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا اس بات کا کہ ہر نماز کے بعد میں معوذتین پڑھا کروں، اور ایک روایت میں بِالْمُعَوِّذَاتِ[4] (جمع کے صیغہ کے ساتھ) لہذا مناسب ہے کہ ان دو سورتوں کے ساتھ قل ھو اللہ احد بھی شامل کرلے قاله النووي۔

⑪ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ اور پھر یہ فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اس دعاء کو نماز کے بعد کبھی نہ چھوڑنا اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَىٰ ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ

---

[1] جامع الترمذي - كتاب الصلاة - باب ما يقول إذا سلم ۲۹۹

[2] مشكاة المصابيح - كتاب الصلاة - باب الذكر بعد الصلاة ۹٦٤

[3] صحيح مسلم - كتاب المساجد ومواضع الصلاة - باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته ٥۹٦

[4] سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب في الاستغفار ۱٥۲۳

عِبَادَتِكَ [1] (یہ اخیر کی دونوں حدیثیں اس کتاب کے آئندہ باب میں آرہی ہیں)۔

⑫ حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نماز پورا ہونے پر داہنا ہاتھ پیشانی پر رکھ کر یہ دعاء پڑھتے تھے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ، اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ [2]۔

⑬ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نماز سے فراغ پر یہ دعاء پڑھتے تھے اللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِي أَخِيرَهُ، وَخَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِمَهُ، وَخَيْرَ أَيَّامِي يَوْمَ أَلْقَاكَ [3]۔

⑭ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نماز کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [4] (ان تینوں حدیثوں کو روایت کیا ابن السنیؒ نے)۔

بحث رابع: خلاصہ اس کا یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد بعد السلام رفع یدین کے ساتھ دعاء کرنا بعض احادیث مرفوعہ سے ثابت ہے جن کی تحقیق اور حوالہ آگے مضمون میں انشاء اللہ آرہا ہے جو ظاہر ہے کہ اس کے استحباب کے لئے کافی ہے، اس پر مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن میں کلام فرمایا ہے اور اس سلسلہ کی روایات کو مع حوالہ کتاب مذکور میں جمع کیا ہے، اور ایسے ہی مولانا عبدالرحمن مبارک پوری (مشہور اہل حدیث) نے بھی تحفة الأحوذي [5] شرح ترمذی میں ان روایات کو مع سند کے ذکر کیا ہے اور ابتداء بحث میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ علماء اہل حدیث کا اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ فرض نماز کے بعد رفع یدین کے ساتھ امام اور مقتدیوں کا ایک ساتھ دعاء کرنا ثابت ہے یا نہیں، ایک جماعت اس کو بدعت کہتی ہے کہ کسی صحیح حدیث میں حضور ﷺ سے اسطرح ثابت نہیں ہے، اور ایک جماعت جواز کی قائل ہے اور ان لوگوں نے پانچ حدیثوں سے استدلال کیا ہے:

① عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ بَعْدَمَا سَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ خَلِّصِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ الخ (ذكره الحافظ ابن كثير في تفسيره نقلاً عن ابن ابي حاتم وابن جرير بسند بهما قلت وفي سنده علي بن زيد بن جدعان وهو متكلم فيه) [6]۔

② عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ [أَبِي] يَحْيَى [الْأَسْلَمِي] قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَرَأَى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ

---

1. سنن أبي داود - كتاب الصلاة - باب في الاستغفار ١٥٢٢
2. عمل اليوم والليلة لابن السني رقم الحديث ١١٢ ص ٨٧
3. عمل اليوم والليلة لابن السني رقم الحديث ١٢١ ص ٩٢
4. عمل اليوم والليلة لابن السني رقم الحديث ٦٩ ص ٦١-٦٢
5. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي - ج ٢ ص ١٩٨
6. تفسير القرآن العظيم (تفسير ابن كثير) - ج ٤ ص ٢٣٠

صَلَاتِهِ [1]. (ذكره السيوطي في رسالة فض الوعاء وقال رجاله ثقات قلت وذكره الحافظ الهيثمي في مجمع الزوائد وقال رواه الطبراني ورجاله ثقات انتهى)۔

(۳) حديث أنس عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَبْسُطُ كَفَّيْهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِلٰهِي وَإِلٰهَ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْحَاقَ، وَيَعْقُوبَ، وَإِلٰهَ جِبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَسْتَجِيبَ دَعْوَتِي، فَإِنِّي مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِي فِي دِينِي فَإِنِّي مُبْتَلًى، وَتَنَالَنِي بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّي مُذْنِبٌ، وَتَنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ فَإِنِّي مُتَمَسْكِنٌ، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَتَيْنِ" (أخرجه الحافظ ابوبكر ابن السني في عمل اليوم والليلة [2]) (قال صاحب التحفة) قلت في سنده عبد العزيز بن عبد الرحمن القرشي قال في الميزان اتهمه أحمد وقال النسائي وغيره ليس بثقة اهـ مختصراً [3]۔

(۴) حديث الْأَسْوَدِ بن عبد الله الْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ انْحَرَفَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا». قال صاحب معارف السنن أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه. والأسود هذا ابن عبد الله بن حاجب بن عامر، من رجال أبي داود، ذكره ابن حبان في الثقات، وقال الذهبي: محله الصدق، كما في التهذيب اهـ [4]۔

(۵) ما أخرجه الطبراني في الكبير عن ابن عباس، وفي الأوسط عن ابن عمر، قال: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ، ثُمَّ انْفَتَلَ، فَأَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا». ذكرها السمهودي في الوفاء (ج۱ ص۳۷) ورجالهما ثقات كما قاله (كذا في معارف السنن) [5]، لیکن اس آخری حدیث میں رفع یدین کی تصریح نہیں ہے، لیکن ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاء بھی رفع یدین کے ساتھ تھی کیونکہ نماز کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر تھی اور دعاء میں رفع یدین آداب دعاء میں سے ہے۔

صاحب تحفہ لکھتے ہیں: نیز مجوزین نے عمومات سے بھی استدلال کیا ہے وہ اس طرح کہ صلوۃ مکتوبہ کے بعد دعاء کرنا مندوب اور مرغب فیہ ہے (قال الحافظ في الفتح وأخرج الطَّبَرِيُّ مِنْ رِوَايَةِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ قَالَ الدُّعَاءُ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ النَّافِلَةِ كَفَضْلِ الْمَكْتُوبَةِ عَلَى النَّافِلَةِ [6]) اور آپ ﷺ سے دعاء بعد المکتوبہ ثابت بھی ہے اور رفع یدین

[1] فض الوعاء في أحاديث رفع اليدين بالدعاء رقم الحديث ٤٢ ص ٨٦. المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ٣٢٤ ج ١٣ ص ١٢٩
[2] عمل اليوم والليلة لابن السني رقم الحديث ١٣٨ ص ١٠٠ ـ ١٠١
[3] تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي ـ ج ٢ ص ١٩٩
[4] معارف السنن شرح جامع الترمذي ـ ج ٣ ص ١٢٣
[5] معارف السنن شرح جامع الترمذي ـ ج ٣ ص ١٢٣
[6] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ١١ ص ١٣٤

مستقل آداب دعاء میں سے ہے نیز حضور ﷺ سے بہت سی احادیث میں رفع یدین فی الدعاء ثابت ہے اور بعد المکتوبہ رفع یدین فی الدعاء سے منع کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ رفع کا ثبوت موجود ہے۔

صاحب تحفۃ الاحوذی نے اس سلسلہ کی روایات حدیثیہ اور ان پر جرح وتعدیل ذکر کرنے کے بعد اخیر میں لکھا ہے کہ اس پر علامہ سیوطیؒ کا ایک مستقل رسالہ بھی ہے: فض الوعاء في أحاديث رفع اليدين بالدعاء، اور قول راجح میرے نزدیک یہ ہے کہ رفع اليدين في الدعاء بعد الصلوۃ جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں انشاء اللہ تعالی، واللہ تعالی اعلم، لیکن اس پر شدت سے مواظبت کرنا امر واجب کی طرح اور ترک کرنیوالے پر نکیر کرنا یہ صحیح نہیں، انتهى كلامه [1]۔

اسی طرح ہمارے حضرت مولانا الحاج الشاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کا بھی اس میں ایک مستقل رسالہ ہے عربی میں استحباب الدعوات عقيب الصلوات جو دراصل تلخیص ہے ایک مالکی عالم کی تالیف مسلك السادات الى سبيل الدعوات کی جس کا اردو ترجمہ فرمایا ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے جو کہ امداد الفتاوی جلد اول کے اخیر میں ملحق ہے اصل رسالہ کی تالیف ۱۳۲۱ھ میں ہوئی اور حضرت تھانویؒ نے اسکی تلخیص ۱۳۵۴ھ میں فرمائی ہے، اس کے خطبہ میں حضرت تھانوی تحریر فرماتے ہیں مسلك السادات الى سبيل الدعوات میں عموماً احکام دعاء کی تحقیق اور بالخصوص دعاء کا مستحب ہونا ہر منفرد اور امام وجماعت کیلئے (احادیث معتبرہ اور مذاہب اربعہ کی روایات فقہیہ سے) ثابت فرمایا ہے میں نے اس رسالہ کا خلاصہ لکھ دیا تاکہ ان بے باک لوگوں کی زبان بند ہو جو دعاء بعد نماز پر بدعت ہونیکا حکم کرتے ہیں اھ [2]۔ احقر اس رسالہ سے یہ سمجھا ہے کہ رفع یدین کے ساتھ دعاء بعد المکتوبۃ بعض صحیح احادیث سے ثابت ہے یعنی احیاناً اور اس پر مداومت اور مواظبت یہ امت کے تعامل توارث (اس رسالہ میں استصحاب حال کا لفظ ہے) سے ثابت ہے اور جملہ مذاہب اربعہ کی کتب فقہیہ میں اس کا ثبوت ملتا ہے، واللہ تعالی اعلم۔ الحمد للہ علی احسانہ مباحث اربعہ پورے ہوگئے، نسأل الله التوفيق لنا وللمسلمين ونسأل الله ربنا رضاه والجنة آمين والحمد لله رب العالمين۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ وَرَّادٍ، مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَيُّ شَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ؟ فَأَمْلَاهَا الْمُغِيرَةُ عَلَيْهِ، وَكَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

ترجمہ: حضرت معاویہؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد

---

[1] تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي - ج ٢ ص ٢٠١ - ٢٠٢

[2] امداد الفتاوی - ج ١ ص ٦٤٦

کونسی دعا مانگتے تھے؟ تو حضرت مغیرہؓ نے کاتب سے حضرت معاویہؓ کو جواب لکھوایا کہ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ چوتھا کلمہ پڑھتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی ہی بادشاہت ہے، اور اس کیلئے ہی تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جو کچھ تو عطا کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور جو تو روکے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا، اور کسی دولت مند کی دولت اسے تجھ سے بچا نہیں سکتی۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٨٠٨) صحيح البخاري - الدعوات (٥٩٧١) صحيح البخاري - الرقاق (٦١٠٨) صحيح البخاري - القدر (٦٢٤١) صحيح البخاري - الاعتصام بالكتاب والسنة (٦٨٦٢) صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٩٣) سنن النسائي - السهو (١٣٤١) سنن النسائي - السهو (١٣٤٢) سنن النسائي - السهو (١٣٤٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٠٥) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٤٥) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٤٧) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٥٠) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤/٢٥١) سنن الدارمي - الصلاة (١٣٤٩)

١٥٠٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ، يَقُولُ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ منبر پر بیٹھے فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز سے فارغ ہو کر مڑتے تھے تو یہ چوتھا کلمہ پڑھتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اس کیلئے ہی عبادت اور اطاعت کو خاص کر دیتے ہیں اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں اے اللہ! آپ ہی نعمت اور فضل اور اچھی تعریفوں کے سزاوار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہم صرف اسی کی عبادت خاص کرتے ہیں اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں۔

١٥٠٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُهَلِّلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا الدُّعَاءِ، زَادَ فِيهِ: «وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ» وَسَاقَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ ہر فرض نماز کے بعد یہ چوتھا کلمہ پڑھا کرتے اسکے بعد ہشام راوی نے اسی دعا کی طرح دعا ذکر کی ہے اور ہشام راوی نے اسپر یہ اضافہ کیا کہ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ اسکے

آخر تک دعاذکر کی۔

تخریج صحيح مسلم – المساجد ومواضع الصلاة (٥٩٤) سنن النسائي – السهو (١٣٣٩) سنن النسائي – السهو (١٣٤٠) سنن أبي داود – الصلاة (١٥٠٦) مسند أحمد – أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤/٤) مسند أحمد – أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٥/٤)

١٥٠٨ – حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، وَهَذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ دَاوُدَ الطُّفَاوِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مُسْلِمٍ الْبَجَلِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: - وَقَالَ سُلَيْمَانُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي دُبُرِ صَلَاتِهِ: - «اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّكَ أَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ. اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ. اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ إِخْوَةٌ. اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، اجْعَلْنِي مُخْلِصًا لَكَ وَأَهْلِي فِي كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ، اللَّهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ، اللَّهُمَّ نُورَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ»، قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: «رَبَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، اللَّهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ، حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، اللَّهُ أَكْبَرُ الْأَكْبَرُ».

ترجمہ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا سلیمان بن داؤد نے سَمِعْتُ کی جگہ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ کا لفظ کہا...... آپ ﷺ اپنی نماز (فرض) کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ! ہمارے رب! ہر شے کے رب! میں اسپر گواہ ہوں کہ آپ تن تنہا رب ہیں آپ کا کوئی شریک نہیں اے اللہ! ہمارے رب! اور ہر شے کے رب! میں اسپر گواہ ہوں کہ محمد ﷺ آپ کے بندے اور آپکے رسول ہیں، اے اللہ! ہمارے رب! اور ہر شے کے رب! میں اس پر گواہ ہوں کہ تمام بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں، اے اللہ! ہر شے کے رب! مجھے اور میرے گھر والوں کو دنیا اور آخرت کی ہر گھڑی میں تیری عبادت میں اخلاص عطا فرما، اے بزرگی اور اعزاز والے! میری دعا سن لیجیے اور اسے قبول فرمایئے، اللہ سب بڑوں میں سب سے بڑے ہیں، اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو روشن فرمانے والے۔ سلیمان بن داؤد استاد کہتے ہیں آسمانوں اور زمین کے رب!...... اللہ بہت بڑوں میں سب سے بڑے ہیں۔ میرے لئے اللہ کافی ہیں اور وہ بہترین کارساز ہے اللہ سب بڑوں میں سب سے بڑے ہیں۔

تخریج سنن أبي داود – الصلاة (١٥٠٨) مسند أحمد – أول مسند الكوفيين (٣٦٩/٤)

١٥٠٩ – حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ، قَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ».

ترجمہ حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما، اور جو گناہ میں نے چھپ چھپا کر کیئے یا کھلم کھلا کیئے اور جو کچھ میں نے حدود شریعہ سے تجاوز کیا اور وہ تمام گناہ جو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں آپ اپنے (دوستوں، انبیاء کا) درجہ بڑھانے والے ہیں اور آپ ہی (اپنے دشمنوں کا) درجہ گھٹانے والے ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

تخریج صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (٧٧١) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٢١) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٢٢) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٢٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٠٩) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (٩٥/١) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (١٠٣/١)

١٥١٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ طُلَيْقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو: «رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا إِلَيْكَ، مُخْبِتًا، أَوْ مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اے میرے رب! میری مدد فرما میرے خلاف نفس و شیطان کی مدد مت فرما اور (دشمنوں پر) میری نصرت فرما اور مجھ پر کسی (دشمن کو) مسلط نہ فرما، اور میرے لیے (دشمنوں کے خلاف) داؤ اور تدبیر فرما اور میرے خلاف دشمنوں کی لیئے داؤ اور حیلے نہ فرما، اور مجھے ہدایت عطا فرما اور میرے لئے ہدایت کو آسان فرما، اور مجھ پر سرکشی کرنے والے نافرمانوں پر میری نصرت فرما، اے اللہ مجھے صرف اپنا شکر گزار بنا اور صرف اپنا ذکر کرنے والا بنا اور صرف اپنے سے ڈرنے والا بنا اور صرف اپنا انتہائی فرماں بردار بنا اور اپنی طرف آس لگانے والا بنا (اخبات کہتے ہیں امید اور خوف کی درمیانی کیفیت کو)، یا کہا اپنی طرف رجوع کرنے والا بنا اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہ دھوڈالیئے اور میری دعا کو قبول فرما اور (دنیا میں) میرے ایمان و اقوال کے دعویٰ کو قرار عطا فرما اور میرے دل کو ہدایت عطا فرما اور میری زبان کو درستگی نصیب فرما (کہ زبان سے صرف صحیح بات نکلا کرے) اور میرے دل کے کینہ اور حسد (اور برے اخلاق) کو دل سے نکال دیجئے۔

١٥١١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: «وَيَسِّرِ الْهُدَى إِلَيَّ»، وَلَمْ يَقُلْ: هُدَايَ.

ترجمہ عمرو بن مرہ اپنی سند سے گزشتہ حدیث کے ہم معنی نقل کرتے ہیں انہوں نے وَيَسِّرِ الْهُدَى إِلَيَّ کے الفاظ

کہے ہیں اور هُدَايَ کے الفاظ نہیں فرمائے۔

جامع الترمذي- الدعوات (٣٥٥١) سنن أبي داود- الصلاة (١٥١٠) سنن ابن ماجه- الدعاء (٣٨٣٠) مسند أحمد- من مسند بني هاشم (٢٢٧/١)

١٥١٢ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، وَخَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ، قَالَ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ»، قَالَ أَبُو دَاوُد: "سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالُوا: ثَمَانِيَةَ عَشَرَ حَدِيثًا".

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو یہ دعا مانگتے: اے اللہ! آپ سراپا سلامتی ہیں اور تمام معاملات میں آپ ہی کی جانب سے سلامتی حاصل ہوتی ہے، آپ کی ذات بابرکت ہے، اے عظمت اور احسان والے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں: سفیان ثوریؒ نے عمرو بن مرہ سے اٹھارہ حدیثیں سنی ہیں (یہ حدیث بھی ان اٹھارہ حدیثوں میں داخل ہے)۔

١٥١٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہو کر مڑنے کا ارادہ فرماتے تو تین مرتبہ أستغفر الله أستغفر الله أستغفر الله پڑھتے پھر اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ الی آخرہ پڑھتے جس طرح حضرت عائشہؓ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

صحيح مسلم- المساجد ومواضع الصلاة (٥٩٢) جامع الترمذي- الصلاة (٢٩٨) سنن النسائي- السهو (١٣٣٨) سنن أبي داود- الصلاة (١٥١٢) سنن ابن ماجه- إقامة الصلاة والسنة فيها (٩٢٤) مسند أحمد- باقي مسند الأنصار (٦٢/٦) مسند أحمد- باقي مسند الأنصار (١٨٤/٦) مسند أحمد- باقي مسند الأنصار (٢٣٥/٦) سنن الدارمي- الصلاة (١٣٤٧)

٣٦٢- بَابٌ فِي الِاسْتِغْفَارِ

استغفار کا بیان

١٥١٤ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ الْعُمَرِيُّ، عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ، عَنْ مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ، وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً».

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کرتا رہے وہ گناہوں پر اصرار کرنے والا نہیں کہلاتا اگرچہ دن میں ستر دفعہ اس سے گناہ سرزد ہو (پھر وہ توبہ کرتا رہے)۔

تخریج: جامع الترمذي - الدعوات (٣٥٥٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٥١٤)

شرح الحدیث: قلت: وأخرجه أيضاً الترمذي وقال حديث غريب إنما نعرفه من حديث أبي نصيرة اهـ.

دراصل اصرار علی المعصیۃ (کسی گناہ کو بار بار کرنا) بڑی سخت چیز ہے خواہ وہ معصیت صغیرہ ہی کیوں نہ ہو اور جو گناہ کبھی کبھار ثابت ہو وہ چاہے کبیرہ ہو اتنا سخت نہیں ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ فرمارہے ہیں کہ استغفار اتنی مؤثر شئے ہے کہ وہ اصرار علی المعصیۃ کو بھی بے اثر اور کالعدم کردیتی ہے، حضرتؒ نے بذل میں لکھا ہے استغفار سے مراد صرف تلفظ با ستغفر اللہ نہیں ہے بلکہ ندامت کے ساتھ توبہ کرنا مراد ہے اس لئے کہ توبہ واستغفار کا تحقق بغیر ندامت کے ہوتا ہی نہیں ہے اھ[1]، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گناہ توبہ کرنے کے بعد بھی صادر ہوجائے یا ہوتا رہے تب بھی اس خیال سے توبہ ترک نہیں کرنی چاہئے کہ ایسی توبہ سے کیا فائدہ! توبہ بہر حال مفید ہے جیسا کہ خود اس حدیث میں مذکور ہے۔ مقصود اس حدیث سے یہ ہے کہ گناہوں کی کثرت کے باوجود آدمی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے اور یہ مطلب نہیں کہ بار بار گناہ کرتے رہو اور پھر بعد میں توبہ واستغفار کرلو، توبہ تو توبہ جب ہی ہوگی جب آئندہ نہ کرنے پر عزم ہو پھر اس کے باوجود بھی اگر گناہ صادر ہوجائے تو دوبارہ استغفار کرنا چاہئے، حدیث میں ہے لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ (رواه الترمذي[2] عن أبي أيوب أيضاً) اس حدیث سے مقصود بھی ترغیب فی الاستغفار ہے، وفي حديث آخر كلكم خطاؤن وخير الخطائين التوابون[3]۔

١٥١٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ، - قَالَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ».

ترجمہ: حضرت اغر مزنیؓ سے روایت ہے..... مسدد استاد کہتے ہیں کہ اغر صحابی ہیں..... رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میرے دل پر پردہ سا پڑ جاتا ہے اور میں ہر دن اللہ پاک سے سو (١٠٠) دفعہ ضرور استغفار کرتا ہوں۔

تخریج: صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٧٠٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٥١٥) مسند أحمد - مسند الشاميين (٢١١/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٦٠/٤)

---

[1] بذل المجهود في حل أبي داود - ج ٧ ص ٣٧٠

[2] جامع الترمذي - كتاب الدعوات - باب: بلا ترجمة ٣٥٣٩

[3] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ". التعليق - من تلخيص الذهبي: علي بن مسعدة لين (المستدرك على الصحيحين للحاكم رقم الحديث ٧٦١٧ ج ٤ ص ٢٧٢)

شرح الحديث قلت والحديث أخرجه ايضاً مسلم، وروى مسلم عن ابن عمر قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللهِ، فَإِنِّي أَتُوبُ، فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ، مَرَّةٍ» [1]۔

قوله: إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي: غين بمعنی غیم (بادل) میرا قلب ابر آلودہ (غبار آلود) ہو جاتا ہے، یعنی بعض حاجات وضروریات بشریہ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے اور یا توجہ الی الخلق ومصالح امت میں منہمک ہو جانے کی وجہ سے قلب کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے (جو حدیث میں مذکور ہے) حالانکہ ان دو میں سے اول کا تو کم از کم مباحات کا درجہ ہے اور ثانی تو عین عبادت ہے ہی، لیکن ظاہر ہے کہ توجہ الی الحق جل وعلا کے مقابلہ میں توجہ الی الخلق کا درجہ کم ہے گو وہ بھی اونچی عبادت ہے بلکہ آپ ﷺ کا فرض منصبی ہے۔

میں نے حضرت شیخؒ سے سنا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ عوام اور ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ ملنے اور گفتگو کرنے میں بہت سا وقت لگانا پڑتا ہے، جس سے بعض وقت دل میں ایک قسم کی کدورت وکثافت محسوس ہونے لگتی ہے جو بعد میں ذکر اور مراقبہ سے دور ہوتی ہے اھ، اور ظاہر ہے کہ جتنا قلب وباطن صاف وشفاف ہو گا اتنی ہی جلدی اس پر غبار کا اثر ظاہر ہو گا جتنا سفید کپڑا ہوتا ہے اتنی ہی جلدی اس پر میل ظاہر ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے صفاء باطن کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔

بذل میں حضرت گنگوہیؒ کی تقریر سے نقل کیا ہے: وکان ترقيه كل لحظة يريد أن السابق منه كان معصية منقصة [2] یعنی حضور اکرم ﷺ ہر آن اور لحظہ بلحظہ باطنی وروحانی ترقی پر تھے (كما قال تعالى وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى [3]) تو اس ترقی کی وجہ سے آپ ﷺ جس درجہ پر پہونچتے تھے تو اس سے نیچے کے درجہ کا جب تصور فرماتے تھے تو اس کو اپنے حق میں تقصیر سمجھتے ہوئے اس پر استغفار فرماتے تھے، اور عون المعبود میں ہے: علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان متشابہات میں سے ہے جس کے معنی معلوم نہیں، اور اصمعی امام لغت اس حدیث کی تفسیر پر آکر رک گئے اور فرمایا کہ اس کا تعلق حضور ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کے قلب سے ہوتا تو میں اس پر کلام کرتا [4]، علامہ سندھیؒ بھی یہی لکھ رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے قلب اطہر کے پیش نظر اس کلام کی حقیقت معلوم نہیں بھلا حضور ﷺ کے مرتبہ تک کس کے وہم وگمان کی رسائی ہو سکتی ہے، بس اتنا کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو کوئی ایسی حالت پیش آتی تھی جو داعی ہوتی تھی استغفار کی طرف جس پر آپ ﷺ سو مرتبہ ہر روز

---

[1] صحیح مسلم- كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار- باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه ۲۷۰۲

[2] بذل المجهود في حل أبي داود- ج ۷ ص ۳۷۱

[3] اور البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے (سورة الضحى ٤)

[4] عون المعبود شرح سنن أبي داود ج ٤ ص ۳۷۹

استغفار پڑھتے تھے تو پھر دوسروں کا کیا حال ہونا چاہئے واللہ تعالیٰ أعلم۔

۱۵۱۶ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں (آپ کی استغفار کی) تعداد شمار کرتے کہ سو مرتبہ آپ یہ الفاظ فرماتے: رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔

تخریج: جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٣٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٥١٦) سنن ابن ماجه - الأدب (٣٨١٤)

شرح حدیث: ایک ہی مجلس میں ہم آپ ﷺ کے استغفار کو شمار کرتے تھے، سو مرتبہ اس میں کثرت استغفار کی ترغیب ہے کہ جب آپ ﷺ باوجود معصوم ہونے کے استغفار کی اتنی کثرت فرماتے تھے تو ہمارا کیا حال ہونا چاہئے!، استغفار کی یہ کثرت آپ ﷺ تعلیم امت کے لئے اور فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ [1] کے امتثال میں فرماتے ہیں، اس حدیث سے یہ بھی مستفاد ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ استغفار احیاناً آواز سے بھی پڑھتے تھے جبھی تو دوسرے اس کو شمار کرتے تھے، میں نے اپنے ایک قدیم استاذ سے سناوہ فرماتے تھے کہ میں گنگوہ حضرت اقدس گنگوہیؒ کی خدمت میں ان کے وصال سے چند ماہ پہلے حاضر ہوا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ خانقاہ شریف میں چارپائی پر تشریف فرما تھے اور بالجہر استغفار پڑھ رہے تھے، یہ واقعہ میں نے عبرت کیلئے لکھا ہے کہ دیکھئے اول تو خود سرور کائنات ﷺ استغفار کا کس قدر اہتمام فرما رہے ہیں اور پھر اسی طرح آگے چل کر ہمارے اکابر بلکہ اکابر کے بھی اکابر، واللہ الموفق لما یحب ویرضی، باقی استغفار کے معنی معافی چاہنے کے ہیں جیسے ایک مجرم حاکم کے سامنے حاضر ہو کر اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے معافی چاہا کرتا ہے اور اگر استغفار میں یہ کیفیت نہ ہو صرف زبانی ہو تو پھر یہ استغفار خود ہی تقصیر بن جاتا ہے جس کیلئے ایک دوسرے استغفار کی ضرورت ہے، چنانچہ رابعہ بصریہ فرماتی ہیں: استغفارنا یحتاج إلی استغفارات کثیرۃ [2] (الحصن الحصین)۔

۱۵۱۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُرَّةَ الشَّنِّيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ، مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يُحَدِّثُنِيهِ عَنْ جَدِّي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ".

ترجمہ: بلال بن یسار بن زید رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ان کلمات سے استغفار پڑھے: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ تو اسکے تمام گناہ

---

[1] تو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور گناہ بخشوا اس سے (سورۃ النصر ٣)

[2] استغفارنا یحتاج إلی استغفار کثیر. (الأذکار المنتخبة من کلام سید الأبرار صلی اللہ علیه وسلم للنووي - ص ٥٠٧)

معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ اس نے جنگ سے بھاگ کر (کبیرہ) گناہ کیا ہو۔

جامع الترمذي - الدعوات (٣٥٧٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٥١٧)

١٥١٨ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُصْعَبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لَزِمَ الِاسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص استغفار کو لازم پکڑ لے تو اللہ پاک اسکے لیئے ہر تنگی سے راستہ نکال لیتے ہیں اور ہر غم سے خلاصی عطا فرماتے ہیں اور اسکو ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتے ہیں جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

سنن أبي داود - الصلاة (١٥١٨) سنن ابن ماجه - الأدب (٣٨١٩)

١٥١٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، ح وحَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، الْمَعْنَى، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَأَلَ قَتَادَةُ، أَنَسًا، أَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ يَدْعُو بِهَا رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ، قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ»، وَزَادَ زِيَادٌ، وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيهَا.

ترجمہ: عبد العزیز بن صہیب کہتے ہیں کہ قتادہ نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ عموماً کون سی دعاء مانگا کرتے تھے؟ تو حضرت انسؓ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ اکثر یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطاء فرما اور آخرت میں بھی تمام بھلائیاں عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما...... زیاد بن ایوب مصنف کے استاد نے یہ اضافہ کیا کہ حضرت انسؓ جب صرف ایک دعا مانگنے کا ارادہ فرماتے تو اسی دعاء کا انتخاب فرماتے اور حضرت انسؓ جب بہت ساری دعائیں کرنے کا ارادہ فرماتے تو ان دعاؤں میں اس دعاء کو بھی شامل فرماتے۔

تخریج: صحيح البخاري - تفسير القرآن (٤٢٥٠) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠٢٦) صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٦٨٨) صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٦٩٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٥١٩) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٠١/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٠٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٠٨/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٠٩/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٤٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٧٧/٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢٨٨/٣)

شرح الحدیث: قوله: سَأَلَ قَتَادَةُ، أَنَسًا، أَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ يَدْعُو بِهَا رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ: حضرت انسؓ سے سوال کیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کونسی دعاء زیادہ مانگتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ زیادہ تر آپ ﷺ دعاء یہ مانگتے تھے: اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، زیاد راوی کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ کا معمول یہ تھا کہ اگر ان کو

مختصر سی صرف ایک ہی دعاء مانگنی ہوتی تب تو اسی دعاء پر اکتفاء فرماتے اور اگر بہت سی دعائیں مانگنی ہوتی تو اور دعاؤں کے ساتھ وہ یہ دعاء بھی ضرور پڑھتے، یہ دعاء بہت جامع ہے، حضرت امام بخاریؒ نے تو اس دعاء پر مستقل باب قائم کیا ہے بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، یہ پہلے گزر چکا کہ قرآن کریم کی دعاؤں میں سب سے زیادہ جامع دعاء یہی ہے اور حدیث کی دعاؤں میں سب سے زیادہ جامع دعاء وہ ہے جو حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے جو ہمارے یہاں "باب الدعاء" میں گزر چکی ہے، حَسَنَةً کی تفسیر میں بہت سے اقوال ہیں کسی تفسیر [1] کی کتاب میں دیکھ لئے جائیں۔

١٥٢٠ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا، بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ».

ترجمہ حضرت سہل بن حنیفؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اللہ پاک سے سچے دل کے ساتھ شہادت کا سوال کرے تو اللہ پاک اسکو شہداء کے درجات پر فائز فرمادینگے اگرچہ یہ شخص اپنے بستر پر مرے۔

تخریج صحيح مسلم - الإمارة (١٩٠٩) جامع الترمذي - فضائل الجهاد (١٦٥٣) سنن النسائي - الجهاد (٣١٦٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٢٠) سنن ابن ماجه - الجهاد (٢٧٩٧) سنن الدارمي - الجهاد (٢٤٠٧)

١٥٢١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا، فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ، إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: { وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ [2] } إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

---

[1] افادہ کیلئے یہاں امام بغویؒ کا کلام نقل کیا جاتا ہے: مفسرین نے (اس دعا میں ذکر کی گئی) ہر دو حسنہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے سیدنا علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں "فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً" سے مراد نیک بیوی ہے اور "فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً" سے مراد حور عین ہیں، حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا ساری کی ساری نفع اٹھانے کا سامان ہے اور اسکا بہترین متاع نیک بیوی ہے حضرت حسنؒ فرماتے ہیں: "فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً" سے مراد علم اور عبادت ہے اور "فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً" سے مراد جنت اور (اسکا) دیکھنا ہے، علامہ سدیؒ اور ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً" سے مراد رزق حلال اور عمل صالح ہے اور "فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً" سے مراد بخشش اور ثواب ہے۔ (معالم التنزيل في تفسير القرآن للبغوي — ج ١ ص ٢٣٢) از مرتب جدید

[2] سورة آل عمران ١٣٥

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں ایسا شخص تھا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سن لیتا تو اللہ پاک اس حدیث پر عمل کی توفیق سے مجھے فائدہ عطاء فرماتا اور حضور ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی شخص حدیث سناتا تو میں اسکو قسم دیتا (یہ قسم کھاؤ کہ یہ حدیث تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے سوائے صدیق اکبرؓ کہ وہ صدیق تھے اس لیے ان سے قسم نہیں لیتا تھا) جب وہ شخص میرے سامنے قسم کھالیتا تو میں اسکو سچا سمجھتا تھا اور ابو بکرؓ نے مجھے حدیث سنائی اور مجھے سچی حدیث سنائی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی بندہ جب کوئی گناہ (صغیرہ یا کبیرہ) کرے پھر اچھی طرح وضو کر کے کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھے پھر اللہ پاک سے معافی طلب کرے تو اللہ پاک ایسے شخص کی مغفرت فرمادیتے ہیں اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ، ترجمہ: وہ لوگ جب کوئی فحش زنا وغیرہ کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں گناہ کر کے پھر اللہ کو یاد کر کے توبہ استغفار کرتے ہیں۔

تخریج: جامع الترمذي-تفسیر القرآن(٣٠٠٦)سنن أبي داود-الصلاة(١٥٢١)سنن ابن ماجه-إقامة الصلاة والسنة فيها(١٣٩٥)مسند أحمد-مسند العشرة المبشرين بالجنة(٢/١)مسند أحمد-مسند العشرة المبشرين بالجنة(٩/١)مسند أحمد-مسند العشرة المبشرين بالجنة(١٠/١)

شرح الحدیث: قوله: وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ یعنی مجھے ان کے صدق کا پورا اعتقاد ہے (اسی لئے ان سے حلف نہیں لیتے تھے)۔

صلوة التوبه وصلوة الحاجة: اس حدیث پر امام ترمذیؒ نے ترجمہ قائم کیا ہے بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ التَّوْبَةِ، اور فرمایا: هذا حديث حسن لا نعرفه إلا من هذا الوجه اھ[1]۔

اسی طرح امام ترمذیؒ نے ایک اور باب باندھا ہے بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْحَاجَةِ، اور اس میں انہوں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کی حدیث ذکر فرمائی ہے جس میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو کوئی خاص حاجت ہو اللہ کی طرف یا اس کے کسی بندے کی طرف تو اس کو چاہئے کہ اچھی طرح وضوء کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد اللہ کی حمد وثنا اور درود پڑھے پھر یہ دعاء پڑھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ. سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ. وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ. لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ. وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ[2]۔

١٥٢٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيُّ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ،

---

[1] جامع الترمذي-كتاب الصلاة-باب ما جاء في الصلاة عند التوبة ٤٠٦

[2] جامع الترمذي-كتاب الوتر-باب ما جاء في صلاة الحاجة ٤٧٩

وَقَالَ: «يَا مُعَاذُ، وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ، وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ» ، فَقَالَ: "أُوصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ: اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" . وَأَوْصَى بِذَلِكَ مُعَاذٌ الصُّنَابِحِيَّ، وَأَوْصَى بِهِ الصُّنَابِحِيُّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انکا ہاتھ پکڑ کر ان سے فرمایا: اے معاذ! خدا کی قسم مجھے تم سے محبت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہو کہ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہنا مت بھولنا: اے اللہ! میری مدد فرما اپنے ذکر کرنے پر اور اپنا شکر ادا کرنے پر اور آپ کی اچھی عبادت میں ادا کروں (ان کاموں کے کرنے کی توفیق عطاء فرما)۔ حضرت معاذؓ نے صحابی شاگرد کو ان کلمات کی وصیت فرمائی اور صنابحی نے اپنے شاگرد ابو عبدالرحمن کو ان کلمات کے پڑھنے کی وصیت فرمائی۔

تخریج: سنن النسائي - السهو (١٣٠٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٢٢) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (٢٤٧/٥)

شرح: قوله: وَأَوْصَى بِذَلِكَ مُعَاذٌ الصُّنَابِحِيَّ: منہل میں لکھا ہے کہ اس آخری جملہ میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ حدیث مسلسل ہے اھ[1]، میں کہتا ہوں صرف اس سے تو تسلسل ثابت نہیں ہوتا گو یہ صحیح ہے کہ یہ حدیث اپنے بعض طرق کے لحاظ سے مسلسل ہے۔

الحديث المسلسل اور اس کی تعریف: چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قدس سرہ نے اس حدیث کو اپنے رسالہ الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین[2] میں ذکر فرمایا ہے اور اس حدیث میں تسلسل اس بات میں ہے کہ جس طرح حضور اقدس ﷺ نے یہ حدیث حضرت معاذؓ کو إِنِّي لَأُحِبُّكَ، فَقَالَ کہہ کر سنائی اور پھر اسی طرح حضرت معاذؓ نے اپنے شاگرد صنابحی (عبدالرحمن بن عسیلہ) کو یہ حدیث إِنِّي لَأُحِبُّكَ، فَقَالَ کہہ کر سنائی اور پھر اسی طرح صنابحی نے اپنے شاگرد کو یہ حدیث یہی جملہ (إِنِّي لَأُحِبُّكَ، فَقَالَ) کہہ کر سنائی وھکذا إلی آخرہ یہاں تک کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کو ان کے استاذ شیخ ابو طاہر مدنی نے یہ حدیث اسطرح سنائی پھر شاہ صاحب سے نیچے بھی یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا حتی کہ ہم نے بھی یہ حدیث اپنے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ سے ۱۳۷۹ھ میں جو میری مشکوۃ کا سال تھا اسی طرح سنی۔

احادیث مسلسلہ بکثرت ہیں اور بعض ان میں ایسی ہیں کہ ان کا تسلسل ناقص ہے، درمیان میں ہی منقطع ہو گیا جیسے الحدیث المسلسل بالأولیة کہ اس کا تسلسل سفیان بن عیینہ پر آکر منقطع ہو گیا، اس سے آگے صحابی تک نہیں ہے، نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ جو حدیث کسی ایک شیخ کی سند کے لحاظ سے مسلسل ہو وہ دوسری اسانید کے لحاظ سے بھی مسلسل ہو، چنانچہ یہ حدیث معاذؓ ابو داود کی سند کے لحاظ سے مسلسل نہیں ہے۔

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٨٥

[2] الفضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمين ﷺ (الرسائل الثلاث للدهلوي ط دار الكتاب ديوبند - ص ٤٠)

اور حدیث مسلسل وہ ہے جس کی سند کے تمام رواۃ کسی خاص صفت میں مشترک ہوں، یا جس کی سند کے تمام رواۃ نے کسی خاص چیز کا التزام کیا ہو اس میں خاص صفت کا تعلق خواہ الفاظ اداء سے ہو جیسے ہر راوی بوقت روایت یوں کہے حدثنی فلان قال سمعت فلاناً، ابتداء سند سے اخیر تک، یا راوی کی کسی حالت سے اس کا تعلق ہو خواہ وہ حالت قولی ہو یا فعلی اول کی مثال حدیث الباب ہے اور ثانی کی مثال جیسے قبض لحیۃ حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے تقدیر کے بارے میں فرمایا کہ بغیر اسکے ایمان کی حلاوت نصیب نہیں ہو سکتی لَا يَجِدُ الْعَبْدُ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، حُلْوِهِ وَمُرِّهِ. قَالَ: وَقَبَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لِحْيَتِهِ، وَقَالَ: آمَنْتُ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، حُلْوِهِ وَمُرِّهِ. اور اس وقت آپ نے اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیکر فرمایا آمَنْتُ بِالْقَدَرِ اور پھر ہر راوی نے اپنے شاگرد کو یہ حدیث اسی طرح سنائی۔

سنا ہے کہ احادیث مسلسلہ اکثر ضعیف ہی ہیں اور ان احادیث میں صحیح ترین حدیث الحدیث المسلسل بقراءۃ سورۃ الصف ہے (قالہ الحافظ[1])۔

١٥٢٣ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ حُنَيْنَ بْنَ أَبِي حَكِيمٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: «أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ».

ترجمہ حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر نماز کے بعد سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھا کروں۔

تخریج جامع الترمذي - فضائل القرآن (٢٩٠٣) سنن النسائي - السهو (١٣٣٦) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٣٠) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٣١) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٢٣) مسند أحمد - مسند الشاميين (٤/١٥٥) مسند أحمد - مسند الشاميين (٤/٢٠١)

١٥٢٤ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ السَّدُوسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ ثَلَاثًا، وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا».

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ آپ تین دفعہ دعا مانگیں اور تین دفعہ استغفار کریں۔

تخریج سنن أبي داود - الصلاة (١٥٢٤) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١/٣٩٤) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (١/٣٩٧)

شرح الحدیث **دعاء میں تکرار کا استحباب:** عَنْ عَبْدِ اللهِ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ ثَلَاثًا، وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا»: آپ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ ہر دعاء تین بار مانگی جائے، اس لئے کہ اس میں کمال احتیاج کا اظہار ہے اور یہ چیز اہتمام پر دلالت کرتی ہے اور شان عبدیت کے بہت مناسب ہے، امام بخاریؒ نے اس پر مستقل باب قائم کیا

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري — ج ٨ ص ٦٤١

ہے بَابُ تَكْرِيرِ الدُّعَاءِ اور اس میں انہوں نے وہ حدیث ذکر فرمائی جس میں حضور ﷺ پر سحر کرانے کا واقعہ مذکور ہے جس کے اخیر میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَدَعَا [1] یعنی جب آپ ﷺ پر سحر کیا گیا (اور آپ ﷺ کو اس سے مطلع بھی کر دیا گیا) تو آپ ﷺ نے اسکے ازالہ کی اللہ تعالیٰ سے بار بار دعاء فرمائی (اور ظاہری تدبیر بھی فرمائی جو بخاری شریف کے اسی باب میں مذکور ہے اور اس تدبیر میں بھی اللہ تعالیٰ سے ہی کامل رابطہ رہا) اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شفاء عطاء فرمائی۔

۱۵۲۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ ابْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ - أَوْ فِي الْكَرْبِ -؟ اللهُ اللهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا هِلَالٌ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَابْنُ جَعْفَرٍ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ».

ترجمہ: حضرت اسماء بنت عمیسؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھلاؤں جو تم غم اور تکلیف کے وقت پڑھا کرو وہ کلمات یہ ہیں: اللهُ اللهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہلال راوی، عمر بن عبد العزیزؒ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ابن جعفر سے مراد عبد اللہ بن جعفر ہے۔

تخریج: سنن أبي داود - الصلاة (۱۵۲۵) سنن ابن ماجه - الدعاء (۳۸۸۲)

۱۵۲۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، وَسَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ كَبَّرَ النَّاسُ، وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ، وَلَا غَائِبًا، إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ أَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا مُوسَى، أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» فَقُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا جب صحابہ مدینے کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے باآواز بلند تکبیر کہنی شروع کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو تم لوگ کسی بہرے کو نہیں پکار رہے اور نہ ہی کسی ایسے کو پکار رہے ہو جو یہاں موجود نہیں بلکہ جس ذات کو تم پکارتے ہو وہ تو تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان موجود ہے...... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو موسیٰ! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی رہنمائی نہ کروں؟ میں نے عرض کیا وہ جنت کا خزانہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا

---

[1] صحيح البخاري - كتاب الدعوات - باب تكرير الدعاء ٦٠٢٨

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

١٥٢٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ. حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ يَتَصَعَّدُونَ فِي ثَنِيَّةٍ، فَجَعَلَ رَجُلٌ كُلَّمَا عَلَا الثَّنِيَّةَ نَادَى: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّكُمْ لَا تُنَادُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا»، ثُمَّ قَالَ: «يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ»، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک گھاٹی پر چڑھ رہے تھے جب بھی کوئی شخص اس گھاٹی کے اوپر چڑھتا تو با آواز بلند لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ کہتا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ نہ تو کسی ایسی ذات کو پکار رہے ہو جو بہری ہو یا یہاں موجود نہ ہو...... پھر فرمایا: اے عبداللہ بن قیس (یہ ابو موسیٰ اشعریؓ کا نام ہے) اسکے بعد گزشتہ حدیث کو ذکر کیا۔

١٥٢٨ - حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَقَالَ فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ».

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے یہی گزشتہ حدیث مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو اپنی جانوں پر سہولت اور آسانی کرو (اپنی آواز کو ہلکا کر کے)۔

تخریج: صحيح البخاري - الجهاد والسير (٢٨٣٠) صحيح البخاري - المغازي (٣٩٦٨) صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٧٠٤) جامع الترمذي - الدعوات (٣٣٧٤) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٦١) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٢٦) سنن ابن ماجه - الأدب (٣٨٢٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٣٩٤/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤٠٢/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤٠٧/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤١٨/٤) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٤١٩/٤)

شرح الأحاديث: قوله: أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ كَبَّرَ النَّاسُ، وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ: آپ ﷺ نے ان حضرات کو ذکر بالجہر سے روکا، غالباً انہوں نے مبالغہ فی الجہر کیا ہوگا اسی لئے آپ ﷺ نے منع فرمایا، ورنہ نفس جہر تو مشروع ہے چنانچہ تلاوت قرآن بالجہر بالاجماع مشروع ہے اسی طرح آمین اور دعاء بالجہر بھی، لیکن جہر اور سر کے مواقع ہوتے ہیں نہ ہر وقت جہر اولیٰ ہے اور نہ ہر وقت سر، کبھی وہ اور کبھی یہ، اب راستہ میں چلتے چلتے ان سب نے ذکر جہری شروع کر دیا آپ ﷺ نے ان کو اس سے روک دیا۔

اور یہ نہی بھی ارشاد و شفقت ہے، چنانچہ اگلی روایت میں آرہا ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ کہ اپنے حال پر رحم کرو یعنی اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہو ایک تو سفر اور قطع مسافت کی مشقت دوسری یہ ذکر جہری۔

ذکر بالجہر کا ثبوت: اسی کتاب کی کتاب الجنائز بَابٌ فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ میں ایک حدیث آرہی ہے حضرت جابر بن

عبد اللہ سے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ مدینہ کے قبرستان میں ایک شخص کو دفن کرنے کیلئے خود بنفس نفیس اس کی قبر میں اترے، آگے روایت میں یہ ہے راوی کہتا ہے ہم نے دیکھا کہ یہ شخص (جس کی قبر میں حضور ﷺ اترے تھے) وہ تھا جو ذکر بالجہر کیا کرتا تھا: فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ [1]۔

اس زمانہ کے معتدل اہل حدیث بھی ذکر جہری پر نکیر نہیں کرتے بلکہ تحریک راس عند الذکر پر کرتے ہیں لیکن ان بیچاروں کو کیا خبر دراصل اسکا تعلق تجربہ سے ہے اور یہ علاج کے طور پر ہے، ذکر کی تاثیر بڑھانے کیلئے، ویسے صوفیاء کے پاس اس کا ماخذ بھی ہے حدیث سے، کیا تشہد میں کلمۃ التوحید کے وقت اشارہ بالمسبحہ مشروع نہیں ہے، خصوصاً مالکیہ کے یہاں تو اس اشارے میں تحریک اصبع یمیناً و شمالاً بھی مستحب ہے۔

قولہ: إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ أَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ: جسکو تم پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان میں ہے۔

یہ کنایہ ہے غایۃ قرب سے، لیکن قرب و بعد کا تعلق چونکہ مکان اور جہت کے اعتبار سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ ہیں اس لئے یہ قرب باعتبار علم باری کے ہے نہ باعتبار ذات باری کے، پس حاصل اس کنایہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہارے احوال سے اس قدر واقف اور مطلع ہیں جیسے اقرب ترین چیز سے واقفیت ہوا کرتی ہے۔

قولہ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا مُوسَى، أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» فَقُلْتُ، وَمَا هُوَ؟ قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ»: والحديث أخرجه البخاري والترمذي ايضاً، کنز سے مراد ایسا عمل جس کے ذریعے ثواب عظیم حاصل ہو جنت میں، ثواب عظیم کو خزانہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، ابن بطالؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: آپ ﷺ اپنی امت کو بہتر سے بہتر حال پر دیکھنا چاہتے تھے جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ لوگ کلمہ اخلاص کو بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں اور نیکی میں کوشش کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو مزید اس کلمہ کی تلقین بھی فرمائی تاکہ توحید کے ساتھ ایمان بالقدر بھی تازہ ہوتا رہے (اس لئے کہ لَا حَوْلَ الخ کا حاصل ایمان بالقدر ہے)۔ احقر کہتا ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ لَا حَوْلَ میں چونکہ اعتراف توفیق ہے کہ یہ سب کچھ نیکی اللہ کی مدد اور اس کی توفیق سے ہو رہی ہے تو یہ اعتراف اس نعمت کا شکر ہوا اور شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ زوال سے بھی محفوظ ہو جاتی ہے۔

١٥٢٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَالَ: رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ".

---

[1] سنن أبي داود - كتاب الجنائز - باب في الدفن بالليل ٣١٦٤

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو شخص یہ کلمات کہے میں اللہ پاک کو اپنا رب بنانے اور مذہب اسلام کو اپنا دین بنانے اور محمد ﷺ کو اپنا رسول ماننے پر راضی ہو گیا تو ایسے شخص کیلئے جنت واجب ہو گئی۔

تخریج: صحیح مسلم - الإمارة (١٨٨٤) سنن النسائي - الجهاد (٣١٣١) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٢٩)

١٥٣٠ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ پاک اس پر دس ⑩ مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں۔

تخریج: صحيح مسلم - الصلاة (٤٠٨) جامع الترمذي - الصلاة (٤٨٥) سنن النسائي - السهو (١٢٩٦) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٣٠) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٦٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٣٧٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٣٧٥) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٨٥) سنن الدارمي - الرقاق (٢٧٧٢)

شرح الحدیث: قوله: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا: یہ حدیث اور اس سے اگلی حدیث اور اس کی شرح کتاب الاذان میں بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ (بذیل رقم الحدیث ٥٢٣) میں گزر چکی ہے۔

١٥٣١ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ»، قَالَ: فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ: وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ، وَقَدْ أَرَمْتَ؟ - قَالَ: يَقُولُونَ: بَلِيتَ - قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمْ».

ترجمہ: حضرت اوس بن اوسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے تو تم لوگ اس دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ انتقال کے بعد مٹی میں ریزہ ریزہ ہو چکے ہونگے تو ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائیگا؟......راوی کہتے ہیں کہ أَرَمْتَ کا معنی ہے کہ آپکی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہونگی...... تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کا جسم کھائے۔

تخریج: سنن النسائي - الجمعة (١٣٧٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٣١) سنن ابن ماجه - ما جاء في الجنائز (١٦٣٦) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (٤/٨) سنن الدارمي - الصلاة (١٥٧٢)

٣٦٣۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَدْعُوَ الْإِنْسَانُ عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ

انسان کو ممانعت ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ اور اپنے مال و اسباب پر لعنت کرے

١٥٣٢ ۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَيَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى خَدَمِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَاعَةَ نَيْلٍ فِيهَا عَطَاءٌ، فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ» ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا الْحَدِيثُ مُتَّصِلٌ، عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، لَقِيَ جَابِرًا».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تم لوگ اپنی جانوں پر بددعامت کرو اور تم لوگ اپنے بچوں پر بددعامت کرو...... اور تم لوگ اپنے خادموں کو بددعامت دو اور تم لوگ اپنے مال و اسباب پر بددعامت دیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں کی بددعا دیتے وقت وہ گھڑی اللہ پاک کی طرف سے واقع ہو رہی ہو جس گھڑی میں اللہ پاک عطا اور بخشش فرمایا کرتے ہیں پس تمہاری یہ بددعا اللہ پاک قبول کرلے (جو تمہارے لئے خسارہ کا باعث ہو)۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متصل ہے عبادہ بن الولید بن عبادہ کی حضرت جابرؓ سے ملاقات ثابت ہے۔

شرح الحدیث: قولہ: لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ: بعض مرتبہ آدمی پریشان ہو کر اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو بددعاء دینے لگتا ہے اس سے منع کیا جارہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تمہارا بددعاء دینا ساعت استجابت میں واقع ہو کر قبول ہو جائے۔

٣٦٤۔ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کیلئے لفظ صلوٰۃ کے ساتھ دعا دینے کا شرعی حکم کیا ہے

١٥٣٣ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ امْرَأَةً، قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلِّ عَلَيَّ وَعَلَى زَوْجِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكِ وَعَلَى زَوْجِكِ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ پر اور میرے شوہر پر صلوٰۃ (رحمت کی دعا) بھیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک تم پر اور تمہارے شوہر پر صلوٰۃ (رحمت خاصہ) نازل فرمائے۔

شرح الحدیث: **ترجمۃ الباب والے مسئلہ پر فقہی حیثیت سے مدلل کلام:** صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكِ

وَعَلَى زَوْجِكِ: اس میں صلوۃ علی غیر النبی استقلالاً پایا گیا، جو کہ بعض علماء ومنہم الإمام أحمد ابن حنبل ؒ کے نزدیک جائز ہے، مستدلاً بهذا الحديث وبقوله تعالى: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ [1]، اور عند الجمہور جائز نہیں، منہل [2] میں ہے قاضی عیاض ؒ "شفاء" میں فرماتے ہیں صلوۃ وسلام انبیاء کے ساتھ خاص ہیں، اور دلیل خصوصیت میں علماء ان دو آیتوں کو پیش کرتے ہیں: لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا [3]، اور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا [4]۔

غیر انبیاء یعنی صحابہ کرامؓ وتابعین ؒ کیلئے تو آیات قرآنیہ کے اشارہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان کے حق میں دعاء ترضی وترحم وغفران ہے، قال تعالى: يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ [5]، وقال تعالى وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ [6]، نیز صلوۃ وسلام علی غیر النبی استقلالاً صدر اول میں رائج نہ تھا بلکہ یہ ایجاد واحداث ہے روافض واہل تشیع کی، چنانچہ وہ کہتے ہیں علی علیہ الصلوۃ والسلام، علیؓ اور حضور ﷺ کے ساتھ مساوات کا معاملہ کرتے ہیں اور تشبہ باہل البدع ممنوع ہے، صاحب منہل لکھتے ہیں شعب الإیمان للبیہقی اور سنن سعید بن منصور میں ابن عباسؓ سے موقوفاً مروی ہے لاتجوز الصلاة والسلام على غير نبينا محمد من الأنبياء (یعنی صلوۃ وسلام دونوں کا مجموعہ حضور ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے نبی کیلئے جائز نہیں چہ جائیکہ غیر نبی)، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں شاید یہ ان آیات سے مستفاد ہے جن میں حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے انبیاء کے حق میں صرف سلام کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے سلام علی نوح فی العالمین۔ سلام علی ابراھیم۔ سلام علی موسی وھارون۔ سلام علی المرسلین، اور حضور ﷺ کے حق میں فرمایا گیا ہے صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (صلوۃ وسلام دونوں کو جمع کیا گیا ہے)، لیکن حدیث الباب جمہور کے مسلک کے خلاف ہے اسی طرح وہ روایت بھی جو کتاب الزکوۃ میں باب دُعَاءِ الْمُصَدِّقِ لِأَهْلِ الصَّدَقَةِ میں آرہی ہے اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى [7]، نیز واضح رہے کہ امام ابوداودؒ حنبلی ہیں، اسی لئے انہوں نے مذہب احمدؒ کو ترجمۃ الباب اور حدیث الباب سے ثابت کیا ہے۔

جمہور کی جانب سے اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ صلوۃ جو بمعنی تعظیم وتکریم ہے وہ حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور صلوۃ

---

[1] اور دعا دے ان کو بیشک تیری دعا ان کے لیے تسکین ہے (سورۃ التوبۃ ۱۰۳)

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ۸ ص ۱۹۳

[3] مت کر لو بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اس کے جو بلاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو (سورۃ النور ۶۳)

[4] اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر (سورۃ الأحزاب ۵۶)

[5] کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں (سورۃ الحشر ۱۰)

[6] اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہوئے اس سے (سورۃ التوبۃ ۱۰۰)

[7] سنن أبي داود - كتاب الزكاة - باب دعاء المصدق لأهل الصدقة ۱۵۹۰

بمعنیٰ دعاء ورحمت وبرکت یہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے (گو بعض کے نزدیک یہ بھی مکروہ ہے)، اور دوسرا جواب اس حدیث کا یہ دیا جاتا ہے کہ غیر نبی پر صلوۃ بالاستقلال ہمارے اور تمہارے لئے مکروہ ہے، لیکن اگر خود حضور ﷺ ایسا کریں تو چونکہ یہ خود حضور ﷺ ہی کا حق ہے اس لئے آپ ﷺ کو اختیار ہے کہ اپنا حق دوسرے کو دیدیں۔

حضرت امام بخاریؒ کی رائے: امام بخاریؒ نے بھی اس سلسلہ میں باب باندھا ہے: بَاب هَلْ يُصَلَّى عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اس پر حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں اس غیر کے مصداق میں دوسرے انبیاء بھی داخل ہیں اسی طرح ملائکہ اور عام مؤمنین، پھر اس کے بعد حافظؒ نے ہر ایک پر الگ الگ مستقل کلام کیا ہے یعنی صلوۃ علی الانبیاء اور صلوۃ علی الملائکہ اور صلوۃ علی المؤمنینؒ مع اختلاف علماء ودلائل اور اس قسم ثالث کے ذیل میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد ایک قول یہ لکھا ہے: وقالت طائفة تجوز مطلقاً (یعنی ولو استقلالاً) وهو مقتضى صنيع البخاري الى آخر ما بسط من الدلائل [1]، لہذا جو مذہب امام احمدؒ کا ہے وہی امام بخاریؒ کا بھی ہے۔

٣٦٥- بَابُ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

پیٹھ پیچھے دعا کرنے کی فضیلت کا بیان

١٥٣٤ - حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّى، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ ثَرْوَانَ، حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَرِيزٍ، حَدَّثَتْنِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ، قَالَتْ: حَدَّثَنِي سَيِّدِي أَبُو الدَّرْدَاءِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا دَعَا الرَّجُلُ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ".

ترجمہ: حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مسلمان مرد جب اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں آمین (اے اللہ اس دعا کو قبول فرما) اور تمہارے لئے بھی ایسی ہی نعمت ہو جیسا کہ تم نے اپنے بھائی کے لئے مانگی ہے۔

تخریج: صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٧٣٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٣٤) سنن ابن ماجه - المناسك (٢٨٩٥) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (١٩٦/٥)

شرح الحديث: قَالَتْ: حَدَّثَنِي سَيِّدِي أَبُو الدَّرْدَاءِ: یہ ام الدرداء بیوی ہیں ابو الدرداء کی، ام الدرداء دو ہیں: ① ایک صغریٰ جو تابعیہ ہیں جن کا نام ہجیمہ ہے اور کہا گیا جہیمہ، ② اور ایک ام الدرداء الکبریٰ ہیں جن کا نام خیرہ بنت ابی حدرد ہے، اور یہ صحابیہ ہیں، یہاں سند میں صغریٰ مراد ہیں نہ کہ کبریٰ، بلکہ ان سے تو صحاح ستہ ہی میں کوئی روایت نہیں ہے (منہل) [2]۔

---

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ١١ ص ١٦٩ - ١٧٠

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٩٤

قوله: قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ: (والحديث أخرجه مسلم ایضاً) جو شخص کسی کے لئے اسکے پس پشت جو بھی دعاء خیر کرتا ہے تو فرشتے اس کی دعاء پر آمین کہتے ہیں اور کہتے ہیں وَلَكَ بِمِثْلٍ یعنی اور تجھ کو بھی اللہ تعالیٰ یہی چیز نصیب فرمائے، شراح نے لکھا ہے اور پس پشت ہی کے حکم میں یہ بھی ہے کہ کسی کیلئے سراً دعاء کرے جس کو وہ نہ سن رہا ہو اگر چہ اسی مجلس میں ہو یا اسی دستر خوان پر ہو۔

اپنے لئے ملائکہ سے دعاء کرانیکی شکل: اس حدیث سے مستفاد ہو رہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے لئے کسی معاملہ میں فرشتوں سے دعاء کرانا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ وہی دعاء اپنے کسی مسلمان بھائی کیلئے اس کے پس پشت کرے، منہل میں لکھا ہے کہ بعض سلف سے منقول ہے کہ وہ ایسا ہی کیا کرتے تھے (یعنی جب کسی چیز کی دعاء اپنے لئے کرنی ہوتی تو پہلے وہی دعاء کسی دوسرے کی نیت سے کرتے)[1]۔

١٥٣٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً، دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سب سے زیادہ جلدی قبول ہو جانے والی دعا وہ ہے جو ایک شخص دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں اس کے لئے دعا مانگے۔

تخریج: جامع الترمذي - البر والصلة (١٩٨٠) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٣٥)

شرح الحديث: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً، دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ»: اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی دعاء میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے اس لئے جلد قبول ہوتی ہے۔

١٥٣٦ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ".

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تین دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں: ① باپ کی دعا (اولاد کے حق میں)، ② مسافر کی دعا، ③ مظلوم کی دعا۔

تخریج: جامع الترمذي - البر والصلة (١٩٠٥) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٤٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٣٦) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٦٢) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٢٥٨) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٣٤٨) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٤٧٨) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٥١٧) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٢/٥٢٣)

شرح الحديث: قوله: ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: مُسْتَجَابَاتٌ یا مرفوع ہے اور خبر ہے مبتداء کی اور لَا شَكَّ فِيهِنَّ یا تو تاکید خبر ہے یا خبر ثانی ہے، اور یا یہ مستجابات مجرور ہے اور دعوات کی صفت ہے اور لَا شَكَّ فِيهِنَّ اس کی خبر ہے۔

---

[1] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود - ج ٨ ص ١٩٥

قوله: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ: اس دعوت میں دعاء بالخیر اور دعاء بالشر دونوں داخل ہیں، ایسے ہی یہ دعاء خواہ اپنے لئے ہو یا دوسرے کیلئے، اور مظلوم سے مراد عام ہے خواہ مسلم ہو یا کافر، صالح یا فاجر، چنانچہ مسند ابوداؤد طیالسی کی روایت میں تصریح ہے وَإِنْ كَانَ فَاجِرًا فَفُجُورُهُ عَلَى نَفْسِهِ[1]، اور مسند احمد وغیرہ میں ہے ولو كان كافرا (منهل[2])۔

٣٦٦ ـ بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَافَ قَوْمًا

جب کسی جماعت سے خوف ہو تو انکے شر سے بچنے کیلئے کیا دعا مانگے؟

١٥٣٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ».

ترجمہ حضرت عبداللہ بن قیسؓ (ابوموسیٰ اشعریؓ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی جماعت سے خوف ہوتا تو یہ دعا مانگتے: اے اللہ! ہم آپکو ان دشمنوں کے سینوں کے مقابلہ میں ڈھال بناتے ہیں اور ہم آپکے ذریعے ان دشمنوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

تخریج سنن أبي داود ـ الصلاة (١٥٣٧) مسند أحمد ـ أول مسند الكوفيين (٤/٤١٤)

شرح الحديث قوله: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ»: یہاں پر یہ سوال ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ تو جن وانس کے شر سے محفوظ ہیں پھر آپ ﷺ کو خوف کیسا؟ جواب یہ ہے کہ بہر حال آپ ﷺ بشر تھے خوف انسان کی طبیعت کا خاصہ ہے، اور یا یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کا یہ خوف اپنے اصحاب کے لحاظ سے تھا، اور یا یہ کہا جائے کہ یہ تعلیم امت کیلئے تھا کہ ان کو چاہئے کہ خوف کے وقت میں یہ دعاء پڑھیں۔

حضور اکرم ﷺ کی شجاعت: ورنہ آپ ﷺ کی شجاعت کا تو یہ عالم تھا کہ حدیث میں آتا ہے ایک مرتبہ رات کے وقت مدینہ والوں نے کچھ شور کی آواز سنی جس سے سب گھبرا گئے کہ یہ کیسی آواز آرہی ہے؟ اس پر جناب رسول اللہ ﷺ ابو طلحہ کے گھوڑے پر اپنی تلوار کے ساتھ سوار ہو کر تن تنہا مدینہ سے باہر نکلے چلے گئے یہ دیکھنے کیلئے کہ یہ شور کیسا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں آپ واپس لوٹ کر آئے یہ فرماتے ہوئے لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا، کہ ڈرو مت ہم دیکھ آئے کوئی بات نہیں ہے[3]،

صلى الله تعالى عليه وعلى آله وأصحابه وبارك وسلم تسليما كثيرا كثيرا۔

[1] مسند أبي داود الطيالسي رقم الحديث ٢٤٥٠ ج ٤ ص ٩٢

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود ـ ج ٨ ص ١٩٦

[3] صحيح البخاري ـ كتاب الجهاد والسير ـ باب الحمائل وتعليق السيف بالعنق ٢٧٥١، صحيح مسلم ـ كتاب الفضائل ـ باب في شجاعة النبي صلى الله عليه وسلم وتقدمه للحرب ٢٣٠٧

٣٦٧ ـ بَابٌ فِي الِاسْتِخَارَةِ

نماز استخارہ کا بیان

یہاں پر چند بحثیں ہیں: ① استخارہ کے لغوی معنی، ② استخارہ کب کرنا چاہئے؟، ③ استخارہ کب تک کرنا چاہئے؟، ④ کن امور کیلئے استخارہ ہوتا ہے؟، ⑤ استخارہ سے قبل رکعتین پڑھنے کی مصلحت، ⑥ استخارہ کے بعد کیا کرے؟، ⑦ استخارہ کی حدیث کس درجہ کی ہے، ⑧ استخارہ کا مختصر طریقہ۔

امور ثمانیہ متعلقہ باستخارہ: اسکے لغوی معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا اس کام میں جس کا ارادہ ہو رہا ہے، اور بعض شراح نے اس طرح لکھا ہے یعنی امرین میں سے جو نسا امر خیر ہو اس کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرنا، جس کا طریقہ حدیث شریف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ استخارہ کی نیت سے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر وہ دعاء پڑھے جو حدیث میں آرہی ہے اور اس دعاء سے پہلے باری تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام بھیجے۔

١٥٣٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُقَاتِلٍ، خَالُ الْقَعْنَبِيِّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ لَنَا: "إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ - يُسَمِّيهِ - بِعَيْنِهِ الَّذِي يُرِيدُ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي، وَمَعَادِي، وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، فَاقْدُرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، وَبَارِكْ لِي فِيهِ، اللَّهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهُ شَرًّا لِي مِثْلَ الْأَوَّلِ، فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ". أَوْ قَالَ: "فِي عَاجِلِ أَمْرِي، وَآجِلِهِ"، قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ، وَابْنُ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ کرنے کا طریقہ ایسے سکھلاتے تھے کہ جس اہتمام سے ہمیں قرآن کریم کی کوئی سورت سکھلاتے ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ارشاد فرماتے: جب تم میں سے کسی آدمی کا کسی مہتم بالشان کام (سفر، نکاح، معاملہ) کا ارادہ ہو تو وہ شخص فرض نماز کے علاوہ دو رکعتیں ادا کرے اور یہ دعا مانگے: اے اللہ! میں آپ کے جاننے بوجھنے کے سبب آپ سے بھلائی اور خیر طلب کرتا ہوں اور میں آپ سے آپ کی قدرت کے ذریعے اس معاملہ میں قوت اور ہمت طلب کرتا ہوں اور میں آپ سے آپکا فضل عظیم مانگتا ہوں، پس بے شک آپ قدرت کاملہ والے ہیں اور میں کسی بھی شئے پر قدرت نہیں رکھتا اور آپ کا علم تمام چیزوں کی اچھائی اور برائی پر محیط ہے اور میں کچھ نہیں جانتا اور آپ تو تمام غیب

کی باتوں کو خوب جاننے والے ہیں..... اے اللہ! اگر آپ کے علم میں میرا یہ کام..... جس کام کا ارادہ ہو اس کام کا اس جگہ نام لے..... میرے حق میں، میرے دین اور میری زندگی اور انجام کار کے اعتبار سے میرے لیئے بہتر ہو تو اس کو میرے لیئے مقدر فرمادے اور اس کام کو میرے لئے آسان فرماکر اس میں میرے لیئے برکت عطا فرما..... اور اگر آپ کے علم میں یہ کام میرے حق میں برا ہے، میرے دین اور میری دنیا اور انجام کار کے اعتبار سے تو مجھے اس کام سے پھیر دیجئے، اور اس کام کو مجھ سے دور کر دیجئے اور میرے لیئے بھلائی والے کام کو آسان فرما دیجئے وہ جہاں کہیں بھی ہو پھر مجھے اس بھلائی والے کام پر راضی کر دیجئے.....راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فِي دِينِي وَمَعَاشِي، وَمَعَادِي، وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فرمایا تھا یا فِي عَاجِلِ أَمْرِي، وَآجِلِهِ فرمایا تھا..... عبد اللہ بن مسلمہ اور محمد بن عیسیٰ استاد نے عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ اس روایت کو معنعن نقل کیا ہے۔

تخریج صحيح البخاري - الجمعة (١١١٣) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠١٩) صحيح البخاري - التوحيد (٦٩٥٥) جامع الترمذي - الصلاة (٤٨٠) سنن النسائي - النكاح (٣٢٥٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٣٨) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (١٣٨٣) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (٣٤٤/٣)

شرح الحديث قوله: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ: اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز قابل مشورہ واستخارہ ہو اس میں استخارہ کام کے ارادہ کے فوراً ہی بعد کر لینا چاہیے، تاکہ شروع ہی سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر خیر کی رہنمائی ہو، ورنہ اگر استخارہ میں دیر کی جائیگی تو ہو سکتا ہے نفس کا میلان پہلے ہی کسی ایک طرف ہو جائے اور استخارہ سے بعد میں پورا فائدہ رہنمائی کا حاصل نہ ہو، نیز [1] استخارہ مباحات کیلئے ہوتا ہے واجبات مستحبات کیلئے نہیں، البتہ جو واجبات موسعہ ہیں جن میں تاخیر جائز ہے ان میں استخارہ تعیین وقت وغیرہ مصالح کیلئے ہو سکتا ہے، مثلاً یہ کہ یہ کام اس سال کیا جائے یا آئندہ سال، عبادات میں استخارہ اصل فعل کے اعتبار سے نہیں ہوتا بلکہ وقت یا کیفیت وغیرہ کے لحاظ سے ہوتا ہے، استخارہ کے بعد جس چیز پر انشراح صدر ہو اس کو بغیر اتباع ہوائے نفسانی اختیار کر لینا چاہئے ایک دو دفعہ میں انشراح نہ ہو تو سات مرتبہ تک کرتا رہے (جیسا کہ ایک حدیث مرفوع میں وارد ہے جس کو ابن السنی [2] نے روایت کیا ہے) (بذل) اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں استخارہ کے بعد کیا کرے؟ اس میں اختلاف

---

[1] صحیح بخاری میں ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا (صحيح البخاري - كتاب الدعوات - باب الدعاء عند الاستخارة ٦٠١٩)، عارف ابن ابی جمرہؒ (بهجة النفوس — ج ٢ ص ٨٧) فرماتے ہیں کہ یہ عام مخصوص عنہ البعض ہے اس لئے کہ واجب یا مستحب کے فعل میں استخارہ نہیں ہوگا اور حرام ومکروہ کے ترک کیلئے استخارہ نہ ہوگا بلکہ امر مباح میں یا اس مستحب میں جس کے مقابل ایک دوسرا مستحب سامنے ہو تو اس میں استخارہ ہو سکتا ہے کہ کونسا ان میں سے اختیار کرے یا یہ کہ کونسا پہلے کرے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں اسی طرح امر واجب مخیر فیہ یا وہ واجب جو موسع ہو، ١٢۔

[2] عَنْ نضر بن أنس بن مالك، عَنْ أنس بن مالك بن النضر، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَنَسُ، إِذَا هَمَمْتَ بِأَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّكَ فِيهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ انْظُرْ إِلَى الَّذِي يَسْبِقُ إِلَى قَلْبِكَ، فَإِنَّ الْخَيْرَ فِيهِ. (عمل اليوم والليلة لابن السني — ص ٣٦٢) قال الحافظ في الفتح: سنده واه جدا. اھ. وقال العيني: قال النووي: في (الأذكار): إسناده غريب، وفيه من لا أعرفهم. قال شيخنا زين الدين: كلهم معروفون، ولكن بعضهم معروف بالضعف الشديد وهو إبراهيم بن البراء، والبراء هو ابن النضر ابن أنس بن مالك، وقد ذكره في (الضعفاء) العقيلي وابن حبان وابن عدي والأزدي. قال العقيلي: يحدث عن ☜

ہے، ابن عبد السلام فرماتے ہیں يَفْعَلُ مَا اتَّفَقَ یعنی جو ہو سکے وہی کرلے (انشاء اللہ اسی میں خیر ہے)، اور امام نوویؒ فرماتے ہیں استخارہ کے بعد جس چیز پر انشراح صدر ہو اس کو کرلے، آگے حافظ نے خود اپنی رائے یہ لکھی ہے کہ استخارہ کے بعد اگر انشراح اس چیز پر ہو جس چیز میں اس کی خواہش اور رغبت پختہ طور پر استخارہ سے پہلے تھی تو اس کو نہ کرے[1]، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں بعض مشائخ سے منقول ہے استخارہ کے بعد آدمی کو چاہیے باوضوء مستقبل قبلہ ہو کر سو جائے پس اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے (ہر ارنگ) تو اس کام کو کر گزرے کہ اس میں خیر ہے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھے اس میں شر ہے اور اس سے بچے۔

قوله: فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ: فرض نماز کی نفی سے معلوم ہوا کہ نماز سنت کے بعد بھی استخارہ کر سکتے ہیں بشرطیکہ اس میں استخارہ کی بھی نیت کی ہو ورنہ نہیں (قاله النووی) اور بعض کہتے ہیں اس کے لئے مستقل ہی نماز ہونی چاہیے۔

وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ - يُسَمِّيهِ - بِعَيْنِهِ الَّذِي يُرِيدُ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي، وَمَعَادِي، وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، فَاقْدُرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، وَبَارِكْ لِي فِيهِ، اللَّهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهُ شَرًّا لِي مِثْلَ الْأَوَّلِ، فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ، أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي، وَآجِلِهِ: یہ دعاء یاد کر لینی چاہیے اسی لئے یہاں نقل کی ہے، مثل الاول کا مطلب یہ ہے کہ یوں کہے فی دینی ودنیای اور آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تم کو اختیار ہے کہ عَاجِلِ أَمْرِي. وَآجِلِهِ کہو یا اس کے بجائے مَعَاشِي، وَعَاقِبَةِ أَمْرِي کہو۔

علماء نے لکھا ہے کہ صلوۃ الاستخارہ کی پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھے تو بہتر ہے اور یا پہلی رکعت میں وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾[2]، اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا[3]، اور بعض علماء فرماتے ہیں اور اکمل یہ ہے کہ وہ سورتیں بھی پڑھے اور یہ آیات بھی۔

للہ الثقات بالبواطیل، وقال ابن حبان: شیخ کان یدور بالشام یحدث عن الثقات بالموضوعات: لا یجوز ذکرہ إلا علی مثل القدح فیہ، وقال ابن عدي: ضعیف جدا، حدث بالبواطیل، فعلی ہذا فالحدیث ساقط لا حجۃ فیہ، نعم، قد یستدل للتکرار بأن النبي صلی اللہ علیہ وسلم کان إذا دعا دعا ثلاثا اھ۔

[1] فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ۱۱ ص ۱۸۷

[2] اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے ان کے ہاتھ میں نہیں پسند کرنا اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شریک بتلاتے ہیں اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر میں کرتے ہیں (سورة القصص ۶۸ - ۶۹)

[3] اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایمان دار عورت کا جب کہ مقرر کردے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر (سورة الأحزاب ۳۶)۔

دعاء استخارہ سے قبل رکعتین میں مصلحت علماء نے یہ لکھی ہے کہ استخارہ کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں دین و دنیا دونوں کی خیر حاصل ہو جائے اور اس مقصد عظیم کا حصول بادشاہ کے دروازہ کے کھٹکھٹائے بغیر ممکن نہیں اور اس قرع باب کی صورت نماز سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتی، استخارہ کی یہ حدیث صحیح مسلم کے علاوہ باقی سب صحاح ستہ میں موجود ہے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں حسن صحیح غریب لا نعرفه إلا من حديث عبد الرحمن بن أبي الموال وهو شيخ مديني ثقة، روى عنه سفيان حديثا، وقد روى عن عبد الرحمن غير واحد من الأئمة اھ [1]، لیکن امام احمدؒ نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے اور اس کو منکر قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں اس حدیث کو ابن المنکدر سے ابن ابی الموال کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیا لیکن تقریباً دوسرے تمام ائمہ نے ان کی توثیق کی ہے، ابن ابی عدی کہتے ہیں حدیث الاستخارہ متعدد صحابہ سے مروی ہے: ابو ایوبؓ، ابو سعیدؓ، ابو ہریرہؓ، ابن مسعودؓ وغیرہ، وہ فرماتے ہیں اور ان میں سے کسی حدیث میں نماز کا ذکر نہیں ہے، سوائے حدیث ابو ایوب کے، ولم يقيد بركعتين ولا بقوله من غير الفريضة (منهل [2]) نیز سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث مرفوع ہے مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ اسْتِخَارَتُهُ اللهَ (أخرجه أحمد وسنده حسن [3]) اور ترمذی شریف میں ہے من حديث أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَمْرًا قَالَ: «اللَّهُمَّ خِرْ لِي وَاخْتَرْ لِي» [4]، اور طبرانی میں حضرت انسؓ کی حدیث مرفوع میں ہے مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ [5]، اس سے معلوم ہوا استخارہ کا ایک مختصر طریقہ یہ ہے کہ جب تک اپنا مقصد حاصل نہ ہو یہ دعاء جو ابھی گزری اس کو پڑھتے رہنا چاہئے، میں نے اپنے استاذ محترم حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ سے سبق میں سنا تھا مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ، وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ اس کا جزء اول تو حدیث سے ثابت ہے ابھی قریب میں گزرا ہے، لیکن اس کا جزء ثانی کسی روایت میں تلاش کے باوجود نہیں ملا۔

٣٦٨ - بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ

بلاؤں اور آفات سے حفاظت کی دعائیں

دعائیں دو طرح کی ہوتی ہیں: ① اول وہ جو جلب منفعت کے قبیل سے ہوں جن میں امور خیر کو طلب کیا جاتا ہے، ② ثانی وہ جو دفع مضرت کے قبیل سے ہوں جن میں شر اور ضرر سے پناہ چاہی جائے، اب تک مصنفؒ قسم اول کو بیان کر رہے تھے اب یہاں سے قسم ثانی کو بیان کرتے ہیں۔ (فائدہ) غالباً امام نسائیؒ پر دفع مضرت کا پہلو غالب تھا انہوں نے سنن صغری کے اخیر میں

---

[1] جامع الترمذي- كتاب الوتر- باب ما جاء في صلاة الاستخارة ٤٨٠

[2] المنهل العذب المورود شرح سنن أبي داود- ج٨ ص ٢٠١

[3] مسند أحمد- مسند باقي العشرة المبشرين بالجنة- مسند أبي إسحاق سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه ١٤٤٤ ج٣ ص ٥٤

[4] جامع الترمذي- كتاب الدعوات- باب: بلا ترجمة ٣٥١٦

[5] الروض الداني إلى المعجم الصغير للطبراني- ج٢ ص ١٧٥، فتح الباري شرح صحيح البخاري ج ١١ ص ١٨٤

ایک مستقل عنوان کِتَابُ الاِسْتِعَاذَۃ کا قائم کیا ہے اور پھر اس کے تحت میں پچاسوں باب استعاذہ کے سلسلہ میں قائم کئے ہاں نوع اول کی روایات وادعیہ کو انہوں نے کتاب الصلوۃ میں ذکر کیا ہے یعنی وہ دعائیں جو صلوۃ سے متعلق ہیں خواہ تشہد کے بعد قبل السلام والی دعائیں ہوں یا بعد السلام والی۔

سنن ابوداؤد میں کتاب الدعوات مستقلاً نہیں ہے انہوں نے زیادہ تر دعائیں یہاں کتاب الصلوۃ کے اخیر میں ذکر کی ہیں اور کچھ دعائیں نوم سے متعلق کتاب الأدب کے ضمن میں ذکر کی ہیں۔

سب سے زیادہ دعاؤں کا ذخیرہ کس کتاب میں؟ صحاح ستہ میں سب سے زیادہ دعاؤں کا ذخیرہ میرے علم میں سنن ترمذی میں ہے، اسکی کتاب الدعوات بڑی طویل ہے تقریباً تیس صفحات پر مشتمل ہے [1]، اور صحیح بخاری کی کتاب الدعوات تقریباً بیس صفحات کے اندر ہے [2] بعض حضرات محدثین نے صرف دعاؤں پر مستقل تصنیفات بھی فرمائی ہیں جو مشہور ومعروف ہیں۔

ایک زرین نصیحت: میرا مشورہ کہیے یا نصیحت یہ ہے کہ ہر طالب علم کو چاہئے کہ وہ ترمذی شریف کی کتاب الدعوات کو سامنے رکھ کر سب دعائیں از اول تا آخر پڑھے اور دوران قراءۃ جونسی دعاء کو اپنے حال کے زیادہ مناسب سمجھے یا جو دعاء زیادہ پسند آئے اس قسم کی سب دعاؤں کو ایک کاپی (بیاض) میں نقل کرلے، اور پھر اس سے ان دعاؤں کو یاد کرتا رہے اور پڑھتا رہے واللہ الموفق وهو الميسر۔

١٥٣٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ".

ترجمہ: حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے: ① بزدلی سے، ② کنجوسی سے، ③ بڑی عمر سے، ④ سینہ کے (اندر موجود برے اخلاق کے) فتنہ سے اور، ⑤ عذاب قبر سے۔

تخریج: سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٤٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٣٩) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٤٤)

١٥٤٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

---

[1] ترمذي شريف کی کتاب الدعوات میں تقریباً ٢٥٠ سے زائد احادیث ہیں۔

[2] بخاري شريف کی کتاب الدعوات میں تقریباً ١٠٠ سے زائد احادیث ہیں۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعائیں مانگتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں (عبادت کرنے سے اور دشمنوں سے انتقام لینے سے) عاجز ہو جانے سے اور (بھلائی کے کاموں میں) سستی کرنے سے اور بزدل بن جانے سے (اللہ کے دشمنوں کے سامنے اور نفس اور شیطان کے سامنے) اور کنجوسی کرنے سے اور انتہائی بڑھاپے سے اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں قبر کے عذاب سے اور آپ کی پناہ پکڑتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

١٥٤١ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ سَعِيدٌ الزُّهْرِيُّ: عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ»، وَذَكَرَ بَعْضَ مَا ذَكَرَهُ التَّيْمِيُّ.

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا تو میں آپ ﷺ سے بکثرت سنا کرتا تھا کہ آپ ﷺ یہ دعا مانگ رہے ہوتے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں موجودہ پریشان کن خیالات اور افکار سے، اور ماضی کے پریشان کن خیالات اور افکار سے، اور قرضہ کے بوجھ سے، اور لوگوں کے مجھ پر غالب ہو جانے سے۔ اسکے بعد راوی نے مزید بعض وہ الفاظ ذکر کیے جسکو گزشتہ روایت میں سلیمان تیمی ذکر کر چکے ہیں۔

تخریج صحيح البخاري - الجهاد والسير (٢٦٦٨) صحيح البخاري - تفسير القرآن (٤٤٣٠) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠٠٢) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠٠٦) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠٠٨) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠١٠) صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٧٠٦) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٨٤) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٨٥) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٤٨) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٤٩) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٥٠) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٥١) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٥٢) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٥٣) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٥٧) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٥٩) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٧٦) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٩٥) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٠٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٤٠)

١٥٤٢ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو یہ دعائیں اسطرح اہتمام سے سکھلاتے تھے کہ جس اہتمام سے قرآن پاک کی کوئی سورت سکھلاتے ہوں، آپ ﷺ فرماتے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں عذاب جہنم سے، اور آپ کی پناہ پکڑتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور آپ کی پناہ پکڑتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے، اور آپ کی پناہ پکڑتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

تخریج صحيح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (٥٩٠) جامع الترمذي - الدعوات (٣٤٩٤) سنن النسائي - الجنائز

(٢٠٦٣) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥١٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٤٢) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٤٠) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٤٢/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٥٨/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٢٩٨/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٣٠٥/١) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (٣١١/١) موطأ مالك - النداء للصلاة (٤٩٩)

١٥٤٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ».

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعائیں مانگتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں جہنم اور آگ کے فتنہ سے، اور آگ کے عذاب سے، اور مالداری کی برائی سے، اور فقر وفاقہ کی برائی سے (کہ فاقہ کی صورت میں اللہ پاک کی تقدیر پر راضی نہ ہوں صبر نہ کرسکوں اور حرام کام واقع ہو جائے)۔

تخریج: صحيح البخاري - الأذان (٧٩٨) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠٠٧) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠١٤) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠١٥) صحيح البخاري - الدعوات (٦٠١٦) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٦٦) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٧٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٤٣) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٣٨)

١٥٤٤ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ، أَوْ أُظْلَمَ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ان کلمات کے ساتھ دعائیں مانگتے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں فقر وفاقہ اور بھلائی کے اسباب کے کم ہونے سے، اور آپ کے دربار کی ذلت اور رسوائی سے، اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں ظالم بننے سے، اور مظلوم بننے سے۔

تخریج: سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٦٠) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٦١) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٦٢) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٦٣) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٦٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٤٤) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٤٢)

١٥٤٥ - حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحْوِيلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سُخْطِكَ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہوتی تھی: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں آپ کی نعمت کے ختم ہو جانے سے، اور آپ کی عافیت کے پھر جانے سے، اور آپ کی اچانک کی سزا اور پکڑ سے، اور آپ کو ناراض کرنے والی باتوں اور کاموں سے۔

تخریج: صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٧٣٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٤٥)

١٥٤٦ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السُّلَيْكِ، عَنْ دُوَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ، وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا مانگتے تھے: اے اللہ! آپ کی پناہ پکڑتا ہوں کسی سے (خوامخواہ) دشمنی مول لینے سے، اور نفاق سے، اور برے اخلاق اور عادات سے۔

تخریج: سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٧١) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٤٦)

١٥٤٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! آپ کی پناہ پکڑتا ہوں بھوک سے کیونکہ وہ انسان کا بہت برا ساتھی ہے (جو اسکے ساتھ جاگتے اور سوتے میں رہتا ہے)، اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں خیانت کرنے سے کیونکہ یہ خیانت بہت بری اندرونی عادت ہے۔

تخریج: سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٦٨) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٦٩) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٤٧)

١٥٤٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَخِيهِ عَبَّادِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ، مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ».

ترجمہ: عباد بن ابی سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اسطرح دعا مانگتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں چار چیزوں سے: ① ایسے علم سے جو نفع بخش نہ ہو، ② اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ③ اور ایسے نفس سے جو (دنیا سے) سیر نہ ہو، ④ اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جائے۔

تخریج: سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٣٦) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٣٧) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٤٨) سنن ابن ماجه - المقدمة (٢٥٠) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٣٧)

١٥٤٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْمُعْتَمِرِ: أُرَى أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنَا، أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ صَلَاةٍ لَا تَنْفَعُ»، وَذَكَرَ دُعَاءً آخَرَ.

ترجمہ: ابو المعتمر کہتے ہیں میرے گمان میں انس بن مالکؓ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں ایسی نماز سے جس سے نفع نہ ہو اسکے بعد دوسری دعا ذکر کی۔

۱۵۵۰ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، عَمَّا كَانَ رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِ، قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

ترجمہ فروہ بن نوفل اشجعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کیا دعا مانگا کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ یہ دعا مانگتے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں ان کاموں کی برائی سے جو میں نے کیئے ہیں اور جو کام میں نے نہیں کیئے (مستقبل کے کام) ان کی برائی سے بھی پناہ پکڑتا ہوں۔

تخریج صحيح مسلم - الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار (٢٧١٦) سنن النسائي - السهو (١٣٠٧) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٢٣) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٢٤) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٢٥) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٢٦) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٢٧) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٢٨) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٥٠) سنن ابن ماجه - الدعاء (٣٨٣٩) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٣١/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٠٠/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (١٣٩/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢١٣/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٥٧/٦) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٧٨/٦)

شرح الحدیث يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ: اور بعض روایات میں من شر ما علمت ومن شر مالم أعلم [1] بھی آیا ہے، یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ جو عمل کیا ہی نہیں تو اس کا شر ہے کہاں؟ کہ اس سے پناہ مانگی جائے، جواب اس سوال کا حدیث کی شرح سے معلوم ہو جائیگا۔

ماعملت أي من السيئات ومالم أعمل أي من الحسنات یعنی جو نیک کام کرنے چاہئیں تھے اور نہیں کئے تو اس نہ کرنے پر جو خرابی اور شر مرتب ہو سکتا ہے اس سے پناہ چاہتا ہوں، اور یا مطلب یہ ہے کہ میں ہر چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں خواہ اس میں میرے عمل اور کسب کو دخل ہو یا نہ ہو، مثلاً کسی میں صفت جبن ہے یا صفت بخل ہے جو غیر اختیاری اور غیر کسبی ہے تو اس صفت کی وجہ سے جو خرابی مرتب ہو سکتی ہے اس سے پناہ چاہتا ہوں، اور یا یہ کہیئے کہ بعض مرتبہ دوسرے کی معصیت سے بھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے، قال تعالی: وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً [2] لہٰذا اس سے بھی پناہ مانگنے کی ضرورت ہے۔

نیز بعض مرتبہ انسان کوشش کر کے کسی معصیت سے بچ جاتا ہے لیکن اس بچنے پر بھی شر مرتب ہو سکتا ہے وہ یہ کہ مثلاً اس بچنے کے بجائے فضل خداوندی سمجھنے کے اپنی ذات کی طرف منسوب کرنے لگے، یا اس معصیت سے بچنے کے بعد اپنے کو دوسرے سے افضل سمجھنے لگے (یہ سب توجیہات ہو سکتی ہیں)۔

۱۵۵۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، الْمَعْنَى، عَنْ

---

[1] اتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين - ج ٥ ص ٨٤

[2] اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہیں پڑے گا تم میں سے خاص ظالموں ہی پر (سورۃ الأنفال ٢٥)

سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ، عَنْ أَبِيهِ - فِي حَدِيثِ أَبِي أَحْمَدَ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ -، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ، عَلِّمْنِي دُعَاءً، قَالَ: "قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي".

ترجمہ شتیر بن شکل اپنے والد شکل بن حمید سے نقل کرتے ہیں، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ابو احمد الزبیری نے اپنی حدیث میں (راوی کے دادا کا نام بھی ذکر کیا اسطرح) شتیر بن شکل بن حمید...... صحابی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھلا دیجیے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ دعا پڑھو اے اللہ میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں اپنے کان کی برائی سے (کان سے گناہ کی باتیں جھوٹ، بہتان، غیبت وغیرہ سنوں) اور آنکھ کے گناہ کی برائی سے (کہ نامحرم کو دیکھوں یا کسی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھوں) اور اپنی زبان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں (کہ فضولیات زبان سے نکالوں) اور اپنے دل کے شر سے (کہ اللہ پاک کے علاوہ کے ساتھ میرا دل مشغول ہو) اور اپنی منی کے شر سے پناہ مانگتا ہوں (کہ منی کے غلبہ کے سبب زنا میں مبتلا ہو جاؤں)۔

تخریج سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٤٤) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٥٥) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٥٦) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٨٤) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٥١)

١٥٥٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ صَيْفِيٍّ، مَوْلَى أَفْلَحَ، مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ، أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا».

ترجمہ ابو الیسر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ مجھ پر عمارت یا چھت گر جائے، اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ میں کسی اونچی جگہ سے گر جاؤں (یا کنویں میں گر جاؤں)، اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں ڈوب جانے سے اور جل جانے سے، اور انتہائی بڑھاپے سے، اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ مجھے شیطان موت کے وقت گمراہ کر دے، اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ میں آپ کے رستہ میں پیٹھ پھیرتے ہوئے (جنگ سے فرار ہوتے ہوئے) مروں، اور آپ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ میری موت سانپ یا بچھو کے ڈسنے کے سبب ہو۔

١٥٥٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي مَوْلًى لِأَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْيَسَرِ، زَادَ فِيهِ وَالْغَمِّ.

ترجمہ ابو الیسر سے گزشتہ حدیث مروی ہے اسمیں یہ اضافہ ہے کہ میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں غم سے۔

تخریج سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٣١) سنن النسائي - الاستعاذة (٥٥٣٢) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٥٢)

شرح الاحادیث عَنْ أَبِي الْيَسَرِ، أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ

التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الغَرَقِ، وَالحَرَقِ، وَالهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ: اور پناہ چاہتا ہوں میں آپ کی اس بات سے کہ مجھ کو شیطان عین موت کے وقت خبطی اور مجنون بنادے اور میرے دین کو خراب اور فاسد کردے، اس حدیث میں ہدم اور تردی وغیرہ امور سے پناہ چاہی گئی ہے حالانکہ یہ چیزیں اسباب شہادت میں سے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں بہت سخت قسم کی ہیں بعض مرتبہ انسان کو ان پر صبر کرنا مشکل ہوجاتا ہے تو شیطان کو بہکانے کا اچھا موقع مل جاتا ہے اور وہ آدمی کو ناشکری اور بے صبری میں مبتلا کردیتا ہے جو سراسر دین کا نقصان ہے۔

١٥٥٤ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ البَرَصِ، وَالجُنُونِ، وَالجُذَامِ، وَمِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ».

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں برص (سفید سفید دھبوں) کی بیماری سے اور عقل کے ختم ہوجانے سے اور جذام (اعضاء کی خرابی اور ان کے ٹوٹنے) کی بیماری سے اور بری بیماریوں سے۔

تخریج: سنن النسائي - الاستعاذة (٥٤٩٣) سنن أبي داود - الصلاة (١٥٥٤) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٩٢/٣)

شرح الحدیث: قوله: وَمِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ: شدید قسم کے امراض سے پناہ چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے مطلق اسقام سے پناہ نہیں طلب کی بلکہ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ سے! علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں دراصل بات یہ ہے امراض اور مصائب پر اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر وثواب بہت[1] ہے لیکن جو امراض زیادہ سخت ہوتے ہیں جیسے سل، استسقاء، اور امراض مزمنہ طویلہ تو ان میں چونکہ جزع فزع اور بے صبری کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے صرف ان ہی سے عافیت طلب کی گئی ہے اور جو امراض معمولی ہلکے پھلکے تھے ان پر چونکہ صبر آسان ہے اس لئے ان سے پناہ نہیں چاہی گئی دار آخرت کے ثواب عظیم حاصل کرنے کی غرض سے[2]۔

١٥٥٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الغُدَانِيُّ، أَخْبَرَنَا غَسَّانُ بْنُ عَوْفٍ، أَخْبَرَنَا الجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُ: أَبُو أُمَامَةَ، فَقَالَ: «يَا أَبَا أُمَامَةَ، مَا لِي أَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟»، قَالَ: هُمُومٌ لَزِمَتْنِي، وَدُيُونٌ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلَامًا إِذَا أَنْتَ قُلْتَهُ أَذْهَبَ عَزَّ وَجَلَّ هَمَّكَ، وَقَضَى عَنْكَ دَيْنَكَ؟»، قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، يَا رَسُولَ، قَالَ: "قُلْ إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ

---

[1] چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آخرت میں جب اصحاب العاہات والمصائب کو انکے مصائب پر اجر ملے گا تو اس وقت اصحاب العافیہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہمارے بدن کی کھال قینچیوں سے کاٹ دی جاتی تا کہ ان کا ثواب اسوقت یہاں ملتا (جامع الترمذي - أبواب الزهد - باب: بلا ترجمة ٢٤٠٢)

[2] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح - ج ٥ ص ٣٧٧

وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ". قَالَ: فَفَعَلْتُ ذَلِكَ، فَأَذْهَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هَمِّي، وَقَضَى عَنِّي دَيْنِي.

ترجمہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کا گزر ایک صاحب پر ہوا جن کو ابو امامہؓ کہتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو امامہ! کیا بات ہے میں تمہیں نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں؟ تو ابو امامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بہت سے افکار گھیرے ہوئے ہیں اور مجھ پر بہت قرضے ہیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ بات نہ سکھلاؤں کہ جب تم اس کلام کو پڑھو گے تو اللہ پاک تمہارے پریشان کن خیالات کو دور فرما دینگے اور تمہارے قرضہ کو ادا فرما دینگے؟ ابو امامہؓ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتلایئے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح اور شام یہ دعا پڑھو: اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں موجودہ پریشان کن خیالات سے، اور گزشتہ پریشان کن خیالات سے، اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں عاجز ہونے سے، اور کسل مندی اور سستی سے، اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں بزدلی اور کنجوسی سے، اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں قرضہ کے بوجھ اور لوگوں کے غیظ و غضب سے، ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وظیفہ پر عمل کیا تو اللہ پاک نے اس دعا کی برکت سے میری پریشانیوں کو دور فرما دیا اور مجھ پر سے قرضہ اتار دیا۔

شرح الحدیث قُلْ إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ". قَالَ: فَفَعَلْتُ ذَلِكَ، فَأَذْهَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هَمِّي، وَقَضَى عَنِّي دَيْنِي: یہ دعاء "دعاء اداء قرض" کے نام سے مشہور ہے، چنانچہ امام نوویؒ نے اس حدیث کو کتاب الأذکار میں دعاء قضاء الدین عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس کو صرف سنن ابو داؤد کی طرف منسوب کیا ہے اس کے علاوہ انہوں نے ایک دعاء اداء قرض کی سہولت کیلئے اور ذکر کی ہے وہ یہ کہ ایک مکاتب حضرت علیؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں اداء کتابت سے عاجز ہو گیا ہوں میری اعانت کیجئے، انہوں نے فرمایا میں تجھ کو وہ دعاء بتاتا ہوں جو حضور ﷺ نے مجھ کو تعلیم فرمائی تھی اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسکو اداء کرا دیں گے یہ دعاء پڑھا کر: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (رواه الترمذي [1])، اسی طرح ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کثرت سے پڑھا کر اس لئے کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے، اس پر مکحول شامی فرماتے ہیں کہ جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ وَلَا مَنْجَى مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ، پڑھے گا اس کے ستر قسم کے نقصانات اور مضرتیں رفع ہوں گیں جن میں ادنیٰ درجہ فقر ہے [2]۔

---

[1] جامع الترمذي - كتاب الدعوات - باب: بلا ترجمة ٣٥٦٣

[2] جامع الترمذي - كتاب الدعوات - باب ما جاء إن لله ملائكة سياحين في الأرض ٣٦٠١

جاننا چاہئے دعاء کے کچھ آداب اور شرائط ہیں جو کتابوں میں مذکور ہیں، امام نوویؒ نے کتاب الأذکار کے اخیر میں ایک باب آداب الدعاء کے عنوان ہی سے قائم کیا ہے، اسی میں یہ اختلاف بھی لکھا ہے کہ دعاء افضل ہے یا سکوت، وہ فرماتے ہیں کہ مذہب مختار جس پر تمام فقہاء اور محدثین اور جماہیر علماء سلفاً وخلفاً ہیں یہ ہے کہ دعاء مستحب ہے [1] یہ بحث ہمارے یہاں بہت تفصیل سے باب الدعاء کے شروع میں گزر چکی ہے امام نوویؒ نے امام غزالیؒ کی إحیاء سے نقل کیا ہے آداب الدعاء عشرة، اور پھر ان کو بیان کیا، اور لکھا ہے کہ شرائط دعاء میں سے یہ ہے کہ آدمی کو روزی اور کھانا پینا حلال ہو، اور آداب میں سب سے اہم اور مؤثر حضور قلب ہے [2]، حضرت امام بخاریؒ نے اس سلسلہ کا ایک باب یہ بھی قائم فرمایا ہے بَاب الدُّعَاءِ عِنْدَ الْوُضُوءِ اور اس میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب کیا اور وضوء فرمائی اور پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء مانگی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ [3] یہ عبید ابو موسیٰ اشعریؓ کے چچا کا نام ہے ایک غزوہ میں ان کے تیر آکر لگا تھا اسی میں انتقال ہوا، انتقال کے وقت انہوں نے اپنے بھتیجے ابو موسیٰ اشعریؓ سے فرمایا کہ میرا اسلام حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرنا اور میری طرف سے استغفار کی درخواست کر دینا (حاشیۂ بخاری) اس سے معلوم ہوا کہ دعاء کے آداب میں سے ایک ادب باوضوء ہونا بھی ہے (کسی خاص دعاء کے اہتمام کے وقت)۔

میں بھی اپنے لئے اور اپنے والدین کیلئے خواہ وہ والدین نسبی ہوں یا روحانی، اور جملہ اصول وفروع اور اقارب واحباب کیلئے حضور اقدس ﷺ کے وسیلہ سے مغفرت تامہ اور الفوز بالجنة والنجاة من النار چاہتا ہوں، اللّٰهم منی الدعاء وعليك الاجابة۔

وهذا آخر كتاب الصلاة، وبه قد تم الجزء الثاني من الدر المنضود على سنن أبي داؤد

فالحمد لله أولاً وآخراً والصلوة والسلام على نبيه سرمداً ودائماً

محمد عاقل عفا الله عنه

٢٠ جمادى الاولى ١٤١٧ھ يوم الجمعة

آخر كِتَابُ الصَّلَاةِ

[1] الأذكار المنتخبة من كلام سيد الأبرار صلى الله عليه وسلم للنووي — ص ٤٩٧

[2] الأذكار المنتخبة من كلام سيد الأبرار صلى الله عليه وسلم للنووي — ص ٤٩٧

[3] صحيح البخاري - كتاب الدعوات - باب الدعاء عند الوضوء ٦٠٢٠